

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت سید الامم ﷺ

www.KitaboSunnat.com

ماخذ
قرآن مجید، کتب احادیث، فقہ و تاریخ

جلد ۴

مولوی محمد اصغر ہاشمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی رومہ

معدنہ البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 library@mohaddis.com

صفحہ نمبر	فہرست مضامین
	۵ بعثت نبوی
۱۵۸۶	مضامین سورۃ الکہف
۱۵۸۹	سورۃ کہف کی فضیلت
۱۵۹۱	نبی کریم ﷺ کو تسلی اور دلا سے
۱۵۹۵	قصہ اصحاب الکہف
۱۶۰۲	موت کے بعد زندگی
۱۶۰۳	دوبارہ جینے کی عینی دلیل
۱۶۰۷	ان شاء اللہ کہنے کا حکم
۱۶۱۶	فخر و غرور
۱۶۱۸	مفلس مسلمان
۱۶۲۱	ناشکری کا انجام
۱۶۲۲	متاع دنیا کی حقیقت
۱۶۲۷	اولین و آخرین سب میدان محشر میں
۱۶۳۲	خالق کو چھوڑ کر اس کے دشمن سے دوستی
۱۶۳۵	روز محشر مشرک شرمندہ ہوں گے
۱۶۳۹	بڑا ظالم کون؟
۱۶۴۰	دھمکی
۱۶۴۲	الہی مصلحتیں
۱۶۴۹	قصہ ذوالقرنین
۱۶۵۰	مغرب کی طرف مہم

۱۶۵۲	مشرق کی طرف مہم
۱۶۵۲	یا جوج و ماجوج
۱۶۵۳	دیوار کی تعمیر
۱۶۵۹	قیامت کا منظر
۱۶۶۴	مضامین سورہ الزمر
۱۶۶۷	درمیانی واسطوں کی تلاش، بنیاد شرک ہے
۱۶۷۰	اللہ وحدہ لا شریک ہے
۱۶۷۲	تخلیق کائنات اور عقیدہ توحید
۱۶۷۴	کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا
۱۶۷۹	مشرک کا کردار
۱۶۸۰	مشرک اور موحد برابر نہیں
۱۶۸۱	اہل تقویٰ کو تین نصیحتیں
۱۶۸۳	چار اہم اعلان
۱۶۸۵	نیک اعمال کے حامل لوگوں کے لیے محلات
۱۶۸۷	زندگی کی بہترین مثال
۱۶۹۰	قرآن حکیم کی تاثیر
۱۶۹۴	شرک کی قباحت، ایک سادہ سی مثال
۱۷۰۰	اللہ پر کامل بھروسہ
۱۷۱۱	حیات بعد الموت کی ایک مثال
۱۷۱۳	مشرکین کی مذمت
۱۷۲۰	انسان کا ناشکر اپن
۱۷۲۲	توبہ، گناہوں کی معافی کا ذریعہ

۱۷۲۹	مشرکین کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے
۱۷۳۲	کفر و ایمان میں سمجھوتہ نہیں ہو سکتا
۱۷۳۹	کفار کی آخری منزل
۱۷۴۲	متقیوں کی آخری منزل
۱۷۴۵	مضامین سورہ المؤمن
۱۷۴۹	دنیاوی مال و اسباب کی حقیقت
۱۷۵۱	اہل ایمان کے لئے مقرب فرشتوں کی دعائیں
۱۷۵۴	کفار کی دوبارہ زندگی کی لاکھلا حاصل آرزو
۱۷۵۹	حشر کے دن صرف اللہ کی حکومت ہوگی
۱۷۶۴	شرک کی تردید
۱۷۶۵	دھمکی
۱۷۶۹	ایک اہل ایمان سردار کا مشورہ اور ڈرانا
۱۷۷۵	فرعون کی سرکشی اور تکبر
۱۷۷۷	مومن سردار کی قوم کو دعوت
۱۷۸۰	مومن سردار کے خلاف اقدام
۱۷۸۵	دو زخیوں کا ایک مکالمہ
۱۷۸۷	صبر کی تلقین
۱۷۸۷	انسان کی دوبارہ پیدائش کے دلائل
۱۷۹۰	عبادت کی روح دعا ہے
۱۷۹۳	توحید کی دلیل
۱۷۹۸	رسول اللہ ﷺ کی مشرکین کو دعوت توحید
۱۸۰۰	کفار کو عذابِ جہنم اور طوق و سلاسل کی وعید

۱۸۰۲	اللہ کے وعدے قطعاً حق ہیں
۱۸۰۳	معجزے کا مطالبہ
۱۸۰۴	ہر مخلوق خالق کائنات پر دلیل ہے
۱۸۰۶	مقامِ عبرت
۱۸۰۶	مشرکوں کا انجام
۱۸۰۷	عمر و بن مرہ جہنی کا قبولِ اسلام
۱۸۱۳	مضامین سورہٴ مریم
۱۸۱۴	زکریا علیہ السلام کا دعا کرنا
۱۸۱۷	خوشخبری پر تعجب
۱۸۱۹	قرآن مجید میں یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف
۱۸۲۰	انجیلوں میں یحییٰ کے اوصاف
۱۸۳۰	مریم پر قوم کا تہمت لگانا
۱۸۳۲	شُرک فی الذات کی نفی
۱۸۳۶	قیامت کا دن دوزخیوں کے لیے یومِ حسرت
۱۸۴۱	باپ کی دھمکی
۱۸۵۰	ترک نماز کا نتیجہ شہوات کی پیروی
۱۸۵۴	قیامت یقیناً آئے گی
۱۸۵۸	کثرت مال فریبِ زندگی
۱۸۶۰	کافروں کو مہلت
۱۸۶۱	اہل ایمان کو تسلی
۱۸۶۲	عیار مقروض اور خباب بنی النضر بن اریط
۱۸۶۴	معبدوں کا نظہارہ لا تعلق

۱۸۶۶	اللہ تعالیٰ کے معزز مہمان
۱۸۶۸	شرک کی تردید
۱۸۶۹	تباہ شدہ قوموں سے عبرت
۱۸۷۰	مضامین سورہ العنکبوت
۱۸۷۵	نیکوں کی کوشش
۱۸۸۱	اہل باطل کا ایک فریب
۱۸۸۸	نبی اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی
۱۹۱۱	شرک کی تردید کے لئے ایک مثال
۱۹۱۵	نسخہ استقامت
۱۹۱۸	بحث و مباحثہ میں تعلیم و تربیت
۱۹۳۱	توحید الوہیت
۱۹۳۲	توحید ربوبیت
۱۹۳۴	احسان کا بدلہ احسان
۱۹۳۶	پہلی ہجرت حبشہ
۱۹۳۹	مضامین سورہ طہ
۱۹۵۱	قبولیت دعا
۱۹۵۳	اندیشے
۱۹۶۵	جادو گر بلانے کا فیصلہ
۱۹۶۶	جادو گروں کو دعوت حق
۱۹۶۷	مقابلہ حق و باطل
۱۹۶۹	جادو گروں کا قبول حق
۱۹۷۷	احسانات کی یاد دہانی

۱۹۸۱	انجام سامری
۲۰۰۴	قرآن حکیم سب سے بڑا معجزہ
۲۰۰۶	مضامین سورۃ الواقعہ
۲۰۱۷	اصحاب یمن اور ان پر انعامات
۲۰۲۱	اصحاب شمال اور عذاب الہی
۲۰۲۵	مسئلہ تقدیر
۲۰۳۳	عالم نزع کی بے بسی
۲۰۳۶	مضامین سورۃ الشعراء
۲۰۴۲	فرعون کا تحقیر و تنقیص کرنا
۲۰۵۶	فرعون کی دھمکی
۲۰۵۶	درباریوں سے مشورہ
۲۰۵۷	جادوگروں کا جمع ہونا
۲۰۵۸	مقابلہ حق و باطل
۲۰۶۰	جادوگروں کو موت کی دھمکی
۲۰۶۲	حکم ہجرت
۲۰۶۵	فرعون کا غرق ہونا
۲۱۱۱	مضامین سورۃ النمل
۲۱۳۷	قیامت کے منکر
۲۱۵۰	دابتہ الارض
۲۱۵۹	مضامین سورۃ القصص
۲۲۱۰	قارون اور اس کا انجام
۲۲۲۰	مضامین سورۃ الروم

۲۲۲۰	غلبہ روم اور غلبہ اسلام، دو معجزاتی پیشگوئیاں
۲۲۲۴	معرکہ روم و فارس
۲۲۴۲	شرک کی تردید کے لئے ایک مثال
۲۲۵۳	زمین کی اصلاح اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مضمر ہے
۲۲۵۷	اللہ کے پسندیدہ دین پر مستحکم ہو جاؤ
۲۲۶۳	مضامین سورہ انجم
۲۲۷۷	پہلے صحیفوں کی تعلیم
۲۲۸۴	ایک ضعیف روایت
۲۲۹۰	دوسری ہجرت حبشہ
۲۲۹۸	مشرکین نجاشی کے دربار میں
۲۳۰۶	ابوطالب کو علانیہ دھمکی
۲۳۰۸	ابوطالب کو ایک اور تجویز

۵ بعثتِ نبوی

مضامین سورہ الکہف:

رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کو شرک چھوڑ کر توحید اختیار کرنے اور دنیا پرستی چھوڑ کر آخرت پر یقین دلانے کی دعوت دے رہے تھے، مگر قوم کے بڑے بڑے سردار اپنی دولت اور شوکت و حشمت کے زعم میں نہ صرف آپ کی دعوت کو رد کر رہے تھے بلکہ ان چند راست پسند انسانوں کو بھی جنہوں نے یہ دعوت قبول کر لی تھی، ان کو اپنی مشرکانہ ملت پر لانے کے لئے انسانیت سوز ظلم و ستم اور تحقیر و تذلیل کا نشانہ بنا رہے تھے، اور ان کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہ تھا، مگر راست پسند، سلیم الفطرت یہ چند انسان اللہ کی وحدانیت و ربوبیت اور رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی میں ایمان کی دولت سے سہرا تھے، اور کفار مکہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ انہیں کس طرح اس راہ سے روکا جائے،

قَالَ: بَعَثْتُ فُرَيْشَ النَّضْرَ بْنَ الْحَارِثِ، وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ إِلَىٰ أَحْبَابِ يَهُودَ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالُوا لَهُمْ: سَلُّوهُمْ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَصِفُّو لَهُمْ صِفَّتَهُ، وَأَخْبِرُوهُمْ بِقَوْلِهِ، فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ الْأَوَّلِ، وَعِنْدَهُمْ عِلْمٌ مَا لَيْسَ عِنْدَنَا مِنْ عِلْمِ الْأَنْبِيَاءِ. فَخَرَجَا حَتَّىٰ قَدِمَا الْمَدِينَةَ، فَسَأَلُوا أَحْبَابَ يَهُودَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَصَفُّو لَهُمْ أَمْرَهُ وَبَعْضَ قَوْلِهِ، وَقَالُوا: إِنَّكُمْ أَهْلُ التَّوْرَةِ، وَقَدْ جِئْنَاكُمْ لِتُخْبِرُونَا عَنْ صَاحِبِنَا هَذَا، قَالَ: قَالَ: فَقَالَتْ لَهُمْ أَحْبَابُ يَهُودَ: سَلُّوهُ عَنْ ثَلَاثِ نَأْمُرُكُمْ بِهِنَّ، فَإِنْ أَخْبَرْتُمْ بِهِنَّ فَهُوَ نَبِيُّ مُرْسَلٍ، وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَالرَّجُلُ مُتَقَوِّلٌ، فَرَوْا فِيهِ رَأْيَكُمْ

آخر قریش نے مدد کے لئے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی طرف نصر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی علماء کے پاس روانہ کیا اور انہیں فہمائش کر دی کہ وہ ان علماء سے محمد ﷺ کے بارے میں سوال کریں، ان کے سامنے آپ ﷺ کے اوصاف بیان کریں، اور انہیں آپ کے دعویٰ نبوت کی اطلاع دیں، وہ پہلے اہل کتاب ہیں اور ان کے پاس علم ہے اور ان کے پاس اگلے انبیاء کا علم نہیں ہے، یہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے، احبار مدینہ سے ملے، رسول اللہ ﷺ کے حالات و اوصاف بیان کیے، آپ ﷺ کی تعلیم کا ذکر کیا اور کہا تم اہل تورات ہو بتاؤ ان مدعی نبوت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ احبار یہود نے کہا دیکھو ہم تمہیں (اپنی تاریخ سے) ایک فیصلہ کن بات بتاتے ہیں تم جا کر ان سے تین سوالات کرو (جن کا حجاز میں کوئی چرچانہ تھا) اگر وہ جواب دے دیں تو ان کے سچے ہونے میں کچھ شک نہیں، بے شک وہ اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور اگر ان سوالات کے جوابات نہ دے سکیں تو ان کے جھوٹا ہونے میں کچھ شک نہیں، پھر تم جو چاہو کرو۔

سَلُّوهُ عَنْ فِتْنِيَةِ ذَهَبُوا فِي الدَّهْرِ الْأَوَّلِ، مَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِمْ فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ لَهُمْ حَدِيثٌ عَجِيبٌ. وَسَلُّوهُ عَنْ رَجُلٍ طَوَافٍ، بَلَغَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، مَا كَانَ نَبُوهُ؟ وَسَلُّوهُ عَنِ الرُّوحِ مَا هُوَ؟ فَإِنْ أَخْبَرْتُمْ بِذَلِكَ، فَإِنَّهُ نَبِيٌّ فَاتَّبِعُوهُ، وَإِنْ هُوَ لَمْ يُخْبِرْكُمْ، فَهُوَ رَجُلٌ مُتَقَوِّلٌ، فَاصْنَعُوا فِي أَمْرِهِ مَا بَدَأَ لَكُمْ. فَأَقْبَلَ النَّضْرُ وَعُقْبَةُ حَتَّىٰ قَدِمَا مَكَّةَ عَلَىٰ فُرَيْشٍ، فَقَالُوا: يَا مَعْشَرَ فُرَيْشٍ: قَدْ جِئْنَاكُمْ بِفَضْلِ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ، قَدْ أَمَرْنَا أَحْبَابَ يَهُودَ أَنْ نَسْأَلَهُ، عَنْ أُمُورٍ، فَأَخْبِرُوهُمْ بِهَا،

ان سے پوچھو اگلے زمانے میں جو نوجوان اپنا شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کا واقعہ بیان کرو، وہ ایک عجیب واقعہ ہے (یعنی اصحاب کہف کون تھے؟) اور اس شخص کے حالات دریافت کرو جس نے زمین کا گشت لگایا تھا اور مشرق و مغرب ہو آیا تھا (یعنی ذوالقرنین کا کیا قصہ ہے؟) اور روح کی ماہیت دریافت کرو کہ وہ کیا ہے؟ اگر وہ ان سوالات کے جوابات بتلا دیں تو انہیں نبی مان کر ان کی اتباع کرو اور اگر وہ نہ بتا سکیں تو وہ فضول گفتگو کرنے والے ہیں پھر تم ان کے ساتھ جو چاہو سلوک کرو، نضر بن حارث اور عقبہ بن ابومحیط معلومات اور سوالات لیکر مکہ واپس آگئے اور بولے اے گروہ قریش! ہم تمہارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان حق و باطل کا فیصلہ کرنے والی باتیں لے کر آئے ہیں، احبار یہود نے کہا ہے تم ان سے یہ سوالات کرو اور پھر ساری روئیدان کے گوش گزار کی،

فَجَاءُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنَا، فَسَأَلُوهُ عَمَّا أَمَرُوهُمْ بِهِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخْبِرْكُمْ عَدَا بِمَا سَأَلْتُمْ عَنْهُ وَلَمْ يَسْتَنْتِنِ فَاَنْصَرِفُوا عَنْهُ، فَمَكَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، لَا يُحَدِّثُ اللَّهُ إِلَيْهِ فِي ذَلِكَ وَحِيًّا، وَلَا يَأْتِيهِ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَتَّى أَزْجَفَ أَهْلُ مَكَّةَ، وَقَالُوا: وَعَدْنَا مُحَمَّدًا عَدَا، وَالْيَوْمَ خَمْسَ عَشْرَةَ قَدْ أَصْبَحْنَا فِيهَا لَا يُخْبِرُنَا بِشَيْءٍ مِمَّا سَأَلْنَاهُ عَنْهُ. وَحَتَّى أَخْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُكْتَبَ الْوُحْيِ عَنْهُ، وَشَقَّ عَلَيْهِ مَا يَتَكَلَّمُ بِهِ أَهْلُ مَكَّةَ ثُمَّ جَاءَهُ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، بِسُورَةِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ

پھر یہ سب جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہے محمد (ﷺ)! ہمیں ان تین سوالات کے جواب دیں اور وہ سوالات پوچھے جو وہ پوچھ کر آئے تھے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم نے پوچھا ہے اس کے بارے میں میں تمہیں کل سب کچھ بتاؤں گا مگر آپ ﷺ نے ان شاء اللہ نہ فرمایا، وہ لوگ یہ سن کر واپس لوٹ گئے، دوسری طرف رسول اللہ پندرہ دن تک انتظار فرماتے رہے، اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی وحی نہ بھیجی اور نہ ہی جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے یہاں تک کہ مکہ والوں نے لوگوں کو بھڑکانے شروع کر دیا کہ محمد نے ہم سے ایک دن کا وعدہ کیا تھا اور آج پندرہ دن ہو گئے ہیں مگر انہوں نے ہمارے سوالات کے جوابات نہیں دیئے، اہل مکہ کے یہ طعنے اور وحی کا انقطاع رسول اللہ ﷺ پر بہت گراں گزرا، پندرہ دن کے بعد جبرائیل علیہ السلام سورہ کہف لے کر حاضر ہوئے۔^{۱۶} جس میں کفار کی باتوں کا جواب تھا اور جس میں فرمایا گیا کہ انسان کو علم غیب نہیں کہ وہ آئندہ حالات کے بارے میں اپنے قطععی اور یقینی علم کے ساتھ کچھ کہہ سکے اور نہ ایسا طوق توار ہے کہ جو چاہے سو کر لے، اس لئے اگر ایسی بات کہنی ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ وابستہ کرتے ہوئے ان شاء اللہ کہنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے ان سوالات کا جواب میں اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو اہل توحید تھے جن کے ساتھ بادشاہ و قیانوس، اس کی حکومت کے امراء اور ان کے اہل خاندان نے توحید کے جرم میں تمہاری طرح ان کے ساتھ تحقیر آمیز رویہ اختیار کیا، انہیں ڈرایا اور جان سے مار دینے کی دھمکیاں دی گئیں، دوسری طرف انہیں مال و دولت کے انبار، اونچے عہدوں پر تقرر اور معیار زندگی کی بلندی جیسی ترغیبات دی گئیں لیکن ان نوجوانوں نے ایمان کی حفاظت کو ہر چیز پر مقدم جانا اور اسے بچانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مخلص بندوں کو تو دشمنوں کے شر سے بچالیا مگر ان کے خلاف چلنے والے انجام کار فرما ہو گئے، اگر تم

نے اپنی اصلاح نہ کی تو تمہارا انجام بھی اس وقت کے لوگوں جیسا ہی ہو گا اور پھر روز قیامت تم سے مسلمانوں پر اس ظلم و ستم کی سختی سے باز پرس بھی کی جائے گی، مسلمانوں کو اصحاب کہف کے کرداروں سے متعارف کرنا کہ ہمت افزائی کی گئی کہ گو وہ بہت ہی قلیل التعداد اور کمزور تھے مگر انہوں نے شیطان کے بیجا یوں کے سامنے ہمت ہار کر اپنا سر نہیں جھکایا تھا بلکہ رب کی بھروسے پر اپنا گھر بار، عزیز و اقارب اور اپنا وطن تک چھوڑ کر چل دیئے تھے، کفار مکہ پہلی امتوں کی طرح آخرت پر یقین نہیں رکھتے تھے، اس واقعہ کو بیان کر کے موجودہ مختصر زندگی کے بعد ہمیشہ کی زندگی پر استدلال کیا گیا کہ جب وہ رب ان چند نوجوانوں کو ایک لمبے عرصے تین سو نو سال کے بعد دوبارہ زندہ کر سکتا ہے تو کیا وہ تمہیں زندہ نہیں کر سکے گا، ایک منکر اور ایک اہل ایمان کا واقعہ بیان کر کے اہل مکہ کو تنبیہ کی گئی کہ جس دولت پر تم اترا تے ہو وہ تو بہت ہی ناپائیدار شے ہے، اس کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں ہے، موسیٰ اور خضر کے واقعہ کو بیان کر کے مسلمانوں کو تسلی دینے کے لئے بتایا گیا کہ کسی بھی مصلحت و مشیت ایزدی کی وجہ سے جو واقعات ظاہر ہوتے ہیں وہ انسان کی بے خبری کی وجہ سے حیران کن ہوتے ہیں، ذوالقرنین کے بارے میں بتایا گیا کہ تم ایک معمولی تجارت اور معمولی جاگیر و حویلی اور مختصر علاقہ کی حاکمیت پر اترا تے ہو اور خود کو نہ جانے کیا سمجھتے ہو مگر ذوالقرنین ایک مسلمان انصاف پسند بادشاہ تھا جسے ہم نے ہر طرح کا مال و اسباب مہیا کیا تھا مگر وہ اس پر اترا نہ کے بجائے ہمارے حضور سر بسجود رہتا تھا اور ہمارا شکر گزار بندہ تھا اور ظاہری اسباب کے طور پر جو مضبوط دیوار اس نے تیار کی تو اس کا بھروسہ رب پر ہی تھا نا کہ اپنی تیار کردہ دیوار پر، ان سوالوں کے جواب کے بعد توحید و آخرت کے فوائد کا ذکر کیا گیا اور رسالت کے سلسلے میں بتایا گیا کہ ہر نبی و رسول کی طرح محمد ﷺ بھی تم میں سے ہیں مگر ان کا مرتبہ و عظمت یہ ہے کہ ان کی طرف وحی کی جاتی ہے، اگر تم لوگ ان تعلیمات پر عمل کرو گے تو اس دنیا اور اخروی زندگی میں فلاح و کامیابی تمہارا مقدر ہوگی ورنہ ذلت کی بیشکلی والی زندگی تمہاری منتظر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهٖ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۙ

تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے سزاوار ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ قرآن اتارا اور اس میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی

قَبِيْمًا لِّیَنْزِرَ بَاسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

بلکہ ہر طرح سے ٹھیک ٹھاک رکھاتا کہ اپنے پاس کی سخت سزا سے ہوشیار کر دے، اور ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَا كَثِيْرٌ فِيْهِ اَبَدًا ۙ وَ يَنْذِرُ الَّذِيْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ

خوشخبریاں سنا دے کہ ان کے لیے بہترین بدلہ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور ان لوگوں کو بھی ڈرادے جو کہتے

وَكَذَٰلِكَ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِإِبْرَاهِيمَ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے، درحقیقت نہ تو خود انھیں اس کا علم ہے نہ ان کے باپ دادوں کو، یہ تہمت بڑی بری ہے جو ان

مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ إِنَّ يَلْقَوْنَ إِلَّا كَذِبًا ۝ (الکہف ۵۳)

کے منہ سے نکل رہی ہے، وہ مزاجھوٹ بک رہے ہیں۔

سورہ کہف کی فضیلت:

الْبِرَاءِ، يَقُولُ: قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَنَظَرَ فَإِذَا صَبَابَةٌ، أَوْ سَحَابَةٌ، قَدْ غَشِيَتْهُ. قَالَ: فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اقْرَأْ فَلَانَ، فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنْزَلُ عِنْدَ الْقُرْآنِ، أَوْ تَنْزَلَتْ لِلْقُرْآنِ براء رضي الله عنه سے مروی ہے ایک آدمی (اسید رضي الله عنه بن حضير یا ثابت رضي الله عنه بن قيس بن شماس) نے سورہ کہف کو پڑھا اس وقت گھر میں ایک جانور بھی تھا اس نے بدکن شروع کر دیا، اس آدمی نے دیکھا تو ایک بادل ساتھ جس نے اسے ڈھانپ رکھا تھا، اس نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں! اسے پڑھتے رہتے یہ تو سکینت (اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ایک شے جس میں اطمینان اور رحمت ہے) تھی جو قرآن کے پاس یا قرآن کے لیے نازل ہوتی ہے۔^۱

عَنْ أَبِي الدُّرْدَاءِ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عَصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ

ابو درداء رضي الله عنه سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات حفظ کر لے وہ (فتنہ) دجال سے محفوظ ہو جائے گا۔^۲

عَنْ أَبِي الدُّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ عَصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ اور جامع ترمذی میں ابو درداء رضي الله عنه سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نے سورہ کہف کی ابتدائی تین آیات پڑھ لیں وہ (فتنہ) دجال سے محفوظ ہو جائے گا۔^۳

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ

ابو سعید رضي الله عنه خدری سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے تو یہ سورت دونوں جمعوں کے درمیان

۱) مسند احمد ۱۸۴۷۲، صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة في الإسلام ۳۱۱۳، صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرين وقصرها باب نزول السكينة لقراءة القرآن ۱۸۵۶

۲) مسند احمد ۲۷۵۴۰، صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرين وقصرها باب فضل سورة الكهف، وآية الكوزية ۱۸۸۳، سنن ابوداود کتاب الملاحم باب خروج الدجال ۴۳۲۳، السنن الكبرى للنسائي ۱۰۷۲

۳) جامع ترمذی أبواب فضائل القرآن باب ما جاء في فضل سورة الكهف ۲۸۸۶

اس کے لیے نور کا باعث ہوگی۔^①

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ كَمَا أُزِيلَتْ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سورہ کہف کو اس طرح پڑھا جس طرح یہ نازل ہوئی ہے تو قیامت کے دن یہ اس کے لیے نور ہوگی۔^②
اللہ وحدہ لا شریک ہی قابل حمد و ستائش، لائق ثنا اور ہر طرح کی تعریفوں کا سزاوار ہے جس نے اپنے بندے اور پیغمبر آخر الزمان محمد ﷺ
پر دینی و دنیاوی مصالح کی رعایت و حفاظت کرنے والی جلیل ترین نعمت قرآن مجید فرقان حمید نازل کی اور اس میں کوئی کجی، کوئی کسر اور کوئی
کمی نہ رکھی تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے بدکاروں کو اللہ کے دنیاوی اور اخروی دردناک عذاب سے خبردار کر دے، جیسے فرمایا
لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذَلِكِ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ يُعْبَادِفَاتَّقُونَ^③
ترجمہ: ان کے اوپر بھی آگ کی چھتیاں اوپر سے بھی چھائی ہوں گے اور ان کے نیچے بھی، یہ وہ انجام ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا
ہے، پس اے میرے بندو! میرے غضب سے بچو۔

اور جو اللہ کے اس پر پاکیزہ کلام پر یقین کرے اور ایمان لاکر اعمال صالح اختیار کرے اسے اجر عظیم کی خوشخبری دے دے کہ ان کے لئے
اللہ کے ہاں جنت کا بہترین بدلہ ہے، جس کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے تصور میں اس کا
گزر ہوا ہے، جس کی غیر فانی نعمتوں میں وہ ابد الابد تک رہیں گے، اور یہ نعمتیں ہر وقت بڑھتی ہی رہیں گی۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ^④

ترجمہ: پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی نفس کو خبر نہیں ہے۔
اور یہود یوں، نصاریٰ اور مشرکین کو ڈرادے جو عزیز علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کو اللہ کا بیٹا اور بیٹیاں قرار دیتے ہیں، حالانکہ اس بات کا نہ
ان کے باپ دادا کو کوئی علم تھا اور نہ انہیں کوئی علم و یقین ہے، بلکہ وہ محض اپنی عقیدت مندی کے ظن و گمان میں اپنے منہ سے بڑی گمراہی کی
بات نکالتے ہیں، اور محض جھوٹ بکتے ہیں جو صدق کے منافی ہے، جبکہ اللہ کی ربوبیت والوہیت میں غیر اللہ کی شراکت اللہ پر بہتان طرازی
کی متقاضی ہے، جیسے فرمایا

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ...^⑤

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹا بہتان لگائے یا اللہ کی نشانیوں کو جھٹلائے؟

① مستدرک حاکم ۳۳۹۲

② السنن الكبرى للبيهقي ۵۹۹۶

③ الزمر ۱۶

④ السجدة ۱۷

⑤ الانعام ۲۱

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ﴿۱﴾

پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اس رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے؟

جَعَلْنَا مَا عَلَىٰ الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۲﴾

روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے کہ ہم انھیں آزما لیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا

وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ﴿۳﴾ (الکہف ۸۳۶)

ہے، اس پر جو کچھ ہے ہم اسے ایک ہموار صاف میدان کر ڈالنے والے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو تسلی اور دلا سے:

رسول اللہ ﷺ شدید غم و غمناک رہ رہے تھے کہ آپ کی قوم گمراہی اور اخلاقی پستی سے نکل کر دین اسلام قبول کر لے اور روز قیامت اللہ کے عذاب سے بچ جائے، مگر رات دن کی انتھک کوششوں اور ہر طرح کے دلائل و براہین کے باوجود ان کے اعراض و گریز سے رحم و شفقت کی بنا پر ان کی حالت پر متاسف اور غم زدہ ہوتے تھے،

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَأَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَفْتَحِمْنَ فِيهَا، فَأَنَا آخُذٌ بِمُحْجَرِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَهُمْ يَفْتَحِمُونَ فِيهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی، جب آگ نے اپنی آس پاس کی چیزیں روشن کر دیں تو پتنگے اور پروانے وغیرہ اس میں گر کر جان دینے لگے، وہ انہیں ہر چند روکتا ہے لیکن بس پھر بھی وہ برابر گر رہے ہیں بالکل یہی مثال میری اور تمہاری ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں روکتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے پرے ہٹو لیکن تم میری نہیں سنتے، نہیں مانتے، مجھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گرے چلے جاتے ہو۔ ﴿۱﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اسی کیفیت اور جذبے کا اظہار فرما کر لطیف انداز میں تسلی فرمائی کہ اے نبی ﷺ اگر یہ قرآنی تعلیمات پر ایمان نہ لائے تو شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھودو گے، جیسے ایک اور مقام پر فرمایا

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۳﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! شاید تم اس غم میں اپنی جان کھودو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

﴿۱﴾ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الإتهاء عن المعاصي ۶۳۸۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شَفَقَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَلَىٰ أُمَّتِهِ وَمُبَالِغَتِهِ فِي تَحْذِيرِهِمْ مِمَّا يَصُرُّهُمْ ۵۹۵، مسند احمد ۸۱

﴿۲﴾ الشعراء ۳

... فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٍ ... ①

ترجمہ: پس (اے نبی ﷺ!) خواہ مخواہ تمہاری جان ان لوگوں کی خاطر غم و افسوس میں نہ گھلے۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ ... ②

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ان کے حال پر رنج نہ کرو۔

طه ① مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْفِيَ ② إِلَّا تَذَكَّرَ لِمَنْ يَخْشَى ③

ترجمہ: طہ، ہم نے یہ قرآن تم پر اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ، یہ تو ایک یاد دہانی ہے ہر اس شخص کے لیے جو ڈرے۔ ان کے ایمان نہ لانے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے، آپ کا اجر و ثواب تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہو چکا ہے، اس لیے ان لوگوں کی حالت پر آپ اس قدر غم و غصہ، رنج و افسوس نہ کریں، آپ بس اپنا فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہیں، کسی کو ہدایت دے دینا اللہ کا کام ہے، جیسے فرمایا

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ④

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! تم جس کو چاہو ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اعتراف کیا تھا

قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي ... ⑤

ترجمہ: موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میرے اختیار میں کوئی نہیں مگر یا میری اپنی ذات یا میرا بھائی۔

ایک مقام پر فرمایا

فَذَكِّرْ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۚ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ ۚ ⑥

ترجمہ: اچھا تو (اے نبی ﷺ) نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو۔

اگر یہ ایمان لا کر عمل صالحہ اختیار کریں گے تو اپنا ہی بھلا کریں گے اور اگر گمراہی پراڑے رہیں گے تو اپنا ہی برآ کریں گے، ہر انسان کا عمل اس کے ساتھ ہے، واقعہ یہ ہے کہ روئے زمین پر لذت بھرے ماکولات و مشروبات، خوبصورت ملبوسات، اشجار و انہار، کھیتوں، باغات، دلفریب مناظر، خوش منظر باغیچوں، سحرانگیز آوازوں، خوبصورت چہروں، سونے چاندی، اونٹوں اور گھروں، ان سب کو دنیا کی زینت، فتنہ اور آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے تاکہ ہم ان لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

① فاطر ۸

② النمل ۷۰

③ طہ ۳

④ القصص ۵۶

⑤ المائدہ ۲۵

⑥ الغاشیہ ۲۲، ۲۱

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الدُّنْيَا حُلُوهٌ حَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوْلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا (ظاہر میں) میٹھی اور سبز رنگ ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ بنا کر دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے اعمال اختیار کرتے ہو، پس دنیا (کی رونقوں، رنگینیوں، دلفریبیوں) سے اور عورتوں سے بچو، بنو اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کا ہی تھا۔^(۱)

آخر کار ایک وقت مقررہ پر یہ دنیا اپنی تمام تر رونقوں، دلفریبیوں اور رنگینیوں سمیت نیست و نابود ہو کر ایک بے آب و گیاہ اور بخر ہموار چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی، جیسے فرمایا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا^(۲) لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا^(۳)

ترجمہ: اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔
جس میں ہم تمام لوگوں کو جمع کریں گے اور لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا دیں گے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا^(۴) إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ

کیا تو اپنے خیال میں غار اور کتبہ والوں کو ہماری نشانیوں میں سے کوئی بہت عجیب نشانی سمجھ رہا ہے؟ ان چند نوجوانوں نے

إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا

جب غار میں پناہ لی تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لیے

رَشْدًا^(۵) فَضْرَبْنَا عَلَىٰ أذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا^(۶) ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ

راہ یابی کو آسان کر دے، پس ہم نے ان کے کانوں پر گنتی کے کئی سال اسی غار میں پردے ڈال دیئے، پھر ہم نے انہیں اٹھا

لِنَعْلَمَ أَىَّ الْحِزْبَيْنِ أَحْطَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا^(۷) (الکہف ۱۴۳۹)

کھڑا کیا کہ ہم یہ معلوم کر لیں کہ دونوں گروہ میں سے اس انتہائی مدت کو جو انہوں نے گزاری کی نسبت سے زیادہ یاد رکھی ہے۔

اللہ کی بے شمار نشانیاں ہیں انہی نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی اصحاب کہف کی ہے۔ یہ بلند و بالا بغیر سہاروں پر قائم آسمان و ہموار پھیلی ہوئی زمین کی پیدائش، بلند و بالا ٹھوس رنگ برنگ کے پہاڑ، وسیع و عرض سمندر، پہاڑوں سے میدانوں کی طرف بہتے ہوئے دریا، خشک، ٹھنڈی اور مرطوب ہوائیں، برسات اور ان کا عقل کو حیران کر دینے والا نظام، ہوا میں اڑتے رنگارنگ کے چھوٹے بڑے پرندے، جنگلوں میں

(۱) صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب أَعْتَزُ أَهْلَ الْجَبَّةِ الْفُقَرَاءَ وَأَعْتَزُ أَهْلَ النَّارِ النِّسَاءَ وَبَيَانَ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ ۶۹۳۸، مسند

احمد ۱۱۶۹، السنن الكبرى للنسائي ۶۲۴۳

(۲) طہ ۱۰۶، ۱۰۷

رہتے بے شمار قسم کے حیوانات و درندے، زمین پر ریگتے ہوئے بے شمار قسم کے حشرات الارض، ایک ہی زمین اور ایک ہی پانی سے پیدا ہوتے انواع و اقسام کے رنگوں اور ذائقوں والے پھل، سورج چاند اور ستاروں کی تسخیر، رات اور دن کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا جانا اور چھوٹا بڑا ہونا اور ایسی دیگر بے شمار نشانیاں بڑی ہی تعجب انگیز ہیں، اسی طرح یہ واقعہ بھی اللہ کی ایک نشانی ہے جب وہ چند توحید پرست نوجوان اپنے ایمان کی سلامتی کے لیے اپنی بستیوں کو خیر باد کہہ کر ایک غار میں پناہ گزین ہوئے اور انہوں نے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رحمت اور اس کے لطف و کرم کے حصول کی دعا کی اے ہمارے پروردگار! ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور رشد و ہدایت تک پہنچانے والا ہر راستہ ہمارے لیے آسان فرما دے اور ہمارے دینی اور دنیاوی امور کی اصلاح کر دے، رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ دعا سکھائی تھی ہم نے ان کی دعا کو قبولیت بخشی اور انہیں اسی غار میں تھپک کر سا لہا سال کے لیے گہری نیند سلا دیا، پھر ہم نے انہیں ان کی نیند سے بیدار کیا تا کہ ہم جانیں کہ ان دو گروہوں میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۗ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنَاهُمْ هُدًى ۝۱۳

ہم ان کا حق واقعہ تیرے سامنے بیان فرما رہے ہیں، یہ چند نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی

وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا

دی تھی، ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیئے تھے جبکہ یہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار تو وہی ہے

رَبِّ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذَا شَطَطًا ۝۱۴

جو آسمان و زمین کا پروردگار ہے، ناممکن ہے کہ ہم اس کے سوا کسی اور کو معبود پکاریں، اگر ایسا کیا تو ہم نے نہایت ہی غلط بات کہی،

هُوَ آءِ قَوْمًا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۗ لَوْ لَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ ۗ

یہ ہے ہماری قوم جس نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں، ان کی خدائی کی یہ کوئی صاف دلیل کیوں پیش نہیں کرتے،

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۗ وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَ مَا يَعْبُدُونَ

اللہ پر جھوٹا فتز لاندھنے والے سے زیادہ ظالم کون ہے؟ جبکہ ان سے اور اللہ کے سوا ان کے اور معبودوں سے کنارہ کش ہو گئے

إِلَّا اللَّهَ فَأَوْا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَ يَهَيِّئْ لَكُمْ

تو اب تم کسی غار میں جا بیٹھو، تمہارا رب تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لیے تمہارے کام میں

مِّنْ أَمْرِكُمْ مَّرْفَقًا ۝۱۵ (الکھف ۱۶ تا ۱۳)

سہولت مہیا کر دے گا۔

قصہ اصحاب الکہف:

جس زمانے میں ان توحید پرست نوجوانوں نے توحید کی آواز بلند کی اس وقت شہر افسس ایشائے کوچک میں بت پرستی اور جادوگری کا سب سے بڑا مرکز تھا، وہاں ڈانڈا دیوی (چاند دیوی) کا ایک عظیم الشان مندر تھا جس کی شہرت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی اور دور دور سے لوگ اس کی پوجا کے لئے آتے تھے، وہاں کے جادوگر، عامل، فال گیر اور تعویذ نویس دنیا بھر میں مشہور تھے، شام و فلسطین اور مصر تک ان کا کاروبار چلتا تھا، اور اس کاروبار میں یہودیوں کا بھی اچھا خاصا حصہ تھا جو اپنے فن کو سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے، اس وقت وہاں دقینوس یا دقینوس یا دقینوس یا بقول گبن قیصر ڈیسیس (Decius) حکمران تھا جس نے ۲۴۹ء سے ۲۵۱ء تک سلطنت روم پر فرما رہی تھی، یہ لوگوں کو بتوں کی عبادت کرنے اور ان کے نام کی نذر و نیاز دینے کی ترغیب دیتا تھا، اپنے دور حکمرانی میں اس سرکش و ظالم شہنشاہ دقینوس نے ایک قانون نافذ کیا جس کے تحت ہر شخص پر رومی دیوتاؤں کو قربانی پیش کرنا اور اس کا تصدیقی ثبوت حاصل کرنا ضروری تھا، چنانچہ ہر شخص حکومتی کارندوں کو جب وہ طلب کرتے تصدیقی ثبوت دکھاتا تھا اور جو قربانی کا تصدیقی ثبوت نہ دکھاتے انہیں سزا دی جاتی تھی، جو لوگ اس بت پرستی کے عمل سے انکار کرتے تھے وہ دوسری جگہ پناہ کی تلاش میں ہجرت کر جاتے تھے، اس طرح رومی حکومت اہل توحید کی سخت دشمن ہو رہی تھی اور مسیح علیہ السلام کے پیروکاروں پر ظلم و ستم کرنے کے معاملہ میں اس کا عہد بہت ہی بدنام ہے، شرک اور اوہام پرستی کے اس ماحول میں شہر افسس یا افسوس یا بقول گبن افسس (Ephesus) جو ایشائے کوچک کے مغربی ساحل پر رومیوں کا سب سے بڑا شہر اور مشہور بندر گاہ تھا، اس کے کھنڈرات موجودہ ٹرکی کے شہر ازمیر (سمرنا) سے بیس پچیس میل دور جنوب کی طرف پائے جاتے ہیں،

أَتَمُّمْ خَرَجُوا يَوْمًا فِي بَعْضِ أَعْيَادِ قَوْمِهِمْ، فَأَلَمَّا خَرَجَ النَّاسُ لِمُجْتَمَعِهِمْ ذَلِكَ، وَخَرَجَ هَؤُلَاءِ الْفَتِيَّةُ مَعَ آبَائِهِمْ وَقَوْمِهِمْ، وَنَظَرُوا إِلَى مَا يَصْنَعُ قَوْمُهُمْ بَعَيْنِ بَصِيرَتِهِمْ، عَرَفُوا أَنَّ هَذَا الَّذِي يَصْنَعُهُ قَوْمُهُمْ مِنَ السُّجُودِ لِأَصْنَامِهِمْ وَالذَّبْحِ لَهَا لَا يَنْبَغِي إِلَّا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

ایک مرتبہ قوم کے لوگ عید منانے میلے میں گئے، جب شہر کے لوگ اپنے میلے میں شرکت کے لیے باہر نکلے تو یہ نوجوان بھی اپنے باپ دادوں اور قوم کے لوگوں کے ساتھ نکلے اور انہوں نے بصیرت کی آنکھ سے اپنی قوم کے افعال کو دیکھا تو انہیں یہ حقیقت معلوم ہو گئی کہ ان کی قوم کا طرز عمل غلط ہے کہ وہ بتوں کو سجدہ کرتی اور ان کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتی ہے، کیونکہ یہ کام تو صرف اللہ وحدہ لا شریک ہی کی ذات گرامی ہی کے لیے سرانجام دینے چاہئیں جو آسمان و زمین کا خالق اور کائنات کا رب ہے، مختلف دھاتوں، لکڑی وغیرہ کے ہاتھوں سے اپنی من مرضی کے تراشے ہوئے بت اور خود ساختہ معبود اس کائنات کے خالق نہیں ہو سکتے جو کسی چیز کو پیدا کر سکتے ہیں نہ رزق دے سکتے ہیں، وہ نہ کسی نفع و نقصان کے مالک ہیں، موت و حیات کے اور نہ موت کے بعد دوبارہ اٹھانے پر قادر ہیں، جیسے فرمایا

وَأَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نَشُورًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان

کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں، نہ مرے ہوئے کو پھراٹھا سکتے ہیں۔

اس طرح انہوں نے توحید ربوبیت سے توحید الوہیت پر استدلال کیا

فَجَعَلَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يَتَخَلَّصُ مِنْهُمْ يَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهِ، وَيُنْحَازُ مِنْهُمْ وَيَتَبَرَّزُ عَنْهُمْ نَاحِيَةً. فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ جَلَسَ مِنْهُمْ [وَوَحْدَهُ] أَحَدُهُمْ، جَلَسَ تَحْتَ ظِلِّ شَجَرَةٍ، فَبَاءَ الْأَخْرَجُ فَجَلَسَ عِنْدَهُ، وَجَاءَ الْأَخْرَجُ فَجَلَسَ إِلَيْهِمَا، وَجَاءَ الْأَخْرَجُ فَجَلَسَ إِلَيْهِمْ، وَجَاءَ الْأَخْرَجُ، وَجَاءَ الْأَخْرَجُ، وَجَاءَ الْأَخْرَجُ، وَلَا يَعْرِفُ وَاحِدٌ مِنْهُمْ الْأَخْرَجُ، وَإِنَّمَا جَمَعَهُمْ هُنَاكَ الَّذِي جَمَعَ قُلُوبَهُمْ عَلَى الْإِيمَانِ

اس سوچ کے بعد ان میں سے ہر ایک نے اپنی قوم سے الگ ہونا شروع کر دیا، پس ان میں سے جو شخص اس سوچ کے بعد سب سے پہلے الگ ہوا اور سرکٹا ہوا اور ایک درخت کے سائے میں جا کر بیٹھ گیا پھر ایک اور نوجوان سرکٹا ہوا اسی درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گیا، کچھ دیر میں ایک اور نوجوان وہاں سے سرکٹ کر اسی درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا، پھر ایک اور نوجوان وہاں آ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا، پھر ایک اور آ گیا، پھر ایک اور آ گیا، پھر ایک اور نوجوان آ کر اس درخت کے نیچے بیٹھ گیا حالانکہ یہ جو ان ایک دوسرے سے شناسنا تھے لیکن اس ذات گرامی نے انہیں ایک دوسرے سے ملا دیا تھا جس نے ان کے دلوں کو ایمان سے بھر دیا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: الْأَزْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَافَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے، روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ الگ الگ ہیں پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پہچان تھی ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں یہاں بھی وہ خلاف رہتی ہیں۔^①

وَالْغَرَضُ أَنَّهُ جَعَلَ كُلَّ أَحَدٍ مِنْهُمْ يَكْتُمُ مَا هُوَ فِيهِ عَنْ أَصْحَابِهِ خَوْفًا مِنْهُمْ وَلَا يَدْرِي أَنَّهُمْ مِثْلُهُ، حَتَّى قَالَ أَحَدُهُمْ: تَعَامُونَ وَاللَّهِ يَا قَوْمِ إِنَّهُ مَا أَخْرَجَكُمْ مِنْ قَوْمِكُمْ وَأَفْرَدَكُمْ عَنْهُمْ، إِلَّا شَيْءٌ فليظهر كل واحد منكم بأمره، فَقَالَ آخَرُ: أَمَا أَنَا فَإِنِّي [وَاللَّهِ] رَأَيْتُ مَا قَوْمِي عَلَيْهِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ بَاطِلٌ، وَإِنَّمَا الَّذِي يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ [وَوَحْدَهُ] وَلَا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ هُوَ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ: السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

الغرض ان میں سے ہر شخص خوف کی وجہ سے اپنے دین کو اپنے ساتھیوں سے چھپائے ہوئے تھا اور نہیں جانتا تھا وہ بھی اسی کی طرح قوم کی اس احمقانہ اور مشرکانہ رسوم سے بے زار ہے، آخر ایک دانا اور جبری نوجوان نے کہا واللہ! کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے کہ لوگوں کے اس عام شغل چھوڑ کر تم ان سے یکسو ہو کر یہاں آ بیٹھے ہو میرا تو جی چاہتا ہے کہ ہر شخص اس بات کو ظاہر کر دے جس کی وجہ سے اس نے قوم کو چھوڑا ہے، اس پر ایک نوجوان نے کہا واللہ! بات یہ ہے کہ میں نے اپنی قوم کو دیکھا ہے کہ وہ باطل پرستی میں مبتلا ہے، کیونکہ جو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ شرک نہ کیا جائے وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات گرامی ہے جس نے آسمان وزمین اور ان کے مابین

① صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الْأَزْوَاحِ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ ۳۳۳۶، صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب الْأَزْوَاحِ جُنُودٌ

مُجَنَّدَةٌ عن ابی بریرہ رضی اللہ عنہ ۶۷۰۸

ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے، جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ... ﴿۵۸﴾ ①

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمان کو اور ان کی موجودات کو حق کے سوا کسی اور بنیاد پر خلق نہیں کیا ہے۔

الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ... ﴿۵۹﴾ ②

ترجمہ: وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان وزمین کے درمیان ہیں۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ... ﴿۶۰﴾ ③

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ... ﴿۶۱﴾ ④

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور اس دنیا کو جو ان کے درمیان ہے فضول پیدا نہیں کر دیا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِيبِينَ ﴿۶۲﴾ ⑤

ترجمہ: یہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنا دی ہیں۔

وَقَالَ الْآخِرُ: وَأَنَا وَاللَّهُ وَقَعَ لِي كَذَلِكَ، وَقَالَ الْآخِرُ كَذَلِكَ، حَتَّى تَوَافَقُوا كُلُّهُمْ عَلَى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ، فَصَارُوا يَدًا وَاحِدَةً وَإِخْوَانًا صَدِيقًا، فَاتَّخَذُوا لَهُمْ مَعْبَدًا يَعْبُدُونَ اللَّهَ فِيهِ، هُوَ لَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَانٍ

بَيِّنٍ أَيُّ: هَلَا أَقَامُوا عَلَى صِحَّةِ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ دَلِيلًا وَاجْتِنًا صَحِيحًا؟ أَفَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

یہ بات سن کر دوسرے نے کہا اللہ کی قسم! یہی نفرت مجھے یہاں لے آئی ہے، تیسرے نے جو ان نے بھی یہی کہا جب سب نوجوانوں نے ایک ہی

وجہ بتلائی تو سب کے دل میں محبت کی لہر دوڑ گئی اور سب سچے بھائی بھائی بن گئے، چنانچہ انہوں نے عبادت کی ایک جگہ مقرر کر لی اور قوم سے

چھپ کر وہیں اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرنے لگے، کچھ عرصہ بعد انہوں نے قوم کو شرک سے تائب اور توحید ربی کی دعوت دینا شروع

کر دی اور قوم کے نظریات و عقائد پر ناراضگی کا اظہار کیا اور ان پر اچھی طرح واضح کیا کہ ان کے مشرکانہ عقائد و نظریات یقین پر مبنی نہیں

ہیں بلکہ اس کے برعکس وہ جہالت اور ضلالت میں مبتلا ہیں، اور قوم سے کہا کہ اگر تم اپنے باطل عقائد کے حق میں کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی

ہیں کوئی کھلی دلیل پیش کر سکتے ہو تو کرو، جب تم کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے تو پھر باطل معبودوں کے مطابق تمہارے عقائد و نظریات،

رسوم و رواج اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور بہتان طرازی ہے، اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے، اور ایسے

① الحجر ۸۵

② الفرقان ۵۹

③ السجدة ۳

④ ص ۲۷

⑤ الدخان ۳۸

مسائل اور عقائد بتلاتا ہے جو اللہ نے نہیں بتلائے، جیسے فرمایا

... فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۳﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تاکہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہ نمائی کرے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ... ﴿۳۴﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: ظاہر ہے کہ اس سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جو بالکل جھوٹی باتیں گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اللہ کی سچی آیات کو جھٹلائے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ... ﴿۳۵﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: پھر اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو ایک جھوٹی بات گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اللہ کی واقعی آیات کو جھوٹا قرار دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق کہ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اس کو مزید توفیق خیر عطا فرماتا اور دلوں کو مضبوط کرتا ہے، اس انتہائی پریشان

کن حالت میں ان کو بھی صبر و ثبات اور طمانیت قلب سے نوازا، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۗ ﴿۱۵﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کی راہ اختیار کی، اللہ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں ان کے حصے کا تقویٰ عطا فرماتا ہے۔

وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ... ﴿۱۶﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: اس کے برعکس جو لوگ راہ راست اختیار کرتے ہیں اللہ ان کو راست روی میں ترقی عطا فرماتا ہے۔

... لِيُزِدَ آدْوًا إِيْمَانًا مَعَ إِيْمَانِهِمْ ... ﴿۱۷﴾ ﴿۶﴾

ترجمہ: تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ وہ ایک ایمان اور بڑھالیں۔

... فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۳۳﴾ ﴿۷﴾

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں توفی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دلشاد ہیں۔

مگر ان کی قوم توحید پر ایمان نہیں لائی تھی، آہستہ آہستہ لوگوں میں ان کے عقیدہ توحید کا چرچا ہوا تو بات فیصد یسیس تک پہنچ گئی

فَاسْتَحْضَرَهُمْ بَنِي يَدْيِهِ فَسَأَلَهُمْ عَنْ أَمْرِهِمْ وَمَا هُمْ عَلَيْهِ، فَأَجَابُوهُ بِالْحَقِّ وَدَعَوُهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِنَّ مَلِكَهُمْ لَمَّا

دَعَوُهُ إِلَى الْإِيْمَانِ بِاللَّهِ أَبِي عَلَيْهِمْ، وَتَوَعَّدَهُمْ وَأَمَرَ بِنَزْعِ لِبَاسِهِمْ عَنْهُمْ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِمْ مِنْ زِينَةِ قَوْمِهِمْ،

﴿۱﴾ الانعام ۱۳۳

﴿۲﴾ الاعراف ۳۷

﴿۳﴾ یونس ۱۷

﴿۴﴾ محمد ۱۷

﴿۵﴾ مریم ۷۶

﴿۶﴾ الفتح ۳

﴿۷﴾ التوبة ۱۳۳

وَأَجْلَهُمْ لِيَنْظُرُوا فِي أَمْرِهِمْ، لَعَلَّهُمْ يَرْاجِعُونَ دِينَهُمُ الَّذِي كَانُوا عَلَيْهِ، وَكَانَ هَذَا مِنْ لُطْفِ اللَّهِ بِهِمْ، فَأَيُّهُمْ فِي تِلْكَ النَّظَرَةِ تَوَصَّلُوا إِلَى الْهَرَبِ مِنْهُ. وَالْفِرَارَ بِدِينِهِمْ مِنَ الْفِتْنَةِ

قیصر ڈیسیس نے ان کو طلب کر کے ان کے مذہب کے بارے میں پوچھا، ان نوجوانوں کو خوب معلوم تھا کہ قیصر مسیح علیہ السلام کے پیروکاروں کے خون کا دشمن ہے مگر اس کے باوجود انہوں نے نہایت دلیری سے برملا اپنی توحید اور اپنا مسلک بیان کر دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جو کائنات کا رب ہے جس کے سوا کوئی اور اللہ نہیں ہے، ہم اس کے سوا کسی اور باطل معبود کی پرستش نہیں کریں گے اور نہ ہی اپنی مشکلات میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو پکاریں گے اور قیصر ڈیسیس اور اہل دربار کو اللہ عزوجل کی دعوت پیش کی، ان نوجوانوں نے جب بادشاہ کو اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لانے کی دعوت پیش کی تو اس نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی اور قتل کرنے دھمکیاں دیں، اور حکم دیا کہ اس فاجر نہ لباس کو ان کے جسموں سے اتار دیا جائے جو انہوں نے زیب تن کر رکھا تھا، قیصر ڈیسیس نے اپنے موقف پر نظر ثانی کرنے کے لیے انہیں مہلت دے دی کہ شاید یہ اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹ آئیں، اور یہ مہلت ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا سبب بن گئی کیونکہ اس دوران میں ان کے لیے یہ ممکن ہوا کہ اپنے دین کو محفوظ کرنے اور اپنے آپ کو کسی فتنے سے بچانے کے لیے بھاگ جائیں،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ عَتَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجَبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ وقت قریب ہے جب مسلمان کا (سب سے) عمدہ مال (اس کی) بکریاں ہوں گی، جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور برساتی وادیوں میں اپنے دین کو بچانے کے لئے بھاگ جائے گا۔^①

اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر یہ نوجوان دربار سے باہر نکل آئے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ہماری قوم تو رب کائنات کو چھوڑ کر دوسرے اللہ بنا بیٹھی ہے جبکہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے جب تم نے دینی طور پر اپنی قوم کے معبودوں سے کنارہ کشی کر لی ہے تو سنگسار ہونے یا مجبوراً مرتد ہوجانے سے بچنے کے لیے جسمانی طور پر بھی ان سے علیحدگی اختیار کر لو اور کسی وسیع غار میں جا کر چھپ جاؤ، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے تمہیں نوازے گا اور تمہارے کام میں سہولت مہیا کر دے گا، چنانچہ یہ رائے سب کو پسند آئی اس کے بعد وہ شہر سے نکل گئے، راستے میں ایک کتابھی ان کے ساتھ لگ گیا تھا جو کسی طرح بھی ان سے جدا نہ ہوا، جان و ایمان کے خوف سے تیز تیز چلتے ہوئے شہر سے بہت دور گھرے غار میں (جس کا نام حیروم کہا جاتا ہے) جبکہ دن کا پہلا پہر تھا چھپے اور کتابھی کے دہانے پر بیٹھ گیا، وہاں انہوں نے اپنے رب سے دعا کی اور اس کے حضور ملتی ہوئے اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے راہ یابی کو آسان کر دے۔

(اصحاب کہف کی قیام کی جگہ طوس بیان کی جاتی ہے، اس شہر کے شمال مغرب میں این کی لس یا بین کی لس نامی پہاڑ میں قرآن مجید میں بیان کردہ

① صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الدین الفواز من الفتن ۱۹، سنن ابوداؤد کتاب الفتن والملاحم باب ما یرخص فیہ من

البداوة فی الفتنۃ ۲۶۶، مسند احمد ۱۰۳۲، صحیح ابن حبان ۵۹۵۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۶۷۳، مسند ابی یعلیٰ ۹۸۳، شرح السنة

تفصیل سے مماثل اصحاب کہف کا ایک غار موجود ہے، کئی مسلم محققین کے مطابق یہ تصور درست ہے، امام طبری نے اصحاب کہف کی پہاڑی کانام بین کی لس بیان کیا ہے اور شہر کانام طرطوس لکھا ہے، مفسر محمد امین نے پہاڑ کانام بین کی لس اور شہر کانام طرطوس ہی لکھا ہے، امام رازی لکھتے ہیں کہ اگرچہ اس جگہ کو ایفیبی سس کہا جاتا ہے مگر اس سے مراد طرطوس ہی ہے کیونکہ یہ بھی طرطوس ہی کا دوسرا نام ہے، اس کے علاوہ قاضی بیضاوی، امام نسفی، جلالین، التنبیان، المالئی، نصوحی، بلبن اور بہت سے دوسرے محققین کے مطابق یہ جگہ طرطوس ہی ہے، سورج طلوع کے وقت غار کے دائیں اور غروب کے وقت بائیں طرف جھک جاتا تھا اس غار کا دھانہ شمال کی طرف واقع ہے، سلطنت عثمانیہ کے دور میں بھی یہ غار تحقیق کا موضوع رہی، نیشنل کونسل کی طرف سے کی جانے والی تحقیق میں لکھا گیا کہ طرطوس کے شمال میں صوبہ ادا نہ میں طرطوس سے دو گھنٹے کے فاصلے پر پہاڑی پر ایک غار ہے جس کا دھانہ قرآن مجید کی تفصیل کے مطابق شمال کی طرف ہی واقع ہے، تاہم دستیاب معلومات سے کسی غار کو بھی یقین قرار نہیں دیا جاسکتا)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّهَا هَذَا الدُّعَاءَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَمِلْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْمَلْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَمِلْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْمَلْ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلْتُكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَادَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ دعا سکھائی، اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں ساری بہتری دنیا کی اور آخرت کی جو مجھ کو معلوم ہے اور جو معلوم نہیں ہے، اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری تمام برائیوں سے دنیا کی اور آخرت کی جو مجھ کو معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں ہیں، اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ بھلائی جو تجھ سے مانگی تیرے بندے اور تیرے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے، اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری اس برائی سے جس سے پناہ مانگی تیرے بندے اور تیرے نبی نے، اے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جو چیز جنت کی طرف نزدیک کرے، قول ہو یا فعل، اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری دوزخ سے اور اس چیز سے جو دوزخ کی طرف نزدیک کرے قول ہو یا فعل، اور میں مانگتا ہوں تجھ سے یہ کہ توہر قضا (حکم الہی اور تقدیر) کو جو تو نے میرے لیے کی ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا مقبول فرمائی اور انہیں اپنی بے پایاں رحمت سے ڈھانپ لیا اور ان کے معاملے میں آسانی پیدا فرمادی، ان کی زندگی اور ان کے دین کی حفاظت فرمائی اور خلائق کے لئے انہیں ایک بڑا معجزہ بنا دیا، کیونکہ وہ شہر سے باہر غارتگ ایک لمبا سفر کر کے آئے تھے اور تھکاوٹ سے چور چور تھے اس لئے جیسے ہی لیٹے فوراً ہی معجزانہ طور پر بے خبر ہو کر سو گئے اور برسوں سوتے ہی رہے، جب ان کے غائب ہونے کی خبر مشہور ہوئی توہر چند تلاش کیا گیا لیکن وہ ناکام رہے، تقریباً ۱۹۶ سال بعد وہاں کا حکمران تیزو سیس اور بقول گبن قیصر تھوڈوسیس

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب الجوامع من الدعاء ۳۸۲۶، مسند احمد ۲۵۰۱۹، صحیح ابن حبان ۸۶۹، مصنف ابن ابی

(Theodosius) دوم تھا جو ۳۰۸ء تا ۳۵۰ء تک روم کا قیصر رہا، رومی سلطنت مسیحیت اختیار کر چکی تھی اور شہر افسوس کے باشندے بھی بت پرستی ترک کر چکے تھے، مگر لوگوں کے درمیان زندگی بعد از موت اور حشر نشر کے معاملہ پر سخت اختلاف برپا تھا اور قیصر اس پر بہت فکر مند تھا۔

وَ تَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزُورُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا عَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ

آپ دیکھیں گے کہ آفتاب بوقت طلوع ان کے غار سے دائیں جانب کو جھک جاتا ہے اور بوقت غروب ان کے بائیں جانب

ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِي فُجُوعَةٍ مِّنْهُ ۗ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ

کتر جاتا ہے، اور وہ اس غار کی کشادہ جگہ میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ جس کی رہبری فرمائے وہ راہ راست

وَ مَنْ يُضِلِّ فَكُنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝۱۷ وَ تَحْسَبُهُمْ آيَاتًا وَ هُمْ

پر ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے ناممکن ہے کہ آپ اس کا کوئی کارساز اور رہنما پائیں، آپ خیال کرتے کہ وہ بیدار ہیں

رُقُودٌ ۙ وَ نَقَلَّيْهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۙ وَ كَلَّبَهُمْ بَاسِطَ ذِرَاعَيْهِ

حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے، خود ہم انہیں دائیں بائیں کر وٹیں دلایا کرتے تھے، ان کا کتابھی چوکھٹ پر اپنے ہاتھ

بِأَلْوَيْدٍ ۙ لَوْ أَطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا

پھیلانے ہوئے تھا، اگر آپ جھانک کر انہیں دیکھنا چاہتے تو ضرور الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے

وَ لَمَلَّيْتُ مِنْهُمْ رُعبًا ۝۱۸ (الکہف، ۱۸، ۱۷)

اور ان کے رعب سے آپ پر دہشت چھا جاتی۔

سورج طلوع کے وقت دائیں جانب اور غروب کے وقت بائیں جانب کو کتر کر نکلتا تھا جس سے دونوں وقتوں میں ان پر سورج کی تمازت نہیں پہنچتی تھی، حالانکہ وہ کشادہ جگہ پر مٹھا استراحت تھے (یعنی ان کے غار کا دہانہ شمال کی جانب تھا جس کی وجہ سے کسی موسم میں بھی سورج کی تمازت اور روشنی اندر نہیں پہنچتی تھی جس کی وجہ سے کسی کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ غار کے اندر کوئی ہے) ان نوجوانوں کو غار میں پہنچانا، انہیں معجزانہ طور پر ایک لمبے عرصہ کے لیے سلا دینا، زندہ رکھنا اور باوجود کشادہ جگہ ہونے کے سورج کا دونوں وقتوں میں اس طرح کتر کر نکلتا جانا اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جو اس کی قدرت اور رحمت پر دلالت کرتی ہے، جس کی اللہ تعالیٰ رہبری فرمائے وہی راہ راست پر ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے ناممکن ہے کہ آپ اس کا کوئی کارساز اور رہنما پائیں، جیسے فرمایا

مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۙ وَ مَنْ يُضِلِّ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝۱۷

ترجمہ: جسے اللہ ہدایت بخشے بس وہی راہ راست پاتا ہے اور جس کو اللہ اپنی رہنمائی سے محروم کر دے وہی ناکام و نامراد ہو کر رہتا ہے۔

وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِىٌّ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ... ﴿۹۵﴾

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے، اور جسے وہ گمراہی میں ڈال دے تو اس کے بعد ایسے لوگوں کے لیے تو کوئی حامی و ناصر نہیں پاسکتا۔

اگر تم نہیں دیکھتے تو یہ سمجھتے کہ وہ توحید پرست جو ان جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے، اور ہم انہیں وقتاً فوقتاً میں بائیں کروٹیں دلو اتے رہتے تھے تاکہ ان کے جسموں کو ٹٹی نہ کھا جائے، اور ان کی حفاظت کے لیے ان کا کتا غار کے دہانے پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا، اگر تم کہیں جھانک کر انہیں دیکھتے تو لٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور تم پر ان کے نظارے سے دہشت بیٹھ جاتی۔

وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِبَيْتَاءَ لُوَا بَيْنَهُمْ ط قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِئْتُمْ ط

اسی طرح ہم نے انہیں جگا کر اٹھلا یا کہ آپس میں پوچھ گچھ کر لیں، ایک کہنے والے نے کہا کہ کیوں بھی تم کتنی دیر ٹھہرے رہے؟

قَالُوا لَبِئْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِئْتُمْ ط

انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم، کہنے لگے کہ تمہارے ٹھہرے رہنے کا بخوبی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے

فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا

اب تم اپنے میں سے کسی کو اپنی یہ چاندی دے کر شہر بھیجو وہ خوب دیکھ بھال لے کہ شہر کا کونسا کھانا پاکیزہ تر ہے پھر اسی میں

فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَ لِيَتَلَطَّفَ وَ لَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿۱۹﴾ إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا

سے تمہارے کھانے کے لیے لے آئے اور وہ بہت احتیاط اور نرمی برتتے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے، اگر یہ کافر تم پر غلبہ

عَلَيْكُمْ يَرْجِعُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَ لَنْ نُفْلِحُوا إِذَا أَبَدًا ﴿۲۰﴾ (الکہف ۱۹، ۲۰)

پالیں تو تمہیں سگسار کر دیں گے یا تمہیں پھر اپنے دین میں لوٹالیں گے، اور پھر تم کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔

موت کے بعد زندگی:

جس طرح اللہ قادر مطلق نے انہیں اپنی قدرت کاملہ سے جس عجیب طریقے پر سلا دیا تھا اور دنیا کو ان کے حال سے بے خبر رکھا گیا ویسے ہی عجیب کرشمہ قدرت سے انہیں (تقریباً ۲۴۵ یا ۲۴۶ عیسوی میں) جب دن کا آخری پہرہ تھا گہری لمبی نیند سے جگا دیا اور اس حال میں اٹھایا کہ ان کے جسم اسی طرح صحیح تھے جس طرح سوتے وقت تھے، بیدار ہونے پر ایک ساتھی نے پوچھا کہ ہم کتنا وقت سوتے رہے؟ دوسروں نے کہا شاید دن بھر یا اس سے کچھ کم وقت سوتے رہے ہوں گے، جب انہیں اشتباہ ہوا تو وہ بولے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ

ہمارا کتنا وقت نیند کی حالت میں گزرا، اب انہیں بھوک و بیاس محسوس ہوئی تو خوراک کا سروسامان کرنے کی فکر لاحق ہوئی، ان نوجوانوں کے امیر نے ایک سمجھدار نوجوان بلمیلیجا یا بقول گبن بلمیلیخس (Jamblichus) کو چاندی کے چند سکے دے کر حلال اور پاکیزہ کھانا لانے کے لئے بازار بھیجا اور ہدایت کی کہ وہ جاتے اور آتے ہوئے احتیاط اور ہوشیاری سے کام لے تاکہ وہ پہچان نہ لیا جائے ورنہ انہیں سخت سزائیں دی جائیں گی اور چاند دیوی کی پرستش پر مجبور کیا جائے گا اس طرح ہمارا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے گا اور ہماری محنت بھی برباد ہو جائے گی اور ہم نہ دین کے رہیں گے اور نہ دنیا کے۔

وَ كَذَلِكَ أَعْتَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ

ہم نے اس طرح لوگوں کو ان کے حال سے آگاہ کر دیا کہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور قیامت میں کوئی

لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَزَّعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ

شک و شبہ نہیں، جبکہ وہ اپنے امر میں آپس میں اختلاف کر رہے تھے، کہنے لگے ان کے غار پر ایک عمارت بنا لو اور ان کا رب ہی

بِهِمْ ۗ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ (الکہف: ۲۱)

ان کے حال کا زیادہ عالم ہے، جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلبہ پایا وہ کہنے لگے کہ ہم تو ان کے آس پاس مسجد بنا لیں گے۔

دوبارہ جینے کی عینی دلیل:

چنانچہ ان کا ایک ساتھی چاندی کا سکہ لیکر خوراک حاصل کرنے شہر چلا گیا جو تین سو سال قبل کے بادشاہ دقیانوس کے زمانے کا تھا، مگر وہاں تو دنیا ہی بدل چکی تھی بہت پرستروم کو عیسائی ہوئے ایک مدت گزر چکی تھی، زبان، تہذیب و تمدن اور لباس وغیرہ میں نمایاں فرق آ گیا تھا، وہ شخص اپنی سچ دھج، لباس اور زبان کے اعتبار سے فوراً ایک تماشاشاہ بن گیا اور جب اس نے قیصر ڈیسیس کے وقت کا سکہ کھانا خریدنے کے لئے دوکاندار کو پیش کیا تو دوکاندار حیران رہ گیا کہ یہ سکہ تو تین سو سال پرانا ہے، جس پر اسے شبہ ہوا کہ اس شخص کو پرانے زمانے کا کوئی دینیہ ملا ہے، جس پر دونوں میں تو تکرار ہونے لگی اور بالآخر معاملہ کو تو ال تک جا پہنچا، ایک لمبی تکرار کے بعد جب نوجوان کو یقین ہو گیا کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو چاند دیوی سے کوئی خطرہ نہیں تو وہ کو تو ال اور دوسرے لوگوں کو لے کر غار کی طرف چلا، غار میں پہنچ کر یہ اور اس کے ساتھی لیٹ گئے اور ان کی روح پرواز کر گئی، اس زمانے میں یونانی فلسفے کے اثرات سے قیامت اور عالم آخرت کے بارے میں زور شور سے بحث چھڑی ہوئی تھی

فِيهِمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ، وَيَعْلَمُ أَنَّ السَّاعَةَ حَقٌّ

بعض لوگ اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور قیامت کے قائل اور اعمال کی جزاء کو مانتے تھے۔^①

لَا حَيَاةَ إِلَّا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

بعض کہتے تھے کہ اس زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: كَانَ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ قَدْ قَالُوا: تُبْعَثُ الْأَرْوَاحُ وَلَا تُبْعَثُ الْأَجْسَادُ.

عکرمہ کہتے ہیں بعض کا خیال تھا کہ فقط روہیں دوبارہ زندہ کی جائیں گی اور جسم کو زندہ نہیں کیا جائے۔^(۱)

بعض لوگ یہودیوں کے صدوقی فرقے کے زیر اثر کھلم کھلا آخرت کا انکار کرتے تھے۔

ذَكَرَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ أَنَّهُ كَانَ قَدْ حَصَلَ لِأَهْلِ ذَلِكَ الزَّمَانِ شَكٌّ فِي الْبُعْثِ وَفِي أَمْرِ الْقِيَامَةِ

کئی ایک ائمہ سلف نے ذکر کیا ہے کہ اس زمانے کے لوگوں کو دوبارہ جی اٹھنے اور قیامت کے بارے میں شک تھا۔^(۲)

اور بعض لوگ شک و شبہ میں مبتلا تھے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل شہر کو اصحاب کہف کے حال سے مطلع کیا تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ

کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کی گھڑی بیشک آ کر رہے گی، جس میں وہ لوگ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور اپنے اعمال کا حساب دے

کر جزا پائیں گے، اور ساتھ ہی اہل ایمان کو نہایت واضح اشارہ بھی دیا کہ جس طرح اصحاب کہف نے اپنی جان، دین و ایمان بچانے کے لئے

اپنی قوم و ملک کو خیر باد کہہ کر اللہ کے توکل پر نکل کھڑے ہوئے تھے اسی طرح تم بھی اپنی قیمتی ترین متاع حیات کو بچانے کے لئے یہاں

سے ہجرت کر جاؤ اور وہاں ڈیرہ جمناؤ جہاں تم اپنے دین و ایمان کی حفاظت اور اس پر کاربند ہو سکو، جب اللہ تعالیٰ نے انکو ظاہر کر دیا تو صالحین

نصاری نے رائے دی کہ اصحاب کہف جس طرح غار میں لیٹے ہوئے ہیں اسی طرح انہیں لیٹا رہنے دو اور غار کے دہانے کو تین گادو اور انکار

ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ کون اور کس قدر و منزلت کے انسان ہیں۔ مگر رومی سلطنت کے ارباب اقتدار اور مسیحی کلیسا کے مذہبی پیشوا جس کے

مقابلے میں صالح العقیدہ عیسائیوں کی کوئی بات نہ چلتی تھی انہوں نے کہا ہم تو ان پر ایک عبادت گاہ بنا لیں گے، بعض لوگ اس آیت کو دلیل

بنا کر صالحین کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنا سزا قرار دیتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر مسجدیں بنانا ممنوع اور حرام قرار دیا ہے

اور ایسا کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى،

اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا، قَالَتْ: وَوَلَا ذَلِكَ لِأُبْرُزُوا قَبْرَهُ غَيْرَ أَنِّي أُحْسِنِي أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے

اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر ایسا ڈرنہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی رہتی (اور حجرہ میں نہ ہوتی) کیونکہ مجھے اس

کا ڈر ہے کہ کہیں آپ کی قبر بھی مسجد نہ بنالی جائے۔^(۳)

(۱) تفسیر ابن کثیر ۵/۱۳۶

(۲) تفسیر ابن کثیر ۵/۱۳۶

(۳) صحیح بخاری کتاب باب الجنائز: بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ ۱۳۳۰، صحیح مسلم المساجد بَابُ النَّبِيِّ

عَنْ بَنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّورِ فِيهَا وَالنَّبِيِّ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ ۱۱۸۳، سنن نسائی کتاب الجنائز: اتِّخَاذُ

الْقُبُورِ مَسَاجِدَ ۲۰۲۸، مسند احمد ۲۲۵۱۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۷۵۴، شرح السنة للبقوی ۵۰۸

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارِيَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذَاتِ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالشُّرُجَ
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجدیں بنانے
اور چراغ روشن کرنے والوں پر۔^(۱)

حَدَّثَنِي جُنْدَبٌ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسِ، وَهُوَ يَقُولُ: الْأَوَّانُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
كَأَنُومًا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَمَسَاجِدَهُمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِيَّيَّ أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ
جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پانچ دن پہلے فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہوتے
سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے کہیں تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔^(۲)
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ، وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَأَيْتَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ أَوْلَيْكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِيكَ
الصُّورَ، أَوْلَيْكَ شِرَاؤُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرجا کا ذکر کیا جس کو انہوں نے
(ہجرت کے دوران) حبشہ میں دیکھا تھا اس میں تصویریں لگی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا حال یہ تھا جب ان میں کوئی صالح
مرد مرتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں صورتیں بناتے، یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے سامنے بدترین مخلوقات ہوں گے۔^(۳)

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةً رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَ يَقُولُونَ خَسَةً سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ

کچھ لوگ تو کہیں گے کہ اصحاب کہف تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا، کچھ کہیں گے کہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا،

رَجْمًا بِأَغْيَبٍ ۚ وَ يَقُولُونَ سَبْعَةً ۚ وَ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّي

غیب کی باتوں میں (انکل) کے تیر تکے چلاتے ہیں، کچھ کہیں گے سات ہیں آٹھواں ان کا کتا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار

(۱) سنن نسائی کتاب الجنائز باب التغليظ في اتخاذ الشرج على القبور ۲۰۲۵، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب ما جاء في
النهي عن زيارة النساء القبور ۱۵۴۴، سنن ابوداود كتاب الجنائز باب في زيارة النساء القبور ۳۲۳۶، مسند احمد ۲۰۳۰، مستدرک
حاکم ۱۳۸۲، صحیح ابن حبان ۳۱۴۹، السنن الكبرى للبيهقي ۴۰۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۵۴۹، شرح السنة للبعوی ۵۱۰
(۲) صحیح مسلم المساجد باب النهي عن بناء المساجد، على القبور واتخاذ الصور فيها والنهي عن اتخاذ القبور
مساجد ۱۱۸، المعجم الكبير للطبراني ۶۸۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۵۴۶

(۳) صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب هجرة الانصار باب هجرة الحبشة ۳۸۴۳، صحیح مسلم کتاب المساجد باب النهي عن بناء
المساجد، على القبور واتخاذ الصور فيها والنهي عن اتخاذ القبور مساجد ۱۱۸، سنن نسائی کتاب المساجد النهي عن اتخاذ
القبور مساجد ۴۰۵، مسند ابی يعلى ۲۶۴۹

أَعْلَمُ بَعْدَتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۖ فَلَا تَمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا

ان کی تعداد کو بخوبی جاننے والا ہے، انہیں بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں پس آپ ان کے مقدمے میں صرف سرسری گفتگو ہی کریں

وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝ (الکہف ۲۲)

اور ان میں سے کسی سے ان کے بارے میں پوچھ گچھ بھی نہ کریں۔

اس واقعہ کے پونے تین سو سال بعد نزول قرآن کے زمانے میں اسکی تفصیلات کے متعلق کہ اصحاب کہف کی تعداد کیا تھی عیسائیوں میں مختلف افسانے پھیلے ہوئے تھے، بعض کی رائے تھی کہ اصحاب کہف تین آدمی تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا، بعض کی رائے تھی کہ وہ پانچ آدمی تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا، بعض کہتے ہیں کہ وہ تعداد میں سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا، چونکہ تیسرے قول کی تردید اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی اس لئے یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ صحیح تعداد سات ہی تھی،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَا مِنَ الْقَلِيلِ الَّذِي اسْتَشْتَى اللَّهَ، عَزَّ وَجَلَّ، كَانُوا سَبْعَةً
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے میں بھی ان تھوڑے لوگوں میں شامل ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ ان کی تعداد سات تھی۔^①

بہر حال صحیح تعداد مدت قیام اور غار کی جگہ اللہ ہی جانتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ایک اہم ترین نصیحت کی گئی کہ اصحاب کہف کی تعداد اور مدت کے بارے میں تحقیق و تجسس کرنا ایک غیر ضروری کام ہے لہذا آپ ان کے معاملے میں لوگوں سے بحث و تکرار نہ کرو اور نہ ان کے متعلق کسی اہل کتاب سے کچھ پوچھو کیونکہ کسی کو ان کی صحیح تعداد کا علم ہی نہیں ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِسَائِرِ إِيَّايَ فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَ اذْكُرْ رَبَّكَ

اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا مگر انشاء اللہ کہہ لینا اور جب بھی بھولے اپنے پروردگار کی یاد

إِذَا نَسِيتَ ۚ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِّي رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا رَشَدًا ۝

کر لیا کر نا اور کہتے رہنا کہ مجھے پوری امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کے قریب کی بات کی رہبری کرے،

وَلِكَيْتُوبَا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ ۖ وَ اذَادُوا تَسْعًا ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ

وہ لوگ اپنے غار میں تین سو سال تک رہے اور نو سال اور زیادہ گزارے، آپ کہہ دیں اللہ ہی کو ان کے ٹھہرے رہنے کی

بِمَا كِتَبُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ ۖ أَبْصُرْ بِهِ ۚ وَ اَسْمِعْ مَا لَهُمْ

مدت کا بخوبی علم ہے، آسمانوں اور زمینوں کا غیب صرف اسی کو حاصل ہے وہ کیا ہی اچھا دیکھنے سننے والا ہے، سوائے

مَنْ دُونَهُ مِنْ وَايٍ وَلَا يَشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۖ (الکھف ۲۳-۲۶)

اللہ کے ان کا کوئی مددگار نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

ان شاء اللہ کہنے کا حکم:

رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو ہدایت کی گئی کہ جب بھی مستقبل قریب یا بعید میں کوئی کام کرنے کا عزم کرو تو کبھی دعوے سے یوں نہ کہہ دیا کرو کہ کل میں فلاں کام کروں گا بلکہ اس کے ساتھ ان شاء اللہ ضرور کہا کرو، یاد رکھو تم اپنے افعال میں ایسے خود مختار نہیں ہو کہ جو چاہو کر سکو، اللہ کی مشیت کے سوا تم کچھ نہیں کر سکتے، جیسے فرمایا

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝۱

ترجمہ: اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہو تا جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے۔

اس لیے اگر ایسی بات کہنی ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ وابستہ کر کے کہنی چاہیے،

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: لَا طُوفَانَ اللَّيْلَةَ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ، أَوْ تَسْعَ وَتَسْعِينَ كُلَّهُنَّ، يَا تُبَيُّ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: إِنَّ شَاءَ اللَّهُ، فَأَمْ يَقُولُ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ، فَأَمْ يَحْمِلُ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً، جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ قَالَ: إِنَّ شَاءَ اللَّهُ، لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلیمان بن داؤد رضی اللہ عنہ نے ایک بار کہا کہ آج رات میں اپنی سویا (راوی کو شک تھا) ننانوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں گے، ان کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ بھی کہہ دیں مگر سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ نہ کہا (وہ اپنے ارادے کے مطابق سب بیویوں کے پاس گئے مگر) صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان کے بھی آدھا بچہ پیدا ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر سلیمان علیہ السلام اس وقت ان شاء اللہ کہہ لیتے تو (تمام بیویاں حاملہ ہوتیں اور) سب کے یہاں ایسے شہسوار بچے ہوتے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔ ۱

علاوہ ازیں بندہ ایک بشر ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ذکر کو بھول جانا ایک لاپرواہی امر ہے اس لیے اس نے اپنے بندے کو حکم فرمایا کہ اگر کلام یا وعدہ کرتے وقت بے خیالی میں ان شاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جس وقت بھی یاد آجائے فوراً متنبہ ہو کر ان شاء اللہ کہو اور اپنے رب کی تسبیح بیان کرو اور اس سے استغفار کرو تا کہ مطلوب مقصود حاصل ہو،

قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ يَسْتَنْتِي وَلَوْ بَعْدَ سَنَةِ أَيٍّ: إِذَا نَسِيَ أَنْ يَقُولَ فِي حَلْفِهِ أَوْ كَلَامِهِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ، وَذَكَرَ وَلَوْ بَعْدَ

التكوير ۲۹

صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ ۲۸۱۹، وَبَابُ فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۲۶۶۹، صحیح مسلم کتاب الایمان بابُ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ وَغَيْرِهَا ۲۸۵، مسند احمد ۱۵۷، مسند البزار ۸۸۳، السنن

الکبری للبیہقی ۱۹۰۹

سَنَةً، فَالْسَّنَةُ لَهُ أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ، لِيَكُونَ آتِيًا بَسَنَةً الْإِسْتِثْنَاءِ، حَتَّىٰ وَلَوْ كَانَ بَعْدَ الْحَدِيثِ
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے خواہ ایک سال بعد یاد آئے تو ان شاء اللہ کہہ لے تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے معنی یہ ہیں
کہ جب اسے ایک سال بعد یاد آئے کہ وہ اپنے کلام یا قسم میں ان شاء اللہ کہنا بھول گیا تھا تو اس کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اسی وقت کہہ
لے تا کہ وہ ان شاء اللہ کہنے کی سنت پر عمل کر سکے خواہ وہ اپنی قسم کو پورا نہ کر سکا ہو تو پھر بھی ان شاء اللہ کہہ دے۔^(۱)
انسان کو نہ تو علم غیب ہے کہ آئندہ حالات کے بارے میں اپنے قطعی اور یقینی علم کے ساتھ کچھ کہہ سکے، اس لیے کہو کہ میں جس چیز کا عزم
ظاہر کر رہا ہوں مجھے امید ہے کہ میرا رب اس معاملے میں اس سے بہتر اور مفید کام کی طرف میری رہنمائی فرمادے گا، اصحاب کھف اپنے
غار میں شمس حساب سے تین سو سال رہے، جو قمری حساب سے تین سو نو سال بنتے ہیں، اگر اہل کتاب یا کوئی اور اللہ کی اس بتلائی ہوئی مدت
میں اختلاف کرے تو تم ان سے کہو اللہ ان کے قیام کی مدت تم سے زیادہ جانتا ہے، ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے سب پوشیدہ
احوال اسی علام الغیوب کو معلوم ہیں، وہ خوب دیکھنے والا اور سننے والا ہے، اور اس کے سوا زمین و آسمان کی مخلوقات کی کوئی خبر گیری کرنے
والا نہیں ہے، وہی وحدہ لا شریک ہی مخلوقات کی تخلیق اور تمام کائنات کی تدبیر کرتا ہے، اور وہ اپنی قضا و قدر اور تخلیق و تدبیر میں کسی چھوٹی
بڑی مخلوق کو شریک نہیں کرتا، وہ ان تمام خامیوں سے پاک ہے۔

وَ اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ كِتَابِ رَبِّكَ ۗ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۗ وَ لَنْ تَجِدَ

تیری جانب جو تیرے رب کی کتاب وحی کی گئی ہے اسے پڑھتا رہ، اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں تو اس کے سوا ہر گز

مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۚ وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ

ہر گز کوئی پناہ کی جگہ نہ پائے گا، اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں اور اسی کے

وَ الْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ

چہرے کے ارادے رکھتے ہیں (رضامندی چاہتے ہیں)، خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنی پائیں کہ دنیاوی زندگی کے ٹھاٹھ

وَ لَا تَطْعَمَنَّ مَنْ اغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا ۗ وَ اتَّبِعْ هَوَاهُ

کے ارادے میں لگ جا، دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے

وَ كَانَ أَمْرُهُ فُرْطًا ۗ (الکہف ۲۷-۲۸)

پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے کفار مکہ کے تینوں سوالات کے مدلل جواب دے دیے جس سے ان کی تسلی اور آپ ﷺ کی صداقت واضح

ہوگئی کہ یہ قرآن محمد ﷺ کا تصنیف کردہ نہیں بلکہ اللہ وحدہ لا شریک نے اپنی رحمت و کرم سے تمام انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہوا ہے تو اس دعوت پر ایمان لانے کے بجائے اپنے کفر و شرک پر قائم رہے، رسول اللہ ﷺ پر لگا تار و جی کا سلسلہ جاری تھا جس میں بنیادی عقائد توحید، رسالت اور حیات بعد از موت کے دلائل ہوتے تھے، مشرکین مکہ کو یہ بے ٹوک دلائل گھائل کرتے تھے اور وہ بار بار مطالبہ کرتے تھے کہ کوئی دوسرا قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو، آخر ایسی بھی کیا ضد ہے کہ ہم تو تمہاری پوری بات مان لیں مگر تم ہمارے آبائی دین کے عقائد اور رسم و رواج کی کچھ رعایت ملحوظ نہ رکھو یعنی کچھ تم ہماری مان لو کچھ ہم تمہاری مان لیں اس پر سمجھو نہ ہو سکتا ہے، جیسے فرمایا

وَإِذَا تَنقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَأُولَٰئِكَ لِيُصَِّدَّتْ بَصَابِرُكُمْ ۗ وَالَّذِينَ لَآ يَرْجُونَ لِقَاءَنَا أُلْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلُوهُ ۗ ۝۱۵

ترجمہ: جب ہماری آیات صاف صاف ان کو سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو کبھی ہمارے سامنے حاضر ہونے کی توقع نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو۔

اس پر ہدایت فرمائی گئی کہ یہ لوگ جلیل القدر کتاب قرآن مجید فرقان حمید پر ایمان لائیں یا نہ لائیں آپ کو جو کچھ وحی کی جارہی ہے انہیں بے کم و کاست لوگوں تک پہنچادیں، اگر انہیں ایمان لانا ہے تو اس پورے کلام پر جوں کا توں ایمان لائیں اور ایمان نہیں لانا تو شوق سے نہ لائیں مگر کسی حال میں یہ امید نہ رکھیں کہ انہیں راضی کرنے کے لئے اس دین میں انکی خواہشات کے مطابق کوئی جزوی سی ترمیم کی جائے گی، کفار مکہ کو بتلایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے نازل کردہ کلام میں کسی کمی بیشی کرنے کے مجاز نہیں ہیں، ان کا کام اس پاکیزہ کلام کو بلا کم و کاست لوگوں تک پہنچادینا ہے، فرمایا کہ اگر آپ نے کسی کی خاطر اس کے کلمات میں تغیر و تبدیلی کی یا اسے بیان کرنے سے گریز و انحراف کی کوشش کی تو آپ کے رب کے سوا آپ کو کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں ملے گا جہاں آپ چھپ سکیں، نہ پناہ ملے گی جہاں پناہ لے سکیں، اس کے علاوہ ابتدائی طور پر اسلام قبول کرنے والے ہمیشہ کی طرح غریب لوگ تھے، جن میں قبیلہ ہذیل کا بلال رضی اللہ عنہ، صحیب رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ، خباب رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شامل تھے، سردار ان مکہ کا دماغ اپنی مالی حیثیت، مرتبہ اور حسب نسب کی وجہ سے عرش پر رہتا تھا وہ ان غریب دین دار لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اپنی بے عزتی سمجھتے تھے، ان کا رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی مطالبہ تھا کہ آپ کی صحبت میں جو کم حیثیت لوگ بیٹھے ہیں ہم ان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے تھے، پہلے آپ انہیں اپنی مجلس سے دور کریں پھر ہم آپ کے پاس بیٹھ کر معلوم کریں گے کہ آپ کیا کہتے ہیں، مشرکین کی سوچ ہمیشہ ایک ہی رہی ہے، قوم نوح کے سردار بھی یہی کہتے تھے۔

... وَمَا تَرْكُكَ أَتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا بِادِّئِ الرَّأْيِ ۗ ۝۱۶

ترجمہ: اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں اراذل تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے۔

قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۗ ۝۱۷

۱۵ یونس

۱۶ ہود ۲

۱۷ الشعراء ۱۱۱

ترجمہ: کیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے۔
تو نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا

... وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا --- ﴿۴۸﴾

ترجمہ: میں ان لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا جنہوں نے میری بات مانی ہے۔

... وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۹﴾

ترجمہ: میرا یہ کام نہیں ہے کہ جو ایمان لائیں ان کو میں دھتکار دوں۔

ایک مقام پر فرمایا

... وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا --- ﴿۵۱﴾

ترجمہ: جن لوگوں کو تم حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہو میں ان کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ نے انہیں کوئی بھلائی نہیں دی ہے۔
نبی کریم ﷺ کے دل میں خیال آیا کہ سر دست ان کے اس بے جا غرور کو مان لوں اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے ساتھیوں کو دور کر کے انہیں دعوت حق دوں شاید میری بات سننے سے ان کے دلوں کی دنیا بدل جائے، چند روز بعد یہ لوگ خود ہی سمجھ جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان فرعونی دماغوں کی خاک بھی قدر نہ تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے (آپ کے اس خیال کو) سختی کے ساتھ منع فرمایا، فرمایا اے نبی ﷺ! جو لوگ شب و روز اپنے رب کی خوشنودی کے لئے اس کو یاد کرتے ہیں اور رضائے الہی کی خاطر آپ کے گرد جمع ہیں، ان کی معیت میں اپنے دل کو مطمئن کریں اور ان لوگوں کے فضول مطالبہ پر ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیریں اور ان کے اس مطالبے کو رد کر دیں،

عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ”نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِينَا سِتَّةَ فِي، وَفِي ابْنِ مَسْعُودٍ، وَصُهَيْبِ، وَعَمَّارٍ، وَالْمِقْدَادِ، وَبِلَالٍ، قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَا نَرْضَى أَنْ نَكُونَ أَتْبَاعًا لَهُمْ، فَاطْرُدْهُمْ عَنْكَ، قَالَ: فَدَخَلَ قَلْبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْخُلَ، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَلَا تَنْظُرُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ، بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ} الْآيَةَ

سعد بن مسعود سے مروی ہے یہ آیت ہم چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی، میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور صہیب رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ، قریش کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہتے ان کو آپ اپنے پاس سے دور کر دیں، اس بات کو سن کر رسول اللہ ﷺ کے دل میں آیا جو اللہ تعالیٰ کو آنا منظور تھا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دُور نہ پھینکو ان کے حساب

﴿۱﴾ ہود ۲۹

﴿۲﴾ الشعراء ۱۱۳

﴿۳﴾ ہود ۳۱

﴿۴﴾ الأنعام: ۵۲

میں سے کسی چیز کا برتن پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا باران پر نہیں، اس پر بھی اگر تم انہیں دُور پھینکو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے۔^①

یعنی ان مشرکین اور منکرین حق سے مصالحت قطعاً خارج از بحث ہے، جو حق اللہ کی طرف سے آیا ہے اسے بے کم و کاست ان کے سامنے پیش کر دیں، ایمان لاتے ہیں تو لے آئیں اور تسلیم نہیں کرتے تو خود اپنا برا انجام دیکھیں گے، جنہوں نے دعوت حق کو قبول کر لیا ہے خواہ ان کی مالی حیثیت کتنی ہی کمزور ہو اللہ کے ہاں وہی قیمتی جو اہر ہیں، انہی کو یہاں عزیز رکھا جائے گا اور ان کو چھوڑ کر ان بڑے بڑے سرداروں اور رئیسوں کی کچھ پرواہ نہیں کی جائے گی جو دنیا کی شان و شوکت خواہ کتنی ہی رکھتے ہوں مگر وہ اللہ سے غافل ہیں اور انہوں نے اللہ عز و جل کو چھوڑ کر اپنی خواہشات نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، جیسے فرمایا

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ... ﴿۳۳﴾

ترجمہ: کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الہ بنا لیا ہو؟۔

اللہ کے فرمان کے بجائے ان کے نفس نے جو چاہا انہوں نے وہ کیا اور اس کو جائز و ناجائز پالنے کی کوشش کی خواہ اس میں اس کی ہلاکت اور اس کے لیے خسارہ ہی کیوں نہ ہو، ان لوگوں کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دی کہ انہیں اپنے ذکر سے غافل کر دیا، جیسے فرمایا

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً... ﴿۳۴﴾

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الہ بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَ مَنِ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ ۗ

اور اعلان کر دے کہ یہ اس برحق قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے، اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ۖ أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِنْ يَسْتَعِينُوا يَغَاثُوا

ظالموں کے لیے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گے، اگر وہ فریادیں چاہیں گے تو ان کی فریادیں

① سنن ابن ماجہ کتاب الزہد بابُ مُجَالَسَةِ الْفُقَرَاءِ ۴۱۸، صحیح مسلم فضائل الصحابة بابُ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۶۲۴۰

② الفرقان ۲۳

③ الجاثية ۲۳

بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهُ ۗ بِئْسَ الشَّرَابُ ۗ وَ سَاءَتْ مُرْتَقَقًا ﴿۱۶﴾

اس پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا جو چہرے بھون دے گا، بڑی برپانی ہے اور بڑی بری آرام گاہ (دوزخ) ہے،

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۱۷﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

یقیناً جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے، ان کے لیے بیشک والی

جَنَّتْ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

جنتیں ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہوگی، وہاں یہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے

وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَ اسْتَبْرَقٍ مُتَّكِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۗ

نرم و باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، وہاں تختوں کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ہونگے۔ ک

نِعْمَ الثَّوَابُ ۗ وَ حَسَنَتْ مُرْتَقَقًا ﴿۱۸﴾ (الکہف ۳۲۹ تا ۳۱۴)

یا خوب بدلہ ہے اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔

اے نبی کریم ﷺ! آپ منکرین و مشرکین سے صاف کہہ دیں کہ یہ اسرار برحق قرآن تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لیے تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا، اب جس کا جی چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے، جیسے فرمایا

لَا كِرَافَةَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ -- ﴿۱۷۰﴾ ﴿۱۷۱﴾

ترجمہ: دین کے معاملے میں کوئی زور بردستی نہیں، صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔

راہ راست سے منہ موڑنے والے ظالموں کے لیے ہم نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے، جس کی آگ کی اونچی دیواریں انہیں ہر طرف سے گھیرے میں لے چکی ہیں، اب وہ اس سے بچ کر بھاگ نہیں سکتے، جہنم کی تکالیف پر وہ آہ و بکا اور موت کی تمنا کریں گے اور پیاس کی شدت سے پانی مانگیں گے، جس پر انہیں پیپ اور لہو، یا پگھلے ہوئے سیسے یا زیتون کے تیل کی تلچھٹ جیسے گرم پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو شدت حرارت سے ان کے ہونٹوں اور منہ کو بھون ڈالے گا،

وَقَالَ الضُّحَّاكُ: مَاءٌ جَهَنَّمَ أَسْوَدٌ، وَهِيَ سَوْدَاءٌ وَأَهْلُهَا سُودٌ

ضحاک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جہنم کا پانی سیاہ رنگ کا ہو گا اور جہنمیوں کا رنگ بھی سیاہ ہو گا۔ ﴿۱۷۲﴾

اس کھولتے پانی سے ان کی پیاس تو کیا بجھے گی بلکہ عذاب میں اضافہ اور ان کی عقوبت میں شدت ہوگی، ایک مقام پر فرمایا کہ یہ کھولتا ہو پانی

ان کے سروں پر بھی ڈالاجایگا۔ یُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۵۰ وَلَهُمْ مَقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ ۵۱ ﴿۱۱﴾
ترجمہ: ان کے سروں پر کھولتا ہو اپانی ڈالاجایگا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں بیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے، اور ان کی خیر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے۔

حُدُودًا فَاعْتَلَوْا إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۵۴ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۵۵ ﴿۱۲﴾
ترجمہ: پکڑو اسے اور گھیٹتے ہوئے لے جاؤ اس کو جہنم کے بیچوں بیچ اور انڈیل دو اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب۔
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ: {كَالْمُهْلِ} قَالَ: كَعَكْرِ الزَّيْتِ، فَإِذَا قَوَّبَهُ إِلَىٰ وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةٌ وَوَجْهِهِ فِيهِ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کالمہل کی تفسیر میں فرمایا وہ تیل کی تچھٹ کی مانند ہے، پھر جب دوزخی اپنے منہ کے پاس لے جائیں گے تو (اس کی حدت سے) ان کے منہ کی کھال جھلس کر اس پیالہ کے اندر گر پڑے گی۔
اور کھانے کے لیے زقوم کا درخت دیا جائے گا، جیسے فرمایا

إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ ۳۳ طَعَامٌ الْأَثِيمِ ۳۴ كَالْمُهْلِ ۳۵ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۳۶ كَغَلِي الْحَمِيمِ ۳۷ ﴿۱۳﴾
ترجمہ: زقوم کا درخت، گناہگاروں کا کھانا ہوگا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے تیل کی تچھٹ جیسا کھولتا ہو اپانی جوش کھاتا ہے۔
ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْبَكِّدُونَ ۵۱ لَا تَكُلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّومٍ ۵۲ فَمَا لَكُمْ مِنْهَا الْبُطُونَ ۵۳ فَشَرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ۵۴ فَشَرِبُونَ مِنْ هَيْمِ ۵۵ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والوں تم شجر زقوم کی غذا کھانے والے ہو اسی سے تم پیٹ بھرو گے، اور اوپر سے کھولتا ہو اپانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح بہو گے۔ اَذَلِكْ خَيْرٌ تَرَا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۳۴ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ۳۵ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۳۶ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رِئُوسُ الشَّيْطَانِ ۳۷ فَأَنَّهُمْ لَا تَكُلُونَ مِنْهَا فَمَا لَكُمْ مِنْهَا الْبُطُونَ ۳۸ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ۳۹ ثُمَّ إِنَّ مَرَجِعَهُمْ لِآلِ الْجَحِيمِ ۴۰ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: بولو، یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لیے فتنہ بنا دیا ہے، وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے، اس کے شکوے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر، جہنم کے لوگ اسے کھائیں گے اور اس سے پیٹ بھریں گے پھر اس پر پینے کے لیے

۱) الحج ۲۱، ۲۰

۲) الدخان ۲۸، ۲۷

۳) جامع ترمذی کتاب صفة جہنم باب ما جاء في صفة شراب أهل النار ۲۵۸۱، مسند احمد ۱۱۶۴، صحیح ابن حبان ۴۷۳

مسند ابی یعلیٰ ۱۳۷۵، شرح السنة للبعوی ۲۲۰۷

۴) الدخان ۲۳ تا ۲۶

۵) الواقعة ۵ تا ۵۵

۶) الصافات ۶۲ تا ۶۸

کھولتا ہو پانی ملے گا اور اس کے بعد ان کی واپسی اسی آتش دوزخ کی طرف ہوگی۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ هَازُونَ: إِذَا جَاعَ أَهْلُ النَّارِ. وَقَالَ جَعْفَرٌ: إِذَا جَاءَ أَهْلُ النَّارِ اسْتَعَانُوا بِشَجَرَةِ الرَّقُومِ، فَأَكَلُوا مِنْهَا، فَأَخْتَلَسَتْ جُلُودَ وَجُوهِهِمْ، فَلَوْ أَنَّ مَارًا بِهِمْ يَعْرِفُهُمْ، لَعَرَفَ جُلُودَ وَجُوهِهِمْ فِيهَا، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَيْهِمُ الْعَطَشَ، فَيَسْتَعِينُونَ، فَيُعَاتُونَ بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ وَهُوَ الَّذِي قَدِ انْتَهَى حَزُّهُ، فَإِذَا أَدْنَوْهُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ انْشَوَى مِنْ حَزِّهِ لُحُومٌ وَجُوهِهِمُ الَّتِي قَدْ سَقَطَتْ عَنْهَا الْجُلُودُ

سعید بن جبیر فرماتے ہیں جہنمی جب بھوکے ہوں گے تو فریاد کریں گے پھر ان کی فریاد سی زقوم کے درخت کے ساتھ کی جائے گی جسے وہ کھائیں گے، اس سے ان کے چہروں کی کھالیں جھلس جائیں گی، اس کے باوجود ان کے پاس سے گزرنے والا انہیں پہچان لے گا کیونکہ ان کے چہروں سے ان کی کھالوں کی بدبو آ رہی ہوگی، پھر ان پر پیاس طاری کر دی جائے گی، وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد سی ایسے پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو گا اور انتہائی شدید گرم کہ جب اسے اپنے مونہوں کے قریب کریں گے تو ان کی کھالیں اتر جائیں گی اور گوشت بھن جائے گا۔^(۱)

ایک مقام پر فرمایا کہ وہ گرم پانی ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔

... وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝ (۱۵)

ترجمہ: اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔

يَطْوِفُونَ فِيهَا وَيَبْنَونَ حَمِيمًا ۝ (۱۶)

ترجمہ: اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے۔

کیا ہی بدترین پینے کی چیز ہے اور جہنم بہت ہی بری آرام گاہ ہے، جیسے فرمایا

إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ (۱۷) إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ (۱۸)

ترجمہ: اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے وہ تو بڑا ہی برا مستقر اور مقام ہے۔

جنت حاصل کرنے کا شوق و رغبت پیدا کرنے کے لیے فرمایا اور جو لوگ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی منزل کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائیں گے اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کریں گے تو یقیناً ہم اپنے فضل و کرم سے نیکو کار لوگوں کے اجر کو بڑھا چڑھا کر عطا فرمائیں گے، ہم نے ان کے لیے انواع اقسام کی نعمتوں سے بھری سدا بہار جنتیں تیار کر رکھی ہیں، جن میں ان کے عالیشان بالا خانوں کے نیچے مختلف اقسام کی نہریں بہ رہی ہیں، دنیا میں مردوں کے لیے

(۱) تفسیر طبری ۱۸/۴

(۲) محمد ۱۵

(۳) الرحمن ۲۳

(۴) الفرقان ۶۵، ۶۶

سونا اور ریشمی لباس ممنوع ہیں مگر اہل جنت کی امتیازی حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے ان کو زیورات خصوصاً سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائے گا، جیسے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ
وَلَوْلُؤُا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان کو اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیے جائیں گے اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔

اور پہننے کے لیے سبز رنگ کے باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے سبز کپڑے دیے جائیں گے، وہ ان نہروں اور چشموں کے کناروں پر شاہانہ شان سے اونچی مسندوں پر جس پر چتر لگا ہو گا گاونڈیکوں پر سہارا لگائے آئے سائے متمکن ہوں گے، موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے نونیز خدام ان کی دل پسند چیزوں کے ساتھ ان کی خدمت میں مصروف ہوں گے، وہاں وہ جس چیز کی تمنا کریں گے اسے پورا کیا جائے گا۔

... وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے۔

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَّا يَدْعُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: ہر قسم کی لذیذ چیزیں کھانے پینے کو ان کے لیے وہاں موجود ہیں جو کچھ وہ طلب کریں ان کے لیے حاضر ہے۔

لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ... ﴿۳۴﴾

ترجمہ: جس میں ان کی ہر خواہش پوری ہوگی۔

خوشی، ہسرت، دائمی فرحت، کبھی ختم نہ ہونے والی لذتیں اور وافر نعمتیں، یہ ہے تمہارے اعمال کی بہترین جزا اور اعلیٰ درجے کی قیام گاہ، جیسے فرمایا

أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَاتِ بِمَا صَبَرُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۳۵﴾ خُلِدِينَ فِيهَا ﴿۳۶﴾ حَسَنَاتٍ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿۳۷﴾

ترجمہ: یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل منزل بلند کی شکل میں پائیں گے، آداب و تسلیمات سے ان کا استقبال ہوگا، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ کیا ہی عمدہ ٹھکانہ ہوگا اور کیسی ہی خوب ابدی قیام کی جگہ ہوگی۔

۱) الحج ۲۳

۲) حم السجدة ۳۱

۳) یسین: ۵۷

۴) الفرقان ۱۶

۵) الفرقان ۷۶، ۷۵

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاحِدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ

اور انہیں ان دو شخصوں کی مثال بھی سنا دے جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگوروں کے دے رکھے تھے

وَ حَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زُرْعًا ۝۳۲ كَلَّمَا الْجَنَّتَيْنِ اَتَتْ

اور جنہیں کھجوروں کے درختوں سے ہم نے گھیر رکھا تھا اور دونوں کے درمیان کھیتی لگا رکھی تھی، دونوں باغ اپنا پھل خوب لائے

اُكْلَهَا وَ لَمْ تَنْظِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۝۳۳ وَ فَجَرْنَا خِلَّاهُمَا نَهْرًا ۝۳۴ وَ كَانَ لَهُ ثَمْرٌ ۝

اور اس میں کسی طرح کی کمی نہ کی اور ہم نے ان باغوں کے درمیان نہر جاری کر رکھی تھی الغرض اس کے پاس میوے تھے،

فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَ هُوَ يُحَاوِرُهُ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَ اَعَزُّ نَفَرًا ۝۳۵

ایک دن اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط

وَ دَخَلَ جَنَّتَهُ وَ هُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ ۝۳۶ قَالَ مَا اَظُنُّ اَنْ تَبَيِّدَ هَذِهِ اَبَدًا ۝۳۷

ہوں اور یہ اپنے باغ میں گیا اور تھا اپنی جان پر ظلم کرنے والا کہنے لگا کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ کسی وقت بھی یہ برباد ہو جائے،

وَ مَا اَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً ۝۳۸ وَ لَيُنْزِلُنَّ عَلَيْكَ اِلٰی رَبِّي

اور نہ میں قیامت کو قائم ہونے والی خیال کرتا ہوں اور اگر (بالفرض) میں اپنے رب کی طرف لوٹا یا بھی گیا تو یقیناً میں

لَا جِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ۝۳۹ (الکہف ۳۲ تا ۳۶)

(اس لوٹنے کی جگہ) اس سے بھی زیادہ بہتر پاؤں گا۔

فخر و غرور:

اوپر کیونکہ مالی حیثیت سے کمزور اہل ایمان اور دولت مند مشرک کا ذکر ہوا تھا جو کہتے تھے کہ ہم مفلس مسلمانوں کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے، اے محمد (ﷺ) اگر تم انہیں اپنی مجلس سے نکال دو تو ہم تمہاری دعوت کو آ کر سن لیں گے، اس بات کی مزید وضاحت کے لیے دو اشخاص کی ایک مثال بیان فرمائی جس میں ایمان و کفر کے انجام کا تقابل ہے، فرمایا دو اشخاص تھے ان میں سے ایک مومن تھا اور دوسرا کافر، اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیت سے کافر کو دو انگوروں کے باغ عطا کر رکھے تھے، جن کی خوب ہری بھری پھل دار بیلیں تھیں، جس طرح چار دیواری کے ذریعہ سے باغ کی حفاظت کی جاتی ہے اس طرح ان باغوں کے گرد اگر دو کھجوروں کے درخت تھے جو چار دیواری کا کام دیتے تھے اور ان دونوں باغوں کے درمیان کھیتی باڑی بھی ہوتی تھی جس سے غلہ جات کی فصلیں حاصل ہوتی تھیں، یوں دونوں باغ غلے اور میوہ جات کے جامع تھے، ان باغوں کے درمیان میں آپاشی کے لئے بیٹھے پانی کی ایک نہر بھی جاری تھی جو دونوں باغوں کو سیراب کرتی تھی، اس طرح دونوں باغ بارانی علاقوں کی طرح بارش کے محتاج نہ تھے، رب کے فضل و کرم سے دونوں انگوروں کے باغ بھر پور پیداوار دیتے

تھے اور پیداوار میں کوئی کمی نہیں کرتے تھے، اور ان پر کوئی آفت بھی نازل نہیں ہوتی تھی الغرض اس شخص کے پاس غلہ جات اور میواؤں کی بہتات تھی، اس طرح وہ ایک مال دار شخص تھا اور ایک فاجر شخص کی تمنا بھی یہی ہوتی ہے کہ دنیا کی یہ چیزیں اس کے پاس بکثرت ہوں، ایک دن باغوں کے کافر مالک نے فخر و غرور میں ڈوب کر اپنے مومن ساتھی سے کہا میں تم سے مال و دولت، عزت و اولاد، جاہ و حشم اور غلام و خدام میں بھی تم سے زیادہ حیثیت والا ہوں، یہ باتیں کرتا ہوا اور اپنی جان پر ظلم کرتا یعنی غرور و تکبر سے اڑتا، انکار قیامت کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا اور ہرے بھرے باغ اور لہلہاتی فصلوں کو دیکھ کر وہ کافر غرور و تکبر میں ہی مبتلا ہو گیا اور اس نے خود فریبی میں مبتلا ہو کر قیامت کا ہی انکار کر دیا اور اس نے اپنے گمان کو الفاظ کا پیرا یہ دیتے ہوئے کہا کہ میری یہ لہلہاتی کھیتیں، پھل دار درخت، سرسبز بیلین، جاری نہر کبھی فنا نہیں ہوں گی اور میرے خیال میں تو قیامت کبھی نہیں آئے گی، یہ تو پچھلی قوموں سے چلی آنے والی باتیں ہیں، پھر ڈھٹائی اور کفر و طغیان کی حد تجاوز کرتے ہوئے متکبرانہ دعویٰ کرتے ہوئے کہا اور اگر فرض حال قیامت قائم ہو بھی گئی تو ظاہر ہے کہ اللہ مجھ سے راضی اور خوش ہے ورنہ وہ مجھے اس قدر مال و متاع کیوں دے دیتا اس لئے حسن انجام میرا مقدر ہو گا وہاں بھی وہ مجھے اس سے بھی بہتر باغ عنایت کر دے گا وہاں میرے لئے اور بھی بھلائی ہوگی، جیسے فرمایا

... لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْبَىٰ ... ﴿٥٠﴾ ﴿٥١﴾

ترجمہ: یہ کہتا ہے کہ میں اسی کا مستحق ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کبھی آئے گی لیکن اگر واقعی میں اپنے رب کی طرف پلٹا یا گیا تو وہاں بھی مزے کروں گا۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٥٢﴾ ﴿٥٣﴾

ترجمہ: پھر تو نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو مال اور اولاد سے نوازا ہی جاتا ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٤﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ﴿٥٥﴾ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٦﴾ ﴿٥٧﴾

ترجمہ: کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال اولاد سے مدد دے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں، اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے۔

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

اس کے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ کیا تو اس (معبود) سے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر

۱ حم السجدة ۵۰

۲ مريم ۷۷

۳ المؤمنون ۵۵، ۵۶

مِنْ نُطْفَةٍ تَمَّ سَوِّكَ رَجُلًا ۖ لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَ لَا أُشْرِكُ

نطفے سے پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا، لیکن میں تو عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہی اللہ میرا پروردگار ہے میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو

بِرَبِّي أَحَدًا ۖ وَ لَوْ لَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

شریک نہ کروں گا، تو نے اپنے بائیں میں جاتے وقت کیوں نہ کہا کہ اللہ کا چاہا ہونے والا ہے، کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے،

إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَ وَكِدًا ۖ فَعَلَىٰ رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ

اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کم دیکھ رہا ہے، بہت ممکن ہے کہ میرا رب مجھے تیرے اس باغ سے بھی بہتر دے

وَ يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ صَعِيدًا زَلَقًا ۖ أَوْ يُصْبِحُ

اور اس پر آسمانی عذاب بھیج دے تو یہ چٹیل اور چکنا میدان بن جائے یا اس کا پانی نیچے اتر جائے

مَا وَهَا غَوْرًا فَمَنْ تَسْتَطِيعُ لَهُ طَلَبًا ۖ (الکہف ۷۳-۷۴)

اور تیرے بس میں نہ رہے کہ تو اسے ڈھونڈھ لائے۔

مفلس مسلمان:

مفلس مسلمان ساتھی نے اس ناشکرے کو وعظ و نصیحت کی اور اسے گمراہی اور فخر و غرور سے ہٹاتے ہوئے ایمان و یقین کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا تو اللہ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرتا ہے، پھر اس کی اصل یاد دلا کر اسے اس کے خالق اور رب کی طرف توجہ دلائی کہ تو کس قدر ناشکر شخص ہے، زرا اپنی حقیقت اور اصل پر غور کر جس نے تجھے پہلے سڑی ہوئے مٹی سے اور پھر ایک غلیظ پانی کے قطرے کو ماں کے پیٹ میں

تین تہہ بہ تہہ اندھیروں کے اندر گوشت پوست کے ڈھانچے میں بندرتج تبدیل کیا، جیسے فرمایا

...يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۖ ۝۱

ترجمہ: وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔

اور پھر اس ڈھانچے کو عقل و شعور، فہم و ادراک کی تمیز، سمع و بصر، قوت و گویائی اور بے شمار صلاحیتوں سے آراستہ مختلف رنگ و روپ اور شکلوں والی انسان جیسی عظیم ہستی کو بنا کھڑا کیا اور اس عمل تخلیق میں کوئی اس کا شریک اور مددگار نہیں ہے اور نہ ہی اس میں انسان کی خواہش، ارادے یا اختیار کا زور بھر دخل ہے، تاکہ یہ باشعور ہستی اپنے خالق اور محسن کو پہچان کر اس کی اطاعت گزار ہو اور ناشکروں کی روش اختیار کر کے غفلت نہ برتے، اور پھر رب کے ان احسانات کو دیکھ کہ کس طرح اس نے تجھے ہر طرح کی قوتیں اور صلاحیتیں دے کر پورا بے عیب آدمی بنا کھڑا کیا، وہی رب ہی ہے جس نے اپنی مشیت سے تجھے یہ دونوں ہرے بھرے باغ اور دوسری دنیاوی آسائش مہیا کر رکھی

ہیں، جن پر تیرا کوئی استحقاق نہیں تھا، تمہاری یہ شان و شوکت تمہاری محنت و قابلیت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ کرنے والا صرف اور صرف وہ رب ہی ہے جس کو ماننے کے لئے توتیار نہیں، وہ اپنی مشیت سے جس کو چاہے عزت سے نوازے اور جس کو چاہے ذلیل کرے، وہ جس کو چاہے مال و دولت سے نواز دے اور جس کو چاہے محتاج کر دے، جیسے فرمایا

قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْحَيَاةُ... ﴿۳۵﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: کہو! اے اللہ! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔

جب اس مسلمان نے دیکھا کہ اس کا ساتھی کفر و سرکشی پر جما ہوا ہے تو اس نے مجادلات و شہادت کے وارد ہونے کے وقت اپنے رب کی شکر گزاری اور اپنے رب کی ربوبیت اور اس ربوبیت میں اس کی یکتائی اور اس کی اطاعت و عبادت کے ضروری ہونے کا اعلان کرتے ہوئے کہا میں تیری طرح رب کی نعمتوں اور فضل و کرم کی ناشکری نہیں کروں گا بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اس کی وحدانیت کا قرائد اعتراف کرتا ہوں، اور میں اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا اور اسے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا طریقہ بتلاتے ہوئے کہا کہ اے غافل شخص تجھے اپنے باغات میں داخل ہوتے وقت سرکشی اور غرور و تکبر کا مظاہرہ کرنے کے بجائے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یعنی اس عظیم الشان کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تائید و توفیق سے ہوتا ہے کہنا چاہئے تھا،

قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: مَنْ أَعْجَبَهُ شَيْءٌ مِنْ حَالِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ وَلَدِهِ أَوْ مَالِهِ، فَلْيَقُلْ: مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، وَهَذَا مَا خُوذٌ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ

بعض ائمہ سلف نے کہا ہے کہ جس شخص کو اپنے حال، مال یا اولاد میں سے کوئی چیز بہت ہی انوکھی معلوم ہو تو اسے یہ کلمات ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پڑھ لینے چاہئیں یہ بات اسی آیت کریمہ سے ماخوذ ہے۔ ﴿۱﴾

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ ازْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، وَلَكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا ثُمَّ أَتَى عَلِيٌّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بَنَ قَيْسٍ، قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

ابو موسیٰ سے مروی ہے، ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو تکبیر کہتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو! اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی بہرے یا غائب خدا کو نہیں پکارتے ہو تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں اس وقت زیر لب ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہہ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

عبداللہ بن قیس کہو ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے وہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ہے۔^(۱)

اس باغ کی ہریالی یا دافر مقدار میں پھل اور غلہ جات کے پیدا ہونے میں تمہاری کوئی طاقت و قوت نہیں، وہ چاہے تو اس ہرے بھرے باغ اور فصلوں کی ہریالی کو باقی رکھے اور چاہے تو فنا کر دے، اور اگر تو مجھے مال و اولاد، جاہ و عزت، نوکر چاکر اور حیثیت میں اپنے سے مکتد دیکھ رہا ہے، اور اپنے مال دولت پر فخر و غرور کا اظہار کر رہا ہے تو بہت ممکن ہے میرا رب جو بے بہا عنایت کرنے والا ہے، جس کے ہاتھوں میں خزانوں کی کنجیاں ہیں اپنی رحمت سے مجھے اس دنیا میں اور آخرت دونوں جگہوں میں تیرے باغات سے بہتر باغ اور تیرے مال و دولت سے زیادہ دے دے اور تیرے کرتوتوں کے عوض طوفانی بارش یا کسی اور قسم کا آسمانی عذاب کے ذریعے سے تیرا محاسبہ کر لے اور یہ جگہ جہاں اس وقت سرسبز و شاداب باغ، لہلہاتی کھیتی اور بہتی نہریں ہیں، چٹیل، چکنا میداں بن جائے اور تو اپنے کفر کے سبب ہاتھ ہی ملتا رہ جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باغات کے درمیان میں جو نہر جاری ہے جو باغ کی شادابی اور زرخیزی کا باعث ہے اس کے پانی کو اتنا گہرا کر دے کہ اس سے پانی کا حصول ہی ناممکن ہو جائے، جیسے فرمایا

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَّعِينٍ ﴿۱۰﴾^(۲)

ترجمہ: ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں نکال کر دے گا۔

اس طرح تیرے یہ شاداب باغات ویران ہو کر رہے جائیں، اللہ قادر مطلق کے لئے یہ کوئی ناممکن کام نہیں ہے۔

وَ أُحِيطَ بِشِرْكِهِ فَأَصْبَحَ يَقْلِبُ كَفَيْهِ عَلَى مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَ هِيَ خَاوِيَةٌ

اور اس کے (سارے) پھل گھیر لیے گئے پس وہ اپنے اس خرچ پر جو اس نے اس میں کیا تھا اپنے ہاتھ ملنے لگا اور باغ تو

عَلَى عُرُوشِهَا وَ يَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿۱۱﴾ وَ لَمْ تَكُنْ

اوندھا الٹا پڑا تھا اور (وہ شخص) یہ کہہ رہا تھا کہ کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرتا، اس کی حمایت میں

لَهُ فِعْءٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ مَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۱۲﴾ هُنَالِكَ

کوئی جماعت نہ اٹھی کہ اللہ سے اس کا کوئی بچاؤ کرتی اور نہ وہ خود بدلہ ہی لینے والا بن سکا، یہیں سے (ثابت ہے) کہ

الْوَالِيَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۖ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَ خَيْرٌ عُقْبًا ﴿۱۳﴾ (الکہف ۴۲ تا ۴۴)

اختیارات اللہ برحق کے لیے ہیں وہ ثواب دینے اور انجام کے اعتبار سے بہت ہی بہتر ہے۔

{ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدُّعَاءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةُ ۲۳۸۲، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعابابِ اسْتِخْبَابِ خَفْضِ الصُّوْتِ بِالذِّكْرِ ۲۸۱۲، مسند احمد ۱۹۶۵، صحیح ابن حبان ۸۰۲، شعب الایمان ۶۵۳، سنن الکبری للنسائی ۱۰۱۶، مسند ابی یعلیٰ ۵۲

ناشکری کا انجام:

مالک ارض و سہوات نے اس کی دعا قبول فرمائی اور فخر و غرور میں مبتلا ناشکرے کا باغ فنا کر ڈالا جن چھتوں، چھپڑوں پر انگوروں کی بیلین اپنی بہار دکھلا رہی تھیں وہ سب زمین پر آ رہیں اور کاشت کی ہوئی ساری کھڑی فصل ماری گئی اور اس میں کچھ بھی باقی نہ رہا، پھر وہ باغ کی تعمیر و اصلاح اور کاشت کاری کے اٹھنے والے اخراجات پر ندامت سے کف افسوس ملنے لگا،

وَقَالَ قَتَادَةُ: يُصَقُّ كَفِّهِ مُتَأَسِّفًا مِثْلَهُمَا عَلَى الْأَمْوَالِ الَّتِي أَدَّهَبَهَا عَلَيْهِ

قَتَادَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں وہ کف افسوس ملتا تھا اور ان مالوں کے ضائع ہونے کا سے غم تھا جو اس نے باغ پر خرچ کیے تھے۔^(۱)

سب کچھ گنوا کر اب سے احساس ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اس کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر اس کے احکامات کا ناکار کرنا اور اس کے مقابلے میں سرکش کسی طرح بھی ایک انسان کے لئے زیبا نہیں، لیکن اب حسرت و افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، جن نوکروں چاکروں اور اولاد کے جتھے پر اس کو ناز اور فخر و غرور تھا وہ جتھے بھی اس کے کچھ کام نہ آیا، جیسے فرمایا

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرَّبُكُمْ عِنْدَ تَأْذُنِ الْأَمْنِ وَوَعْمَلِ صَالِحًا... (۳۵) (۲)

ترجمہ: یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو، ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔

اور نہ وہ خود ہی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا کوئی انتظام کر سکا، اور اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے مقابلے میں کون اس کی مدد کر سکتا تھا جس کا فیصلہ جب اللہ تعالیٰ جاری فرما دیتا ہے تو زمین و آسمان کے تمام رہنے والے مل کر بھی اس میں سے کسی چیز کو زائل کرنا چاہیں تو وہ اس کی قدرت نہیں رکھتے، اس وقت وہ اپنے شرک اور اپنی بدی پر پشیمان ہو اور کہنے لگا کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا، ایک مقام پر فرمایا

وَيَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا (۳۶) (۳)

ترجمہ: ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا۔

ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ جب اللہ کا عذاب کسی قوم پر نازل ہو جاتا ہے تو اس وقت بڑے بڑے سرکش اور جبار بھی اظہار ایمان پر مجبور ہو جاتے ہیں گو اس وقت کا ایمان نافع اور مقبول نہیں، جیسے فرمایا

فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحَدَّثُوا كَقَدْرِ تَائِبِينَ كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ (۳۷) فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِجْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتِ اللَّهُ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ... (۳۸) (۴)

ترجمہ: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لا شریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنہیں

(۱) تفسیر طبری ۱۸/۲۷

(۲) سبأ ۳

(۳) الفرقان ۲

(۴) المؤمن ۸۵، ۸۴

ہم اس کا شریک ٹھہراتے تھے، مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو سکتا تھا، کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے۔

جیسے سرکش فرعون جب اللہ کی گرفت میں آیا تو اس نے غرق ہوتے وقت اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔

... حَتَّىٰ إِذَا دَرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ أَمُنْتُ إِنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۹۰﴾^(۱)
ترجمہ: حتیٰ کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سرطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جو اب فرمایا

الَّذِينَ وَقَدَّ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۹۱﴾^(۲)

ترجمہ: (جو اب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے تھا۔
اس وقت سے معلوم ہوا کہ کارسازی تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اللہ کے سوا کوئی کسی کی مدد کرنے پر اور اس کے عذاب سے بچانے پر قادر نہیں ہے، اور جو اعمال صرف اللہ ہی کے لیے ہوں اللہ ان کا بہتر بدلہ دینے والا اور حسن عاقبت سے مشرف کرنے والا ہے۔

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۤءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتٌ

ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال (بھی) بیان کرو جیسے پانی جسے ہم آسمان سے اتارتے ہیں اور اس سے زمین کا سبزہ ملا

الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَدْرُوهُ الرِّیْحُ ۗ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۹۵﴾

جلا (نکلتا) ہے، پھر آخر کار وہ چورا چورا ہو جاتا ہے جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے،

الْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

مال و اولاد تو دنیا کی ہی زینت ہے اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب

وَ خَيْرٌ اَمَلًا ﴿۹۶﴾ (الکہف ۴۵، ۴۶)

اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے بہت بہتر ہیں۔

متاع دنیا کی حقیقت:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کو کھیتی کی ایک بڑی خوبصورت مثال کے ذریعے سے واضح فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ زمین پر پانی برساتا ہے تو زمین کے پودے اور درخت حیات نو سے شاداب ہو کر لہلہانے لگتے ہیں، زمین کی روئیدگی خوب گھنی ہو جاتی ہے، اور ہر قسم کی

خوش منظر نباتات آگ آتی ہیں، جدھر نظر اٹھاؤ سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے، پس اس وقت کہ جب اس کی خوبصورتی اور سجاوٹ دیکھنے والوں کو خوش کن لگتی ہے، لوگ اس سے فرحت حاصل کرتے ہیں اور زمین کا یہ حسن نافل لوگوں کی نظروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے سخت لو لگنے سے وہی سرسبز میدان چوراچورا ہو جاتا ہے اور ہوائیں اس چورے کو ہر طرف اڑاتی پھرتی ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِرُونَ عَلَيْهَا ۗ أَنسَهَا أَمْرًا لِيَلَا أَوْنَهَا ۗ فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَبِ بِالْأَمْسِ ۗ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۳﴾ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پید اور جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں خوب گھنی ہو گئی، پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنورھی کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں یکا یک رات کو یاد ان کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا وہاں کچھ نہیں تھا، اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهْبِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ۗ ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرًا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۲۴﴾ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جس کی قسمیں مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں پک کر سوکھ جاتی ہیں پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئیں پھر آخر کار اللہ ان کو بھس بنا دیتا ہے، درحقیقت اس میں ایک سبق ہے عقل رکھنے والوں کے لیے۔

إِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ ۗ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَازِلُ ۗ وَتَفَاخُرُ بَيْنَكُمْ ۗ وَتَكَاتُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۗ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَسْفَلَ الْكُفَّارِ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهْبِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ۗ ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۗ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَمَتَاعٌ الْعُزُورِ ﴿۲۵﴾ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہو گئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو گئے، پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو گئی، پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے، اس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے، دنیا کی زندگی ایک دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔

۱ یونس ۲۳

۲ الزمر ۲۱

۳ الحدید ۲۰

اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے یعنی زندگی بھی وہی بخشتا ہے اور وہی موت سے ہمکنار کرتا ہے، عروج و زوال بھی وہی عطا فرماتا ہے، بہار اور خزاں بھی اسی کے حکم سے آتی ہیں، الغرض دنیا کی زندگی ہو یا انسان کی جوانی ہو یا دنیا کی عزت اور آبرو ہو، جب اللہ چند روز کے لیے یہ نعمتیں انسان کو عطا فرماتا ہے تو انسان فرعون بن جاتا ہے، کوئی اعلیٰ و ادنیٰ شخص اس کی نظروں میں نہیں سماتا، کوئی حکم شرعی اس کی نظروں میں نہیں چٹتا، کسی صالح کی نصیحت اس کو اثر نہیں کرتی اور اپنی مستی میں ایسا غرابتا ہے کہ الٹا سمجھانے والوں سے بگڑ جاتا ہے اور انہیں بھی دوچار سنا دیتا ہے، مگر تھوڑے ہی دنوں میں اس کا بھرپور شباب، اس کی طاقت اور اس کا مال سب اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور وہ نیک یا برے اعمال کے ساتھ اکیلا باقی رہ جاتا ہے، یہی وہ حال ہے کہ جب روز آخرت ظالم کو اس کی حقیقت کا علم ہو گا تو اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور تمنا کرے گا کہ اسے دنیا میں واپس بھیجا جائے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿۱۷﴾ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکا لے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا كَذَلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿۱۹﴾ وَهُمْ يَصْطَرِحُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ... ﴿۲۰﴾ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کی آگ ہے نہ ان کا قصہ پاک کر دیا جائے گا کہ مرجائیں اور نہ ان کے لیے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی، اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر اس شخص کو جو کفر کرنے والا ہو، وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تاکہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے۔

فَلَوْ أَن لَّنَا كَرَّةٌ فَتَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: کاش ہمیں ایک دفعہ پلٹنے کا موقع مل جائے تو ہم مؤمن ہوں۔

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِن عَدْنَا فَأَنَا ظَالِمُونَ ﴿۲۳﴾ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے۔

اس لئے نہیں کہ وہ ان شہوات کو پورا کرے جو نامکمل رہ گئی تھیں بلکہ اس لئے کہ اس سے غفلت میں جو کوتاہیاں صادر ہوئی ہیں توبہ و استغفار اور اعمال صالحہ کے ذریعے سے ان کی تلافی کر سکے، چنانچہ فرمایا کہ یہ مال و اسباب، اولاد، خاندان و قبیلہ، منصب و مرتبہ جس پر تم فخر و غرور کرتے

﴿۱﴾ السجدة ۱۲

﴿۲﴾ فاطر ۳۶، ۳۷

﴿۳﴾ الشعراء ۱۰۲

﴿۴﴾ المؤمنون ۱۰۷

ہو یہ تو دنیا نے فانی کی عارضی زینت ہیں، روزِ آخرت یہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئیں گی، جیسے فرمایا
 زَيْنٌ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْحَيْلِ
 الْمَسْؤُومَةِ وَالْإِنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَبَإِ ﴿۱۷﴾^{۱۷}
 ترجمہ: لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفسِ عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنا دی گئی
 ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۸﴾^{۱۸}
 ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو ایک آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔
 دانا لوگ جانتے ہیں کہ ان کے پاس چاہے جتنا بھی مال و دولت ہو، کتنا بھی بڑا خاندان و قبیلہ ہو، کسی بھی بڑے منصب پر ہم فائز ہوں یہ سب
 اس دنیا میں ہی رہ جائے گا اور اسے خالی ہاتھ اکیلے صرف دو چادروں میں دفن کیا جائے گا، وہ جانتے ہیں کہ جس اولاد، خاندان و قبیلہ کے لئے
 لوگ ہر طرح کی جائز و ناجائز تنگ و دو کرتے ہیں، وہ سب روزِ محشر اپنی جان بچانے کے لئے انہیں پہچانے گے بھی نہیں، اس لئے آخرت میں
 کام آنے والے صرف اعمالِ صالحہ ہی ہیں مثلاً حقوق اللہ، حقوق العباد، نماز، زکوٰۃ، صدقہ، حج، عمرہ، تسبیح، تحمید و تہلیل، قرأت قرآن، طلب علم
 ، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، صلہ رحمی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، بیویوں کے حقوق پورے کرنا، غلاموں اور جانوروں کے حقوق
 کا احترام کرنا اور مخلوق کے ساتھ ہر لحاظ سے اچھا سلوک کرنا، یہی وہ نیکیاں ہیں جن کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے اور انہی سے اچھی امیدیں
 وابستہ کی جاسکتی ہیں، ان کا اجر و ثواب باقی رہتا ہے اور ابد الابد تک بڑھتا رہتا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَعَنْزُ بْنُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ: الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ: الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ.
 عطاء بن ابورباح اور سعید بن جبیر نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ”باقی رہ جانے والی نیکیاں۔“ سے مراد سبحان اللہ والحمد للہ،
 ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر کلمات ہیں۔^{۱۹}

وَهَكَذَا سَأَلَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ مَا هِيَ؟ فَقَالَ: هِيَ لَا
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

۱) آل عمران ۱۳

۲) التغابن ۱۵

۳) تفسیر طبری ۱۸، ۳۲

۴) تفسیر طبری ۱۸، ۳۳

امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ عفا ان سے پوچھا گیا ”باقی رہ جانے والی نیکیاں۔“ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا ان سے مراد یہ کلمات لالہ الا اللہ، وسبحان اللہ، والحمد للہ، واللہ اکبر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہیں۔^(۱)

عَنْ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَخِ بَخِ لِحَمْسٍ مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يَتَوَقَّى فَيُحْتَسِبُهُ، وَالِدَاهُ وَقَالَ: بَخِ بَخِ لِحَمْسٍ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ مُسْتَتِيقًا بِهِنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ: يَوْمُومُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمُومُ الْآخِرِ، وَبِالْجَنَّةِ، وَالتَّارِ، وَالْبُعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْحِسَابِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک آزاد کردہ غلام سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت خوب، بہت خوب! یہ پانچ چیزیں میزان میں کس قدر بھاری ہوں گی لالہ الا اللہ، واللہ اکبر، وسبحان اللہ، والحمد للہ، اور وہ نیک بچہ جو فوت ہو جائے اور اس کا والد اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں بہت خوب ہیں جو ان کے ساتھ یقین رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو جنت میں داخل ہو جائے گا وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت اور جنت و جہنم اور بعث بعد الموت اور حساب پر ایمان رکھتا ہو۔^(۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، والبقیات الصالحات میں سے ہیں۔^(۳)
عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَالْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ}، قَالَ: هِيَ ذِكْرُ اللَّهِ، قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَتَبَارَكَ اللَّهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَالصِّيَامَ وَالصَّلَاةَ وَالْحُجَّ وَالصَّدَقَةَ وَالْعِثْقَ وَالْجِهَادَ وَالصَّلَاةَ، وَجَمِيعِ أَعْمَالِ الْحُسْنَاتِ، وَهِنَّ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ، الَّتِي تَبْقَى لِأَهْلِهَا فِي الْجَنَّةِ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ”باقی رہ جانے والی نیکیاں۔“ سے مراد اللہ کا ذکر لالہ الا اللہ، واللہ اکبر، وسبحان اللہ، والحمد للہ، وتبارک اللہ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، واستغفر اللہ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر بھیجنا، اور روزہ اور نماز اور حج اور صدقہ خیرات اور غلام کو آزاد کرنا اور جہاد فی سبیل اللہ اور صلہ رحمی کرنا اور دیگر تمام اعمال حسنہ ہیں پس وہ باقیات صالحات ہیں جو اپنے انجام دینے والوں کے لیے جنت میں اس وقت تک باقی رہیں گے جب تک آسمان وزمین باقی رہیں گے۔^(۴)

۱) تفسیر ابن کثیر ۵/۱۶۱

۲) مسند احمد ۱۵۶۶۲

۳) تفسیر طبری ۱۸/۳۳

۴) الکہف: ۳۶

۵) تفسیر طبری ۱۸/۳۶

پس یہی وہ کام ہیں کہ سبقت کرنے والوں کو ان کی طرف سبقت کرنی چاہیے، عمل کرنے والوں کو انہی کے لئے آگے بڑھنا چاہیے اور جدوجہد کرنے والوں کو ان کے حصول کے لئے جدوجہد کرنی چاہیے۔

وَ يَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۗ وَ حَشَرْنَهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ

اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین کو تو صاف کھلی ہوئی دیکھے گا اور تمام لوگوں کو ہم اکٹھا کریں گے ان میں سے

مِنْهُمْ أَحَدًا ۙ وَ عُرْضُوا عَلَى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُونَا

ایک بھی باقی نہ چھوڑیں گے اور سب کے سب تیرے رب کے سامنے صف بستہ حاضر کیے جائیں گے، یقیناً تم ہمارے پاس

كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ

اسی طرح آئے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا لیکن تم تو اس خیال میں رہے کہ ہم ہرگز تمہارے لیے کوئی وعدے

لَكُمْ مَوْعِدًا ۙ وَ وَضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ

کلوٹ مقرر کریں گے بھی نہیں، اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیئے جائیں گے پس تو دیکھے گا گناہ گار اس کی تحریر سے خوفزدہ ہو رہے

وَ يَقُولُونَ يُوَيْدِنَا مَا لَ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً ۙ وَ لَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۗ

ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا بغیر گھیرے کے باقی ہی نہیں چھوڑا،

وَ وَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۙ وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ۙ (الکہف ۷۷-۷۹)

اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم و ستم نہ کرے گا۔

اولین و آخرین سب میدان محشر میں:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا حال بیان فرماتا ہے کہ تم لوگ تو آخرت کی طرف سے بے فکر ہو کر جائز و ناجائز طور پر دنیا کے مال و اسباب کو جمع

کرنے، اپنی اولادوں کے لیے بہترین مکانات اور کاروبار چھوڑ جانے اور اپنی قوم و قبیلہ کی سر بلندی کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہو، حالانکہ

تمہیں اس چند روزہ دنیاوی ساز و سامان، اولاد، خاندان و قبیلہ وغیرہ کی فکر کرنے کی بجائے اس سخت دن کی فکر اور تیاری کرنی چاہیے جس

دن دل دہلا دینے والی ہولناکیاں اور تڑپا دینے والی سختیاں ہوں گی، جب اللہ کے حکم سے آسمان پھٹ پڑے گا، زمین اپنی گرفت ڈھیلی کر دے

گی، جس کی وجہ سے پہاڑ جیسی مضبوط چیزیں جو اپنی جگہ سختی سے جمے ہوئے ہیں اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے اور رنگین دھنی ہوئی روٹی کی

طرح ہوا میں بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَورًا ۙ ۙ وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۙ ﴿۱۰﴾ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: وہ اس روز واقع ہو گا جب آسمان بری طرح ڈمکائے گا اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ⑤ ﴿١﴾

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ⑤ فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًا ⑥ ﴿٢﴾

ترجمہ: اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے کہ پر آگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَهِيَ تَمْرٌ مَرَّ السَّحَابِ ⑧ ﴿٣﴾

ترجمہ: آج تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خوب جھے ہوئے ہیں مگر اس وقت یہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

پھر مضحل ہو کر غبار کی مانند اڑ جائیں گے پھر یہ ریہت زمین پر آگرے گی اور زمین میں کوئی نشیب و فراز نہیں رہے گا، جیسے فرمایا

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ⑩ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ⑪ لَا تَبْقَى فِيهَا جَبَلٌ وَلَا أَمْتًا ⑫ ﴿٤﴾

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ (نشیب و فراز) نہ دیکھو گے۔

پھر جب اللہ مالک یوم الدین چاہے گا اولین و آخرین، چھوٹے بڑے، کافر و مومن سب کو جب ان کے اجزا بکھر چکے ہوں گے اور پارہ پارہ ہو چکے ہوں گے زمین و صحراؤں کے پیٹوں سے اور سمندروں کی گہرائیوں سے نکال کر ان کو نئی زندگی عطا فرمائے گا اور سب لوگ ننگے پاؤں اور ننگے بدن قبروں سے نکل کر مال و متاع، اہل و عیال، قبیلے کہنے اور اپنے سفارشیوں کے بغیر صرف ان اعمال کے ساتھ جو وہ کرتے رہے تھے میدانِ محشر کے وسیع میدان میں صفوں کی شکل میں بارگاہِ الہی میں حاضر ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ⑬ لَمَجْمُوعُونَ ⑭ إِلَىٰ مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ⑮ ﴿٥﴾

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ان لوگوں سے کہو، یقیناً گلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

... ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ⑯ ﴿٦﴾

ترجمہ: وہ ایک دن ہو گا جس میں سب لوگ جمع ہوں گے اور پھر جو کچھ بھی اس روز ہو گا سب کی آنکھوں کے سامنے ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا لو دیکھ لو، آگئے نام ہمارے پاس اسی طرح جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا، جیسے فرمایا

① القارعة

② الواقعة، ۵۶

③ النمل، ۸۸

④ طہ، ۱۰۵ تا ۱۰۷

⑤ الواقعة، ۵۰، ۲۹

⑥ ہود، ۱۰۳

وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فَرَادَى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ... ۹۳ ﴿۱﴾

ترجمہ: لو اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا۔

روح (الایمن) اور فرشتے بھی صفیں باندھے کھڑے ہوں گے، کسی چھوٹے یا بڑے کو اللہ کی بارگاہ میں لب کشائی کی حیرت نہیں ہوگی، بجز جنہیں

اللہ رحمان اجازت عطا فرمادے اور وہ معقول بات کہیں، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۗ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أِذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۹۴﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: جس روز روح (الایمن) اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمن اجازت دے اور جو ٹھیک

بات کہے۔

وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۹۵﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: اور تمہارا رب جلوہ فرما ہو گا اس حال میں کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے۔

اس وقت منکرین آخرت کو ڈانٹ کر کہا جائے گا تم لوگ حیات بعد الموت اور اعمال کی سزا و جزا کو جھٹلاتے اور اس بات کا مذاق اڑاتے تھے، اب

دیکھ لو، ہمارے انبیاء کی دی ہوئی خبر سچی ثابت ہوئی، ہمارے رسولوں نے بڑی مثالوں سے دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری اور آخری زندگی

کے بارے میں تمہیں سمجھایا تھا کہ جس طرح اللہ خالق کائنات نے تمہیں پہلی بار بغیر کسی نمونے پیدا کیا تھا اسی طرح تمہارے اعمال کی جزا کے

لئے دوبارہ بھی پیدا فرمائے گا، اس لئے کفر و شرک سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لے آؤ اور وہ اعمال صالحہ اختیار کر لو جو رب

کو راضی کرنے والے ہوں، لیکن افسوس! تم نے دنیاوی حادثات سے ہدایت نہ پائی بلکہ تم سمجھتے تھے کہ یہ عظیم الشان کائنات خود بخود وجود میں

آگئی تھی، اس کا یہ لگا بندہ نظام خود بخود قائم ہو گیا تھا، تمام چھوٹی بڑی بحروں کی مخلوقات بغیر کسی خالق کے خود وجود میں آگئی تھیں، اس لیے

پیدا اُنش اور موت کا یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا اور یہ کبھی ختم نہیں ہو گا، اللہ تعالیٰ جس نے اس عظیم الشان کائنات کی تخلیق فرمائی تھی اس کے خاتمے

کا کوئی وقت ہی مقرر نہیں فرمایا تھا جس میں نیک و بد کی جزا و سزا مل سکے، تم نے یہ نہ سوچا کہ اگر اللہ نیک و بد میں تمیز نہیں کرے گا، عمل صالحہ

اور عمل خبیثہ کو نہیں جانچے گا، فرمانبرداروں اور باغیوں کو ان کے اعمال کی جزا نہیں دے گا تو پھر ظلم کس چیز کا نام ہے، اس وقت کرنا کاتبین

کے لکھے ہوئے تمہارے اعمال نامے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے جن کو دیکھ کر مجرموں کے دل اڑنے لگیں گے۔

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿۱۵﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿۱۶﴾ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۱۷﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: حالانکہ تم پر نگراں مقرر ہیں، ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا، ہر کوئی چاہے دنیا میں وہ جاہل تھا یا پڑھا لکھا اپنے نامہ اعمال کو خود پڑھ لے

﴿۱﴾ الانعام ۹۳

﴿۲﴾ النبا ۳۸

﴿۳﴾ الفجر ۲۲

﴿۴﴾ الانفطار ۱۲ تا ۱۰

گا، جیسے فرمایا

إِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿۱۳﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

مجرموں، باغیوں کو اپنے تمام بھولے بسرے گناہ یاد آجائیں گے اور وہ رنج و افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہیں گے ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے جس میں ہمارے ہر طرح کے اقوال و افعال درج ہیں، جس میں ہمارے صغیرہ کبیر گناہ درج ہیں چاہے وہ کھلا ہوا کیا تھا یا چھپا ہوا، رات کے اندھیروں میں کیا تھا یا دن کی روشنی میں سرانجام دیا تھا، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا اپنے سامنے پائیں گے اور وہ اس کا انکار نہیں کر سکیں گے، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهَا أَمَدًا بَعِيدًا ۗ... ﴿۱۴﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب ہر نفس اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی، اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا۔

يُدَبَّرُوا الْإِنْسَانَ يَوْمَ مِيزَانٍ مَّا قَدَّمَهُ وَأَخَّرَهُ ﴿۱۵﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: اس روز انسان کو اس کا سب اگلا بچھلا کیا کرایا بتا دیا جائے گا۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ﴿۱۶﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہوگی۔

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لِكُلِّ غَادِرٍ لَوْاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ہر غدار کے لیے (اس کی بد عہدی کے مطابق) ایک جھنڈا ہوگا جس سے اس کی پہچان ہو جائے گی۔ ﴿۱۷﴾ ﴿۵﴾

اللہ اعلم الحاکمین کے حکم سے ترازو عدل نصب کر دیا جائے گا، سب گواہ حاضر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فرداً فرداً ہر شخص کا ٹھیک ٹھیک حساب

﴿۱﴾ بنی اسرائیل ۱۳

﴿۲﴾ آل عمران ۳۰

﴿۳﴾ القيامة ۱۳

﴿۴﴾ الطارق ۹

﴿۵﴾ مسند احمد ۲۳۲۳، صحیح بخاری کتاب الجزية باب إثم الغادر للبر والفاجر ۳۱۸۷، وكتاب الحيل باب إذا غصب جارية فزعم أمها ماتت، ففضلي بقيمة الجارية الميتة، ثم وجدها صاحبها فهي له، ويزد القيمة ولا تكون القيمة ثمنا عن عبد الله بن عمر ۶۹۶۶، صحیح مسلم کتاب الجهاد باب تخريم الغدير ۴۵۲۹، السنن الكبرى للبيهقي ۱۶۶۳۲، مصنف ابن ابی شيبه ۳۳۲۱۶،

مسند ابی يعلى ۳۵۲۰، شرح السنة للبعوى ۲۴۸۱

کر دے گا، اللہ تعالیٰ عدل کو پسند فرماتا ہے، اور وہ ایک ذرے کے برابر بھی ناانصافی نہیں کرتا، وہ اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی نیکیوں کو تو بڑھا دیتا ہے مگر گناہوں کو برابر رکھتا ہے، جیسے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَك حَسَنَةً يُضَعِفَهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۶۳﴾

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دوچند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

وَنَضْعُ الْمِوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ حَرْزٍ لَّآتَيْنَاهَا وَكُفًى بِنَا حَسِيبِينَ ﴿۱۶۴﴾

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہوگا جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے، اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

اس لیے اس روز نہ کسی کو اس کے جرم سے بڑھ کر سزا دی جائے گی اور نہ ہی کسی بیگناہ کو پکڑ کر سزا سنادی جائے گی، جیسے فرمایا:

ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ آيِدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿۱۶۴﴾

ترجمہ: یہ تمہارے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے، اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ آيِدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿۱۶۵﴾

ترجمہ: یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ہر ایک سے انفرادی طور پر سوال کیا جائے گا اللہ کی عطا کی ہوئی عمر و جوانی کی طاقت و قوت کو کہاں لگایا، کیا یہ طاقت اللہ کی اطاعت اور اس کے دین کی سربلندی میں خرچ ہوئی یا غیر اللہ کی پرستش اور ناشکر گزاروں کی طرح بسر ہوئی؟ جس مال و دولت کے جمع کرنے کے تم بڑے حریص تھے اور اس پر اترتے تھے اور فرعون بن کر انسان کو انسان نہیں سمجھتے تھے کو کہاں سے حاصل کیا اور کس راہ پر خرچ کیا تھا، کیا اس مال کو اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے جہاد فی سبیل اللہ اور یتیموں، مسکینوں، بیواؤں وغیرہ اور نیکی کے دوسرے کاموں پر خرچ کرتے تھے یا نمود و نمائش اور دعوتوں پارٹیوں پر بے جا سرف کرتے تھے؟ اللہ نے تم پر کچھ حقوق اللہ اور حقوق العباد فرض کیے تھے انہیں کہاں تک پورا کیا، اللہ نے تمہیں مرتبہ و حیثیت بخشی تھی کیا وہ فرائض کا حق پورے کیے یا اس کو اپنی اور اولاد کی حیثیت، عزت و وقار کو مستحکم کرنے کے لئے استعمال کیا؟ جس رب نے تمہیں ہر طرح کی دنیاوی نعمتیں عنایت کر رکھی تھیں کیا اس کے شکر گزار بندے بنے یا ناشکروں کی طرح زندگی گزار کر واپس آگئے اگر شکر گزار بندے تھے تو اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے کیا اعمال کیے ہیں وغیرہ؟۔

۱ النساء ۴۰

۲ الانبیاء ۷۷

۳ آل عمران ۱۸۴

۴ الانفال ۵۱

وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جنوں میں سے تھا اس نے اپنے

اَمْرِ رَبِّهِ ؕ اَفْتَتَّخِذُوْنَہٗ وَ ذُرِّيَّتَہٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَ هُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ

پروردگار کی نافرمانی کی، کیا پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے،

بِئْسَ لِلظَّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ۝۵۰ مَاۤ اَشْهَدُوْهُمۡ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

ایسے ظالموں کا کیا ہی برا بدل ہے، میں نے انھیں آسمانوں وزمین کی پیدائش کے وقت موجود نہیں رکھا تھا اور نہ خود ان کی

وَ لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۚ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ۝۵۱ (الکہف، ۵۰، ۵۱)

اپنی پیدائش میں، اور میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنانے والا بھی نہیں۔

خالق کو چھوڑ کر اس کے دشمن سے دوستی:

مشرکین جنہوں نے اللہ خالق کائنات کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا دوست اور سرپرست بنا رکھا ہے، جیسے فرمایا

... اِنَّهُمْ اتَّخَذُوْا الشَّیْطٰنِیْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ مُّہْتَدُوْنَ ۝۵۱ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: انہوں نے اللہ کے بجائے شیاطین کو اپنا سرپرست بنا لیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں۔

مشرکین کی حماقت کو واضح کرنے کے لیے آدم ﷺ اور ان کی اولاد کے ساتھ ابلیس کی عداوت کا ذکر فرمایا اس وقت کا تصور کرو جب ہم نے

فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم ﷺ کو بطور تعظیم و تکریم سجدہ کرو، جیسے فرمایا

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلٰوٰتٍ مِّنْ حَمَآءٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۵۲ فَاِذَا سَوَّیْتِہٖ وَ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ

فَقَعُوْا اِلَیْہِ لَسٰجِدٍ ۝۵۱ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں،

جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تمام فرشتوں نے حکم برداری کی مگر ابلیس نے تکبر کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا

... قَالَۤ اَسْجُدْ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ۝۵۱ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے۔

﴿۱﴾ الاعراف ۳۰

﴿۲﴾ الحجر ۲۸، ۲۹

﴿۳﴾ بنی اسرائیل ۶۱

اور خود کو آدم عَلَیْهِ السَّلَام سے برتر سمجھ کر کہا

... قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿۱۱﴾ ﴿۱۰﴾

ترجمہ: بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے۔

وہ جنوں میں سے تھا مگر فرشتوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان میں شمار ہوتا تھا،

قَالَ الْحُسَيْنُ الْبَصْرِيُّ: مَا كَانَ إِبْلِيسُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ طَوْفَةً عَيْنٍ قَطٍ، وَإِنَّهُ لِأَضْلُ الْحَيْنِ، كَمَا أَنَّ آدَمَ، عَلَیْهِ السَّلَامُ، أَضْلُ الْبَشَرِ

حسن بصری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں ابلیس لمحہ بھر کے لیے بھی فرشتوں میں سے نہ تھا کیونکہ وہ توجنات کی اصل تھا جیسا کہ آدم عَلَیْهِ السَّلَام انساؤں کی اصل ہیں۔ ﴿۱۲﴾

اس لیے اللہ کے اس حکم میں فرشتوں کے ساتھ وہ بھی شامل تھا، جیسے فرمایا

قَالَ مَا مَنَعَكَ إِلَّا تَسْجُدًا إِذْ أَمَرْتُكَ ... ﴿۱۱﴾ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: پوچھا تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی صفت بیان فرمائی کہ وہ اللہ کے حکم کی سرتابی نہیں کرتے۔

... لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿۱۳﴾ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

وَالَّذِي يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ ذَاتَاتٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۳﴾ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ

فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿۱۴﴾ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ، سب اللہ کے آگے سر بسجود ہیں، وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے، اپنے

رب سے جو ان کے اوپر ہے، ڈرتے ہیں اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔

مگر ابلیس اپنے فخر و غرور اور حسد و بغض کی بنا پر اپنے رب کے حکم کی اطاعت سے نکل گیا، تم لوگ یہ تسلیم کرتے ہو کہ اس عظیم الشان کائنات کو

اللہ وحدہ لا شریک نے تخلیق کیا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ آسمان وزمین کی تخلیق و تدبیر میں اللہ نے ان میں سے کسی کو مدد کے لیے نہیں

بلا یا تھا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق میں انہیں شریک کیا تھا، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی بحر و بر میں اپنی بے شمار چھوٹی بڑی مخلوقات

کو آسمانوں اور زمین سے رزق مہیا کرتا ہے اور مختلف دھاتوں سے تمہارے اپنے ہاتھوں سے مختلف شکلوں میں تراشے ہوئے معبودوں کا ان سے

﴿۱﴾ الاعراف ۱۲

﴿۲﴾ تفسیر طبری ۱۸/۳۱

﴿۳﴾ الاعراف ۱۲

﴿۴﴾ التحریم ۶

﴿۵﴾ النحل ۳۹، ۵۰

کوئی تعلق واسطہ نہیں، تو پھر سوچو جو رب اتنی قدرتوں، طاقتوں اور اختیارات والا ہے تو بندگی و اطاعت کے لائق بھی صرف وہی ہو سکتا ہے، جبکہ جن شیاطین کی تم مالک ارض و سماوات کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو ان کا نہ تو آسمانوں و زمین کی تخلیق و تدبیر میں کوئی حصہ ہے، اور نہ ہی یہ کسی کے رازق ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں اور انہیں رزق مہیا کیا جاتا ہے، جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ مخلوق ہیں اور اللہ ان سب کا خالق و رازق ہے، انہیں زرہ بھر بھی کسی قسم کے اختیارات حاصل نہیں ہیں اور نہ ہی یہ اللہ کی اجازت کے بغیر شفاعت کر سکتے ہیں، جیسے فرمایا

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهَا مِنْ شَرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهْرِ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَآلَا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۝ ۳۳ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: (اے نبی ﷺ! ان مشرکین سے) کہو کہ پکار دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو، وہ نہ آسمانوں میں کسی زرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں، وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں، ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے، اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۝ ۳۴ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کبھی تم نے آنکھیں کھول کر بھی دیکھا کہ وہ ہستیاں ہیں کیا جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو؟ ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ زمین میں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں کی تخلیق و تدبیر میں ان کا کوئی حصہ ہے؟۔

تو پھر اللہ کی عبادت و اطاعت سے منہ موڑ کر تم اپنے کھلے دشمن شیطان اور اس کی ذریت کی پرستش یا ان کی اطاعت کیوں کرتے ہو؟ اللہ ارحم الراحمین اور خیر خواہ پیغمبروں کو چھوڑ کر اللہ کے دشمن ابلیس کی اطاعت کرنا تو بہت ہی برا ظلم ہے اور ظالموں کے لیے بڑا ہی برا بدل ہے، میرا کام یہ نہیں ہے کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنایا کروں اور بفرض محال اگر میں کسی کو مددگار بناتا بھی تو ان کو کیسے بناتا جبکہ یہ میرے بندوں کو راست راست سے ہٹا کر میری لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں اور میری خوشنودی سے روکنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

وَ يَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَآئِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ

اور جس دن وہ فرمائے گا کہ تمہارے خیال میں جو میرے شریک تھے انہیں پکارو! یہ پکاریں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی

وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ۝ ۵۶ ﴿۵۶﴾ وَ رَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُهَا

جو اب نہ دے گا ہم ان کے درمیان ہلاکت کا سامان کر دیں گے، اور گناہ گار جہنم کو دیکھ کر سمجھ لیں گے کہ وہ اسی میں جھونکے

وَ لَمْ يَجِدْ وَاَعْنَاهَا مَصْرِفًا ۝ ۵۷ ﴿الکہف، ۵۳، ۵۴﴾

جانے والے ہیں لیکن اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے۔

روز محشر مشرک شرمندہ ہوں گے:

میدان محشر میں جب یہ لوگ اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، جن وانس میں نامہ اعمال تقسیم کیے جا چکے ہوں گے، تمام گواہ اللہ کی عدالت میں گواہی کے لئے سر جھکائے کھڑے ہوں گے، سامنے ستر ہزار لگاموں سے جکڑی جہنم پورے غیض و غضب سے دہک رہی ہوگی اور اس سے ہولناک آوازیں بلند ہو رہی ہوں گی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يُحْرِقُوهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن جہنم لائی جائے گی اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر ایک باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوں گے۔^①

اللہ تعالیٰ حق وانصاف سے فرد آفر دُا سب کافصلہ صادر فرمادے گا، نیک بخت خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جائیں گے، جہاں انہیں ہر طرف سے فرشتے خوش آمدید کہیں گے، تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ...^{② ③}

ترجمہ: جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا۔ انہیں اونچی مسندوں پر بٹھائیں گے اور ان کی خاطر تواضع کے لئے پھل، میوہ جات اور طرح طرح کے پرندوں کا بھنا ہوا گوشت وغیرہ پیش کریں گے، جیسے فرمایا

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ^④ وَالْحَمْدُ طَيْرٌ مِّمَّا يَشْتَهُونَ^⑤

ترجمہ: اور وہ ان کے سامنے طرح طرح لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں، اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو جو دنیا میں بغیر کسی دلیل کے اپنے خالق، مالک اور رازق اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارا کرتے تھے، اللہ کے احکام اور اس کی ہدایات کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے احکام اور رہنمائی کا اتباع کرتے تھے، اس طرح شیاطین کو اللہ کا شریک بناتے تھے کہے گا اب اس مشکل ترین گھڑی میں ان خود ساختہ معبودوں کو مدد کے لئے بلاؤ جن کے بارے میں تمہارے بڑے زعم تھے کہ یہ اللہ کے ہاں تمہارے سفارشی ہوں گے، اس برے وقت میں وہ آئیں اور تمہیں ان سختیوں سے نجات دلائیں، جیسے فرمایا

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمُ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ...^{⑥ ⑦}

① صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیبہا وأهلها باب فی شدۃ حر نار جہنم وبعث قعرها وما تأخذ من المعدن ۱۲۳، جامع

ترمذی أبواب صفۃ جہنم باب ما جاء فی صفۃ النار ۲۵۳

② الاحزاب ۲۳

③ الواقعة ۲۰، ۲۱

④ القصص ۶۳

ترجمہ: پھر ان سے کہا جائے گا کہ پکارو اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو، یہ انہیں پکاریں گے مگر وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے اور یہ لوگ عذاب دیکھ لیں گے۔

بد بخت مشرک سمجھیں گے کہ شاید ان کو پکارنے میں کچھ فائدہ ہو تو اس وقت بھی ان کو پکاریں گے، مگر کس بڑے یا چھوٹے کی جرات ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ کے مقابل ان مشرکوں کی مدد کے لئے کھڑا ہو سکے، لہذا وہ بزرگ، انبیاء اور اولیاء جن کو یہ مشکل کشا اور حاجت روا جانتے تھے، اپنی پریشانیوں و تکالیف میں ان سے مدد مانگتے تھے، ان کی قبروں کو دودھ سے دھوتے اور قیمتی کپڑوں اور پھولوں کی چادریں چڑھاتے تھے، عرس مناتے اور چراغاں کرتے تھے، ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے اموال میں ان کا حصہ مقرر کرتے اور نذر و نیاز پیش کرتے تھے، ان کی پکار کا کوئی جواب نہیں دیں گے، اللہ ان مشرکوں اور ان کے معبودوں کے درمیان عداوت ڈال دے گا، جس کے باعث دنیا میں ان کے درمیان جو دوستی و محبت تھی وہ سخت عداوت اور نفرت میں تبدیل ہو جائے گی، ان کے خود ساختہ شرکاء ان کے شرک کا انکار اور ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے، جیسے فرمایا

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنِ دُعَائِهِمْ غَفُلُونَ ﴿٥﴾ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كُفِرِينَ ﴿٦﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہرہ کا ہو انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں، اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

وَاتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهًا لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٦﴾ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٧﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خدا بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے پشتبان ہوں گے، کوئی پشتبان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور اٹلے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَائِكُمْ فَيَرَى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَنَا شُرَكَائِهِمْ مَا كُنْتُمْ إِتَانًا تَعْبُدُونَ ﴿٧﴾ فَكُفِيَ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ غَافِلِينَ ﴿٨﴾ هُنَالِكَ تَبْلُغُوا كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوْا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمْ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٩﴾ ﴿٣﴾

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو ایک ساتھ (اپنی عدالت میں) اکٹھا کریں گے، پھر ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ہے کہیں گے کہ ٹھیر جاؤ تم بھی اور تمہارے بنائے ہوئے شرک بھی، پھر ہم ان کے درمیان سے اجنبیت کا پردہ ہٹائیں گے اور ان کے شرک کہیں گے کہ تم ہماری

۱ الاحقاف ۶، ۵

۲ مریم ۸۲، ۸۱

۳ یونس ۳۰ تا ۲۸

عبادت تو نہیں کرتے تھے ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ (تم اگر ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو) ہم تمہاری اس عبادت سے بالکل بے خبر تھے، اس وقت ہر شخص اپنے کیے کا سزا اچھلے لے گا، سب اپنے حقیقی مالک کی طرف پھیر دیے جائیں گے اور وہ سارے جھوٹ جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے گم ہو جائیں گے۔

جب کوئی سفارشی ان کے حق میں سفارش نہیں کرے گا اور فیصلہ ان کے خلاف ہو جائے گا اور مخلوق میں سے ہر گروہ اپنے اعمال کی بنا پر علیحدہ ہو جائے گا تو ہر طرف سے مایوس ہو کر کفار و مشرکین کو یقین ہو جائے گا کہ اب ان کا جہنم میں داخل ہونے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں اور وہ اس سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُنْصَبُ الْكَافِرُ وَمُقَدَّارَ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، كَمَا لَمْ يَعْمَلْ فِي الدُّنْيَا، وَإِنَّ الْكَافِرَ لَيَرَى جَهَنَّمَ وَيَظُنُّ أَنَّهَا مَوْاقِعَتُهُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ سَنَةً
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ ہزار سال تک کافر اسی تھر تھری میں مبتلا رہے گا کہ جہنم اس کے سامنے ہے جس کے خوف سے اس کا کبچہ قابو سے باہر ہو رہا ہو گا کافر ابھی چالیس سال کی مسافت پر ہو گا کہ یقین کر لے گا کہ جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔^(۱)

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۗ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ

ہم نے اس قرآن میں ہر ہر طریقے سے تمام کی تمام مثالیں لوگوں کے لیے بیان کر دی ہیں لیکن انسان سب سے زیادہ

شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَ يُسْتَغْفِرُوا

جھگڑالو ہے، لوگوں کے پاس ہدایت آپکنے کے بعد انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے استغفار کرنے سے صرف اس چیز

رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ الْأُولِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ (الکہف، ۵۵، ۵۴)

نے روکا کہ اگلے لوگوں کا معاملہ انہیں بھی پیش آئے یا ان کے سامنے کھلم کھلا عذاب آمو جو ہو جائے۔

ہم نے لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے اس قرآن مجید فرقان حمید میں بار بار مختلف انداز سے وعظ و تذکیر، ترغیب و ترہیب کی مثالوں، پچھلی اقوام کے عبرت ناک واقعات اور پر زور دلائل و براہین کو خوب کھول کر بیان کیا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا ۝ (۲)

ترجمہ: ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے لوگوں کو سمجھایا مگر چونکہ انسان بڑا ہی جھگڑالو اور بخشش کرنے والا ہے، جیسے فرمایا

۱) مستند احمد ۱۴۱۳ھ

۲) بنی اسرائیل ۲۱

أَوَلَمْ يَرِ الْإِنْسَانَ إِذَا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٤٠﴾

ترجمہ: کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا پھر وہ صریح جھگڑنے والا ہو گیا۔

أَنْ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةً، فَقَالَ: أَلَا تَصَلِّيَانِ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا أَنْفُسَنَا بِيَدِ اللَّهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانصَرَفَ حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ، وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ قَائِلٌ يَضْرِبُ فِجْدَهُ يَقُولُ: {وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا} ﴿٤١﴾

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب سے مروی ہے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور اپنی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو اٹھا دیتا ہے، جب میں نے یہ بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور میری بات کا کوئی جواب نہ دیا، میں نے سنا کہ جب آپ واپس تشریف لے جا رہے تھے تو اپنی ران پر ہاتھ مارتے اور فرماتے جا رہے تھے ”مگر انسان بڑا ہی جھگڑا لودا واقع ہوا ہے۔“ ﴿٤١﴾

حالانکہ یہ اس کے لائق ہے نہ یہ قرین انصاف ہے، اس لیے اس پر اس وعظ و نصیحت اور دلائل و براہین کا اثر نہیں ہوتا، حجت قائم ہو جانے کے باوجود اپنے رب پر ایمان لانے اور اپنی بد عملیوں اور سیاہ کاریوں پر اس سے بخشش و مغفرت کا طلب گار ہونے میں کیا چیز مانع ہے؟ کیا یہ کفار و مشرکین اس بات کے منتظر ہیں کہ پچھلی اقوام کی طرح ان پر بھی عذاب نازل کر دیا جائے؟ یا یہ کہ وہ عذاب کو سامنے آتے دیکھ لیں اور پھر ایمان لے آئیں؟ مگر ان کو معلوم ہونا چاہیے اس وقت ایمان لانا کچھ نفع بخش نہیں ہوگا۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَ مُنذِرِينَ ۚ وَ يَجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ

ہم تو اپنے رسولوں کو صرف اس لیے بھیجتے ہیں کہ وہ خوشخبریاں سنادیں اور ڈرا دیں، کافر لوگ باطل کے سہارے جھگڑتے ہیں

لِيُذْهِبَ اللَّهُ مِنَ النَّاسِ الظُّلُمَاتِ ۗ وَ يَأْتِيَ بِالنُّورِ ۗ وَ اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٦﴾

اور (چاہتے ہیں) کہ اس سے حق کو لٹھکھڑادیں، انہوں نے میری آیتوں کو اور جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے مذاق بنا ڈالا ہے،

وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِيَ

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے وہ پھر بھی منہ موڑے رہے اور جو کچھ اس

مَا قَدَّمَتْ يَدَا ۗ إِنَّكَ جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ

کے ہاتھوں نے آگے بھیج کر کھلے ہاتھوں سے بھول جائے، بیشک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ سمجھیں

﴿٥٦﴾ یسین ۷۷

﴿٥٦﴾ الکہف: ۵۴

﴿٥٦﴾ مسند احمد ۹۰۰، صحیح بخاری کتاب التہجد باب تخریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاة اللیل و التوافل من غیر

إيجاب ۱۱۷، صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین و قصرها باب ما روي فيمن نام اللیل أجمع حتی أصبح ۱۸۸

وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿۵۶﴾ (الکہف ۵۶، ۵۷)

اور ان کے کانوں میں گرانی ہے، گو تو انھیں ہدایت کی طرف بلا تا رہے لیکن یہ کبھی بھی ہدایت نہیں پانے کے۔

بڑا ظالم کون؟:

فیصلے کا وقت آنے سے پہلے ہم رسولوں کو اس لیے مبعوث کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں اور برائی سے روکیں، پھر جو لوگ خلوص نیت سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت قبول کر لیں اور رسول کی اطاعت میں اعمال صالحہ اختیار کریں انہیں اللہ کی خوشنودی اور اس کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں کی بشارت سنادے اور جو اللہ و وحدہ لا شریک اس کے رسولوں اور ان پر نازل کتابوں کی تکذیب کریں انہیں اللہ کے عذاب سے خبردار کر کے تمام حجت کر دے، مگر کفار و مشرکین ان بیٹنگی تہنیتہات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے اور جھوٹ، مکر و فریب اور ظلم و تم کے ہتھیاروں سے حق کو بچاؤ کھانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں حالانکہ ہر دور میں باطل کے مقابلے میں ہمیشہ حق ہی سر بلند اور باطل سرنگوں ہی رہا ہے، جیسے فرمایا

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ --- ﴿۱۸﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿۲۱﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور اعلان کر دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

اور انہوں نے میری ان دلائل و براہین، معجزات اور ان تہنیتہات کو جو انہیں کی گئیں ہنسی مذاق بنا لیا ہے، اور اس روگرداں شخص سے بڑھ کر ظالم اور مجرم کون ہو سکتا ہے جسے اللہ کی آیات کے ذریعے سے نصیحت کی جائے، جس کے سامنے حق باطل، ہدایت و ضلالت، اندھیرے اور اجالے کو واضح کر دیا گیا ہو اور وہ اندھے پن کا مظاہرہ کر کے ان کو سمجھنے سے مسلسل اعراض کرے اور جہنم کے دردناک عذاب کو بھول جائے جس کا سر و سامان خود اس نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے؟ اس ظلم عظیم کی وجہ سے ہم نے ان کے لیے ہدایت کے راستہ بند کر دیے ہیں اور ان دلوں پر مہر اور ان کے کانوں میں ایسی گرانی پیدا کر دی ہے کہ قرآن کا سننا، سمجھنا اور اس سے ہدایت قبول کرنا ان کے لیے ممکن نہیں رہا، آپ ان لوگوں کو حق کی طرف کتنی ہی دعوت پیش کریں وہ راہ حق کو قبول نہیں کریں گے، انہیں حقیقت کا اس وقت یقین آجائے گا جب یہ ہلاکت کے گڑھے میں جاگریں گے اور دردناک عذاب سے چھٹکارا پانے کے لیے موت کو پکاریں گے مگر موت نہیں آئے گی۔

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ط لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَلْ لَهُمُ الْعَذَابُ ط

تیرا پروردگار بہت ہی بخشش والا اور مہربان والا ہے وہ اگر ان کے اعمال کی سزا میں پکڑے تو بیشک انہیں جلدی عذاب کر دے،

بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْيلًا ﴿۵۵﴾ وَ تِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ

بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ کی گھڑی مقرر ہے جس سے وہ سرکنے کی ہرگز جگہ نہیں پائیں گے، یہ ہیں وہ بستیاں جنہیں ہم نے

لَبَّأْ ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِهَلْكَكُمْ مَوْعِدًا ﴿۵۸﴾ (الکہف، ۵۹)

ان کے مظالم کی بنا پر غارت کر دیا اور ان کی تباہی کی بھی ہم نے ایک میعاد مقرر کر رکھی تھی۔

دھمکی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایاں مغفرت اور رحمت کا ذکر کرنے کے بعد دھمکی دی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے مشرکانہ اعمال اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں پر فوری طور پر گرفت نہیں کی گئی ہے تو یہ نہ سمجھو کہ تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں اور تمہاری جواب طلبی نہیں کی جائے گی، یہ تو اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی ہے کہ وہ مجرموں کو فوری طور پر پکڑ کر اسی وقت سزا نہیں دے دیتا بلکہ اس کے برعکس ایک عرصہ تک مہلت عطا کر کے سوچنے اور سنہلنے کا موقع عطا فرماتا ہے تاکہ لوگ توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کر لیں، اللہ کے دامنِ رحمت کو تھام لیں اور عذاب سے بچ جائیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو پاداشِ عمل میں ہر شخص ہی عذابِ الہی کے شکنجے میں کسا ہوتا، جیسے فرمایا

وَأُولَئِئَا أَخَذَ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا أَمَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهِمَا مِنْ ذُنُوبِهِمَا وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿۵۹﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اگر کہیں وہ لوگوں کو ان کے کیے کر تو توں پر پکڑتا تو زمین پر کسی تنفس کو جیتانہ چھوڑتا مگر وہ انہیں ایک مقرر وقت تک کے لیے مہلت دے رہا ہے، پھر جب ان کا وقت آن پورا ہو گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا۔

... وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۶۰﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود ان کے ساتھ چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تیرا رب سخت سزا دینے والا ہے۔

وہ لوگوں کے ظلم سے درگزر فرماتا ہے مگر سرکش لوگ اس ڈھیل سے چونکا ہونے کے بجائے یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں، ان کی کبھی باز پرس نہیں ہوگی اس لئے جو دنیا میں چاہو کرتے رہو، مگر اسی غلط فہمی میں جب تم مہلت کا وقت بھی ضائع کر دو گے اور اپنے ظلم و عناد پر جے رہو گے تو پھر اللہ کی گرفت سے تمہارے لئے فرار کا کوئی راستہ اور بچاؤ کی کوئی سبیل نہیں رہے گی، پھر تم جہنم کے باسی بن کر پچھتانی کے علاوہ کچھ نہ کر سکو گے، ابھی مہلت کا کچھ وقت ہے، سانس کی ڈور ابھی باقی ہے لہذا اللہ کے عذابوں سے ڈرو اور کلام اللہ (قرآن مجید) سے نصیحت حاصل کرو، قوم عاد، قوم ثمود، قوم صالح، قوم شعیب اور قوم لوط وغیرہ کی عذاب رسیدہ ہستیوں کے آثار و کھنڈرات تمہارے سامنے موجود ہیں، ہم نے ان کی طرف رسول مبعوث کیے، انہیں بھی طرح طرح کے دلائل و براہین سے سمجھایا، ان سے پہلی تباہ شدہ قوم کے عبرتناک حالات و واقعات بیان کیے مگر راہِ حق پر چلنے کے بجائے انہوں نے اندھا بن کر رہنا پسند کیا، ہم نے اپنی سنت کے مطابق انہیں سوچنے اور سمجھنے کے لیے ایک لمبی مہلت عطا فرمائی مگر اس پر وہ اور اڑ گئے اور سمجھنے لگے کہ انہیں پکڑنے والا کوئی نہیں، جب

وہ ظلم و ظغیان کی حدوں سے گزر گئے اور ان سے خیر و بھلائی کی کوئی امید باقی نہ رہی اور مہلت کی گھڑیاں بھی بیت گئیں تو ہم نے ان پر مختلف طرح کے عذاب نازل کر کے حرف غلط کی طرح مٹا کر اہل دنیا کے لیے عبرت کا نمونہ بنا دیا، ان میں سے ہر ایک کی ہلاکت کے لیے ہم نے ایک وقت مقرر کر رکھا تھا جس وہ نہ آگے ہوئے نہ پیچھے، جیسے فرمایا

قُلْ لَكُمْ مِّمَّ عَادُيَوْمٍ ۖ لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً ۖ وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿۱۶۳﴾

ترجمہ: کہو تمہارے لیے ایک ایسے دن کی میعاد مقرر ہے جس کے آنے میں نہ گھڑی بھر کی تاخیر تم کر سکتے ہو اور نہ ایک گھڑی بھر پہلے سے لاسکتے ہو۔

پس لوگو! تم اپنے کفر و عناد سے باز آ جاؤ اور میرے دردناک عذابوں سے ڈرو اور میرے کلام سے نصیحت حاصل کرو ورنہ تمہارا انجام بھی پہلی اقوام سے مختلف نہیں ہوگا۔

وَ إِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتْنِهِ لَآ اَبْرَحُ حَتَّى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ

جبکہ موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا کہ میں تو چلتا ہی رہوں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچوں خواہ مجھے سالہا

حُقُبًا ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ

سال چلنا پڑے، جب وہ دونوں دریا کے سنگم پر پہنچے وہاں اپنی مچھلی بھول گئے جس نے دریا میں سرنگ جیسا اپنا

سَرَبًا ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتْنِهِ اٰتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقَيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا

راستہ بنا لیا، جب یہ دونوں وہاں سے آگے بڑھے تو موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا کہ لاہمارا کھانا دے ہمیں تو اپنے اس سفر سے

نَصَبًا ﴿۱۶۶﴾ قَالَ اَرَايْتِ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ

سخت تکلیف اٹھانی پڑی، اس نے جواب دیا کہ کیا آپ نے دیکھا بھی؟ جبکہ ہم پتھر سے ٹیک لگا کر آرام کر رہے تھے

وَ مَا اَنْسَيْنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَ ۗ وَ اتَّخَذَ سَبِيلَهُ

وہیں میں مچھلی بھول گیا تھا دراصل شیطان نے ہی مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں، اس مچھلی نے ایک انوکھے

فِي الْبَحْرِ ۗ عَجَبًا ﴿۱۶۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۗ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا

طور پر دریا میں اپنا راستہ بنا لیا، موسیٰ نے کہا یہی تھا جس کی تلاش میں ہم تھے چنانچہ وہیں سے اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈتے

قَصَصًا ﴿۱۶۸﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنُهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

ہوئے واپس لوٹے، پس ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنے پاس کی خاص رحمت عطا فرما رکھی تھی

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ﴿۱۵﴾ (الکہف ۶۰ تا ۶۵)

اور اسے اپنے پاس سے خاص علم سکھار کھاتھا۔

ابھی مصلحتیں:

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ، فَقَالَ: أَنَا، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرِدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ، قَالَ مُوسَى: يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ، قَالَ: تَأْخُذُ مَعَكَ حُوًّا فَتَجْعَلُهُ فِي مَكْتَلٍ، فَخَيْثُمَا فَقَدَتْ الْحَوْتَ فَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرُودِي هِيَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كُفِّرَ فِي سِنَا أَهْلِ الْعِلْمِ نَزَلَتْ فِيهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ كَوَاعِظُ كَرْنِي كَلِّ لَعْنَةُ كَهْرُ هُوَ تَوَانِ سِي پُوچھا گیا کہ سب بڑا عالم کون شخص ہے (موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خیال کے مطابق کہ میں نبی ہوں اور سب لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں اس لئے مجھ سے بڑا عالم کون ہوگا) چنانچہ جواب میں فرمایا میں سب سے بڑا عالم ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس پر غصہ کیا کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی تھی، اور ان کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں، میرے بندوں میں سے ایک بندہ (خضر) دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ہے اور وہ تم سے بڑا عالم ہے، موسیٰ نے عرض کیا اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ! تیرے اس بندہ سے ملاقات کس طرح ممکن ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ایک مچھلی زنبیل میں ساتھ لے جاؤ، جہاں تمہاری مچھلی تمہاری زنبیل سے نکل کر غائب ہو جائے تو سمجھ لینا کہ یہی مقام ہے۔ ﴿۱۵﴾

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو اپنے اس بندے کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ پردہ اٹھا کر وہ ایک نظر انہیں یہ دکھائے کہ اس کارخانہ مشیت میں کن مصلحتوں کے مطابق کام ہوتا ہے جنہیں سمجھنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے، موسیٰ علیہ السلام نے نمک چڑھی مچھلی کو زنبیل میں رکھ کر اپنے نوجوان ساتھی (یوشع بن نون) جو سفر و حضر میں ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتا تھا کہ ہمراہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لئے اپنا سفر شروع کیا اور شوق اور رغبت کی بنا پر ان سے کہنے لگے کہ مسافت خواہ کتنی بھی طویل اور کتنی بھی پر مشقت ہو میں اس وقت تک اپنا سفر جاری رکھوں گا جب تک میں دونوں دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤں (اس سے مراد صحرائے سینا کا وہ جنوبی راس ہے جہاں خلیج عقبہ اور خلیج سویس دونوں آ کر ملتے ہیں اور بحر احمر میں ضم ہو جاتے ہیں) جب وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بتلائی ہوئی جگہ پر پہنچے تو اس مقام پر پتھر سے ٹیک لگا کر سونے کے لئے لیٹے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مچھلی زندہ ہو کر زنبیل سے نکلی اور اس نے عجیب و غریب طور پر دریا میں سرنگ جیسا اپنا راستہ بنالیا اور دیگر حیوانات میں شامل ہو گئی، یوشع بن نون نے مچھلی کو سمندر میں جاتے اور راستہ بناتے ہوئے دیکھا لیکن اس عجیب و غریب واقعہ کا ذکر موسیٰ کو کرنا بھول گئے حتیٰ کہ آرام کر کے وہاں سے پھر آگے سفر شروع کر دیا، اس دن اور اس کے بعد رات سفر کر کے جب دوسرے دن موسیٰ کو تھکاوٹ اور بھوک لگی تو اپنے ساتھی یوشع بن نون سے کہا کہ بھوک لگی ہے کھانا لاتا کہ کھائیں، یوشع بن نون نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام! پچھلی رات ایک عجیب واقعہ ہوا، جہاں ہم نے پتھر سے ٹیک لگا کر آرام کیا تھا وہاں مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی تھی اور وہاں اس نے دریا میں بڑے عجیب طریقے سے اس نے اپنا راستہ بنالیا تھا، شیطان نے مجھے بھلا دیا اور میں اس واقعہ کا آپ سے تذکرہ کرنا بھول گیا، موسیٰ نے فرمایا اللہ کے

﴿۱۵﴾ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ کہف باب ۱۵ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۱۵﴾

بندے! جہاں مچھلی زندہ ہو کر غائب ہوئی تھی وہی تو ہمارا مطلوبہ مقام تھا جس کی تلاش میں ہم یہ سفر کر رہے ہیں، چنانچہ اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے پیچھے لوٹے اور اسی مجمع البحرین پر واپس آگئے تو وہاں اللہ کے بندوں میں سے ایک صالح بندہ خضر سے ملاقات ہو گئی جو کپڑا لپیٹے ہوئے لیٹے تھے، جسے ہم نے اپنی رحمت خاص سے نوازا تھا اور اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا جو نبی تو نہ تھے مگر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمت سے بعض تکوینی امور کا علم خاص عطا کیا ہوا تھا جن کا علم موسیٰ کو نہیں تھا اگرچہ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ بہت سے امور میں ان سے زیادہ علم رکھتے تھے خاص طور پر علوم ایمانیہ اور علوم اصولیہ، کیونکہ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ اولو العزم رسولوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و عمل کے ذریعے سے تمام مخلوق پر فضیلت سے نوازا تھا۔

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَ مِنِّي مِمَّا عَلَّمْتَ رُشْدًا ﴿١٦﴾ قَالَ

اس سے موسیٰ نے کہا کہ میں آپ کی تابعداری کروں؟ کہ آپ مجھے اس نیک علم کو سکھادیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے، اس نے کہا

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿١٧﴾ وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿١٨﴾

آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکتے اور جس چیز کو آپ نے اپنے علم میں نہ لیا ہو اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟

قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَ لَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ﴿١٩﴾ قَالَ

موسیٰ نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور کسی بات میں میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا، اس نے کہا

فَإِنْ أَتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ

اچھا اگر آپ میرے ساتھ ہی چلنے پر اصرار کرتے ہیں تو یاد رہے کسی چیز کی نسبت مجھ سے کچھ نہ پوچھنا

حَتَّىٰ أَحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٢٠﴾ (الکہف ۶۶ تا ۷۰)

جب تک کہ میں خود اس کی نسبت کوئی تذکرہ نہ کروں۔

موسیٰ نے انہیں سلام کیا اور ازراہ ادب و مشاورت انہیں اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے استدعا کی کہ کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے بھی اس علم و دانش کی تعلیم دیں جو رب نے آپ کو سکھلائی ہوئی ہے تاکہ اس کے ذریعے سے میں رشد و ہدایت کی راہ پاسکوں اور اس علم کے ذریعے سے تمام قضیوں میں حق کو پہچان سکوں، خضر عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا میں ایسا کرنے سے انکار نہیں کرتا مگر مجھے یقین ہے کہ رب نے مجھے جو علم و دانش دیا ہے اس کو سیکھنے کے لئے آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے اور قرین قیاس بھی یہی ہے کہ جس چیز کی اصلیت کو آپ نہیں جانتے اس کے متعلق ظاہر احوال پر کیونکر صبر کر سکیں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرُ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَىٰ فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ، فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضِرَاءَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا انہیں حضرت کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ وہ خشک گھاس پر بیٹھے تو وہ ان کے نیچے سبز رنگ میں لہلہانے لگی تھی۔^①

موسیٰ نے پر عزم لہجے میں جواب دیا ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا، خضر علیہ السلام نے موسیٰ سے کہا اگر آپ طلب صادق سے میری اتباع کرنے پر اصرار کرتے ہیں تو میں آپ کو اپنے ہمراہ رکھنے پر اس شرط پر رکھنے کے لئے تیار ہوں کہ آپ مجھ سے کسی چیز کی نسبت کوئی سوال نہیں کریں گے اور نہ میرے کسی فعل پر مجھ پر کوئی نکیر کریں گے جب تک میں خود ہی آپ کو مناسب وقت پر اس چیز کا تذکرہ نہ کر دوں۔

فَانْطَلَقَا^{نَفَقَةً} حَتَّىٰ إِذَا رَكَبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا^ط قَالَ أَخْرَقْتُهَا

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو اس نے کشتی کے تختے توڑ دیئے، موسیٰ نے کہا کیا آپ اسے توڑ رہے

لِتَغْرِقَ أَهْلَهَا^ع لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا^ا إِمْرًا^ا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ

ہیں کہ کشتی والوں کو ڈبو دیں، یہ تو آپ نے بڑی (خطرناک) بات کر دی، اس نے جواب دیا میں نے تو پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا تھا

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا^ا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ

کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا، موسیٰ نے جواب دیا کہ میری بھول پر مجھے نہ پکڑیئے

وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا^ا (الکہف ۱۷ تا ۱۸)

اور مجھے اپنے کام میں تنگی نہ ڈالیے۔

ان کے پاس سمندر میں سفر کرنے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں تھا دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے، ایک کشتی وہاں سے گزری اور ان لوگوں نے دونوں کو کشتی پر سوار کر لیا، جب کشتی کچھ ہی دور گئی تھی کہ خضر علیہ السلام اٹھے اور کشتی کے پینڈے میں شگاف ڈال دیا، موسیٰ یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جب ہم پیدل سفر کر رہے تھے تو کشتی والوں نے احسان کر کے ہمیں کشتی میں سوار کیا اور خضر علیہ السلام نے اسی کشتی میں شگاف ڈال دیا ہے جس سے تمام لوگ ڈوب جائیں اسی حیرانی اور بے صبری میں اپنے علم و فہم کے مطابق کشتی میں شگاف کو ہولناک کام سمجھا اور اپنی شرط کو بھول کر پوچھا یہ آپ نے کیا کیا کہ کشتی میں شگاف ڈال دیا تاکہ تمام مسافر سمندر میں غرق ہو جائیں، یہ آپ نے بہت بر اور مکروہ کام سرانجام دیا ہے، خضر علیہ السلام نے انہیں اپنی شرط یاد دلاتے ہوئے کہا میں نے آپ سے پہلے کہہ نہیں دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، موسیٰ نے جواب دیا میری پہلی بھول پر مجھے نہ پکڑیئے میرے ساتھ آسانی کا معاملہ کریں سختی کا نہیں اور میرے کام کو مشکل میں نہ ڈالئے، خضر علیہ السلام نے درگزر کر دیا اور تنبیہ کی کہ خبردار آئندہ ایسی بھول چوک نہ ہونے پائے،

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَانَتِ الْأُولَىٰ مِنْ مُوسَىٰ نَسِيَانًا

صحیح بخاری کتاب أحاديث الأنبياء باب حديث الخضر مع موسى عليهما السلام ۳۲۰۲

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے پہلایا اعتراض ازراہ نسیان کیا تھا۔^(۱)

فَانطَلَقًا حَتَّىٰ اِذَا لَقِيََا غُلَمًا فَقَتَلَهُمَا قَالَ اَقْتَلْتُمْ نَفْسًا زَكِيَّةً

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک لڑکے کو پایا اس نے اسے مار ڈالا، موسیٰ نے کہا کہ کیا آپ نے ایک پاک جان کو بغیر کسی

بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا نُكْرًا^(۲) قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ

جان کے عوض مار ڈالا؟ بیشک آپ نے تو بڑی ناپسندیدہ حرکت کی، وہ کہنے لگے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ رہ

مَعِيَ صَبْرًا^(۳) قَالَ اِنْ سَأَلْتِكَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ بَعْدِهَا

کرہر گز صبر نہیں کر سکتے، موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا اگر اب اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں

فَلَا تُصِجْنِي ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عَذْرًا^(۴) (الکہف ۷۴-۷۳)

تو بیشک آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا، یقیناً آپ میری طرف سے (حد) عذر کو پہنچ چکے۔

اور پھر دونوں آگے بڑھتے رہے وہاں انہوں نے ایک چھوٹا سا لڑکا دیکھا جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا،

اِذْ اَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَامَانِ، فَاَخَذَ الْخَضِرُ رَاسَهُ بِيَدِهِ فَاَقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ

خضر علیہ السلام نے ایک لڑکا دیکھا جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ ل کھیل رہا تھا، خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کے سر کو پکڑا اور اسے ہاتھ سے پکڑ

کر قتل کر دیا۔^(۵)

موسیٰ تو ہک دک رہ گئے کانپ اٹھے کہ شریعت میں تو اس کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ کام تو کشتی میں شنگاف کر دینے سے زیادہ برا ہے، موسیٰ

پھر اس واقعہ پر صبر نہ کر سکے اور حمیت دینی کے جوش میں سخت ناراضگی سے بولے آپ نے ایک بے قصور لڑکے کو بغیر کسی قصاص کے قتل

کر ڈالا ہے بیشک یہ تو آپ نے بڑا ہی ناپسندیدہ اور منکر کام کیا ہے، خضر علیہ السلام نے تمہیں فرمائی کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ

میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے موسیٰ نے دل میں سوچا اللہ ہی نے مجھے ان کے پاس علم سکھنے کے لئے بھیجا ہے اب یہ جو بھی کام کریں مجھے

توان کی تابعداری کرنی چاہیے اس لئے ہمت و سماجت عرض کیا مجھے ایک موقع اور عنایت کر دیں اب اگر میں آپ سے کسی چیز کے بارے

میں سوال کروں تو آپ کا اختیار ہو گا کہ مجھے اپنی مصاحبت کے شرف سے محروم کر دیں مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا اس لئے کہ آپ کے پاس

مجھے الگ کر دینے کا معقول عذر ہو گا خضر علیہ السلام خاموش ہو گئے،

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ، فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ:

(۱) صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن باب وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَاتِهِ: لَا أُبْرِحُ حَتَّىٰ أَتِلَّ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْكِنِّي حُفْبَاءَ ۷۴

(۲) صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن باب وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَاتِهِ: لَا أُبْرِحُ حَتَّىٰ أَتِلَّ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْكِنِّي حُفْبَاءَ ۷۴

رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى، لَوْ لَبِثَ مَعَ صَاحِبِهِ لَأَبْصَرَ الْعَجَبَ وَلَكِنَّهُ قَالَ: ﴿إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا﴾ ① مُتَّفَقَةٌ

ابی بن کعب سے مروی ہے نبی کریم ﷺ جب کسی کا ذکر کرتے ہوئے دعا فرماتے تو اپنے آپ سے دعا کا آغاز فرماتے، ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ہم پر اور موسیٰ علیہ السلام پر رحمت ہو اگر وہ اپنے ساتھی کے ساتھ کچھ عرصہ اور رہتے تو یقیناً عجیب و غریب باتیں دیکھتے، لیکن انہوں نے جلدی میں کہہ دیا ”اگر میں اس کے بعد کوئی بات پوچھوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا کہ تو میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں غایت) کو پہنچ گیا۔“ ②

فَأَنْطَلَقَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطَعَا أَهْلُهَا فَابْوَأَ أَنْ يُضَيَّفُوهُمَا

پھر دونوں چلے ایک گاؤں والوں کے پاس آکر ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے مہمانداری سے صاف انکار کر دیا، دونوں

فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ ۗ قَالَ كَوْ شِئْتَ

نے وہاں ایک دیوار پائی جو گر رہی چاہتی تھی اس نے اسے ٹھیک اور درست کر دیا، موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے اگر آپ چاہتے

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَ بَيْنِكَ ۗ سَأَنْبِئُكَ بِتَأْوِيلِ

تو اس پر اجرت لے لیتے، اس نے کہا اس یہ جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان، اب میں تجھے ان باتوں کی اصلیت بھی بتا دوں گا

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۖ ۝۱۸ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسْكِينٍ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ

جس پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا، کشتی تو چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کاج کرتے تھے میں نے اس میں کچھ توڑ پھوڑ کا ارادہ کر لیا

أَنْ أَعِيبَهَا وَ كَانَ وِرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۖ ۝۱۹ وَأَمَّا الْعُلَمَاءُ فَكَانَ

کیونکہ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک (صحیح مسلم) کشتی کو جبراً ضبط کر لیتا تھا، اور اس لڑکے کے ماں باپ

أَبَوَاهُ مُؤْمِنِينَ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَ كُفْرًا ۖ ۝۲۰ فَأَرَدْنَا

ایمان والے تھے، ہمیں خوف ہوا کہ کہیں یہ انھیں اپنی سرکشی اور کفر سے عاجز و پریشان نہ کر دے اس لیے ہم نے چاہا کہ

أَنْ يُبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَ أَقْرَبَ رُحْمًا ۖ ۝۲۱

انھیں ان کا پروردگار اس کے بدلے اس سے بہتر پاکیزگی والا اور اس سے زیادہ محبت اور پیار والا بچہ عنایت فرمائے،

① الكهف: ٤٦

② تفسیر طبری ٤/١٨، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الخضر علیہ السلام ٧٦٣، سنن ابوداؤد کتاب الحُرُوفِ

والقرآءاتِ باب ٣٩٨٣، مسند احمد ٢١٤٦

وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا

دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے، ان کا

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنَ

باپ بڑانیک شخص تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا خزانہ تیرے رب کی مہربانی

رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنَ امْرِئٍ ذَلِكُ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ (الکہف ۷۷ تا ۸۳)

اور رحمت سے نکال لیں، میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا تھی اصل حقیقت اور ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا

اور پھر دونوں نے اپنا سفر جاری کر دیا اور ایک گاؤں میں پہنچے اور ان سے مہمان کے طور پر ٹھہرنے کی استدعا کی مگر یہ تو بخیلوں کی بستی تھی انہوں نے مہمانوں کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا، حالانکہ مسافروں کو کھانا کھلانا اور مہمان نوازی و عزت و تکریم کرنا ہر شریعت کی اخلاقی تعلیم کا اہم حصہ رہا ہے،

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يُضَيِّفُ
عقبہ بن عامر سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مہمان نوازی نہ کرنے والے شخص میں کوئی بھلائی نہیں۔^(۱)
وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار ہے جو جھک کر بس گرا ہی چاہتی تھی

فَقَامَ الْحَضْرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ

حضر علیؑ نے اس دیوار کو ہاتھ لگایا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیوار کا خم ٹھیک ہو گیا اور وہ سیدھی کھڑی ہو گئی۔^(۲)

موسٰی جو پہلے ہی بستی والوں کے رویہ سے کبیدہ خاطر تھے حضر علیؑ کے اس بلا معاوضہ احسان پر پھر خاموش نہ رہ سکے اور صبر نہ کرتے ہوئے بول پڑے کہ جب ان بستی والوں نے ہماری مسافرت، ضرورت مندی اور شرف و فضل کسی چیز کا بھی لحاظ نہیں کیا تو یہ لوگ کب اس لائق ہیں کہ ان کے ساتھ احسان کیا جائے اور بلا اجرت ان کا کام کیا جائے حضر علیؑ نے کہا کہ موسٰی یہ تیسرا موقع ہے کہ تو صبر نہیں کر سکا اور اب خود تیرے کہنے کے مطابق میں تجھے اپنے ساتھ رکھنے سے معذور ہوں مگر جدائی سے قبل ان تینوں واقعات کی حقیقت سے تمہیں آگاہ اور باخبر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کے بارے میں آپ نے مجھ پر نکیر کی اور آپ کو بتاؤں کہ ان تمام کاموں کے پیچھے کچھ مقاصد تھے جن پر معاملہ بنی تھا، فرمایا وہ کشتی دراصل چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کاج کر کے اپنی روزی کماتے تھے اور یہ کشتی جو ان کے روزی کمانے کا واحد ذریعہ تھی، ان کے آگے ایک ظالم بادشاہ (هُدْدُ بْنُ بَدَدٍ) تھا جو ہر ایک صحیح و سالم کشتی کو جبراً ضبط کر لیتا تھا جب وہ اس کشتی کو عیب دار دیکھے گا تو اسے چھوڑ دے گا اس طرح وہ کشتی اس ظالم کی دست برد سے بچ جائے گی اور وہ مسکین اب اپنی روزی کرتے رہیں گے، اور وہ لڑکا (جَبَسُودُ) جسے میں نے قتل کیا تھا اس کے ماں اور باپ دونوں اللہ کے نیک بندے تھے اور وہ لڑکا اس کی جبلت ہی کفر تھی مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ لڑکا

سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ ۲۳۳۳

صحیح بخاری کتاب التفسیر باب وَاَنَّ الْإِنْسَانَ أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلًا ۲۷۲۴

بڑا ہو کر والدین کا نافرمان ہوتا اور اپنے کفر و سرکشی میں ان دونوں کو بھی کفر و سرکشی پر مجبور کرتا اور وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو جاتے اس لئے میں نے اس کے والدین کے دین کی حفاظت کے لئے اس کو قتل کر دیا، اب اللہ انہیں اس لڑکے کے بدلہ میں ایسا لڑکا عنایت کرے گا جو پاکباز، پرہیزگار ہو گا اور قرابت داری کا پاس و لحاظ کرے گا اور اب اس کے والدین ہمیشہ کے رنج و عذاب سے بچ گئے،

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْغُلَامَ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طَبَعٌ كَافِرًا، وَلَوْ عَاشَ لَأَرْهَقَ أَبُو يَهُ طُعْيَانًا وَكُفْرًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لڑکا جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ کافر پیدا ہوا تھا اور اگر وہ زندہ رہتا تو یقیناً اپنے والدین کو کفر و سرکشی میں مبتلا کر دیتا۔^۱

عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّهُ ذَكَرَ الْغُلَامَ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ، فَقَالَ: قَدْ فَرِحَ بِهِ أَبَوَاهُ حِينَ وُلِدَ وَحَزُنَّا عَلَيْهِ حِينَ قُتِلَ، وَلَوْ بَقِيَ كَانَ فِيهِ هَلَاكُهُمَا. فَلْيَبْرُضْ امْرُؤٌ بِقَضَاءِ اللَّهِ، فَإِنَّ قَضَاءَ اللَّهِ لِلْمُؤْمِنِ فِيمَا يَكْفُرُهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ قَضَائِهِ فِيمَا يُحِبُّ قِتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَتْ هِيَ جَبَّ يَهُ لَكَ پید ا ہوا تو اس کے ماں باپ بہت خوش ہوئے اور جب قتل ہوا تو بہت غمگین ہو گئے تھے اگر یہ لڑکا زندہ رہتا تو اس میں اس کے والدین کی تباہی و ہلاکت تھی، لہذا ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے، مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کا وہ فیصلہ جسے وہ ناپسند کرے اس فیصلے سے بہتر ہے جسے وہ پسند کرے۔^۲

(لَا يَقْضِي اللَّهُ لِلْمُؤْمِنِ (مِنْ قَضَاءِ) إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَهُ

اللہ تعالیٰ مومن کے لیے جو فیصلہ بھی فرمائے وہ اس کے لیے بہتر ہے۔^۳

اور وہ دیوار اس شہر کے دو بہت چھوٹے ٹیمپل بچوں کی تھی جن کا باپ بہت نیک آدمی تھا اس کے نیچے ان کا مال دفن تھا اب نے ان کے باپ کی نیکی کی بنا پر چاہا کہ وہ خزانہ محفوظ رہے اور دونوں ٹیمپل بچے بڑے ہو کر اپنا دفن خزانہ حاصل کر لیں گے، میں نے یہ کام رب کی رحمت اور اس کے حکم سے سرانجام دیئے ہیں ان تمام امور میں میری اپنی مرضی یا ارادے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا، اس واقعہ میں بھی اہل ایمان کو یہی سبق دیا گیا کہ اللہ کی مشیت کا تمہیں علم نہیں ہے، اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت پنہاں ہوتی ہے، آج یہ لوگ تمہیں اپنی مشرکانہ ملت پر واپس لانے کے لئے تم پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، اللہ چاہے تو فوراً ان پر گرفت کر لے اور انہیں مٹا دے مگر اللہ جانتا ہے یہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس کا نتیجہ ان کے خلاف ہی نکلے گا، اس لئے ابھی صبر و شکر سے ان کے ہر حربے کو برداشت کرو۔

^۱ صحیح مسلم کتاب القدر باب مغنی کل مؤلود یولد علی الفطرۃ وحکم موت اطفال الکفار و اطفال المسلمین: ۶۷۶، سنن

ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی القدر: ۴۷۰۵، جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الکہف: ۳۱۵۰، مسند احمد: ۲۱۱۴

^۲ تفسیر طبری: ۱۸/۸۷

^۳ مسند احمد: ۱۴۹۰۶، صحیح ابن حبان: ۵۲۸، مسند ابی یعلیٰ الموصلی: ۴۲۱۸، ۴۲۱۷

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۗ

آپ سے ذوالقرنین کا واقعہ یہ لوگ دریافت کر رہے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں ان کا تھوڑا سا حال تمہیں پڑھ کر سنا تاہوں،

إِنَّا مَكْنَنًا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَ اتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۚ فَاتَّبَعِ سَبَبًا ۝

ہم نے اسے زمین میں قوت عطا فرمائی تھی اور اسے ہر چیز کے سامان بھی عنایت کر دیے تھے وہ ایک راہ کے پیچھے لگا

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ ۖ وَ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ

یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچ گیا اور اسے ایک دلدل کے چشمے میں غروب ہوتا ہوا پایا اور اس چشمے کے پاس ایک قوم

قُنَّا لِيَذَا الْقُرْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا أَنْ تَعَذِّبَ وَ إِنَّمَا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝

کو پایا ہم نے فرمایا دیکھ اے ذوالقرنین! یا تو انہیں تکلیف پہنچائے یا ان کے بارے میں تو کوئی بہترین روش اختیار کرے،

قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نَعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ

اس نے کہا جو ظلم کرے گا اسے تو ہم بھی اب سزا دیں گے پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا اور وہ اسے

عَذَابًا تُكْرَهُ ۚ وَ إِنَّمَا مَنْ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ ۖ الْحُسْنَىٰ ۗ

سخت تر عذاب دے گا ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اس کے لیے تو بدلے میں بھلائی ہے

وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۗ (الکہف ۸۳ تا ۸۸)

اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی کا حکم دیں گے۔

قصہ ذوالقرنین:

ذوالقرنین کے لفظی معنی دو سینگوں والے، یاد دلوٹوں یاد دہینڈھیوں والا کے ہیں، قدیم مفسرین نے بالعموم اس کا مصداق سکندر رومی کو قرار دیا ہے جس کی فتوحات کا دائرہ مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا تھا، لیکن جدید مفسرین جدید تاریخی معلومات کی روشنی میں اس سے اتفاق نہیں کرتے، کیونکہ

○ اس ذوالقرنین کی بابت قرآن نے صراحت کی ہے کہ وہ ایسا حکمران تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اسباب و وسائل کی فراوانی سے نوازا تھا۔

○ وہ عادل و انصاف اور فیاضی کے اصولوں پر عامل حکمران تھا۔

○ وہ اللہ تعالیٰ کو ماننے والا اور آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص تھا۔

○ وہ نفس پرست اور مال و دولت کا حریص نہیں تھا۔

○ وہ مشرقی اور مغربی ممالک کو فتح کرتا ہوا ایک ایسے پہاڑی درے پر پہنچا جس کی دوسری طرف یا جوج اور ماجوج تھے۔
○ اس نے یا جوج ماجوج کا راستہ بند کرنے کے لئے وہاں ایک نہایت محکم بند تعمیر کیا۔

ان تمام خصوصیات کا حامل صرف فارس کا وہ عظیم حکمران تھا جسے یونانی سائزس، عبرانی خورس اور عرب کمیزو کے نام سے پکارتے ہیں، ۱۸۳۸ء میں سائزس کے ایک مجسمے کا بھی انکشاف ہوا جس میں سائزس کا جسم اس طرح دکھایا گیا ہے کہ اس کے دونوں طرف عقاب کی طرح پر نکلے ہوئے ہیں اور سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں۔

ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہت عنایت کر رکھی تھی اور اس سلطنت کو مستحکم کرنے کے لئے ہر طرح کے دنیاوی ساز و سامان اور وسائل یعنی قوت لشکر، آلات حرب وغیرہ مہیا کیے تھے، اللہ تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے وسائل کو اس نے مزید ترقی دی اور ان وسائل و اسباب کو بروئے کار لا کر بڑی فتوحات حاصل کیں، دشمنوں کا غرور خاک میں ملادیا اور ظالم، سرکش اور کافر حکمرانوں کو نیست و نابود کر دیا۔

مغرب کی طرف مہم:

اور یہودی ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں، میں تمہیں اس کا کچھ حال جس میں نہایت مفید مگر تعجب انگیز خبر، نصیحت اور عبرت ہے بتاتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اسے وہ تمام اسباب و وسائل مہیا کئے جن کے ذریعہ سے وہ ہر اس جگہ پہنچا جہاں وہ پہنچنا چاہتا تھا، ان اسباب و وسائل کے ذریعہ سے اس نے بادشاہوں کو شکست دے کر شہروں اور علاقوں پر غلبہ حاصل کیا اور نہایت سہولت کے ساتھ دور دراز علاقوں تک پہنچ گیا، اس کے پاس ایک عظیم فوج تیار ہو گئی جو اپنی عددی قوت، سامان حرب اور نظم کے اعتبار سے ایک بہت بڑی فوج تھی، اس فوج کی مدد سے اس نے اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا اور زمین کے مشرق و مغرب اور اس کے دور دراز گوشوں تک پہنچنے کی سہولت حاصل ہوئی، ایک مرتبہ اس نے اپنے ملک کے مغرب کی طرف ایک مہم کا سر و سامان کیا جب وہ ملک پر ملک فتح کرتا ہوا مغرب کی انتہائی سرحد تک جہاں آخری آبادی تھی پہنچ گیا تو وہاں جھیل یا خلیج جو نیچے سے سیاہ معلوم ہوتی تھی تو ایسا محسوس ہوا کہ گویا سورج جھیل یا خلیج کے سیاہی مائل گدے پانی میں ڈوب رہا ہے جیسے ڈوبتے شمس کا نظارہ کرنے والوں کو ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ سورج سمندر میں یا زمین میں ڈوب رہا ہے حالانکہ وہ اپنے مقام آسمان پر ہی ہوتا ہے، وہاں اس نے ایک کفار یا فساق قوم کو پایا، یا ان میں کچھ کفار و فسق موجود تھا جو بات اس کے بس میں تھی، ان لوگوں کی لاجپاگی دیکھ کر اس کے ضمیر نے کہا اے ذوالقرنین! یہ قوم بے بس و لاجپا ہو کر اب تیرے اختیار ہے تو ظلم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے پھر تو انہیں موت کے گھاٹ اتار دے، اور اگر شرافت اور احسان کا سلوک کرنا چاہے تو یہ بھی تیرے اختیار میں ہے تو انہیں غلام بنا لے یا پھر فدیہ لے کر یا بغیر فدیہ بطور احسان چھوڑ دے، ذوالقرنین نے عدل و ایمان کا ثبوت دیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا اور سرکاری سرکلر جاری کیا کہ ہم تمہاری بچھلی غلطیوں پر مواخذہ نہیں کریں گے، اس کا معاملہ رب کے اختیار میں ہے کہ وہ چاہے تو تمہیں معاف فرمادے یا سزا دے، ہاں اب بھی جو اپنے کفر و شرک پر جمار ہے گا اور توحید کی راہ اختیار نہیں کرے گا اسے ہم ضرور بدترین سزا دیں گے، اور پھر جب وہ لوگ موت کے بعد دوبارہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو وہ انہیں غیض و غضب سے دکھتی جہنم میں پھینک دے گا جس میں وہ نہ جی سکے گا اور نہ ہی اسے موت آئے گی اور جو لوگ کفر و شرک سے تائب ہو کر رب پر ایمان لے آئیں اور اس کے احکامات اور فرامین کے مطابق

عمل صالح کریں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں انہیں بہترین اجر دے گا اور ساتھ ہم بھی ایمان لانے کے سبب اسکی عزت افزائی کریں گے اور خزانہ وغیرہ میں تخفیف کریں گے۔

ثُمَّ اتَّبِعْ سَبَبًا ۙ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَهُمُ
پھر وہ اور راہ کے پیچھے لگا یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ تک پہنچا تو اسے ایک ایسی قوم پر نکلتا پایا کہ ان کے لیے ہم نے

مِّنْ دُونِهَا سَبَبًا ۙ كَذٰلِكَ ۙ وَ قَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۙ ثُمَّ اتَّبِعْ
اس سے اور کوئی اوٹ نہیں بنائی واقعہ ایسا ہی ہے اور ہم نے اس کے پاس کی کل خبروں کا احاطہ کر رکھا ہے، وہ پھر ایک سفر کے

سَبَبًا ۙ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ
سامان میں لگا یہاں تک کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا ان دونوں کے پرے اس نے ایک ایسی قوم پائی جو بات سمجھنے

يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۙ قَالُوا لِيَا الْقُرَيْنِ اِنَّ يٰجُوجَ وَ مٰجُوجَ مُفْسِدُونَ
کے قریب بھی نہ تھی انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یا جوج ماجوج اس ملک میں (بڑے بھاری) فساد ہی تو کیا ہم آپ

فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ سَدًّا ۙ قَالَ
کے لیے کچھ خرچ کا انتظام کر دیں؟ (اس شرط پر کہ) آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں، اس نے جواب دیا

مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعْبُدُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ رَدْمًا ۙ
کہ میرے اختیار میں میرے پروردگار نے جو دے رکھا ہے وہی بہتر ہے تم صرف قوت طاقت سے میری مدد کرو،

اَتُوْنِيْ زُبْرَ الْحَدِيْدِ ۙ حَتَّىٰ اِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ
میں تم میں اور ان میں مضبوط حجاب بنا دیتا ہوں مجھے لوہے کی چادریں لا دو، یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے درمیان

قَالَ اَنْفُخُوْا ۙ حَتَّىٰ اِذَا جَعَلَهُ نَارًا ۙ قَالَ اَتُوْنِيْ اُفْرِغْ
دیوار برابر کر دی تو حکم دیا کہ آگ تیز جلاؤ تا وہ فتنیکہ لوہے کی ان چادروں کو بالکل آگ کر دیا تو فرمایا میرے پاس لاؤ اس پر

عَلَيْهِ قَطْرًا ۙ فَمَا اسْتَطَاعُوْا اَنْ يُّظْهَرُوْهُ ۙ وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهُ نَقْبًا ۙ
پگھلا ہوا تانبا ڈال دوں، پس تو ان میں اس کے دیوار کے اوپر چڑھنے کی طاقت تھی اور نہ اس میں کوئی سوراخ کر سکتے تھے،

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَبِّيْ ۙ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهُ دَكَّآءَ
کہا یہ سب میرے رب کی مہربانی ہے ہاں جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے زمین بوس کر دے گا

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۝ (الکہف ۸۹ تا ۹۸)

بیشک میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔

مشرق کی طرف ہم:

پھر ذوالقرنین نے ایک دوسری مہم کی تیاری کی یہاں تک کہ وہ فتوحات کرتے کرتے مغرب سے مشرق کی انتہائی سرحد تک جہاں مہذب دنیا کی سرحد ختم ہو گئی تھی پہنچ گیا جہاں اس نے ایسی وحشی قوم کو دیکھا جو سرخ رنگت اور پست قد تھے، اور جن کے جسم ڈھانکنے کے بجائے کپڑوں سے آزاد تھے، جن کے پاس سورج کی تپش سے بچنے کے لئے ان کے پاس کوئی وسائل نہ تھے یا تو اس بنا پر کہ وہ مکان بنانے کی استعداد نہیں رکھتے تھے یا پھر یکسر وحشی اور غیر تمدن تھے، یا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے پاس سورج غروب نہیں ہوتا تھا، ہمیشہ نظر آتا رہتا تھا جیسا کہ جنوبی افریقہ کے مشرقی حصوں میں ہوتا ہے، اور سورج ان کے ننگے جسموں پر طلوع ہوتا تھا،

وَقَالَ قَتَادَةُ: ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُمْ بَأْضٌ لَا تُنْبِتُ لَهُمْ شَيْئًا فَمَهْمٌ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ دَخَلُوا فِي أَسْرَابٍ حَتَّىٰ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ خَرَجُوا إِلَىٰ حُرُوشِهِمْ وَمَعَايِشِهِمْ

قنادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ لوگ ایک ایسی زمین میں تھے جہاں کچھ نہیں اگتا تھا جب سورج طلوع ہوتا تو وہ سرنگوں میں داخل ہو جاتے اور جب سورج غروب ہو جاتا تو وہ سرنگوں سے باہر آ کر اپنے کام کاج میں مشغول ہو جاتے تھے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کو ذوالقرنین کی تمام صلاحیتوں، اسباب و وسائل اور دیگر تمام باتوں کا پورا علم تھا، جیسے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ (۵)

ترجمہ: زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

یا جوج و ماجوج:

پھر ذوالقرنین نے ایک اور مہم کا سامان کیا اور مشرق سے شمال کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ دمشق و معروف پہاڑوں (کا کیشیا کے پہاڑی سلسلے جو بحر کیسپین اور بحر اسود کے درمیان واقع ہیں) کے درمیان پہنچا جو ایک دوسرے کے مقابل تھے اور ان کے درمیان کھائی تھی، یہ دونوں پہاڑ یا جوج و ماجوج اور لوگوں کے درمیان رکاوٹ تھے وہاں انہوں نے ایسی سخت وحشی قوم پائی جو دنیا کے دیگر لوگوں سے دوری اور اپنی اجنبی زبان اور اذہان و قلوب میں ابہام ہونے کی وجہ سے کوئی بات سمجھنے سے قاصر تھی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذوالقرنین کو ایسے علمی اسباب مہیا کر رکھے تھے جن کی بنا پر وہ اس اجنبی قوم کی زبان سمجھ سکتا تھا ان سے بات چیت کر سکتا تھا اور وہ اس سے بات کر سکتے تھے، اس قوم نے ذوالقرنین کی قوت و طاقت، عقل و ہنر کو دیکھ کر درخو است کی، اے ذوالقرنین یا جوج و ماجوج دو مفسد قومیں ہیں جو اس ملک میں اکثر و بیشتر قتل و غارت اور لوٹ مار کے ذریعے زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (یا جوج و ماجوج سے مراد ایشیا کے شمال مشرقی علاقے کی وہ قومیں ہیں جو قدیم

(۱) تفسیر طبری ۱۸/۱۰۰، تفسیر ابن ابی حاتم ۲۳۸۶/۷

(۲) آل عمران ۵

زمانے سے متدن ممالک پر غارت گرنا نہ جملے کرتی رہی ہیں اور جن کے سبب وقتاً فوقتاً ٹھہر کر ایشیا اور یورپ دونوں طرف رخ کرتے رہے ہیں) تو کیا ہم تجھے اس کام کے لئے کچھ محصول یعنی خراج مہیا کر دیں کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط بند تعمیر کر دے (یعنی وہ خود دیوار بنانے کی قدرت نہیں رکھتے تھے) ذوالقرنین جو نہ تو لالچی تھا، نہ ہی اسے دنیا کی کوئی رغبت تھی اور نہ وہ رعایا کی اصلاح احوال کے لئے کوشش ترک کرنے والا تھا بلکہ اس کا مقصد تو محض اصلاح تھا اس نے بغیر کسی اجرت ان لوگوں کا مطالبہ مان لیا اور کہا مجھے تمہارے مال و دولت کی ضرورت نہیں، میرے رب نے مجھے جس بادشاہت و اقتدار سے سرفراز کر رکھا ہے وہ میرے لئے کافی ہے اور تمہارے مال سے بہتر ہے، سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے بھی ملکہ سبا کے ایلچی کو کئی بات فرمائی تھی۔

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَىٰ رَبِّيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَىٰكُمْ ۗ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدْيِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿۳۷﴾ ﴿۳۸﴾
ترجمہ: جب وہ (ملکہ کاسفیر) سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے ہاں پہنچا تو اس نے کہا کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ جو کچھ خدا نے مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو تمہیں دیا ہے تمہارا ہدیہ یہی کو مبارک رہے۔
دیوار کی تعمیر:

میں تمہارے اور یا جوج ماجوج کے درمیان ایک مضبوط موٹی دیوار تعمیر کر دیتا ہوں جسے عبور کر کے وہ تم پر حملہ آور نہیں ہو سکیں گے، تم بس افرادی قوت اور آلات تعمیر کے ذریعے سے میری مدد کرو، تم مجھے لوہے کے ٹکڑے لادو، چنانچہ جب یہ ٹکڑے مہیا ہو گئے تو ذوالقرنین نے لوہے کی ان چھوٹی چھوٹی چادروں سے دونوں پہاڑوں کے درمیان خلا کو جو پچاس میل لمبا تھا پاٹ دیا، دیوار کی بلندی دو سو نوے فٹ اور چوڑائی دس فٹ رکھی اور لوگوں سے کہا کہ اب بڑی دھونکنیاں استعمال کر کے تیز آگ دہکاؤ، ان لوگوں نے حکم کی تعمیل میں آگ دہکانی شروع کر دی تا وقتیکہ لوہے کی ان چادروں کو بالکل سرخ رنگارنگ کی طرح کر دیا تو حکم دیا اب میرے پاس پگھلا ہوا سیسہ یا تانبالاؤ تا کہ میں اسے گرم لوہے پر ڈال دوں چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی جس سے وہ پہاڑی درہ یا راستہ ایسا مضبوط ہو گیا کہ اسے عبور کر کے یا توڑ کر یا جوج ماجوج کا دھردوسری انسانی آبادیوں میں آنا ناممکن ہو گیا،

عَنْ زَيْنَبَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: اسْتَيْقِظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَوْمٍ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ وَهُوَ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيُلِّغُ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدْ أَقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَذَمٍ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذِهِ (وَخَلَقَ بِإِضْبَعِهِ الْإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيهَا) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْلَكَ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْحُبْتُ

ام المؤمنین زینب بنت جحش سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نیند سے بیدار ہوئے تو رخ انور سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، عربوں کے لیے خرابی ہے اس شرکی وجہ سے جو قریب آچکا ہے، آج دیوار یا جوج و ماجوج میں اتنا سوراخ کر دیا گیا ہے، یہ فرماتے ہوئے آپ نے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کا حلقہ بنایا، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں

گے جبکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، جب برائی کی کثرت ہو جائے گی۔^① جب ذوالقرنین اس جلیل القدر کام سے فارغ ہوا تو متکبر لوگوں کی طرح اس کی گردن اکڑ نہیں گئی بلکہ اس نے انکساری سے سر جھکا کر کہا یہ میرے رب کی رحمت اور فضل و احسان ہے کہ اس نے مجھے ایسا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اگرچہ دیوار بڑی مضبوط بنا دی گئی ہے جس کے اوپر چڑھ کر یا اس میں سوراخ کر کے یا جوج ماجوج کا دھڑا کرنا ممکن نہیں ہے لیکن جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا یعنی قرب قیامت آجائے گی اور یا جوج ماجوج کا ظہور ہوگا تو گو یہ مضبوط اور مستحکم دیوار ہے تاہم کچھ ایسی نہیں کہ قدرتی حملوں کو روک سکے، پس جب میرے پروردگار کا حکم آجائے گا تو وہ اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کے برابر کر دیں گے، اور میرے پروردگار کا حکم بیشک ہو کر رہے گا، جیسے فرمایا

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقِّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارِ الَّذِينَ كَفَرُوا ﴿۹۷﴾ يَوْمَئِذٍ قَدْ كُتِبَ فِي غَفْلَتِهِمْ هَذَا بَلِّ كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۹۸﴾^②

ترجمہ: یہاں تک کہ جب یا جوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور ہر بلندی سے وہ نکل پڑیں گے اور وعدہ برحق کے پورا ہونے کا وقت قریب آ لگے گا تو یہ ایک ان لوگوں کے دیدے پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا تھا کہیں گے ہائے ہماری کم بختی! ہم اس چیز کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم خطا کار تھے۔

عَنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السِّدِّ قَالَ: يَخْفِزُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ، حَتَّىٰ إِذَا كَادُوا يَخْرِقُونَهُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمُ: ارْجِعُوا فَسْتَخْرِقُونَهُ غَدًا، فَيُعِيدُهُ اللَّهُ كَأَشَدِّ مَا كَانَ، حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَدَّتْهُمْ وَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ. قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمُ: ارْجِعُوا فَسْتَخْرِقُونَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَاسْتَنْتَى، قَالَ: فَيَرْجِعُونَ فَيَجِدُونَهُ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ فَيَخْرِقُونَهُ، فَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ، فَيَعْمُونَ الْأَرْضَ فَيَسْتَقْفُونَ الْمِيَاءَ، حَتَّىٰ مَا يَذْرُونَ فِيهِ شَيْئًا، وَيَنْحَارُ مِنْهُمْ الْمُسَاهُونَ، حَتَّىٰ تَصِيرَ بَقِيَّةُ الْمُسْلِمِينَ فِي مَدَائِنِهِمْ وَحُصُونِهِمْ، وَيَضْمُونَ إِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ، وَيَظْهَرُونَ عَلَى الْأَرْضِ فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ: هَؤُلَاءِ أَهْلُ الْأَرْضِ، قَدْ فَرَعْنَا مِنْهُمْ، وَلِنُنَازِلَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ، حَتَّىٰ إِنْ أَحَدَهُمْ لَيَهْرُ حَزْبَتُهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ مَحْضَبَةً بِالْدَمِّ، فَيَقُولُونَ: قَدْ قَتَلْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ، فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نَعْفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَبْلُكُونَ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَوْمَئِذٍ يَخْرِقُونَ السِّدَّ حَتَّىٰ يَخْرُجُوا عَلَى النَّاسِ فَيَخْرِقُونَ الْأَرْضَ فَيَسْتَقْفُونَ الْمِيَاءَ حَتَّىٰ مَا يَذْرُونَ فِيهِ شَيْئًا، وَيَنْحَارُ مِنْهُمْ الْمُسَاهُونَ، حَتَّىٰ تَصِيرَ بَقِيَّةُ الْمُسْلِمِينَ فِي مَدَائِنِهِمْ وَحُصُونِهِمْ، وَيَضْمُونَ إِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ، وَيَظْهَرُونَ عَلَى الْأَرْضِ فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ: هَؤُلَاءِ أَهْلُ الْأَرْضِ، قَدْ فَرَعْنَا مِنْهُمْ، وَلِنُنَازِلَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ، حَتَّىٰ إِنْ أَحَدَهُمْ لَيَهْرُ حَزْبَتُهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ مَحْضَبَةً بِالْدَمِّ، فَيَقُولُونَ: قَدْ قَتَلْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ، فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نَعْفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَبْلُكُونَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یا جوج ماجوج ہر روز اس دیوار کو کھودتے ہیں اور قریب ہوتا ہے کہ سورج کی شعاعیں ان کو نظر آجائیں کہ دن گزر جاتا ہے ان کا جو حکم ہوتا ہے وہ کہتا ہے چلو اس دیوار کو کل گرا دیں گے لیکن جب وہ دوسرے دن کام پر آتے ہیں

① مسند احمد ۴/۲۱۳، صحیح بخاری کتاب الأحادیث الأنبياء باب قصة يأجوج ومأجوج، ومأجوج ۳۳۲۶، صحیح مسلم کتاب الفتن وأشراف الساعة باب اقترب الفتن وفتح ردم يأجوج ومأجوج ۴۳۵، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب ما يكون من الفتن ۳۹۵۳، جامع ترمذی أبواب الفتن باب ما جاء في خروج يأجوج ومأجوج ۲۱۸، تفسیر طبری ۱۷/۴۰۵، الدر المنثور ۵/۴۵۸

تو دیوار کو پہلے دن سے زیادہ مضبوط پاتے ہیں، لیکن قیامت کے قریب جب اللہ کی مشیت ان کے خروج کی ہوگی تو پھر وہ کہیں گے کل ان شاء اللہ اس کو کھودیں گے، پس ان شاء اللہ کہنے کی برکت سے دوسرے دن جب وہ کام پر آئیں گے تو دیوار کو ایسے پائیں گے جیسے چھوڑ کر گئے تھے تو اسے فوراً گرا دیں گے اور اس سے نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے، یہ مفسدین ساری زمین پر پھیل جائیں گے (ہر بلندی اور پستی پر متصرف اور قابض ہو جائیں گے) اور تمام دریاؤں کا پانی پی جائیں گے یہاں تک کہ ایک قطرہ پانی کانہ رہے گا جو مسلمان باقی ہوں گے وہ تنگ آ کر قلعوں میں پناہ گزین ہو جائیں گے اور اپنے چرنے والے جانور بھی ساتھ لے جائیں گے، وہ زمین پر غالب ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہے گا ب زمین والوں سے تو ہم فارغ ہوئے (ہمارا کوئی مد مقابل نہ رہا) اب ہم آسمان والوں سے لڑیں گے آخر ان میں سے ایک اپنا تیر آسمانوں کی طرف تیر پھینکے گا جو خون آلود ہو کر لوٹے گا یہ دیکھ کر وہ کہیں گے ہم نے آسمان والوں کو بھی مار ڈالا، اب لا احر اللہ تعالیٰ ان کی گدیوں پر ایسا کیڑا بید افرادے گا جس سے ان کی ہلاکت واقع ہو جائے گی۔^①

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: يَا آدَمُ، فَيَقُولُ: لَبَيْتِكَ وَسَعْدَتِكَ، وَالْحَيْزُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: أَخْرَجَ بَعَثَ النَّارَ، قَالَ: وَمَا بَعَثَ النَّارَ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ، فَعِنْدَهُ يَنْسِيبُ الصَّغِيرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّا ذَلِكَ الْوَاحِدُ؟ قَالَ: أَبْشِرُوا، فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا. ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي أَرَجُو أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ” فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: أَرَجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: أَرَجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السُّودَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضٍ، أَوْ كَشَعْرَةِ بَيْضَاءٍ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدٍ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا آدم! آدم علیہ السلام عرض کریں گے میں اطاعت کے لیے حاضر ہوں، مستعد ہوں ساری بھلائیاں صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا جہنم میں جانے والوں کو (لوگوں میں سے الگ) نکال لو آدم علیہ السلام عرض کریں گے اے اللہ! جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے ” اس وقت (کی ہولناکی اور وحشت سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی، اس وقت تم (خوف و دہشت سے) لوگوں کو مد ہوشی کے عالم میں دیکھو گے حالانکہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہوگا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ ایک شخص ہم میں سے کون ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ کہ ایک آدمی تم میں سے ہو گا اور ایک ہزار دروزخی یا جوج ماجوج کی قوم سے ہوں گے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام جنت والوں کے ایک چوتھائی ہو گے ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں کے ایک تہائی ہو گے، ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں کے نصف کے

سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال، وخروج عیسیٰ ابن مریم، وخروج یاجوج، وماجوج ۴۰۷۹، جامع ترمذی

کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الکہف ۳۱۵۳، مستدرک حاکم ۸۵۰

برابر ہو گے، ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا (محشر میں) تم لوگ تمام انسانوں کے مقابلے میں اتنے ہو گے جتنے کسی سفید بیل کے جسم پر ایک سیاہ بال یا جتنے کسی سیاہ بیل کے جسم میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔^(۱)

اس حدیث سے امت محمدیہ کا بکثرت جنتی ہونا ثابت ہو ا مگر جو لوگ کلمہ اسلام پڑھنے کے باوجود قبروں کی پوجا پاٹ میں مشغول ہیں وہ کبھی جنت میں نہیں جائیں گے اس لیے کہ وہ مشرک ہیں اور مشرکوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کو قطعاً حرام قرار دیا ہے جیسے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ... (۷۸) ﴿۲﴾

ترجمہ: اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اس واقعہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہی سبق دیا کہ اللہ کی یہ سنت ہے کہ وہ ہر دور میں مجبور و بے بس لاپچار انسانوں کو ظالم و جابر لوگوں سے بچانے کے لئے انسانوں کو کھڑا کرتا رہتا ہے، اور وہ ان لوگوں کے خلاف تمہاری مدد بھی کرے گا۔

و تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَ نُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَعَلْنَاهُمْ

اس دن ہم انہیں آپس میں ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور صور پھونک دیا جائے گا پس سب کو اکٹھا

جَمَعًا ﴿۳۹﴾ وَ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿۴۰﴾ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ

کر کے ہم جمع کر لیں گے، اس دن ہم جہنم (بھی) کافروں کے سامنے لاکھڑا کر دیں گے جن کی آنکھیں میری یاد سے

فِي غُطَاةٍ عَنْ ذِكْرِي وَ كَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿۴۱﴾ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا

پر دے میں تھیں اور (مرحق) سن بھی نہیں سکتے تھے، کیا کافر یہ خیال کئے بیٹھے ہیں؟ کہ میرے سوا وہ میرے بندوں کو

عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۗ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿۴۲﴾ (الکہف ۱۰۳-۹۹)

اپنا حمایتی بنالیں گے؟ (سنو) ہم نے تو ان کفار کی مہمانی کے لیے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔

اور جب وقت مقررہ پر صور پھونکا جائے گا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصُّورُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔^(۲)

صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بابُ قِصَّةِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ ۳۳۲۸، صحیح مسلم کتاب الایمان بابُ قَوْلِهِ يَقُولُ اللَّهُ لِأَدَمَ

أَخْرِجْ بَعَثَ النَّارِ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعِمِائَةٍ وَتِسْعِينَ ۵۳۲

النساء ۴۸ ﴿۱﴾

سنن ابوداؤد کتاب السنن بابُ فِي ذِكْرِ الْبُعْثِ وَالصُّورِ ۴۷۳۲، جامع ترمذی أبوابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْوَقَائِقِ وَالْوَزَعِ بابُ مَا جَاءَ

فِي شَأْنِ الصُّورِ ۲۲۳۰، مسند احمد ۶۵۰

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ مَرْفُوعًا: كَيْفَ أَنْعَمَ، وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ التَّقَمَ الْقَرْنَ، وَحَتَّى جَبَهَتَهُ وَاسْتَمَعَ مَتَى يُؤْمَرُ قَالُوا: كَيْفَ نَقُولُ؟ قَالَ: قُولُوا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسعید سے مرفوع روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیسے خوش رہوں جبکہ سینگ والے فرشتے نے سینگ کو منہ سے تھام لیا ہے اور اپنی پیشانی کو جھکا دیا ہے اور سننے کے لیے تیار ہے کہ اسے کب پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے، صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (اس حالت میں) آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ کہو ”ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا۔“^(۱)

اس روز ہم سب اگلے پچھلے انسانوں کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے حساب کے لیے ایک ساتھ میدانِ محشر میں جمع کریں گے، جیسے فرمایا

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٣٩﴾ لَمَجْمُوعُونَ ﴿٤٠﴾ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٤١﴾^(۲)

ترجمہ: اے نبی! ان سے کہو یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

اور سب انسان ایک دوسرے سے غلط ملط ہو جائیں گے، وہ دن ہو گا جب ہم دردناک عذابوں سے بھری جہنم کو میدانِ محشر میں کافروں کے سامنے لائیں گے تاکہ اس کے عذاب اور سزاؤں کو دیکھ لیں، جیسے فرمایا

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِيْنَ ﴿٤١﴾^(۳)

ترجمہ: اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ يَحْزُرُونَهَا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کو قیامت کے دن ستر ہزار لگاموں میں کس کر (میدانِ محشر میں) لایا جائے گا اور ہر ایک لگام کو ستر ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوں گے۔^(۴)

ان کافروں کے سامنے جو دنیا میں ذکرِ حکیم اور قرآنِ کریم سے روگردانی کیا کرتے تھے اور حق بات سننے کے لیے تیار ہی نہ تھے بلکہ اہل حق کو گمراہ کہتے، ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کرتے تھے۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِيْ أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِيْ آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّا نَحْمِلُونَ ﴿٤٢﴾^(۵)

(۱) مسند احمد ۳۰۰۸، جامع ترمذی أبواب تفسیر القرآن باب ومن سورة الزمر ۳۲۳، ۲۳۳۱، صحیح ابن حبان ۸۳۳، مستدرک حاکم ۸۶۷۸

(۲) الواقعة ۵۰، ۴۹

(۳) الشعراء ۹۱

(۴) صحیح مسلم کتاب الجنة باب في شدة حر نار جهنم وبعدها قعرها وما تأخذ من المعدبين ۱۶۳، جامع ترمذی ابواب الجهنم باب ما جاء في صفة النار ۲۵۷۳، مستدرک حاکم ۸۷۵۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۲۱۷

(۵) حم السجدة ۵

ترجمہ: کہتے ہیں جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے لیے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں، ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک حجاب حائل ہو گیا ہے تو اپنا کام کر، ہم اپنا کام کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے استفہام اور انکار کے پیرائے میں، جس سے مشرکین کے عقیدے کا عقلی طور پر بطلان ظاہر ہوتا ہے فرمایا تو کیا یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے یہ خیال رکھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں؟ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا اور کوئی ولی اللہ، اللہ تعالیٰ کے کسی دشمن کو اپنا دوست نہیں بنا سکتا، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ يَخْتَرُهُمْ بَعْثًا أَمْ يَقُولُ لِلْمَلِكَةِ أَهْوَلَاءُ أَيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٥٠﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيِّنَا مِنْ دُونِهِمْ --- ﴿٥١﴾ ﴿٥٢﴾

ترجمہ: اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات، ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ ان لوگوں سے۔

ایسے کافروں کے لیے ہم نے جہنم کا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، جس میں جانے کو وہ بندے نہیں روک سکیں گے جن کی یہ عبادت کرتے ہیں اور ان کو اپنا سمجھتے ہیں بلکہ ان کے مخالف بن جائیں گے، جیسے فرمایا

كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٥٣﴾ ﴿٥٤﴾

ترجمہ: بہرگز نہیں، وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور اٹلے ان کے مخالف بن جائیں گے۔ جہنم میں انکی کھولتے ہوئے پانی اور تصور سے ضیافت کی جائے گی، پس کیا بدترین قیام گاہ ان کا مسکن ہے اور کیا بدترین جہنم ان کی مہمانی ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ

کہہ دیجئے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتا دوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں کہ جن کی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿٥٦﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ

دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں

كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کی ملاقات سے کفر کیا اس لیے ان کے اعمال غارت ہو گئے پس قیامت

وَزَنَّا ﴿٥٧﴾ ذَلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمَ بِمَا كَفَرُوا وَ اتَّخَذُوا آيَتِي

کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے، حال یہ ہے کہ ان کا بدلہ جہنم ہے کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں

وَرَسُولِي هُذُوًّا ۝ (الکہف ۱۰۶ تا ۱۰۳)

اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔

قیامت کا منظر:

اے محمد ﷺ! یہ لوگ جو آج چند نکلوں اور معمولی سی حیثیت پر اچھل رہے ہیں، دعوت حق کو قبول کرنے کے بجائے اس کا راستہ روکنے کی ہر ممکن جدوجہد کر رہے ہیں، ہر سو پھیلے ہوئے اللہ کی توحید کے دلائل کا انکار کرتے ہیں، اللہ کے مبعوث کیے ہوئے رسولوں کا مقابلہ کرتے اور ان کی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہیں، انہیں جانوروں کی طرح اچھلنے کودنے دیں، جس طرح جانور کو علم نہیں ہوتا کہ چند لمحوں بعد اس کے گلے پر چھری آنے والی ہے اور وہ اپنی جگہ پر اچھل رہا ہوتا ہے یہ بھی اسی کی طرح اچھل کود کر رہے ہیں، ان کو بھی علم نہیں کہ عنقریب ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جانے والا ہے، ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آخرت میں ناکام و نامراد لوگ کون ہوں گے، کن کی تجارت میں خسارہ ہے اور اس دنیا کی منڈی میں اپنا مال و اسباب ضائع کر کے خالی ہاتھ کون جائیں گے، سنو یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے سامنے اللہ کی الوہیت و ربوبیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے تمام تر دلائل و براہین تھے لیکن انہوں نے فخر و غرور، ہٹ دھرمی اور باطل معبودوں کی محبت میں انہیں تسلیم نہ کیا ہوگا، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اس فانی دنیا کو ہی اصل زندگی سمجھ کر آخرت کے قول و فعل سے انکار کیا ہوگا، یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی ساری سعی اور جدوجہد دنیا کی زندگی ہی میں گم ہو کر رہ گئی ہوگی، یعنی انہوں نے جو بھی اعمال کیے ہوں گے اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور آخرت سے بے فکر ہو کر صرف دنیاوی مفاد حاصل کرنے کے لئے کیے ہوں گے اور سمجھتے ہوں گے کہ ہم بہت نیکیاں کر رہے ہیں حالانکہ ان کی نیکیوں کا پلڑا خالی ہوگا، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی آخری زندگی کے حقیقی وابدی گھر کو بھول کر دنیا کی کامیابیوں اور خوشحالیوں ہی کو اپنی منزل و مقصود بنایا ہوگا اور انہیں حاصل کرنے کے لئے ہر جائز و ناجائز ذرائع استعمال کیے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی مقدس ہستی اور اس کی قدرتوں کے اگر کچھ قائل ہوئے بھی ہوں گے تو اس بات کی کبھی فکر نہ کی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارا خالق و پروردگار ہے کی رضا و خوشنودی کیسے حاصل کی جاسکتی ہے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو محض دھوکا دینے کے لئے اپنی زبان سے تو اقرار کریں گے کہ ہمیں اللہ کی بارگاہ میں جا کر اپنے اعمال کا حساب بھی دینا ہے مگر ان کے اعمال، کرتوت ان کی زبان کی نفی کریں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو خود کو محض ایک خود مختار و غیر ذمہ دار حیوان عاقل سمجھتے رہے ہوں گے جس کے لئے دنیا کی اس چراگاہ سے تمتع کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے، ایسے لوگوں نے دنیاوی زندگی میں اپنی رہائش کے لئے آرام دہ، پرسکون بڑے بڑے محل نمائنگے تیار کیے ہوں گے، غریبوں کا خون چوس کر اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے بڑے بڑے کارخانے اور فیکٹریاں لگائی ہوں گی، جیسے انہوں نے اس دنیا میں ہمیشہ ہی رہنا ہے مگر ایک وقت مقررہ پر موت وارد ہو جائے گی اور ان کے مرنے کے ساتھ ہی دنیا کی یہ سب نعمتیں ختم ہو جائیں گے، ان میں سے کوئی مادی چیز لے کر وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوں گے، اللہ کے ہاں باقی رہنے والی چیز صرف مقاصد عمل اور نتائج عمل ہیں، اب اگر کسی شخص کے سارے مقاصد دنیا کی زندگی تک محدود تھے اور اس کے نتائج بھی اس کو دنیا میں مطلوب تھے اور دنیا میں وہ اپنے نتائج عمل دیکھ بھی چکا تو اس کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اس کا سب کیا کر ایفا ہو گیا، اور وہ لوگ بھی خسارے میں رہیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر بعض انبیائے

کرام، بزرگوں اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں اور دین میں اپنی طرف سے نئی نئی باتیں داخل کرتے ہیں،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ اخْتَجَزَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبٍ بِدْعَةٍ
أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مَرُوعِي هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى مَا يَأْتِيهِ مِنَ التَّوْبَةِ فِي هَرَبِ عَتِيٍّ مِنْ تَوْبَةٍ كَوْرُوكٍ لِيَا هُوَ ①

اور گمان کرتے ہیں کہ وہ بہت نیکیاں کر رہے ہیں، جو اللہ کے ہاں مقبول اور پسندیدہ ہیں، حالانکہ اللہ ایسے لوگوں کے خود ساختہ اعمال کو وزن ہی نہیں دے گا اور پھر انہیں جہنم رسید کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَجُو كَاتِيَةٌ مَبِيدٍ خَاشِعَةً ① عَامِلَةٌ تَأْصِبَتْهُ ② تَصَلِي نَا رَا حَامِيَةً ③ ④

قیامت کے دن کچھ چہرے ذلیل و خوار ہوں گے جو دنیا میں بہت محنت کرنے والے بلکہ اعمال سے تھکے ہوئے تھے اور سخت تکلیفیں اٹھائے ہوتے تھے، آج وہ باوجود ریاضت و عبادت کے جہنم واصل ہوں گے اور بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیے جائیں گے۔

وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ⑤ ⑥

ترجمہ: اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑادیں گے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرِّ ابْقِيَعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمَانُ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَقَّعَهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ⑦ ⑧

ترجمہ: جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشت بے آب میں سراب کہ بیاساس کو پانی سمجھے ہوئے تھا مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا بلکہ وہاں اس نے اللہ کو موجود پایا جس نے اس کا پورا پورا حساب چکا دیا اور اللہ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔

روز محشر میں اگر کوئی شخص کچھ پیش کر کے کوئی وزن پاسکتا ہے، کوئی صلہ پاسکتے ہیں تو ان کے پاس کوئی ایسا عمل ہونا چاہے جو اس نے اللہ کے احکام اور رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرتے ہوئے خالص اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے کیا ہو، اور ان اعمال کا مقصود دکھلاوا، نمائش یا بڑائی نہ ہو بلکہ صرف اخروی زندگی کی کامیابی ہو، اگر ایسے کوئی اعمال اس نے سرانجام نہیں دیئے تو اس کی دنیوی زندگی کی ساری بھاگ دوڑ اکارت گئی اور وہاں وہ خالی ہاتھ ہی کھڑا ہو گا اور ان کی سزا جہنم کا ہولناک عذاب ہی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلَ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَرِيَنَّ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَقَالَ: أَقْرَأُ، {فَلَا نُقِيمُهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَثًا} ⑨ ⑩

ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا روز قیامت ایک موٹا تازہ بڑا بھاری بھر کم آدمی آئے گا لیکن اللہ کے نزدیک اس

① المجالسة وجواهر العلم ۲۸۱۶، سلسلة الأحاديث الصحيحة ۱۲۶۰

② الغاشية ۳۳ تا ۳۴

③ الفرقان ۲۳

④ النور ۳۹

⑤ الكهف: ۱۰۵

کا وزن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہو گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس آیت کی تلاوت کر لو ”قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔“^(۱)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۖ خَالِدِينَ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے یقیناً ان کے لیے فردوس کے باغات کی مہمانی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں

فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۖ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ

گے جس جگہ کو بدلنے کا کبھی بھی ان کا ارادہ ہی نہ ہو گا، کہہ دیجئے کہ اگر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لیے سمندر سیاہی

مَدَادًا لِّلْكَلْبِ رِيٍّ لِّتَفِدَّ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَقَ كَلِمَتُ رَبِّيَّ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۖ

بن جائے تو وہ بھی میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا گو ہم اسی جیسا اور بھی اس کی مدد میں لے آئیں،

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَّمَا إِلَهُ الْوَاحِدُ

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَ لَا يُشْرِكْ

ہے تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۖ (الکہف ۱۰۷ تا ۱۱۰)

میں کسی کو شریک نہ کرے۔

البتہ وہ لوگ جو اللہ وحدہ لا شریک اور اس کے رسول سید المرسلین محمد ﷺ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسول کی اطاعت میں نیک عمل کیے، ان کی میزبانی کے لیے اعلیٰ ترین جنت، جنت الفردوس کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور اس کی لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں سے اکتا کر کسی اور جگہ منتقل ہونے کی تمنا نہیں کریں گے، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ، هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا تُنَبِّئُ النَّاسَ بِذَلِكَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ، كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُّوهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ، وَأَعْلَى الْجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ

صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ الکہف بابُ أَوْلِيكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۲۷۹، صحیح مسلم

کتاب صفات المنافقین کتاب صفة القيامة والجنة والنار ۷۰۳۵

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ وحدہ لا شریک پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا خواہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرے یا جس سرزمین میں پیدا ہوا ہو وہیں جمار ہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگوں میں اس بات کی بشارت نہ سنا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں، وہ اللہ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کیلئے مقرر کئے ہیں دونوں درجوں کے درمیان اتنا فصل ہے جیسے آسمان وزمین کے درمیان، پس جب تم اللہ سے دعا مانگو تو اس سے فردوس طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا افضل اور اعلیٰ حصہ ہے، مجھے خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ اس کے اوپر صرف رحمن کا عرش ہے اور یہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوئی ہیں۔^{۱۷}

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی عظمت اور اس کی لامحدود صفات کو سمجھانے کے لیے دنیا میں اعلان کر دیجئے کہ اگر روئے زمین کے سمندر سیاہی بن جائیں اور سارے درخت قلم بن جائیں، اور پھر اللہ کے کلمات، کمالات، اس کے عجائب قدرت اور اس کی حکمتیں لکھنی شروع کر دی جائیں تو سیاہی ختم ہو جائے گی اور تمام قلم گھس جائیں گے مگر میرے رب کے کلمات، کمالات، اس کے عجائب قدرت اور اس کی حکمتیں ضبط تحریر میں نہیں آسکیں گی گو ان کی مثل اور سمندر اور قلم ہی ہوں، جیسے فرمایا

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامًا وَالْبَحْرُ بَمُدَّةٍ وَمِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۵﴾^{۱۸}

ترجمہ: زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں (لکھنے سے) ختم نہ ہوں گی، بے شک اللہ بزدست اور حکیم ہے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہو کہ میں اپنی خلقت اور جسمانی ہیئت و تخلیق کے اعتبار سے تم ہی جیسا ایک انسان ہوں، یعنی میں معبود نہیں، اقتدار الہی میں میرا کوئی حصہ ہے نہ میرے پاس کوئی علم غیب ہے اور نہ میرے قبضہ میں اللہ کے خزانے ہیں البتہ مجھے یہ امتیاز حاصل ہے کہ مالک ارض و سوات میری طرف وحی فرماتا ہے کہ تمہارا اللہ بس ایک ہی اللہ ہے، اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں، جیسے فرمایا

قُلْ إِنَّمَا يُؤْتِي الْحِكْمَ اللَّهُ وَاجِدْ... ﴿۲۸﴾^{۱۹}

ترجمہ: ان سے کہو میرے پاس جو وحی آتی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا اللہ صرف ایک اللہ ہے؟

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُؤْتِي الْحِكْمَ اللَّهُ وَاجِدْ... ﴿۲۹﴾^{۲۰}

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا اللہ تو بس ایک ہی اللہ ہے۔

۱۷ صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۱۰۸ وَكَانَ عَزُوشُهُ عَلَى الْمَاءِ ۴۲۳، وكتاب الجهاد باب ۱۰۸ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يُقَالُ:

هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي ۲۷۹۰

۱۸ لقمان ۲۷

۱۹ الانبياء ۱۰۸

۲۰ حم السجدة ۶

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَيْتُ إِلَّا مَا يُؤْتَىٰ
إِلَىٰ... ۵۰ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔
اس عظیم الشان کائنات پر اسی کی حکومت اور اسی کا امر ہے،
... آيَاتُ الْخَلْقِ وَالْآخِرُ ﴿۵۱﴾

ترجمہ: خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔
تمام قدرتوں، قوتوں اور اختیارات کا وہ تنہا مالک ہے، اس نے اپنی کوئی قدرت، اپنا کوئی اختیار کسی مخلوق کو ودیعت نہیں فرمایا، دنیا کی چھوٹی بڑی تمام مخلوقات چاہے انبیاء ہوں یا بزرگ ہستیاں، جن ہوں یا فرشتے سب کے سب اسی کے در کی فقیر ہے، پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا یقین رکھتا ہو اسے چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے، اس لیے کہ بدعت اور شرک دونوں ہی حبط اعمال کا سبب ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشْرَكَهُ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شرکاء سے بڑھ کر شرک سے مستغنی ہوں جو شخص اپنے عمل میں میرے ساتھ غیر کو شریک کرے تو میں اسے اس کے شرک کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں۔ ﴿۵۱﴾

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاكُرُ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ؟ قَالَ: قُلْنَا: بَلَى، فَقَالَ: الشِّرْكَ الحَفِيفُ، أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّيَ، فَيَزِينُ صَلَاتَهُ، لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف گئے اور ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا مجھے تم پر مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں نہیں (ضرورت لائیے) آپ ﷺ نے فرمایا شرک خفی کہ کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو اور وہ اپنی نماز کو محض اس لیے سنوار کر پڑھے کہ کوئی شخص اسے دیکھ رہا ہے۔ ﴿۵۲﴾

﴿۱﴾ الانعام ۵۰

﴿۲﴾ الاعراف ۵۲

﴿۳﴾ صحیح مسلم کتاب الزُّهُدِ وَالرِّقَاقِ بَابُ مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلِهِ غَيْرَ اللَّهِ ۷۷۷

﴿۴﴾ سنن ابن ماجہ کتاب الزُّهُدِ بَابُ الزِّيَادَةِ وَالسُّمْعَةِ ۲۲۰۴

یعنی جو عبادت اور عمل دکھانے اور شہرت کے واسطے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں بلکہ مردود ہے اللہ تعالیٰ اسی عبادت اور عمل کو قبول کرتا ہے جو اللہ ہی کے واسطے خالص ہو،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكَ الْأَصْغَرَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الشِّرْكَ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: الزِّيَاءُ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: يَوْمَ تَجَازَى الْعِبَادُ بِأَعْمَالِهِمْ أَذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ بِأَعْمَالِكُمْ فِي الدُّنْيَا، فَانظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جِزَاءً

محمود بن لبید سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کے بارے میں ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! شرک اصغر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ریا کاری، قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا تو (ریا کاری کرنے والوں سے) فرمائے گا تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جن کو دنیا میں دکھانے کے لیے تم عمل کرتے تھے، بھلا دیکھو تو سہی! کیا تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟ ﴿۱﴾

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا جَمَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأَوَّلِينَ، وَالْآخِرِينَ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ، نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا، فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ اللَّهَ أَعْنَى الشِّرْكَاءِ عَنِ الشِّرْكَ

ابو سعید بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان فرماتے ہوئے سنا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے اس دن جس کے بارے میں کوئی شک نہیں لگے پچھلے تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا تو ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرتے ہوئے اس میں کسی کو شریک بنا لیا تو وہ غیر اللہ سے اپنا ثواب طلب کرے، بے شک اللہ تعالیٰ شرک سے تمام شرکاء کی نسبت سب سے زیادہ بے نیاز ہے۔ ﴿۲﴾

مضامین سورہ الزمر:

اس سورہ کا اصل موضوع اور محور عقیدہ توحید ہے کیونکہ اللہ کی واحدانیت کا اعتقاد ہی اصل ایمان ہے، اس اصل اصول کو بار بار مختلف انداز سے پیش کرتے ہوئے پر زور طور پر توحید کی حقانیت اور اس پر ایمان لانے کے بہترین نتائج اور شرک کی غلطی اور حق و سچ سامنے آنے کے باوجود اس پر قائم رہنے کے برے نتائج کو واضح کیا گیا ہے، اور لوگوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ طاعت کی بندگی سے باز آجائیں اور اپنے معبود حقیقی اللہ رب العالمین کی طرف پلٹ آئیں، اسی میں ان کی اخروی فلاح و نجات ہے صدیوں پہلے ایک طبی حقیقت کا اعلان فرمایا کہ اللہ وحدہ لا شریک انسان کو شکم مادر کی تین تاریکیوں میں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے، وہی خالق تمہارا معبود حقیقی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار و مشرکین کے سامنے بر ملا اعلان کر دیں کہ وہ اس پاکیزہ دعوت کو روکنے کے لیے

﴿۱﴾ مسند احمد ۶/۲۳۶

﴿۲﴾ مسند احمد ۸/۱۵۸۳، جامع ترمذی أبواب تفسیر القرآن باب وَمَنْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ ۳۱۵۳، سنن ابن ماجہ کتاب التَّهْدِي بَابُ

الزِّيَاءِ وَالسُّمْعَةَ ۲۲۰۳

جو حربے چاہیں استعمال کر لیں مگر میں اپنے رب کے بھروسے پر تبلیغ دین کا کام جاری رکھوں گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِیْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝ (الزمر ۱)

اس کتاب کا اتنا نالہ اللہ تعالیٰ غالب باحکمت کی طرف سے ہے۔

ہر طرح کے دلائل کے باوجود مشرکین مکہ قرآن مجید کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے منزل نہیں ہے بلکہ محمد ﷺ نے اسے خود سے گھڑ لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے خیالات کی تردید فرمائی اور فرمایا تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ اسرا سر و حکمت سے بھرا یہ قرآن محمد ﷺ نے اپنی طرف سے یا کسی کے اشارے پر خود سے بنا لیا ہے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ جو الْعَزِیْزُ (یعنی ایسا زبردست ہے جس کے ارادوں اور فیصلوں کو نافذ ہونے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی) اور الْحَكِیْمُ (یعنی وہ اپنے اقوال و افعال اور شرع و قدر میں حکمت والا ہے) نے نازل فرمایا ہے، جیسے فرمایا

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۝ ﴿۱۶۵﴾

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے، اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (ﷺ) اللہ کی طرف سے اس کی خلق کو) متنبہ کرنے والے ہیں، صاف صاف عربی زبان میں۔

... وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۝ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿۱۶۶﴾

ترجمہ: مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک زبردست کتاب ہے، باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم و حمید کی نازل کردہ چیز ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے کامل ہے اور اس کی مثل و نظیر نہیں، جیسے فرمایا

... لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۝ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۱۶۷﴾

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اسی طرح اس کا کلام بھی ہر لحاظ سے کامل اور بے نظیر ہے اور اپنی دعوت سمیت تمام کتابوں میں سب سے زیادہ شرف کی حامل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس لئے نازل فرمائی ہے کہ مخلوق کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لائے، جیسے فرمایا

۱ الشُعْرَاءُ ۱۹۲ تا ۱۹۵

۲ حم السجدة ۴، ۳۱

۳ الشوریٰ

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۶۶﴾

ترجمہ: جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔

يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۶۷﴾

ترجمہ: جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۶۸﴾

ترجمہ: اہل، ر، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ ان کے رب کی توفیق سے، اس اللہ کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ... ﴿۱۶۹﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مَبِينَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ... ﴿۱۷۰﴾

ترجمہ: ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات سناتا ہے تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا

یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں اسی کے لیے دین

لَهُ الدِّينَ ۗ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۗ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ

کو خالص کرتے ہوئے، خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں

﴿ البقرة ۲۵۷ ﴾

﴿ المائدة ۱۶ ﴾

﴿ ابراهيم ۳ ﴾

﴿ الحديد ۹ ﴾

﴿ الطلاق ۱۱ ﴾

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

(اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں

فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا،

مَنْ هُوَ كَذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۲۳﴾ (الزمر ۲۳)

جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔

درمیانی واسطوں کی تلاش، بنیاد شرک ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو دنیا میں سب سے زیادہ شرف کی حامل ہستی یعنی محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا ہے، اس لئے یہ نعمت بہت عظیم اور جلیل القدر ہے، اس میں توحید و رسالت، معاد اور مختلف احکام و فرائض کا جو اثبات کیا گیا ہے وہ سب حق اور سچائی ہے، اور انہی پر ایمان لانے اور انہی پر عمل کرنے میں انسان کی آخری نجات ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کے شک و شبہ سے پاک اور اخلاص نیت کے ساتھ ان احکامات کے مطابق بے چوں و چرا اطاعت، برضا و رغبت پیروی اور اس کے امر و نہی کی دل و جان سے فرمانبرداری کیے جاوے،

عَلَّمَهُ بَنُ وَقَاصِ اللَّيْنِيِّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمُنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهَا

علقمہ بن وقاص لئینی، یہ کہتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عملوں کا دار و مدار نیتوں پر ہے، انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی ہو، سو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی، تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو وہ اسے پائے گا یا کسی عورت کے لئے ہو کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف شمار ہوگی جس کے لئے ہجرت کی ہو۔ ﴿۱﴾

یعنی جو عمل خیر اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے گا (بشرطیکہ وہ سنت کے مطابق ہو) وہ مقبول اور جس عمل میں کسی اور جذبے کی آمیزش ہوگی وہ نامقبول ہوگا، بندگی و اطاعت کا مستحق صرف اللہ وحدہ لا شریک ہے کوئی اور نہیں کہ اللہ کے ساتھ اس کی بھی پرستش اور اس کے احکام و قوانین کی بھی اطاعت کی جائے، اگر کوئی شخص اللہ کی بندگی کے ساتھ بندگی غیر کی آمیزش کرتا ہے، مشکلات اور پریشانیوں

صحیح بخاری کتاب الوحي كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب

النِّيَّةِ ۲۲۷، سنن ابوداود كتاب الطلاق باب فيما عُني به الطلاق والنِّيَّاتِ ۲۴۰، معجم ابن عساکر ۷۰۰، السنن الكبرى للبيهقي

۱۸۱، شرح السنة للبعوى ۲۰۶

میں ان کو مدد کے لیے پکارتا ہے اور انہیں اپنا ولی و مددگار بناتا ہے تو وہ سراسر حق کے خلاف ورزی کرتا ہے،

عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نُعْطِي أَمْوَالَنَا التَّمَّاسَ الذِّكْرَ فَهَلْ لَنَا فِي ذَلِكَ مِنْ أَجْرٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا نُعْطِي التَّمَّاسَ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ فَهَلْ لَنَا أَجْرٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ إِلَّا مَا أُخْلِصَ لَهُ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ آيَةَ الْأَلِلَّةِ الدِّينِ الْخَالِصِ

یزید الرقاشی سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہم اپنا مال لوگوں کو اس لئے دیتے ہیں کہ ہمارا نام بلند ہو کیا اس پر اللہ ہمیں کوئی اجر و ثواب دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں، اس شخص نے پھر پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر مال کے خرچ کرنے میں اللہ کے اجر و ثواب اور دنیا کی ناموری دونوں کی نیت ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتا جب تک وہ خالص اسی کے لئے نہ ہو اس کے بعد آپ ﷺ نے یہی آیت ”اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔“ تلاوت فرمائی۔^۱

البتہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو چونکہ خود اللہ نے اپنی ہی اطاعت قرار دیا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے، کسی غیر کی نہیں، جیسے فرمایا

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ... ۱۰ ۱۱

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔

تاہم عبادت میں یہ بات بھی نہیں، اس لئے عبادت اللہ کے سو کسی بڑے سے بڑے رسول کی بھی جائز نہیں چہ جائیکہ عام افراد و اشخاص کی جنہیں لوگوں نے اپنے طور پر خدائی اختیارات کا حامل قرار دے رکھا ہے، پچھلی مشرک قوموں کی طرح مشرکین مکہ کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ ہم اللہ بلند و برتر کو ہی اس عظیم الشان کائنات کا خالق و مالک، مختار اور رزاق مانتے ہیں، ہم یہ بھی مانتے ہیں ہمارے معبودوں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی، اس لئے ہم اپنے معبودوں کی عبادت انہیں خالق و مالک اور رزاق سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اونچی بارگاہ میں ان بزرگ ہستیوں کو اللہ تک رسائی کا ذریعہ بناتے ہیں تاکہ یہ ہماری دعائیں، حاجتیں اور التجائیں اللہ کی بارگاہ پہنچا دیں اور ہمارے سفارشی بنیں، جیسے فرمایا

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَنْصُرُهُمْ وَلَا يَنْقُذُ لَهُمْ هَوْلًا شَفَعَا وَتَأْتِيهِمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ... ۱۸ ۱۹

ترجمہ: اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن کی پرستش کرتے ہیں وہ ان کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {إِلَّا لِيُقَرَّبُنَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى} قَالُوا: مَا نَعْبُدُ هَوْلًا إِلَّا لِيُقَرَّبُنَا، إِلَّا لِيَشْفَعُوا لَنَا عِنْدَ اللَّهِ مَنَزِلَةً قَتَادَةُ رَجُلٌ أَوْ رَسُلٌ أَسْرَدَى رَجُلٌ أَسْرَدَى اس آیت کریمہ ”ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کر دیں۔“ کے معنی

۱ فتح القدیر ۷/۵۸، فتح البیان ۸/۱۴

۲ النسای ۸۰۰

۳ یونس ۱۸

بیان کرتے ہیں یہ ہماری شفاعت کریں اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیں۔^①

حالانکہ یہ ان کا خیال خام اور خود کو دھوکا دینے کے مترادف تھا، ان بزرگ ہستیوں پر مشرکین کا کبھی بھی اتفاق نہیں ہوا ہے، بعض لوگ خود ساختہ بے شمار دیویوں اور دیوتاؤں میں سے کچھ دیوتاؤں کو اللہ تک رسائی کا ذریعہ مانتے ہیں، مظاہر پرست لوگ اجرام فلکی سورج، چاند، مریخ، مشتری کو اللہ تک رسائی کا ذریعہ جانتے ہیں مگر اس پر متفق نہیں کہ ان میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے اور کس کا کم، بعض لوگ محض وہم، اندھی عقیدت اور اسلاف کی بے سوچے سمجھی تقلید سے فوت شدہ بزرگ ہستیوں کو اللہ تک رسائی مانتے ہیں حالانکہ ان مختلف مشکل کشا، حاجت روا، اللہ تک رسائی کرنے والی ہستیوں کے بارے میں ان کا گمان نہ تو کسی علم پر مبنی ہے اور نہ ہی اللہ کی طرف سے اس پر کوئی دلیل ہے کہ فلاں فلاں اشخاص ہمارے مقرب خاص ہیں لہذا اللہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے تم ان کو ذریعہ بنا لو۔

... مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ --- ④

ترجمہ: اللہ نے اس کے لیے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔

لہذا ان لوگوں میں بھی اختلاف ہے، کوئی کسی بزرگ کو بڑا مان رہا ہے اور کوئی کسی اور کو، بس انہوں نے اپنی طرف سے جھوٹ موٹ یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے کہ فلاں بزرگ اتنے بلند مقام کا ہے اور فلاں بزرگ ایسی کرنے والا ہے، اس لئے انہیں اللہ کی بخشش ہوئی یہ نعمتیں ان بزرگوں کی مداخلت کے سبب سے مل رہی ہیں اور پھر یہی جھوٹا مشرک کا نہ عقیدہ وہ بڑے شد و مد کے ساتھ دوسرے کم علم لوگوں میں پھیلاتے ہیں کہ ہمارا فلاں کام اس بزرگ نے کر دیا اور فلاں کام دوسرے بزرگ نہیں کر دیا، دوسرے معنوں میں وہ یہ عقیدہ پھیلاتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ معطل ہو گیا ہے اور کائنات کی بھاگ دوڑ ان ہستیوں نے سنبھال لی ہے، یا اللہ تعالیٰ اس وسیع و عریض کائنات کا انتظام کرتے کرتے تھک کر سو گیا ہے، یا اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات کی طرف کوئی دلچسپی نہیں رہی اور اس نے ان کا اختیار کسی بزرگ کو بخش دیا ہے وہ کسی کو دیں یا نہ دیں یا اللہ تعالیٰ کا علم ناقص ہو گیا ہے اور اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ وہ کیا کرے اس لئے وہ ان بزرگ ہستیوں سے مشاورت فرماتا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ سے یہ ہستیاں زیادہ طاقتور اور باختیار ہیں کہ اللہ ان کے آگے بے بس ولاچار ہو کر ان کی بات ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے اس لئے اللہ کو چھوڑ کر ان بزرگوں کی عبادت کرو، چونکہ یہ لوگ اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ شرک کرتے ہیں، اس کی عنایت فرمائی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں اس لئے اللہ ایسے ناشکروں کو راہ راست پر گامزن ہونے کی توفیق عطا نہیں کرتا، مگر چاہے کوئی دیوی دیوتا کا پجاری ہو، مظاہر پرست ہو یا فوت شدہ بزرگوں کی طاقت و اختیار کو ماننے والا ہو، قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر طرح کی دلائل کے باوجود کوئی بھی یہ ماننے کو تیار نہیں کہ وہ شرک کر رہا ہے یا وہ حق پر نہیں ہیں، جیسے فرمایا

... كُلُّ جَزِيٍّ يٰۤاَلٰدِيۡهِمْ فَرِحُوۡنَ ⑤

ترجمہ: ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

① تفسیر طبری ۲۱/۲۵۱

② الاعراف ۷

③ المؤمنون ۵۳

... كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

مگر روز قیامت اللہ تعالیٰ حق و باطل کا فیصلہ فرمادے گا اور اسی کے مطابق جزا و سزا ملے گی، جیسے فرمایا

... فَالَّذِينَ يَحْكُمُونَ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: یہ اختلافات جن میں یہ لوگ مبتلا ہیں ان کا فیصلہ اللہ قیامت کے روز کر دے گا۔

... إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: یقیناً تیرا رب قیامت کے روز ان کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

... وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اور یقیناً تیرا رب قیامت کے روز ان سب باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

... إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: یقیناً تیرا رب ہی قیامت کے روز ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں باہم اختلاف کرتے رہے ہیں۔

اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور اس کا دل اس کی آیات اور دلائل و براہین کو قبول کرنے سے انکار کرے۔

لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۗ سُبْحٰنَهُ ۗ

اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ اولاد ہی کا ہوتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا، (لیکن) وہ تو پاک ہے،

هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۰۰﴾ (الزمر ۴)

وہ وہی اللہ تعالیٰ ہے یگانہ اور قوت والا۔

اللہ وحدہ لا شریک ہے:

اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات تخلیق فرمائی اور ہر طرح کے جاندار و بے جان مخلوق کے ساتھ ساتھ فرشتوں، جنوں اور انسانوں کو بھی پیدا فرمایا، انسان

کو اشرف المخلوقات بنا کر زمین پر خلیفہ بنایا اور ساری کائنات کو اس کے لئے مسخر فرمایا، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ الروم ۳۲

﴿۲﴾ البقرة ۱۱۳

﴿۳﴾ یونس ۹۳

﴿۴﴾ النحل ۱۲۲

﴿۵﴾ السجدة ۲۵

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً... ﴿۲۰﴾^۱

ترجمہ: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟۔

چنانچہ ساری کائنات انسان کی اپنی اپنی طرح سے خدمت سرانجام دے رہی ہے، اس طرح ساری کائنات اور اس کے اندر جو کچھ بھی ہے اللہ کی مخلوق ہے، اور مخلوق چاہے جتنی بھی برگزیدہ ہو جائے اولاد کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتی، چاہے یہودیوں کے کہنے کے مطابق عزیر علیہ السلام ہوں یا عیسائیوں کے گمان کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام ہوں، جیسے فرمایا

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيُّرُ بْنُ اَبْنِ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصْرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ... ﴿۲۱﴾^۲

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

یا مشرکین مکہ کے مطابق مقرب فرشتے ہوں، جیسے فرمایا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا... ﴿۲۲﴾^۳

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ رحمن (فرشتوں کی شکل میں) اولاد رکھتا ہے۔

خواہ کتنے ہی بڑے مرتبہ والے کیوں نہ ہوں اللہ کے حضور لاچار، عاجز، محتاج اور غلاموں کی مانند ہیں، انہیں اتنا بھی اختیار نہیں کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش میں لب ہلا سکیں، جیسے فرمایا

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَنَا اِلَّا لِمَنْ اٰذِنَ لَهُ... ﴿۲۳﴾^۴

ترجمہ: اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰئِكَةُ صَفًّا اَلَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَن اٰذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۲۴﴾^۵

ترجمہ: جس روز روح اور ملائکہ صرف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔

اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام نقص، عیب اور کمزوری سے پاک اور منزہ ہے جن کا کفار اللہ تعالیٰ کے بارے میں گمان کرتے ہیں اور ملحدین

اس کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ اپنی ذات، اپنے اسماء و صفات اور اپنے افعال میں ایک ہے لہذا اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شبہ ہے نہ

مثلاً، اس لئے زمین مخلوق جن و انس میں سے کسی کو بیٹا بنانا یا آسمانی مخلوق فرشتوں کو بیٹی بنانا تو درکنار اللہ تعالیٰ نے ایسی یہودہ باتوں کو کرنے کا

کبھی ارادہ نہیں کیا، دنیا کی ہر چیز اس سے مغلوب اور اس کی قاہرہ گرفت میں جکڑی ہوئی ہے، کائنات میں کوئی کسی درجے میں بھی اس سے

کوئی مماثلت نہیں رکھتا، جس کی بنا پر اس کے متعلق یہ گمان کیا جاسکتا ہو کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی رشتہ ہے، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ لقمان ۲۰

﴿۲﴾ التوبة ۳۰

﴿۳﴾ الانبياء ۲۶

﴿۴﴾ سبا ۲۳

﴿۵﴾ النبا ۳۸

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَكٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعِبَادِينَ ﴿۸۱﴾ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۸۲﴾ ﴿۸۱﴾

ترجمہ: ان سے کہو اگر واقعی رحمان کی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے عبادت کرنے والا میں ہوتا، پاک ہے آسمانوں اور زمین کا فرماں روا عرش کا مالک ان ساری باتوں سے جو یہ لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

خَالِقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ ۚ يَكُونُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيَكُونُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ

نہایت اچھی تدبیر سے اس نے آسمان اور زمین کو بنایا وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے اور اس نے

الشَّمْسِ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿۸۲﴾

سورج چاند کو کام پر لگا رکھا ہے، ہر ایک مقررہ مدت تک چل رہا ہے یقین مانو کہ وہی زبردست اور گناہوں کا بخشنے والا ہے،

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ

اس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور تمہارے لیے جو پایوں میں سے (آٹھ زواہد)

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۗ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۗ

اتارے، وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تین تین اندھیروں میں،

ذِكْرُ اللَّهِ رَبِّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۗ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَآئِنِ تُصْرَفُونَ ﴿۸۳﴾ (الزمر، ۶، ۵)

یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اسی کے لیے بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔

تخلیق کائنات اور عقیدہ توحید:

اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمانوں کو اپنی حکمت و مشیت اور بہترین تدبیر سے بنایا ہے تاکہ وہ بندوں پر اپنے قانون و ضابطے نافذ

کرے، اور سورج و چاند کو انتہائی منظم طور پر اور ایک خاص رفتار کے ساتھ ایک خاص وقت تک (دنیا کے خاتمے تک) کے لیے مسخر فرما کر ان

کا ایک مدار قائم فرمادیا ہے جس پر چلتے ہوئے وہ سرمونو انحراف نہیں کرتے، انہیں کی طے شدہ مخصوص حرکت سے رات اور دن پیدا ہوتے

ہیں، جیسے فرمایا

...يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا ... ﴿۸۴﴾ ﴿۸۴﴾

ترجمہ: جو رات کو دن پر ڈھا تک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔

جس کی وجہ سے تم دن کی روشنی میں معاش حاصل کرتے ہو اور رات کو سکون و چین سے آرام کرتے ہو، اسی اللہ وحدہ لا شریک نے انسانوں کے جدا علیٰ آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا تھا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی تھی، پھر اپنی کمال قدرت سے حوا کو ان کی بائیں پبلی سے پیدا فرمایا تھا تاکہ وہ اس کے پاس سکون حاصل کرے، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا... ﴿۱۸﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔

يَأْتِيهَا النَّاسُ اتِّقُوا رَبَّكُمْ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا... ﴿۱۹﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ... ﴿۲۰﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے ایک تنفس سے تم کو پیدا کیا۔

وہی اللہ وحدہ لا شریک انسانوں کو رحم مادر کے تین اندھیروں بیٹ، رحم اور مشیمہ میں مختلف اطوار پہلے نُطْفَةٍ پھر عَلَقَةٍ پھر مُضْغَةٍ پھر ہڈیوں کا ڈھانچہ اور رگ، پٹھے بنا کر اس کے اوپر گوشت کا لباس پہنا کر کامل انسان تیار کرتا اور زمین میں پھیلا دیتا ہے، اسی اللہ نے اپنی تقدیر سے چوپاؤں میں سے زرمادہ بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے پیدا فرمائے، جس سے تم دودھ، گوشت اون، کھال کی ضروریات حاصل کرتے ہو اور ان پر سواری کرتے ہو، جیسے فرمایا

... مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ... ﴿۲۱﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: یہ آٹھ زرمادہ ہیں دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے۔

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ... ﴿۲۲﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے۔

... أَجَلَّتْ لَكُمْ بِهِيْبَةَ الْأَنْعَامِ... ﴿۲۳﴾ ﴿۶﴾

ترجمہ: تمہارے لیے مویشی کی قسم کے سب جانور حلال کیے گئے۔

اسی کی تمام کائنات میں بادشاہی ہے، ساری کائنات میں اسی کا حکم چل رہا ہے، جیسے فرمایا

۱۔ الاعراف ۱۸۹

۲۔ النساء ۱

۳۔ الانعام ۹۸

۴۔ الانعام ۱۲۳

۵۔ الانعام ۱۲۲

۶۔ المائدہ

...آلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ... ﴿۵۳﴾

ترجمہ: خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

اس کے الوہیت یا ربوبیت میں کوئی شریک نہیں، کوئی چھوٹا ہوا یا بڑا سب اس کے در کے سوا ہی ہیں، اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں، وہ ایسا بردست ہے کہ اگر وہ تمہیں عذاب دینا چاہے تو کوئی طاقت اس کی مزاحمت نہیں کر سکتی مگر وہ اپنی بے بہار رحمت و کرم سے بندوں کو مہلت عطا کرتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لے آئیں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر مغفرت و بخشش طلب کریں، اور اللہ انہیں معاف فرما کر گناہوں سے پاک و صاف کر دے، جیسے فرمایا

وَأِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى ﴿۵۴﴾

ترجمہ: البتہ جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر سیدھا چلتا رہے اس کے لیے میں بہت درگزر کرنے والا ہوں۔

اس لئے ان صاحب حیثیت، صاحب اقتدار لوگوں کے چکموں سے، جو اپنے اغراض و مفادات کے تحت اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی سے پھیر کر تمہیں غیر اللہ کی بندگی میں پھانسنے اور پھانسنے رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں نکل کر اللہ کے کلام کا مطاعہ کرو، اس میں نازل کیے گئے دلائل پر غور و فکر کرو، حق و باطل کو پہچانو اور مہلت عمل ختم ہونے سے پہلے پہلے باطل معبودوں کی عبادت سے جو کسی چیز کی تدبیر کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی اختیار ہے، تائب ہو کر پروردگار کی بندگی کی طرف لوٹ آؤ۔

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۗ

اگر تم ناشکری کرو تو (یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ تم (سب سے) بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں،

وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ

اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا، اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا پھر تم سب کا لوٹنا تمہارے رب ہی کی

مَرْجِعِكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۵۵﴾ (الزمر ۷)

طرف ہے، تمہیں وہ بتا دے گا جو تم کرتے تھے، یقیناً وہ دلوں تک کی باتوں کا واقف ہے۔

کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا:

اور اس کے باوجود بھی تم کفر سے باز نہیں آتے تو یاد رکھو اللہ تم سے بے نیاز ہے، جس طرح تمہاری اطاعت اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اسی طرح تمہارا کفر و شرک اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، جیسے فرمایا

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرًا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿١٠﴾

ترجمہ: اور موسیٰ نے کہا اگر تم کفر کرو اور زمین کے سارے رہنے والے بھی کافر ہو جائیں تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

اس کی فرمائشوں پر چل رہی ہے تمہارے نہ ماننے سے اس کی حاکمیت، بڑائی میں کچھ کمی واقع نہیں ہوگی،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ، فَاسْتَغْفِرُونِي أَعْفُو لَكُمْ، وَمَنْ عَلِمَ أَنِّي أَقْبِرُ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفِرْنِي بِقُدْرَتِي عَفْوَتْ لَهُ، وَلَا أَبَالِي، وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِيكُمْ، وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ أَعْنَيْتُ، فَاسْأَلُونِي أُعْنِيكُمْ.

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! تم سب کے سب گنہگار ہو سوائے اس کے جسے میں عافیت عطا کروں اس لئے مجھ سے معافی مانگا کرو میں تمہیں معاف کروں گا اور جو شخص اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ مجھے معاف کرنے پر قدرت ہے اور وہ میری قدرت کے وسیلے سے مجھ سے معافی مانگتا ہے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں اور کوئی پرواہ نہیں کرتا، تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جسے میں ہدایت دے دوں لہذا مجھ سے ہدایت مانگا کرو میں تم کو ہدایت عطا کروں گا، تم میں سے ہر ایک فقیر ہے سوائے اس کے جسے میں غنی کر دوں لہذا مجھ سے غنا مانگا کرو میں تم کو غنا عطا کروں گا،

وَلَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ، وَحَيِّكُمْ وَمَمِيَّتَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ، اجْتَمَعُوا عَلَىٰ أَشَقَىٰ قَلْبٍ مِنْ قُلُوبِ عِبَادِي، مَا نَقَصَ فِي مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ أَثْقَىٰ قَلْبٍ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي، مَا زَادَ فِي مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَلَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ، وَحَيِّكُمْ وَمَمِيَّتَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ، اجْتَمَعُوا، فَسَأَلَنِي كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا سَأَلَ، مَا تَقْصِنِي، كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ فَمَمَسَ فِيهِ إِزْرَةً ثُمَّ اتَّزَمَهَا، كَذَلِكَ لَا يَنْقُصُ مِنْ مُلْكِي، ذَلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ مَاجِدٌ صَمَدٌ، عَطَائِي كَلَامٌ، وَعَذَابِي كَلَامٌ، إِذَا أَرَدْتُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقُولُ لَهُ: كُنْ، فَيَكُونُ

اگر تمہارے پہلے اور پچھلے زندہ اور مردہ تر اور خشک سب کے سب میرے سب سے زیادہ شقی بندے کے دل کی طرح ہو جائیں تو میری حکومت میں سے ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں کر سکتے اور اگر وہ سب کے سب میرے سب سے زیادہ متقی بندے کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں سے ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں کر سکتے اگر تمہارے پہلے اور پچھلے زندہ اور مردہ تر اور خشک سب جمع ہو جائیں اور ان میں سے ہر ایک مجھ سے اتنا مانگے جہاں تک اس کی تمنا پہنچتی ہو اور میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق مطلوبہ چیزیں دیتا جاؤں تو میرے خزانے میں اتنی بھی کمی واقع نہ ہوگی، کہ اگر تم میں سے کوئی شخص ساحل سمندر سے گزرے اور اس میں ایک سوئی ڈبوئے اور پھر نکالے میری حکومت میں اتنی بھی کمی نہ آئیگی، کیونکہ میں بے انتہائی بزرگ اور بے نیاز ہوں، میری عطا بھی ایک کلام سے ہوتی ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلام سے آجاتا ہے، میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو کن کہتا ہوں اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ ﴿۱۱﴾

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ، حَدَّثَنِي، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: يَا عَبْدِي، مَا عَبْدَتَنِي

وَرَجَوْتِي، فَأَتَى غَافِرٍ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ، وَيَا عَبْدِي إِنَّ لَقَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً، مَا لَمْ تُشْرِكْ بِي، لَقَيْتَكَ بِقُرَابِهَا مَغْفُورَةً

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے! تو جتنی عبادت اور مجھ سے جتنی امید وابستہ کرے گا میں تیرے سارے گناہوں کو معاف کر دوں گا میرے بندے اگر تو زمین بھر کر گناہوں کے ساتھ مجھ سے ملے لیکن میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔^(۱)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعَمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسِكُمْ، ابو زر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا

يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَعْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَعْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا صِرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجَنَّتْكُمْ كَانُوا عَلَى أَنْفِي قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجَنَّتْكُمْ كَانُوا عَلَى أَعْجُرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا،

اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو! تم مجھ سے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو! اگر تم سب اولین اور جن و انس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اور اگر سب اولین اور آخرین اور جن و انس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم قاموا في صعيد واحد فسالوني فاعطيت كل انسان مسالته، ما نقص ذلك مما عندي الا كما ينقص المحيط اذا دخل البحر، يا عبادي انما هي اعمالكم اخصيها لكم، ثم اوفيتكم اياها، فمن وجد خيرا، فليحمد الله ومن وجد غير ذلك، فلا يلومن الا نفسه

اے میرے بندو! اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن و انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان

کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہوگی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے، اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔^(۱)

مگر اللہ جو غفور رحیم ہے، جو اپنے بندوں کے مفاد کے خاطر یہ پسند نہیں کہ وہ کفر و شرک کریں کیونکہ کفر و شرک احسان فراموشی و نمک حرامی ہے اس لئے یہ خود انہی کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی، اور اگر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے لئے دین میں اخلاص اختیار کر کے اس کا شکر ادا کرو گے تو اللہ اس کو تمہارے لئے پسند کرتا ہے، ایک مقررہ روز تم نے مرنا ہے اور پھر دوبارہ جسم و جان کے ساتھ زندہ ہو کر رب حقیقی کے حضور جزا و سزا کے لئے پیش ہونا ہے، اس لئے اپنی رحمت کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے جب روز قیامت اس کے حضور پیش ہوں تو ان کے نامہ اعمال ہر طرح کے گناہوں، لغزشوں سے صاف ہوں، ان کا حساب کتاب آسان ہوتا کہ وہ رب کی بے شمار نعمتوں بھری جنتوں کے وارث بن سکیں، اور اگر کسی شخص یا گروہ کو راضی رکھنے یا ان کی ناراضگی سے بچنے کے لئے کفر و شرک کرو گے تو وہ لوگ تمہارے کفر و شرک کا وبال ہرگز اپنے اوپر نہیں اٹھائیں گے، بلکہ اسے آپ ہی اپنا وبال بھگتے کے لئے چھوڑ دیں گے، ہر شخص وہی پائے گا جو اس نے کیا ہو گا ایک کے بدلے دوسرا نہیں پکڑ جائے گا، جیسے فرمایا

... وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ...^(۲)

ترجمہ: ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا^(۳)

ترجمہ: جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے، اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جِهَلَةٍ لَا يُحْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا تَوَكَّلْ عَلَىٰ شَيْءٍ إِلَّا تَوَكَّلْ عَلَىٰ رَبِّكَ ...^(۴)

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پیکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنیٰ حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

الَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ...^(۵)

۱ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحريم الظلم ۶۵۴، شرح السنة للبعوی ۱۲۹۱

۲ الانعام ۱۲۳

۳ بنی اسرائیل ۱۵

۴ فاطر ۱۸

۵ النجم ۳۸

ترجمہ: یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

ابھی وقت ہے، اعمال کی گھڑیاں باقی ہیں، حقیقت کو سمجھو اور اپنے بااثر لوگوں کے دباؤ سے نکل آؤ، ان کی حیثیت و مرتبہ اس روز تمہارے کچھ کام نہ آئے گا اس روز تم میں سے ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا، اور اس روز اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے، جس سے دلوں کا کوئی بھید اور آنکھ کی کوئی خیانت چھپی ہوئی نہیں ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿١٩﴾ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

جو سینوں کے اندر پنہاں نیکی اور برائی کے اوصاف کو خوب جانتا ہے، تمہیں وہ سب کچھ بتا دے گا جو اس دینا میں کھلے عام یا چھپ کر کرتے رہے ہو، جن پر اس کا قلم جاری ہو چکا ہے، جنہیں معزز محافظین نے صحیفوں میں درج کر رکھا ہے اور جن پر تمہارے جوارح تمہارے خلاف گواہی دیں گے، جیسے فرمایا

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَنَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٢٠﴾ ﴿٢١﴾

ترجمہ: آج ہم ان کے منہ بند کیے دیتے ہیں ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔

اور وہ تم میں سے ہر ایک کو اس کے استحقاق کے مطابق جزا دے گا۔

وَ إِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ

اور انسان کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع ہو کر اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس

نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوًّا إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَ جَعَلَ لِلَّهِ

سے نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ اس سے پہلے جو دعا کرتا تھا اسے (بالکل بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے لگتا ہے

أَنذَادًا لِّبُضَلٍّ عَن سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَتَّبِعُونَ كُفْرًا قَلِيلًا ۝

جس سے (اوروں کو بھی) اس کی راہ سے بہکائے، آپ کہہ دیجئے! کہ اپنے کفر کا فائدہ کچھ دن اور اٹھالو،

إِنَّكَ مِنَ الْأَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾ (الزمر)

(آخر) تو دو زنجیروں میں ہونے والا ہے۔

مشرک کا کردار:

کافر و مشرک انسان کی ناشکری، احسان فراموشی کا تو یہ عالم ہے کہ جب اسے اپنے اعمال بد کی وجہ سے جب مرض اور فقر و فاقہ وغیرہ کی کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا سمندر کی غضب ناک لہروں وغیرہ میں گھر جاتا ہے تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو کر جنہیں وہ اپنے اچھے حال میں پکارا کرتا تھا جن کے بارے میں اسے زعم تھا کہ وہ دکھی دلوں کی پکار کا سننے والے اور مشکل کشا و حاجت روا ہیں، سب سے مایوس ہو کر نہایت عاجزی اور انابت کے ساتھ اللہ رب العالمین کی طرف رجوع کرتا ہے اور گڑگڑا کر اس سے مدد طلب کرتا ہے مگر جب اس کا رب اسے اس تکلیف و مصیبت سے نجات دے دیتا ہے تو اس پر حیم و کریم کو بھول جاتا ہے جسے مشکلات و مصائب میں پکارتا رہا تھا، جس کے سامنے تضرع و گریہ زاری کرتا تھا اور عافیت کے وقت پھر مشرک میں مبتلا ہو کر غیر اللہ کی اطاعت و بندگی کرنے لگتا ہے، انہیں کے آگے رسوم عبادات، بجالانے لگتا ہے، جیسے فرمایا

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاكَ فَلَمَّا نَجَّيْكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿١٤﴾ ﴿١٥﴾

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو انسان واقعی بڑا ناشکر ہے۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَا الْجُنُبَةَ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَابِلًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ كَانُ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرِّ مَسَّهُ... ﴿١٤﴾ ﴿١٥﴾

ترجمہ: انسان کا یہ حال ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے مگر جب ہم اس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں تو ایسا چل نکلتا ہے کہ گویا اس نے کبھی اپنے کسی برے وقت پر ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔

اور پھر یہ جاہل شخص اس پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ دوسرے لوگوں میں اس بات کا چرچا کرتا ہے کہ میری پریشانی و مصیبت فلاں بزرگ، فلاں دیوی دیوتا کی نظر کرم یا فلاں پتھر کی تاثیر سے ٹل گئی جس سے دوسرے لوگ بھی ان معبودان غیر اللہ کے مقصد بن جاتے ہیں، اس طرح شیطانی گمراہی بڑھتی چلی جاتی ہے، اے نبی کریم ﷺ! ان لوگوں سے جو واضح ترین دلائل کے باوجود محض بغض و عناد، ضد و ہٹ دھرمی کی وجہ سے کفر و شرک سے باز نہیں آ رہے کہہ دیں، کفرانہ و مشرکانہ زندگی کی چند گھڑیوں میں جتنا لطف اٹھانا چاہتے ہو اٹھا لو، بالآخر تکبر لوگوں

کاٹھکانہ جنم کا ہولناک گھڑا ہی ہے جو بہت ہی براٹھکانہ ہے، جیسے فرمایا

مُمْتَعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضَّطُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿١٦﴾ ﴿١٧﴾

ترجمہ: ہم توڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔

۱) بنی اسرائیل ۶۷

۲) یونس ۱۲

۳) لقمان ۲۳

... قُلْ تَمَتُّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: ان سے کہو، اچھا مزے کر لو آخر کار تمہیں پلٹ کر جانا دوڑنہی میں ہے۔

جہاں یہ نعمتیں جن سے یہ فائدہ اٹھا رہے ہیں کسی کام نہیں آئیں گی، جیسے فرمایا:

أَفْرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿۳۵﴾ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۳۶﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يُمْتَتِعُونَ ﴿۳۷﴾ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: تم نے کچھ غور کیا اگر ہم انہیں برسوں تک عیش کرنے کی مہلت بھی دے دیں اور پھر وہی چیز ان پر آجائے جس سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے تو وہ سامان زینت جو ان کو ملا ہو ان کے کس کام آئے گا۔

أَمَّنْ هُوَ قَانِثٌ أِنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَ قَائِمًا يُحَذِّرُ الْآخِرَةَ وَ يَرْجُوا

بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عبادت میں) گزرتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے

رَحْمَةً رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ

رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو (اور جو اس کے برعکس ہو برابر ہو سکتے ہیں) بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۹﴾ (الزمر)

یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں (اپنے رب کی طرف سے)

مشرک اور موحد برابر نہیں:

جبکہ اللہ کے وہ بندے جنہوں نے اللہ کے ہر حکم کی بے چوں و چرا اطاعت اور اس کی بندگی و پرستش کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، جو راتوں کی تنہائیوں میں آرام دہ بستروں پر پہلو بدلنے اور بد مستیاں کرنے کے بجائے آخرت کے خوف اور رب کی رحمت کی امید لگا کر (یعنی خوف ورجا دونوں کیفیتوں سے سرشار ہو کر جو اصل ایمان ہے) عاجزی اور فرماں برداری کا اظہار کرتے ہوئے، رب کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رات کے بیشتر حصہ میں قیام میں خشوع و خضوع کرتے ہیں، رکوع و سجود میں گر کر رب کی شان کے لائق حمد و ثناء بیان کرتے ہیں، رب کے پاکیزہ کلام میں غور و تفکر کرتے ہیں، اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہیں، کیا اپنے رب کی اطاعت سے روگرداں اور خواہشات کی پیروی کرنے والا اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو رات کے اوقات میں رکوع و سجود کرتا ہے، کیاریات اور دن، روشنی اور اندھیرا اور آگ و پانی برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا عالم اور بے علم کا درجہ ایک ہو سکتا ہے؟ جب یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے تو کیا آخرت میں دونوں کا انجام و مرتبہ ایک جیسا ہو سکتا ہے؟ اگر تم میں کچھ بھی عقل و شعور ہے تو اس نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ، اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنانے کے بجائے دعوت حق کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کر کے رسول اللہ ﷺ کی پیروی اختیار کرو اور جہنم کے ہولناک عذاب سے بچ جاؤ،

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى شَابٍ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟، قَالَ: وَاللَّهِ يَا

﴿۳۰﴾ ابراہیم

﴿۳۱﴾ الشعراء ۲۰۵ تا ۲۰۷

رَسُولَ اللَّهِ، إِيَّيْ أَزْجُو اللَّهَ، وَإِيَّيْ أَخَافُ ذُنُوبِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَخْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمُؤْمِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَزُجُو وَأَمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ.

خوف ورجا کے بارے میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس گئے جب کہ اس پر سکرات الموت کی کیفیت طاری تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو اپنے آپ کو کیسے پاتا ہے؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈرتا بھی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس موقع پر جس بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرمادیتا ہے جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اس سے اسے بچا لیتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔^①

اہل عقل و دانش ہی نصیحت سن کر اس پر غور و تدبر کرتے اور عبرت حاصل کرتے ہیں

قُلْ يٰۤعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۗ لِلَّذِيْنَ اٰحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ

ہو دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے نیک بدلہ ہے

وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاٰسَعَةٌ ۗ اِنَّمَا يُوَفِّي الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰ (الزمر ۱۰)

کا اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے، صبر کرنے والے ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔

اہل تقویٰ کو تین نصیحتیں:

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں کو جو اللہ وحدہ لا شریک، تمام رسولوں اور ان پر نازل کتابوں، فرشتوں، جنت و جہنم اور تقدیر وغیرہ پر غیر متزلزل ایمان لائے ہیں وہ صرف یہ ہی تسلیم کر کے نہ رہ جائیں، اسی پر قناعت کر کے نہ بیٹھے رہیں بلکہ مخلوق کے خوف کو دل سے نکال کر اللہ کا تقویٰ اختیار کریں، اللہ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے اسے ممکن حد تک، بجلائیں اور جن چیزوں سے روکا ہے اس سے روک جائیں، اور اس دنیاوی زندگی میں معاشی ضروریات کے کام یا ذاتی اور منصبی فرائض ادا کرتے ہوئے اللہ کے مواخذے سے ڈرتے ہوئے کام کریں، اس سے تمہیں دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل ہوگی، اللہ اس دنیا میں کفار کے مقابلے میں تمہیں عزت و سربلندی، رعب و دبدبہ اور امن و سکون اور آخرت میں ابدی لازوال نعمتیں عطا فرمائے گا، اور اگر اپنے وطن میں ایمان و تقویٰ سے عمل کرنا مشکل ہو جائے، کفار و شرکین تمہیں شعائر اسلامی پر عمل نہ کرنیں دیں تو اللہ کی وسیع زمین میں ہجرت کر جاؤ جہاں ایمان و تقویٰ کی راہ میں روکاؤ نہ ہو، جہاں احکام الہی کے مطابق زندگی گزار سکو، اگر تقویٰ اور نیکی کی راہ پر قائم رہتے ہوئے ہجرت کے مصائب و شدائد پر صبر اور راہ حق سے انحراف نہیں کرو گے تو اس کا بے حد و حساب اجر و ثواب عنایت کیا جائے گا، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۗ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

① جامع ترمذی کتاب الجنائز، باب ما جاء أنَّ الْمُؤْمِنَ يَمُوتُ بِعِزِّ الْحَبِيْبِ ۙ ۹۸۳، سنن ابن ماجہ کتاب الزہد، باب ذَكَرِ الْمُؤْتِ

وَالِإِسْتِعْذَادِ لَهُ ۙ ۴۲۶، شعب الایمان ۹۷۰، السنن الکبریٰ للنسائی ۱۰۸۳۲، مسند ابی یعلیٰ ۳۳۰۳، شرح السنۃ للبعوی ۱۳۵۵

يَعْمَلُونَ ﴿۹۵﴾

ترجمہ: جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مؤمن اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت) میں ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: لَيْسَ يُوزَنُ لَهُمْ وَلَا يُكَالُ ، إِنَّمَا يُعْرَفُ لَهُمْ غَزْفًا

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ناپ تول کر اجر و ثواب نہیں دیا جائے گا بلکہ انہیں بے حد و حساب اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ ﴿۹۵﴾

وَقَالَ السُّدِّيُّ: ﴿إِنَّمَا يُؤْتَى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ يَعْنِي: فِي الْجَنَّةِ

سُدی کہتے ہیں ”صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔“ کے معنی یہ ہیں کہ انہیں جنت میں بے شمار ثواب دیا جائے گا۔ ﴿۹۵﴾

حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِيٍّ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ، مَا يَصُرُّهُمْ مِنْ كَذِبِهِمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ

عمیر بن ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بشارت کو ان الفاظ میں فرمایا میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا کسی کا ان سے علیحدہ ہونا اور مخالفت کرنا انہیں کوئی نقصان نہ دے سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپنچے گا اور یہ گروہ حق اسی نچ پر ہوگا۔ ﴿۹۵﴾

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿۱۰۱﴾

آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لیے عبادت خالص کر لوں،

وَ أُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۰۲﴾ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرماں بردار بن جاؤں، کہہ دیجئے! کہ مجھے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے

رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ اللَّهُ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ﴿۱۰۴﴾

ہوئے بڑے دن کے عذاب کا خوف لگتا ہے، کہہ دیجئے! کہ میں تو خالص کر کے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں،

﴿النحل ۹۷﴾

﴿۱﴾ تفسیر ابن کثیر ۸۹/۷

﴿۲﴾ تفسیر طبری ۲۱/۲۷۰

﴿۳﴾ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَا أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۲۶۰، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَصُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ ۳۹۵۵، شرح السنة للبعوی ۳۰۱

فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخُسرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَاهْلِيَهُمْ

تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو، کہہ دیجئے! کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَلِكُ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿۱۵۳﴾ (الزمر ۱۵۳)

کے دن نقصان میں ڈال دیں گے، یاد رکھو کہ کھلم کھلا نقصان یہی ہے۔

چار اہم اعلان:

اور اے نبی ﷺ! لوگوں سے کہہ دو کہ میرا کام اس پر ختم نہیں ہو جاتا کہ صرف اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دوں، اور کیونکہ میں مخلوق کے لئے داعی اور ان کے رب کی طرف ان کی راہنمائی کرنے والا ہوں اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس دعوت کو حید اور نازل شدہ احکامات پر تمام لوگوں سے پہلے ان احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کروں، کہو اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے قیامت کے عذاب کا خوف ہے، اس لئے نہ تو پہلے میں تمہارے بے شمار معبودوں کو تسلیم کرتا تھا اور نہ کبھی کروں گا بلکہ میں تو پورے اخلاص کے ساتھ اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی کروں گا، اور میں اپنے فرض منصبی کے تحت اللہ کے پیغامات جب تک اللہ چاہے گا تم تک پوری امانت و دیانت کے ساتھ پہنچاتا ہوں گا، اس سچی اور پاکیزہ دعوت کو ماننا یا نہ ماننا تمہارے اختیار میں ہے، چاہے تو کفر و شرک سے تائب ہو کر اپنے رب حقیقی کی طرف پلٹ آؤ اور اس سے اپنے گناہوں اور لوگوں پر ظلم و زیادتیوں سے مغفرت چاہو یا اس کو قادر مطلق کو چھوڑ کر بے شمار معبودوں کی پرستش کرتے رہو جن کی کوئی حقیقت نہیں، جیسے فرمایا

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ ﴿۱﴾ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿۲﴾ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُونَ مَا اَعْبُدُ ﴿۳﴾ وَلَا اَنَا عٰبِدُ مَا عٰبَدْتُمْ ﴿۴﴾ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُونَ مَا اَعْبُدُ ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِي ﴿۶﴾ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: کہہ دو کہ اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو، نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں، تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

اللہ نے تمہیں زندگی کی مہلت، عقل سلیم، جسمانی قوتیں، دماغی قابلیتیں، بے شمار مختلف ذرائع اور موقع مہیا فرمائے ہیں، روز قیامت اللہ تعالیٰ ان تمام کا تم سے حساب لے گا کہ تم نے ان نعمتوں کو کہاں استعمال کیا تھا، اگر دہریوں کی طرح ان نعمتوں کو اس مفروضے پر لگا دیا کہ کوئی اللہ نہیں جس نے کائنات تخلیق کی ہو بلکہ یہ دنیا کسی حادثے کے نتیجے میں خود بخود وجود میں آئی اور خود بخود کبھی ختم بھی ہو جائے گی، انسان کو کسی آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں بلکہ اپنی ضروریات کے لئے وہ جو چاہے جیسے چاہے قانون بناتا رہے اور مرنے کے بعد کسی کے آگے جو اب وہ نہیں، یا انسان ایک قادر مطلق الہ کو چھوڑ کر بہت سے خود ساختہ الہ بنا لے اور کہے میں ان سب کا بندہ ہوں یا اس کا عقیدہ یہ ہو کہ زندگی میں جو کچھ سہہ کاریاں، ظلم و زیادتیاں وہ کرتا رہے روز قیامت کوئی دوسرا آ کر اسے اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے بچالے گا تو اس نے

اپنی خام خیالی میں اپنے نفس پر خود ہی ظلم ڈھایا اور اپنے عزیز و اقارب، دوستوں اور ہم قوموں کو غلط تعلیم و تربیت کی اور غلط مثال سے لے ڈوبا، یہ تمام مفروضے غلط اور گمراہ کن شیطانی راہیں ہیں جو اس نے تمہیں بہکانے کے لئے بنائی ہوئی ہیں، پھر وعید کے انداز میں فرمایا اگر اللہ کی نازل شدہ ہدایت کو چھوڑ کر اس طرح کے خود ساختہ غلط مفروضوں پر زندگی گزارو گے تو اس کے نتیجے میں روز قیامت کو جہنم تمہارا ابدی ٹھکانا ہو گا اور یہی واضح نقصان ہے۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۗ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ

انہیں نیچے اوپر سے آگ کے (شعلے مثل) سائبان (کے) ڈھانک رہے ہوں گے، یہی (عذاب) ہے جن سے اللہ تعالیٰ

بِهٖ عِبَادَہٗ لِيُعْبَدَ ۗ فَاتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ الَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْہَا

اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے، اے میرے بندو! پس مجھ سے ڈرتے رہو، اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے پرہیز کیا

وَ اَنَابُوْا اِلَى اللّٰهِ لَہُمْ الْبُشْرٰی ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَعْبُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

اور (ہم تن) اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے وہ خوش خبری کے مستحق ہیں، میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو بات کو کان لگا

اَحْسَنَہٗ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰۤی اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْاٰلِبَابِ ﴿۲۰﴾ (الزمر ۱۸۳-۱۸۴)

کر سکتے ہیں، پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں، یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور یہی عقلمند بھی ہیں۔

جہنم کی آگ کے طبق، سائبان انہیں اوپر نیچے سے ڈھانک لیں گے اور جہنمیوں سے کہا جائے گا اب اپنے اعمال کا مزہ چکھو جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو، جیسے فرمایا

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۗ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: ان کے لئے تو جہنم کا بچھونا ہو گا اور جہنم ہی کا اوڑھنا اور ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

يَوْمَ يَعْشُشُهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَ يَقُوْلُ دُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: (اور انہیں پتہ چلے گا) اس روز جبکہ عذاب انہیں اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی اور کہے گا کہ اب چکھو مزا ان کر تو تولوں کا جو تم کرتے تھے۔

یہ وہ بدترین انجام ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ وہ گناہوں اور نافرمانیوں کو چھوڑ کر اطاعت الہی کا راستہ اختیار کریں، پس اے میرے بندو! میرے غیض و غضب سے بچو اور دنیا کی مختصر زندگی میں مست رہنے کے بجائے آخرت کی دائمی زندگی کی تیاری کرو، بخلاف اس کے جن لوگوں نے غیر اللہ کی بندگی سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا، اے نبی ﷺ! میرے ان بندوں کو انواع

واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کی بشارت دے دو جو بات کو توجہ سے سنتے ہیں، اس پر غور و تدبر کرتے ہیں اور اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کو فرمایا تھا

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَا حِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخَذَهَا بِقُوَّةٍ وَأَمَرَ قَوْمَكَ بِأَخْذِهَا بِأَحْسَنِهَا سَأَوْرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿۱۳۵﴾

ترجمہ: اس کے بعد ہم نے موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کو ہر شعبہ زندگی کے متعلق نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دے دی اور اس سے کہا ان ہدایات کو مضبوط ہاتھوں سے سنبھال اور اپنی قوم کو حکم دے کہ ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے اور یہی اہل عقل و دانش ہیں۔

أَفَنَنْ حَقِّ عَلَيْهِ كَلِمَةَ الْعَذَابِ ۚ أَفَأَنْتَ تُنقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۗ لَكِنَّ الدَّيِّنَ

بھلا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے تو کیا آپ اسے جو دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں، ہاں وہ لوگ جو اپنے

اتَّقُوا رَبَّهُمْ لَهُمْ عُرْفٌ مِّنْ فَوْقِهَا عُرْفٌ مَّبْيُتَةٌ ۖ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۗ

رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالاخانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالاخانے ہیں (اور) ان کے نیچے نہریں بہ رہی

وَعَدَا اللّٰهُ ۗ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْوَعْدَ ۗ (الزمر ۱۹۲۰)

ہیں، رب کا وعدہ ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

نیک اعمال کے حامل لوگوں کے لیے محلات:

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شدید خواہش تھی کہ آپ کی قوم کے لوگ دعوتِ حق کو قبول کر لیں اور اللہ کے درناک عذاب سے بچ جائیں مگر قوم اپنے سرداروں کی اطاعت میں حق بات سننے کو تیار ہی نہیں ہوتی تھی، باری تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو تسلی فرمائی کہ اے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! آپ کی خواہش اپنی جگہ بالکل صحیح ہے لیکن اس شخص کو عذابِ جہنم سے کوئی نہیں بچا سکتا جو محض بغض و عناد اور ہٹ دھرمی کے باعث کفر و شرک پر جمارہا، جس نے خود ہی اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنا لیا ہو اور اللہ کا کلمہ اس کے حق میں ثابت ہو گیا ہو آپ اس شخص کو جہنم کے ہولناک عذاب سے بچانے پر قادر نہیں ہیں، البتہ جو لوگ ایمان لائے، اعمالِ صالحہ اختیار کیے اور اپنے رب سے ڈر کر زندگی گزاریں ان کے لئے جنت میں سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے تعمیر کیے ہوئے، سامانِ آرائش سے آراستہ کثیر المنازل عمارتیں ہیں،

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَعُرْفًا تَرَى ظُهُورَهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونَهَا مِنْ ظُهُورِهَا فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّيَامَ، وَصَلَّى

لِلَّهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسِ نِيَامًا.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایسے (شفاف) محل ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے صاف دکھائی دیتا ہے، ایک اعرابی نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کن کے لیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ (محل) ان کے لیے ہیں جو زم کلامی سے حق گوئی کریں (یتیموں، مسکینوں، حاجت رواؤں، مسافروں، سیروں) کو کھانا کھلائیں پے در پے روزے رکھیں اور راتوں کو جب لوگ میٹھی نیند میں ہوں یہ اللہ الرحم الرحیم کے حضور کھڑے ہو کر گڑ گڑائیں، تہد کی نمازیں پڑھیں۔^①

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْعَرْفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكُوكَبَ الدَّرِيِّ الْغَائِبَ فِي الْأُفُقِ، مِنَ الْمَشْرِقِ أَوْ الْمَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ، قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت اپنے اوپر کے بالا خانے والوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے مغرب یا مشرقی گوشہ کے قریب ایک روشن ستارہ کو دیکھتے ہوں اس تفاوت کی وجہ سے جو ان کے درمیان ہے، ان محلات کی تعریفیں سن کر لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے، جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہ پاسکے گا، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان لوگوں کے لئے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔^②

جن کے نیچے دودھ، شہد، پانی اور مختلف انواع کی شراب کی نہریں بہ رہی ہوں گی، یہ اللہ کا وعدہ ہے جو اس نے اپنے مومن بندوں سے کر رکھا ہے اور اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝۳۳

ترجمہ: رہے وہ لوگ جو ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں تو انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہوگا۔

وَعَدَّ اللَّهُ لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعَدَّهُ وَلَكِنْ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ①

ترجمہ: یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

① جامع ترمذی کتاب صفة الجنة باب ما جاء في صفة عرفة الجنة ۲۵۲، مسند احمد ۱۳۳۸، صحيح ابن خزيمة ۲۳۶، مسند ابی

يعلى ۴۳۸، مسند البزار ۷۰۲

② صحيح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة ۳۲۵۶، صحيح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها باب ترائي أهل الجنة أهل العرف، كما يرى الكوكب في السماء ۷۱۴، جامع ترمذی کتاب صفة الجنة باب ما جاء في ترائي أهل الجنة في العرف ۲۵۵۶، صحيح ابن حبان ۷۳۹۳، شرح السنة للبعوي ۲۳۷۸

③ النساء ۱۲۴

④ الروم ۶

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ النَّعِيمِ ۝۸ خُلِدِينَ فِيهَا وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۹ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: البتہ جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں ان کے لیے نعمت بھری جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کا پختہ وعدہ ہے اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارتا ہے اور اسے زمین کی سوتوں میں پہنچاتا ہے، پھر اسی کے ذریعے

زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهَيِّجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۝

مختلف قسم کی کھیتیاں اگاتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں اور آپ انہیں زرد رنگ دیکھتے ہیں پھر انہیں ریزہ ریزہ کر دیتا ہے،

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ (الزمر ۲۱)

اس میں عقلمندوں کیلئے بہت زیادہ نصیحت ہے۔

زندگی کی بہترین مثال:

اللہ کی قدرت کی نشانیوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح ہواؤں کو بھیجتا ہے جو سمندروں سے پانی کو لے کر اٹھتی ہیں، ان سے بادل بنتے ہیں پھر ان بادلوں کو جہاں اللہ چاہتا ہے بھیج کر آسمان سے ضرورت کے مطابق میٹھا پانی برساتا ہے، جیسے فرمایا: وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ فَتُخْرِجُهُ

سَحَابًا مَّسْفُوفَةً إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَلِكَ النُّشُورُ ﴿۲۱﴾ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے ایک اجازت علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور ایسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی، مرے ہوئے انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہو گا۔

پھر وہ پانی زمین میں جذب ہو جاتا ہے جس سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے پھر اللہ اس پانی کو سوتوں، چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر رواں دواں فرمادیتا ہے، جیسے فرمایا

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَّعِينٍ ﴿۲۰﴾ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں نکال کر لادے گا؟۔

﴿۱﴾ لقمان ۹، ۸

﴿۲﴾ فاطر ۹

﴿۳﴾ الملک ۳۰

پھر اسی ایک پانی سے انواع اقسام کے پھل جن کے رنگ، ذائقہ اور خوشبو مختلف ہوتی ہیں اور مختلف اجناس و نباتات کو خوشمناسپلوں کی شکل میں پیدا کرتا ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَوِّرَةٌ وَجَدْتُمْ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنَوَانٍ وَغَيْرُ صِنَوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِضْلٌ بَعْضُهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۹۹﴾

ترجمہ: اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں، انگو کے باغ ہیں کھیتیاں ہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر، ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتٍ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَدْتُمْ مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ ... ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے پھر ان سے تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے بھکے پڑتے ہیں اور انگو رزیتوں اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو۔

پھر ایک وقت مقررہ پر وہ شاداب و تروتازہ کھیتیاں زرد ہو کر سوکھ جاتی ہیں اور آخر کار ریزہ ریزہ ہو کر بھس بن کر رہ جاتی ہیں، جیسے فرمایا

... كَمْ عِلَّ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ... ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ: اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہوگی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو گئے پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو گئی پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے۔

جس سے عقل والوں کے لئے پیغام ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے پروان چڑھاتا ہے اور جسے چاہتا ہے خستہ و خراب کر دیتا ہے، کسی مخلوق کے اختیار میں نہیں کہ جسے اللہ پروان چڑھا رہا ہو اس کو پھلنے پھولنے سے روک دے، اور نہ ہی یہ کسی کے اختیار میں ہے کہ جسے اللہ غارت کرنا چاہے وہ اسے خاک میں ملنے سے بچالے، جس طرح شاداب و تروتازہ کھیتیاں خشک ہو کر بھس بن جاتی ہیں اسی طرح دنیا کی یہ زندگی، اس کی رونق، اس کی شادابی و زینت اور اس کی لذتیں اور آسائشیں بھی عارضی ہیں یہ بھی ایک مقررہ وقت پر زوال و فنا سے ہم کنار ہو جائیں گی، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ الرد ۴

﴿۲﴾ الانعام ۹۹

﴿۳﴾ الحديد ۲۰

وَاصْرَبْ لَهُمْ مَثَل الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَا آتَيْنَاهُم مِّن السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُؤًا الرِّيحِ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٥٥﴾ ﴿٥٦﴾

ترجمہ: اور اے نبی ﷺ! انہیں حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسایا تو زمین کی پود خوب گھنی ہو گئی اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی جسے ہوا اسی اڑانے کے لیے پھرتی ہیں اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

لہذا دنیا اسی چیز نہیں جس کے چند روزہ بہار پر فریفتہ ہو کر آدمی اللہ رب العالمین اور آخرت کی دائمی زندگی کو بھول جائے، اور دنیا کی چند روزہ بہار کے مزے لوٹنے کی خاطر ایسے اعمال کرے جو اس کی عاقبت کو برباد کر دیں، جس طرح اللہ اپنی قدرت سے مردہ زمین کو زندہ فرماتا ہے، پانی کے حصول کو آسان بنایا ہے اسی طرح ایک وقت مقررہ پر وہ مردوں کو ان کی قبروں سے دوبارہ زندہ فرمائے گا اور ان کے اعمال کا محاسبہ کرے گا، جیسے فرمایا

وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٥٧﴾ ﴿٥٨﴾

ترجمہ: قیامت کی گھڑی آکر رہے گی اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں اور اللہ ضرور ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں۔ لہذا ان تمام افعال کو سرانجام دینے والی ہستی ہی درحقیقت عبادت کی مستحق ہے۔

أَفَبِنَّ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَكَ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۗ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے پس وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور ہے اور ہلاکی ہے

قُلُوبَهُمْ ۗ مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۗ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾ اللَّهُ نَزَّلَ

ان پر جن کے دل یاد الہی سے (اثر نہیں لیتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں یہ لوگ صریح گمراہی میں (بتلا) ہیں، اللہ تعالیٰ نے بہترین

أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِي ۚ تَفْشَعُرُ مِنْهُ جُلُودَ الَّذِينَ

کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے، جس سے ان لوگوں کے

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَ قُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۗ

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کی ذکر کی طرف نرم ہو جاتے

ذٰلِكَ هُدًى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَ مَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ

ہیں، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت جس کے ذریعہ جسے چاہے راہ راست پر لگا دیتا ہے، اور جسے اللہ تعالیٰ ہی راہ بھلا دے

فَبَاكِلَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۳۷﴾ (الزمر ۲۲۸۳)

اس کا ہادی کوئی نہیں۔

قرآن حکیم کی تاثیر:

اب کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اپنی رحمت و فضل سے اسلام کے لئے کھول دیا ہو یعنی جسے قبول حق اور خیر کاراستہ اپنانے کی توفیق نصیب ہوگئی ہو اور وہ اس کی صاف روشنی میں راہ راست پر چل رہا، کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کا سینہ تنگ ہو اور وہ گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہا؟ جیسے فرمایا

أَوْ مَنْ كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلَهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ... ﴿۳۷﴾ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہو اور کسی طرح ان سے نہ نکلتا ہو۔
ہرگز نہیں، حق و باطل کبھی یکساں نہیں ہو سکتے، جیسے فرمایا

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ... ﴿۳۷﴾ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے، نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں۔

چنانچہ تباہی و ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کی نصیحت سن کر نرم ہونے کے بجائے پتھر سے زیادہ سخت ہو گئے یہی لوگ ہیں جو کھلی گمراہی میں بھٹک رہے ہیں، اللہ نے پہلی کتابوں کی طرح انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے یہ قرآن کریم نازل فرمایا ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے الفاظ فصیح ترین اور واضح ترین اور اس کے معانی جلیل ترین ہیں، جس کے مضامین میں کسی لحاظ سے کوئی تضاد اور اختلاف نہیں، جس کے تمام اجزا حسن کلام، حسن تالیف وغیرہ خوبیوں میں ہم رنگ ہیں، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ... ﴿۶﴾ ﴿۷﴾

ترجمہ: اے نبی! وہی خدا ہے جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں ایک محکمات جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات۔

اور جس میں لوگوں کی عبرت و نصیحت کے لیے پہلی تباہ شدہ اقوام کے قصص و واقعات اور مواضع و احکام بار بار مختلف انداز سے دہرائے گئے ہیں،

۱ الانعام ۱۲۲

۲ فاطر ۲۲ تا ۲۹

۳ آل عمران ۷

قَالَ مُجَاهِدٌ: يَعْنِي الْقُرْآنُ كُلَّهُ مُتَشَابِهٌ مَتَانِي

مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سارے کاسارا قرآن باہم ملتا جلتا اور بار بار دہرایا جاتا ہے۔^①

وَقَالَ قَتَادَةُ: الْآيَةُ تُشْبِهُ الْآيَةَ، وَالْحَرْفُ يُشْبِهُ الْحَرْفَ

اور قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آیت سے اور حرف حرف سے ملتا جلتا ہے۔^②

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: {مَتَانِي} قَالَ: الْقُرْآنُ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَيُرَدُّ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ”جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں۔“ کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کا ایک حصہ دوسرے سے

ملتا جلتا اور مشابہت رکھتا ہے۔^③

اس میں بیان کیے ہوئے قیامت اور میدان محشر کے احوال، مجرموں کی سزاؤں اور ہٹ دھرموں کو دی جانی والی دھمکیوں کو سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کی معرفت رکھتے ہیں، اور جب اللہ کی رحمت اور اس کے لطف و کرم کی امید ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے تو ان کے اندر سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے، جس سے ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ انتہائی عاجزی کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تَلَيَّتْ عَلَيْهِمُ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿١﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ﴿٥﴾

ترجمہ: جنہیں اگر ان کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے۔

تَلَا قَتَادَةُ {تَفْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ، ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ} قَالَ: هَذَا نَعْتُ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ نَعْتَهُمُ اللَّهُ أَنْ تَفْشَعِرَّ جُلُودُهُمْ، وَتَبْكِي أَعْيُنُهُمْ، وَتَطْمِئِنَّ قُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ، وَلَمْ يَنْعَثُهُمْ بِدَهَابِ عُقُولِهِمْ، وَالْعَشْيَانِ عَلَيْهِمْ، وَإِنَّمَا هَذَا فِي أَهْلِ الْبِدْعِ وَهَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ

قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ ”اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں، اور پھر ان کے

① تفسیر طبری ۲۱/۲۷۹

② تفسیر طبری ۲۱/۲۷۹

③ تفسیر طبری ۲۱/۲۷۹، الدر المنثور ۷/۲۲۱

④ الانفال ۲

⑤ الفرقان ۳

جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔“ کی تلاوت کی اور کہا کہ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے اللہ عزوجل نے ان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان کی کھالوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی، اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے آرام پاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت بیان نہیں فرمائی کہ آیات سن کر ان کی عقلیں ماؤف ہو جاتی ہیں، اور وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں، یہ اہل بدعت کی نشانی ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔^(۱)

یہ اس کے بندوں کے لیے اللہ کی طرف سے ہدایت ہے، اس تاثیر قرآن کے ذریعے اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے، جیسے فرمایا
يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۶﴾^(۲)

ترجمہ: اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔
اور جسے اللہ ہی گمراہ کر دے پھر اس کے لئے کوئی ہادی نہیں ہے۔

أَقْبَنُ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ

بھلا جو شخص قیامت کے دن ان کے بدترین عذاب کی سپر (ڈھال) اپنے منہ کو بنائے گا (ایسے) ظالموں سے کہا جائے گا

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿۳۳﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَاتَّهَمُوا الْعَذَابِ

اپنے کیے کا (وبال) چکھو، ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا پھر ان پر وہاں سے عذاب آپڑا جہاں سے ان

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۳۵﴾ فَاذْأَقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

کو خیال بھی نہ تھا، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگانی دنیا میں رسوائی کا مزہ چکھایا

وَالْعَذَابِ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾ (الزمر ۲۳-۲۶)

اور ابھی آخرت کا تو بڑا بھاری عذاب ہے، کاش کہ یہ لوگ سمجھ لیں۔

کیا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور اپنے عزت و اکرام کے گھر پہنچانے والے راستے پر گامزن ہونے کی توفیق سے بہرہ مند کیا ہو، اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو محض اپنی ہٹ دھرمی کے باعث طاغوت کی بندگی پر جما ہوا ہے اور دائمی بغض و عناد میں سرگرداں ہے، یہاں تک کہ قیامت آ پہنچے اور اسے زنجیروں میں جکڑ کر اور گلے میں طوق ڈال کر جہنم میں دھکیل دیا جائے اور وہ بالکل عاجز و بے بس ہو کر اپنے چہرے

کو اس عذاب سے بچانے کی ناکام کوشش کرے؟ جیسے فرمایا

﴿أَمَّنْ يَمْشِي مَكْبًا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝۳۱﴾

ترجمہ: بھلا سوچو جو شخص منہ اوندھائے چل رہا ہو وہ زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے یا وہ جو سر اٹھائے سیدھا ایک ہموار سڑک پر چل رہا ہو۔

ایک مقام پر فرمایا

﴿أَمَّنْ يُلْفِي فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝۳۲﴾

ترجمہ: بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن و امان کے ساتھ حاضر ہوگا؟۔

ایسے ظالموں سے تو کہہ دیا جائے گا کہ اب حق کی تکذیب اور ان اعمال بد کا مزہ چکھو جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو، اور اے نبی ﷺ! یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں کہ حق کو جھٹلایا جا رہا ہو ان لوگوں سے پہلے بھی بہت سی اقوام اسی طرح دعوت حق کو جھٹلا چکی ہیں انہوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی تھی، اسی طرح دعوت کو روکنے کے لیے ہر طرح کے ہتکنڈے استعمال کیے مگر ہر طرح کے مکر و فریب کے باوجود حق ہی سر بلند رہا اور تکذیب کرنے والی اقوام پر ایسے رخ سے عذاب نازل ہوا جلدھران کا وہم و گمان بھی نہ جاسکتا تھا، جیسے فرمایا

﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝۳۳﴾

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ (حق کو نینچا دکھانے کے لیے) ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں تو دیکھ لو کہ اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آ رہی اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جلدھر سے اس کے آنے کا ان کو گمان تک نہ تھا۔ پھر اس مشکل گھڑی میں نہ ان کی طاقت و قوت کچھ کام آئی اور نہ ہی ان کے معبود انہیں اس عذاب سے بچا سکے، دعوت حق قبول نہ کرنے کے جرم میں اللہ نے ان کو دنیا ہی کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو اس سے شدید تر ہے، کاش یہ لوگ جانتے کہ اللہ کا عذاب کتنا شدید ہوتا ہے، جیسے فرمایا

﴿وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝۳۴﴾

ترجمہ: اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے کاش یہ لوگ اس کو جانتے۔

﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝۳۵﴾

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کر دی ہیں کیا عجب کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں،

﴿۱﴾ الملک ۲۲

﴿۲﴾ حم السجدة ۳۰

﴿۳﴾ النحل ۲۶

﴿۴﴾ القلم ۳۳

قُرْآنًا عَرَبِيًّا عَيْرَ ذِي عَوْجٍ لِّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۳۸﴾ صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا

قرآن ہے عربی میں جس میں کوئی کچی نہیں، ہو سکتا ہے کہ پرہیزگاری اختیار کر لیں، اللہ تعالیٰ مثال بیان فرما رہا ہے کہ

رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَكِّسُونَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ط

ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے سا جھی ہیں، اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا غلام) ہے

هَلْ يُسْتَوِينَ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ج بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾

کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے، بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ سمجھتے نہیں،

اِنَّكَ مَبِيتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيْتُونَ ﴿۴۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں پھر تم سب کے سب قیامت کے دن

عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿۴۱﴾ (الزمر ۷۷-۳۱۲)

اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔

شرک کی قباحت، ایک سادہ سی مثال:

کیونکہ مثالوں سے باتیں ٹھیک طور پر سمجھ میں آجاتی ہیں اس لیے ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو اہل خیر، اہل شر، توحید و شرک، حیات بعد

الموت اور دنیا و آخرت وغیرہ کی مثالیں دی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، جیسے فرمایا

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿۴۲﴾ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: یہ مثالیں ہم لوگوں کی فہمائش کے لیے دیتے ہیں مگر ان کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔

ہم نے اس قرآن عظیم کو عربی میں واضح الفاظ اور آسان معانی والا بنایا ہے، جس میں کوئی خلل یا نقص نہیں بلکہ اس میں صاف صاف سیدھی

باتیں کہی گئی ہیں، واضح ترین دلائل و براہین بیان کیے گئے ہیں جسے معمولی سمجھ بوجھ کا مالک بھی براہ راست سمجھ سکتا ہے، جیسے فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَعَلَّ يَجْعَلَ لَّهُ عَوْجًا ﴿۴۳﴾ ﴿۴۲﴾ قَيِّمًا ﴿۴۴﴾

ترجمہ: تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی، ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی

کتاب۔

تاکہ لوگ اس میں بیان کردہ وعیدوں سے ڈریں اور آخرت کے برے انجام سے بچنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کرنے کے

لئے شرک و توحید کے فرق اور انسان کی زندگی پر دونوں کے اثرات کو کھول کر بیان فرمایا کہ ایک غلام ہے جس کے کئی مختلف المراج بدخو

آقا ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں، ہر ایک آقا کا اپنا پنا منقاد ہے اور ہر ایک متضاد احکامات دے کر اس غلام کو اپنی خدمت پر رکھنا چاہتا ہے، جس سے وہ کسی کی بھی صحیح طور پر خدمت نہیں کر سکتا، اس کے تمام آقا سے ڈانٹتے پھٹکارتے رہتے ہیں اور اسے سزا دینے پر تمل جاتے ہیں، اس طرح اس کی زندگی کو عذاب بنا کر رکھ دیتے ہیں، اس کے مقابلے میں ایک غلام ہے جس کا صرف ایک ہی آقا ہے اور اس کی ملکیت میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، چنانچہ وہ اپنے مالک کا ہر کام پوری جانفشانی اور لگن سے کرتا ہے جس سے اس کا مالک اس سے خوش ہے اور وہ اپنے مالک سے خوش ہے کیا یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ ایک مقام پر فرمایا

صَرَ بَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۳۸﴾ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: وہ تمہیں خود تمہاری اپنی ہی ذات کی ایک مثال دیتا ہے، کیا تمہارے ان غلاموں میں سے جو تمہاری ملکیت میں ہیں کچھ غلام ایسے بھی ہیں جو ہمارے دیے ہوئے مال و دولت میں تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہوں اور تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح آپس میں اپنے ہمسرؤں سے ڈرتے ہو، اس طرح ہم آیات کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

کوئی بھی مخالف توحید اس کا جواب اثبات میں نہیں دے سکتا، اسی طرح مشرک جو کئی معبودوں کا پجاری ہے اور مومن جو صرف اللہ ہی کی بندگی و اطاعت کرتا ہے بھی برابر نہیں ہو سکتے، جیسے یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا

يُصَاحِبِي السَّجْنِ ءَآرَبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴۰﴾ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟

مگر لوگوں کا عالم یہ ہے کہ ایک آقا کی غلامی اور بہت سے آقاؤں کی غلامی کا فرق تو خوب سمجھ لیتے ہیں مگر جب انہیں ایک اللہ کی بندگی اور بہت سے الہوں کی بندگی کا فرق سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے تو نادان بن جاتے ہیں اور محض ہٹ دھرمی سے کھلی صداقت کو دبا کر شرک کا ارتکاب کرتے ہیں، اچھا ہے نبی ﷺ! اس دنیا میں نہ آپ نے سدا رہنا ہے نہ ان لوگوں نے، بقائے جاودانی تمہارے لیے بھی نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کے لیے ہے، ایک وقت مقررہ پر سب نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، جیسے فرمایا

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّنكُمْ فَهْمٌ الْخُلْدُونَ ﴿۴۲﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ﴿۴۳﴾ ﴿۴۴﴾

ترجمہ: اور اے نبی! ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے نہیں رکھی ہے اگر تم مر گے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے،

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ] ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ] قَالَ الزُّبَيْرُ: أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ أُبَكِّرُ عَلَيْنَا مَا كَانَ بَيْنَنَا

﴿۱﴾ الروم ۲۸

﴿۲﴾ یوسف ۳۹

﴿۳﴾ الانبیاء ۳۵، ۳۴

فِي الدُّنْيَا مَعَ خَوَاصِّ الذُّنُوبِ؟ قَالَ: نَعَمْ لِيَكْزُرَنَّ عَلَيْكُمْ حَتَّى يُوَدَّى إِلَى كُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللَّهِ إِنَّ الأَمْرَ لَشَدِيدٌ

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں ” (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے، آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔“ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا گناہوں کے ساتھ ساتھ دنیا کے جھگڑوں کو بھی ہم پر لوٹا دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (تمہارے جھگڑوں کو بھی) تم پر البتہ ضرور لوٹا دیا جائے گا تا کہ ہر حق دار کو اس کا حق دلادیا جائے، زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ کی قسم! یہ معاملہ تو بہت سخت ہو گا۔^۱

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ. يَقُولُ: يُخَاصِمُ الصَّادِقُ الْكَاذِبَ، وَالْمُظْلَمُ الظَّالِمَ، وَالْمُهْتَدِي الضَّالَّ، وَالضَّعِيفُ الْمُسْتَكْبِرَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔“ کے بارے میں روایت ہے سچا جھوٹے سے، مظلوم ظالم سے، ہدایت یافتہ گمراہ سے اور کمزور طاقتور سے جھگڑا کرے گا۔^۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: يَخْتَصِمُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى تَخْتَصِمَ الرُّوحُ مَعَ الْجَسَدِ، فَتَقُولُ الرُّوحُ لِلْجَسَدِ: أَنْتَ فَعَلْتَ. وَيَقُولُ الْجَسَدُ لِلرُّوحِ: أَنْتَ أَمَرْتِ، وَأَنْتِ سَوَّلْتِ. فَيَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا، فَيَقُولُ [لَهُمَا] إِنَّ مَثَلَكُمَا كَمَثَلِ رَجُلٍ مَفْعَدٍ بَصِيرٍ وَالْأَخْرُ ضَرِيرٍ، دَخَلَا بُسْتَانًا، فَقَالَ الْمُفْعَدُ لِلضَّرِيرِ: إِنِّي أَرَى هَاهُنَا ثِمَارًا، وَلَكِنْ لَا أَصِلُ إِلَيْهَا. فَقَالَ لَهُ الضَّرِيرُ: ازْكَبْنِي فَتَنَاوَلْهَا، فَرَكِبَهُ فَتَنَاوَلَهَا، فَأَيُّهُمَا الْمُعْتَدِي؟ فَيَقُولَانِ: كِلَاهُمَا. فَيَقُولُ لَهُمَا الْمَلَكُ. فَإِنَّكُمَا قَدْ حَكَمْتُمَا عَلَى أَنْفُسِكُمَا. يَعْنِي: أَنَّ الْجَسَدَ لِلرُّوحِ كَالْمَطِيئَةِ، وَهُوَ رَاكِبُهُ.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے لوگ قیامت کے دن جھگڑا کریں گے حتیٰ کہ روح اپنے جسم سے جھگڑا کرے گی، روح جسم سے کہی گی کہ تو نے یہ کام کیا تھا اور جسم روح سے کہے گا کہ تو نے ہی مجھے اس کا حکم دیا اور اسے مزین کر کے دکھایا تھا، اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو ان دونوں کا فیصلہ کرے، فرشتہ کہے گا تم دونوں کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص اپنا بیٹا اور دوسرا اپنا بیٹا ہو اور دونوں ایک باغ میں داخل ہو گئے ہوں، اپنا بیٹا نے اندھے سے کہا میں یہاں باغ میں لگے ہوئے پھل دیکھ رہا ہوں مگر میں انہیں توڑ نہیں سکتا، نابینا نے اس سے کہا مجھ پر سوار ہو کر انہیں توڑ لو، اپنا بیٹا نے نابینا پر سوار ہو کر توڑ لیے تو بتاؤ ان دونوں میں سے کون مجرم ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ دونوں ہی مجرم ہیں، فرشتہ ان سے کہے گا کہ اپنے بارے میں تم نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے یعنی جسم ایسے ہے جیسے سواری ہو اور روح کی مثال ایسے ہے جیسے سواری ہو۔^۳

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُثْمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَوَلَّتْ هَذِهِ الأَيَّةُ، وَمَا نَعْلَمُ فِي أَيِّ شَيْءٍ تَوَلَّتْ: {ثُمَّ إِنَّكُمْ

۱) مسند احمد ۱۴۳۴، جامع ترمذی أبواب تفسير القرآن باب وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ ۳۲، الدر المنثور ۲۲۶/۷

۲) تفسير طبري ۲۸، الدر المنثور ۲۲/۷

۳) الدر المنثور ۲۲/۷

يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ} [قَالَ] قُلْنَا: مَنْ تُخَاصِمُ؟ لَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ أَهْلِ الْكِتَابِ حُصُومَةٌ، فَمَنْ تُخَاصِمُ؟ حَتَّى وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: هَذَا الَّذِي وَعَدْنَا رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ-تُخْتَصِمُ فِيهِ

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب یہ آیت کریمہ ”آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔“ نازل ہوئی تو ہم نے عرض کی ہم کن لوگوں سے جھگڑا کریں گے ہمارے اور اہل کتاب کے مابین تو کوئی جھگڑا نہیں تو پھر ہم کن سے جھگڑیں گے؟ حتیٰ کہ فتنہ رونما ہو گیا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہے وہ جس کا ہمارے رب تعالیٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم اس کے بارے میں جھگڑیں گے۔^(۱)

اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے عدل و انصاف پر نبی حکم کے ذریعے موحدین اور مشرکین و مکذبین کے درمیان فیصلہ فرمادے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دے گا۔

... أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۶۱﴾^(۲)

ترجمہ: وہ بھول گئے ہیں مگر اللہ نے ان کا سب کیا دھرا گن کر محفوظ کر رکھا ہے اور اللہ ایک ایک چیز پر شاہد ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یقین نہ آیا اور وہ کہنے لگے کہ جو کوئی یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں تو سیدنا عمر اپنی تلوار سے اس کا سر تن سے جدا کر دے گا، جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اپنی تلوار نیام میں کر لیں

فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ، فَصَعَدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَأَبْنُ مَاتٍ أَوْ قَتِيلٌ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَتَقَلَّبْ عَلَىٰ عَقْبِيهِ فَلَنْ يَبْصُرَ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿۶۲﴾ قَالَ عُمَرُ: فَلَكَّأَتِي لَمْ أَقْرَأَهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ

اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر رسول پر چڑھے اور یہ آیت پڑھی ”اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا کیا ہیں کہ ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم لٹے پاؤں (راہ حق سے) پھر جاؤ گے؟ اور (یاد رکھو) جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہ کرے گا البتہ جو لوگ اللہ کے شکر گزار ہیں تو وہ ضرور ان کو (اس کا) اجر دے گا۔“ تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یقین آ گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں۔^(۳)

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برزخ میں بالکل اسی طرح زندگی حاصل ہے جس طرح دنیا میں حاصل تھی قرآن کی نصوص کے خلاف ہے۔

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۵، ۳۲۵، ۱۰۳

(۲) المجادلة ۶

(۳) آل عمران: ۱۳۴

(۴) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ذِکْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۶۲، مسند احمد ۲۵۸۴۱، السنن الكبرى للبيهقي

۱۶۵۳۶، مصنف عبدالرزاق ۹۷۵۵

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۗ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۳۵﴾ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۶﴾ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: پھر اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور جب سچائی اس کے سامنے آئی تو اسے جھٹلایا کیا ایسے لوگوں کے لئے جہنم میں کوئی ٹھکانا نہیں ہے؟ اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور جنہوں نے اس کو سچ مانا وہی عذاب سے بچنے والے ہیں، انہیں اپنے رب کے ہاں وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کریں گے، یہ ہے نیکی کرنے والوں کی جزا، تا کہ جو بدترین اعمال انہوں نے کیے ہیں انہیں اللہ ان کے حساب سے ساقط کر دے اور جو بہترین اعمال وہ کرتے رہے ان کے لحاظ سے ان کو اجر عطا فرمائے۔

مشرکین بے شمار دیوی و دیوتاؤں کو بغیر کسی سند کے اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے، فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں تسلیم کر کے ان کی پرستش کرتے تھے، اسی طرح یہودی عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں حالانکہ اللہ کی بلند وبالذات صفات، اختیارات اور حقوق ہر طرح کے شرک سے پاک و برتر ہے، جیسے فرمایا

... وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۸﴾ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو کہ وہ حقیقت میں اس نے فرمایا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اللہ کی نازل کردہ کتاب کو بھی جھٹلاتے تھے، جیسے فرمایا

قَالُوا مَا آتَانَا مِنَ اللَّهِ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۗ وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ ۖ إِنَّا أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿۴۰﴾ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: بستی والوں نے کہا تم کچھ نہیں ہو مگر ہم جیسے چند انسان، خدائے رحمان نے ہرگز کوئی چیز نازل نہیں کی ہے تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جس نے اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ بیٹی، بیٹا اور دوسرے خود ساختہ شریک بنا لیے ہوں اور جب اسے واضح دلائل اور براہین کے ساتھ دعوت حق پیش کی گئی تو اس نے اسے جھٹلایا ہی نہیں دیا بلکہ داعی حق کو جھوٹا قرار دے کر اس دعوت کو روکنے کے درپے ہو گیا، ایسے ظالم و کفر لوگوں کو جہنم کے عذاب میں مبتلا کر کے ان سے بدلہ لیا جائے گا۔

... إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۴۲﴾ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اور محمد رسول اللہ ﷺ جو سچا دین لے کر آئے یا وہ شخص جو لوگوں کو توحید کی دعوت دینا، اللہ کی شریعت کی طرف رہنمائی کرتا اور طاعت کی بندگی اور برائی سے روکتا ہے، اور جو لوگ اللہ وحدہ لا شریک پر غیر متزلزل ایمان لاتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ اور پہلے تمام انبیاء و مرسلین کی

۱ الزمر ۳۲ تا ۳۵

۲ الاعراف ۳۳

۳ یسین ۱۵

۴ لقمان ۱۳

رسالت اور ان پر نازل کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں، یومِ آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں عمل صالح اختیار کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں یہی لوگ متقی و پرہیزگار ہیں اور یہی لوگ عذابِ برزخ، قیامت کے روز کی سختیوں، سخت حساب، میدانِ محشر میں ساری خلقت کے سامنے رسوائی اور جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے والے ہیں، جیسے فرمایا

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعَدَّ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُؤَدُّونَ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن سے ہم وہ نیک عمل قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کیے اور بہشتیوں میں شامل کر کے ان کے گناہوں سے درگزر کرتے ہیں یہ اس سچے وعدے کے مطابق ہے جو ان سے کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو معاف فرما کر انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت میں داخل فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی ہر اس خواہش کو پورا کر دے گا جس کی وہ تمنا کریں گے، جیسے فرمایا

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَاللَّهُمَّ مَا يَدْعُونَ ﴿۱۸﴾ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل بھی ہوں گے اور ان کو وہاں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ طلب کریں گے۔

یہ ہے اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے والوں کی بہترین جزا، جیسے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضَعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۲۰﴾ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دوچند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

الَّذِينَ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَرَدُّوا عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ لِئَلَّا يَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَرَدُّوا عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ لِيُنزِلَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْعَذَابَ ﴿۲۲﴾ ﴿۲۳﴾

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں، اور جسے اللہ گمراہ کر دے

فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۲۴﴾ ﴿۲۵﴾ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ ﴿۲۶﴾ ﴿۲۷﴾

اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں، اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، کی

الَّذِينَ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَرَدُّوا عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ لِيُنزِلَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْعَذَابَ ﴿۲۸﴾ ﴿۲۹﴾ (الزمر ۷۳-۷۴)

اللہ تعالیٰ غالب اور بدلہ لینے والا نہیں ہے؟۔

﴿ الاحقاف ۱۶ ﴾

﴿ یسین ۵۷ ﴾

﴿ النساء ۳۰ ﴾



اللہ پر کامل بھروسہ:

پچھلی قومیں اپنے معبودوں کی حمایت میں نبیوں کو کہا کرتی تھیں کہ یہ جو تم اللہ کی طرف سے وحی، فرشتوں، مرنے کے بعد زندگی، قیامت، حشر نثر اور جنت و دوزخ وغیرہ کے بارے میں جو بہکی، بہکی باتیں کرتے ہو یقیناً یہ ہمارے معبودوں اور ان کے آستانوں کی شان میں گستاخیاں کرنے کی سزا ہے،
جیسے قوم نوح نے کہا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ﴿١١﴾

ترجمہ: ان سے پہلے نوح کی قوم جھٹلا چکی ہے، ان لوگوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بری طرح جھڑکا گیا۔

إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جَنَّةٌ مَّا تَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٢﴾

ترجمہ: بس اس آدمی کو ذرا جنون لاحق ہو گیا ہے کچھ مدت اور دیکھ لو (شاید افاقہ ہو جائے)۔

قوم ہود نے کہا

إِن نَّقُولُ إِلَّا أَعْتَدْنَا بَعْضَ الْهَيْئَاتِ بِسُوءٍ... ﴿١٣﴾

ترجمہ: ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔

قوم صالح نے کہا

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَخَّرِينَ ﴿١٤﴾

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے۔

انہی اقوام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کفار و مشرکین مکہ بھی محمد ﷺ کو اپنے باطل معبودوں کی طاقت، قوت و اختیار سے ڈراتے ہوئے کہتے تھے اے محمد ﷺ! تم ہماری معبودوں کی شان میں بڑی گستاخیاں کرتے ہو، ان کے خلاف زبان کھولتے ہو، ان کو بے بس و حقیر سمجھتے ہو حالانکہ یہ بڑی زبردست اور باکرامت ہستیاں ہیں جو بھی ان کی توہین کرے گا تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا اس لئے اگر آپ نے بھی ان کے خلاف زبان درازی بند نہ کی تو وہ تمہارا تختہ الٹ دیں گے، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو ایک تسلی اور یقین دہانی کرائی اے نبی ﷺ! آپ ان لوگوں کی دھمکیوں اور لڑن ترانیوں سے بے خوف و بے فکر ہو کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے مشن میں لگے رہیں، کفار کی باتوں کی ہرگز پرواہ نہ کریں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں جب اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو تو کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اللہ ان سب کے مقابلے کے لئے آپ کو کافی

﴿١﴾ القمر ٩

﴿٢﴾ المؤمنون ٢٥

﴿٣﴾ ہود ٥٢

﴿٤﴾ الشعراء ١٥٣

ہے جو کوئی آپ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے آپ کی مدافعت کرے گا، اللہ ہی راہ ہدایت کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستے پر لگانے بھی کوئی نہیں، جیسے فرمایا:

... وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿۱۸﴾

ترجمہ: جس کو اللہ نے راستے سے ہٹا دیا اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پاسکتے۔

... وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کر دے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے اور اللہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔

... وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: پھر جس کو اللہ گمراہی میں پھینک دے اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہے۔

... وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہی میں ڈال دے تو اس کے بعد ایسے لوگوں کے لیے تو کوئی حامی و ناصر نہیں پاسکتا۔

... وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرَشِدًا ﴿۲۲﴾

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مرشد نہیں پاسکتے۔

... وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَدِيِّ مِنْ بَعْدِهِ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: جس کو اللہ ہی گمراہی میں پھینک دے اس کا کوئی سنبھالنے والا اللہ کے بعد نہیں ہے۔

اگر یہ لوگ کفر و عناد سے باز نہ آئے تو یقیناً اللہ جو کامل قہر اور غلبے کا مالک ہے وہ ان باغیوں سے زبردست انتقام لے گا اور انہیں عبرت ناک انجام سے دوچار کر دے گا۔

وَلَيْنِ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے، آپ ان سے کہئے کہ

﴿النساء﴾ ۸۸

﴿الاعراف﴾ ۱۸۶

﴿الرعد﴾ ۳۳

﴿بنی اسرائیل﴾ ۹۷

﴿الکہف﴾ ۱۷

﴿الشوری﴾ ۲۲

مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيهِ

اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟

أَوْ أَرَادَنِيَ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ ۗ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ

یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے،

عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۳۸﴾ (الزمر ۳۸)

توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کی تخلیق کس نے کی ہے تو یہ مشرکین یقیناً اعتراف کریں گے کہ اللہ وحدہ لا شریک نے ان کی تخلیق کی ہے، جب یہ مشرکین تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمانوں کا خالق اکیلا اللہ ہی ہے، اللہ ہی نے خونخوار درندے، ہوا میں اڑتے رنگارنگ چھوٹے بڑے پرندے، زمین پر رنگتے ہوئے حشرات الارض، طرح طرح کی آبی مخلوقات اور انسانوں کی مختلف ضروریات کے لئے موبیشوں کو پیدا کیا ہے، اللہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں پروتا ہے، جیسے فرمایا

تُوجِّعُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوجِّعُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ... ﴿۳۵﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوَجِّعُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوَجِّعُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ... ﴿۳۶﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: یہ اس لیے کہ رات سے دن اور دن سے رات نکالنے والا اللہ ہی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوَجِّعُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوَجِّعُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ... ﴿۳۷﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں۔

اللہ ہی آسمانوں سے بارش کا بندوبست فرماتا ہے، جیسے فرمایا

اللّٰهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتَنفِثُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهَا فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا فَتَرى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

خِلَالِهِ ۗ فَاِذَا اَصَابَ بِهِ مِنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اٹھاتی ہیں، پھر وہ ان بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور انہیں ٹکڑیوں میں تقسیم کرتا ہے، پھر تو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے بادل میں ٹپکے چلے آتے ہیں، یہ بارش جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے

﴿۱﴾ آل عمران ۲۷

﴿۲﴾ الحج ۶۱

﴿۳﴾ لقمان ۲۹

﴿۴﴾ الروم ۴۸

برساتا ہے تو یکا یک وہ خوش و خرم ہو جاتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا لِّبَنِي يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَدَلٍ مِّمَّاتٍ فَآزَلْنَا بِهِ
الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ... ﴿۵۷﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھالیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے۔

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَتْهُ فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابِهِ لَقَادِرُونَ ﴿۱۸﴾ فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّاتٍ مِّنْ
نَّجِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيهَا فَاوَاكِهِ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۱۹﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور آسمان سے ہم نے ٹھیک حساب کے مطابق ایک خاص مقدار میں پانی اتارا اور اس کو زمین میں ٹھیرا دیا ہم اسے جس طرح چاہیں غائب کر سکتے ہیں، پھر اس پانی کے ذریعہ سے ہم نے تمہارے لیے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کر دیے، تمہارے لیے ان باغوں میں بہت سے لذیذ پھل ہیں اور ان سے تم روزی حاصل کرتے ہو۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتٍ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا
مُتَمَرًا كَبَابًا ۖ وَمِنَ النَّخْلِ مِنَ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ
مُتَشَابِهٍ ... ﴿۵۸﴾ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگلی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے پھر ان سے تہہ برتہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شکوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں، اور انگور زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔

جس سے انسان اور جانور کھاتے ہیں، جیسے فرمایا

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ۗ أَفَلَا
يُبْصِرُونَ ﴿۲۵﴾ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں نے یہ منظر کبھی نہیں دیکھا کہ ہم ایک بے آب گیاہ زمین کی طرف پانی بہلاتے ہیں پھر اسی زمین سے وہ فصل اگاتے ہیں جس سے ان کے جانوروں کو بھی چارہ ملتا ہے اور یہ خود بھی کھاتے ہیں؟۔

۱ الاعراف ۵۷

۲ المؤمنون ۱۸، ۱۹

۳ الانعام ۹۹

۴ السجدة ۲۷

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿۳۸﴾ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنْ آسَى كَثِيرًا ﴿۳۹﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے تاکہ ایک مردہ علاقے کو اس کے ذریعے زندگی بخشنے اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کرے۔

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ﴿۴۰﴾ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ... ﴿۴۱﴾

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے، وہ اس پانی کے ذریعے سے کھیتوں اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے۔

... وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ﴿۴۲﴾ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ ... ﴿۴۳﴾

ترجمہ: اور اوپر سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔

اور اللہ ہی سچے کی پیدائش سے پہلے ہی اس کے رزق اور پرورش کا بندوبست فرماتا ہے، اور ان تمام تخلیقی کاموں میں جن میں اللہ کی قدرت، طاقت و اختیار کا واضح اظہار ہو رہا ہے ان کے معبودوں کا کوئی تعلق یا واسطہ نہیں، جس سے ان کے معبودوں کی بے بسی ثابت ہوتی ہے تو ان کے معبودوں کے پاس جو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں، نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، نہ کسی کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں اور نہ تکلیف دہ کر سکتے ہیں خدائی کے اختیارات کہاں سے آگئے، یہ تو اپنی شکل و صورت کی تخلیق کے لئے انسانوں کے محتاج ہیں، ان کی خدائی تو ان کے پجاریوں سے مشروط ہے، مٹی پتھر کے یہ دیوی دیوتا یا سورج، چاند، مشتری، زہرہ وغیرہ یا قبروں میں لیٹے ہوئے بزرگ ہستیاں سب کے سب اللہ کی مخلوق ہیں اور ہر مخلوق چاہے اسے کسی بھی مرتبے پر فائز کر دیا جائے اپنے خالق کی بارگاہ میں بے بس ولاچار ہے، روز قیامت کسی کی از خود سفارش کرنا تو درکنار ان کی بے بسی ولاچاری کا تو یہ عالم ہوگا کہ روز قیامت رب کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر لب کشائی تک نہیں کر سکیں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ مَبْدِلًا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿۴۴﴾

ترجمہ: اس روز شفاعت کا رگ نہ ہوگی الا یہ کہ کسی کو رحمان اس کی اجازت دے اور اس کی بات سننا پسند کرے۔

لَا يَجْتَلِيُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ﴿۴۵﴾

﴿۱﴾ الفرقان، ۳۸، ۳۹

﴿۲﴾ النحل، ۱۰، ۱۱

﴿۳﴾ طہ، ۵۳، ۵۴

﴿۴﴾ طہ، ۱۰۹

﴿۵﴾ مريم، ۸۷

ترجمہ: اس وقت لوگ کوئی سفارش لانے پر قادر نہ ہوں گے بجز اس کے جس نے رحمان کے حضور سے پروانہ حاصل کر لیا ہو۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَنَا إِلَّا لِمَنْ أَدْنَىٰ لَهُ... ﴿۳۳﴾^۱

ترجمہ: اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔ کیونکہ ہر طرح کی طاقت، قوت و اختیار صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے، اس لئے ان معبودوں نے اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر کو ٹال کر کسی کو رزق، اولاد، بیماری سے شفا اور مشکل کشائی وغیرہ کیا کرنے ہے، یا اللہ تعالیٰ کسی پر فضل و کرم کر کے دینی یا دنیاوی منفعت عطا کرنا چاہے تو کیا وہ خود ساختہ معبود اس رحمت و کرم کو روک سکتے ہیں، یہ تو خود اللہ نے بخشش و مغفرت کی امید و آس رکھتے ہیں، اس لئے ہر طرح کی کوشش اور تدبیر کے بعد اللہ وحدہ لا شریک ہی پر بھروسہ رکھو جو اہم اور غیر اہم امور میں کفایت فرماتا ہے، کیونکہ اہل ایمان دنیاوی وسائل و اسباب اور تدبیر پر نہیں ہمیشہ اپنے رب پر ہی غیر متزلزل بھروسہ رکھتے ہیں جو بھروسہ رکھنے کے لائق ہے۔

جیسے ہود علیہ السلام نے فرمایا تھا

إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا... ﴿۵۹﴾^۲

ترجمہ: میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا بھی، کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُتِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا: إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا، وَقَالُوا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ {۳}

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ”حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“ ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت پڑھی تھی جب کہ ان کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور یہی آیت ”حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت پڑھی تھی جب منافقوں نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے کہا تھا کہ تم سے لڑنے کو بہت لوگ جمع ہو گئے ہیں۔^۳

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ أَقْوَى النَّاسِ فَلْيَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ أَعْنَى النَّاسِ فَلْيَكُنْ بِمَا فِي يَدِ اللَّهِ أَوْ تَقِ مِنْهُ بِمَا فِي يَدِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ أَكْرَمَ النَّاسِ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہتا ہو کہ وہ سب انسانوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے تو اسے چاہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو شخص چاہتا ہو کہ وہ سب سے بڑھ کر غنی ہو جائے تو اسے چاہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس پر زیادہ

۱ سبأ ۲۳

۲ ہود ۵۹

۳ آل عمران: ۱۷۳

۴ صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن باب إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ ۴۵۶۳، شرح السنة للبعوی ۲۱۰۶

بھروسہ رکھے بہ نسبت اس چیز کے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے اور جو شخص چاہتا ہو کہ سب سے زیادہ عزت والا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے۔^(۱)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا غُلَامُ، أَوْ يَا عَلِيٍّ، أَلَا أَعَلَمَكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهِنَّ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، فَقَالَ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَحُدُّهُ تَجَاهَكَ، تَعْرِفِ إِلَى اللَّهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفَكَ فِي الشَّدَّةِ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعْنِ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَكْتُبْهُ اللَّهُ عَلَيْكَ لَمْ يَضُرُّوكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَكْتُبْهُ اللَّهُ لَكَ لَمْ يَنْفَعُوكَ، جَفَّتِ الصُّحُفُ وَرُفِعَتِ الْأَقْلَامُ، وَاعْمَلْ لِلَّهِ بِالشُّكْرِ فِي اليَقِينِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى مَا تَكْرَهُ خَيْرٌ كَثِيرٌ وَأَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَأَنَّ الْفَرْجَ مَعَ الْكُزْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

ایک اور روایت میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن کے ذریعے اللہ تمہیں فائدہ دے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کو یاد رکھو وہ تیری حفاظت کرے گا، اللہ کو یاد رکھو تو اسے ہر وقت اپنے ساتھ پائے گا، آسانی کے وقت رب کی نعمتوں کا شکر گزار رہو حق کے وقت وہ تیرے کام آئے گا، جب کچھ مانگ تو اللہ ہی سے مانگ اور جب مدد طلب کرو تو اسی سے مدد طلب کر یقین رکھو کہ اگر تمام دنیا مل کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے اور اللہ نے مقدر میں نہ لکھا ہو تو ہرگز نہیں پہنچا سکتے، اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، صحیفے خشک ہو چکے اور قلمیں اٹھالی گئیں، یقین اور شکر کے ساتھ نیکیوں میں مشغول رہو، یقین رکھو تکلیفوں میں صبر کرنے پر بڑی نیکیاں ملتی ہیں اور مدد صبر کے ساتھ ہے اور غم و رنج کے ساتھ ہی خوشی و فراخی ہے اور ہر سختی اپنے اندر آسانی کو لے ہوئے ہے۔^(۲)

عَمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ عَلَى عَصْبِدِ رَجُلٍ حَلْفَةً، أَرَاهُ قَالَ مِنْ صُفْرِ، فَقَالَ: وَيْحَكَ مَا هَذِهِ؟ قَالَ: مِنَ الْوَاهِنَةِ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّمَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا انْبِذْهَا عَنْكَ؛ فَإِنَّكَ لَوْ مِتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے بازو میں پیتل (تانے) کا ایک کڑا دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا یہ کس لیے ہے؟ اس نے بتایا میں نے یہ واہنہ (ایک مرض) کی وجہ سے پہنا ہوا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے اتار پھینکو (اس لیے کہ یہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا) بلکہ اس سے تمہاری کمزوری میں مزید اضافہ ہی ہو گا اگر تم اس حال میں مر گئے کہ یہ تمہارے ہاتھ میں ہو تو تم کبھی نجات نہ پاسکو گے۔^(۳)

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم محققاً ۱۸۹۱۳

(۲) جامع ترمذی أبواب صفة القيامة والرقائق والورع باب باب ۲۵۱۶، مستدرک حاکم ۶۳۰۲، شعب الایمان

۱۰۳۳، مسند احمد ۲۸۰۳، تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۵۱، ۱۸۳۹۵، ۱۰، تفسیر ابن کثیر ۷/۱۰۰، تفسیر القرطبی ۶/۳۹۸

(۳) مسند احمد ۲۰۰۰۰، سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب تعلیق الثمام ۳۵۳۱

عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً، فَلَا أُمَّمَ اللَّهُ لَهُ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً، فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے (بیماری سے تحفظ کے لیے) کوئی تميمہ (تعویذ، منکا وغیرہ) لٹکایا اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جس نے سیپ باندھی اللہ تعالیٰ اسے بھی آرام اور سکون نہ دے۔^(۱)

ایک روایت میں ہے

مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ

جس نے (بیماری سے تحفظ کی نیت سے) تميمہ (تعویذ، منکا وغیرہ) لٹکایا اس نے شرک کیا۔^(۲)

أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: وَالنَّاسُ فِي مَبِيئِهِمْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَسُولًا أَنْ: لَا يَبْتَقِينَ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةً مِنْ وَتْرٍ، أَوْ قِلَادَةً إِلَّا قُطِعَتْ، قَالَ مَالِكٌ: أَرَى ذَلِكَ مِنَ الْعَيْنِ

ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھا عبد اللہ نے کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قاصد کے ذریعہ کہا بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں لٹکن تاننت یا کسی دوسری قسم کا قلابہ نہ لٹکایا جائے اور اگر لٹکا ہوا ہو تو کاٹ دیا جائے، امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں خیال کرتا ہوں یہ نظر نہ لگنے کے خیال سے ڈالتے تھے۔^(۳)

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الرُّقِيَّ، وَالتَّمَائِمَ، وَالتَّوَلَةَ شِرْكَ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا بلاشبہ جھاڑ پھونک (دم) تعویذ گنڈے اور باہمی عشق و محبت کرنے کے لیے تیار کی جانے والی چیزیں یہ سب شرک ہیں۔^(۴)

وَالتَّمَائِمَ

سے مراد وہ چیز ہے جو بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے ان کے گلے میں یا جسم کے کسی اور حصے پر لٹکائی یا باندھی جاتی ہے، یہ شرک ہے

الرُّقِيَّ

سے مراد وہ اعمال ہیں جنہیں منتر، جھاڑ پھونک اور دم کہا جاتا ہے یہ بھی شرک ہے البتہ جس دم میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں جائز ہے

والتَّوَلَةَ

سے مراد وہ چیز ہے جسے مشرکین اس نظریے اور اعتقاد سے بناتے اور تیار کرتے تھے کہ یہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا محبوب بنانے کا ذریعہ

(۱) مسند احمد ۱۴۲۰۲

(۲) مسند احمد ۱۴۲۲۲

(۳) صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیور باب ما قيل في الجرس ونحوه في أغناق الإبل ۳۰۰۵، صحیح مسلم کتاب اللباس والزينة باب كراهة قلابة الوتر في رقبة البعير ۵۵۳۹، سنن ابوداود کتاب الجہاد باب في تقليد الخيل بالأوتار ۲۵۵۲

(۴) مسند احمد ۳۲۱۵، سنن ابوداود کتاب الطب باب في تغليق التمام ۳۸۸۳

اور سبب ہے۔

عِيسَىٰ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ وَهُوَ مَرِيضٌ نَعُوذُهُ فَقِيلَ لَهُ: لَوْ تَعَلَّقْتَ شَيْئًا، فَقَالَ: أَتَعَلَّقُ شَيْئًا، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وَكَلَّ إِلَيْهِ عِيسَىٰ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَ مَرُوي ہے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ بیمار ہو گئے ہم ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو کسی نے کہا کہ آپ کوئی تعویذ وغیرہ گلے میں ڈال لیتے؟ انہوں نے فرمایا میں کوئی چیز لٹکاؤں گا؟ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی بھی چیز (گلے وغیرہ میں) لٹکائے گا وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔^①

عَنْ شَيْبَانَ بْنِ يَتِيمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: كَانَ أَحَدُنَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ بِجَلِّ أَحَبِّهِ عَلَىٰ أَنْ يُعْطِيَهُ التَّصَفُّفَ مِمَّا يَغْنَمُ وَهُوَ التَّصَفُّفُ، حَتَّىٰ أَنْ أَحَدُنَا لِيَطْبِئَهُ لَهُ النَّصْلُ وَالرَّيْشُ، وَالْأَخْزَرُ الْقَدْحُ، ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا زُوَيْفِعُ، لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِخَيْتِهِ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًّا، أَوْ اسْتَنْجَىٰ بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِيءٌ شَيْبَانُ بْنُ يَتِيمَانَ سَ مَرُوي ہے زویفیع بن ثابت نے بیان کیا ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور باسعادت میں جہاد کرتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص اس شرط پر دوسرے سے اونٹ لیتا تھا کہ مال غنیمت میں سے اپنے حصے کا نصف اونٹنی والے کو دے گا حتیٰ کہ ہم میں سے کسی کے پاس صرف دستہ ہوتا تھا اور کسی کے پاس پھل اور پر ہوتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے زویفیع! ہو سکتا ہے کہ تمہیں لمبی زندگی ملے تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو شخص داڑھی میں گرہ لگائے یا تانت گلے میں لٹکائے یا کسی جانور کی لید یا ہڈی سے استنجاء کرے تو گویا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت سے بیزاری ظاہر کی۔^②

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: مَنْ قَطَعَ تَيْمَمَةَ عَنْ إِنْسَانٍ، كَانَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس شخص نے کسی کی گردن سے تیسیر (تعویذ) کاٹ پھینکا اسے ایک گردن (غلام) آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔^③

قَالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ التَّمَائِمَ كُلَّهَا، مِنَ الْقُرْآنِ وَغَيْرِ الْقُرْآنِ عَاوِرُ كَيْجِ رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے شاگرد ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے شاگرد قرآنی اور غیر قرآنی ہر قسم کے تمائم (تعویذات) کو ناپسند سمجھتے تھے۔^④

① مسند احمد ۱/۸۷، جامع ترمذی أبواب الطَّبِّ بَابُ مَا جَاءَ فِي كِرَاهِيَةِ التَّلْغِيقِ ۲۰۷

② مسند احمد ۱/۲۹۹، سنن ابوداؤد کتاب الطَّهَارَةِ بَابُ مَا يُهَىٰ عَنْهُ أَنْ يُسْتَنْجَىٰ بِهِ ۳۶

③ مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۳۲

④ مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۲۳۲

قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۗ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٤٠٩﴾ مَنْ يَأْتِيهِ

کہہ دیجئے کہ اے میری قوم! تم اپنی جگہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی عمل کر رہا ہوں، ابھی ابھی تم جان لو گے کہ کس پر رسوا کرنے

عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٤١٠﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

والاعذاب آتا ہے اور کس پر دائی مارا اور بیگنی کی سزا ہوتی ہے، آپ پر ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب لوگوں کے لیے نازل فرمائی

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۗ فَمِنْ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۗ وَ مَنْ ضَلَّٰ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِهَا

ہے، پس جو شخص راہ راست پر آجائے اس کے اپنے لیے نفع ہے اور جو گمراہ ہو جائے اس کی گمراہی کا (دوبال) اسی پر ہے

وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿٤١١﴾ (الزمر ۳۹ تا ۴۱)

آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔

اور اگر تم لوگ میری دعوت توحید کو جس کے ساتھ اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے قبول نہیں کرتے اور اپنے باطل معبودوں کی حمایت میں مجھے زک پہنچانے اور پاکیزہ، سچی دعوت کو روکنے کے لئے جو کچھ تم کر رہے ہو اور جو کچھ بھی تم کر سکتے ہو کیے جاؤ اور اپنی کرنی میں تم کوئی کسر باقی نہ چھوڑو،

ہو دعائے اللہ انے اپنی قوم سے یہی کہا تھا۔

مِنْ دُونِهِ فَكَيْدُونَ جَمِيعًا لَّا تُنظَرُونَ ﴿٤١٢﴾ ﴿٤١١﴾

ترجمہ: تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھار کھو اور مجھے مہلت نہ دو۔

مگر میں پھر بھی اللہ کے بھروسہ پر تمہاری رشد و ہدایت کا کام جاری رکھوں گا، جیسے فرمایا

إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رِجِّي وَرَبِّي ۗ وَمِمَّا آتَانَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّا لَنَكُونُ لَهُمْ حُرْمًا ۗ إِنَّا نَرْجِي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٤١٣﴾ ﴿٤١٢﴾

ترجمہ: میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب ہے اور تمہارا رب بھی کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔

دین کے معاملے میں کوئی زور بردستی نہیں ہے، جیسے فرمایا

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ... ﴿٤١٤﴾ ﴿٤١٣﴾

ترجمہ: دین کے معاملے میں کوئی زور بردستی نہیں ہے۔

اگر تم اپنے مشرکانہ آباء دین پر گامزن رہنا چاہتے ہو، معبودان باطل کی رسوم عبادت، مجالانا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی، مگر میں تمہیں اکیلے اللہ

﴿٤١١﴾ ہود ۵۵

﴿٤١٢﴾ ہود ۵۶

﴿٤١٣﴾ البقرہ ۲۵۶

تعالیٰ کے دین کو خالص کرنے کی دعوت دیتا رہوں گا اور خود بھی اسی سیدھی، صاف شفاف، جرنیلی سڑک کا مسافر رہوں گا جس کی اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت فرمائی ہے، جس راہ میں کوئی کجی نہیں، جس راہ میں کوئی ڈر یا خوف نہیں، اس وقت تم اپنے جتھے کی طاقت کے نشے میں مغمور ہو کر، اپنی جاہلانہ ہٹ دھرمی، بغض و حسد اور فخر و غرور کی بنا پر اس دعوت حق کو مسترد کر رہے ہو مگر عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں ذلیل و خوار کون ہوتا ہے؟ اور مرنے کے بعد جب اللہ کی بارگاہ میں پہنچو گے تو پھر تمہیں حق و باطل کا فرق اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور حق سے انحراف کی سزا ہمیشہ ہمیشہ جنہم کی سزا ہے، اے نبی ﷺ! ہم نے یہ کتاب برحق تم پر تمام جن و انس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کر دی ہے، اب جو اس کی روشنی میں رہنمائی حاصل کرے گا اور اس کے احکامات کی پیروی کرے گا تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جو ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی گمراہی اختیار کرے گا تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، جیسے فرمایا

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِهَا ۖ ۱۸ ۱۹

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آچکا ہے اب جو سیدھی راہ اختیار کرے اس کی راست روی اسی کے لیے مفید ہے اور جو گمراہ رہے اس کی گمراہی اسی کے لیے تباہ کن ہے۔

مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِهَا ۖ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۖ ۱۵ ۱۶

ترجمہ: جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

آپ کا کام اللہ کا کلام پہنچا دینا اور حق و باطل کو واضح کر دینا ہے اگر پھر بھی یہ گمراہی اختیار کرتے ہیں تو انہیں راہ راست پر لے آنا آپ کی ذمہ دار نہیں ہے، جیسے فرمایا

... إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۖ ۱۷ ۱۸

ترجمہ: تم تو محض خبردار کرنے والے ہو، آگے ہر چیز کا حوالہ دار اللہ ہے۔

... فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۖ ۱۹ ۲۰

ترجمہ: بہر حال تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ مَّن يَخْشَاهُ ۖ ۲۱ ۲۲

ترجمہ: تم صرف خبردار کرنے والے ہو ہر اس شخص کو جو اس کا خوف کرے۔

۱ یونس ۱۰۸

۲ بنی اسرائیل ۱۵

۳ ہود ۱۳

۴ الرعد ۲۰

۵ النازعات ۲۵

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا

اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے، پھر

فِيَسُّكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأَخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى

رجن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے، اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے،

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ

غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً ہت نشانیاں ہیں، کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (اوروں) کو سفارشی مقرر کر رکھا

قُلْ أَوْ لَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٢١﴾ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا

ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ گو وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں، کہہ دیجئے! کہ تمام سفارشی کا مختار اللہ ہی ہے،

لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾ (الزمر ۲۲ تا ۲۴)

تمام آسمانوں اور زمین کا راج اسی کے لیے ہے تم سب اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

حیات بعد الموت کی ایک مثال:

وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے (وفات کبریٰ) اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے (وفات

صغریٰ) یعنی اس شخص کا احساس و شعور، فہم و ادراک اور اختیار و ارادہ کی قوتوں کو معطل کر دیتا ہے، پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے

اسے روک لیتا ہے (وفات کبریٰ) اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقرر کے لیے واپس بھیج دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثْكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ

مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ اِذَا

جَاءَ أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّيْتُهُ رُسُلًا وَهُمْ لَا يُفْقِرُونَ ﴿٢١﴾

ترجمہ: وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے، پھر دوسرے روز وہ تمہیں اسی کار و بار کے

عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ زندگی کی مقرر مدت پوری ہو آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے

رہے ہو، اپنے بندوں پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت

کا وقت آجاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

ایک مقام پر فرمایا

قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُجِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٦﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ ان سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُوِيَ أَحَدُكُمْ إِلَىٰ فِرَاشِهِ فَلْيَتَنَفَّضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّ وَصَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنَّ أَمْسَكَتْ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آگئی ہے پھر یہ دعا پڑھے “اے میرے پالنے والے رب تیرے ہی پاک نام کی برکت سے میں لیٹتا ہوں اور تیری ہی رحمت میں جاؤں گا، اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے بھیج دے تو اس کی ایسی ہی حفاظت کرنا جیسی تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔“ ﴿۱۶﴾

کسی کو وفات کبریٰ سے اور کسی کو وفات صغریٰ سے ہمکنار کر دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک ہی زندگی اور موت پر قدرت رکھتا ہے، وہی ان کی زندگی اور موت میں تصرف کرتا ہے اور وہ قیامت کے روز مردوں کو یقیناً ان کی قبروں سے اسی جسم و جان کے ساتھ زندہ کرے گا، جیسے فرمایا

... وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: اور اللہ ضرور ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں۔

ان لوگوں نے اپنے رب حقیقی کو چھوڑ کر دوسرے خود ساختہ معبود بنا رکھے ہیں اور اپنے طور پر بغیر کسی دلیل کے خود ہی یہ فرض کر لیا ہے کہ کچھ ہستیاں ایسی ہیں جو اللہ کے ہاں بڑی زور آور ہیں، جن کی سفارش کو اللہ کبھی نہیں ٹال سکتا بس ان کو خوش کرتے رہتا کہ یہ خوش ہو کر اللہ سے ہمارے کام کر سکیں اور ہماری سفارش بھی کریں، حالانکہ اللہ نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ فلاں ہستی کی میری بارگاہ میں یہ مرتبہ و منزلت ہے اور نہ یہ کبھی فرمایا ہے کہ فلاں کی اللہ سفارش رد نہیں فرمائے گا، اور نہ ہی ان ہستیوں نے خود کبھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم اپنی زور بازو پر اللہ سے تمہارے کام بنوادیا کریں گے مگر اس کے باوجود ان لوگوں نے مالک حقیقی کو چھوڑ کر ان فرضی ہستیوں کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے، اللہ تک رسائی اور شفاعت کے لئے ان کی تمام نیاز مندیاں انہی کے لئے وقف ہو گئیں ہیں، جیسے فرمایا:

﴿السجدة ١١﴾

﴿۱﴾ صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَنَامِ ۳۳۰، صحیح مسلم کتاب الدعوات بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ النَّوْمِ وَأَخَذَ الْمُضْجَعِ ۶۸۹۲، سنن ابوداؤد کتاب الادب بَابُ مَا يَقَالُ عِنْدَ النَّوْمِ ۵۰۵۰، مسند احمد ۹۳۸، ۷، صحیح ابن حبان ۵۵۳۳، السنن الكبرى للنسائی ۱۰۵۵۹، سنن الدارمی ۲۷۲۶، شرح السنة للبغوی ۱۳۳

﴿۲﴾ الحج ۷

إِلَّا إِنْ يَدْعُوهُمُ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءُ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٣٦﴾ ﴿٣٧﴾

ترجمہ: آگاہ رہو! آسمان کے بسنے والے ہوں یا زمین کے، سب کے سب اللہ کے مملوک ہیں اور جو لوگ اللہ کے سوا (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکار رہے ہیں وہ نرے وہم و گمان کے پیرو ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

جو پتھر کے ٹکڑے ہیں جن پاس نہ کچھ اختیار ہے نہ عقل و شعور، جبکہ شفاعت کی تمام اقسام کمالک صرف اللہ ہے، اس کی اجازت کے بغیر کسی بھی ہستی کی اللہ کی بارگاہ میں سفارش منوالینے کی بات تو بہت دور ہے ان میں تو اتنی بھی جرات و طاقت بھی نہیں ہوگی کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر لب کشائی کر سکیں یا از خود کسی کے لئے سفارشی بن کر کھڑا ہو سکیں، پھر اسی کی بارگاہ میں تم اپنے اعمال کی جو ابد ہی کے لیے پیش کیے جانے والے ہو۔

اس لئے کیوں نہ اللہ معبود حقیقی ہی کی عبادت کی جائے جو مالک ارض و سماوات ہے تاکہ وہ راضی ہو جائے اور شفاعت کے لئے کوئی سہارا ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

وَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۗ وَإِذَا

جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب

ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٣٨﴾ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ

اس کے سوا (اور کا) ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں، آپ کہہ دیجئے! کہ اے اللہ! آسمانوں

وَالْأَرْضِ عِلْمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ

اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپے کھلے کو جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان امور کا فیصلہ فرمائے گا

فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٣٩﴾ (الزمر ۴۵-۴۶)

جن میں وہ الجھ رہے تھے۔

مشرکین کی مذمت:

مگر مشرکین کو جو زبان سے تو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اللہ کو ماننے میں مگر جب انہیں یہ کہا جاتا ہے کہ معبود تو صرف ایک اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس لئے مشکلات و مصائب میں دیگر معبودوں کو چھوڑ کر یا اللہ مدد کہہ کر اللہ کو پکارو جو پکار کو سنتا اور مدد کرنے پر قادر ہے تو ان کے دل یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہوتے، اور شدید ناگواری کا اظہار کرتے ہیں اور سمجھانے والے کے بارے میں طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۵﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: یہ وہ لوگ تھے جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے۔

اور جب دعوت دینے والا یہ کہہ کہ فلاں فلاں بھی معبود ہیں یا وہ بھی آخر اللہ کے نیک بندے ہیں وہ بھی کچھ اختیار رکھتے ہیں، وہ بھی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں اور خزانے بخش سکتے ہیں اس لئے سیدنا علیؑ، ابن عباسؓ، ابن ابی طالبؓ کو یا علی مدد کہہ کر مشکل کشائی کے لئے پکارا اور اللہ کے آخری رسول محمد ﷺ کو یا رسول اللہ مدد کے لئے ندا دو، یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو مشکل کشائی کے لئے پکارا تو یہ بات مشرکین کے خواہشات نفس کے مطابق ہوتی ہے جس سے ان کے دلوں کی کلی کھل اٹھتی ہے، بشاشت سے ان کے چہرے دکھنے لگتے ہیں، کہو اے میرے پروردگار! ساتوں آسمانوں اور زمین کی تخلیق پیدا کرنے والے، حاضر و غائب کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالطَّيِّبِينَ وَالنَّظِيرِي وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ﴿۳۶﴾ إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابئی اور نصاریٰ اور مجوس اور جن لوگوں نے شرک کیا ان سب کے درمیان قیامت کے روز فیصلہ کر دے گا ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فیصلہ سے آگاہ فرمایا

هٰذِهِ خَصْمِيں اٰخْتَصَمُوْا فِى رِبِّهِمْ فَاَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَطَّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ تَلٍٰٓٔ يُّصَبُّ مِّنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمْ الْحَمِيْمُ ﴿۳۸﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِى بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۳۹﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعٌ مِّنْ حَدِيْدٍ ﴿۴۰﴾ كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يُّخْرَجُوْا مِنْهَا مِنْ عَمْرِىْ اَعْيَدُوْا فِيْهَا ﴿۴۱﴾ وَذُوْقُوا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۴۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُجْلَوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسْوَارٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّلَوْؤُوْا ﴿۴۳﴾ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۴۴﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: یہ دو فریق ہیں جن کے اندر اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے، ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں، ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں بیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے اور ان کی خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ (دوسری طرف) جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان کو اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہر ہیں بہ رہی ہوں گی، وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیے جائیں گے اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔

۱) الصافات ۳۵

۲) الحج ۱۷

۳) الحج ۲۳ تا ۲۹

جیسے فرمایا

عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ... ﴿٣١﴾ ﴿٣٢﴾

ترجمہ: ان کے اوپر باریک ریشم کے بزن لباس اور اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں گے ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

أُولَئِكَ لَهُمْ جَنَّاتٌ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ

سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣٢﴾ ﴿٣٣﴾

ترجمہ: ان کے لیے سد اہبار جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، وہاں وہ سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیے جائیں گے باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے بزن کپڑے پہنیں گے اور اونچی مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے۔

اور اللہ رب العزت نے فرمایا

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٣٤﴾ ﴿٣٥﴾

ترجمہ: حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔

ایک مقام پر فرمایا

... إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٤١﴾ ﴿٤٢﴾

ترجمہ: جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِمَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ رَبِّ جِبْرِيَلِ، وَمِيكَائِيلِ، وَإِسْرَافِيَلِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِأَمْرِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز کو کس دعا سے شروع کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا اس سے دعا سے شروع فرمایا کرتے تھے ”اے اللہ! پالنے والے جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کے (جبرائیل اور میکائیل دونوں رحمت کی فرشتے ہیں اور اسرافیل ان کے اور اللہ کے بیچ میں رسول ہیں) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، سیدھی راہ بتا جس میں لوگ اختلاف

۱) الدھر ۲۱

۲) الکھف ۳۱

۳) الانعام ۸۲

۴) المائدہ ۴۷

کرتے ہیں، اپنے حکم سے بیشک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ بتاتا ہے۔“^(۱)

عَنْ أَبِي مَالِكٍ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِّثْنَا بِكَلِمَةٍ نَقُولُهَا إِذَا أَصْبَحْنَا، وَأَمْسَيْنَا، وَاضْطَجَعْنَا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَقُولُوا
اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَمَلِكُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
وَحَدَّكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَ، وَأَنْ أَقْتَرَفَ
عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجْرَهُ إِلَى مُسْلِمٍ

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کوئی کلمہ ارشاد فرمائیں جو ہم صبح
شام اور سوتے وقت پڑھا کریں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھا کرو ”اے اللہ! اے آسمان وزمین کو بے نمونہ پیدا کرنے والے، غیب
اور حاضر کے جاننے والے! تو ہی ہر چیز کا مالک ہے اور فرشتے گواہ ہیں کہ تو واحد ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد تمہارے بندے
اور رسول ہیں، ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور شیطان مردود کے شر اور شرک سے تیری پناہ چاہتے ہوں اور اس بات سے بھی کہ ہم اپنی
جانوں پر کسی برائی کا ارتکاب کریں یا کسی مسلمان کے لئے کوئی برائی کریں۔“^(۲)

وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جِبيِعًا وَ مِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ

اگر ظلم کرنے والوں کے پاس وہ سب کچھ ہو جو روئے زمین پر ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تو بھی بدترین سزا کے بدلے

الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَ بَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿۴﴾ (الزمر ۷)

میں قیامت کے دن یہ سب کچھ دے دیں، اور ان کے سامنے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہو گا جس کا گمان بھی انہیں نہ تھا۔

دنیا میں کفار و شرکین جن محارم و ماثم کا ارتکاب کرتے تھے روز قیامت اس کمائی کی سزا ان کے سامنے آجائے گی، اللہ کا عذاب جسے وہ دنیا میں
ناممکن سمجھتے تھے اور اس کا استہزاء اڑایا کرتے تھے انہیں گھیر لے گا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ
سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ يَجْرُؤُنَهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز جہنم کو ستر ہزار لگاموں سے گھسیٹ کر میدانِ محشر میں لایا

صحیح مسلم کتابِ صَلَاةِ الْمَسَافِرِينَ وَقَصْرُهَا بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۷۶۸، ۸۱۱، جامع ترمذی ابواب الدعوات
باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ ۳۳۰، سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ
مِنَ اللَّيْلِ ۳۵۷، سنن ابوداؤد کتاب تَفْرِيعِ اسْتِفْتِاحِ الصَّلَاةِ بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ ۷۶۷، مسند احمد ۲۵۲۲، شرح
السنة للبغوی ۹۵۲، السنن الكبرى للبيهقي ۲۶۸

سنن ابوداؤد کتاب الادب بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ ۵۰۸۳، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ

۳۵۲۹، مسند احمد ۸۱

جائے گا اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچے ہوں گے۔^①

جیسے فرمایا

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَّأْتِي ②

ترجمہ: اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔

جو غیض و غضب سے پھٹنے کو ہوگی، جیسے فرمایا

إِذَا الْقُوفُ فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورًا ④ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ⑤

ترجمہ: جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی ہولناک آوازیں سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہوگی، شدت غضب سے وہ بھیٹی جا رہی ہوگی۔

إِذَا رَأَتْهُمْ مِّن مَّكَانٍ يَبْعِدُ سَمِعُوا لَهَا تَغِيظًا وَزَفِيرًا ⑥

ترجمہ: وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اخْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ الْجَنَّةُ: يَا رَبِّ، مَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا فَقَرَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ؟ وَقَالَتِ النَّارُ: يَا رَبِّ مَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ؟ فَقَالَ لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِي أُصِيبُ بِكَ مِنْ أَشَاءِ، وَقَالَ لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أُصِيبُ بِكَ مِنْ أَشَاءِ، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مَلُوهَا، فَأَمَّا الْجَنَّةُ، فَإِنَّ اللَّهَ يُنْشِئُ لَهَا مَا يَشَاءُ، وَأَمَّا النَّارُ، فَيُلْقُونَ فِيهَا، وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فِيهَا، فَهَنَالِكَ تَمْتَلِي، وَيَرْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَتَقُولُ: قَطُّ، قَطُّ، قَطُّ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک مرتبہ جنت اور جہنم میں باہمی مباحثہ ہوا، جنت کہنے لگی اے پروردگار! میرا کیا قصور ہے کہ مجھ میں صرف فقراء اور کم تر حیثیت کے لوگ داخل ہوں گے؟ اور جہنم کہنے لگی اے پروردگار! میرا کیا قصور ہے کہ مجھ میں صرف جبار اور متکبر لوگ داخل ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے میں جسے چاہوں گا تیرے ذریعے اسے سزا دوں گا اور جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے میں جس پر چاہوں گا تیرے ذریعے رحم کروں گا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھر دوں گا، چنانچہ جنت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق نئی مخلوق پیدا فرمائے گا اور جہنم کے اندر جتنے لوگوں کو ڈالا جاتا ہے گا جہنم یہی کہتی رہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے پاؤں کو اس میں رکھ دے گا اس وقت جہنم بھر جائے گی اور اس کے اجزاء سمٹ کر ایک دوسرے

① صحیح مسلم کتاب الجنة باب في شدة حر نار جهنم وبعدها وقها وما تأخذ من المعدبين ۱۶۳، جامع ترمذی أبواب صفة

جهنم باب ما جاء في صفة النار ۲۵۳، مستدرک حاکم ۸۷۵۸

② النازعات ۳۶

③ الملک ۸، ۷

④ الفرقان ۱۲

سے مل جائیں گے اور وہ کہے گی بس، بس، بس۔^(۱)

مجرمین اس کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو جائیں گے جب وہ جہنم کے عذاب کی شدت اور اس کی ہولناکیاں دیکھیں گے جو کبھی ان کے وہم و گمان میں بھی نہ آئی ہوں گی تو خوف سے ان کی آنکھیں پتھر اجائیں گی، جیسے فرمایا

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٥﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: اس دن جبکہ صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس حال میں گھیر لائیں گے کہ ان کی آنکھیں (دہشت کے مارے) پتھرائی ہوئی ہوں گی۔

فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٤﴾ ﴿٣﴾

ترجمہ: پھر جب دیدے پتھر اجائیں گے۔

اور وہ غم و رنج، خوف و دہشت سے گھلنے لگیں گے، اس وقت ان کے پاس زمین کا تمام سونا چاندی، جو اہرات اور تمام اثاثے دو گننے بھی مل جائیں تو اس دردناک عذاب سے چھکارا پانے کے لئے فدیہ کے طور پر دینے کو بخوشی تیار ہو جائیں گے لیکن قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَى بِهِ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿١١﴾ ﴿٤﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دے دی ان میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر بھی سونا فدیہ میں دے تو قبول نہ کیا جائے گا، ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٥﴾ ﴿٥﴾

ترجمہ: اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئے گا نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہوگی اور نہ کسی سے معاوضہ لیا جائے گا اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨﴾ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٩﴾ ﴿٦﴾

ترجمہ: جبکہ نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد بچہ اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔

﴿١﴾ مسند احمد ۷/۷۸

﴿٢﴾ طہ ۱۰۲

﴿٣﴾ القيامة ۷

﴿٤﴾ آل عمران ۹۱

﴿٥﴾ البقرة ۲۸

﴿٦﴾ الشعراء ۸۸، ۸۹

روز محشر کفار و مشرکین اور منافقین کے سامنے اپنی برائیوں کے سارے برے نتائج کھل جائیں گے اور دنیا میں جہنم کے جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے انہیں چاروں طرف سے گھیر لے گا جس میں وہ نہ مرے اور نہ ہی زندہ رہیں گے، جیسے فرمایا

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٤٣﴾ ﴿٤٤﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

وَيَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿٥١﴾ الَّذِي يَصَلِي النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿٥٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٥٣﴾ ﴿٥٤﴾

ترجمہ: اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بد بخت جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

وہاں وہ موت کو پکاریں گے مگر موت نہیں آئے گی، جیسے فرمایا

وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَبِيحًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿٥٥﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿٥٦﴾ ﴿٥٧﴾

ترجمہ: اور جب یہ دست و پا بستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے، (اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَأَىٰ ظَهْرَهُ ﴿٥٨﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا ﴿٥٩﴾ ﴿٦٠﴾

ترجمہ: رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا۔

وَبَدَأَ لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦١﴾

جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کی برائیاں ان پر کھل پڑیں گی اور جس کا وہ مذاق کرتے تھے وہ انہیں آگھیرے گا،

فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَهُ ثُمَّ إِذَا حَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ

انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادیں تو کہنے لگتا ہے

إِنَّمَا أُوتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۗ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ ۗ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٢﴾

کہ اسے تو میں محض اپنے علم کی وجہ سے دیا گیا ہوں، بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں،

قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٣﴾ فَاصَابَهُمُ

ان سے اگلے بھی یہی بات کہہ چکے ہیں پس ان کی کارروائی ان کے کچھ کام نہ آئی، پھر ان کی تمام برائیاں ان پر

﴿٦١﴾ طہ ٤٣

﴿٦٢﴾ الاعلیٰ التا ١٣

﴿٦٣﴾ الفرقان ١٣، ١٤

﴿٦٤﴾ الانشقاق ١٠، ١١

سَيِّئَاتٍ مَا كَسَبُوا ۗ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيَّئِبُهُمْ سَيِّئَاتٍ مَا كَسَبُوا ۗ

آپڑیں ، اور ان میں سے بھی جو گناہ گار ہیں ان کی کی ہوئی برائیاں بھی اب ان پر آپڑیں گی،

وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۷۱﴾ أَوْ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ

یہ (ہمیں) ہرا دینے والے نہیں، کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ (بھی)،

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۷۲﴾ (الزمر ۷۲:۳۸)

ایمان لانے والوں کے لیے اس میں (بڑی بڑی) نشانیاں ہیں۔

انسان کا ناشکر اپن:

انسانوں کی اکثریت کی فطرت یہ ہے کہ جب ان کو بیماری، فقر و فاقہ یا کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے اللہ کی طرف پوری طرح راغب ہو کر دعائیں کرتا اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتا، الحاج و زاری کرتا ہے، اور جب اللہ اس تکلیف پریشانی کو دور فرما دیتا ہے تو اللہ کے احسان کا اعتراف کرنے سے انکار کر دیتا اور سرکشی اور طغیان کا راستہ اختیار کر لیتا ہے اور اللہ کے احسان کی ناشکری کرتے ہوئے کہتا ہے یہ تو میری اپنی دانائی، منصوبہ بندی، علم و ہنر اور ان تھک محنت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا حقیقت یوں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں تجھے تیری اہلیت، قابلیت، علم و ہنر یا محنت کی وجہ سے نہیں دی ہیں اور نہ ہی تو یہ دنیاوی نعمتیں اللہ کی رضامندی کی نشانی ہے، یہ نعمتیں تو فتنہ ہیں اور اللہ نے تیری آزمائش و امتحان کے لیے تجھے دی ہیں کہ تو انہیں پا کر اللہ کا شکر گزار بندہ بنتا ہے یا اس کی نعمتوں کا کفران کرتا ہے مگر لوگوں کی اکثریت اس فتنہ اور آزمائش کو اللہ تعالیٰ کی نوازش سمجھتے ہیں، یہی باتیں ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی کہہ چکے ہیں مگر جب ان کی شامت اعمال آئی تو ان کی اہلیت اور قابلیت دھری کی دھری رہ گئی اور انہوں نے اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتے، جیسے قارون کا واقعہ بیان فرمایا۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۗ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿۷۱﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۷۲﴾ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيْنُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۗ أَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَآكُفَرُ جَعًا ۗ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۷۳﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۗ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لِيَلْبَسَنَّ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ ۗ إِنَّهُ لَدُوٌّ حَظِيظٌ ﴿۷۴﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيَلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۗ وَلَا يُلْقَاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿۷۵﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَارِهِ الْأَرْضَ ۗ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿۷۶﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيَ كَانَ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۗ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۗ وَيَكَاذِبُ لَا يُفْلِحُ

ترجمہ: یہ ایک واقعہ ہے کہ قارون موسیٰ کی قوم کا ایک شخص تھا پھر وہ اپنی قوم کے خلاف سرکش ہو گیا، اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقت و آدمیوں کی ایک جماعت مشکل سے اٹھا سکتی تھی، ایک دفعہ جب اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا پھول نہ جا اللہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتا جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا، تو اس نے کہا یہ سب کچھ تو مجھے اس علم کی بنا پر دیا گیا ہے جو مجھ کو حاصل ہے، کیا اس کو یہ علم نہ تھا کہ اللہ اس سے پہلے بہت سے ایسے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو اس سے زیادہ قوت اور جمعیت رکھتے تھے؟ مجرموں سے تو ان کے گناہ نہیں پوچھے جاتے، ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹھ میں نکلا، جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے وہ اسے دیکھ کر کہنے لگے کاش! ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے یہ تو بڑا نصیب والا ہے مگر جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے افسوس تمہارے حال پر اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو، آخر کار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کو آتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا، اب وہی لوگ جو کل اس کی منزلت کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے افسوس! ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا، افسوس۔ ہم کو یاد نہ رہا کہ کافر فلاح نہیں پایا کرتے۔

اور ان لوگوں میں سے بھی جو ظالم ہیں وہ عنقریب اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتیں گے، یہ بھی نہ تو گزشتہ لوگوں سے بہتر ہیں اور نہ ان کو کوئی برات نامہ ہی لکھ کر دیا گیا ہے، یہ ہمیں عاجز کر دینے والے نہیں ہیں، اور کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ اپنی حکمت و مشیت سے جس کا چاہتا ہے رزق فراواں کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فقر و تنگ دستی میں مبتلا کر دیتا ہے؟ یعنی رزق کی تقسیم کا مدار انسان کی اہلیت و قابلیت یا اس کے محبوب و مغضوب ہونے پر ہرگز نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور غور و تدبر کرتے ہیں کے لیے اللہ کی توحید کی ایک نشانی ہے کہ کائنات میں صرف اسی وحدہ لا شریک کا حکم و تصرف ہے اور کوئی اس کے فیصلوں میں دخل اندازی یا رد و بدل نہیں کر سکتا۔

قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ اسْرِفُوا عَلَىٰ انْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۗ

(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ،

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۗ إِنَّهُ هُوَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۸۱﴾ وَ اٰنْبِئُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ

بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے، تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف

وَ اسْلِمُوْا لَهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ (الزمر ۵۳، ۵۴)

جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔

توبہ، گناہوں کی معافی کا ذریعہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَاسًا، مِنْ أَهْلِ الشَّرِكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْتَبُوا، وَزَنُوا وَأَكْتَبُوا، فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: إِنَّ الَّذِي تَعُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لِحَسَنٍ، لَوْ نُحِبُّرْنَا أَنْ لِمَا عَمَلْنَا كَفَّارَةً هَزَلْ: (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا يَزْنُونَ، ﴿۱﴾ وَزَكَتْ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ، لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، ﴿۲﴾

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دور جاہلیت میں کچھ لوگوں نے بڑی کثرت سے قتل کا گناہ کیا تھا اور اسی طرح بڑی کثرت سے زنا کاری بھی کرتے رہے تھے وغیرہ کا ارتکاب کیا تھا وہ اسلام کی دعوت سے متاثر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں (یعنی اسلام) یقیناً اچھی چیز ہے لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کیے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں گے یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی ”جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔“ اور اسی موقع پر یہ آیت کریمہ بھی نازل فرمائی جس میں تمام انسانوں کو امید کا ایک پیغام دیا ”آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بے شک اللہ سارے گناہوں کو معاف کر دے گا بے شک وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔“ ﴿۱﴾

اور اللہ تعالیٰ نے بے انتہا پیار و محبت سے فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بہت وسیع ہے، وہ اپنے گناہ گار بندوں کو بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، مغفرت اور رحمت دونوں اللہ کے لازم اور ذاتی اوصاف ہیں جو کبھی اس کی ذات سے جدا نہیں ہوتے، اس نے روز اول سے اپنی رحمت کو اپنے غضب پر حاوی کر رکھا ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے، اس کے ہاتھوں کی سخاوت جاری ہے کھلے اور چھپے وہ اپنے بندوں کو لگاتار نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے، عطا کرنا سے محروم کرنے سے زیادہ پسند ہے اس لئے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، ندامت و پشیمانی کا وقت آنے سے پہلے اب بھی اگر خلوص نیت سے اپنے رب حقیقی کی اطاعت و بندگی کی طرف پلٹ آؤ اور سچے دل، اخلاص سے اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو (کیونکہ موت کے آثار ظاہر ہونے پر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اور ہر شخص کو اپنا انجام نظر آنے لگتا ہے) اور اپنے جو ارح کے ساتھ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو تو اللہ تمہارے سارے گناہوں شرک، قتل، زنا، سود خوری اور ظلم وغیرہ کو چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں گے تو معاف فرما کر تمہیں پاک کر دے گا، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ الفرقان: ۶۸

﴿۲﴾ الزمر: ۵۳

﴿۳﴾ صحیح بخاری تفسیر سورہ الزمر باب قَوْلِهِ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۴۸۱۰، صحیح مسلم کتاب الایمان باب كَوْنُ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهَجْرَةَ وَالْحُجَّجَ ۳۲۲

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾^۱
ترجمہ: کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خیرات کو قبولیت عطا فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۳۸﴾^۲
ترجمہ: اگر کوئی شخص برا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرَكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۳۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاَعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنََهُمْ لِلّٰهِ -- ﴿۴۰﴾^۳

ترجمہ: یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے البتہ جو ان میں سے تائب ہو جائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں اور اللہ کا دامن تھام لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر دیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثِهٖ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ وَاَللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۲﴾^۴
ترجمہ: یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے حالانکہ ایک اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے پھر کیا یہ اللہ سے توبہ نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے؟ اللہ بہت درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوْا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابٌ جَهَنَّمُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلْحَرِيْقُ ﴿۴۳﴾^۵
ترجمہ: جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم و ستم توڑا اور پھر اس سے تائب نہ ہوئے یقیناً ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے۔

اگر یہ لوگ اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جس جس نے کفر کیا ہے اس کو دردناک سزا دی جائے گی۔

عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ، فَجَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: اِنَّتِ قَرْيَةٌ كَذَا وَكَذَا، فَأَذْرِكُهُ الْمَوْتُ، فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا، فَأَخْصَمَتْ فِيْهَا مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَأَوْحَى اللّٰهُ اِلَى هَذِهِ اَنْ تَقْرَبِي، وَأَوْحَى اللّٰهُ اِلَى هَذِهِ اَنْ تَبَاعِدِي، وَقَالَ: قَبِسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوَجَدَ اِلَى هَذِهِ

۱ التوبة ۱۰۴

۲ النساء ۱۱۰

۳ النساء ۱۳۶، ۱۳۵

۴ المائدة ۴۳، ۴۴

۵ البروج ۱۰

أَقْرَبَ بِشْنُرٍ، فَعَفَرَ لَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے خون ناحق کیے تھے پھر وہ (نادم ہو کر) مسئلہ پوچھنے نکلا پھر وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں، یہ سن کر اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا (اور سو خون پورے کر دیے) پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا آخر اس کو ایک درویش نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہوگئی، مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا، آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا (کہ کون اسے لے جائے) رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع ہو کر نکلا تھا، عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی نیکی نہیں کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نصرہ نامی بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لیے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی لعش سے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی لعش سے دور ہو جا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا گیا تو) اس بستی کو جہاں وہ توبہ کے لیے جا رہا تھا ایک باشت لعش سے نزدیک پایا اس لیے وہ بخش دیا گیا۔^۱

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا [فِي] قَوْلِهِ { قُلْ لِيُعْبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا } إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ { قَالَ: قَدْ دَعَا اللَّهُ إِلَىٰ مَغْفِرَتِهِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمَسِيحَ هُوَ اللَّهُ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمَسِيحَ هُوَ ابْنُ اللَّهِ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ عَزْرِيًّا ابْنُ اللَّهِ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ يَدَ اللَّهِ مَغْلُوقَةٌ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَىٰ لِهَؤُلَاءِ، أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ، ثُمَّ دَعَا إِلَىٰ تَوْبَتِهِ مَنْ هُوَ أَعْظَمُ قَوْلًا مِنْ هَؤُلَاءِ، مَنْ قَالَ أَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَىٰ، وَقَالَ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي } قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا] مَنْ آيَسَ عِبَادَ اللَّهِ مِنَ التَّوْبَةِ بَعْدَ هَذَا فَقَدْ بَحَّدَ كِتَابَ اللَّهِ وَلَكِنْ لَا يَقْدِرُ الْعَبْدُ أَنْ يَتُوبَ حَتَّىٰ يَتُوبَ اللَّهُ عَلَيْهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ ”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور رحیم ہے۔“ کے بارے میں روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھی اپنی مغفرت کی دعوت دی ہے ”جنہوں نے یہ کہا کہ مسیح ہی اللہ ہے۔“ اور جنہوں نے یہ کہا کہ ”مسیح ابن اللہ ہے۔“ اور جنہوں نے یہ کہا ”عزیر ابن اللہ ہے۔“ اور جنہوں نے یہ کہا ”اللہ فقیر ہے۔“ اور جنہوں نے یہ کہا ”اللہ تعالیٰ تین کا تیسرا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے بھی فرمایا ہے ”پھر کیا یہ اللہ سے توبہ نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے؟ اللہ بہت درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے تو اسے بھی توبہ کی دعوت دی جس نے ان سب سے بڑی

{ صحیح بخاری کتاب الأحادیث الأنبياء باب حدیث الغار ۳۴۷۰، صحیح مسلم کتاب التوبہ باب قول توبة القتال وإن كثرت

قثله ۷۰۰۸، صحیح ابن حبان ۶۱۵، شعب الایمان ۶۶۶۳، شرح السنة للبغوی ۲۱۸۵

بات کہی تھی ”میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔“ اور اس نے یہ بات بھی کہی تھی ”میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔“ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کے بعد بھی جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا انکار کرتا ہے لیکن یاد رہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا جب تک اللہ تعالیٰ بھی اس پر مہربان نہ ہو جائے۔^۱

عَنْ شَتِيرِ بْنِ شَكْلٍ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ إِنَّ أَعْظَمَ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ: {اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ} ^۱، وَإِنَّ أَجْمَعَ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ بِخَيْرٍ وَشَرٍّ: {إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ} ^۲، وَإِنَّ أَكْثَرَ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ فَرْجًا فِي سُورَةِ الْعُرْفِ: {قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ؛ وَإِنَّ أَشَدَّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَضْرِبُهَا {وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ} ^۳، فَقَالَ لَهُ مَسْرُوقٌ: صَدَقْتَ.

شثیر بن شکل سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ قرآن مجید کی سب سے عظیم الشان آیت یہ ہے ”اللہ وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔“ خیر و شر کی سب سے جامع آیت یہ ہے ”اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔“ قرآن مجید کی سب سے زیادہ فرحت بخش سورہ زمر کی یہ آیت ہے، ”اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔“ اور اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ سپرد کردینے والی کتاب اللہ کی یہ آیت کریمہ ہے، ”جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جہر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ یہ سن کر مسروق نے ان سے کہا آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔“^۴

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ أَوْ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أخطأتم حتى تفلأ خطاياكم ما بين السماء والأرض، ثم استغفرتهم الله لغفر لكم، والذي نفس محمد بيده أَوْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُخطئوا لجاء الله بقوم يُخطئون، ثم يستغفرون الله، فيغفر لهم

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم اس قدر گناہ کرو کہ تمہارے گناہوں سے آسمان و زمین کے درمیان کا یہ سارا خلا بھر جائے پھر تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو تو وہ تمہیں معاف فرمادے گا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے یا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں گے، بجز وہ انہیں معاف فرمادے گا۔^۵

۱ الدر المنثور ۸/۲۳۸

۲ البقرة: ۲۵۵

۳ النحل: ۹۰

۴ الطلاق: ۳، ۲

۵ تفسیر ابن کثیر ۸/۱۰۸

۶ مسند احمد ۱۳۲۹۳

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوُفَاةُ: قَدْ كُنْتُ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ خَلَقَ اللَّهُ قَوْمًا يُذْنِبُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ان کی وفات کا وقت قریب تھا تو انہوں نے کہا میں نے تم سے ایک چیز کو چھپایا تھا (مصلحت سے کہ لوگ اس پر تکلیف نہ کریں اور گناہ سے بے خوف نہ ہو جائیں) جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا فرمادے گا جو گناہ کریں گے پھر وہ انہیں معاف فرمادے گا۔^①

مگر شیطان نے لوگوں کا بہکا دیا اور لوگ اس آیت کو بہانہ بنا کر گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں، اللہ کے احکام و فرائض کی مطلق پروا نہیں کرتے، اللہ کی متعین کردہ حدود اور ضابطوں کو بے دردی سے پامال کرتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ غفور و رحیم ہے وہ سب کو بخش دے گا اس لئے اس دنیا میں خوب عیش کرو، یہ توحید و رسالت، آخرت کا خوف اور اعمال صالحہ تو بس اس لئے بیان کر دیئے گئے ہیں کہ انسان حد سے باہر نہ نکل جائے، مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ جہاں اللہ غفور و رحیم ہے اور اس نے اپنی بے پایاں رحمت کو خود پر واجب قرار فرمایا ہوا ہے وہ اللہ جبار و قہار بھی ہے، اسی غفور و رحیم اللہ نے جبار و قہار بن کر پچھلی قوموں کو غلط عقائد اور اعمال بد کے سبب ہی برباد کیا تھا، جیسے فرمایا

يَبْنِي عِبَادِي أَيُّهَا أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ ۳۹ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝ ۴۰ ۝

ترجمہ: اے نبی ﷺ! میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت دردناک عذاب ہے۔

اس کا ایک قانون ہے جو اس نے بیان کر دیا ہے کہ جو جیسے اعمال اس کے بارگاہ میں لائے گا اس کے مطابق ہی اس کی جزا و سزا ہوگی، جہنم و جنت بلا وجہ ہی نہیں بنا دی گئی۔

وَ اتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ

اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اس سے پہلے کہ تم پر

الْعَذَابُ بَعْتَةً ۚ وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ ۴۱ ۝ أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ لِيَحْسِرْتَنِي عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ

اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو، (ایسا نہ ہو کہ) کوئی شخص کہے ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے

فِي جَنْبِ اللَّهِ ۚ وَإِنْ كُنْتُ لِمِنَ الشَّخِرِينَ ۝ ۴۲ ۝ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ

اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں رہا، یا کہے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی

① مسند احمد ۲۳۵۱، صحیح مسلم کتاب التَّوْبَةِ بَابُ سُقُوطِ الذُّنُوبِ بِالِاسْتِغْفَارِ تَوْبَةُ ۶۹۲۳، جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ بَابِ

فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ بِعِبَادِهِ ۳۵۳۹

② الحجر ۵۰، ۲۹

مَنْ الْمُتَّقِينَ ﴿٥٢﴾ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَاكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٣﴾

پارسلوگوں میں ہوتا، یا عذاب کو دیکھ کر کہے کاش! کہ کسی طرح میرا لوٹ جانا ہو جاتا تو میں بھی نیکو کاروں میں ہو جاتا،

بَلَىٰ قَدْ جَاءَ تَاكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿٥٤﴾ (الزمر ٥٥-٥٩)

ہاں (ہاں) بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہنچ چکی تھیں جنہیں تو نے جھٹلایا اور غرور تکبر کیا، اور تو تھائی کافروں میں۔

اور اے لوگو! اللہ کے وقتاً دینی عذاب نازل ہونے سے پہلے پہلے اخلاص نیت سے توبہ اور عمل صالح اختیار کر لو، اللہ نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں جن کاموں کا حکم فرمایا ہے یعنی محبت الہی، خشیت الہی، خوف الہی، اللہ پر امید و بھروسہ، اللہ کے بندوں کی خیر خواہی اور ان کے لئے ہمیشہ بھلائی چاہنا اس کی تعمیل کرو اور جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب کرو، اور ظاہری اعمال مثلاً نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا، صدقہ دینا اور بھلائی کے مختلف کام کرنا بجالاؤ، اور گزشتہ تباہ و برباد اقوام کے حالات و واقعات کا جو ذکر بطور نصیحت کیا ہے اس سے عبرت حاصل کرو، کہیں غفلت پر جمے رہو اور مہلت کی گھڑیاں گزرنے کے بعد اپنے کرتوتوں پر افسوس نہ کرتے رہو اور فیصلہ کے روز کہو دنیا میں میں جزا و سزا کا تسخر اڑایا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے آنکھوں سے دیکھ لیا یا یہ کہنے لگو کہ میں نے قرآنی احکامات پر عمل کرنے میں کوتاہی کی، یا یہ کہنے لگو کاش! میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی، جیسے فرمایا

... يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ﴿٥٥﴾

ترجمہ: اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

یا اپنے سامنے جنہم کو دیکھ کر اور غیض و غضب سے دھارتے سن کر مٹی میں مل جانے کی خواہش کرنے لگو، جیسے فرمایا

... يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَيَقُولُ الْكٰفِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا ﴿٥٦﴾

ترجمہ: جس روز آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور کافر پکارا اٹھے گا کہ کاش میں خاک ہوتا۔

یا الے ہاتھ میں اپنا نامہ اعمال ملنے پر افسوس کرنے لگو، جیسے فرمایا

وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ۖ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهٗ ۖ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهٗ ﴿٥٧﴾ يَلِيَّتْهَا كَانَتْ

الْقَاضِيَهٗ ﴿٥٨﴾

ترجمہ: اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب

کیا ہے، کاش میری وہی موت ﴿﴾ (جو دنیا میں آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی۔

یا یہ کہنے لگو کہ کاش! اللہ مجھے ہدایت دے دیتا تو میں بھی شرک اور معاصی سے بچ جاتا اور پرہیزگاروں میں سے ہوتا اور عذاب جنہم سے بچ

جاتا اور ثواب کا مستحق بن جاتا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ أَهْلِ النَّارِ يَرَى مَقْعَدَهُ مِنْ

﴿ الاحزاب ٢٦ ﴾

﴿ النبأ ٢٠ ﴾

﴿ الحاقۃ ٢٥ تا ٢٦ ﴾

الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي. فَيَكُونُ عَلَيْهِ حَسْرَةٌ قَالَ: وَكُلُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَرَى مَفْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، فَيَقُولُ: لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي. قَالَ: فَيَكُونُ لَهُ شُكْرًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اہل دوزخ میں سے ہر شخص جنت میں بھی اپنی جگہ دیکھے گا اور کہے گاے کاش! اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہدایت عطا فرمادیتا یہ بات اس کے لیے باعث حسرت ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اہل جنت میں سے بھی ہر شخص دوزخ میں اپنی جگہ دیکھے گا پھر کہے گا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت عطا نہ فرمائی ہوتی (تو دوزخ میں میرا ٹھکانہ ہوتا یہ بات اس کے لیے شکر کا باعث ہوگی۔^{۱۱})

یاد رہے محشر عذاب جنہم کو دیکھ کر دنیا میں واپس آ کر اعمال صالحہ اختیار کرنے کی تمنا کرو، جیسے فرمایا

... وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ رَأَى مَرَدًّا مِّنْ سَبِيلٍ ۗ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: تم دیکھو گے کہ یہ ظالم جب عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے اب ملنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟

وَلَوْ تَرَى إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

مگر دنیا میں واپسی ممکن نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہیں دھتکار کر فرمائے گا اب تمہارا بچھٹانا فضول ہے، جیسے فرمایا

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعَذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿۵۷﴾

ترجمہ: جب ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہ دے گی اور ان پر لعنت پڑے گی اور بدترین ٹھکانا ان کے حصے میں آئے گا۔

میرے رسولوں نے میری واضح ہدایات و احکامات تمہارے پاس پہنچا دیے تھے، تمام دلائل و براہین تمہارے سامنے واضح ہو گئے تھے اس وقت جب کہ تمہیں مہلت ملی ہوئی تھی تم نے اس دعوت کو بڑی شد و مد کے ساتھ جھٹلایا اور تکبر کیا اور اسی تکبر میں رسولوں کا مذاق اڑایا اور اپنے جتنے مال و زر اور ظلم و ستم کے بل بوتے پر اس پاکیزہ دعوت کو روکنے کی کوشش کی، اگر دوبارہ بھی تمہیں دنیا میں بھیج دیا جائے تو تم وہی سب کچھ کرو گے جن سے تمہیں رسولوں نے روکا گیا تھا لہذا اپنی کرنی کی جزا میں اب جنہم میں داخل ہو جاؤ جو تکبروں کا ٹھکانہ ہے، جیسے فرمایا

فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا قَلْبُئْسٌ مِّثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۵۸﴾

۱ مسند احمد ۱۰۶۵۲

۲ الشوری ۴۳

۳ السجدة ۱۴

۴ المؤمن ۵۲

۵ النحل ۲۹

ترجمہ: اب جاؤ جہنم کے دروازوں میں گھس جاؤ وہیں تم کو ہمیشہ رہنا ہے پس حقیقت یہی ہے کہ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے متکبروں کے لیے۔

أَدْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبئسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٥١﴾

ترجمہ: اب جاؤ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ تم کو وہیں رہنا ہے بہت ہی برا ٹھکانا ہے متکبرین کا۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ

اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے،

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٥٢﴾ وَ يُبْصِرُ اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں؟ اور جن لوگوں نے پرہیز گاری کی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ بچالے گا،

لَا يَمَسُّهُمْ الشُّوْءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٥٣﴾ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَ هُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

انہیں کوئی دکھ چھو بھی نہ سکے گا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے، اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر

وَ كَيْلٌ ﴿٥٤﴾ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

نگہبان ہے، آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کا مالک وہی ہے، جن میں لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا

أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٥٥﴾ (الزمر ۶۰ تا ۶۳)

وہی خسارہ پانے والے ہیں۔

مشرکین کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے:

دنیا میں جن لوگوں نے اللہ کی ذات، صفات، حقوق و اختیارات میں اس کے شریک بنائے ہیں، قیامت کے روز عذاب کی ہولناکیوں اور اللہ

کے غیض و غضب کا مشاہدہ کر کے ان کے چہرے خوف و دہشت سے سیاہ تاریک رات کی مانند سیاہ ہوں گے، جیسے فرمایا

فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سَيِّئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ... ﴿٥٦﴾

ترجمہ: پھر جب یہ اس چیز کو قریب دیکھ لیں گے تو ان سب لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے انکار کیا ہے۔

اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهُهُمُ وَ تَسْوَدُّ وُجُوهُهُ ... ﴿٥٧﴾

﴿٥٦﴾ المؤمن ۷۶

﴿٥٧﴾ الملك ۲۷

﴿٥٨﴾ آل عمران ۱۰۶

ترجمہ: جب کہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا۔

﴿۷۳﴾ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۷۴﴾ وَوَجُوهُ يَوْمَ مَبِئْدٍ بَابِرَةٌ ﴿۷۵﴾ تَنْظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۷۶﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، اور کچھ چہرے اداس ہوں گے اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

﴿۷۷﴾ وَوَجُوهُ يَوْمَ مَسْفِرَةٌ ﴿۷۸﴾ ضَا حِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۷۹﴾ وَوَجُوهُ يَوْمَ مَبِئْدٍ عَلَيْهَا غِبْرَةٌ ﴿۸۰﴾ تَرَهَقَهَا قَتْرَةٌ ﴿۸۱﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہوں گے، اور کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہوگی اور کلونس چھائی ہوئی ہوگی۔

اللہ کی دعوت کی تکذیب، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے تکبر اور بہتان طرازی کرنے والوں کا دائمی ٹھکانا جہنم ہے جہاں وہ بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ بدترین سزائیں بھگتیں گے، اس کے برعکس جن لوگوں نے دنیا کی زندگی میں تقویٰ اختیار کیا ان کے فوز و سعادت کی وجہ سے اللہ ان کو ہر طرح کے غم سے نجات دے گا، قیامت کی ہولناکیوں سے انہیں کوئی گزند پہنچے گا، جیسے فرمایا

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ﴿۸۲﴾ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَ مَبِئْدٍ اٰمِنُونَ ﴿۸۳﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اسے اس سے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے۔

فَوَقَدَهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهٖمُ نَصْرَةً وَّسُرُورًا ﴿۸۴﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچالے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشنے گا۔

ان پر گھبراہٹ ہوگی اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جیسے فرمایا

لِيَعْبَادِيَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿۸۵﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: اس روز ان لوگوں سے جو ہماری آیات پر ایمان لائے تھے اور مطیع فرمان بن کر رہے تھے کہا جائے گا کہ اے میرے بندو! آج تمہارے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔

بلکہ امن و چین کے ساتھ تمام نعمتیں حاصل کیے بیٹھے ہوں گے ان پر نعمتوں کی تازگی چھائی ہوگی، جیسے فرمایا

تَعْرِفُ فِي وُجُوْهِهِمْ نَصْرَةَ اللّٰهِ النَّعِيْمَ ﴿۸۶﴾ ﴿۶﴾

﴿۱﴾ القيامة ۲۲ تا ۲۵

﴿۲﴾ عبس ۳۸ تا ۴۱

﴿۳﴾ النمل ۸۹

﴿۴﴾ الدهر ۱۱

﴿۵﴾ الزخرف ۶۸

﴿۶﴾ المطففين ۲۴

ترجمہ: ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے۔
اور اہل جنت پکاراٹھیں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔

تمام جاندار اور بے جان چیزوں کا خالق و مالک اللہ وحدہ لا شریک ہے، جیسے فرمایا

... قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: کہو ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یکتا ہے سب پر غالب!

ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: وہی اللہ (جس نے تمہارے لیے یہ کچھ کیا ہے) تمہارا رب ہے، ہر چیز کا خالق، اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کدھر سے بہکائے جا رہے ہو؟

اور پہلی ہی وحی میں بھی یہی ارشاد فرمایا

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴿۱﴾

ترجمہ: اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔

اس نے یہ عظیم الشان کائنات تخلیق کر کے چھوڑ نہیں دی، (نعوذ باللہ) تھک کر سو نہیں گیا اپنے اختیارات کسی کو سونپ نہیں دیئے بلکہ ہر چیز کی خبر گیری اور نگہبانی کر رہا ہے، زمین اور آسمانوں کے تمام معاملات کی باگ دوڑ اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ جیسے چاہتا ہے اپنی مخلوق میں تصرف و تدبیر فرماتا ہے جیسے فرمایا

مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ لَهُ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۵۱﴾

ترجمہ: اللہ جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لیے کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں، وہ زبردست اور حکیم ہے۔

اور جو لوگ اللہ کی آیات (دلائل و براہین) سے کفر کرتے ہیں وہی اپنے کفر و تکذیب کے نتیجے میں جہنم رسید ہوں گے۔

۱ فاطر ۳۴

۲ الرعد ۱۶

۳ المؤمن ۶۲

۴ العلق ۱

۵ فاطر ۲

قُلْ أَغْيَرَ اللَّهُ تَأْمُرِيَّ أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ﴿۷۳﴾ وَ لَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَ إِلَىٰ الَّذِينَ

آپ کہہ دیجئے اے جاہلو! کیا تم مجھ سے اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کو کہتے ہو، یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لِيُنْ أَسْرَكَتَ لِيَجْبَطَنَّ عَمَلَكَ وَ لَتَكُونَنَّ

(کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین

مَنْ الْخُسِيِّنَ ﴿۷۴﴾ بَلِ اللَّهُ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۷۵﴾ (الزمر ۶۳-۶۶)

تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا، بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔

کفر و ایمان میں سمجھوتہ نہیں ہو سکتا:

اللہ رب العالمین کے غیض و غضب کا شکار ہو کر تباہ و برباد ہو جانے والی قوم اپنے پیغمبروں کو دھمکی دیا کرتی تھیں کہ ہماری ملت پر واپس پلٹ آؤ ورنہ ہم تمہیں شہر بدر یا سنگسار کر دیں گے، جیسے قوم نوح نے کہا تھا۔

قَالُوا لَيْنَ لَّمْ تَنْتَهَ يُنُوْحَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا ہے نوح! اگر تو باز نہ آیا تو پھینکا رہے ہوئے لوگوں میں شامل ہو کر رہے گا۔ لوط علیہ السلام کی قوم نے یہی دھمکی دی۔

قَالُوا لَيْنَ لَّمْ تَنْتَهَ يَلُوْطَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُهْرَجِيْنَ ﴿۲﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا ہے لوط علیہ السلام! اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو جو لوگ ہماری بستوں سے نکالے گئے ہیں ان میں تو بھی شامل ہو کر رہے گا۔

شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی دھمکی دی۔

قَالُوا يَشْعِيْبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنُرِيْكَ فَيْنَا ضَعِيْفًا وَّلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَعْنَاكَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ ﴿۹۲﴾

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا ہے شعیب، تیری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہے، تیری برادری نہ ہوتی تو ہم کبھی کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے تیرا بل بوتانا تو اتنا نہیں ہے کہ ہم پر بھاری ہو۔ ایک اور بستی والوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو یہی دھمکی دی تھی۔

﴿ الشعراء ۱۱۶﴾

﴿ الشعراء ۱۱۷﴾

﴿ ۹۱﴾

قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِن لَّمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨﴾

ترجمہ: بستی والے کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تم بڑی دردناک سزا پاؤ گے۔

انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کفار مکہ بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی کہتے تھے کہ اس نئے دین کو چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین کو اختیار کر لیں، اور آپ ﷺ گزشتہ پیغمبروں کی طرح انہیں دعوت توحید فرماتے اور وہ اس دعوت کو روکنے کے لئے مختلف طرح کے لالچ اور دھمکیاں دیتے، مسلمانوں پر انسانیت سوز ظلم و ستم ڈھاتے اور اپنی ہر کوشش پر ناکام ہو کر آگ بگولہ ہو جاتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! ان جہلا سے واشگاف الفاظ میں کہہ دیں اگر تم لوگوں کی موت شرک پر ہوئی اور موت سے پہلے اس ظلم عظیم سے توبہ نہیں کی تو اس کا انجام بہت ہی المناک ہوگا، دنیا میں تم لوگ بہت سے کاموں کو نیکی کا کام سمجھتے ہوئے کرو گے مگر اللہ تمہارے ان اعمال کو شرک کے سبب عمل صالح قرار نہیں دے گا اس لئے روز قیامت کسی اجر کے مستحق قرار نہیں دینے جاؤ گے اور تمہاری پوری زندگی سراسر زیاں کاری بن کر رہ جائے گی، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُدَّ لِيَّ يُعَذِّبُ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًا ﴿١٩﴾ وَقَدْ مَنَّآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنَّ عَمَلٍ لِّجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ﴿٢٠﴾

ترجمہ: جس روز فرشتوں کو دیکھیں گے وہ مجرموں کے لیے کسی بشارت کا دن نہ ہوگا، چیخ اٹھیں گے کہ پناہ بخدا، اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ جو اپنی ذات، صفات، حقوق و اختیارات الغرض ہر اعتبار سے کامل ہے، جو اپنے بندوں کو آسمان و زمین سے انواع اقسام کی نعمتیں عطا فرماتا ہے وہی ایسا عبادت کا مستحق ہے اور جن ہستیوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ ہر لحاظ سے ناقص ہیں، جو نہ نفع سے سکتی ہیں نہ نقصان، اس لئے وہ عبادت کی مستحق نہیں ہو سکتیں تب تم مجھے ان باطل معبودوں کی عبادت کا حکم کیوں دیتے ہو جن کے اختیار میں کچھ بھی نہیں،

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا] أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ بِجَهْلِهِمْ دَعَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ عِبَادَةِ آلِهَتِهِمْ، وَيَعْبُدُوا مَعَهُ إِلَهَهُ، فَزَكَتْ: قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِن أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مشرکین نے ازراہ جہالت رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی کہ آپ ﷺ ان کے معبودوں کی عبادت کریں اور وہ آپ کے معبود کی عبادت کریں گے تو اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”اے نبی ﷺ! ان سے کہو پھر کیا اے جاہلو تم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لئے مجھ سے کہتے ہو؟ (یہ بات تمہیں ان سے صاف کہہ دینی چاہے کیونکہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں

رہو گے۔“ ①

اگر میں تمہاری باتوں میں آکر اللہ کی ذات، صفات، حقوق اور اختیارات میں کسی کو شریک ٹھیراؤں گا تو میرے بھی تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے اور میں زیاں کاروں میں ہو جاؤں گا اس لیے میری تمہارے ساتھ کسی موقع پر بھی انہام و تفہیم نہیں ہو سکتی، جیسے اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء و مرسلین کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا

ذٰلِكَ هُدٰى اللّٰهُ يٰٓهٰدِىْٓ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبَطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٥٠﴾ ②

ترجمہ: یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے لیکن اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا۔

اور اہل ایمان کو نصیحت کریں کہ وہ مشرکین کے ظلم و ستم پر صبر کریں اور ہر طرف سے منموڑ کر خالص اللہ ہی کی بندگی کریں، اللہ کے رسول کی خوشدلی کے ساتھ اطاعت کریں، اللہ کی نازل کردہ ہدایات پر بے چوں و چرا عمل کریں، اسی کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی تگ و دو کریں، اور اس نے ان کے مانگے بنا جو بے شمار نعمتیں مثلاً توفیق اخلاص اور تقویٰ وغیرہ اور دنیاوی نعمتیں مثلاً جسمانی صحت و عافیت، اولاد اور رزق وغیرہ تمہیں عطا فرما رکھی ہیں ان کا شکر بجالائیں تاکہ غرور و تکبر اور خود پسندی کی آفت سے محفوظ رہیں، اس طرح اللہ تمہارے قدم جمادے گا دشمنوں پر تمہارا رعب و دبدبہ چھا جائے گا اور اللہ تمہیں مزید نعمتیں عنایت فرمائے گا۔

وَ مَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۗ ۙ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۗ وَ السَّمٰوٰتُ

اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام آسمان

مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿٥١﴾ ③ وَ نَفِخَ فِی الصُّوْرِ

اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں، اور صور پھونک

فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۗ ثُمَّ نَفِخَ فِیْهِ اٰخْرٰی

دیا جائے گا پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا

فَاِذَا هُمْ قِیٰمٌ یَّنظُرُوْنَ ﴿٥٢﴾ ④ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا ۙ وَ وُضِعَ الْکِتٰبُ

پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے، اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگاٹھے گی، نامہ اعمال حاضر کئے جائیں گے

وَ جَاءَءِ بِالنَّبِيِّنَ وَ الشَّهَادَةِ وَ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۹﴾

نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور لوگوں کے درمیان حق حق فیصلے کر دیئے جائیں گے اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے،

وَ وُفِّيتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿۲۰﴾ (الزمر ۶۷ تا ۷۰)

اور جس شخص نے جو کچھ کیا ہے بھر پور دے دیا جائے گا، جو کچھ لوگ کر رہے ہیں وہ بخوبی جاننے والا ہے۔

ان مشرکین کو اللہ کی عظمت و کبریائی کا کچھ اندازہ ہی نہیں ہے، انہوں نے کبھی یہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ رب العالمین کا مقام کتنا بلند ہے اور ان حقیر ہستیوں کی کیا حقیقت ہے جنہیں یہ اس کا شریک اور معبودیت کا حق دار سمجھتے ہیں، اس کی قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ قیامت کے روز پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے، پاک اور بالاتر ہے وہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں، یعنی کہاں اس کی یہ شان و عظمت و کبریائی اور کہاں اس کے ساتھ خدا کی میں کسی مخلوق کا شریک کرنا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَخْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّا نَجِدُ: أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَ الْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَ الشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَ الْمَاءَ وَ النَّوْءَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَ سَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ، فَضَحَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَضْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ. وَ الْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَ السَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ. سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ}؛

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد (ﷺ)! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز ساتوں) آسمانوں کو (اپنی پوستوں اور عظمتوں کے باوجود) ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں، اس یہودی کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس دیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مسوڑے ظاہر ہو گئے، آپ کا یہ ہنسناس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے آیت ”اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی۔“ کی تلاوت فرمائی۔ ﴿۱۹﴾

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ، وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مَلُوكِ الْأَرْضِ

ایک اور روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ زمین

کو قبض کر لے گا اور آسمان کو اپنی داہنی مٹھی میں لے لے گا پھر فرمائے گا میں ہی بادشاہ، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔ ﴿۲۰﴾

صحیح بخاری تفسیر سورہ الزمر باب قَوْلِهِ وَ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۴۸۱، صحیح مسلم کتاب صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۴۰۲۵، مسند احمد ۴۳۶۸، شرح السنة للبعوی ۴۳۰۴

صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ الزمر باب قَوْلِهِ وَ الْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ السَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۴۸۱۲، صحیح

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ، وَتَكُونُ السَّمَاوَاتُ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمینیں اس کی ایک انگلی پر ہوں گی اور آسمان اس کے دانہ ہاتھ میں ہوں گے پھر فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں۔^①

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: يَا خُدَّ الْجَبَّارِ سَمَاوَاتِهِ، وَأَرْضِيهِ بِيَدِهِ، وَقَبِضْ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا، وَيَبْسُطُهَا، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْجَبَّارُ، أَنَا الْمَلِكُ، أَيُّ الْجَبَّارُونَ؟ أَيُّ الْمَتَكَبِرُونَ؟ قَالَ: وَيَتَمَائِلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: أَسَاقِطُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بند کر لی پھر کھولی پھر بند کی، پھر اپنی بزرگی آپ بیان فرمائے گا کہ میں جبار ہوں، میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں دوسرے جبار؟ کہاں ہیں دوسرے متکبر؟ اور یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھکتے تھے دائیں اور بائیں طرف یہاں تک کہ میں نے منبر کو دیکھا کہ وہ نیچے سے ہلتا تھا میں کہتا تھا شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ لے کر گر پڑے گا۔^②

اور جس روز اللہ کے حکم سے صورت پھونکا جائے گا جس کی ہولناک آواز سے آسمانوں اور زمین میں جو ہیں وہ تمام کے تمام مرکز کر جائیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے، پھر ایک دوسرا صورت پھونکا جائے گا اور یکا یک سب کے سب اپنی قبروں سے اٹھ کر قیامت کی دل دوز حالت دیکھنے اور حساب کتاب کے لیے میدان محشر کی طرف دوڑنے لگیں گے، جیسے فرمایا

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ⑬ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ⑭

ترجمہ: ایک روز کی ڈانٹ پڑے گی اور یکا یک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِئْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ⑮

ترجمہ: جس روز وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں نکل آؤ گے اور تمہارا گمان اس وقت یہ ہو گا کہ ہم بس تھوڑی دیر ہی اس حالت میں پڑے رہے ہیں۔

مسلم کتاب صفات المنافقين وأحكامهم باب صفة القيامة والجنة والنار ۷۰۵۰، سنن ابن ماجه كتاب السنة باب فيما أنكرت

الجهنمية ۱۹۲، مسند احمد ۸۸۶۳، سنن الدارمی ۲۸۴۱، مسند ابی یعلیٰ ۵۸۵۰

① صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول الله تعالى لما خلقت بيدي ۴۲۱۴، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقين وأحكامهم باب

صفة القيامة والجنة والنار ۷۰۵۱

② سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب ذكر البعث ۴۲۷۵، مسند احمد ۵۶۰۸، صحیح ابن حبان ۷۳۷

③ النازعات ۱۳، ۱۴

④ بنی اسرائیل ۵۲

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرٍ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿٣٥﴾^۱

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جوں ہی کہ اس نے تمہیں زمین سے پکارا بس ایک ہی پکار میں اچانک تم نکل آؤ گے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ تصور پھونکنے کا ذکر فرمایا ہے، سورہ النمل میں ان دونوں سے پہلے ایک اور نفع تصور کو بیان فرمایا ہے جسے سن کر زمین و آسمان کی ساری مخلوق دہشت زدہ ہو جائے گی۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمُوتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ وَكُلُّ أَتَوَّاهٍ خِرِينٌ ﴿٣٦﴾^۲

ترجمہ: اور کیا گزرے گی اس روز جب کہ صور پھونکا جائے گا اور ہول کھائیں گے وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ اس ہول سے بچانا چاہے گا۔

جب اللہ مالک یوم الدین بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے بجلی فرمائے گا تو زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، کراما کا تبین کی مرتب کردہ اولین و آخرین لوگوں کا نامہ اعمال لا کر رکھ دیا جائے گا تا کہ بندہ خود اپنی نیکیوں اور گناہوں کو پڑھ لے، جیسے فرمایا

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ جِثًا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَا لِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظِلُّمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٣٧﴾^۳

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم ہمتی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہو گئی ہو، جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

اور اللہ عز و جل عمل کرنے والے سے مکمل عدل و انصاف کے ساتھ فرمائے گا

إِقْرَأْ كِتَابَكَ ۖ كَفَىٰ بِتَنفِيسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿٣٨﴾^۴

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

انبیاء اور دوسرے تمام گواہ اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں حاضر کر دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نبیوں سے پوچھے گا کہ کیا تم نے میرا پیغام اپنی اپنی امتوں کو پہنچا دیا تھا اور تمہاری امتوں نے اس کا کیا جواب دیا تھا؟ کیا تمہاری امتوں نے اس پاکیزہ دعوت کو قبول کیا تھا یا اس کی تکذیب کی تھی؟ امت محمدیہ کو بطور گواہ بطور گواہ پیش کیا جائے گا اور وہ اس بات کی گواہی دے گی کہ اے ہمارے رب! تیرے پیغمبروں نے تیری دعوت اپنی اپنی قوم کو پہنچا دی تھی، جیسا کہ تو نے ہمیں اپنے آخری کلام قرآن مجید کے ذریعہ سے ان امور سے مطلع فرما دیا تھا، میدان

۱ الروم ۲۵

۲ النمل ۸۷

۳ الکہف ۳۹

۴ بنی اسرائیل ۱۳

محشر میں میزان قائم کر دیا جائے گا

وَنَضْعُ الْمَوَازِينِ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَاهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَسِيبِينَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا، جس کارائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضَعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۳۶﴾

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دوچند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے اور عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے ان کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور کسی کے اجر و ثواب میں کمی نہیں ہوگی، کسی کو اس کے جرم سے زیادہ سزا نہیں دی جائے گی، کسی کا گناہ کسی دوسرے کے سر نہیں تھوپا جائے گا بلکہ ہر نفس کو جو کچھ بھی اس نے عمل کیا تھا اس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا، لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

وَ سِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فَتَحَتْ أَبْوَابُهَا

کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہٹائے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اس کے دروازے ان کے

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ

لیے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟

يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَ يُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا قَالُوا بَلَىٰ وَ لَكِن

جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے رہتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں درست

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۳۷﴾ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا

ہے لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا، کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جہاں ہمیشہ رہیں گے،

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۳۸﴾ (الزمر، ۷، ۷۱)

پس سرکشوں کا ٹھکانا، بہت ہی برا ہے۔

کفار کی آخری منزل:

روز قیامت جب اللہ کی عدالت سے فرداً فرداً ہر شخص کے اعمال نامہ اور گواہوں کی گواہی کے مطابق حق و انصاف سے فیصلے ہو جائیں گے، اہل توحید اور اہل کفر کے گروہوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَأَمَّا تَأْوِيلُ الْيَوْمِ فَأَيُّهَا الْمُحْجَرُونَ ﴿٥٩﴾

ترجمہ: اور اے مجرمو! آج تم چھٹ کر الگ ہو جاؤ۔

جنتیوں کو جنت کی طرف خوش آمدید کہا جائے گا، جیسے فرمایا

... وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٤﴾ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٥﴾

ترجمہ: ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہے، تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر!۔

وَأَدْخِلِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ﴿٢٣﴾

ترجمہ: بخلاف اس کے جو لوگ دنیا میں ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ ایسے باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں وہ اپنے رب کے اذن سے ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا استقبال سلامتی کی مبارکباد سے ہو گا۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿٢٤﴾

ترجمہ: جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہو گا اور ان کے لیے اللہ نے بڑا باعزت اجر فراہم کر رکھا ہے۔

سَلَّمَ قَوْلًا مِّنْ رَبِّ رَحِيمٍ ﴿٥٨﴾

ترجمہ: رب رحیم کی طرف سے انہیں سلام کہا گیا ہے۔

اور انتہائی سخت گیر فرشتے کفار و مشرکین کے متفرق گروہوں کو ایک دوسرے کے پیچھے جانوروں کے ریوڑ کی طرح ہنکاتے، کوڑوں سے مارتے، دھکیلتے ہوئے اور منہ کے بل گھیٹتے ہوئے جہنم کی طرف لے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَأَمْشَرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى وُجُوهِهِمْ عُمِّيًّا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَّا وَبَهُمْ جَهَنَّمَ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ

﴿١﴾ یسین: ۵۹

﴿٢﴾ الرعد ۲۳، ۲۴

﴿٣﴾ ابراہیم ۲۳

﴿٤﴾ الاحزاب ۴۳

﴿٥﴾ یسین: ۵۸

سَعِيدًا ﴿۹۷﴾ ①

ترجمہ: ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز اوندھے منہ کھینچ لائیں گے، اندھے، گونگے اور بہرے، ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب (اس کی آگ) دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکادیں گے۔

يُعْرِفُ الْمَجْرُمُونَ بِسَيِّئِهِمْ فَيَبْغُضُوهُمُ حَذَّيْنًا وَيَكْرَهُهُمُ الْأَقْدَامُ ﴿۹۸﴾ ②

ترجمہ: مجرم وہاں اپنے چہروں سے پہچان لیے جائیں گے اور انہیں پیشانی کے بال اور پاؤں پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔ جہاں ہر طرح کا عذاب جمع ہو گا اور ہر قسم کی بدبختی موجود ہوگی، جہاں ہر سرور زائل ہو جائے گا، جہنم کے تندخو اور سخت مزاج کارندے ان مجرموں کی مہمانی کے لئے فوراً ہی جہنم کے ساتوں دروازے کھول دیں گے تاکہ فوراً ہی عذاب نار شروع ہو جائے، جب جہنمی اس میں داخل ہونے لگیں گے تو جہنم کے کارندے انہیں شرمندہ کرنے، ندامت بڑھانے کے لئے ڈانٹ اور جھڑک کر کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول نہیں آئے تھے کہ تم ان سے ہدایت حاصل کرتے؟ کیا اللہ نے تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے ان پر کتابیں نازل نہیں فرمائی تھیں؟ کیا اللہ کے رسولوں نے تمہیں شرک سے روک کر دعوت توحید نہیں دے تھی؟ کیا انہوں نے اپنے وعظ و نصیحت میں تمہیں گناہوں سے اجتناب اور اعمال صالح کی تلقین نہیں کی تھی؟ کیا انہوں نے حیات بعد از موت، حشر و نشر، کفر و شرک اور گناہوں کے انجام جہنم کے دردناک عذاب سے نہیں ڈرایا تھا؟ کیا انہوں نے اللہ کی اطاعت و بندگی پر خوشخبریاں نہیں پہنچائیں تھیں؟ دنیا میں تو یہ لوگ توحید پرستوں سے بحث و تکرار اور جدل و مناظرہ کرتے تھے مگر اب سب کچھ آنکھوں کے سامنے آچکا ہو گا اس لئے اپنے گناہوں کا اعتراف و اقرار کرتے ہوئے جواب دیں گے ہاں بیشک اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم و برادری سے واضح دلائل اور روشن نشانیوں کے ساتھ اپنے رسول ہمارے پاس بھیجے تھے جن کی صداقت پر ہم خوب جانتے تھے، اللہ نے ہماری رشد و ہدایت کے لئے ان پر کتابیں بھی نازل فرمائی تھیں، رسولوں نے توحید و رسالت اور آخرت پر دلیلیں قائم کر کے اپنی رسالت کا حق ادا کر دیا تھا، انہوں نے ہمیں شرک اور معاصیت سے ڈرایا اور دھمکا یا تھا اور توحید اور عمل صالح اختیار کرنے پر خوشخبریاں دیں تھیں مگر ہم نے اپنے غرور و تکبر، بغض و عناد اور تعصبات میں پیغمبروں کی تکذیب اور بھڑپور مخالفت کی، حق سے گریز کر کے باطل کی راہ کو اختیار کیا، ہم دنیا داری، دینیوی عیش و آرام اور باطل معبودوں کی عبادت میں مست رہے، ہمیں یقین ہی نہیں تھا کہ ہماری قوم میں سے ہم جیسا بشر رسول بھی ہو سکتا ہے، قیامت، مرنے کے بعد دوسری زندگی، حشر و نشر، جنت و جہنم کو ہم ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے، دنیا میں شیطان نے ہمیں دھوکے میں ڈالے رکھا اور ہم اللہ سے بے خوف ہو کر بے سمجھ جانوروں کی طرح زندگی گزارتے رہے، جیسے فرمایا

تَكَادُ مَمَيِّزًا مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَا أُلِّقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلْتَهُمْ خَزَنَتُهُمْ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ① قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ② فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ ③ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ④ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي

۱ بنی اسرائیل ۹۷

۲ الرحمن ۲۱

أَصْحَابِ السَّعْبِيِّ ⑩

ترجمہ: اور وہ جوش کھا رہی ہوگی، شدت غضب سے پھٹی جاتی ہوگی، ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے ہاں خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلادیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے، تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور وہ کہیں گے کاش! ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں نہ شامل ہوتے۔

ایک مقام پر فرمایا

قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ⑪

ترجمہ: بستی والوں نے کہا تم کچھ نہیں ہو مگر ہم جیسے چند انسان، اور اللہ رحمن نے ہرگز کوئی چیز نازل نہیں کی ہے تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ ان کا جواب نہ کر کارندے کہیں گے اب اس جہنم میں ابدی بدبختی اور سردی عذاب کے لئے داخل ہو جاؤ جو تم جیسے منکبڑوں کا ابدی اور برا ٹھکانہ ہے، جیسے فرمایا

وَتَادُوا بِمِلْكِكَ لِيَقْضِيَ عَلَيْكَ رَبُّكَ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ لَمُكْثُونَ ⑫ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنْ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كِرْهُونَ ⑬

ترجمہ: وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے تو اچھا ہے، وہ جواب دے گا تم یوں ہی پڑے رہو گے ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے مگر تم میں سے اکثر کو حق ہی ناگوار تھا۔

وَسِيْقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۗ حَتَّىٰ

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے یہاں تک کہ

إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا ۚ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلِّمْ عَلَيْكُمْ

جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو،

طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ⑭ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعَدَا

تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کے لیے چلے جاؤ، یہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس

⑩ الملک ۸ تا ۱۰

⑪ یسین ۱۵

⑫ الزخرف ۷۸، ۷۷

وَ أَوْرَثْنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۗ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿۷۳﴾

زمین کا وارث بنا دیا کہ جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے

وَ تَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۗ وَ قُضِيَ

اور تو فرشتوں کو اللہ کے عرش کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے دیکھے گا اور ان میں انصاف کا فیصلہ

بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۷۴﴾ (الزمر ۷۳ تا ۷۵)

کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

متقیوں کی آخری منزل:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ الْجَنَّةَ، هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے میری امت کی ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی، ان سعادت مند لوگوں کے چہرے اس طرح روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہوتا ہے۔ ﴿۱﴾

عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ، سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ

اور سب لوگ اپنے باپ آدم کی شکل پر ساٹھ گز لمبے ہوں گے آسمان میں۔ ﴿۲﴾

جب رب کی لازوال نعمتوں بھری جنت میں داخل ہونے کے لئے گروہ درگروہ اونٹوں پر سوار ہو کر دروازوں پر پہنچیں گے، جس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ

أَنَّ مَا بَيْنَ مِضْرَاعَيْنِ مِنْ مِصَارِيعِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً

جنت کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک چالیس برس کی راہ ہے۔ ﴿۳﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِضْرَاعَيْنِ مِنْ مِصَارِيعِ الْجَنَّةِ، كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ

﴿۱﴾ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۖ ۶۵۳۲، صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی

دُخُولِ طَوَائِفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ۖ ۵۲۲، مسند احمد ۹۲۰۲، شرح السنة للبغوی ۳۳۲۳

﴿۲﴾ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خَلَقَ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۖ ۳۳۲۷، صحیح مسلم کتاب الجنة باب لَوْ لُ

زُمْرَةٌ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَصَفَائِهِمْ وَأَزْوَاجُهُمْ ۖ ۷۱۳

﴿۳﴾ صحیح مسلم کتاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنيا سجن للمومن وجنة ۴۳۵، شعب الایمان ۹۸۴۴، مسند ابی یعلیٰ ۱۲۷۵، شرح السنة

وَجَنِيحٍ - أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حرمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بصری میں ہے۔^(۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آتَى بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِيحُ، فَيَقُولُ الْحَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُولُ: مُحَمَّدٌ، فَيَقُولُ: بِكَ أَمْرٌ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو وہاں کا دروغہ مجھ سے پوچھے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کہے گا مجھے یہی حکم دیا گیا تھا کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لیے نہ کھولوں۔^(۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَيَّ مِنْ دُعِيٍّ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا، قَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے، پھر جو شخص نمازی ہوگا اسے باب الصلاة سے پکارا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا، اور روزہ دار ہوگا اسے باب الريان سے پکارا جائے گا، اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والا ہوگا اسے باب الصدقة سے پکارا جائے گا اور عزت و اکرام کے ساتھ جنت کے دروازے کھول دیں گے، یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ ان دروازوں سے (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہو گے۔^(۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً وَاحِدَةً، فَقَالَ: هَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ بنی اسرائیل باب دُرِّيَّةٌ مَنْ حَمَلْنَا مَعَهُ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۴۱۱۱، صحیح مسلم کتاب

الایمان باب أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةٌ فِيهَا ۴۸۰، مسند احمد ۹۶۲۳، شرح السنة للبغوی ۴۳۳۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان باب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا لَوْلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا ۴۸۶،

مسند احمد ۱۲۳۹، شرح السنة للبغوی ۴۳۳۹

(۳) صحیح بخاری کتاب الصوم باب الرِّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ ۱۸۹۷، صحیح مسلم کتاب الزکاة باب مَنْ يَجْعَلُ الصَّدَقَةَ، وَأَعْمَالَ الْبِرِّ

۲۳۷۱، مسند احمد ۷۶۳۳، صحیح ابن حبان ۳۰۸، شعب الایمان ۳۱۹۳، السنن الكبرى للبيهقي ۱۸۵۶۳، شرح السنة للبغوی ۱۶۳۵

صَلَاةٍ إِلَّا بِهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ تِنْتَيْنِ تِنْتَيْنِ، فَقَالَ: هَذَا وُضُوءُ الْقَدْرِ مِنَ الْوُضُوءِ، وَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَقَالَ: هَذَا أَسْبَغُ الْوُضُوءِ، وَهُوَ وُضُوئِي، وَوُضُوءُ خَلِيلِ اللَّهِ إِبْرَاهِيمَ، وَمَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا، ثُمَّ قَالَ عِنْدَ فَرَاعِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَفُتِحَ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضا وضو ایک ایک بار دھو کر فرمایا اس وضو کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا، اور دو مرتبہ اعضا وضو دھوئے اور فرمایا یہ مناسب درجہ کا وضو ہے، اور تین تین بار اعضا دھوئے اور فرمایا یہ کامل ترین وضو ہے اور یہ میرا اور ابراہیم خلیل اللہ کا وضو ہے، جو اس طرح وضو کرے اور وضو سے فارغ ہو کر کہے، ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔“ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے اندر چلا جائے۔^(۱)

اہل جنت کی عزت و تکریم کے لئے ہر طرف سے فرشتے نہیں خوش آمدید کہیں گے اور انہیں مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہیں گے تم پر سلامتی ہو تم ہر آفت اور برے حال سے سلامت اور محفوظ ہو، تمہارے دل اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی محبت اور اس کی خشیت کے باعث، تمہاری زبانیں اس کے ذکر اور تمہارے جو ارح اس کی اطاعت کے باعث اچھے رہے لہذا اپنی اچھائی کے سبب اس جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ، یہ پاک اور طیب گھر ہے اور طیبین کے سوا کسی کے لائق نہیں، اہل جنت گروہوں کی صورت میں نہایت وقار کے ساتھ خوبصورت جنتوں میں داخل ہو جائیں گے، جہاں بانسیم کے جھونکے ان کا استقبال کریں گے، وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو جنت کی زمین کا وارث بنا دیا اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْلُ زُمْرَةِ تَلِيحِ الْجَنَّةِ صُورُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَا يَبْصُقُونَ فِيهَا، وَلَا يَمْتَخِطُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، آيِنُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِصَّةُ، وَمَجَامِرُهُمْ الْأَلْوَةُ، وَرَشْحُهُمْ الْمَسْلُكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، يُرَى مَخُّ سَوْقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاعُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ، يُسْتَبَخُونُ اللَّهُ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند جیسی ہوں گی، وہ نہ اس میں تھوکیں گے، نہ کھلائیں گے اور نہ بول و بزار کریں گے، ان کے برتن اور کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی، ان کی انگلیٹھوں میں عود سلکتا ہوگا، ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا ان میں سے ہر ایک کو دو ایسی بیویاں ملیں گی جس کے حسن و جمال کا یہ عالم ہوگا کہ ان کی پنڈلی کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا، ان میں آپس میں کوئی اختلاف اور بغض نہ ہوگا ان سب کے دل ایک دل جیسے ہوں گے اور وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔^(۲)

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب ما جاء فی الوضوء مرۃ، ومرتین، وثلاثا، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الذکر المستحب عقب الوضوء ۵۵۳، مسند احمد ۱۴۹۳

(۲) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ وأهلها مخلوقۃ ۳۲۴۵، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب فی صفۃ الجنۃ وأهلها وتسیبہم فیها بکرة وعشیاً ۱۴۸۸

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِينَ يَلُومُهُمْ عَلَى صُورَةِ أَشَدِّ كَوَكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَجَمَامِرُهُمُ الْأَلْوَةُ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ، أَخْلَقَهُمْ عَلَى خُلُقٍ وَاحِدٍ، عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند جیسی ہوں گی، اور جوان کے بعد ہوں گے ان کی جگہ گاہٹ آسمان میں سب سے زیادہ جگہ لگنے والے ستارے کی طرح ہوگی، وہ نہ پیشاب کریں گے نہ پاناخانہ، نہ تھوکیں گے اور نہ کھنگاریں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا اور ان کی انگلیٹھیوں میں عود سلگتا ہوگا اور ان کی بیویاں حور عین ہوں گی، ان سب کے اخلاق ایک ہی شخص جیسے ہوں گے، ان سب کی صورت اپنے باپ آدم علیہ السلام جیسی ہوگی اور ان کے قد ساٹھ ہاتھ بلند ہوں گے۔^①

اور جہنمی غیض و غضب سے دھاڑتی جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے تو فرشتے عرش الہی کو گھیرے ہوئے رب کی تسبیح و تہمید میں مصروف ہو جائیں گے، اور ہر باطن و غیر باطن کی زبان پر بھی حمد الہی کی ترانے ہوں گے۔

مضامین سورہ المؤمن:

کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف دو طرح کی کاروائیاں شروع کر رکھی تھیں، ایک یہ کہ ہر طرف جھگڑے اور بحثیں چھیڑ کر، طرح طرح کے لٹے سیدھے سوالات اٹھا کر اور نئے نئے الزامات لگا کر قرآنی تعلیمات اور دعوت اسلام اور خود رسول اللہ کے بارے میں اتنے شہبات اور وسوسے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیے جائیں کہ ان کو صاف کرتے کرتے آخر کار رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان زنج ہو جائیں، دوسرے یہ کہ آپ ﷺ کو قتل کر دینے کے لیے زمین ہموار کی جائے، چنانچہ اس غرض کے لیے وہ پیہم سازشیں کر رہے تھے، قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ: عَمْرٍو بْنُ الْعَاصِ: أَخْبَرَنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَصَلِّي بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُثْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكَبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوَى تَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنَقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكَبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: {أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ؟}»^②

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک روز رسول اللہ ﷺ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے، یکا یک عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اور اس نے آپ ﷺ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر بہت زور سے گھوٹنا شروع کیا (تا کہ گلا گھونٹ کر آپ کو مار ڈالے) مگر عین

① مسند ابی یعلیٰ ۶۰۸۲، صحیح بخاری کتاب الأحادیث الأنبياء باب خلق آدم صلوات الله عليه وذريته ۳۳۲، صحیح مسلم کتاب الجنّة وصفة نعيمها وأهلها باب أول زمرة تدخل الجنّة على صورة القمر ليلة البدر وصفاتهم وأزواجهم ۴۹، سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب صفة الجنّة ۲۳۳۳

وقت پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور انہوں نے دھکادے کر اسے بٹا دیا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس ظالم سے کشمکش کر رہے تھے اس وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے ”کیا تم ایک شخص کو صرف اس تصور میں مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بینات لے کر آیا ہے۔“ ﴿۱﴾

اس سورہ کا موضوع حق و باطل اور ہدایت و ضلالت کے درمیان معرکہ ہے، سورہ کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی معجزہ قرآن کے تذکرہ سے ہوا جو کئی صدیاں گزرنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کی گواہ ہے، سائنسی ترقیاں اور جدید تحقیقات اس کے بیان کردہ علمی حقائق کی تصدیق کرتی ہیں، قرآن کریم کے وحی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی چار صفات کا ذکر ہے کہ وہ گناہوں کی بخشش اور مغفرت کرنے والا ہے اگر کوئی خلوص نیت سے اپنے گناہوں اور کفر و شرک سے توبہ کرے تو وہ توبہ قبول کرنے والا ہے، جس طرح وہ غفور و رحیم ہے اسی طرح وہ سخت سزا دینے والا بھی ہے اور ہر طرح کی قدرتوں والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا کہ کفار کا زمین پر اقتدار اور غلبہ آپ کو کسی شک میں نہ ڈالے، ان سے پہلے بھی ایسا ہو گیا ہے جب مکرین حق اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوئے (اسی طرح ان کفار پر بھی عذاب الہی نازل ہو سکتا ہے) عرش کو اٹھانے والے مقرب فرشتے اللہ کی حمد و ستائش کے ساتھ مومنوں کی بخشش و مغفرت کے لیے بھی اللہ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے رہتے ہیں، مکذبین کو تنبیہ کی گئی کہ قیامت کے روز کفار کو یاد دلایا جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا کیسا مذاق اڑاتے اور کس طرح تکذیب کرتے تھے، اس وقت وہ جہنم کے دردناک عذاب سے نکلنے کے لیے گڑگڑائیں گے، التجائیں کریں گے لیکن ان کا پچھتاوا اور گڑگڑانا بے سود ہوگا، جہنم کے دروغے ان سے کہیں گے کہ جیسے آج عذاب کی شدت دیکھنے کے بعد تم اپنے آپ پر جتنے غصہ کا اظہار کر رہے ہو اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تم پر اس وقت غضب ناک ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی جاتی تھی لیکن تم تکبر اور سرکشی کرتے ہوئے کفر کرتے تھے اور ایمان قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے، مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں خواہ کفار کو کتنا ہی ناگوار گزرے، اور کفار کو اس دن سے ڈرنا چاہیے جس کی ہولناکی اور شدت کو دیکھ کر کیلجے منہ کو آئیں گے، اس روز ان کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارشی، اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپے بھید اور آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور قیامت کے روز وہ عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کے مطابق ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرمادے گا اور ہر شخص کو اس کے نیک یا بد عمل کا بدلہ مل کر رہے گا، اہل ایمان کو تسلی دی گئی کہ تم سے پہلے لوگوں پر تم سے بھی زیادہ مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے مگر انہوں نے دعوت حق کا سلسلہ جاری رکھا اور ان کی استقامت کے باعث کامیابی و کامرانی نے ان لوگوں ہی کے قدم چومے، اس دور میں ایک ایسا گروہ بھی تھا جو دعوت حق کو پہچان چکا تھا مگر ان مصائب و آلام سے گھبر کر ایمان کا اظہار نہ کر پاتا تھا اور حق و باطل کی اس کشمکش کا خاموشی سے تماشہ دیکھ رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ضمیر کو جھنجھوڑا کہ جب حق کے دشمن علانیہ تمہاری آنکھوں کے سامنے اتنا بڑا ظالمانہ اقدام کرنے پر تمل گئے ہیں تو تم کب تک خاموش تماشائی بنے ان مظالم کو دیکھتے رہو گے؟ اٹھو! آگے بڑھو! اور حق کا ساتھ دو ورنہ زندگی بھر کا پچھتاوا تمہارا پیچھتاوا چھوڑے گا، سورہ کے اختتام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور اس کے بعد جھٹلانے والوں کو زمین پر چل پھر کھراک شدہ اقوام کا انجام

﴿۱﴾ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ المومن باب قَوْلِهِ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۚ ۲۸۵، ابن بشاش ۲۹۰

اور ان کے آثار و کھنڈرات دیکھنے کی تلقین کی گئی ہے، جن اقوام کو اپنی ظاہری قوت اور مادی وسائل پر بڑانا تھا، انہوں نے بھی انبیاء کے معجزات اور صداقت کی واضح نشانیوں کو جھٹلایا تھا پھر جب انہوں نے اللہ کا عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو توحید کا اقرار اور طاغوت سے بے زاری کا اظہار کیا، لیکن یہ اللہ کا دستور ہے کہ عذاب کا مشاہدہ کر لینے کے بعد متکبروں، سرکشوں اور ناشکروں کا ایمان قبول نہیں کیا جاتا، چنانچہ اس وقت کا اقرار اور اظہار ان کے کسی کام نہ آیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے محدود مہربان نہایت رحم والا ہے

حَمَّ ۙ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۙ غَافِرِ الدَّنٰبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ

حم، اس کتاب کا نازل فرمانا اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے، گناہ کو بخشنے والا اور توبہ قبول فرمانے والا،

شَدِیْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوْلِ ۙ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۙ (المومن ۳۱ تا ۳۲)

سخت عذاب والا، انعام و قدرت والا، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبًّا وَ لُبَابَ الْقُرْآنِ آلُ حَمٍّ أَوْ قَالَ: الْحَوَامِیْمِ
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ آل حم ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ قرآن مجید کا خلاصہ حوامیم ہیں۔^①

قَالَ مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ: كَانَ يُقَالُ لَهُنَّ: الْعَرَائِسُ

مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ کا قول ہے (مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ) ان سورتوں کو دلہنیں کہا جاتا تھا۔^②

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ انْطَلَقَ يَرْتَادُ لِأَهْلِهِ مَنَزِلًا فَمَرَّ بِأَثَرِ غَيْثٍ فَبَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ فِيهِ وَيَتَعَجَّبُ مِنْهُ إِذْ هَبَطَ عَلَى رَوْصَاتٍ دَمَمَاتٍ، فَقَالَ: عَجِبْتُ مِنَ الْغَيْثِ الْأَوَّلِ فَهَذَا أَجْجُبُ مِنْهُ وَأَعْجَبُ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّ مَثَلَ الْغَيْثِ الْأَوَّلِ مَثَلُ عِظَمِ الْقُرْآنِ وَإِنَّ مَثَلَ هَؤُلَاءِ الرُّوَصَاتِ الدَّمَمَاتِ مَثَلُ آلِ حَمٍّ فِي الْقُرْآنِ.

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قرآن مجید کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص اپنے گھر والوں کے لیے کسی جگہ کی تلاش میں ہو اور اس کا کسی ایسی جگہ سے گزر ہو اور وہاں بارش ہو چکی ہو وہ اس جگہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے چلتے چلتے سرسبز و شاداب اور گھنے بانغات میں پہنچ جائے اور کہے کہ میں تو بارش رسنے والی پہلی جگہ ہی سے خوش ہو رہا تھا حالانکہ یہ مقام تو اس سے بھی زیادہ خوش منظر ہے، تو اس سے کہا جائے کہ پہلی بارش

① فتح القدیر ۵/۵۵۰، تفسیر البغوی ۳/۱۰۳

② تفسیر القرطبی ۱۵/۲۸۸، تفسیر البغوی ۳/۱۰۳

کی مثال قرآن مجید کی عظمت کی مثال ہے اور ان سرسبز و شاداب اور گھنے باغات کی مثال ایسے ہے جیسے قرآن مجید کی حم سورتیں ہیں۔^①

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: إِذَا وَقَعْتُ فِي آلِ حَمٍ وَقَعْتُ فِي رَوْصَاتٍ دَمِيئَاتٍ أَتَأْتُنِي فِيهِنَّ
اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب میں حم سے شروع ہونے والی سورتوں کو پڑھتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے خوش منظر اور دلفریب
باغات سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔^②

حم، مشرکین مکہ اللہ کی الوہیت و ربوبیت، قرآن کی حقانیت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بارے میں نئے نئے سوالات اور اعتراضات
گھڑ کر مجاہد لے کی صورت پیدا کرتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب دے کر خبردار کیا کہ جو کلام
ان کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں گھڑ لیا ہے اور نہ ہی کسی معمولی ہستی کا کلام نہیں ہے بلکہ اللہ خالق کائنات
کی طرف سے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے، اللہ جو قادر مطلق ہے اور کوئی اس کی قوت اور غلبے کے سامنے پر نہیں
مار سکتا، اس کا جو بھی فیصلہ ہونا نافذ ہو کر ہی رہتا ہے، لہذا اس کے رسول سے جھگڑا کر کے کوئی یہ امید رکھتا ہو کہ وہ اسے نینچا دکھادے گا تو یہ
اس کی اپنی حماقت ہے ایسی توقعات کبھی پوری نہیں ہو سکتیں، وہ قیاس و گمان پر بات نہیں کرتا بلکہ ہر چیز کا براہ راست علم رکھتا ہے، وہ جانتا ہے
کہ انسان کی فلاح کس چیز میں ہے اور کون سے اصول و قوانین اور احکام اس کی بہتری کے لئے ضروری ہیں، اس کی ہر تعلیم حکمت اور علم صحیح
پر مبنی ہے جس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں، انسانوں کی حرکات و سکنات میں سے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہ سکتیں، حتیٰ کہ وہ نیتوں اور دل
کے ارادوں تک کو جانتا ہے، وہی غفور و رحیم ہے اور اپنے بندوں کے گزشتہ گناہوں کا بخشنے والا ہے اس کے سوا اور کوئی گناہوں کو بخشنے والا
نہیں اور وہی بندوں کی مستقبل میں ہونے والی کوتاہیوں پر توبہ قبول فرمانے والا ہے، مگر جو لوگ حق کو قبول کرنے کے بجائے بغاوت و سرکشی
کا رویہ اختیار کریں، آخرت کی دائمی زندگی پر دنیا کی عارضی رنگینیوں کو ترجیح دیں انہیں سخت عذاب دینے والا ہے، اور اس کی سزا ایسی ہوناک
ہے کہ صرف ایک احق انسان ہی اس کو قابل برداشت سمجھ سکتا ہے، جیسے فرمایا

يَنْبِيَّ عِبَادِي أَيْ أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝^③

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت
دردناک ہے۔

وہی ہر آن اپنی تمام مخلوقات پر ان گنت نعمتوں، احسانات اور رحمتوں کی ہمہ گیر بارش کرتا رہتا ہے، فی الحقیقت اس کے سوا اور کوئی الہ نہیں خواہ
لوگوں نے کتنے ہی دوسرے جھوٹے معبود بنا رکھے ہوں، سب کو بالآخر اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے، کوئی دوسرا معبود لوگوں کے اعمال
کا حساب لینے والا اور ان کی جزا و سزا کا فیصلہ کرنے والا نہیں لہذا ایسے رب کو چھوڑ کر اگر کوئی دوسروں کو اپنا معبود بنائے گا تو اپنی حماقت کا خمیازہ
خود ہی بھگتے گا۔

① تفسیر البغوی ۱۰۳/۲

② تفسیر البغوی ۱۰۳/۲

③ الحجر ۵۰، ۲۹

مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرَكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿١٧﴾ (المؤمن ١٧)

اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں پس ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔

دنیاوی مال و اسباب کی حقیقت:

اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے طرز عمل کو بیان فرمایا کہ اللہ کا کلام نہایت سادہ، آسان اور واضح ہے، مگر ان لوگوں نے جو اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسانات کو بھول کر غیر اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ حق کی تردید کے لئے کج بحثیاں کرتے ہیں، اللہ کے کلام میں دلائل و براہین کے ظاہر ہونے کے بعد طرح طرح کے نکتے پیدا کر کے شبہات پیدا کرتے ہیں، مال و دولت حاصل کرنے کے لئے ملکوں اور شہروں میں اطمینان سے دندناتے پھرتے ہیں، ان کے کاروبار چمک رہے ہیں جس سے یہ دھوکہ کھارے ہیں کہ وہ حق پر ہیں اس لئے اللہ انہیں اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا رہا ہے، اے لوگو! ان لوگوں کی مختلف انواع کی تجارت اور کاروبار، ان کی ظاہری شان و شوکت، ڈھاٹ باٹ، دنیوی سچ، دھج، مال و متاع، رہن سہن، مرتبہ و حیثیت اور حق سے انحراف اور مقابلہ سے مرعوب مت ہونا کہ وہ اللہ کی پکڑ سے نچ نکلے ہیں، جیسے فرمایا لَا يَغْرُرُكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿١٧﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ وَيُسَّسُ الْيَهَادُ ﴿١٨﴾^① ترجمہ: اے نبی ﷺ! دنیا کے ملکوں میں خدا کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے یہ محض چند روزہ زندگی کا تھوڑا سا طوف ہے پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔

مُسْتَعْتَبُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَصَّطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿١٨﴾^② ترجمہ: ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں، پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔

اللہ نے ان لوگوں کو مہمل چھوڑ نہیں دیا بلکہ مہلت عطا کی ہے تاکہ یہ اپنے کفر و شرک اور دنیاوی کاروبار میں اچھی طرح غرق ہو جائیں مگر بہت جلد یہ اپنے کفر و شرک کی وجہ سے مواخذہ الہی میں آجائیں۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۗ وَ هَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ

قوم نوح نے اور ان کے بعد کے گروہوں نے بھی جھٹلایا تھا، اور ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کر لینے کا ارادہ

لِيَاخُذُوهُ وَ جَدَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَآخَذْنَاهُمْ ۗ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٥٠﴾

کیا اور باطل کے ذریعہ کج بحثیاں کیں تاکہ ان سے حق کو بگاڑ دیں، پس میں نے انہیں پکڑ لیا سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی،

وَ كَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ﴿٥١﴾ (المؤمن ٥١)

اور اسی طرح آپ کے رب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا کہ وہ دوزخی ہیں۔

اور اے نبی ﷺ اگر یہ لوگ غیر اللہ کی محبت میں ڈوب کر دعوت حق کو جھٹلا رہے ہیں، اللہ کی آیات کا مذاق اڑا رہے ہیں تو یہ کوئی انوکھی اور زلی بات نہیں ان سے پہلے قوم نوح، قوم عاد اور ان کے بعد دوسری اقوام بھی کفر و شرک میں مبتلا ہو کر اپنے رسول کی دعوت کو جھٹلاتی، مذاق اڑاتی اور انہیں قید یا قتل کرنے کی سازشیں کرتی رہی ہیں اور بعض کو قتل بھی کر دیا گیا، جس طرح یہ لوگ باطل کو سر بلند اور حق کو نیچا کرنے کے لئے جھوٹے پروپیگنڈے، استہزاء، مسلمانوں پر انسانیت سوز ظلم و ستم اور رسول کو گرفتار یا قتل کرنے کے حربے استعمال کر رہے ہیں گزشتہ مشرک اقوام نے بھی یہی طرز عمل اختیار کیا تھا وہ بھی حق کو نیچا دکھانے اور باطل کی مدد کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے تھے مگر ان کی خواہش کے برعکس ہمیشہ حق ہی سر بلند اور باطل سرنگوں ہوا، جیسے فرمایا

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَاقْتُلُوهُ كَمَا قَتَلْتُمُوهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّهُمْ تَرَوُهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٥٠﴾ ﴿٥١﴾

ترجمہ: تم نے اگر نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پروا نہیں، اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے، اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کا بول بچا کر دیا اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے، اللہ زبردست اور دانادین ہے۔

ایک وقت مقررہ پر جب مہلت کی گھڑیاں ختم ہو گئیں اور وہ حق کی طرف نہ پلٹے تو وہ اقوام تکذیب حق اور حق کے خلاف اکٹھے ہونے کے سبب اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو گئیں، جب ان پر اللہ کا دنیاوی عذاب نازل ہوا تو وہ اس مشکل گھڑی میں اپنے دیوی دیوتاؤں کو جن کو انہوں نے بے بہا اختیارا سو نپ رکھے تھے، جن کی مشکل کشائی اور حاجت روائی پر انہیں کامل یقین تھا مدد کے لئے پکارتے رہے مگر ان کا کوئی معبود انہیں بچانے کے لئے میدان میں نہ آیا، اللہ نے ان پر زبردست گناہوں اور بدترین سرکشیوں کی بنا پر تکلیف دہ اور الم ناک عذاب نازل کیا اور حرف غلط کی طرح مٹا کر نشان عبرت بنا دیا،

عَنْ قَتَادَةَ، فَأَخَذَتْهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ، قَالَ: شَدِيدٌ وَاللَّهِ قَتَادَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعَى آيَةَ كَرِيمَةٍ "پس میں نے انہیں پکڑ لیا سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی۔" کے بارے میں فرمایا اللہ! اللہ تعالیٰ کا عذاب بے حد شدید تھا۔ ﴿٥١﴾

مگر یہ ان کی آخری سزا نہ تھی بلکہ اللہ نے ان کے حق میں یہ فیصلہ بھی کر دیا ہے کہ ان کو جہنم میں داخل کرنا ہے جو متکبروں کے لیے بدترین ٹھکانہ ہے، اب یہ لوگ بھی پچھلی اقوام کی ڈگر پر گامزن ہیں، آخری رسول کی تکذیب کرتے ہیں، باطل کو سر بلند کرنے اور حق کو سرنگوں کے لئے

ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مگر ہمیشہ کی طرح یہ نامراد ہی رہیں گے، اگر یہ تیری تکذیب اور مخالفت سے باز نہ آئے تو یہ بھی پچھلی اقوام کی طرح عذاب الہی کی گرفت میں آجائیں گے اور پھر انہیں کوئی معبود بچانے کے لئے نہیں آئے گا۔

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

عرش کے اٹھانے والے اور اس کے اس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح و حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں

وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَ يَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ

اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو

رَحْمَةً وَ عِلْمًا فَاعْفُرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَ اتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَ قِهِمْ

اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے پس انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے

عَذَابِ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَ ادْخُلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ

عذاب سے بھی بچالے، اے ہمارے رب! تو انہیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے

مِنْ آبَائِهِمْ وَ ازْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيَّتِهِمْ ۝ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں، یقیناً تو غالب و باحکمت ہے،

وَ قِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۝ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۝

انہیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ، حق تو یہ ہے کہ اس دن تو نے جسے برائیوں سے بچالیا اس پر تو نے رحمت کر دی

وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ (المؤمن ۷۹)

اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔

اہل ایمان کے لئے مقرب فرشتوں کی دعائیں:

مسلمان مشرکین مکہ کی زبان درازیاں، چیرہ دستیایں اور ان کے مقابلے میں اپنی بے بسی دیکھ دیکھ کر سخت دل شکستہ ہو رہے تھے، اس پر انہیں اپنے لطف و کرم اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ان گھٹیا اور رزائل لوگوں کی باتوں پر جن کی حیثیت جانوروں سے بھی کمتر ہے تم رنجیدہ کیوں ہو رہے ہو، جیسے فرمایا

... لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِكَ

كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ... ﴿۱۷﴾

ترجمہ: ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان تو ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنَّ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۱۸﴾

ترجمہ: کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ تمہارا مرتبہ تو وہ ہے کہ اختلاف جنس اور بعد مقام کے باوجود عرش الہی کے حامل طاقتور، قدر و منزلت اور فضیلت میں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے اور جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں، جیسے فرمایا

وَالْمَلِكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا ۖ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنِيَّةٌ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: فرشتے اس کے اطراف و جوانب میں ہوں گے اور اٹھ فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ وہ اللہ کی بارگاہ میں تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں اور انتہائی پستی اور عاجزی کے ساتھ اس کی حمد بجالاتے ہیں تمہارے ساتھ گہری دلچسپی اور ہمدردی رکھتے ہیں، وہ اسماء الہی کو وسیلہ بنا کر کل اہل ایمان مردوں و عورتوں، ان کے صالح آباؤ اجداد اور ان کی مومن وصالح اولاد و ازواج کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور دین و آخرت کی بھلائی اور تقصیروں کی معافی کے لئے غائبانہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تجھ سے اپنے بندوں کی کمزوریاں، لغزشیں اور خطائیں چھپی ہوئی نہیں ہیں، تیرے علم کی طرح تیری رحمت بھی وسیع ہے، انہوں نے شرک اور معاصی سے خلوص نیت کے ساتھ توبہ کی ہے اور فرمانبرداری اختیار کر کے فی الواقع تیرا خود بتایا ہوا راستہ اختیار کیا ہے اس لئے بنائے رحمت اپنے ان بندوں کو بخش کر عذاب جہنم سے بچالے اور جن ہمیشہ رہنے والی جنتوں کا تو نے مومنین سے وعدہ فرمایا ہے ان میں ان کو ان کے والدین، بیویوں، اولاد، دوستوں اور رفقاء کے ساتھ گوان کے اعمال ان جیسے نہ ہوں تاہم تو ان کے درجات بڑھا کر اونچے درجے میں داخل فرمادے، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ... ﴿۲۱﴾

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی ہے ان کی اس اولاد کو بھی ہم (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں کوئی گھٹانانہ نہ دیں گے۔

اے ہمارے رب! دنیا میں ان کو غلط عقائد، بگڑے اخلاق، برے اعمال اور دنیا، عالم برزخ اور روز قیامت کے آفات، مصائب

۱ الاعراف ۱۷۹

۲ الفرقان ۲۴

۳ الحاقۃ ۱۷

۴ الطور ۲۱

اور اذیتوں سے بچالے جس کو تو نے میدانِ حشر کے ہول، سائے اور ہر قسم کی آسائشوں سے محرومی، محاسبے کی سختی، تمام خلائق کے سامنے زندگی کے راز فاش ہونے کی رسوائی اور دوسری تمام ذلتوں و سختیوں اور جہنم سے بچا کر جنت میں داخل فرما دیا یہی سب سے بڑی کامیابی ہے، جیسے فرمایا

... فَمَنْ رُحِزَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۖ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْعُزُورِ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔

وبلغني أن رجلا قال لبعض الصالحين ادع لي واستغفر لي، فقال له: تب واتبع سبيل الله، يستغفر لك من هو خير مني، وتلا هذه الآية الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا

قاضی ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک شخص نے کسی نیک شخص سے کہا میرے لیے دعا کیجئے، میرے لیے استغفار کیجئے، اس نیک شخص نے جواب دیا توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ کی پیروی کرو تمہارے لیے وہ دعائے مغفرت کریں گے جو مجھ سے بہتر ہیں پھر اس آیت کریمہ ”عرش کے اٹھانے والے اور اس کے اس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح و حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔“ کی تلاوت کی۔^(۱۵)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلِ

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی غیر حاضری میں دعا کرے مگر فرشتہ کہتا ہے اور تجھ کو بھی یہی ملے گا۔^(۱۶)

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، قَالَتْ: كَانَ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِائَةِ خَلِيلٍ فِي اللَّهِ، يَدْعُو لَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ رَجُلٌ يَدْعُو لِأَخِيهِ فِي الْغَيْبِ إِلَّا وَكَّلَ اللَّهُ لَهُ مَلَكَ يَبْعُو لِي: وَلَكَ بِمِثْلِ، أَفَلَا أَرَعْبُ أَنْ تَدْعُو لِي الْمَلَائِكَةُ.

ام الدرداء سے روایت ہے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے تین سو ساٹھ دینی دوست تھے جن کے لیے وہ نماز میں دعا کیا کرتے تھے، میں نے ان سے

﴿۱﴾ آل عمران ۱۸۵

﴿۲﴾ تفسیر ابن عطیہ ۵۳۸/۴

﴿۳﴾ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب ۶۹۹، ۶۹۷، سنن ابوداؤد کتاب الوتر باب الدعاء

بظہر الغیب ۱۵۳۴، مسند احمد ۵۵۸/۲، صحیح ابن حبان ۹۸۹، شعب الایمان ۸۶۴۳، السنن الكبرى للبیہقی ۶۳۴

اس کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو ایسی دعا کے بارے میں متعین کردہ فرشتہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ تجھے وہی چیز عطا فرمائے جس کا تو نے اپنے بھائی کے لیے سوال کیا ہے کیا میں اس بات کی رغبت نہ رکھوں کہ فرشتے میرے لیے دعا کریں۔ ﴿۱﴾

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَنَادُونَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ

بیشک جنہوں نے کفر کیا انہیں آواز دی جائے گی کہ یقیناً اللہ کا تم پر غصہ ہو نا اس سے بہت زیادہ ہے جو تم غصہ ہوتے تھے

أَنفُسِكُمْ إِذْ تُدْعُونَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ﴿۱۰﴾ قَالُوا رَبَّنَا

اپنے جی سے، جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر کفر کرنے لگتے تھے، وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار!

أَمَنَّا اثْنَتَيْنِ وَ أَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿۱۱﴾

تو نے ہمیں دو بار مارا اور دو ہی بار جلایا اب ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟

ذَلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدًا كَفَرْتُمْ ۖ وَ إِن يُشْرِكْ بِهِ

یہ (عذاب) تمہیں اس لیے ہے کہ جب صرف کیلے اللہ کو کر کیا جاتا تو تم انکار کرتے تھے، اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک

تُؤْمِنُوا ۖ قَالَ حَكُمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿۱۲﴾ (المومن ۱۰ تا ۱۲)

کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے پس اب فیصلہ اللہ بلند و بزرگ ہی کا ہے

کفار کی دوبارہ زندگی کی لا حاصل آرزو:

اس دنیا میں جب کفار و مشرکین کو اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات کی جاتی ہے تو اس پر سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کے بجائے فوراً ان کے ماتھوں پر سلوٹیں پڑ جاتی ہیں، سمجھانے والے پر بگڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو نے زیادہ علم حاصل کر لیا ہے، کیا تو دین کو ہم سے یا ہمارے بزرگوں اور پیروں فقیروں سے زیادہ جانتا ہے، مگر جب اللہ تعالیٰ اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور روز آخرت کا انکار کے سبب فیصلہ ان کے خلاف ہو جائے گا اور وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ میں جھلتے دیکھیں گے تو شدید غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے اپنی انگلیاں چبائیں گے اور جھنجھلا جھنجھلا کر خود اپنے آپ کو کوسنے لگیں گے اس وقت فرشتے بہ آواز بلند ان سے پکار کر کہیں گے کہ دنیا میں جب تمہیں انبیاء اور دوسرے نیک لوگ اسلام و ایمان کی دعوت دیتے تھے، حق کو واضح کرنے کے لیے تمہارے سامنے دلائل و براہین پیش کرتے تھے تو تم محض اپنی جھوٹی انا، فخر و غرور کے سبب کفر کو اپناتے رکھتے اور ایمان سے منموڑ لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کے سائے سے نکل جاتے تھے، جہاں اللہ وحدہ لا شریک کا ذکر آتا تھا تمہارے دلوں میں کفر سما جاتا تھا ہاں اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے

تو تمہیں یقین و ایمان آجاتا تھا، جیسے فرمایا

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٥﴾

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کا غیض و غضب اس سے کہیں زیادہ تم پر بھڑکتا تھا جتنا آج تم اپنے آپ پر ہو رہے ہو،

قَالَ قَتَادَةُ فِي قَوْلِهِ: {لَمَقْتُ اللَّهَ أَكْبَرُ مِنْ مَقَّتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ} يَقُولُ: لَمَقْتُ اللَّهَ أَهْلَ الضَّلَالَةِ حِينَ عُرِضَ عَلَيْهِمُ الْإِيمَانُ فِي الدُّنْيَا، فَتَرَكُوهُ وَأَبَوْا أَنْ يَقْبَلُوهُ، أَكْبَرُ مِمَّا مَقَّتُوا أَنْفُسَهُمْ حِينَ عَايَنُوا عَذَابَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ ”قیامت کے روز ان کو پکار کر کہا جائے گا آج تمہیں جتنا شدید غصہ اپنے اوپر آرہا ہے، اللہ تم پر اس سے زیادہ غضب ناک اس وقت ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف بلا یا جاتا تھا اور تم کفر کرتے تھے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اہل ضلالت سے ناراضی، جب دنیا میں ان کے سامنے ایمان پیش کیا جاتا تھا مگر وہ اسے ترک کر دیتے اور قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے، اس سے کہیں زیادہ تھی جتنی روز قیامت عذاب الہی کو دیکھ کر انہیں اپنے نفسوں سے ہوگی۔ ﴿٥﴾

یہ اللہ کی اسی ناراضگی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج تم جہنم میں ہو، جہنمی سرنگوں ہو کر حسرت سے کہیں گے اے اللہ! بیشک تو نے ہمیں دو دفعہ موت اور دو مرتبہ زندگی عطا فرمائی (یعنی اب مشاہدہ ہونے کے بعد حیات بعد از موت کا اعتراف کریں گے) جیسے فرمایا

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨﴾

ترجمہ: تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی، پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

ہم نے دوسری زندگی کا انکار کر کے سخت غلطی کی، اور اس غلط عقائد پر کام کر کے ہماری زندگی گناہوں سے لبریز ہوگئی، کیا اب کوئی امکان ہے کہ تو ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ ہم ایمان لائیں اور نیکیاں کما کر لائیں اور اس عذاب سے نکل کر تیری جنتوں کے حقدار بن جائیں، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرَى إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿١١﴾

١ الزمر ٢٥

٢ تفسیر طبری ٢١، ٢٥٩

٣ البقرة ٢٨

٤ السجدة ١٢

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب، ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

وَلَوْ تَرَىٰ اِذْ وَقَفُوْا عَلٰی النَّارِ فَعَالُوْا اِلٰیٰیٰتِنَا لَنْ نَّرُدُّوْكَوْ لَا نُنْكِدُ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنُكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾^{۱۷}

ترجمہ: کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

وَهُمْ يَصْطَرِحُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَا اٰخِرِ جُنَا نَعْمَلْ صٰلِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَبِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا اِنْمًا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنَ النَّصِيْرِ ﴿۱۸﴾^{۱۸}

ترجمہ: وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تاکہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے (انہیں جواب دیا جائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آچکا تھا اب مزا چکھو ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے۔

رَبَّنَا اٰخِرِ جُنَا مِّنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ اِحْسَبُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ ﴿۲۰﴾^{۱۹}

ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا تصور کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ جو اب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا دنیا میں ہم نے تمہاری طرف پے در پے رسولوں کو بھیجا جنہوں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے لئے اخلاص عمل کی دعوت دی، اللہ کی وحدانیت اور ربوبیت کے واضح دلائل دیے مگر تم اللہ کی توحید کے سخت منکر رہے، تم بدبختی، ذلت اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے اسباب کو ترجیح دیتے اور نوز و فلاح اور کامیابی کے اسباب سے منہ موڑتے رہے، حق تمہیں بہت ناگوار اور شرک تمہیں بہت مرغوب تھا، تمہیں اپنے خالق پروردگار سے چڑھتی اور دوسروں کو اس کے ساتھ شریک کیے بغیر تمہیں چین و سکون نہ آتا تھا، جیسے فرمایا

وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْتَمَزَتْ قُلُوْبُ الذّٰلِمِيْنَ لَا يُوْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الذّٰلِمِيْنَ مِنْ دُوْنِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۱﴾^{۲۱}

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اللہ کے سوا دوسروں کا ذکر آتا ہے تو یوں ایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

۱ الانعام ۲

۲ فاطر ۳

۳ المؤمنون ۱۰۸، ۱۰۷

۴ الزمر ۲۵

تم نے غیر اللہ کو اللہ کی ذات و صفات، اختیارات، حقوق اور افعال میں شامل کیے رکھا جو دنیا و آخرت میں فساد اور شر کا باعث تھا اگر بالفرض محال تم دنیا میں لوٹائے بھی گئے تو بھی تم دوبارہ وہی کچھ کرنے لگو گے جس سے منع کیے گئے تھے، جیسے فرمایا

... وَلَوْ رُدُّوْا الْعَادُوْا اِلَيْهَا عِنْدَ وَاٰنِهِمْ لَكَذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ: اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے وہ تو ہیں ہی جھوٹے۔

اب اسی اللہ وحدہ لا شریک کا حکم ہے جس کی خدائی پر تم راضی نہ تھے اس کے فیصلے میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا، جیسے فرمایا

... فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۳۳﴾

ترجمہ: سو آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔

مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدَيْ وَا مَا اَنَا بِظَلّٰمٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: میرے ہاں بات پلٹی نہیں جاتی اور میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے والا نہیں ہوں۔

اب جہنم کے دائمی عذاب سے تمہارے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ اٰيٰتِهِ وَا يُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۗ وَا مَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا

وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور تمہارے لیے آسمان سے روزی اتارتا ہے، نصیحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں

مَنْ يُؤْتِيْبُ ﴿۴۱﴾ فَاَدْعُو اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَا لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ (المومن ۱۳، ۱۴)

جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتے ہیں، تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لیے دین کو خالص کر کے گو کافر برائیاں۔

اللہ جو کائنات کا صلانع اور مدبر و منتظم ہے، لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلاتا ہے، زمین و آسمان میں اس کی توحید کی بیشمار نشانیاں موجود ہیں جن پر غور و فکر کرنے والے کے لئے معرفت حقائق میں ادنیٰ سا بھی شک و شبہ نہیں رہتا کہ سب کا خالق، سب کا مالک، سب کا پالنے والا اور حفاظت کرنے والا وہی اللہ وحدہ لا شریک ہے، اسی ہی قیوم ذات نے لاکھوں کروڑوں برس سے اس کائنات کا ایسا منظم نظام چلا رکھا ہے جس میں کبھی خلل واقع نہیں ہوا، اسی خالق کائنات نے انسانوں، حیوانات اور نباتات کی ضروریات کے مطابق پانی تخلیق فرمایا اور اس پانی کو باقاعدگی کے ساتھ روئے زمین پر پہنچانے اور پھیلانے کے لئے حیرت انگیز انتظامات کیے، انسان یہ تو دیکھ لے کہ ہوائیں چلیں جنہوں نے سمندروں سے نمکین پانی کے بخارات کو اٹھایا، جس سے گہرے سیاہ بادل بن گئے پھر ہوائیں پانی سے بھرے ان بادلوں کو لے کر چلیں اور جہاں اللہ نے چاہا اور جتنی چاہی گرج و چمک کے ساتھ میٹھا پانی برس پڑا جس سے مردہ زمین زندہ ہو گئی، ایک ہی پانی اور ایک ہی زمین سے انسانوں اور جانوروں کی ضروریات کے لئے انوع و اقسام، مختلف رنگ و روپ، شکل وضع اور مختلف ذائقہ کے پھل اور

نباتات اگنے لگیں، بارش کے پانی سے دریا بلب بھر کر ٹھاٹھیں مارنے لگے، ان دریاؤں میں نقل و حمل اور بار برداری کی کشتیاں چلنے لگیں، اس طرح اللہ تعالیٰ بارش سے انسانوں، جانوروں اور پرندوں کے رزق کا بندوبست فرماتا ہے مگر ان نشانیوں سے سبق وہی حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اب اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی اس عام مشاہدے کی نشانی کو دیکھ کر اس کی ذات و صفات اور قدرتوں کا انکار کرے یا اس کے ساتھ کچھ دوسری ہستیوں کو بھی اس کے ساتھ شریک کرے، اس لئے اے مسلمانوں! جب کائنات کا صالح اور مدبر و منتظم اکیلا اللہ ہی ہے تو صرف اسی وحدہ لا شریک کی خالص اطاعت و بندگی کرو، جیسے فرمایا

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿٦﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: (اے نبی ﷺ!) یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف برحق نازل کی ہے لہذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔

اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں اللہ کے راستے سے نہ روک دے۔

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ التَّعَمُّةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ التَّنَاءُ الْحُسْنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْتَلِ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ

ابوالزبیر سے مروی ہے عبد اللہ بن زبیر ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے، ”ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے، تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے، اور اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ عبادت کرنے کی قوت ہے اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں (اے اللہ) تو ہی نعمت و فضل والا اور بہترین تعریف کا مستحق ہے، اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں! ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں خواہ کافروں کو یہ ناپسند ہی ہو۔“ اور کہتے تھے رسول اللہ ﷺ بھی ہر نماز کے بعد یہی دعا کرتے تھے۔ ﴿٦﴾

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

بلند درجوں والا عرش کا مالک، وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے

لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٠﴾ يَوْمَ هُمْ بَرْزُورُونَ ۗ لَا يُخْفِي عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ط

دن ڈرائے، جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے ان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گی،

﴿١٠﴾ الزمر ٢

صحیح مسلم کتاب المساجد باب اشتخاب الذکر بعد الصلوة وبيان صفتيه ١٣٢٣، سنن ابوداؤد کتاب الوتر باب ما يقول

الرجل إذا سأم ١٥٠٦، مسند احمد ١٦٠٥

لَبِنَ الْمَلِكِ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۷۶﴾ الْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ

آج کس کی بادشاہی ہے؟، فقط اللہ واحد وقہار کی، آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۷۷﴾ (المومن ۱۷۱-۱۷۲)

آج (کسی قسم کا) ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

حشر کے دن صرف اللہ کی حکومت ہوگی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی و عظمت اور جلال و کمال کا ذکر فرمایا کہ وہ بلند اور اعلیٰ ہے اور ساتوں آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے، اور وہ اکیلا ہی اس عظیم الشان کائنات کا بادشاہ اور فرمانروا ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رسالت کے لیے منتخب کرتا اور اس پر وحی نازل فرماتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو محشر کے ہونا تک دن اور اعمال کی جزا سے خبردار کر دے، جیسے فرمایا

يُنزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ﴿۱۰۱﴾ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ: وہ اس روح کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعے نازل فرمادیتا ہے (اس ہدایت کے ساتھ لوگوں کو) آگاہ کر دو میرے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں ہے لہذا مجھی سے ڈرو۔

ایک مقام پر فرمایا

وَأَنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۳﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿۱۰۴﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿۱۰۵﴾ ﴿۱۰۶﴾

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے، اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے اللہ کی مخلوق کو) متنبہ کرنے والے ہیں۔

وہ دن جب اللہ کے حکم سے سب اولین و آخرین اپنی قبروں سے زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ﴿۱۰۷﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۹﴾ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ اس دن جبکہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

اور کسی طرف توجہ کیے بغیر دوڑتے ہوئے میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَّاءَ كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿۱۱۱﴾ ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ: جب یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جارہے ہوں گے جیسے اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑے جارہے ہوں۔

﴿۱﴾ النحل ۲

﴿۲﴾ الشعراء ۱۹۲ تا ۱۹۴

﴿۳﴾ المطففين ۲ تا ۳

﴿۴﴾ المعارج ۲۳

يَوْمَ نَشْفُقُ الْأَرْضَ عَنْهُمْ سِرَاعًا --- (۳) ﴿۱﴾

ترجمہ: جب زمین پھٹے گی اور لوگ اس کے اندر سے نکل کر تیز تیز بھاگے جارہے ہوں گے۔ جس میں کوئی نشیب و فراز نہ ہوگا، جیسے فرمایا

فَيَنْزِرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱﴾ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿۲﴾

ترجمہ: اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

اور ان کی کوئی چھوٹی بڑی، چھپی کھلی بات اللہ علام الغیوب سے مخفی نہ رہے گی، میدان محشر کی ہولناکیوں اور اپنے سامنے غیض و غضب سے پھٹتی ہوئی جہنم کو دیکھ کر ہر شخص دہشت زدہ ہوگا اور دہشت کا یہ عالم ہوگا کہ دل غم و اندوہ کے باعث اچھل کر گلے میں آ رہے ہوں گے، اس عالم میں اللہ مالک یوم الدین پکار کر پوچھے گا آج بادشاہی کس کی ہے؟ یعنی اس عظیم دن کا مالک کون ہے؟ جس نے اولین و آخرین، آسمانوں اور زمین کی مخلوق کو جمع کیا ہے، آج اقتدار میں خود ساختہ شراکت ختم اور تمام اسباب منقطع ہو گئے اور اچھے یا برے اعمال کے سوا کچھ باقی نہ رہا،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ، وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكِ الْأَرْضِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کوئی فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا اور پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔ ﴿۳﴾

جیسے فرمایا

الْمَلِكُ يَوْمَ مَبْدِلِ اللَّهِ --- (۴) ﴿۲﴾

ترجمہ: اس روز بادشاہی اللہ کی ہوگی۔

الْمَلِكُ يَوْمَ مَبْدِلِ الْحَقِّ لِلرَّحْمَنِ --- (۵) ﴿۳﴾

ترجمہ: اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہوگی۔

اللہ کے سوال کی گونج سے میدان محشر میں مزید دہشت طاری ہو جائے گی، پھر بے ساختہ سارا عالم پکار اٹھے گا یا سناٹا چھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ خود ہی ارشاد فرمائے گا اللہ واحد قہار کی،

وَفِي حَدِيثِ الصُّورِ: أَنَّهُ تَعَالَى إِذَا قَبِضَ أَزْوَاحَ جَمِيعِ خَلْقِهِ، فَلَمْ يَبْقَ سِوَاهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ جِينِدٌ يَقُولُ: لِمَنْ

﴿۱﴾ ق ۲۴

﴿۲﴾ طہ ۱۰۷، ۱۰۸

﴿۳﴾ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ الزمر باب قَوْلِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ صَحِيح

مسلم کتاب صفات المنافقین باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْحُجَّةِ وَالنَّارِ ۴۰۵۰، سنن الدارمی ۲۸۴۱، مسند احمد ۸۸۶۳

﴿۴﴾ الحج ۵۶

﴿۵﴾ الفرقان ۲۶

الْمَلِكُ الْيَوْمَ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُجِيبُ نَفْسَهُ قَائِلًا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ
اور حدیث صور میں ہے کہ اللہ عزوجل جب اپنی تمام مخلوق کی روحوں کو قبض فرمائے گا اور اس وحدہ لا شریک لہ کے سوا اس وقت کوئی اور نہ
بچے گا تو وہ فرمائے گا تو وہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہت ہے؟ تین بار فرمائے گا پھر اپنے آپ کو اس کا جواب دیتے ہوئے فرمائے گا اللہ کی
جو اکیلا، بڑا غالب ہے۔^(۱)

کہا جائے گا آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے دنیا میں کی تھی، آج کسی پر کسی بھی نوعیت کا ظلم نہ ہوگا،
عَنْ أَبِي دَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَمْتُ الظُّلْمَ
عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحْرَمًا، فَلَا تظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ صَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي
كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعَمَكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ،
يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ،
ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ سے مروی ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور
میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ
جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں
تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو
تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں
تمہیں بخش دوں گا،

يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا صَرِي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ
وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَى أَنتَهَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ
وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ
وَجَنَّتُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مَعًا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمُخْطِطُ
إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوفِّيْكُمْ بِهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ وَمَنْ
وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

اے میرے بندو تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو اگر تم سب اولین و آخرین اور جن و
انس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقوی والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اے میرے بندو
اگر سب اولین و آخرین اور جن و انس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی
نہیں کر سکتے، اے میرے بندو اگر تم سب اولین و آخرین اور جن و انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور

میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہوگی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے، اے میرے بندو یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔^{۱۱}

اور اللہ کو بندوں سے ان کے اعمال کا حساب لینے میں دیر نہیں لگے گی۔ جیسے فرمایا

وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَّحِبَالِ الْبَصْرِ ۝۵۰

ترجمہ: اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور وہ پلک جھپکتے عمل میں آجاتا ہے۔

مَا خَلَقَكُمْ وَلَا بَعَثَكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝۵۱

ترجمہ: انسانوں کو پیدا کرنا اور پھر دوبارہ جلا اٹھانا تو (اس کے لیے) بس ایسا ہے جیسے ایک نفس کو (پیدا کر دینا اور جلا اٹھانا) حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

وَ أَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْأَزْفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَظِيمٍ ۝

اور انہیں بہت ہی قریب آنے والی (قیامت سے) آگاہ کر دیجئے جب کہ دل حلق تک پہنچ جائیں گے اور سب خاموش ہوں گے،

مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝ (المومن ۱۸)

ظالموں کا کوئی دلی دوست ہو گا نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے گی۔

تنبیہ:

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! الْأَزْفَةُ قیامت کا ایک نام ہے۔ فرمایا قیامت کی گھڑی دور نہیں کہ بے فکر ہو جاؤ بلکہ بالکل قریب ہی آگئی ہے، اور کسی لمحہ وقوع پذیر ہو سکتی ہے، جیسے فرمایا

أَزِفَتِ الْأَزْفَةُ ۝

ترجمہ: آنے والی گھڑی قریب آگئی ہے۔

إِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ ①

ترجمہ: قیامت کی گھڑی نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔

صحیح مسلم کتاب البرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۷۵۴

② القمر ۵۰

③ لقمان ۲۸

④ النجم ۵۷

⑤ القمر

ایک مقام پر متنبہ فرمائی

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ﴾ ①

ترجمہ: قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا

﴿اِنِّى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ...﴾ ①

ترجمہ: آگیا اللہ کا فیصلہ اب اس کے لیے جلدی نہ چاؤ۔

ایک مقام پر یوں فرمایا

﴿فَلَسَّارٌ اَوْ هَٰذِلَةٌ لِّسَانِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ لِهٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴾ ②

ترجمہ: پھر جب یہ اس چیز کو قریب سے دیکھ لیں گے تو ان سب لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے انکار کیا ہے اور اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ چیز جس کے لیے تم تقاضے کر رہے تھے۔

اس سے پہلے کہ قیامت کی یہ گھڑی وارد ہو جائے آپ لوگوں کو اس دردناک دن کے عذاب سے ڈرائیں جس کی ہولناکی دیکھ کر دل گلے میں اٹک جائیں گے، یعنی خوف و ہراس کا یہ عالم ہوگا کہ کسی کا دل ٹھکانے پر نہ رہے گا،

عَنْ قِتَادَةَ، اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَتَاَجِرِ. قَالَ: قَدْ وَقَعَتِ الْقُلُوْبُ فِي الْحَتَاَجِرِ مِنَ الْمَخَافَةِ، فَلَا هِيَ تَخْرُجُ وَلَا تَعُوْدُ اِلَى اَمْكِنْتِهَا

قتادہ رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ”جب کیلچے منہ کو آرہے ہوں گے۔“ کے بارے میں کہتے ہیں خوف کی وجہ سے دل گلوں میں اٹک جائیں گے نہ باہر نکلیں گے اور نہ اپنی جگہوں پر واپس جاسکیں گے۔ ③

آنکھیں اوپر کی جانب اٹھی کی اٹھی رہ جائیں گی، زبانیں کنگ ہو جائیں گی اور وہ دلوں میں چھپے ہوئے خوف اور دہشت کو زبان پر نہیں لاسکیں گے تاکہ اگر کسی نے سنبھلنا ہے تو ایک لمحہ ضائع کیے بغیر سنبھل جائے ورنہ اس وقت یہ ظالم باغی اپنے مشرکانہ اعمالوں پر پچھتاتے ہوئے غم کے گھونٹ بھر رہے ہوں گے، آج ان کافر و شرک پر ایک جتھے کی صورت میں اتحاد و اتفاق ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے معبودوں کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں ان کی درخواستوں کی رسائی اور روز قیامت سفارش کریں، جیسے فرمایا

﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقْرِئُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى...﴾ ④

ترجمہ: خبردار دینِ خالص اللہ کا حق ہے، رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ

① الانبیاء

② النحل

③ الملک ۷۲

④ تفسیر طبری ۲۱، ۳۶۸

⑤ الزمر ۳

کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں۔
مگر اس وقت ان ہستیوں کی بے بسی و لاچارگی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی، اور ظالموں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مشفق دوست ہو گا اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا ہو گا جس کی سفارش اللہ کو لازماً قبول ہی کرنی پڑے، ہر بھلائی کے اسباب کٹ چکے ہوں گے، جیسے فرمایا

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَأَوَّاءُ الْعَذَابِ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما، جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی، اپنے پیروؤں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے مگر سزا پا کر رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا۔
پھر یہ ظالم ایک دوسرے پر بہکانے، گمراہ کرنے کا الزام لگائیں گے اور ہر گروہ دوسرے کو کوس رہا ہو گا مگر مصیبت کی اس کٹھن گھڑی میں جب ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ کو بھول چکے ہوں گے اور ہر ایک کو صرف اپنی نجات کی فکر دامن گیر ہوگی۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿۱۹﴾ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ

وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا اس کے

مَنْ دُونَهُ لَا يَقْضُونَ بَشِيئَةً ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۲۰﴾ (المومن ۱۹، ۲۰)

سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے، بیشک اللہ تعالیٰ خوب سنتا خوب دیکھتا ہے۔

شرک کی تردید:

اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کے معبودوں کی طرح لاعلم اور بے اختیار نہیں ہے کہ اسے جن و انس کے کرتوتوں کا علم نہ ہو بلکہ وہ صاحب قدرت اور علام الغیوب ہے، وہ بندوں کی التجاؤں کو سنتا اور ان کے حال سے واقف ہے، کوئی چیز چاہے کتنے ہی دیز پر دوں میں چھپی ہوئی ہو اس پر عیاں ہے، وہ جن و انس کے دلوں کے بھید، وسوسوں اور آنکھوں کی خیانت تک جانتا ہے، یہی صاحب علم و قدرت اللہ روز قیامت بغیر کسی کے خوف و خطر و حرص و طمع حق و انصاف کے ساتھ عدل فرمائے گا تا کہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے، جیسے فرمایا

... لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَىٰ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔
مشرکین کے لاعلم، عاجز و لاچار معبود فیصلے نہیں کریں گے، جب تک اللہ عز و جل کسی کو کلام کی اجازت نہ فرمائے گا اس کی بارگاہ میں کسی کو لب کشائی تک کی جرات و ہمت نہ ہوگی، شفاعت یا فیصلہ کرنا تو بعید ترین بات ہے۔

أَوْ لَمْ يَسْبُرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ط
کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا نتیجہ کیسا ہوا؟

كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَ آثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ط
وہ اعتبار قوت و طاقت کے اور باعتبار زمین میں اپنی یادگاروں کے ان سے بہت زیادہ تھے، پس اللہ نے انہیں ان گناہوں پر پکڑ لیا

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
اور کوئی نہ ہوا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچا لیتا، یہ اس وجہ سے کہ ان کے پاس پیغمبر معجزے لے لے کر آتے تھے

فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۝ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (المومن ۲۱:۲۲)

تو وہ انکار کر دیتے تھے، پس اللہ انہیں پکڑ لیتا تھا، یقیناً وہ طاقتور اور سخت عذاب والا ہے۔

دھمکی:

کفار و مشرکین کو آخرت کے احوال کے بعد اب انہیں دنیا کے احوال سے ڈرایا کہ ذرا زمین میں چل پھر کر ان اقوام کے آثار و کھنڈرات پر غور و فکر کریں جو ان سے پہلے اس جرم تکذیب میں ہلاک کی گئیں جس کا یہ ارتکاب کر رہے ہیں، دراصل حالیکہ گزشتہ قومیں تعداد، ساز و سامان، شان و شوکت، تمکنت اور جسمانی طور پر ان سے کہیں بڑھ کر تھیں، جیسے قوم عاد کہتی تھی۔

... وَقَالُوا مَن أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۝ ۱

ترجمہ: اور کہتے ہیں کون ہے ہم سے زیادہ زور آور۔

اور انہوں نے زمین میں زبردست آثار چھوڑے تھے، جیسے فرمایا

أَوْ لَمْ يَسْبُرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ط
كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَ آثَارًا
الْأَرْضِ وَعَمَّ رُؤُوسَهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ أَكْمَرُوهَا ۝ ۹

ترجمہ: اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے، انہوں نے زمین کو خوب ادھیڑا تھا اور اسے اتنا آباد کیا تھا جتنا انہوں نے نہیں کیا ہے۔

لیکن جب انہوں نے رسولوں کو واضح علامات و نشانیوں کے باوجود جھٹلایا، گناہوں پر اصرار کیا اور دعوت حق کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو گئے، زندگی کے مسائل و معاملات کے متعلق واضح ہدایات کا مذاق اڑایا تو ان پر اللہ کا عذاب و فتنہ نازل ہوا، پھر ان کی قوت، عالیشان عمارتیں، شان و شوکت ان کے کسی کام نہ آئی، انکا کوئی معبود جن کے وہ گن گاتے تھے، جن کے بڑے بڑے خوبصورت عبادت خانے بناتے

تھے، جن کے دربار کے لئے جائیدادیں وقف کی جاتی تھیں، جن کے حضور وہ رسومات بندگی بجالاتے تھے انہیں اللہ کی گرفت سے نہ بچا سکا اسی طرح تم لوگوں پر بھی اچانک عذاب نازل کیا جاسکتا ہے، اگر یہ نازل ہو گیا تو پھر تمہارا بھی کوئی معبود تمہارا پشت پناہ نہ ہوگا، یقیناً رب العالمین بڑی قوت والا اور باغیوں کو سزا دینے میں بہت سخت ہے، جیسے فرمایا

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿۱۸﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُونَ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی آیتوں اور کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجا فرعون ہامان اور قارون کی طرف،

فَقَالُوا سِحْرٌ كَذٰبٌ ﴿۱۹﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا

تو انہوں نے کہا (یہ تو) جادو گر اور جھوٹا ہے، پس جب ان کے پاس (موسیٰ علیہ السلام) ہماری طرف سے (دین) حق

قَالُوا اقْتُلُوا اَبْنَاءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ وَ اسْتَجِبُوْا نِسَاءَهُمْ ط

لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان کے لڑکوں کو تو مار ڈالو اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھو

وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۰﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْ اَقْتُلْ مُوسٰى

اور کافروں کی جو حیلہ سازی ہے وہ غلطی میں ہی ہے، اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کو مار ڈالوں

وَ لِيُدْعَ رَبَّهُ ۗ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُظْهِرَ فِي الْاَرْضِ

اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو پکارے، مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی (بہت بڑا) فساد

الْفَسَادِ ﴿۲۱﴾ وَ قَالَ مُوسٰى اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِرَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ

برپا نہ کر دے، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے شخص

لَا يُوْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۲﴾ (المومن ۲۳ تا ۲۷)

(کی برائی) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔

اللہ رب العزت نے اہل مکہ کو سمجھانے کے لیے اقوام سابقہ کے حالات کو بیان فرمایا، ہم نے موسیٰ بن عمران کو قبطیوں کے بادشاہ فرعون اور اس کا وزیر اور مشیر خاص ہامان اور بنی اسرائیل میں وقت کا مال دار ترین آدمی قارون کی طرف دو بڑے واضح معجزات اور رسالت کی قوی

دلیل، صریح علامات کے ساتھ بھیجا، معجزات دیکھ کر ان کے دلوں نے حقیقت کو تسلیم کر لیا کہ موسیٰ ﷺ فی الواقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوئے ہیں، جیسے فرمایا

وَجَدُوا بِهَا وَاسْتَبَقْتَهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا... ۱۴۱ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے۔

مگر اپنی جھوٹی انا اور بغض و عناد کی بنا پر اس دعوت پر ایمان لانے کے بجائے پہلی اقوام کی طرح ہمارے پیغمبر ﷺ کو ساحر گردانا اور کہا یہ رسالت کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے، جیسے ارشاد فرمایا

كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مُجُنُّونٌ ﴿۱۴۲﴾ أَتَوَاصَوْا بِهَا بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَٰغُوتٌ ﴿۱۴۳﴾ ﴿۱۴۲﴾

ترجمہ: یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون، کیا ان سب نے آپس میں اس پر کوئی سمجھوتا کر لیا ہے؟ نہیں بلکہ یہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں۔

پھر جب موسیٰ ﷺ نے پے در پے معجزات اور نشانیاں دکھا کر اپنی رسالت کو ثابت کر دیا تو فرعون نے موسیٰ ﷺ کی تذلیل و اہانت کے لیے حکم جاری کر دیا کہ جو لوگ موسیٰ ﷺ کی دعوت پر ایمان لا کر اس کے اطاعت گزار ہو گئے ہیں ان سب کے لڑکوں کو قتل کرو اور لڑکیوں کو جیتا چھوڑ دو تا کہ بنی اسرائیل موسیٰ ﷺ کو اپنے لیے باعث مصیبت اور نحوست سمجھیں اور خوف زدہ ہو کر اس کا ساتھ چھوڑ دیں اور فرعون کی یہ ترکیب کچھ کام کر گئی، چنانچہ بنی اسرائیل نے موسیٰ ﷺ سے کہا

قَالُوا أُوذِيْنَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا... ۱۴۴ ﴿۱۴۴﴾

ترجمہ: اس کی قوم کے لوگوں نے کہا تیرے آنے سے پہلے بھی ہم ستائے جاتے تھے اور اب تیرے آنے پر بھی ستائے جا رہے ہیں۔

فرعون کا اصل مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل کی قوت میں اضافہ نہ ہو اور وہ ان کی غلامی میں مطیع بن کر رہیں مگر وہ یہ مقصد حاصل نہ کر سکا بلکہ اس کے مقاصد کے برعکس نتیجہ حاصل ہوا، فرعون ہر حالت میں موسیٰ کو قتل کر دینا چاہتا تھا جس کے واضح ترین دلائل کے سامنے اس کی کوئی بات نہیں چلتی تھی، جس کی وجہ سے اس کی غرور سے تنی ہوئی گردن بھرے مجمع میں جھک گئی تھی، جس کی وجہ سے خود اس کی ملکہ ایمان لا کر مزید اس کو ذلت عطا کر گئی تھی، خود اس کی قوم میں کچھ نوجوان اس سے بے خوف ہو کر ایمان لے آئے تھے اور ڈرتھا کہ اس کا رعب و دبدبہ ختم ہی نہ ہو جائے، ملک میں موسیٰ ﷺ کی دعوت حق اور چوٹی کے ساحروں کے دن دھاڑے مقابلے کا پرچا تھا جس میں دعوت حق کامیاب و کامران ہوئی تھی اور ساحروں نے بھرے مجمع میں اسلام قبول کر لیا، خطرہ تھا کہ یہ طوفان شدت اختیار نہ کر لے جس سے ان کے پوجے جانے والے معبودوں کی سکی ہو اور وہ خود بھی بے وقوف گردانے جائیں، فرعون اہل ایمان کو فسادی کہتا تھا اس لئے اپنی دیدہ دلیری اور تکبر کا اظہار کرتے

۱ النمل ۱۳

۲ الذاریات ۵۳، ۵۴

۳ الاعراف ۱۴۹

ہوئے کہتا تھا کہ میں موسیٰ کو قتل کر دیتا ہوں میں رب اعلیٰ ہوں میرے علاوہ کوئی رب نہیں، مجھے اس کے رب کی کوئی پرواہ نہیں، موسیٰ اپنے رب کو پکار کر دیکھے کہ وہ اسے کیسے مجھ سے بچاتا ہے اور وہ اپنا بچاؤ کیسے کرتا ہے، پھر اپنے سرداروں سے کہتا اگر اسے زندہ رکھا گیا اور اسے قتل نہ کیا گیا تو مجھے اندیشہ ہے اس کے دلائل کے آگے کوئی کھڑا نہیں رہ سکے گا اس کی دعوت بڑی پر زور ہے جس سے لوگ ایمان لا کر اس کے ہاتھ مضبوط کرتے رہیں گے اور وہ رفتہ رفتہ تمہیں اپنے سب معبودوں کی عبادت سے ہٹا کر اپنے ایک اکیلے رب کی عبادت پر لگا دے گا، تمہارا بہترین دین، دینی رسومات و عادات بدل جائیں گی اور اگر میری قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی دعوت قبول کر لی تو وہ اس دعوت کو قبول نہ کرنے والوں سے بحث و مباحثہ کرنے لگیں گے اس طرح دو گروہوں میں چپقلش کی وجہ سے ملک میں فساد برپا ہو جائے گا، الغرض وہ ہر حالت میں موسیٰ کو قتل کر دینا چاہتا تھا مگر چند امراء اسے ایسا عمل کرنے سے روکتے تھے کہ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو لوگ اسے مظلوم اور تمہیں ظالم سمجھ کر مزید اس کی طرف راہی کریں گے، اس کی دعوت کو چار چاند لگ جائیں گے اور لوگ اس کی دعوت کو قبول کر لیں گے پھر اندیشہ ہے کہ ایسا شدید طوفان اٹھے گا جو نہ تمہیں گاس لئے ابھی تھوڑی نرمی رکھو اور وقت کا انتظار کرو، جب موسیٰ کو فرعون کے ارادے کا علم ہوا کہ وہ انہیں قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مطلق خوف زدہ نہ ہوئے اور اپنے رب کی بارگاہ میں سر جھکا کر اس کے شر سے بچنے کی دعا کی اور فرمایا میں نے ہر اس شخص سے جو شرک و کفر میں ڈوب کر رب سے مقابلے کے لئے کمر بستہ ہو جائے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینے پر یقین نہ رکھتا ہو اپنے رب کی پناہ لے لی ہے وہی اپنی رحمت سے مجھے اپنی حفظ و امان میں رکھے گا اور فرعون جو بھی تدبیر کرے گا میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ پائے گا،

عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي حُجُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ
ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دشمن کا خوف ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”اے اللہ ہم تجھ کو ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔“^①

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنًا مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا

اور ایک مومن شخص نے جو فرعون کے خاندان میں سے تھا اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا کہا تم ایک شخص کو محض اس بات

أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا

پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے، اگر وہ جھوٹا ہو تو

① سنن ابوداؤد کتاب الوتر باب ما يقول الرجل إذا خاف قوماً ۱۵۳، مستدرک حاکم ۲۶۲۹، مسند احمد ۱۹۷۱۹، صحیح ابن

حبان ۷۶۵، السنن الكبرى للبيهقي ۱۰۳۲۲، شرح السنة للبعوي ۱۳۵۳

فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۚ وَ إِنَّ يَكُ صَادِقًا يُصِيبُكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ط

اس کا جھوٹ اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہو تو جس (عذاب) کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اس میں کچھ نہ کچھ تو تم پر آ پڑے گا،

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٤٦٩﴾ يَقَوْمَ لَكُمْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ

اللہ تعالیٰ اس کی رہبری نہیں کرتا جو حد سے گزر جانے والے اور جھوٹے ہوں، اے میری قوم کے لوگو! آج تو بادشاہت تمہاری

ظہیرینَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا ۗ قَالَ فِرْعَوْنُ

ہے کہ اس زمین پر تم غالب ہو لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہماری مدد کرے گا؟ فرعون بولا

مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٤٧٠﴾ (المومن ۲۸۴۹)

میں تو تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کی راہ بتلا رہا ہوں۔

ایک اہل ایمان سردار کا مشورہ اور ڈرانا:

دربار میں آل فرعون میں سے ایک طاقتور منصب دار بھی تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بخشی ہوئی توفیق سے ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہو چکا تھا مگر چند وجوہ کی بنا پر اعلان نہیں کیا تھا جب فرعون نے پر زور انداز میں موسیٰ کو قتل کرنے کا عندیہ دیا تو اس سردار نے معاملے کو اپنے اور ان کے درمیان مشترک رکھ کر بولا تا کہ ان کو باور کر سکے کہ وہ ان کا اسی طرح خیر خواہ ہے جس طرح وہ خود اپنی ذات کا خیر خواہ ہے اور ان کے لیے بھی وہی کچھ پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، کیا تم لوگ موسیٰ کو اس گناہ میں قتل کرنا چاہتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور ربوبیت کے واضح دلائل ہیں، یہی بات سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی، عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ: أَخْبَرَنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِفَنَاءِ الْكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكَبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوَى تَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ حَنْقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكَبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اتَّقَتُلُونُ رَجُلًا أَنْ يَتَّوَلَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ شریکین نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا ڈال دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا، اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے اس بد بخت عقبہ بن معیط کا مونڈھا پکڑ کر اسے رسول اللہ سے جدا کیا اور فرمایا کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لیے روشن دلائل بھی ساتھ لایا ہے۔ اس پر اہل مکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ



پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ آپ زخمی ہو کر بیہوش ہو گئے۔^①

اسی طرح مشرکین نے متعدد مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے اور کوششیں کیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اجْتَمَعُوا فِي الْحِجْرِ، فَتَعَاقَدُوا بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى، وَنَائِلَةَ وَاسَافٍ: لَوْ قَدْ رَأَيْنَا مُحَمَّدًا، لَقَدْ قُتْنَا إِلَيْهِ قِيَامَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَلَمْ نَعَارِفْهُ حَتَّى نَقْتُلَهُ، فَأَقْبَلَتْ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَبْكِي، حَتَّى دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: هَؤُلَاءِ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ، قَدْ تَعَاقَدُوا عَلَيْكَ، لَوْ قَدْ رَأَوْكَ، لَقَدْ قَامُوا إِلَيْكَ فَتَقَتُلُوكَ، فَلَيْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا قَدْ عَرَفَ نَصِيْبَهُ مِنْ دَمِكَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک دفعہ قریش کے بڑے سردار حطیم میں اکٹھے ہوئے اور لات، عزلی، تیسری گھٹیا منات، نائلہ اور اساف کی قسم کھائی اور باہم عہد کیا کہ اگر ہم نے محمد ﷺ کو (بیت اللہ کے قریب عبادت کرتے ہوئے) دیکھ لیا تو ہم سب ایک دم اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور جب تک وہ مر نہ جائے انہیں نہیں چھوڑیں گے، آپ ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سن لیں وہ روتی ہوئی واپس گئیں یہاں تک کہ رسول اللہ کے پاس پہنچ گئیں اور کہنے لگیں کہ سردار ان قریش آپ کے متعلق یہ عہد و پیمان کر رہے ہیں کہ اگر انہوں نے آپ کو دیکھ لیا تو وہ آگے بڑھ کر آپ کو قتل کر دیں گے اور ان میں سے ہر ایک آپ کے خون کا پیا سا ہو رہا ہے،

فَقَالَ: يَا بَيْتَةَ، أُرِيْنِي وَصُوءًا افْتَوْصًا، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْمَسْجِدَ، فَأَمَّا رَأُوهُ، قَالُوا: هَا هُوَ ذَا، وَخَفَضُوا أَبْصَارَهُمْ، وَسَقَطَتْ أَذْقَانُهُمْ فِي صُدُورِهِمْ، وَعَقَرُوا فِي مَجَالِسِهِمْ، فَلَمْ يَرْفَعُوا إِلَيْهِ بَصَرًا، وَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلٌ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ عَلَى رُءُوسِهِمْ، فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنَ الثَّرَابِ، فَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوهُ ثُمَّ حَصَبَهُمْ بِهَا، فَمَا أَصَابَ رَجُلًا مِنْهُمْ مِنْ ذَلِكَ الْحَصَى حَصَاةً إِلَّا قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ كَافِرًا

آپ ﷺ نے فرمایا اے بیٹی! مجھے وضو کرو اور انہوں نے وضو کر لیا پھر آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے، ان لوگوں نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے وہ یہ رہے لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ انہوں نے اپنی نگاہیں جھکا لیں اور ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں پر لٹک گئیں اور وہ اپنی اپنی جگہ پر حیران پریشان بیٹھے رہ گئے، وہ نگاہ اٹھا کر نبی کریم ﷺ کو دیکھ سکے اور نہ ہی ان میں سے کوئی آدمی اٹھ کر نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے سروں کے پاس جا کر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور فرمایا یہ چہرے بگڑ جائیں اور وہ مٹی ان پر پھینک دی، جس کسی پر اس مٹی کا ایک ذرہ بھی پڑ گیا وہ غزوہ بدر کے دن کفر کی حالت میں قتل ہوا۔^②

اگر تمہارے دل اس کے دلائل و براہین سے مطمئن نہیں ہیں تب بھی عقل و دانش اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس سے کوئی تعرض نہ کرو، یہی بات موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہہ چکے تھے۔

① صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورة المومن ۴۸۱۵، مسند احمد ۶۹۰۸، شرح السنة للبغوی ۴۷۶

② مسند احمد ۶۲۳

وَإِن لَّمْ تُوْمِنُوا لِي فَاَعْتَرِزُوا ۝۱۱ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھ پر ہاتھ ڈالنے سے باز رہو۔

اگر وہ جھوٹا ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے تو اس کے جھوٹ کا ضرر اسی کو ہو گا اور اگر وہ اپنی دعوت میں سچا ہے تب تم نے اسے کوئی ایذا پہنچائی تو پھر وہ تمہیں جن عذابوں سے ڈراتا ہے تو یقیناً تم پر ان میں سے کوئی عذاب نازل ہو سکتا ہے، تمہارے خیال کے مطابق اگر وہ جھوٹا ہو تا تو اللہ تعالیٰ اسے دلائل و معجزات سے نہ نوازتا بلکہ اسے مقابلے کے میدان میں ذلیل و رسوا کر دیتا، اور اے میری قوم! یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے تمہیں زمین پر اقتدار عطا کیا ہوا ہے اور ایک بڑے علاقہ پر تمہارا حکم جاری کر رکھا ہے تو اللہ کے اس احسان پر تمہیں رب کا شکر شکر گزار ہونا چاہیے، نعمت غلبہ و اقتدار کی ناشکری کر کے اللہ رب العالمین کے غیض و غضب کو دعوت نہ دو، اگر جبار و قہار رب نے تم پر عذاب بھیجے گا فیصلہ کر لیا تو غور و تفکر کرو کہ وہ کون سی ہستی اور کون سا معبود ہے جو تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے گا اس کائنات میں وہ کون سی جگہ ہے جہاں جا کر تم پناہ حاصل کر لو گے اور اللہ وہاں نہیں پہنچ پائے گا، تمہاری بہادر فوجیں جن کی بڑی دھاک ہے تو کیا یہ بڑے لاؤ لشکر تمہیں عذاب الہی سے بچانے کی طاقت و قدرت رکھتے ہیں یا کوئی اور اسباب و وسائل تمہارے پاس ہیں جن کی بنا پر تم اس عذاب سے محفوظ ہو جاؤ گے، جب فرعون سے اس سردار کی باتوں کا کوئی معقول جواب نہ بن پڑا تو (اپنے موقف پر قائم رہ کر) کھسیانہ ہو کر قوم میں اپنی خیر خواہی جتانے لگا کہ میں تو جو کچھ دیکھ اور محسوس کر رہا ہوں وہی تمہیں بتلا رہا ہوں اور تم دیکھ لو گے میں نے اپنے مشاہدہ سے جو نتیجہ نکالا ہے وہی صحیح ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

--- وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿۱۲﴾ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: حالانکہ فرعون کا حکم راستی پر نہ تھا۔

اس طرح فرعون نے اپنی قوم کی صحیح رہنمائی کرنے کے بجائے گمراہ کر دیا، جیسے فرمایا

وَأَضَلَّ فِرْعَوْنَ قَوْمَهُ وَمَاهْدَى ﴿۱۳﴾ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا کوئی صحیح رہنمائی نہیں کی تھی۔

مَعْقِلَ بْنِ يَسَارٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللَّهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحْطِهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَايِحَةَ الْجَنَّةِ، وَرَيْحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ مِائَةِ عَامٍ

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی قوم کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے بھی

۱ الدخان ۲۱

۲ ہود ۹۷

۳ طہ ۷۹



آ رہی ہوگی۔^(۱)

خط کشیدہ الفاظ مسند احمد اور المعجم الکبیر للطبرانی میں ہیں۔

وَ قَالَ الَّذِي آمَنَ يَقَوْمِ إِيَّيَّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۖ

اس مؤمن نے کہا ہے میری قوم (کے لوگو!) مجھے تو اندیشہ ہے کہ تم پر بھی ویسا ہی روز (بدعذاب) نہ آئے جو اور امتوں پر آیا،

مِثْلَ دَابِّ قَوْمِ نُوحٍ وَ عَادٍ وَ ثَمُودَ وَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۗ وَ مَا اللَّهُ يُرِيدُ

جیسے امت نوح اور عاد و ثمود اور ان کے بعد والوں کا (حال ہوا)، اللہ اپنے بندوں پر کسی طرح

ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ۖ وَ يَقَوْمِ إِيَّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۖ يَوْمَ تُولُونُ مُدْبِرِينَ ۚ

کا ظالم کرنا نہیں چاہتا اور مجھے تم پر ہانک پکار کے دن کا بھی ڈر ہے جس دن تم پیٹھ پھیر کر لوٹو گے،

مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَ مَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۗ وَ لَقَدْ جَاءَكُمْ

تمہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا ہادی کوئی نہیں، اور اس سے پہلے تمہارے پاس

يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكِّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۗ حَتَّىٰ

(حضرت) یوسف دلیلیں لے کر آئے، پھر بھی تم ان کی لائی ہوئی (دلیل) میں شک و شبہ ہی کرتے رہے یہاں تک کہ

إِذَا هَلَكَ قَلْبُكُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۗ كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ

جب ان کی وفات ہوگئی تو کہنے لگے ان کے بعد تو اللہ کسی رسول کو بھیجے گا ہی نہیں، اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے ہر اس شخص کو

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ ۗ ۙ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۗ

جو حد سے بڑھ جانے والا شک شبہ کرنے والا ہو، جو بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں،

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَ عِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ

اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ تو بہت بڑی ناراضگی کی چیز ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر

كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۖ (المومن ۳۰: ۳۵)

مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

صحیح بخاری کتاب الأحکام باب من استنبح زعيته فأم ينصحه ۱۵۲، ۱۵۱، مسند احمد ۲۰۳۱۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۷۳

اس سردار نے قوم سے مایوس ہوئے بغیر مسلسل دعوت دی اور انہیں اقوام سابقہ کے انجام سے ڈرایا کہ اے اہل دربار! تمہاری ہٹ دھرمی اور غرور و تکبر کی وجہ سے دعوت حق کو قبول نہ کرنے اور رب کے رسول کی تکذیب و مقابلے کی بنا پر مجھے تمہارے عبرت ناک انجام کا اندیشہ ہے کہ کہیں تمہارے اعمال کی بدولت تم پر ایسے عذاب نہ آجائیں جیسے تم سے بیشتر طاقتور صاحب حیثیت صاحب اقتدار اور صاحب تملکت گروہوں قوم نوح، قوم عاد اور ان کے بعد والی قوموں پر آیا جن کے کردار و اعمال تم سے مختلف نہیں تھے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان پر رحمت نازل کرتے ہوئے کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا اپنے رسول بھیجے تاکہ وہ ابلیس کی گمراہ کن راہوں سے نکل کر رب کی صراط مستقیم پر آجائیں مگر وہ بھی تمہاری طرح دعوت حق پر شک و شبہ میں گرفتار رہے، بشر رسول پر ایمان نہ لائے، کفر و شرک میں ڈوب کر اپنے آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین کو بہترین دین سمجھتے رہے، انہوں نے رسولوں کی دعوت کا مذاق اڑایا ان پر آوازیں کیں اور اس دعوت کا راستہ روکنے کے لیے مقابلے پرتل گئے، ابلیس نے اپنے وعدے کے مطابق انہیں ان کی راہ بد بڑی خوبصورت کر کے دکھائی، پھر ان قوموں کا عبرت ناک انجام تمہارے سامنے ہے ان اقوام کے آثار و کھنڈات کو دیکھ کر تم فیصلہ کر سکتے ہو کہ کون اللہ کی پاکیزہ دعوت اور اس کے رسول کی تکذیب کر کے سر بلند ہوا اور کیسے رب نے رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بنا دیا، اللہ کے عذاب کے وقت ان کے بیشمار معبودوں میں سے کوئی معبود ان کے کام نہ آیا کوئی طاقت کوئی قوت ان کی مدد پر قادر نہ ہو سکی اور نابی اللہ کے عذاب سے انہیں کوئی جائے پناہ ملی، اے میری قوم! اگر تم نے اپنی روش تبدیل نہ کی تو رب اپنی سنت کے مطابق تمہیں بھی اس دنیا سے نیست و نابود کر دے گا جو اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں اور تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو کھڑا کر دے گا جو اس کی اطاعت گزار اور اس کے دین کو کھڑا کرنے والی ہوگی، تمہارے مرنے کے بعد تمہارے ظلموں کی داستان ختم نہیں ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ تمہاری کرنی کے پھل میں جزا یا سزا دینے کے لئے قیامت کے روز تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اپنے حضور لا کھڑا کرے گا اس وقت تمہارا ایک، جتھا، لاؤ لشکر اور مال و دولت تمہارے کچھ کام نہ آئے گا سب کو اپنے اپنے اعمال کی پڑی ہوگی، تم ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکارو گے، بھاگے بھاگے پھرو گے کہ کسی طرح رب کے قہر و غضب سے بچ جاؤ مگر کوئی جائے پناہ نہ پاؤ گے، جیسے فرمایا

كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝ ﴿١٧﴾

ترجمہ: ہرگز نہیں، وہاں کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اس روز تیرے رب ہی کے سامنے جا کر ٹھہرنا ہوگا۔

اس عدل و انصاف کے دن تمہارا کوئی حمایتی یا مددگار نہ ہوگا جو تمہیں اللہ مالک یوم الدین سے بچا سکے، وہاں تمہارا اٹھکانہ دردناک عذاب کی جگہ جہنم ہی ہوگا جہاں نہ تم جی سکو گے اور نہ ہی تمہیں موت آئے گی، تمہاری بدترین مہمان نوازی کی جائے گی، موسیٰ علیہ السلام سے بیشتر تمہارے اسی علاقے میں جس میں اب تم آباد ہو اللہ تعالیٰ کے رسول یوسف علیہ السلام بھی دلائل و براہین کے ساتھ دعوت حق لے کر آئے تھے اور تمہارے آباؤ اجداد کو راہ راست کی طرف دعوت دیتے تھے لیکن قوم نے ان کی اطاعت کرنے کے بجائے ان کی تکذیب کی اور ان کی نبوت کی طرف سے شک و شبہ میں گرفتار رہے اور اللہ کی آیات پر غور و تدبر کرنے کے بجائے ان کے ساتھ کج بحثیاں کرتے رہے، پھر طبعی زندگی کے بعد ان کی وفات ہوگئی تو تم لوگ ان کی عظمت کا اعتراف کر کے کہنے لگے اب اللہ تعالیٰ کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجے گا، ابھی وقت ہے غور و فکر کر لو کہیں

پھر تمہیں نہ پچھتانا پڑے، سچ یہ ہے کہ جسے اللہ بھڑکا دے تو پھر اسے راستہ دکھانے والا کوئی نہیں ہوتا، جیسے فرمایا

... وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿۸۸﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: حالانکہ جس کو اللہ نے راستہ سے ہٹا دیا اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پاسکتے۔

مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَنْذِرْهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۸۹﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کر دے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے اور اللہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑے دیتا ہے۔

... وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۹۰﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: پھر جس کو اللہ گمراہی میں پھینک دے اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہے۔

پھر اللہ پاکیزہ دعوت حق میں شک و شبہ کرنے والوں، حق سے سرکشی کرنے والوں اور قائم شدہ حدود سے پار نکل جانے والوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دیتا ہے، جیسے فرمایا

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحْبَبُوا الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۹۱﴾ وَأُولَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿۹۲﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: یہ اس لیے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا اور اللہ کا قاعدہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو راہ نجات نہیں دکھاتا جو اس کی نعمت کافران کریں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔

حَتَّمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۹۳﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔

... فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۹۴﴾ ﴿۶﴾

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیے اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَنُقَلِّبُ أَفْسِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۹۵﴾ ﴿۷﴾

ترجمہ: ہم اسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان نہیں لائے تھے ہم انہیں ان کی

۱ النساء ۸۸

۲ الاعراف ۱۸۶

۳ الرعد ۳۳

۴ النحل ۱۰۷، ۱۰۸

۵ البقرة ۷

۶ الصف ۶

۷ الانعام ۱۱۰

سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑے دیتے ہیں۔

جس کے بعد انہیں کوئی پاکیزہ بات پسند ہی نہیں آتی اور وہ اپنے کفر و شرک میں آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں،

وَقَالَ أَبُو عَمْرٍوَانِ الْجُوْنِيُّ وَقَتَادَةُ: آيَةُ الْجُبَابِرَةِ الْقَتْلُ بِغَيْرِ حَقِّ

ابو عمران جوئی اور قتادہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سرکشوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ ناحق قتل کرتے ہیں۔^①

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَهَامُنُ ابْنَ لِي صَرَحًا لَعَلِّي أَبْلَعُ الْأَسْبَابَ ۖ أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ

فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لیے ایک بالاخانہ بنا شاید کہ میں آسمان کے جو دروازے ہیں (ان) دروازوں تک پہنچ

فَأَطَّلِعَ إِلَى إِلِهِ مُوسَى وَإِنِّي لَأَكْظُمُهُ كَاذِبًا ۖ وَكَذَلِكَ زَيْنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءَ عَمَلِهِ

جاؤں اور موسیٰ کے معبود کو جھانک لوں اور بیشک میں سمجھتا ہوں وہ جھوٹا ہے، اور اسی طرح فرعون کی بدکرداریاں اسے

وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۙ (المومن ۷۳-۷۴)

بھلی دکھائی گئیں اور راہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی (ہر) حیلہ سازی تباہی میں ہی رہی۔

فرعون کی سرکشی اور تکبر:

فرعون نے اس مؤمن کے بہترین اسلوب میں وعظ و نصیحت کو التفات کے قابل نہ سمجھا اور متکبرانہ شان کے ساتھ اس کی طرف سے منہ پھیر کر اپنے سرداروں سے بولا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی اللہ سے واقف نہیں ہوں اور تمسخر اڑاتے ہوئے اپنے وزیر ہامان کو جو اس کے معاملات کا بند و بست کرنے والا تھا کہنے لگا اے ہامان آگ میں پکی ہوئی اینٹیں تیار کر کے میرے لئے ایک عظیم الشان اور بہت اونچی عمارت تیار کر جس پر چڑھ کر میں آسمان کے دروازوں تک پہنچ سکوں اور دیکھوں کہ واقعی ہی موسیٰ کا میرے علاوہ کوئی اور اللہ ہے جسے وہ کہتا ہے کہ وہ اوپر ہے اور وہ زمین و آسمان کا خالق اور مدبر ہے ساری کائنات کا پالنہا ہے اصل میں تو میں اسے جھوٹوں میں گمان کرتا ہوں اس کی دعوت کی کوئی حقیقت نہیں، جیسے فرمایا

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي ۚ فَأَوْقِدْ لِي يَهَامُنُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي

أَطَّلِعَ إِلَى إِلِهِ مُوسَى ۚ وَإِنِّي لَأَكْظُمُهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۗ ②

ترجمہ: اور فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی اللہ کو نہیں جانتا، ہامان! ذرا اینٹیں پکوا کر میرے لیے ایک اونچی عمارت تو بناو شاید کہ اس پر چڑھ کر میں موسیٰ علیہ السلام کے اللہ کو دیکھ سکوں میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔



اس طرح ابلیس نے اپنے دعویٰ کے مطابق اسے سیدھی راہ سے گمراہ کیے رکھا اور اس کے برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا رہا جسے وہ پسند کرتا رہا، جیسے فرمایا

...وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اور شیطان نے ان کو اطمینان دلایا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو خوب کر رہے ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے اعمال کے سبب اس کے دل، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگادی اور اسے صراطِ مستقیم پر آنے سے روک دیا اور وہ گمراہیوں کی بھول بھلیوں میں گم ہو گیا، فرعون نے دعوتِ حق کو دبانے کے لئے جتنی بھی چال بازیاں اختیار کیں اس کا نتیجہ خود اسی کے حق میں بر اثابت ہو اور انجام کار اپنے لشکروں سمیت غرق کر دیا گیا۔

وَ قَالَ الَّذِي آمَنَ يٰ قَوْمِ اتَّبِعُونِ اَهِدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿۳۴﴾

اور اس مومن شخص نے کہا ہے میری قوم (کے لوگو)! تم (سب) میری پیروی کرو میں نیک راہ کی طرف تمہاری رہبری کروں گا۔

يٰ قَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۗ وَ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۵﴾

اے میری قوم! یہ حیاتِ دنیا متاعِ فانی ہے (یقین مانو کہ قرار) اور بیٹنگی کا گھر تو آخرت ہی ہے،

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى اِلَّا مِثْلَهَا ۗ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

جس نے گناہ کیا ہے اسے تو برابر ہی کا بدلہ ہے اور جس نے نیکی کی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور

وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَوْلِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۶﴾ وَ يٰ قَوْمِ

وہ ایمان والا ہو تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں بیشمار روزی پائیں گے، اے میری قوم!

مَا لِيْ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجْوٰى وَ تَدْعُوْنِيْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۷﴾ تَدْعُوْنِيْ اِلَّا لِكُفْرٍ

یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو، تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ

بِاللّٰهِ وَ اَشْرٰكٍ ۗ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۗ وَ اَنَا اَدْعُوْكُمْ

میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور اس کے ساتھ شرک کروں جس کا کوئی علم مجھے نہیں اور میں تمہیں غالب بخشنے والے (معبود)

اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۳۸﴾ لَا جَرَمَ اِنَّمَا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ لَيْسَ لَكَ دَعْوَةٌ فِى الدُّنْيَا

کی طرف دعوت دے رہا ہوں، یہ یقینی امر ہے کہ مجھے جس کی طرف بلا رہے ہو وہ تو نہ دنیا میں پکارے جانے کے قابل ہے



وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَ أَنْ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَ أَنْ الْمُسْرِفِينَ هُمْ

نہ آخرت میں، اور یہ (بھی یقینی بات ہے) کہ ہم سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے اور حد سے گزر جانے والے ہی (یقیناً)

أَصْحَابُ النَّارِ ۖ فَسْتَذَكُّوْنَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۗ وَ أَفِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۗ

اہل دوزخ ہیں، پس آگے چل کر تم میری باتوں کو یاد کرو گے میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں،

إِنَّ اللَّهَ بِصَبْرٍ بِالْعِبَادِ ۖ (المومن ۳۸ تا ۴۴)

یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگران ہے۔

مومن سردار کی قوم کو دعوت:

وہی طاقتور سردار اپنی قوم سے بولا اے میری قوم کے لوگو! میری بات پر اعتبار کرو میں تمہیں اس سیدھے راستے کی رہنمائی کروں گا جس کی طرف موسیٰ علیہ السلام دعوت دے رہے ہیں، فرعون تمہیں جس راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے وہ ہدایت کا راستہ نہیں بلکہ وہ گمراہی اور فساد کی راہ ہے، اے میری قوم! اس چند روزہ زندگی کی رنگینیوں پر نہ رنجھ جاؤ اس زندگی نے چاہے وہ جتنی لمبی ہو بالآخر ختم ہو جانا ہے اس زندگی کی حیثیت جس کے لئے تم کتنی تنگ و دو، ظلم و زیادتی، قتل و غارت، نافرمانیاں اور ناشکریاں کرتے ہو تم لوگوں نے اس زندگی کے سامان کو اتنا پھیلایا ہوا ہے کہ گویا تم نے مرنا ہی نہیں اور دوبارہ زندہ ہو کر رب کو حساب نہیں دینا حالانکہ یہ زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلے میں ایک گھڑی سے بھی کم ہے، اور اس زندگی کے لئے تم کچھ زاد راہ اکٹھا نہیں کرتے جو بیشکی کی زندگی ہوگی، پھر انہیں دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا اہل ایمان مرد ہوں یا عورتیں اگر اس دعوت پر ایمان لا کر اعمال صالحہ اختیار کریں گے تو اللہ انہیں انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا، جہاں رب کی رضا اور رحمت ان کے شامل حال ہوگی اور انہیں رب کی طرف سے ہر وہ چیز مہیا کی جائے گی جس کی وہ تمنا کریں گے اور انہیں بے حد و حساب ایسا رزق دیا جائے گا جن کی لذت کا تصور ہی محال ہے، اور اگر شرک، فسق یا معصیت کا ارتکاب کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم میں دھکیل دے گا جہاں رب کی ناراضگی اور غضب ہوگا، تمہیں بدترین غذا اور بدترین مشروب دیے جائیں گے، اے میری قوم! کیا تم میں کچھ عقل و شعور نہیں کہ حق و باطل میں تمیز کر کے وہ راہ اختیار کرو جس میں تمہاری فلاح ہو، میں تو تمہیں فلاح و نجات کی راہ کی دعوت دیتا ہوں کہ تمام باطل معبودوں کی عبادت سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرو جو تمہارا خالق و پالنے والا ہے اور اس کے معبود کئے ہوئے رسول کی جو تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے تکذیب کرنے کے بجائے تصدیق اور اس کی اطاعت کرو، اس راہ پر چل کر ہی تمہاری اخروی زندگی میں نجات ممکن ہے، رب کی رضامندی اور مغفرت ہے، اس کی انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت ہے جس میں حسین و جمیل حوریں اور بے شمار موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے غلمان ہیں جس میں تمہارا اقام ہو گا اور رب کی زیارت ہوگی جس کے مقابلے میں جنت کی ہر نعمت بیچ ہوگی، اس پاکیزہ دعوت کے مقابلے میں تم لوگ مجھے کفر و شرک کی دعوت دیتے ہو اور ان ہستیوں کو اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ شریک کرنے کو کہتے ہو جو بس چند نام ہیں جو تم اور تمہارے

آباء و اجداد نے گھڑ رکھے ہیں، جو نہ کسی کی پکار سننے کی استعداد رکھتے اور نہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر ہیں، نہ تو انہیں الوہیت و ربوبیت کا استحقاق حاصل ہے اور نہ ہی روز آخرت میں کسی کو عذاب سے چھڑانے پر یا شفاعت ہی کرنے پر قادر ہوں گے، اب تم خود فیصلہ کر لو بھلا ایسے بودے معبود اس لائق ہیں کہ ان سے ڈرو و خوف رکھا جائے، انہیں خوش کرنے کے لئے ان کی عبادت کی جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنِ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ ﴿٥٠﴾ ﴿٥١﴾

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہو انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں۔

إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ
وَلَا يُبَدِّلُكَ مِثْلَ حَبِيبٍ ﴿٥٢﴾ ﴿٥٣﴾

ترجمہ: انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے اور سن لیں تو اس کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے، حقیقت حال کی ایسی صحیح خبر تمہیں ایک خبر دار کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

بھائیو! جس راہ پر تم چل رہے ہو یہ تورب کو غضبناک کرنے کا راستہ ہے جو سیدھا جہنم کی داویوں میں جاتا ہے اے لوگو! آخر کار ایک وقت مقررہ پر لوٹنا تورب کی طرف ہی ہے جہاں میدان محشر میں میزان عدل قائم کیا جائے گا اور ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا، ہر ایک شخص کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور اس کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی، جیسے فرمایا

وَنَضْعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ حَرْدَلٍ
آتَيْنَاهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَسِيبِينَ ﴿٥٤﴾ ﴿٥٥﴾

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہو گا جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

وَالْوِزْنَ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥٦﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ
الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٥٧﴾ ﴿٥٨﴾

ترجمہ: اور وزن اس روز عین حق ہو گا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥٦﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي

١ الاحقاف ٥

٢ فاطر ١٣

٣ الانبياء ٣٤

٤ الاعراف ٨، ٩

ترجمہ: اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے، وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے، وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھائے میں ڈال لیا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَأَمَّا مَنْ ثَقَلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿١٤﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاٰصِيَةٍ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿١٦﴾ فَأَمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿١٧﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَةٌ ﴿١٨﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١٩﴾

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا، اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہوگی، اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حد و کوپال نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو جہنم کی آگ تمہارا ٹھکانہ ہوگا جو بہت ہی بری جگہ ہے، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَيُسَّ الْمَصِيءِ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

وَأَنَّ لِلظَّالِمِينَ لَشَرًّا مَّآبًا ﴿٢١﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَيُسَّ الْوَهَادُ ﴿٢٢﴾

ترجمہ: اور سرکشوں کے لیے بدترین ٹھکانا ہے، جہنم جس میں وہ جھلسے جائیں گے بہت ہی بری قیام گاہ۔

ابھی میری باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آتیں ابلیس نے تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی ہے مگر عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب تم میری باتوں کو یاد کرو گے، مذمت کا اظہار کرو گے مگر پانی پل کے نیچے سے گزر چکا ہوگا اس وقت تمہاری مذمت کا اظہار تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا، اس اہل ایمان شخص کو اب یقین ہو گیا کہ دعوت حق پیش کرنے کے جرم میں فرعون کی پوری سلطنت کا عتاب اس پر ٹوٹ پڑے گا اور ہو سکتا ہے کہ اسے جان سے ہی مار دیا جائے چنانچہ آخر میں اس نے کہا میں تم لوگوں سے بیزاری اور قطع تعلق کا اعلان کرتا ہوں اور اپنا معاملہ رب کریم کے سپرد کرتا ہوں جو اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے، میرا رب جو مستحق ہدایت ہوتا ہے اسے ہدایت سے نوازتا ہے اور ضلالت کا استحقاق رکھنے والے کو ضلالت سے ہمکنار کرتا ہے ان امور میں جو حکمتیں ہیں ان کو وہی خوب جانتا ہے وہ بڑا ہی مہربان اور مغفرت کرنے والا ہے۔

فَوَقَّهُ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَا مَكْرُوهًا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ﴿٢٣﴾

پس اسے اللہ نے تمام بدیوں سے محفوظ رکھا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا،

المومنون ۱۰۳، ۱۰۲

القارعة ۶ تا ۱۱

الملك ۶

ص ۵۶، ۵۵

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَ يُؤْمَرُ تَقْوَمُ السَّاعَةُ

آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی

أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۳۵﴾ (المومن ۳۵-۳۶)

(فرمان ہوگا کہ) فرعونوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔

مؤمن سردار کے خلاف اقدام:

اس مؤمن سردار کی فرعون کے دربار میں ایک اچھی حیثیت تھی مگر فرعون اور اس کے سردار اس مؤمن کو کیسے معاف کر سکتے تھے جو بر ملا ڈنکے کی چوٹ پر حق بات کی دعوت دے گیا تھا، جو تبلیغ کا حق ادا کر گیا تھا، بادشاہ وقت فرعون اور اس کی قوم کو گمراہ کہہ کر اسے جہنم کی وعید دے گیا تھا، ان کے معبودوں کو جن کو وہ اللہ مان کر عبادت کرتے تھے ان کے حضور نذر و نیاز پیش کرتے ان کے ناموں کے نعرے لگاتے اور مشکلوں میں ان سے دار و فریاد کرتے تھے ان کو بے بس لاجرا کہہ کر ان کی توہین کر گیا تھا، چنانچہ وہ فرعون اور اہل فرعون کے عتاب کا شکار ہوا مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے وہ اس کا کچھ بھی نہ لگا پائے، اللہ نے ان کی تمام تدابیر بد اور سازشوں کو ناکام بنا دیا اور اسے موسیٰ کے ہمراہ نجات دی، آخرت میں اس کا ٹھکانا رب کی جنتوں میں ہو گا اور فرعون اور اس کے سردار ہاتھ ہی ملتے رہے، موسیٰ، ہارون علیہما السلام، اس مؤمن سردار اور اس کی قوم کے نوجوانوں پر ان کا کچھ بس نہ چلا، وہ رب کی حفظ و امان میں رہے، رب کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب و کامران رہے اور فرعون اپنے پورے جاہ و جلال، رعب و دبدبہ، طاقت و قوت، مال و زرا اور اس کے سردار رب کی شدید پکڑ میں آگئے کوئی طاقت، لشکر، قلعہ اور ان کا کوئی اللہ انہیں رب کی گرفت سے نہ بچا سکا رب نے رہتی دنیا تک انہیں عبرت کا نشانہ بنا دیا، جیسے فرمایا

وَجُوزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْعُرْقُوبُ قَالَ
أَمِنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۵﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُ قَدَ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ
الْمُفْسِدِينَ ﴿۳۶﴾ فَأَلْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلَقَكَ آيَةً ﴿۳۷﴾ ﴿۳۶﴾ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر سے گزار لے گئے پھر فرعون اور اس کے لشکر ظلم اور زیادتی کی غرض سے ان کے پیچھے چلے آئے کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سراطعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے! حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے۔

عالم برزخ میں فرعون اور اس کی قوم کو صبح و شام دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ وہ ہر وقت ہول کھاتے رہیں،

عَنْ قَتَادَةَ، {النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا} قَالَ: يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا صَبَاحًا وَمَسَاءً، يُقَالُ لَهُمْ: يَا آلَ فِرْعَوْنَ

هَذِهِ مَنَازِلُكُمْ، تَوْبِيخًا وَنَقْمَةً وَصَعَارًا لَهُمْ

قتادہ رضی اللہ عنہ آیت کریمہ ”دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کیے جاتے ہیں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں انہیں صبح و شام جہنم کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جب تک دنیا باقی رہے گی ان سے کہا جائے گا آل فرعون! یہ ہیں تمہارے گھر، یہ ان سے ازراہ سرزنش و سزا و تذلیل کہا جائے گا۔^①

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تم میں سے کوئی ایک جب فوت ہو جاتا ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانا اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اگر اہل جنت میں سے ہو تو اہل جنت کا ٹھکانا سے دکھایا جاتا ہے اور اگر وہ اہل جہنم میں سے ہو تو اہل جہنم کا ٹھکانا سے دکھایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا ٹھکانا حتیٰ کہ اللہ عزوجل تجھے قیامت کے دن اس ٹھکانے پر پہنچا دے گا۔^②

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفْرِ النَّارِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔^③

یعنی برزخی زندگی میں فرعون اور آل فرعون کو آگ کا مزہ چکھایا جا رہا ہے، جس طرح اس اہل ایمان شخص کی زندگی کو جنت کی زندگی کہا گیا ہے جسے اپنے ایمان کے اظہار اور انبیاء کرام کی حمایت میں بولنے پر قتل کر دیا گیا تھا، جیسے فرمایا

إِنِّي أَمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ④ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ⑤ قَالَ يَلَيْتُ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ⑥ بِمَا غَفَرْتُ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ⑦

ترجمہ: میں تو تمہارے رب پر ایمان لے آیا تم بھی میری بات مان لو (آخر کار ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور) اس شخص سے کہہ دیا گیا کہ داخل ہو جا جنت میں، اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہو کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرمادی اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرمایا۔

① تفسیر طبری ۳۹۶/۲۱

② مسند احمد ۵۹۲۶، صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الميت يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ۳۷۹، صحیح مسلم کتاب الجنة باب عَرْضُ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالْتَعَوُّذُ مِنْهُ ۷۵، صحیح ابن حبان ۳۱۳۰، مسند ابی یعلیٰ ۵۸۳۰، شرح السنة للبغوی ۵۲۳، السنن الكبرى للنسائی ۲۲۰۸

③ جامع ترمذی ابواب القيامة باب ما جاء في صفة أواني الخوض ۲۳۶۰، المعجم الاوسط ۸۱۱۳، معجم ابن عساکر ۱۰۹۱

④ یسین ۲۶، ۲۷

بعض گروہ برزخ کی زندگی کو تسلیم نہیں کرتے مگر قرآن مجید میں یہ دونوں مقامات عالم برزخ کے دونوں پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں،
عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَخْدُمُهَا، فَلَا تَصْنَعُ عَائِشَةَ إِلَّا بِنَا شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ، إِلَّا قَالَتْ لَهَا الْيَهُودِيَّةُ: وَقَاكَ اللَّهُ
عَذَابَ الْقَبْرِ، قَالَتْ: فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ لِلْقَبْرِ عَذَابٌ قَبْلَ يَوْمِ
الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: لَا، وَعَمَّ ذَاكَ؟ قَالَتْ: هَذِهِ الْيَهُودِيَّةُ لَا تَصْنَعُ إِلَّا بِنَا مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، إِلَّا قَالَتْ: وَقَاكَ اللَّهُ عَذَابَ
الْقَبْرِ، قَالَ: كَذَبَتْ يَهُودُ، وَهُمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَكْذَبُ، لَا عَذَابَ دُونَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک یہودی عورت ان کی خدمت کیا کرتی تھی، عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ جب بھی کوئی نیکی کرتیں
تو وہ انہیں یہ دعوتی کہ اللہ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے ان سے پوچھا
اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا قیامت کے دن سے پہلے قبر میں بھی عذاب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟ میں
نے عرض کی کہ اس یہودیہ کے ساتھ میں جب بھی کوئی جھلائی کرتی ہوں تو وہ یہی کہتی ہے کہ اللہ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یہودی جھوٹ بولتے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف بھی جھوٹی نسبت کر دیتے ہیں قیامت سے پہلے کوئی عذاب نہ ہوگا،

قَالَتْ: ثُمَّ مَكَتَ بَعْدَ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَفُكَّكَ، فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ نِصْفَ النَّهَارِ مُسْتَمِلًا بِنَثْوَبِهِ، مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ، وَهُوَ
يُنَادِي بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَيُّهَا النَّاسُ، أَظَلَّتْكُمْ الْفِتْنُ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلَمِ، أَيُّهَا النَّاسُ، لَوْ تَعَامُونَ مَا أَعْلَمُ بِكَيْفِيَّتُمْ كَثِيرًا
وَصَحِيحَّتُمْ قَلِيلًا، أَيُّهَا النَّاسُ، اسْتَعِيدُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ
تھوڑے عرصے بعد جب تک اللہ کو منظور ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصف النہار کے وقت اپنے کپڑے اوپر لپیٹے ہوئے اس حال میں نکلے کہ آنکھیں
سرخ ہو رہی تھیں اور آواز بلند فرما رہے تھے اے لوگو! تم پر تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے چھا گئے ہیں، اے لوگو! جو میں جانتا ہوں
اگر تم جانتے ہوتے تو زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے، اے لوگو! عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو اور عذاب قبر برحق ہے۔^①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی دعائیں اس کی تائید کرتی ہیں،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عَجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَتَا لِي: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ،
فَكَذَّبْتُهُمَا، وَلَمْ أُنْعِمِ أَنْ أَصَدِّقَهُمَا، فَخَرَجَتَا، وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ
عَجُوزَيْنِ، وَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: صَدَقْتَا، إِنَّهُنَّ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا فَمَا رَأَيْتَهُ بَعْدَ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ
عَذَابِ الْقَبْرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے مدینہ منورہ کے یہودیوں کی دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ
قبر والوں کو ان کی قبر میں عذاب ہوگا لیکن میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی تصدیق نہیں کر سکی، پھر وہ دونوں عورتیں چلی گئیں اور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا دو بوڑھی یہودی عورتیں آئی تھیں اور پھر میں نے آپ سے واقعہ کا ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا انہوں نے صحیح کہا قبر والوں کو عذاب ہوگا اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنیں گے، پھر میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں قبر کے

عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔^۱

أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ، وَهِيَ تَقُولُ لِي: أَشَعَزْتَ أَنْكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ، فَارْتَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: إِنَّمَا تُفْتَنُ الْيَهُودُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثْنَا لِيَالِي، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ شَعَزْتَ أَنَّهُ أُوجِي إِلَيَّ أَنْكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ يَسْتَعِيدُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم میرے پاس تشریف لائے اس وقت ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی وہ عورت کہہ رہی تھی کیا تجھے معلوم ہے کہ تم قبروں میں فتنے میں مبتلا کیے جاؤ گے یعنی تم لوگ قبر میں آزمائے جاؤ گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور فرمایا صرف یہودی (قبروں میں) آزمائے جائیں گے، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چند راتیں گزری تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے یہ بات مجھے وحی کی گئی کہ یقیناً تم قبروں میں فتنے میں مبتلا کیے جاؤ گے، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔^۲

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعایہ بھی تھی،

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغَنِيِّ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کی آزمائش سے، دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں جالوت کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے۔“^۳

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: تَعَوَّذُوا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجَبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أُرْدَالِ الْعُمَرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ

اور مصعب بن سعد نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو جن کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی

۱ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۶۳۶۶ ، صحیح مسلم کتاب المساجد بابِ اسْتِحْبَابِ التَّعَوُّذِ مِنْ

عَذَابِ الْقَبْرِ ۱۳۲۱

۲ مسند احمد ۲۳۵۸۲، صحیح مسلم کتابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ بابِ اسْتِحْبَابِ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

۳ صحیح بخاری کتاب الدعوات بابُ الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغَنِيِّ ۶۳۷۶

سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر کو پہنچوں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے۔“ ﴿۱﴾

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا، وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْتَمِّ وَالْمَعْرَمِ

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا مانگتے تھے ”اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے، اے اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری گناہ اور قرضداری سے۔“ ﴿۲﴾

اور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ أَنْ يَبْعَ يَقُولَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُ نَمَازًا مِنْ نَمَازٍ يَشْهَدُ بِهَا تَوْجَارِ حِيضًا مِنْ بَنَاتِ مَنْكَلٍ، ”اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنہ (عذاب) سے اور دجال کے فتنہ سے۔“ ﴿۳﴾ اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو اللہ مالک یوم الدین حکم فرمائے گا کہ فرعون اور آل فرعون کو جہنم کے شدید تر عذاب میں دھکیل دو۔

وَ إِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعْفُو لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ

اور جب کہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ تکبر والوں سے (جن کے یہ تابع تھے) کہیں گے ہم تو

تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُعْتَدُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلُّ

تمہارے پیرو تھے تو کیا اب تم ہم سے اس آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو؟ وہ بڑے لوگ جواب دیں گے ہم تو سبھی اس آگ

فِيهَا لَإِنْ لَّا اللَّهُ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۵﴾ (المومن ۷۸-۷۹)

میں ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

﴿۱﴾ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الاستعاذۃ من أزدل العمر، ومن فتنۃ الدنیا وفتنۃ النار ۶۳۴، شرح السنۃ للبعوی ۷۱

﴿۲﴾ صحیح بخاری کتاب صفة الصلوۃ باب الدعاء قبل السلام ۸۳۲، سنن ابوداؤد کتاب الصلاة باب الدعاء في الصلوة ۸۸۰، مسنن

داحد ۲۴۵۷، صحیح ابن حبان ۱۹۶۸، السنن الكبرى للبیہقی ۲۸۸۱، شرح السنۃ للبعوی ۶۹۱

﴿۳﴾ صحیح مسلم کتاب المساجد باب ما یُستَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ ۱۳۲۳، السنن الكبرى للبیہقی ۲۸۸۲

فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کا عبرت ناک واقعہ سنا کر عام لوگوں کو خبردار کیا کہ ابھی تو تم اپنے بااثر سرداروں کے خوف سے دعوت حق کو تسلیم نہیں کر رہے مگر روز قیامت تم پر ان کی بڑائی کی حقیقت کھل جائے گی کہ یہ تمہارے کسی کام آنے والے نہیں ہیں، اس وقت تم انہیں ذلیل کرنے کے لئے کہو گے کہ جناب عالی! دنیا میں تو آپ بڑے طنطنے سے ہم پر اپنا سرداری نظام چلاتے تھے، ہم آپ کی بڑائی اور بزرگی کے قائل تھے اور ہم آپ کے تقدس اور علم و فضل، سرداری اور حکومت کی بنا پر آپ کی باتیں تسلیم کرتے اور آپ کی تابعداری کرتے تھے، یہ مصیبت ہمیں آپ ہی کی تابعداری کی وجہ سے آئی ہے اب آپ ہمیں اس آفت سے بچائیں یا ہمارے غذا بوں کا کچھ حصہ اپنے اوپر اٹھالیں، اس وقت یہ بڑے بااثر رؤساء، طاقتور سردار اور بزرگ بے بسی سے جواب دیں گے کہ ہم دونوں ہی سزا یافتہ ہیں، ہم بھی تمہارے ساتھ ہی جہنم میں جل بھن رہے ہیں، ہمارے اپنے عذاب کیا کم ہیں کہ تمہارے عذاب بھی اٹھائیں؟ اب اللہ تعالیٰ کی عدالت سے جس کو جو سزا ملنی تھی مل چکی، رب ہر شخص کے اعمال کے مطابق جو فیصلے صادر کر چکا سو کر چکا اس کے فیصلہ میں تغیر و تبدل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخِزْنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا

اور (تمام) جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے

يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۗ قَالُوا اَوْ لَمْ تَكُنْ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ط

عذاب میں کمی کر دے، وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزے لے کر نہیں آئے تھے؟

قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَاذْعُوا ۗ وَمَا دَعَا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۗ (المون ۵۰، ۴۹)

وہ کہیں گے کیوں نہیں، وہ کہیں گے پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے۔

دو زنجیوں کا ایک مکالمہ:

جب اہل دوزخ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے اور جہنم کی آگ انہیں ہر طرف سے گھیر لے گی تو اللہ تعالیٰ سے جہنم سے نکالنے کی التجا کریں گے۔ رَبَّنَا اٰخِرِ جَنٰتِنَا فَاِنِ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ اِحْسَبُوْا فِیْهَا وَا لَا تُكَلِّمُوْنَ ﴿۱۶﴾ ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا تصور کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اپنی التجا سے مایوس ہو کر پھر یہ سزا یافتہ لوگ جہنم کے کارندوں سے گزارش کریں گے کہ اپنے رب سے صرف ایک دن کے لیے ہماری سزا میں تخفیف کے لئے دعا کرو شاید اس سے کچھ راحت حاصل ہو، وہ جواب دیں گے ہم ایسے لوگوں کے حق میں اللہ سے کیوں کر کچھ کہہ سکتے ہیں جن کے پاس اللہ کے پیغمبر دلائل و معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے ان کی دعوت کو تسلیم نہ کیا اور اسی وجہ سے آج اس عذاب میں مبتلا ہیں، کیونکہ دنیا میں تم اپنی طرف سے ہر عذر، حجت اور معذرت کی گنجائش پہلے ہی ختم کر چکے ہو اور یہ دارالجزاء ہے اس لئے اب ہم جو تم

سے بیزار اور تمہارے دشمن ہیں، ہمارا اللہ تعالیٰ سے تمہارے حق میں دعا کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے ہاں تم خود دعا کرنا چاہو تو کر کے دیکھ لو لیکن تمہاری فریاد کی کوئی شنوائی نہیں ہوگی۔

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب

يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعذرتُهُمْ وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ

گو اہی دینے والے کھڑے ہوں گے، جس دن ظالموں کو ان کی (عذر) معذرت کچھ نفع نہ دے گی ان کے لیے لعنت ہی ہوگی

و لَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝ وَ لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا

اور ان کے لیے برا گھر ہوگا، ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ہدایت نامہ عطا فرمایا اور بنو اسرائیل کو اس کتاب کا

بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ۝ هُدًى وَ ذِكْرًا لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ (المومن ۵۱ تا ۵۴)

وارث بنایا کہ وہ ہدایت و نصیحت تھی عقل مندوں کے لیے۔

یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کے دشمنوں کو اس دنیا میں ذلیل و رسوا اور ان کو غالب کر دیتے ہیں اور قیامت کے روز بھی جب اللہ کی عدالت قائم ہوگی، اور فرشتے اور انبیاء و مرسلین گواہ کے طور پر کھڑے ہوں گے ان کو اچھے اعمال کی بہترین جزا دیں گے اور انہیں انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں عزت و تکریم کے ساتھ داخل کر دیں گے، وہ دارالجزا ہے وہاں کفار و مشرکین سے معذرت یافتہ قبول نہیں کیا جائے گا وہ اللہ کی رحمت سے دور دکھیل دیے جائیں گے اور ان کے لیے جہنم کا بدترین ٹھکانا ہوگا، آخر دیکھ لو فرعون کے مقابلے میں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی قدم قدم پر رہنمائی کی، یہاں تک کہ انہیں کامیابی و کامرانی کی منزل پر پہنچا دیا اور محمد ﷺ ایسا ہی معاملہ ہم تمہارے ساتھ بھی کریں گے ہم نے تمہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیا بلکہ ہم تمہاری پشت پر ہیں اور تمہاری رہنمائی کر رہے ہیں، ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور تورات عطا فرمائی تھی جو عقل و دانش رکھنے والوں کے لئے ہدایت و نصیحت تھی، جیسے فرمایا

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَ نُورٌ ۝ ۱۳

ترجمہ: ہم نے توراہ نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔

اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو نسل در نسل تورات کا وارث بنا دیا انہوں نے تو اس کتاب کا حق ادا نہ کیا مگر مسلمانوں کو یہ سعادت نصیب ہوگی کہ وہ قرآن کریم کے وارث بن کر دنیا میں ہدایت کے علم بردار بن کر اٹھیں گے۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

پس اے نبی! تو صبر کر، اللہ کا وعدہ بلاشک (وشبہ) سچا ہی ہے، تو اپنے گناہ کی معافی مانگتا رہ اور صبح شام اپنے پروردگار کی تسبیح

بِالْعَنِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِعَيْرِ سُلْطَانِ أَتَّهُمْ ۙ

اور حمد بیان کرتا رہ، جو لوگ باوجود اپنے پاس کسی سند کے نہ ہونے کے آیات الہی میں جھگڑا کرتے ہیں، ان کے دلوں میں

إِنَّ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرًا مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۙ

بجز نرمی بڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں، سو تو اللہ کی پناہ مانگتا رہ بیشک وہ

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ (المومن ۵۶، ۵۵)

پورا سننے والا اور سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے۔

صبر کی تلقین:

پس اے نبی ﷺ! کفار و مشرکین کی قہقہہ کی طرح چلتی زبانوں، خفیہ چالوں اور انسانیت سوز ظلم و ستم سے رنجیدہ نہ ہوں، جو حالات تمہیں اور مسلمانوں کو درپیش ہیں ان کو پہلے اولوالعزم پیغمبروں کی طرح اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ٹھنڈے دل سے برداشت کرتے چلے جاؤ، تم بے صبر ہو کر چاہتے ہو کہ اللہ کوئی معجزہ دیکھا دے جسے دیکھ کر کفار اس دعوت کے قائل ہو جائیں، مسلمانوں کے خلاف مخالفت کا یہ طوفان تھم جائے، جس سے دعوت حق کو فروغ ملے، یقیناً ایسا ہی ہوگا، اللہ کا وعدہ برحق ہے، انجام کے لحاظ سے آپ ہی غالب رہیں گے، اور اپنی اس کمزوری پر استغفار کرتے رہیں اور اپنے موقف پر چٹان کی سی مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائیں، اور مشکلات و مصائب کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح کرتے رہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ غرور و تکبر میں مبتلا لوگ ہیں اور اور اپنے باطل نظریات کے ذریعے سے حق پر غالب آنا چاہتے ہیں، اور اسی مقصد کے لیے غیر معقول بحث و مباحثہ کرتے ہیں، لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں مگر حق کو کمزور اور باطل کو مضبوط کرنے کا جو مقصد یہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی حاصل نہ کر سکیں گے، ان کی یہ مراد کبھی پوری نہ ہوگی کیونکہ حق تو ہمیشہ ہی سر بلند رہتا ہے لہذا موسیٰ علیہ السلام کی طرح تم بھی مشرکین کی دھمکیوں، سازشوں اور ہر قسم کے شر سے اللہ واحد قہار کی پناہ مانگ کر بے فکر ہو کر اپنے فرض منصبی کو پورا کرنے میں لگ جاؤ، وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔

لَخَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ

آسمان و زمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے،

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (المومن ۵۷)

لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں۔

انسان کی دوبارہ پیدائش کے دلائل:

سرداران قریش کی سازشوں پر تبصرہ کرنے کے بعد عام لوگوں کو سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ جن حقائق کو ماننے کی دعوت دے رہے ہیں وہ

سراسر معقول ہیں اور انہی کے مان لینے میں ہی تمہاری دنیاوی و اخروی بھلائی ہے اور نہ ماننا خود تمہارے لئے بہت تباہ کن ثابت ہوگا، اس سلسلے میں سب سے پہلے عقیدہ آخرت کے دلائل پیش کیے گئے، جسے کفار و مشرکین بعید از فہم سمجھتے تھے کہ اگر تم سنجیدگی سے غور و فکر کرو تو تمہارے لئے یہ سمجھنا کچھ مشکل نہ ہوگا کہ جس اللہ وحدہ لا شریک نے بغیر کسی شریک اور بغیر کسی نمونے کے یہ عظیم الشان کائنات تخلیق فرمائی ہے، جس نے اتنے بڑے بڑے اجرام فلکی کو ان کے کام کے لحاظ سے نہایت مہارت سے تخلیق کیا ہے پھر سورج چاند ستاروں اور ہواؤں کا کچی سے پاک ایک مربوط نظام بنایا ہے، جس نے زمین پر ایک اندازے پر طرح طرح کے طاقتور خوشخوار درندے، پالتو مویشی، ہوا میں فلائیں بھرتے رنگ برنگ کے چھوٹے بڑے پرندے، زمین پر رگتے ہوئے حشرات الارض اور سمندروں میں رہنے والی ان گنت مخلوقات کو تخلیق کیا ہے اور ان تمام مخلوقات کے لئے خوراک کا بندوبست فرمایا ہے کیا اس خالق و مدبر اور منتظم کے لئے جنات و انسانوں کو جزا و سزا کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل یا دشوار کام ہو سکتا ہے؟ جیسے فرمایا

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْجِبْ بِخَلْقِهِنَّ بِقَدِيرٍ عَلَىٰ أَنْ يُلْقِيَ الْمَوْتِ ۚ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو یہ سمجھائی نہیں دیتا کہ جس اللہ نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے ہیں اور ان کو بناتے ہوئے جو نہ تھکاؤہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟ کیوں نہیں، یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔
لیکن اکثر لوگ اس دلیل پر غور و تدبر نہیں کرتے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَ الْبَصِيرُ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۗ

اندھا اور بینا برابر نہیں، نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور بھلے کام کئے بدکاروں کے (برابر ہیں) تم (بہت) کم نصیحت

قَبِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۸﴾ إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا

حاصل کر رہے ہو، قیامت بالیقین اور بلاشبہ آنے والی ہے لیکن (یہ اور بات ہے کہ)

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۹﴾ (المومن ۵۸، ۵۹)

بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اوپر کی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ آخرت کا ہونا ناممکنات میں سے نہیں ہے، یہاں فرمایا کہ عقل اور انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ آخرت کو ہونا چاہیے تاکہ بدکاروں کو ان کی برائی کی سزا اور نیکو کاروں کو ان کی بہترین جزا ملے، اگر آخرت نہ ہو تو نیکو کار اور بدکار دونوں ایک ہی انجام سے دوچار ہوں گے، نہ کسی کو بدکاری کی سزا ملے گی اور نہ کسی کو نیکی کی جزا، پھر نیکو کاروں کو تقویٰ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے، اب تم لوگ خود ہی غور و فکر کر لو کیا اندھا جو کچھ نہیں دیکھ سکتا اور بینا جو راستے کو دیکھ کر چلتا ہے یکساں ہو سکتے ہیں؟ جیسے فرمایا

... قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۗ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: پھر ان سے پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والوں اور نوروں والوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟۔

... قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۗ ... ﴿۵۱﴾

ترجمہ: کہو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو کرتا ہے؟۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۗ ﴿۵۲﴾

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے۔

کیا ایک ایماندار و صالح شخص جس کے بہترین اخلاق ہیں اور بدکار متکبر شخص جس نے معاشرے میں فساد پھیلا رکھا ہے برابر ٹھہر سکتے

ہیں؟ کیا پاک اور ناپاک برابر ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْغَنِيُّ وَالْفَقِيرُ ۗ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَيْنَ يَدَيْهِ عِزٌّ ۗ كَثِيرٌ ۗ أَلْجَبِثُ وَالْغَلِيظُ ۗ وَلَوْ أَجَبْنَا لَوْلَا أَعْجَبْنَا كَثْرَةَ الْحَبِثِ ۗ ... ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ! ان سے کہہ دو کہ پاک اور ناپاک بہر حال یکساں نہیں ہیں خواہ ناپاک کی بہتات تمہیں کتنا ہی فریفتہ کرنے والی ہو۔

کیا رات اور دن ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ کیا اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا

... أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ ... ﴿۵۴﴾

ترجمہ: کیا روشنی اور تاریکیاں یکساں ہوتی ہیں؟۔

وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۗ ﴿۵۵﴾

ترجمہ: نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں۔

کیا ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ برابر ہو سکتی ہے، کیا زندہ اور مردہ برابر ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَا الظُّلُّ وَلَا الْحَرُّ ۗ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۗ ... ﴿۵۶﴾

ترجمہ: نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں۔

﴿۱﴾ الانعام ۵۰

﴿۲﴾ الرعد ۲۶

﴿۳﴾ فاطر ۱۹

﴿۴﴾ المائدة ۱۰۰

﴿۵﴾ الرعد ۱۶

﴿۶﴾ فاطر ۲۰

﴿۷﴾ فاطر ۲۱، ۲۲

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ... ۹ ﴿۱﴾

ترجمہ: ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟۔

کیا اہل جنت اور اہل دوزخ برابر ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا

لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ... ۱۰ ﴿۲﴾

ترجمہ: دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے۔

کیا آگ اور پانی ایک تاثیر رکھتے ہیں؟ اگر اس حقیقت پر غور و تدبر کرو تو تم لوگ آخرت پر ایمان لے آؤ گے، یقیناً ایک وقت مقررہ پر قیامت کی ہولناک گھڑی آنے والی ہے، اس کے واقع ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں تاکہ ہر شخص کو اس کے اعمال کی جزا دی جاسکے، اتمام حجت کے لیے انبیاء و مرسلین اس کے بارے میں خبردار کر چکے ہیں اور تمام منزل کتابوں میں اس دن کے ہولناک احوال کی خبر دے دی گئی ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ اس المناک دن پر ایمان نہیں لاتے اور خالق کائنات کی قدرت پر شک و شبہ کرتے ہیں۔

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ

اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقیناً مانو کہ جو لوگ

يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دُخْرِينَ ﴿۶۰﴾ (المومن ۶۰)

میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

عبادت کی روح دعا ہے:

آخرت کی دلیل کے بعد توحید کی دعوت دی جو کفار اور نبی کریم ﷺ کے درمیان دوسری بنائے نزاع تھی، رسول اللہ ﷺ کی دعوت تھی کہ تمام معبودان باطلہ سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لا شریک کی بارگاہ میں اپنی گردنیں جھکا دو اور اس سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو، اپنی مشکلات و مصائب میں چپکے چپکے، یاد دل میں خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو، اسی کے حضور اپنی حاجتیں پیش کرو جو نداؤں کا سننے والا، قبول کرنے والا اور بندوں کی ضروریات کو پورا کرنے پر قادر ہے، جو مالک کائنات ہے اور جس کے پاس ہر طرح کے خزانے اور کلی اختیار ہیں، غیر اللہ تو اللہ کی مخلوق ہیں جو قیامت تک تمہاری دعاؤں کو نہیں سن سکتے ہیں اور اگر فرض محال سن بھی لیں تو تمہاری پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور نہ ہی ان کے پاس کسی طرح کا اختیار ہی ہے کہ تمہاری حاجات کو پورا کر سکیں، جیسے فرمایا

إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بَشِرْكُمْ... ۱۱ ﴿۳﴾

﴿۱﴾ الزمر ۹

﴿۲﴾ الحشر ۲۰

﴿۳﴾ فاطر ۱۳

ترجمہ: انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے اور سن لیں تو ان کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔

﴿۱﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أَمْثَلُكُمْ فَأَدْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۶﴾^۱

ترجمہ: تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو وہ تو محض بندے ہیں جیسے تم بندے ہو، ان سے دعائیں مانگ کر دیکھو یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں۔

بلکہ وہ تو اس سے بھی بے خبر ہیں کہ انہیں پکارا جا رہا ہے، جیسے فرمایا

﴿۲﴾ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنِ دُعَائِهِمْ غَفُلُونَ ﴿۱۷﴾^۲

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں۔

﴿۳﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَمْ كَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاءُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِلَّا نَاعِبُونَ ﴿۱۸﴾ فَكُفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ابْنَيْنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغْفُلِينَ ﴿۱۹﴾^۳

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو ایک ساتھ (اپنی عدالت میں) اکٹھا کریں گے، پھر ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ہے کہیں گے کہ ٹھہر جاؤ تم بھی اور تمہارے بنائے ہوئے شریک بھی، پھر ہم ان کے درمیان سے اجنبیت کا پردہ ہٹا دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ (تم اگر ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو) ہم تمہاری اس عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔

اپنے خالق، مالک اور رازق سے دعا مانگنا ہی عین تقاضائے بندگی ہے، اس لئے اللہ کی عبادت سے منہ موڑ کر اعترافِ عبودیت سے مت کتراؤ،

عَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ، ثُمَّ قَرَأَ: {ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي} ﴿۲۰﴾^۴

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعائیں عبادت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت ”اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔“ تلاوت فرمائی۔^۵

۱} الاعراف ۱۶۳

۲} الاحقاف ۵

۳} یونس ۲۹، ۲۸

۴} [غافر: ۶۰]

۵} مسند احمد ۱۸۳۵۲، جامع ترمذی کتاب التفسیر القرآن باب وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنِ ۳۲۳، سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب

فَضْلِ الدُّعَاءِ ۳۸۲۸، مستدرک حاکم ۱۸۰۲، شرح السنة للبعوی ۱۳۸۳

عَنْ سَمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزِدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ
 سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضا کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعا (یعنی اللہ کے فیصلے کو بدل دینے کی طاقت کسی
 میں نہیں مگر اللہ خود اپنا فیصلہ بدل سکتا ہے) اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب بندہ اس سے دعا مانگتا ہے اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی۔^۱
 عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ مَا سَأَلَ أَوْ
 كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهُ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمَ.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے آدمی جب کبھی اللہ سے دعا مانگتا ہے اللہ اسے یا تو وہی
 چیز دیتا ہے جس کی اس نے دعا کی تھی یا اس درجے کی کوئی بلا اس پر آنے سے روک دیتا ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔^۲
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي
 إِنْ شِئْتَ، وَلَكِنْ لِيَعْرِزِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرَهَ لَهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو یوں نہ کہے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش
 دے، اگر چاہے تو مجھ پر رحم فرما بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔^۳
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ،
 وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ أَنْتِظَارُ الْفَرَجِ
 عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ سے پسند فرماتا ہے کہ اس سے مانگا
 جائے اور دعا کے قبول ہونے کا انتظار کرنا افضل عبادت ہے۔^۴

اور جو لوگ اپنے تکبر و گھمنڈ میں آکر اللہ سے دعا نہیں کرتے، وہ اللہ کو دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا اور باختیار نہیں سمجھتے، ایسے لوگ
 ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے،

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُخْشِرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،
 أَمْثَالَ الدَّرِّ، فِي صُورِ النَّاسِ، يَغْلُوهُمْ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الصَّغَارِ، حَتَّى يَدْخُلُوا سِجْنًا فِي جَهَنَّمَ، يُقَالُ لَهُ: بُولَسٌ، فَتَغْلُوهُمْ
 نَارُ الْأَنْبِيَارِ، يُسْقَوْنَ مِنْ طِينَةِ الْحَبَالِ، عَصَاةَ أَهْلِ النَّارِ

۱ جامع ترمذی ابواب القدر باب ما جاء لا يزيد القدر إلا الدعاء ۲۱۳۹، مسند البزار ۲۵۴۰، المعجم الكبير للطبرانی ۷۱۲۸

۲ جامع ترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة ۳۳۸۱

۳ صحيح بخاری كتاب الدعوات باب ليعززم المسألة، فإنه لا مكروه له ۶۳۳۹، صحيح مسلم كتاب الذكر والدعاء باب العزم
 بالدعاء ولا يقل إن شئت ۷۸۱۳، سنن ابن ماجه كتاب الدعاء باب لا يقول الرجل اللهم اغفر لي إن شئت ۳۸۵۴، سنن

ابوداود كتاب الوتر باب الدعاء ۱۴۸۳، مسند احمد ۹۹۶۸، المعجم الصغير للطبرانی ۱۷۰

۴ جامع ترمذی ابواب الدعوات باب في انتظار الفرج وغير ذلك ۳۵۷۱، المعجم الكبير للطبرانی ۱۰۰۸۸

عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن انسانوں کی صورتوں میں چیمونٹیوں کی طرح اٹھایا جائے گا جن پر ہر قسم کی ذلت و رسوائی چھائی ہوگی، حتیٰ کہ وہ جہنم کی ایک جیل میں داخل ہوں گے جسے بوس کہا جائے گا پس اللہ کی بڑی آگ ان پر چھائی ہوگی، (اور) انہیں پینے کے لیے دوزخیوں کا لہو اور پیپ دی جائے گی۔^①

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ اللَّهَ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رات بنا دی کہ تم اس میں آرام حاصل کرو اور دن کو دیکھنے والا بنا دیا، بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر

لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ① ذِكْرُكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ

فضل و کرم والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر گزاری نہیں کرتے، یہی اللہ ہے تم سب کا رب ہر چیز کا خالق اس کے سوا

كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَأَنْتُمْ تُؤْفَكُونَ ② كَذٰلِكَ يُؤْفِكُ الَّذِيْنَ

کوئی معبود نہیں پھر کہاں تم پھرے جاتے ہو، اس طرح وہ لوگ بھی پھیرے جاتے رہے جو

كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ③ (المومن ۶۱ تا ۶۳)

اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

توحید کی دلیل:

یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت، اس کا لامحدود فضل و کرم، اس کی قدرت کاملہ، اس کی عظیم قوت اور وسیع اقتدار ہے کہ اس ذات نے تاریک رات کو تمہارے لیے سکون و راحت کی چیز بنایا، اور دن کو خوب روشن بنایا تا کہ انسانوں کو سفر، کام کاج اور طلب معاش میں سہولت ہو، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو توحید کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا کہ زمین اور سورج کا ایک خاص رفتار سے گردش کرنا جس سے رات اور دن باقاعدگی سے ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں، اس بات کی صریح دلیل ہے کہ زمین اور سورج پر ایک ہی الہ حکمران ہے، اگر کائنات میں ایک الہ کے بجائے کئی الہ ہوتے، کوئی زمین کا الہ ہوتا اور کوئی سورج کا تو ہر طرح کی کجی سے پاک یہ نظام کبھی قائم نہیں رہ سکتا تھا، جیسے فرمایا

مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذَا لَذَّهَبَ كُلُّ إِلَهٍ مَّا خَلَقَ وَلَعَلَّا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ④

ترجمہ: اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے اور کوئی دوسرا الہ اس کے ساتھ نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر الہ اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے۔

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَعَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿۳۳﴾ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے الہ بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ مالک عرش کے مقام پر پہنچنے کی ضرور کوشش کرتے۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۳۵﴾ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے الہ بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا پس پاک ہے اللہ رب العرش ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔

اور دن و رات کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا اور انسانوں اور دوسری بے شمار زمینی مخلوقات کے لئے فائدہ مند ہونا بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک ہی کائنات کی سب چیزوں کا خالق و رازق ہے، اس لئے احسان مندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسی ہستی کا شکر گزار ہونا چاہیے جو بے شمار نعمتوں کو عطا فرمانے والا ہے، جو اپنی الوہیت اور ربوبیت میں منفرد ہے اور ہر چیز کو پیدا کرنے اور رزق دینے والا ہے، جیسے فرمایا

يَأْتِيهَا النَّاسُ اذْكَرُوا وَنَعِمَتِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَزُوقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ... ﴿۳۷﴾ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: لوگو تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں،

... لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ... ﴿۳۹﴾ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: کوئی الہ اس کے سوا نہیں ہے۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ... ﴿۴۱﴾ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔

اور یہ بات تو سراسر اپنے مالک کی ناشکری ہے کہ خالق و رازق تو اللہ وحدہ لا شریک ہو اور مستحق عبادت بن جائیں وہ جو خود مخلوق ہیں، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۗ ﴿۴۳﴾ ﴿۴۴﴾

ترجمہ: اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔

جن کی شکل و صورت تم خود گھڑتے ہو اور پھر ان کو بغیر کسی دلیل کے انہیں لامحدود اختیار و قدرت کا مالک سمجھتے ہو، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ بنی اسرائیل ۲۲

﴿۲﴾ الانبیاء ۲۲

﴿۳﴾ فاطر ۳

﴿۴﴾ الانعام ۱۰۲

﴿۵﴾ البقرہ ۲۵۵

﴿۶﴾ النحل ۲۰

وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ ... ﴿۱۵﴾

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَهُمْ يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ... ﴿۱۶﴾

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کر رہے ہیں جن کے لیے نہ تو اس نے کوئی سند نازل کی ہے اور نہ یہ خود ان کے بارے میں کوئی علم رکھتے ہیں۔

مگر ان واضح نشانیوں کے باوجود تم خالق کائنات کی عبادت سے منہ موڑتے اور اس کی مخلوق کی چوکھٹ پر پیشانیاں رگڑتے ہو جو محض بے بس و لاچار ہیں اور اپنے رب کے در کے سوا ہی ہیں، تمہاری طرح ہر اقوام میں لوگ شاطر سرداروں، پروہتوں کے فریب میں مبتلا ہوتے رہے ہیں، وہ بھی ان کے بہکاوے میں آکر بغیر کسی دلیل و حجت غیر اللہ کی عبادت کرنے لگے تھے، انہوں نے بھی خواہش نفسانی میں مبتلا ہو کر اللہ کی ہر سوبکھری نشانیوں کی تکذیب کی تھی، ان کے رسولوں نے انہیں شیطان کے اس فریب میں مبتلا ہونے سے روکا مگر انہوں نے اپنے معبودوں کی اندھی محبت میں گرفتار ہو کر کوئی دلیل نہ مانی اور ان خود غرض فریبیوں کے جال میں پھنستے چلے گئے جو اپنی دوکان چکانے کے لئے جعلی اہوں کے آستانے بنائے بیٹھے تھے۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا وَ السَّمَاءَ بِنَاءً وَ صَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں

وَ رَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذِكْمًا اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَرَّكُوا لِلَّهِ

اور بہت اچھی بنائیں اور تمہیں عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں، یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، پس بہت برکتوں والا اللہ ہے

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۷﴾ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ط

سارے جہان کا پرورش کرنے والا وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو،

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۸﴾ (المومن ۶۵، ۶۴)

تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اور یہ بھی اللہ کی ہی قدرت ہے کہ اس نے بے حد و حساب مختلف النوع آبادی کے لئے زمین کو جائے قرار، بساط، بچھونا بنایا، جیسے فرمایا

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فِرَاشًا ... ﴿۱۹﴾

﴿المومنون ۷﴾

الحج ۱۷

﴿البقرة ۲۲﴾

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا۔

اس کو آباد رکھنے کے لئے ہوا کا مناسب دباؤ، پانی کا ایک بڑا ذخیرہ، متوازن کثکث، شدید حرارت کا حامل سورج سے مناسب فاصلہ، سیاروں کی ایک خاص رفتار سے گردش کا ایک نظام قائم فرمایا، پھر اسی اللہ نے زمین کے اوپر ایک نہایت مستحکم سماوی نظام تعمیر کر دیا جس سے گزر کر کوئی تباہ کن چیز تم تک نہیں پہنچ سکتی حتیٰ کہ آفاق کی مہلک شعاعیں تک نہیں پہنچ سکتیں، کیا یہ عظیم الشان تخلیقی منصوبے کسی خالق حکیم کی منصوبہ بندی کے بغیر خود بخود محض ایک حادثہ کے نتیجے میں قائم ہو گئے ہیں؟ یا ان کو تخلیق کرنے اور انہیں رو بہ عمل لانے میں کسی دیوی دیوتا، جن، نبی ولی یا فرشتے کا کوئی دخل ہے؟ پھر اس خالق نے انسان کو سب حیوانات سے زیادہ خوش شکل اور متناسب الاعضاء بنایا اس کو نہایت اعلیٰ درجہ کی جسمانی و ذہنی قوتیں عطا فرمائیں، جیسے فرمایا

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿۷۹﴾ ①

ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا عَزَمَكِ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴿۸۰﴾ ② الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ﴿۸۱﴾ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ﴿۸۲﴾ ③

ترجمہ: اے انسان، کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا تجھے نک سب سے درست کیا تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟۔

پھر پیدا ہوتے ہی ماں کے سینے میں پاکیزہ، قوت بخش، خوش ذائقہ اور پرورش و شو نما کے لئے موزوں ترین رزق کا بندوبست فرمایا کیا یہ کسی نبی ولی یا دیوی دیوتا کی قدرت و اختیار سے ہوا؟ کیا یہ اس بات کا صریح ثبوت نہیں ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا محض خالق ہی نہیں بلکہ خالق حکیم اور رب رحیم ہے، جو الٰہی القیوم ہے اور وہی حیات کامل کا مالک تمہارا حقیقی معبود ہے، اس کے سوا کسی کو ازلی وابدی حیات نہیں ہے، جیسے فرمایا

... كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ... ﴿۸۳﴾ ④

ترجمہ: ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

کسی کے پاس کوئی طاقت و اختیار نہیں تو پھر عبادت کا مستحق بھی صرف ایک اللہ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں جس نے ان تمام امور کی تدبیر کی ہے اور تمہیں ان نعمتوں سے بہرہ ور کیا ہے، اس لئے اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے کر کے اس کی بندگی کرو،

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، وَلَهُ التَّعَمُّةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْتَلِلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ

① التین ۴

② الانفطار ۲ تا ۸

③ القصص ۸۸

ابوزبیر سے مروی ہے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز سے سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے ”اللہ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، ساری بادشاہت اس کے لیے ہے اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، کسی کام کی بھی طاقت و قوت اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے، اسی کی عطا فرمائی ہوئی سب نعمتیں ہیں، اسی کا ہم پر فضل و کرم ہے اور اسی کے لیے ہی سب اچھی اچھی تعریفیں ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (ہم تو پورے) اخلاص کے ساتھ اسی کی عبادت کرتے ہیں خواہ کافروں کو کتنا ہی برا لگے۔“ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔^(۱)

ہم نے پہلی اقوام کو بھی یہی پیغام دیا تھا

وَمَا أَمْرًا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ... ۵

ترجمہ: ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یک سو ہو کر۔ اسی کو اپنی ضروریات، مشکلات اور مصائب میں پکارو، وہی سب کی فریادیں اور التجائیں سننے پر قادر ہے، اس کے سوا کوئی بھی کسی بھی طریقے سے کسی کی بات سننے پر قادر نہیں ہے، جب حقیقت یہ ہے تو دوسرے مشکل کشائی اور حاجت روائی کس طرح کر سکتے ہیں، چنانچہ ہر طرف سے کٹ کر اسی کی بندگی کے گن گاؤ، اس کے سوا کوئی اور نہیں جس کی حمد و ثنا کے گیت گائے جائیں اور جس کے شکر انے بجائے جائیں۔

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ

آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکار رہے ہو، اس بنا پر کہ میرے پاس

مِنْ رَبِّيْ وَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۶ هُوَ الَّذِي

میرے رب کی دلیل پہنچ چکی ہیں، مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب کا تابع فرمان ہو جاؤں، وہ وہی ہے جس نے

خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تمہیں بچہ کی صورت میں نکالتا ہے، پھر (تمہیں بڑھاتا ہے کہ)

لِتَبْلُغُوا أَشْدَّكُمْ ثُمَّ لَتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ

تم اپنی پوری قوت کو پہنچ جاؤ پھر بوڑھے ہو جاؤ، تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں، (وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے)

(۱) مسند احمد ۱۶۰۵، صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاة باب استخفاف الذكر بعد الصلاة و بيان صفة ۱۳۳، سنن

ابوداؤد کتاب تفریع أبواب الوتر باب ما يقول الرجل إذا سلم ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، السنن الكبرى للنسائي ۱۶۲

وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۹۸﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَ يُمِيتُ ۚ

تاکہ تم مدت معین تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم سوچ سمجھ لو، وہی ہے جو جلاتا ہے اور مار ڈالتا ہے،

فَإِذَا قُضِيَ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۹۹﴾ (المومن ۶۶-۶۸)

پھر وہ جب کسی کام کا کرنا مقرر کرتا ہے تو اسے صرف یہ کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مشرکین کو دعوت توحید:

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کے دلائل میں فرمایا اے نبی! ان لوگوں سے کہہ دو کہ مجھے تو ان تمام اصنام، بتوں اور ہر اس چیز کی عبادت سے روکا گیا ہے جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، اور میں میٹھ کر کتا نہ کام کیسے کر سکتا ہوں جبکہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے دلائل و براہین، کھلی نشانیاں آچکی ہیں، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے احکام کے سامنے جو میرا خالق، مالک اور رازق ہے سراقندہ کر دوں، انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل کا ذکر کیا کہ انسان کے جد امجد آدم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے کھکھناتی مٹی سے بنایا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿۹۹﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: ہم نے انسان کو مڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۰۰﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے مڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

قَالَ يَا بَلِيسُ مَا مَتَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيدَيَّ... ﴿۱۰۱﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: رب نے فرمایا اے بلیس! تجھے کیا چیز اس کو سجدہ کرنے سے مانع ہوئی جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے؟۔

پھر نسل انسانی کی بقا و تحفظ کے لئے انسانی تخلیق کو (سوائے عیسیٰ ﷺ کے) نطفے سے وابستہ کر دیا جو صلب پدر سے رحم مادر میں جا کر قرار پکڑتا ہے، جیسے فرمایا

... وَ نُفِثُ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى... ﴿۱۰۲﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھیرائے رکھتے ہیں۔

پھر خون کالو تھڑا بن جاتا ہے پھر ہڈیاں تخلیق ہوتی ہیں پھر ماں کے پیٹ ہی میں اس کی جنس، شکل و صورت، جسم کی ساخت، ذہن کی

﴿۱﴾ الحجر ۲۶

﴿۲﴾ الرحمن ۱۴

﴿۳﴾ ص ۷۵

﴿۴﴾ الحج ۵

خصوصیات، قوتیں و صلاحیتیں، نیک بخت یا بد بخت اور عمر متعین ہو جاتی ہے اور پھر روح پھونکی جاتی ہے اس طرح ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں منتقل ہوتے ہوئے ایک حقیر پانی کی بوند سے مکمل بچہ بن کر دنیا میں آجاتا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ ہر انسان کو زندگی کے مختلف مرحلوں سے گزارتا ہوا مقررہ عمر تک لے جاتا ہے، کیا یہ ساری باتیں اس حقیقت کی نشان دہی نہیں کر رہی ہیں کہ تمہارا رب ایک ہی ہے اور تمہارا معبود بھی ایک، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا کوئی ہستی عبادت کے لائق نہیں، زندگی دینا اور فوت کرنا بھی اسی کے اختیار میں ہے، اس کے سوا اور کسی کو اس کی قطعاً قدرت نہیں ہے، اسی کی متعین کی ہوئی عمر کے مطابق بعض رحم ہاد میں، بعض بیچن میں، بعض جوانی میں اور بعض بڑھاپے سے قبل کہولت میں اور بعض کو لمبی عمر دینے کے بعد مار کر موت کی وادیوں میں سلا دیتا ہے، کوئی نفس، کسی سبب سے یا کسی سبب کے بغیر اس کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتا یہ سب کام اسی ایک کے حکم تقدیر اور تدبیر ہوتے ہیں، جیسے فرمایا

... وَمَا يَعْتَمِرُ مِنْ مُعْتَمِرٍ وَلَا يُنْقِضُ مِنْ عُمْرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿۱۱﴾ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: کوئی عمر پانے والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر میں کچھ کمی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہوتا ہے، اللہ کے لیے یہ بہت آسان کام ہے۔

اس کی قدرت کاملہ کا تو یہ حال ہے کہ جس چیز کا وہ ارادہ فرمائے خواہ یہ کام چھوٹا ہو یا بڑا اسے کہتا ہے (کُنْ) ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے، اس حکم کو رد یا اس سے گریز یا انکار نہیں کیا جاسکتا تو پھر ایسی قدرتوں والی ہستی کو چھوڑ کر کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ یا کوئی ستارہ اور سیارہ آخر کیسے بندگی و عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ کسی بندے کو یہ مقام کب سے حاصل ہو گیا کہ اس سے دعائیں مانگیں جائیں اور انہیں اپنی قسمت کے بننے اور بگڑنے کا مختار مان لیا جائے؟ اور کسی انسانی طاقت کو یہ منصب کیسے حاصل ہو گیا کہ اس کے قانون اور اس کے امر و نہی اور اس کے خود ساختہ حلال و حرام کی بے چوں و چرا اطاعت کی جائے؟ اس کے ساتھ تمہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہے کہ جو اللہ اتنی قدرتوں والا ہے اس کے لئے قیامت والے دن انسانوں کو جزا و سزا کے لئے دوبارہ زندہ کر دینا بھی کچھ مشکل نہیں ہے اور وہ یقیناً سب کو زندہ فرمائے گا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ ۗ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿۱۶﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

کیا تو نے انہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں، وہ کہاں پھیر دیئے جاتے ہیں، جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا

وَ بِنَا ۖ أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۱۷﴾ إِذِ الْأَعْلَىٰ

اور اسے بھی جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا نہیں ابھی ابھی حقیقت حال معلوم ہو جائے گی، جب ان کی گردنوں میں

فِي أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَالسَّلْسَلُ ۗ يُسْحَبُونَ ﴿۱۸﴾ فِي الْحَبِيمِ ۗ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿۱۹﴾

طوق ہوں گے اور زنجریں ہوں گی گھسیٹے جائیں گے کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے،

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيُّنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿۱۸۰۰﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا

پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ جنہیں تم شریک کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ جو اللہ کے سوا تھے وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے بہک گئے

بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۗ كَذَلِكَ يَضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿۱۸۰۱﴾ ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی کو بھی پکارتے ہی نہ تھے، اللہ تعالیٰ کافروں کو اسی طرح گمراہ کرتا ہے، یہ بدلہ ہے اس چیز کا

تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿۱۸۰۲﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ

جو تم زمین میں ناحق پھولے نہ ساتے تھے، اور (بے جا) اترتے پھرتے تھے، (اب آؤ) جہنم میں ہمیشہ رہنے

خُلِدِينَ فِيهَا ۗ فَبِئْسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۱۸۰۳﴾ (المومن ۶۹-۷۳)

کے لیے، (اس کے) دروازوں میں داخل ہو جاؤ، کیا ہی بری جگہ ہے تکبر کرنے والوں کی۔

کفار کو عذاب جہنم اور طوق و سلاسل کی وعید:

اللہ تعالیٰ نے مکذبین کی ٹھوکراکھانے کی اصل وجہ بیان فرمائی کہ یہ لوگ اللہ کے مبعوث کیے ہوئے رسولوں اور ان پر نازل کی ہوئی تعلیمات پر خوش ہونے اور ان پر ایمان لانے کے بجائے تسلیم نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبِذْ ذَلِكَ ۖ فَلْيَفْرَحُوا ۗ هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۱۸۰۴﴾ ﴿۱۸۰۵﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی ہے اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے۔

اور اللہ کی آیات پر سنجیدگی کے ساتھ غور و تدبر کرنے کے بجائے انکار و تمذیب کرتے ہیں، پروپیگنڈے کے ذریعہ حق کو شہتہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں، دعوت حق کا راستہ روکنے کے لیے بدترین حربے استعمال کرتے ہیں، مگر سکر موت کے وقت جب فرشتے سختی سے ان کی روح

قبض کریں گے اس وقت ہی ان پر صحیح حقیقت واضح ہو جائے گی کہ حق پر کون تھا اور باطل پرست کون، اور عالم برزخ میں یہ صبح و شام آگ کے سامنے پیش کیے جاتے رہیں گے اور روز قیامت اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ کے بعد ایسے مکذبین کی گردنوں میں آگ کے طوق

ڈال دیئے جائیں گے اور ستر گز لمبی زنجیروں سے ان کو اور ان کے شیاطین کو جکڑ دیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ حرکت نہیں کر سکیں گے، جب وہ پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر پانی مانگیں گے تو دوزخ کے کارکن ان کو زنجیروں سے کھینچے، گھیسٹے ہوئے کھولتے ہوئے پانی کے چشموں

پر لے جائیں گے، جہاں یہ اس کھولتے ہوئے پانی کو پیاسے اونٹوں کی طرح پیئیں گے، جیسے فرمایا

فَلْيُرْبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿۱۸۰۶﴾ فَشَرِبُونَ شُرْبَ الْهَيْجَةِ ﴿۱۸۰۷﴾ ﴿۱۸۰۸﴾

ترجمہ: اور اوپر سے کھولتا ہو پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے۔

جب وہ پانی پی کر فارغ ہو جائیں گے تو دوبارہ انہیں کھینچتے ہوئے دوزخ کے دروازوں کی طرف لے آئیں گے اور جہنم اور کھولتے ہوئے پانی پر آنے کا سلسلہ جاری رہے گا، جیسے فرمایا

يَطْوِفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اِنِّ ﴿٣٣﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے۔

اور دروغہ جہنم ان کے شرک اور کذب پر ان کی زجر و توبیخ کریں گے اور ان سے پوچھیں گے اب کہاں ہیں اللہ کے سوا وہ دوسرے اللہ جن کو تم اس کے ساتھ شریک کرتے تھے؟ تم انہیں اللہ کی بارگاہ میں اپنا سفارشی سمجھتے تھے تو کیا وہ تمہاری شفاعت کی جرات کر سکے؟ کیا وہ اللہ کے حضور اتنے بااثر تھے کہ انہوں نے سامنے آ کر تم سے جہنم کے اس المناک عذاب کو دور کر دیا ہو؟ تم لوگ تو ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بہت کچھ کرتے تھے پھر اس برے وقت میں وہ تمہیں کیوں نہیں آ کر چھڑاتے؟ انہوں نے تمہیں یوں کسمپرسی کی حالت میں کیوں چھوڑ دیا؟ وہ مایوسی سے جواب دیں گے ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کہاں گم ہو گئے ہیں اور اگر موجود بھی ہوتے تب بھی وہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تھے، پھر وہ اپنے معبودوں کی الوہیت کا انکار کرتے ہوئے کہیں گے اب ہم پر یہ بات اچھی طرح کھل گئی ہے کہ جن کی خوشنودی کے لیے ہم مراسم عبودیت بجالاتے تھے، اللہ کو چھوڑ کر جنہیں دنیا میں ہم اپنی مشکلات و مصائب میں پکارتے تھے، ان کے پاس تو کچھ بھی قدرت و اختیار نہ تھا، وہ بھی ہماری طرح اللہ کے بے بس و لاچار بندے تھے، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ بِجَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا اَيْنَ شُرَكَاؤُكُمْ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فَتَنُّهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوا وَاللّٰهُ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿٣٥﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے اور مشرکوں سے پوچھیں گے کہ اب وہ تمہارے ٹھہرائے شریک کہاں ہیں جن کو تم اپنا الہ سمجھتے تھے تو وہ اس کے سوا کوئی فتنہ نہ اٹھا سکیں گے کہ (یہ جھوٹا بیان دیں کہ) اے ہمارے آقا! تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔

اس طرح اللہ کافروں کا گمراہ ہونا متحقق کر دے گا، جیسے فرمایا

... وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ اِنْ يَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٣٦﴾ ﴿٣﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے سوا کچھ (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکار رہے ہیں وہ زورے و ہم و گمان کے پیرو ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءُ وَّ كَانُوْا اِبْعَادَٔتِهِمْ كُفْرِيْنَ ﴿٦﴾ ﴿٤﴾

ترجمہ: اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

فرشتے کہیں گے جب رسولوں اور اہل ایمان نے دلائل و براہین کے ساتھ تمہارے سامنے دعوت حق پیش کی تو تم نے اس پر کچھ غور و تدبر نہ

﴿١﴾ الرحمن ٢٣

﴿٢﴾ الانعام ٢٣، ٢٢

﴿٣﴾ یونس ٦٦

﴿٤﴾ الاحقاف ٦

کیا، تم اپنے تکبر، کفر و تکذیب اور فسق و فجور میں اتنے غرق تھے کہ لے لے اپنی باطل پرستی پر خوش ہوتے اور ناحق اتراتے تھے اب ہمیشہ کے لئے جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جو منکبروں کا ٹھکانہ ہے، پھر ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جہنم کے طبقات میں سے ایک طبقے میں داخل کر دیا جائے گا جہاں ان کو محبوس کر کے ذلیل و رسوا کیا جائے گا جہاں انہیں کبھی سخت گرمی میں اور کبھی سخت سردی میں داخل کیا جائے گا۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ وَآمَّا نُرِيْبِكَ بَعْضَ الَّذِي نَعْدُهُمْ

پس آپ صبر کریں اللہ کا وعدہ قطعاً سچا ہے، انہیں ہم نے جو وعدے دے رکھے ہیں ان میں سے کچھ ہم کو دکھائیں

أَوْ تَتَوَفَّيْنَاكَ فَأَلَيْنَا يَرْجِعُونَ ﴿۱۷۷﴾ (المومن ۷۷)

یا (اس سے پہلے) ہم آپ کو وفات دے دیں، ان کا لوٹایا جانا تو ہماری ہی طرف ہے۔

اللہ کے وعدے قطعاً حق ہیں:

انے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! یہ لوگ جو آج دعوت حق کا راستہ روکنے کے لئے آپ سے جھگڑتے اور لایعنی بحث و مباحثہ کرتے ہیں اور ذلیل ہتھکنڈوں سے آپ کو اور دعوت حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی ان حرکتوں پر آپ کو جو تکالیف پہنچتی ہیں اس پر صبر و برداشت کریں اور اپنے صبر پر اپنے ایمان سے مدد لیں، اللہ کا وعدہ ہر حق ہے انجام کار وہ اپنے دین کی مدد اور اپنے کلمہ کو غالب کرے گا اور اپنے رسولوں اور اہل ایمان کو دنیا و آخرت میں اپنی نصرت سے نوازے گا اور مجرموں کو دردناک سزا مل کر رہے گی، ہم چاہیں تو ہر اس شخص کو جو آپ کو اور دعوت حق کو زک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے آپ کی زندگی میں مبتلائے عذاب کر دیں یا اس سے پہلے ہم تمہیں دنیا سے اٹھالیں اور کفار و مشرکین اللہ کی مشیت سے دینوی مواخذہ و عذاب سے بچ بھی جائیں بہر حال وہ اللہ کی شدید گرفت سے بچ کر کہیں جانہیں سکتے، بالآخر مرنے کے بعد انہوں نے ہماری بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جہاں ان کے لئے سخت عذاب تیار ہے اس وقت وہ اپنے اعمال کی بھر پور سزا پالیں گے، جیسے فرمایا

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ... ﴿۱۷۷﴾

ترجمہ: اب یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو تم اس سے غافل نہ سمجھو۔

وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَمِنْهُمْ مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ

یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے (واقعات) ہم آپ کو بیان کر چکے ہیں

وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ

اور ان میں سے بعض کے (قصے) تو ہم نے آپ کو بیان ہی نہیں کیے اور کسی رسول کیلئے (مقدور) نہ تھا کہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ فُضِيَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٥٨﴾ (المومن ٤٨)

کے بغیر لاسکے پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس جگہ اہل باطل خسارے میں رہ جائیں گے۔

معجزے کا مطالبہ:

پہلی تباہ شدہ اقوام کی طرح کفار مکہ کا بھی مطالبہ تھا کہ ہم آپ ﷺ کو اس وقت تک اللہ کا رسول تسلیم نہیں کر سکتے جب تک آپ ہمارا منہ مانگا معجزہ ہمیں نہ دکھادیں جو آپ کی پیغمبری پر دلالت کرے، اللہ تعالیٰ نے تسلی کے طور پر فرمایا ہم نے ہزستی اور ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں جن میں صرف پچیس انبیاء و رسول کا حال بیان کیا ہے، جیسے فرمایا

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۗ... ﴿٣٣﴾

ترجمہ: ہم نے ان رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر تم سے نہیں کیا۔ جو اپنی قوم کو دلائل و براہین کے ساتھ توحید کی دعوت دیتے تھے اور قوم کی ایذا رسانی پر صبر کرتے تھے، ان مشرک اقوام نے بھی اپنے رسولوں سے معجزوں کا مطالبہ کیا مگر یہ کسی بھی پیغمبر کے دست تدبیر میں نہ تھا کہ وہ اپنی قوموں کا ان کے مطالبے پر ان کو کوئی معجزہ صادر کر کے دکھلا سکتا، معجزہ دکھلانے یا نہ دکھلانے کا اختیار تو صرف اللہ ہی کو ہے، یہ تو اللہ کی مشیت و حکمت کے تابع ہے کہ معجزہ دکھایا جائے یا نہیں، اللہ نے بعض انبیاء و مرسلین کو دعوت کی ابتدا ہی سے معجزے عطا کر دیئے تھے، بعض اقوام کو ان کے مطالبے پر معجزہ دکھایا گیا اور بعض کو مطالبے کے باوجود معجزہ نہیں دکھایا گیا، یہ لوگ بھی پہلی اقوام کی طرح محض شوق تماش بینی میں معجزے کا مطالبہ کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنی شامت کو دعوت دے رہے ہیں کیونکہ جب اللہ کسی قوم کو معجزہ دکھادیتا ہے اور وہ قوم اس پر ایمان نہیں لاتی تو پھر اس کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے، اور اس سے پہلے انبیاء اور ان کے پیروکاروں کو وہاں سے نکال لیا جاتا ہے اور اس وقت مکذبین خسارے میں پڑ جاتے ہیں، اس لئے اپنے باطل عقائد پر جسے اور معجزے کا مطالبہ کرنے کے بجائے دعوت حق اور سیرت رسول پر غور و فکر کرو، جو تمہیں صراط مستقیم کی طرف دعوت دے رہے ہیں، اس راہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں جس میں تمہاری دنیاوی و اخروی سر بلندی اور نجات ہے۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٥٩﴾

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے پیدا کیے جن میں سے بعض پر تم سوار ہوتے ہو اور بعض کو تم کھاتے ہو

وَ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ

اور بھی تمہارے لیے ان میں بہت سے نفع ہیں اور تاکہ اپنے سینوں میں چھپی ہوئی حاجتوں کو انہی پر سواری کر کے تم حاصل کر لو

وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ وَ تَحْمِلُونَهَا ﴿٦٠﴾ وَ يُرِيكُمْ آيَاتِهِ

کر لو اور ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہو، اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا جا رہا ہے،

فَاكْفَىٰ آيَاتِ اللَّهِ تَنكِرُونَ ﴿۱۱﴾ (المومن ۷۹ تا ۸۱)

پس تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا منکر بننے لگو گے۔

ہر مخلوق خالق کائنات پر دلیل ہے:

تم لوگ توحید اور آخرت کی نشانیاں طلب کرتے ہو حالانکہ حقیقت کو سمجھنے کے لیے اللہ کی یہ نشانیاں کافی ہیں، اللہ وحدہ لا شریک، ہی نے بغیر کسی شریک کے اپنی ان گنت نعمتوں میں تمہارے لئے یہ چوپائے اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری اور گھوڑے وغیرہ بنائے ہیں تاکہ ان میں سے کسی پر سوار ہو اور بار برداری و کھیتی باڑی کا کام لو اور ان کا گوشت کھاؤ، ان کا خون اور گوبر سے نکلا ہوا صحت بخش خوش ذائقہ دودھ پیا اور ان سے چکنائی حاصل کرو، اس کے علاوہ ان کی اون، بالوں اور ان کی کھالوں میں بھی تمہارے لئے بہت سے منافع ہیں، اس علاوہ در دراز ملکوں میں جہاں تمہیں جانے کی حاجت ہو ان پر سوار ہو کر پہنچ سکو، ان پر جانوروں پر بھی اور سمندروں میں تیرتی کشتیوں پر بھی تم سوار کیے جاتے ہو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوسَاتٍ وَعَبَّيْرَ مَعْرُوسَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أَكْثَرًا وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَعَبَّيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿۱۱﴾ وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۲﴾ ثَمَنِيَّةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلَّذِينَ كَرِهْتُمْ أَحَرَمٌ أَمْ الْأُنثِيَّاتِ أَمْ مَا اسْتَمَلْتُمْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثِيَّاتِ نَسَبُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلَّذِينَ كَرِهْتُمْ أَحَرَمٌ أَمْ الْأُنثِيَّاتِ أَمْ مَا اسْتَمَلْتُمْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثِيَّاتِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَضَعَكُمُ اللَّهُ فِيهِ هَذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغ اور تانستان اور نخلستان پیدا کیے، کھیتیاں اگا لیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں، زیتون اور انار کے درخت پیدا کیے جن کے پھل صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں، کھاؤ ان کی پیداوار جب کہ یہ پھلیں اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، پھر وہی ہے جس نے مویٹھیوں میں سے وہ جانور بھی پیدا کیے جن سے سواری و بار برداری کا کام لیا جاتا ہے اور وہ بھی جو کھانے اور بچھانے کے کام آتے ہیں کھاؤ ان چیزوں میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشی ہیں اور شیطان کی بیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، یہ آٹھ نر و مادہ ہیں دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے پوچھو کہ اللہ نے ان کے نحر ام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے، پوچھو ان کے نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں؟ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ نے ان کے حرام ہونے کا حکم تمہیں دیا تھا؟ پھر

اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تاکہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہ نمائی کرے، یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دَفٌّ وَمَنْفَعٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٥﴾ وَلَكُمْ فِيهَا بِحَالٌ حِينَ تَرْتَجُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ﴿٦﴾ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بِلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٧﴾ وَالْحَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ﴿٨﴾ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾ ﴿١٠﴾

ترجمہ: اس نے جانور پیدا کیے جن میں تمہارے لیے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی اور طرح طرح کے دوسرے فائدے بھی، ان میں تمہارے لیے جمال ہے جبکہ صبح تم نہیں چرنے کے لیے بھیجتے ہو اور جبکہ شام انہیں واپس لاتے ہو وہ تمہارے لیے بوجھ ڈھو کر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے، اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق بنیں، وہ اور بہت سی چیزیں (تمہارے فائدے کے لیے) پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے۔

اللہ مالک الملک تمہیں اپنی قدرت، وحدانیت اور اسماء و صفات کی ثابت شدہ ان گنت کھلی نشانیاں دکھا رہا ہے پھر انکار اور روگردانی کا کیا موقع ہے، جیسے فرمایا

فَبِأَيِّ آيَاتِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿١٦﴾ ﴿١٧﴾

ترجمہ: پس اے جن وانس! تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں، احسانات، انعامات، کمالات اور صفات حمیدہ کو جھٹلاؤ گے۔

أَقَلَّمُ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھا؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے

كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا آغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٧﴾

قوت میں سخت اور زمین میں بہت ساری یادگاریں چھوڑی تھیں، ان کے کئے کاموں نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا،

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ

پس جب کبھی ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تو یہ اپنے پاس کے علم پر اترنے لگے بلا آخر جس چیز کو

مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١٨﴾ (المومن ۸۳، ۸۴)

مذاق میں اڑا رہے تھے وہی ان پر الٹ پڑی۔

مقام عبرت:

کیا ان لوگوں نے فکر و استدلال کی نظر سے اپنے علاقوں میں قوم عاد و قوم ثمود جیسی قوم کے مضبوط محلات، کھیتیاں، خوبصورت باغات کی شکل میں آثار اور کھنڈرات نہیں دیکھے؟ جو صنعت کاری کے میدان میں ان سے زیادہ ترقی یافتہ تھے، ان کے پاس مال و دولت، طاقت اور وسائل بھی ان سے زیادہ تھے، وہ بھی دعوت حق کے مقابلے میں اپنے دنیوی علوم اور اپنے پیشواؤں کے گھڑے ہوئے مذہبی افسانوں و توہمات پر نازاں رہے، وہ بھی انبیاء کی لائی ہوئی پاکیزہ تعلیمات کو جو حق و باطل اور ہدایت و گمراہی میں امتیاز کرتی تھیں ہیچ سمجھ کر تحارت کی نگاہ سے دیکھتے رہے، بعث بعد الموت، آخرت حساب کتاب اور جنت و دوزخ کا مذاق اڑاتے رہے،

قَالَ مُجَاهِدٌ: قَالُوا: نَحْنُ أَعْلَمُ مِنْهُمْ لَنْ نُبْعَثَ وَلَنْ نُعَذَّبَ

مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ ہم انبیاء سے زیادہ جانتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے اور نہ ہمیں کوئی عذاب ہوگا۔^(۱)

وَقَالَ السُّدِّيُّ: فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ بِجَهَنَّمَ

اور سدی نے کہا ہے کہ ازرہ جہالت وہ اپنے ہی علم پر شاداں و فرحان تھے۔^(۲)

نتیجہ یہ ہوا کہ جس چیز کو وہ قابل التفات نہ سمجھ کر مذاق اڑاتے تھے اسی کے پھیر میں آگئے، ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دینے کے بعد اللہ کا عذاب اچانک ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا پھر ان کی تعمیرات میں کاریگری، علوم و فنون میں ترقی، مضبوط قلعوں، من گھڑت مذہبی افسانوں اور ان کے ان گنت دیوی دیوتاؤں نے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور وہ اپنی حسرتیں دل ہی دل میں لے کر موت کی وادیوں میں کھو گئے۔

فَلَمَّا رَأَوْا بِأَسْنًا قَالُوا أَمَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ^(۳)

ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے اور جن جن کو ہم شریک بنا رہے تھے ہم نے ان سب سے انکار کیا

فَلَمْ يَكْ يَنْفَعَهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بِأَسْنًا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِي

لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا، اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے

قَدْ خَلَّتْ فِي عِبَادِهِ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ^(۴) (المومن ۸۵، ۸۶)

جو اس کے بندوں میں برابر چلا آ رہا ہے اور اس جگہ کافر خراب و خستہ ہوئے۔

مشترکوں کا انجام:

تفسیر طبری ۲۱، ۲۲۲

تفسیر طبری ۲۱، ۲۲۲

جب اللہ کے عذاب نے انہیں گھیر لیا جس کا وہ بے خوفی سے مطالبہ کرتے تھے اس وقت وہ اپنے معبودوں کو جس کے حضور وہ تمام رسومات عبادت، مجالاتے تھے، جن کے بارے میں ان کے دل و دماغ میں بڑے بڑے خیالات و اثرات تھے کہ ان کے پاس ایسی اور ویسی طاقتیں اور اختیارات ہیں پکارتے پکارتے تھک گئے مگر وہ ان کی مدد کو نہ پہنچے، جب ان کی بے بسی و لاچارگی واضح ہو گئی تو پھر کہنے لگے ہم اپنے معبودوں سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لاتے ہیں، فرعون نے بھی سمندر میں ڈوبتے وقت یہی کہا تھا

... حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْعَرْقُ قَالَ أَمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾^۱
ترجمہ: حتیٰ کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سراطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

الَّذِينَ وَقَدِ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾^۲

ترجمہ: (جو اب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے! حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے کے بعد فرعون کا ایمان لانا کچھ فائدہ مند نہ ہو ا کیونکہ توبہ و ایمان بالغیب بس اسی وقت تک فائدہ مند ہیں جب تک آدمی اللہ کے عذاب یا موت کی گرفت میں نہ آیا ہو، عذاب آنے یا موت کے آثار شروع ہو جانے کے بعد ایمان لانا یا توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے،

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُعْزِزْ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مِنْ مَرُوءِي هِيَ نَبِي كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرَا مَا بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى بِنَدَى كَيْ تَوْبَةَ قَبُولِ كَرْتَابِ جِب تَك اس كى جان حلق مىس نه آجائے۔^۳

چنانچہ وہ لوگ شدید دائمی اور ابدی عذاب میں گھر گئے۔

عمر و بن مرہ جہنمی کا قبول اسلام:

خَرَجْتُ حَاجًّا فِي جَمَاعَةٍ مِنْ قَوْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ وَأَنَا بِمَكَّةَ نُورًا سَاطِعًا مِنَ الْكُعْبَةِ حَتَّىٰ أَصَاءَ فِي جَبَلٍ يَثْرِبُ وَأَشْعَرٍ جُهَيْنَةَ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا فِي النَّوْرِ وَهُوَ يَقُولُ: انْفَشَعَتِ الظُّلُمَاءُ، وَسَطَحَتِ الصِّيَاءُ، وَبُعِثَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ أَصَاءَ إِصْنَاءَةً أُخْرَى حَتَّىٰ نَظَرْتُ إِلَىٰ قُصُورِ الْحَيْرَةِ وَأَبْيَضَ الْمَدَائِنِ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا فِي النَّوْرِ وَهُوَ يَقُولُ: ظَهَرَ الْإِسْلَامُ وَكَسَرَتِ الْأَصْنَامَ، وَوَصَلَتِ الْأَرْحَامُ، فَانْتَبَهتُ فَرِعَا، فَقُلْتُ لِقَوْمِي وَاللَّهِ لَيُخْلِدَنَّ فِي هَذَا الْحَيَاةِ

۱ یونس ۹۰

۲ یونس ۹۱

۳ جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی فضل التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ بِعِبَادِهِ ۳۵۳۷، سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذِکْرِ التَّوْبَةِ ۲۲۵۳، مسند احمد ۶۲۰، مستدرک حاکم ۷۶۹، صحیح ابن حبان ۲۸، مسند ابی یعلیٰ ۵۶۰۹، شرح السنۃ للبعغوی ۱۳۰۶

من قریش حدث، وأخبرتهم بما رأيت

عمرو بن لُحیہؓ مرہ جہنی کہتے ہیں زمانہ جاہلیت میں میں اپنی قوم کے ساتھ حج کے لئے آیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور کعبہ سے نکل کر یثرب کی پہاڑیوں تک جا پہنچا اور قبیلہ جہینہ کو ڈھانپ لیا پھر میں نے اس نور میں سے ایک آواز سنی کہ ظلمت کے بادل چھٹ گئے، اجالا پھیل گیا، آخری نبی تشریف لے آئے، اس کے بعد ایک تیز روشنی برآمد ہوئی جس میں حیرہ کے محل اور مدائن کے قصر ہائے ایض دکھائی دینے لگے اس وقت میرے کان میں یہ آواز آئی کہ اسلام آ گیا، بت ٹوٹ گئے اور صلہ رحمی کا دور دورہ ہوا یہ خواب دیکھ کر دیکھ کر مجھ پر وحشت طاری ہوئی اور میں نے اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے جو میرے ساتھ حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے تھے خواب کا ماہر بیان کیا

فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَىٰ بِلَادِنَا جَاءَنَا رَجُلٌ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَحْمَدُ قَدْ بُعِثَ فَأْتِيْتَهُ فَأَخْبَرْتَهُ بِمَا رَأَيْتَ، فَقَالَ يَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ إِنِّي الْمُرْسَلُ إِلَى الْعِبَادِ كَافَّةً أَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَمْرُهُمْ بِحَقِّنِ الدِّمَاءِ وَصَلَّةِ الْأَرْحَامِ، وَعِبَادَةَ اللَّهِ وَحَدَهُ وَرَفْضَ الْأَصْنَامِ فَمَنْ أَجَابَ فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَمَنْ عَصَى فَلَهُ النَّارُ فَاْمِنْ يَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ يُؤْمِنُكَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ. آمَنْتُ بِكُلِّ مَا جِئْتَ بِهِ وَإِنْ أُرْزِمْتُ ذَلِكَ كَثِيرًا مِنَ الْأَقْوَامِ

حج کرنے کے بعد جب ہم اپنی سرزمین پر واپس پہنچے تو ہم نے سنا کہ ایک شخص جس کا نام احمد ہے لوگوں کو توحید کی دعوت دیتا ہے اور بت پرستی سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے اور یہ معلوم کرنے کے لئے آیا ہوں کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں، رسول اکرم نے ان کی باتیں بڑی توجہ سے سنیں اور پھر فرمایا اے عمرو بن مرہ! میں نبی مرسل ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کے تمام بندوں کو اسلام کی طرف بلاؤں، بت پرستی ترک کرنے کی تلقین کروں اور اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت اور صلہ رحمی کا حکم دوں، جو کوئی اس دعوت کو قبول کرے گا وہ جنت کا حقدار ہو گا اور جو اس کو رد کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم میں ہو گا اے عمرو بن مرہ! تم میری دعوت کو قبول کر لو تو دوزخ کی آگ سے محفوظ رہو گے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سن کر عمرو بن مرہ نے بلا تامل عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور جو دعوت آپ دیتے ہیں میں صدق دل سے قبول کرتا ہوں اگرچہ عرب کے درو دیوار سے اس کی مخالفت ہو رہی ہے۔

عمرو بن لُحیہؓ کا شمار اپنے قبیلہ کے عمائد میں ہوتا تھا اور لوگ ان کو بہت مانتے تھے، شعر گوئی کا نہایت پاکیزہ ذوق رکھتے تھے شرف اسلام سے بہرہ ور ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ اشعار پڑھے۔

شَهِدْتُ بِأَنَّ اللَّهَ حَقٌّ وَأَنَّي
لِإِلَهَةِ الْأَعْجَارِ لَوْلُ تَارِكِ

میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ حق ہے اور میں پتھروں کے معبودوں کو سب سے پہلے پس پشت ڈالنے والا ہوں

فَشَمَّرْتُ عَنْ سَاقِي إِزَارِ مُهَاجِرٍ
إِلَيْكَ أَدْبُ الْعَوْرِ بَعْدَ الدَّكَادِكِ

میں نے پوری سرگرمی کے ساتھ ہجرت کے ارادہ سے تہ بند پنڈلیوں سے اوپر چڑھا لیا ہے میں نے دشوار گزار راستوں سے آپ کی طرف چل رہا ہوں تاکہ اس ذات گرامی کا شرف و صحبت حاصل کروں

لِأَصْحَبِ خَيْرِ النَّاسِ نَفْسًا وَوَالِدًا
رَسُولَ مَلِيكَ النَّاسِ فَوْقَ الْحَبَائِكِ

جو بذات خود بھی اور خاندانی حیثیت سے بھی تمام لوگوں میں بہترین ہے، زمین اور آسمان کے مالک کے رسول ﷺ کا جو تمام نبیوں سے اعلیٰ و برتر ہے

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَرْحَبًا بِكَ يَا عَمْرُو بْنَ مُرَّةَ. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَيِّ أُمَّتٍ وَأُتِي ابْعَثَ بِي إِلَى قَوْمِي، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَمَنَّ بِي عَلَيْهِمْ كَمَا مَنْ بَكَ عَلِيٍّ، فَبَعَثَنِي إِلَيْهِمْ، وَقَالَ: عَلَيْكَ بِالتَّوَلِّ السَّيِّدِ وَلَا تَكُنْ فُظًّا وَلَا مُتَكَبِّرًا وَلَا حَسُودًا

یہ اشعار سن کر سید الامم ﷺ کے روئے انور پر بشارت پھیل گئی اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمرو بنی عدنان! تمہیں مبارک ہو (یا شہاب شاہ اے عمرو بنی عدنان!) عمرو بنی عدنان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیے شاید اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے ان پر احسان کرے جس طرح اس نے آپ کے طفیل مجھ پر احسان کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں تم اپنی قوم کو ہدایت کی دعوت دے سکتے ہو جب عمرو بنی عدنان رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا عمرو بنی عدنان! میری چند باتیں یاد رکھنا اور ہر حال میں ان پر عمل کرنا وہ باتیں یہ ہیں کہ ہمیشہ نرمی سے کام لےنا سختی نہ کرنا، کسی سے حسد نہ کرنا، خود پسندی اور تکبر سے باز رہنا، اپنی گفتگو میں تلخی اور ترشروائی سے کام نہ لینا

ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ آيَاتًا قُلْتُهَا حِينَ سَمِعْتُ بِهِ وَكَانَ لَنَا صَنْمٌ وَكَانَ أَبِي سَادِنًا لَهُ فَعَمْتُ إِلَيْهِ فَكَسَرْتُهُ، فَأَتَيْتُ قَوْمِي فَقُلْتُ لَهُمْ: يَا بَنِي رِفَاعَةَ ثُمَّ يَا بَنِي جُهَيْنَةَ إِنِّي رَسُولٌ مِنَ رَسُولِ اللَّهِ إِلَيْكُمْ أَدْعُوكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَأُحَذِّرُكُمُ النَّارَ، وَأُمُرُكُمْ بِحَقْنِ الدِّمَاءِ، وَصَلَةِ الْأَرْحَامِ، وَعِبَادَةِ اللَّهِ، وَرَفْضِ الْأَصْنَامِ، فَمَنْ أَجَابَ فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَمَنْ عَصَى فَلَهُ النَّارُ

عمرو بنی عدنان نے قبیلے میں پہنچے تو سب سے پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ جس بت کی پرستش کیا کرتے تھے اس کو توڑ ڈالا پھر انہوں نے سب لوگوں کو جمع کیا اور ان سے یوں خطاب کیا اے بنو رفاعہ، اے بنو جہینہ! میں تمہارے پاس اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے قاصد بن کر آیا ہوں اور تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی تلقین کرتا ہوں کہ قتل و غارت اور خونریزی کو چھوڑ دو اور آپس میں صلہ رحمی کرو، اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرو اور بتوں کی پرستش کرنا چھوڑ دو، جو میری دعوت پر لبیک کہے گا اس کے لیے جنت ہے اور جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا اس کے لیے جہنم ہے،

يَا مَعْشَرَ جُهَيْنَةَ إِنَّ اللَّهَ وَلَهُ الْحَمْدُ جَعَلَ لَكُمْ خِيَارَ مَنْ أَنْتُمْ مِنْهُ وَبَعْضَ إِلَيْكُمْ فِي جَاهِلِيَّتِكُمْ مَا حَبَبَ إِلَى غَيْرِكُمْ مِنَ الرَّفَثِ، لِأَنَّكُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الْأَخْتَيْنِ، وَيَخْلُفُ الرَّجُلُ [مَنْهُمْ] عَلَى امْرَأَةٍ أَبِيهِ. فَأَجِيبُوا هَذَا النَّبِيِّ الْمُرْسَلِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ. تَنَالُوا شَرَفَ الدُّنْيَا وَكَرَامَةَ الْأَخْرَجَةِ، سَارِعُوا سَارِعُوا فِي ذَلِكَ يَكُونُ لَكُمْ فَضِيلَةٌ عِنْدَ اللَّهِ.

اے میرے جہینی بھائیو! قبائل عرب میں اب بھی تمہاری ایک امتیازی شان ہے، دوسرے لوگوں میں رواج ہے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھ لیتے ہیں اور باپ کے مرنے کے بعد بیٹا سوتیلی ماں سے شادی کر لیتا ہے لیکن تم نے ہمیشہ ان باتوں کو مکروہ جانا، اب تم اللہ کے اس مرسل نبی ﷺ کا اتباع کرو جو لوی بن غالب سے تعلق رکھتا ہے تو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں تمہارے حصے میں آئیں گی، دوڑ دوڑ کر آؤ یہ

اللہ کے ہاں یقیناً تمہاری فضیلت ہوگی،

فَأَجَابُوا إِلَّا رَجُلًا مِنْهُمْ قَامَ فَقَالَ: يَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ أَمَرَ اللَّهُ عَلَيْكَ عَيْشَكَ، أَتَأْمُرُنَا أَنْ نَرْفُضَ آلِهَتَنَا وَنُفَرِّقَ جَمَاعَتَنَا بِمُخَالَفَةِ دِينِ آبَائِنَا إِلَى مَا يَدْعُو هَذَا الْقُرَشِيُّ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ؟ لَا وَلَا مَرْحَبًا وَلَا كِرَامَةَ
 عمروؓ کی باتوں میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ایک شخص کے سوا سارا قبیلہ چند دنوں کے اندر اندر اسلام سے بہرہ ور ہو گیا یہ شخص بڑا سیاہ باطن اور شقی القلب تھا عمروؓ سے کہا کرتا تھا اے عمروؓ تیری زندگی تلخ ہو جائے کیا تو ہمیں اپنے معبودوں کو چھوڑنے کی تلقین کرتا ہے، کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم پارہ پارہ ہو جائیں، کیا تو چاہتا ہے کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت کریں، یہ تہامہ کا رہنے والا قریشی (محمد ﷺ) ہمیں کس بات کی طرف بلاتا ہے جس میں نہ کوئی کرامت ہے نہ کوئی شرافت؟
 ثُمَّ أَنْشَأَ الْحَبِيثُ يَقُولُ:

بعض اہل سیر نے اس خبیث شخص سے یہ اشعار منسوب کیے ہیں۔

إِنَّ ابْنَ مُرَّةَ قَدْ أَتَى بِمَقَالَةٍ لَيْسَتْ مَقَالَةً مَنْ يُرِيدُ صَلَاحًا
 عمرو بن مرہ وہ بات لے کر آیا ہے جو بات صلاح پسند لوگوں جیسی نہیں
 إِنِّي لِأَحْسَبُ قَوْلَهُ وَفَعَالَهُ
 یومًا وَإِنْ طَالَ الزَّمَانُ رِيَاخًا
 مجھے یقین ہے کہ عمرو کا قول و فعل ایک دن غلط ثابت ہوگا اگرچہ اس میں کچھ دیر ہو جائے

أَنْسَفَهُ الْأَشْيَاحُ مَعْنَى قَدْ مَضَى مَنْ رَامَ ذَلِكَ لَا أَصَابَ فَلَاحًا

وہ ہمارے گزرے ہوئے بزرگوں کو بیوقوف ثابت کرنا چاہتا ہے اور جس خلف کارادہ ایسا ہو وہ کبھی بھلائی کا منہ نہیں دیکھ سکتا

فَقَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ: الْكَاذِبُ مِثِّي وَمِنْكَ أَمَرَ اللَّهُ عَيْشَهُ، وَأَبْكُمْ لِسَانَهُ، وَأُحْمَهُ بَصْرَهُ، قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ وَاللَّهِ مَا مَاتَ حَتَّى سَقَطَ فُؤُهُ وَكَانَ لَا يَجِدُ طَعْمَ الطَّعَامِ، وَعَيْبِي وَخَرَسَ، وَخَرَجَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ وَمَنْ أَسْلَمَ مِنْ قَوْمِهِ حَتَّى أَتَوَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَحَّبَ بِهِمْ وَحَبَاهُمْ وَكَتَبَ لَهُمْ كِتَابًا هَذِهِ نَسْخَتُهُ:

عمروؓ بن مرہ اس نابکار کے جواب میں فرماتے تھے ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ تعالیٰ اس کے عیش کو تلخ، اس کی آنکھوں کو اندھا اور اس کی زبان کو گونگا کر دے، عمروؓ بن مرہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم! یہ شخص اس وقت تک نہ مرا جب تک وہ گونگا، بہرہ اور اندھانہ ہو گیا اور اس کا منہ گل کرنے گرا، یہ اس کے لیے ایسی مصیبت تھی جس نے اس کو کھانا کھانے سے بھی محروم کر دیا تھا، کچھ مدت بعد عمروؓ بن مرہ اپنے قبیلے کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سید الامم ﷺ نے انہیں زندگی میں برکت اور رزق میں کشائش کی دعادی اور ان کے لیے ایک فرمان لکھ دیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ،

هَذَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ عَلَى لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ بِكِتَابِ صَادِقٍ، وَحَقِّ نَاطِقٍ، مَعَ عَمْرُو بْنِ مُرَّةَ الْجُهَنِيِّ لِجُهَيْنَةَ بْنِ زَيْدٍ إِنَّ

لَكُمْ بُطُونَ الْأَرْضِ وَسُهُولَهَا، وَتَلَاعِ الْأُودِيَةِ وَظُهُورَهَا، تَدَعُونَ نَبَاتَهُ وَتَشْرَبُونَ صَافِيَهُ. عَلَى أَنْ تُقْرُوا بِالْخُمْسِ، وَتُصَلُّوا الصَّلَاةَ الْخُمْسَ، وَفِي التَّبِعَةِ وَالصُّرَيْمَةِ شَاتَانِ إِنْ اجْتَمَعَتَا، وَإِنْ تَفَرَّقَتَا فَشَاةٌ شَاةٌ. لَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْمِيرَةِ صَدَقَةٌ، لَيْسَ الْوَرْدَةُ لِلْبَقَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے مسلمانانِ جہنمیہ! تمہارے لیے جہنمیہ کی ساری زمین ہے نرم اور پتھر ملی، چشے اور وادیاں، تم جہاں چاہو اپنے جانوروں کو چراؤ اور جہاں پانی پاؤ اپنے استعمال میں لاؤ بشرطیکہ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ دیتے رہو اور پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرتے رہو اور بھیڑ بکریوں کے دور یوڑ یکجا ہوں (یعنی ایک سو بیس بکریاں ہوں) تو دو بکریاں نکالی جائیں گی اور اگر ایک ایک ریوڑ ہو تو چالیس میں سے ایک بکری نکالی جائے گی، کھیتی میں کام آنے والے بیلوں پر کوئی صدقہ نہیں اور نہ کسی کنوئیں سے زمین کو پانی دینے والی اونٹنیوں پر۔^①

اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس وقت لکھا گیا جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے اور اسلام ایک غالب قوت کی حیثیت اختیار کر چکا تھا، یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عمرو بن العاص نے مرہ کے قبولِ اسلام کا صحیح زمانہ کیا تھا، علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ہجرت نبوی سے پہلے مکہ مکرمہ آ کر اس وقت سعادتِ ایمانی حاصل کی جب مشرکین نے اسلام کی مخالفت میں طوفان برپا کر رکھا تھا۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اصابتاً فی تمييز اصحابہ میں لکھتے ہیں

وكان عمرو بن مرة يجالس معاذ بن جبل، ويتعلم منه القرآن وسنن الإسلام
اسلام قبول کرنے کے بعد عمرو بن العاص نے معاذ بن جبل سے قرآن اور اسلامی احکامات کی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد اپنے قبیلہ میں واپس جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، ان کی تبلیغی مساعی کے نتیجے میں سارا قبیلہ چند دنوں کے اندر اندر سعادتِ اندوز اسلام ہو گیا۔
اور استيعاب میں لکھا ہے

وشهد مع رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ الْمَشَاهِدِ، وَمَاتَ فِي خِلافةِ مُعَاوِيَةَ

اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اکثر غزوات میں حصہ لیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔^②

وقال ابن سميع: مات في خلافة عبد الملك بن مروان

ابن سميع کہتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ عبد الملک بن مروان کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔^③

أَنَّ عَمْرُو بْنَ مُرَّةٍ، قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: يَا مُعَاوِيَةَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ إِمَامٍ أَوْ وَالٍ يُغْلِقُ بَابَهُ دُونَ دَوِي الْحَاجَةِ، وَالْحَلَّةِ، وَالْمَسْكَنَةِ، إِلَّا أَعْلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ

① البدایة والنہایة ۲/۴۲۹

② استيعاب فی معرفة الاصحاب ۳/۱۴۰۰

③ الإصابة فی تمييز الصحابة ۲/۵۶۳

وَمَسْكَنَتِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ مُعَاوِيَةَ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ

ایک مرتبہ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر یہ حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو امام (حاکم) محتاجوں، درختوں اور حاجت مندوں کے لیے اپنا دروازہ بند کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجتوں اور دعاؤں کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دے گا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بڑے غور سے سنی اور اسی وقت ایک خاص افسر اس کام کے لیے مقرر کر دیا کہ وہ لوگوں کی حاجتیں اور ضرورتیں معلوم کرے اور انہیں پورا کرے۔^①

مشرکین مکہ نے روز اول سے مسلمانوں کی ایذا رسانی میں کوئی وقیفہ نہ اٹھا رکھا تھا، ان لوگوں کو مار مار کر ادھموا کر دیا جاتا، بھوکا پیاسا بند رکھا جاتا، درختوں پر بھی لٹکا جاتا، مکہ مکرمہ کی تیتی ریت پر چلچلاتی دھوپ میں پیٹ اور پیٹھ کے بل لٹا دیا جاتا اور سینے پر بھاری پتے ہوئے پتھر رکھ کر گھنٹوں تڑپایا جاتا، پیروں میں رسیاں باندھ کر بھی گھسیٹا جاتا، جو لوگ پیشہ ور تھے ان سے کام لے لیا جاتا اور اجرت ادا کرنے میں پریشان کیا جاتا، سب کچھ کیا مگر دین حق سے کسی ایک فرد کا بھی قدم نہ ڈمگایا، سختیاں اور صعوبتیں جھیلتے ہوئے جہان فانی سے کوچ کر گئے مگر اسلام کی نعمت کو ہاتھ سے نہ چھوڑا، جب حالات ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئے تو جب ۴۵ھ عام الفیل پانچ بعثت نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا

لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَإِنَّ بِهَا مَلَكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ، حَتَّى يَجْعَلَ اللَّهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا أَنْتُمْ فِيهِ

اچھا ہو کہ تم لوگ نکل کر حبش چلے جاؤ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ بھلائی کی سر زمین ہے جب تک اللہ تمہاری اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا کرے تم لوگ وہاں ٹھیرے رہو۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: فَلَمَّا كَثُرَ الْمُسْلِمُونَ وَظَهَرَ الْإِيمَانُ، أَقْبَلَ كُفَّارٌ قُرَيْشٍ عَلَى مَنْ آمَنَ مِنْ قِبَالِهِمْ يُعَدِّبُونَهُمْ وَيُؤَذُّوهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: فَبَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَنْ آمَنَ بِهِ: تَفَرَّقُوا فِي الْأَرْضِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَيَجْمَعُهُمْ، قَالُوا: إِلَى أَيِّ نَدْهَبُ؟ قَالَ: إِلَى هَاهُنَا، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ

زہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا عندیہ دے دیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہ کرام کفار کی طرف سے طرح طرح دردناک مصائب و تکالیف میں مبتلا ہیں اور آپ کفار کے ظلم و ستم کو روکنے پر قادر نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ اللہ کی زمین میں کہیں ہجرت کر جائیں اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو عنقریب پھر جمع کر دے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کس طرف جائیں؟ ان کے جواب میں آپ نے حبشہ کی طرف اشارہ فرمایا۔^②

قَالَ لَهُمْ: لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَإِنَّ بِهَا مَلَكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم حبشہ کی طرف ہجرت کر جاؤ وہاں ایک عدل و انصاف پسند حکمران کی حکومت ہے، وہاں کسی پر ظلم نہیں ڈھایا

① اسد الغابۃ ۲/۲۵۷، الإصابة فی تمييز الصحابة ۴/۵۶۳

② عیون الآثار ۳/۱۳۵

جاتا اور وہ صدق و راستی کی سر زمین ہے۔^(۱)

مضامین سورہ مریم:

اس سورہ کے پہلے دو رکوعوں میں زکریا عَلَيْهِ السَّلَامُ، یحییٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ، عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور ان کی والدہ مریم کے واقعات بتا کر مسلمانوں کو حق کے برملا اظہار کا کہا گیا اور تیسرے رکوع میں حالات زمانہ کی مناسبت سے اہل مکہ کو ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کی توحید پرستی کا تفصیلی واقعہ بتا کر سمجھایا گیا کہ تم بھی محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ویسے ہی دشمن ہو جیسے ابراہیم کی قوم ان کی دشمن تھی پھر ان کی دشمنی کا کیا انجام ہوا، انجام کار تو ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ ہی کو کامیابی اور غلبہ حاصل ہوا، اسی طرح تمہاری ہر طرح کی تدابیر اور دشمنی کے باوجود غلبہ اور تسلط مسلمانوں ہی کو ملے گا اور تم کف افسوس ہی ملتے رہ جاؤ گے، دوسری طرف مہاجرین کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ جس طرح ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ ہجرت کر کے تباہ ہونے کے بجائے سر بلند ہوئے ایسا ہی نیک انجام تمہارا انتظار کر رہا ہے، چوتھے رکوع میں کئی انبیاء کا ذکر کر کے بتایا گیا کہ یہ کوئی نئے نئے نہیں بلکہ جس تعلیمات کو لے کر پہلے نبی مبعوث ہوتے رہے اور اس تعلیم کو ان کے دنیا دار لوگوں نے بگاڑ دیا یہ بھی اسی لڑی کے آخری موتی ہیں اور وہی دین لائے ہیں، سورہ کے آخری دو رکوعوں میں کفار و مشرکین کہ کے اعتقادی و نظریاتی گمراہیوں پر اصلاحی انداز اختیار کرتے ہوئے سخت تنقید کی گئی اور مسلمانوں کو ملت ابراہیمی ہونے کی نوید سنائی گئی، آخرت کے ضمن میں بتا گیا کہ قیامت کا ایک وقت مقرر ہے جس میں ہر انس و جن نے تنہا رب کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا خود ہی جواب دینا ہے، رب کے مخلص بندے بھی تنہا ہی آئیں گے مگر رب کریم ان کے دلوں میں محبت و یگانگت ڈال دے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَجِبُّهُ، قَالَ: فَيُجِبُّهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَجِبُّهُ، فَيُجِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ، وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَيَقُولُ: إِنِّي أَبْغَضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ، قَالَ فَيَبْغِضُهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ قَالَ: فَيَبْغِضُونَهُ، ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبُغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَامُ کو بلا کر اطلاع دیتا ہے کہ میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو، فرمایا جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَامُ اس سے محبت کرنے لگتا ہے، پھر آسمانوں میں اعلان کر دیتا ہے کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو و چنانچہ آسمانوں والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں کے دلوں میں بھی اس کی قبولیت اور محبت رکھ دی جاتی ہے، اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَامُ کو بلا کر اطلاع دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے نفرت کرتا ہوں تم بھی اس سے نفرت کرو و فرمایا جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَامُ اس سے نفرت کرنے لگتا ہے، پھر آسمانوں میں اعلان کر دیتا ہے کہ اللہ فلاں بندے سے نفرت کرتا ہے تم بھی اس سے نفرت کرو و چنانچہ وہ سب نفرت کرنے لگتے

ہیں، پھر اس نفرت کا اثر زمین پر بھی ہوتا ہے اور زمین والے بھی اس سے نفرت شروع کر دیتے ہیں۔^①
اپنی آخری کتاب قرآن مجید کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے اسے مشکل نہیں بلکہ بالکل آسان عام فہم بنا کر کہ ہر پڑھا لکھا اور جاہل شخص اسے سمجھ سکے اور اس پر عمل بھی کر سکے نازل کیا ہے، اور رب کے موحد بندوں کو جنت کی خوشخبری دی گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

كَلِمَاتٍ ۙ ذِكْرُ رَبِّكَ رَحْمَتٌ رَّبِّكَ عَبْدَا زَكَرِيَّا ۙ اِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاً

کھینچ، یہ ہے تیرے پروردگار کی اس مہربانی کا ذکر جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی جبکہ اس نے اپنے رب سے

خَفِيًّا ۙ قَالَ رَبِّ اِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَ اَسْتَعَلَّ الرَّاسُ شَيْبًا ۙ وَّ لَمْ اَكُنْ

چپکے چپکے دعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اٹھا ہے

بِدُعَايِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۙ وَاِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَائِي ۙ وَ كَانَتْ اِمْرَاَتِي

لیکن میں کبھی بھی تجھ سے دعا کر کے محروم نہیں رہا، مجھے اپنے مرنے کے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے میری بیوی بھی بانجھ

عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۙ يٰرَبُّنِي ۙ وَ اِيْرِثْ مِنْ اِلٰى يَعْقُوبَ ۙ

ہے پس تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان کا بھی جانشین

وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۙ يٰزَكَرِيَّا ۙ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهُ يَحْيٰى ۙ

اور میرے رب! تو اسے مقبول بندہ بنا لے، اے زکریا! ہم تجھے ایک بچے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے،

لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَبِيًّا ۙ (مریم ۷۳)

ہم نے اس سے پہلے اس کا ہم نام بھی کسی کو نہیں کیا۔

زکریا علیہ السلام کا دعا کرنا:

ک، ہ، ی، ع، ص، زکریا علیہ السلام ہارون علیہ السلام کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے،

① صحیح بخاری کتاب الادب باب المقة من اللہ تعالیٰ ۶۰۴۰، کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائكة ۳۲۰۹، مختصراً، کتاب التوحيد الجمہیة باب کلام الرب مع جنبریل، ونداء اللہ الملائكة ۴۸۵، صحیح مسلم کتاب البر والصلة والادب باب إذا أحب اللہ عبداً حببہ لعباده ۶۷۰۵، مسند احمد ۹۳۵۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ زَكْرِيَّا نَجَّارًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے اور یہی ان کا ذریعہ آمدنی تھا۔^(۱)

مریم زکریا علیہ السلام کے قبیلہ سے ایک نیک کردار اور عبادت گزار لڑکی تھیں اور ہیکل کے ایک حجرہ میں اللہ کی عبادت میں منہمک رہتی تھیں، قبیلہ کے سردار کی حیثیت سے زکریا علیہ السلام مریم کے کفیل تھے اور ان کی خیر و عافیت و ضروریات معلوم کرنے اور تربیت کے لیے وہاں جاتے رہتے تھے، وہ جب بھی ان کے پاس پہنچتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ ان کے پاس بے موسمی پھل وغیرہ موجود ہوتے، زکریا علیہ السلام مریم سے ازراہ تعجب و حیرت پوچھتے اے مریم! تیرے پاس یہ بے موسمی پھل وغیرہ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے مختصر جواب دیا یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں، بیشک اللہ جسے چاہے بے شمار روزی اور رزق عطا فرماتا ہے۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَ هَارِزُوقًا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ^(۲)

ترجمہ: اور زکریا علیہ السلام کو اس کا سرپرست بنا دیا، زکریا جب کبھی اس کے پاس محراب میں جاتا تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا، پوچھتا مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتی اللہ کے پاس سے آیا ہے اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

زکریا علیہ السلام بھی تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے، مریم پر اللہ کا فضل و کرم دیکھ کر قدرتی طور پر انہیں خیال ہوا کہ جو رب بغیر کسی سبب کے بے موسمی پھل وغیرہ مریم کو مہیا کر سکتا ہے تو وہ مجھے اس بڑھاپے میں اولاد بھی عطا کر سکتا ہے، اللہ کے لیے کوئی امر محال نہیں، چنانچہ زکریا علیہ السلام کے دست مبارک بے اختیار دعا کے لئے (جو مومن کا ایک ہتھیار ہے) بارگاہ الہی میں اٹھ گئے اور بڑی ہی خفیہ آواز سے (رب کریم ہر آواز کو سنتا ہے چاہے وہ بلند ہو یا سرگوشی میں کی گئی ہو) رب کے حضور التجا فرمائی ایک تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو سرگوشی میں دعا مانگنا زیادہ پسند ہے کیوں کہ اس میں تصرف اور خشوع و خضوع زیادہ ہوتا ہے اس لیے قبولیت سے زیادہ قریب ہوتی ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ لوگ انہیں بیوقوف نہ قرار دے دیں کہ یہ بڑھاپے میں اولاد کی چاہت کر رہا ہے جب کہ اولاد کے تمام ظاہری امکانات ختم ہو چکے ہیں،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {إِذَا دَاوَى رَبُّهُ نِدَاءً خَفِيًّا} أَي سِرًّا، وَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْقَلْبَ النَّجْوَى، وَيَسْمَعُ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ قَتَادَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "جبکہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔" کے بارے میں بیان کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ تقوے والے دل کو جانتا اور پوشیدہ آواز کو سنتا ہے۔^(۳)

چنانچہ التجا کی اے میرے پروردگار! میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں، بڑھاپا مجھ پر پوری طرح مسلط ہو چکا ہے جس سے میری ہڈیاں بھی کمزور پڑ گئی ہیں اور اسی طرح میرا سرب بھی بالوں کی سفیدی سے بھڑک اٹھا ہے اور اس کے ساتھ میری بیوی بھی بانجھ ہے اور اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں، اس بڑھاپے میں جبکہ کسی بھی لمحے مجھے موت آسکتی ہے، اگر میرا کوئی ولی، وارث میری مسند و عطا و ارشاد نہیں سنبھالے گا تو میرے

(۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب في فضائل زكرياء عليه السلام ۶۱۲، سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب الصناعات

۲۱۵۱، مسند احمد ۶۹۳، مستدرک حاکم ۴۱۳۵، صحیح ابن حبان ۵۱۳۲، مسند ابی یعلیٰ ۶۳۲۶

(۲) آل عمران ۷۷

(۳) تفسیر طبری ۱۸/۱۳۲

قربت داروں میں اور تو کوئی دینی اور اخلاقی حیثیت سے اس مسند کا اہل نہیں، کہیں میرے بعد میرے قربت دار بھی تیرے راستے سے گریز و انحراف نہ اختیار کر لیں، پھر پر امید ہو کر فرماتے ہیں میں اس دنیا کے ظاہری اسباب کے فقدان کے باوجود تجھ سے اولاد مانگ رہا ہوں تو بغیر کسی مادی اسباب کے جو چاہے کر سکتا ہے، پھر رب کے حضور شکر گزاری اور بڑے ہی مان سے فرماتے ہیں اے میرے پروردگار! تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے جن سے تو ہر وقت اپنے سیدھے ہاتھ سے اپنی مخلوقات میں بانٹا رہتا ہے اور میں تجھ سے کوئی بھی چیز مانگ کر کبھی غائب و خاسر نہیں رہا بلکہ تو مجھے ہمیشہ عزت و اکرام سے نوازتا اور میری دعا کو قبول فرماتا رہا ہے، تیرا لطف و کرم ہمیشہ مجھ پر سایہ فگن رہا اور تیرے احسانات مجھ تک پہنچتے رہے، اب تو اپنے فضل خاص سے مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ، نیک اولاد عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور وہ آل یعقوب علیہ السلام کا بھی جانشین بن کر دینی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکے، جیسے فرمایا

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوُدَ... ﴿۱۶﴾

ترجمہ: اور داؤد علیہ السلام کا وارث سلیمان علیہ السلام ہوا۔

اور اے میرے رب! مجھے ایسا فرزند عطا فرما جو بہت ہی نیک و صالح ہو اور تیرے حضور محبت و عقیدت سے بھکا رہے، بیشک دعاؤں، فریادوں اور التجاؤں کو سننے اور انہیں پورا کرنے والا تیرے سوا اور کوئی نہیں، دعا کرنے کے بعد وہ اپنے حجرے میں جا کر جس میں وہ رب کی عبادت کرتے تھے رب کی یاد کے لئے رب کے حضور اپنی پیشانی ٹیکنے لگے، اللہ جو فریادوں، پکاروں اور دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے اور جو اس سے نہیں مانگتا اس سے ناراض ہوتا ہے اس نے ذکر یا علیہ السلام کی التجا کو بھی شرف قبولیت بخشا چنانچہ جب وہ اپنے حجرے میں نماز کی حالت میں تھے اس وقت فرشتوں نے انہیں آواز دی اور کہا اے ذکر یا علیہ السلام تیرے پروردگار نے تجھے ایک لڑکے کی یقینی خوشخبری دی ہے اور اس کے ساتھ ان کا نام بھی تجویر فرمایا کہ اس کا نام یحییٰ علیہ السلام ہو گا اور مزید مدح و فضیلت میں کہا کہ اس نام کا کوئی شخص دنیا میں پیدا نہیں ہوا، وہ نبوت سے سرفراز کیا جائے گا سرداری اور بزرگی کی شان والا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ (عیسیٰ علیہ السلام) کی تائید و تصدیق کرے گا، گناہوں سے پاک اور ان کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا اور صالحین میں شمار کیا جائے گا، جیسے فرمایا

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿۱۷﴾ فَتَدَاتُهُ الْمَلِكُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَاتِكَ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: (یہ دیکھ کر) زکریا نے اپنے رب سے دعا کی اے میرے رب! اپنی جناب سے مجھے نیک اولاد عنایت فرما، بلاشبہ تو دعاؤں کا بڑا سننے والا ہے، جو اب میں فرشتوں نے آواز دی، جب کہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے، وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا اس میں سرداری و بزرگی کی شان ہوگی، کمال درجہ کا ضابطہ ہوگا، نبوت سے سرفراز ہوگا

اور صالحین میں شمار کیا جائے گا۔

بھائیو! غور کرو پیر فقیر یا اولیا اللہ تو کیا کسی کو اولاد بخشیں گے نبی بھی دوسروں کو اولاد بخشنے پر قادر نہ تھے بلکہ خود اللہ قادر مطلق کے حضور اولاد کے لئے ہاتھ پھیلانے والے تھے۔

قَالَ رَبِّ اَنْى يَكُونُ لِىْ عُلْمٌ وَّ كَانَتْ اَمْرَاتىْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ

زکریا (علیہ السلام) کہنے لگے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا جب کہ میری بیوی بانجھ اور میں خود بڑھاپے کے

مَنْ الْكَبِرِ عِتِيًّا^۸ قَالَ كَذٰلِكَ ؕ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰى هٰىنٍ وَّ قَدْ خَلَقْتِكُمْ

انتہائی ضعف کو پہنچ چکا ہوں، ارشاد ہوا کہ وعدہ اسی طرح ہو چکا، تیرے رب نے فرمادیا کہ مجھ پر تو یہ بالکل آسان ہے اور تو

مِنْ قَبْلُ وَا لَمْ تَكُ شَيْعًا^۹ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِىْ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتِكَ

خود جبکہ کچھ نہ تھا میں تجھے پیدا کر چکا ہوں، کہنے لگے میرے پروردگار! میرے لیے کوئی علامت مقرر فرمادے،

اَلَا تَكْلَمُ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا^{۱۰}

ارشاد ہوا کہ تیرے لیے علامت یہ ہے کہ باوجود بھلا چنگا ہونے کے تین راتوں تک کسی شخص سے بول نہ سکے گا،

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأُوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا^{۱۱}

اب زکریا (علیہ السلام) اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آ کر انہیں اشارہ کرتے ہیں کہ تم صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو،

يٰحٰبِىْ خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَا تَيْنٰهُ الْحَكْمَ صَبِيًّا^{۱۲} وَّ حٰنَا مِّنْ لَّدُنَّا

اے بھئی! میری کتاب کو مضبوطی سے تھام لے، اور ہم نے اسے لڑکپن ہی سے دانائی عطا فرمادی، اور اپنے پاس سے شفقت

وَا زَكٰوَةً وَّ كَانَ تَقِيًّا^{۱۳} وَّ بَرًّا وَا لِدَيْهِ وَا لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا^{۱۴} وَا سَلَّمَ عَلَيْهِ

اور پاکیزگی بھی، وہ پرہیزگار شخص تھا، اور اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرنے والا تھا وہ سرکش اور گناہ گار نہ تھا، اس پر سلام ہے

يَوْمَ وُلِدَ وَا يَوْمَ يَمُوْتُ وَا يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا^{۱۵} (مریم ۸ تا ۱۵)

جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

خوشخبری پر تعجب:

اتنی بڑی منہ مانگی خوشخبری سن کر زکریا علیہ السلام نے ازراہ فرح و توجہ اور خوشی کی ملی جلی کیفیت سے عرض کیا اے میرے رب! اب

اولاد کیسے ممکن ہو سکتی ہے میری بیوی تو بانجھ ہے اور بانجھ عورت بھلا کیسے بچہ پیدا کرے گی اس کے علاوہ میں خود بھی بڑھاپے کی آخری حدود کو چھو رہا ہوں جس میں بچے کی امید کی ہی نہیں جاسکتی، فرشتوں نے زکریا علیہ السلام کا تعجب دور کرنے کے لئے کہا کہ اے زکریا علیہ السلام! جب اللہ قادر مطلق نے جو بغیر کسی اسباب و وسائل کے مخلوق کو پیدا کرتا ہے تجھے بیٹا دینے کا فیصلہ فرمایا ہے تو تیرے بڑھاپے اور تیری بیوی کے بانجھ پن کے باوجود یقیناً تجھے بیٹا ملے گا اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے قطعی مشکل نہیں ہے کیوں کہ جب وہ تجھے نیست سے جب تمہارا ذکر تک نہیں تھا ہست تک کر سکتا ہے تو تجھے دنیاوی ظاہری اسباب سے ہٹ کر بیٹا دے دینا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ جیسے فرمایا

قَالَ رَبِّ اَنۡىٰ يَكُوۡنُ لِىۡ غُلَمٌ وَّ قَدْ بَلَغَتۡى الْكِبَرَ وَاَمْرًاۤ اِنۡىۡ عَاوِزٌ ۙ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: زکریا علیہ السلام نے کہا پروردگار! بھلا میرے ہاں لڑکا کہاں ہوگا؟ میں تو بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے، جو اب ملا ایسا ہی ہو گا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَزَكَرِيَّا اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَدَّرۡنِىۡ فَرَدًّا وَاَنْتَ خَبِيۡرُ الْوَرۡثٰتِ ﴿۱۷﴾ فَاَسْتَجَبۡنَا لَهٗ وَوَهَبۡنَا لَهٗ بَحۡبِىۡ وَاَصَلَحۡنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۙ اِنَّهُمْ كَانُوۡا اِسۡرَءۡلَٓىۡمًا وَّيَدۡعُوۡنَا رَحۡمٰنًا وَّرَهۡبًا ۙ وَكَانُوۡا لَنَا خٰشِعِيۡنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: اور زکریا کو جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے پروردگار مجھے کیلانا چھوڑ اور بہترین وارث تو تو ہی ہے، پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے بھلی عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لیے درست کر دیا یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔

ایک مقام پر فرمایا

هَلۡ اَتٰى عَلَى الْاِنۡسَانِ حَيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَیۡئًا مِّمَّا دُوۡرًا ﴿۱۹﴾

ترجمہ: کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔

اس بڑھاپے میں معجزانہ طور پر اولاد جیسی نعمت کی خوشخبری سن کر زکریا علیہ السلام کے اشتیاق میں مزید اضافہ ہوا اور تشریف قلب کے لیے نشانی معلوم کرنی چاہی کہ جس سے میں جان جاؤں کہ اب میرا لڑکا پیدا ہونے والا ہے، جیسے ابراہیم نے عرض کی تھی۔

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهۡمُ رَبِّ اَرۡنِىۡ كَیۡفَ تُنۡحِى الْمَوۡتٰى قَالَ اَوَلَمۡ تَرۡوۡمِنۡ ۙ قَالَ بَلٰی وَّلٰكِنۡ لَّیَطۡبِیۡنَ قَلۡبِیۡؕ ؕ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ میرے مالک! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟ اس نے عرض کیا ایمان تو رکھتا ہوں مگر دل کا طمینان درکار ہے۔

پروردگار نے فرمایا باوجود بالکل ٹھیک ٹھاک اور تندرست ہونے کے پیہم تین دن تک تیری زبان بند رہے گی جو ہماری طرف سے بطور نشانی

۱ آل عمران ۲۰

۲ الانبیاء ۹۰، ۹۱

۳ الدھر ۱

۴ البقرہ ۲۶۰

ہوگی، اس وقت سمجھ لینا کہ خوشخبری کے دن قریب آگئے ہیں تو اس خاموشی میں کثرت سے صبح و شام رب کی تسبیح و تحمید کا خصوصی اہتمام کرتے رہنا تاکہ اس نعمت الہی کا جو تحفہ ملنے والی ہے شکر ادا ہو گیا یہ سبق دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری طلب کے مطابق تمہیں مزید نعمتوں سے نوازے تو اسی حساب سے اس کا شکر بھی زیادہ سے زیادہ کرو، اور اگر کسی ضرورت سے بات کرنی ہی پڑے تو اشارے سے کرنا پھر اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہیں فرزند سے نوازے گا، جیسے فرمایا

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ إِلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمَزًا ۖ وَادُّكُرُ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: عرض کیا مالک! پھر کوئی نشانی میرے لیے مقرر فرما دے، کہا نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارہ کے سوا کوئی بات چیت نہ کرو گے (یا نہ کر سکو گے) اس دوران میں اپنے رب کو بہت یاد کرنا اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہنا۔
زکریا علیہ السلام نے رب کی ہدایات کے مطابق عمل فرمایا اور قوم کے پاس آ کر انہیں بھی صبح و شام رب کی تسبیح و تحمید کرنے کا حکم فرمایا اور جب لڑکا پیدا ہوا تو رب کے فرمان کے مطابق ان کا نام بیچی رکھا گیا۔

قرآن مجید میں بیچی علیہ السلام کے اوصاف:

زکریا علیہ السلام کی دعا کے مطابق اللہ نے انہیں نیک اطور بنایا، جب وہ کچھ بڑے ہوئے گوا بھی بچے ہی تھے انہیں کتاب اللہ کو پکڑنے یعنی اس پر عمل کرنے کا حکم دیا اور بچپن ہی میں عقل و دانائی، شعور، کتاب اللہ میں درج احکام دینیہ کی سمجھ اور نبوت سے نوازا تھا، آپ علیہ السلام بہت نرم دل اور نرم مزاج تھے، ان میں سرداری و بزرگی کی شان تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کے دل میں والدین کیلئے شفقت و محبت کا اور ان کی اطاعت و خدمت اور حسن سلوک کا جذبہ پیدا فرمادیا تھا جس سے وہ ان کے لئے انتہائی ہی حلیم اور فرمانبردار تھے اور ہر وقت ان کی خدمت کے لئے کوشاں رہتے تھے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو عزیز و اقربا پر شفقت و مہربانی کرنے کا جذبہ اور اسے نفس کی لالچوں اور گناہوں سے پاکیزگی و طہارت بھی عطا فرمائی تھی جب عیسیٰ علیہ السلام نبی بنائے گئے تو بیچی علیہ السلام نے ان کی نبوت کی تائید و تصدیق فرمائی، اور فرمایا سلام اس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ فوت ہوئے اور جس روز انہیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا، ان تینوں احوال میں شیطان، اس کے شر اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے سلامتی کا تقاضا کرتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان تینوں جگہوں پر اس کے لیے ہماری طرف سے سلامتی اور امان ہے،

ابنِ عَطِيَّةٍ يَقُولُ: أَوْحَشُ مَا يَكُونُ الْخَلْقُ فِي ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ: يَوْمٌ يُوَلَّدُ فِيهِ نَفْسُهُ خَارِجًا مِمَّا كَانَ فِيهِ، وَيَوْمٌ يَمُوتُ فِيهِ نَفْسُهُ قَوْمًا لَمْ يَكُنْ عَائِيَهُمْ، وَيَوْمٌ يُبْعَثُ فِيهِ نَفْسُهُ فِي مَحْشَرٍ عَظِيمٍ، قَالَ: فَأَكْرَمَ اللَّهُ فِيهَا يَحْيَىٰ بْنَ زَكَرِيَّا، فَخَصَّهُ بِالسَّلَامِ عَلَيْهِ، فَقَالَ {وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا} ﴿۱۷﴾

سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین دن ایسے ہیں جن میں آدمی پر سب سے زیادہ خوف و گھبراہٹ کی کیفیت طاری ہوتی ہے، ولادت کے دن

کہ آدمی اپنے آپ کو اس جگہ سے نکلتے ہوئے دیکھتا ہے جس میں وہ پہلے رہ رہا تھا اور جب موت اسے اپنے آہنی شکنجے میں جکڑتی ہے اس وقت وہ ایسے لوگوں (فرشتوں) کو دیکھتا ہے کہ جن کو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور جب انسان قبر سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور وہ خود کو میدانِ محشر کی ہولناکیوں میں گھرا ہوا پائے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرِ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو یہ اعزاز بخشا کہ ان تینوں دنوں میں انہیں سلامتی اور رحمت سے نوازا دیا اور فرمایا ”سلام اس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔“ ﴿۱﴾

انجیلوں میں یحییٰ کے اوصاف:

آپ عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ بڑے تھے، آپ کی والدہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ آپس میں رشتہ دار تھیں، آپ تیس سال کی عمر میں منصبِ نبوت پر فائز ہوئے اور شرقِ اردن کے علاقہ میں بنی اسرائیل کو دعوتِ حق پہنچائی (لوقا) آپ لوگوں کی روح اور جسم دونوں کو پاک و صاف کرنے کے لئے لگتا ہوں سے توبہ کراتے اور پھر غسل (پستسمہ) کراتے تھے، یہودیہ اور یروشلم کے بکثرت لوگ ان کے معتقد ہو گئے تھے، اور ان کے پاس جا کر پستسمہ لیتے تھے (مرقس ۵، ۱۰:۴) اسی وجہ سے ان کا نام یوحنا پستسمہ دینے والا مشہور ہو گیا تھا، عام طور پر بنی اسرائیل ان کی نبوت تسلیم کر چکے تھے (متی ۲۱:۲۶) عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں ان میں یوحنا پستسمہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں ہوا (متی ۱۱:۱۱) وہ اونٹ کے بالوں سے بنا لباس پہنتے اور چمڑے کا پٹکا کمر سے باندھے رہتے تھے اور ان کی خوراک جنگلی شہد اور ٹڈیاں تھیں (متی ۳:۴) اس فقیرانہ زندگی کے ساتھ وہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی قریب آگئی ہے (متی ۳:۲) یعنی مسیح علیہ السلام کی دعوتِ نبوت کا آغاز ہونے والا ہے، اسی بنا پر ان کو عموماً مسیح کار ہا صل کہا جاتا ہے، اور یہ بات ان کے متعلق قرآن میں بھی کہی گئی ہے

... مُصَدِّقًا بِكَلِمَاتِهِ مِنَ اللَّهِ... ﴿۲﴾

ترجمہ: وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا۔

وہ لوگوں کو روزے اور نماز کی تلقین کرتے تھے (متی ۹:۱۴، لوقا ۳:۳۳، ۵:۱۱) وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں وہ اس کو جس کے پاس نہ ہو بانٹ دے، اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے، محصول لینے والوں نے پوچھا کہ استاد ہم کیا کریں تو انہوں نے فرمایا جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لینا، سپاہیوں نے پوچھا ہمارے لئے کیا ہدایت ہے تو فرمایا نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ ناحق کسی سے کچھ لو اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو (لوقا ۱۴:۱۰، ۳:۱۰) بنی اسرائیل کے بگڑے ہوئے علماء، فریسی اور صدوقی ان کے پاس پستسمہ لینے آئے تو ڈانٹ کر فرمایا اے سانپ کے بچو! تم کو کس نے جتا دیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو؟۔۔۔ اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابراہام ہمارا باپ ہے۔۔۔ اب درختوں کی جڑوں پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے (متی ۳: ۷-۱۰)

مگر ہماری ایک گزارش ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کے دورِ نبوت میں یہودیوں کا چاہے وہ عام لوگ تھے یا ان کے مذہبی پیشوا تمام کا اخلاقی اور مذہبی

کردار انتہائی پستیوں کو چھو رہا تھا، حق کے مقابلہ میں ان کی جسارتیں اور بے باکیاں تمام حدیں توڑ چکی تھیں اور وہ دنیا پرستی میں غرق ہو چکے تھے، اس لئے یہ کہنا کہ عام طور پر بنی اسرائیل ان کی نبوت تسلیم کر چکے تھے اور یہودیہ اور یروشلم کے بکثرت لوگ ان کے معتقد ہو گئے تھے اس وقت کے یہودیوں کے کردار سے مناسبت نہیں رکھتا، اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ بکثرت لوگ ان کے معتقد تھے جس کی وجہ سے بادشاہ سلامت بھی ان سے خوف زدہ تھے، مگر ان کی راستبازی کی وجہ سے عزت و احترام بھی کرتے تھے تو جب غیر ملکی بادشاہ نے ان کے عزت و احترام کو بالائے طاق رکھ کر انہیں گرفتار کر کے زنداں میں ڈال دیا تو کیا بنی اسرائیل کی طرف سے کوئی احتجاج ہوا، اور پھر جشن کے موقع پر فوراً بغیر سوچے سمجھے ایک رقاصہ کی فرمائش پر زنداں سے اس پائیزہ سیرت انسان کا سر منگو کر اسے پیش کر دیا تو کیا بنی اسرائیل نے اس ظلم عظیم کے خلاف آواز بلند کی یا ماکابی تحریک کی طرح متحد ہو کر حکومت کے خلاف کھڑے ہوئے، تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ درج نہیں ہے، اس لئے ہم یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ بنی اسرائیل نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس نعمت کو ٹھکرا دیا اور ان کی رسالت کو تسلیم نہ کر کے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عطا کردہ ایک اور موقعہ کو گنوا دیا۔

أَنَّ الْحَارِثَ الْأَشْعَرِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ يَحْيَىٰ بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَ بِنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، وَإِنَّهُ كَادَ أَنْ يُبْطِئَ بِهَا فَقَالَ عِيسَى: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَكَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِتَعْمَلَ بِهَا وَتَأْمُرَ بِنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، فِيمَا أَنْ تَأْمُرَهُمْ، وَإِيمًا أَنَا أَمُرُهُمْ، فَقَالَ يَحْيَى: أَحْشَىٰ إِنَّ سَبَقْتَنِي بِهَا أَنْ يُخَسَفَ بِي أَوْ أُعَذَّبَ، فَجَمَعَ النَّاسُ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَأَمْتَلًا الْمَسْجِدَ وَقَعَدُوا عَلَى الشَّرْفِ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ بِنِي بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ، وَأَمُرُهُمْ أَنْ تَعْمَلُوا بِهِنَّ، أَوْلَهُنَّ

حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عز و جل نے یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا تھا کہ وہ خود بھی ان پر عمل پیرا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھی اس پر عمل کرنے کا حکم کریں، تو قریب تھا کہ آپ ان پر عمل میں سستی کرتے مگر عیسیٰ علیہ السلام نے آپ سے فرمایا آپ کو پانچ باتوں پر عمل کرنے کا حکم ملا ہے کہ خود بھی عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان باتوں پر عمل پیرا رہنے کا حکم کرو تو اب یا تو آپ ان کو یہ باتیں پہنچائیں یا میں پہنچاؤں گا، تو یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے بھائی! مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے عذاب میں نہ پکڑ لیا جائے یا مجھے زمین میں نہ دھنسا دیا جائے، پھر یحییٰ علیہ السلام نے سب بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا جب مسجد لوگوں کے ازدحام سے بھر گئی تو آپ شرف و اعزاز کے ساتھ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایاں کی پھر پانچ باتوں کی تلقین فرمائی، فرمایا اللہ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود بھی ان پر عمل کروں اور تم کو بھی حکم دوں ان پانچ باتوں میں سب سے پہلی بات یہ ہے۔

أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَىٰ عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ، قَالَ: هَذِهِ دَارِي، وَهَذَا عَمَلِي فَأَعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ، فَجَعَلَ يَعْمَلُ وَيُوَدِّي إِلَىٰ غَيْرِ سَيِّدِهِ، فَأَيُّكُمْ يَسْرُهُ أَنْ يَكُونَ عَبْدَهُ كَذَلِكَ؟ وَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَكُمْ وَرَزَقَكُمْ فَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا

○ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو صرف اس تنہا کی عبادت کرو اس کی مثال ایسی ہے گویا کسی نے کوئی غلام خرید اور اپنے مال سونے

یا چاندی کے ساتھ خرید بھرو غلام کام کر کے محنت مزدوری کا پیسہ دوسرے کو دے دیتا ہے تم بتاؤ کہ کون ایسے غلام کو پسند کرتا ہے اور بیشک اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے وہی تمہارا روزی رسا ہے لہذا اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

وَأْمُرْكُمْ بِالصَّلَاةِ، فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوا
○ اور میں تم کو نماز کا حکم کرتا ہوں جب تم نماز ادا کرتے ہو تو اللہ عزوجل اپنا رخ اس کی طرف متعین کر لیتا ہے لہذا جب تم نماز پڑھو تو نماز میں کسی اور طرف دھیان مت لگاؤ۔

وَأْمُرْكُمْ بِالصِّيَامِ، وَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ مَعَهُ صِرَّةٌ، فِيهَا مِسْكٌ، وَمَعَهُ عِصَابَةٌ كُلُّهُمْ يُعْجِبُهُ أَنْ يَجِدَ رِيحَهَا، وَإِنَّ الصِّيَامَ أَطْيَبُ، عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ
○ اور میں تم کو روزوں کا حکم کرتا ہوں اور اللہ نے اس کی مثال یوں دی ہے کہ کسی جماعت میں ایک شخص کے پاس مشک کی پوٹلی ہے اور بے شک روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

وَأْمُرْكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أُسْرَهُ الْعَدُوُّ وَقَامُوا إِلَيْهِ، فَأَوْثَقُوا يَدَهُ إِلَى، عَنَقِهِ، فَقَالَ: هَلْ لَكُمْ أَنْ أَفْدِيَ نَفْسِي مِنْكُمْ؟ قَالَ: فَجَعَلَ يُعْطِيهِمُ الْقَلِيلَ وَالْكَثِيرَ لِيُفَكَّ نَفْسَهُ مِنْهُمْ
○ اور میں تم کو صدقہ کا حکم دیتا ہوں اس کی مثال اس طرح ہے کہ کسی شخص کو اس کے دشمنوں نے قید کر لیا ہے پھر اس کے ہاتھ گردنوں کے ساتھ باندھ دیئے اور پاؤں بھی باندھ دیئے ہیں تاکہ اس کی گردن اڑا دیں تو وہ قیدی شخص کہتا ہے کیا تمہیں مال کی ضرورت ہے جو میں تم کو دوں اور تم مجھے آزاد کر دو؟ پھر وہ مال دیتا رہتا ہے تھوڑا بھی زیادہ بھی حتیٰ کہ وہ اپنی جان کو رہا کر لیتا ہے۔

وَأْمُرْكُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ كَثِيرًا، وَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا فِي إِثْرِهِ حَتَّى أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ، فَأَحْزَرَ نَفْسَهُ فِيهِ كَذَلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْزِرُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ
○ اور میں تم کو اللہ عزوجل کے ذکر کی کثرت کا حکم کرتا ہوں اس کی مثال اس طرح ہے کہ کسی شخص کے پیچھے اس کے دشمن تعاقب میں ہیں اور بہت تیز ہیں تو وہ ایک انتہائی مضبوط قلعے میں محفوظ ہو جاتا ہے اس طرح بندہ ذکر کے ساتھ قلعہ سے زیادہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔^①

رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب معراج پر جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام کے ہمراہ آسمانوں پر تشریف لے گئے لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسَى، وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ
جب آپ دوسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں آپ نے یحییٰ عَلَيْهِ السَّلَام اور عیسیٰ سے ملاقات فرمائی اور جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام کے کہنے پر سلام کہا دونوں نے جواب دیا اور کہا نیک بھائی اور صالح پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔^②

① جامع ترمذی ابواب الامثال باب مَا جَاءَ فِي مَثَلِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ ۲۸۶۳، ۲۸۶۴، مسند احمد ۷/۴۸۰۰، مسند ابی یعلیٰ ۱۵۷۱
② صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ ۳۲۰، صحیح مسلم کتاب الايمان باب الإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفُوضِ الصَّلَوَاتِ ۴، مسند احمد ۵/۲۵۰۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۳۶۵

وَ اذْكَرُ فِي الْكِتَابِ مَرِيْمَ ۙ اِذِ اُنْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتْ

اس کتاب میں مریم کا بھی واقعہ بیان کر جبکہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی جانب آئیں اور ان لوگوں کی

مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا ۗ فَارْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۙ

طرف سے پردہ کر لیا، پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح (جبرائیل علیہ السلام) کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا

قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۙ قَالَ اِنَّمَا اَنَا

یہ کہنے لگیں میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے، اس نے جواب دیا کہ میں تو اللہ کا

رَسُوْلٌ رَّبِّكَ ۗ لِاَهَبَ لَكَ غُلٰمًا زَكِيًّا ۙ قَالَتْ اَنْیْ یٰكُوْنُ لِيْ عُلْمٌ وَّ لَمْ یَسْسِنِیْ بَشَرًا

بھیجا ہوا قاصد ہوں تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں، کہنے لگیں بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے تو کسی انسان کا

وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ۙ قَالَ كَذٰلِكَ ۙ قَالَ رَبِّكَ هُوَ عَلٰی هٰٓیٔنَ ؕ

ہاتھ تک نہ لگا اور نہ میں بدکار ہوں، اس نے کہا بات تو یہی ہے لیکن تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ وہ مجھ پر بہت ہی آسان

وَلِنَجْعَلَهَا اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۗ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضٰیًّا ۙ (مریم ۲۱ تا ۲۱)

ہے ہم تو اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں گے اور اپنی خاص رحمت، یہ تو ایک طے شدہ بات ہے۔

مشرکین مکہ نے اپنے بیٹوں، بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کو اللہ کا پسندیدہ دین، دین اسلام قبول کرنے کے جرم میں اپنا گھر بار اور اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا اور وہ حبشہ ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے جو ایک عیسائی حکومت تھی، ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح حیثیت بتلانا بہت ضروری تھا تاکہ اگر وہاں کوئی راہب ان سے عیسیٰ علیہ السلام کی بابت معلوم کرے تو وہ اس کا صحیح جواب دے کر عیسائیوں کے غلط عقائد کی اصلاح کر سکیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عجیب نشانیوں میں سے بیچلی علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد ایک اور قصہ بیان فرمایا جو اس سے بھی زیادہ عجیب ہے، مریم علیہا السلام کی والدہ جو ایک دین دار خاتون تھیں جب حاملہ ہوئیں تو پیٹ کے بچے کو لڑکا سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نذر کر دیا، جیسے فرمایا

اِذْ قَالَتْ اٰمْرَاَتٌ عَمْرٰٓءٌ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۙ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۙ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: (وہ اس وقت سن رہا تھا) جب عمران کی عورت کہہ رہی تھی اے میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری رضا و خوشنودی کے لئے تیری راہ میں تیری عبادت گاہ کی خدمت کے لئے وقف کرتی ہوں تاکہ وہ تیرے دین کی خدمت کرے اور تیرا نام بلند کرے میری اس پیشکش کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔

مریم علیہا السلام کی والدہ نذر مانگ کر خوش و خرم تھیں مگر امید کے برعکس جب لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوئی تو بڑی مایوس ہوئیں اور رب سے عذر اور حسرت سے کہا اے میرے رب! میری نذر سے مقصود تو تیری رضا کے لئے ایک خدمت گار وقف کرنا تھا اور یہ کام ایک مرد ہی زیادہ بہتر طریقے سے انجام دے سکتا ہے اب اسے میں کیسے نذر کروں، یہ کمزور لڑکی تیرے دین کی کیا خدمت کرے گی، اگر لڑکا ہوتا تو ایسا کمزور نہ ہوتا، ان کی والدہ نے اس لڑکی کا نام مریم علیہا السلام رکھا اور رب سے دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار! اب میں اس کو اور اس کی ہونے والی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں (جو دنیا و آخرت میں سب سے مضبوط و محفوظ پناہ گاہ ہے) دیتی ہوں، جیسے فرمایا

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَیْسَ الذَّكَرُ کَالْاُنْثٰی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْ اَعِیْذُهَا بِكَ وَذَرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۱﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ... ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: پھر جب وہ بچی اس کے ہاں پیدا ہوئی تو اس نے کہا مالک! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہو گئی ہے حلا نہ کہ جو کچھ اس نے جنمنا تھا اللہ کو اس کی خبر تھی اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا، خیر میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں، آخر کار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول فرمایا اسے بڑی اچھی لڑکی بنا کر اٹھایا۔

قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ اِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ، فَيَسْتَهْلُ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ، غَيْرَ مَرْيَمَ وَاِنْبَتَهَا چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مس کرتا ہے جس سے بچہ چیختا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مس شیطان سے مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کو محفوظ رکھا۔ ﴿۳۱﴾ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَلَكْتَ اُمُّهَا فَصَمَّتْهَا اِلَى خَالَتِهَا اُمَّ يَحْيٰی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ اب بھی چھوٹی ہی تھیں کہ ان کی والدہ وفات پا گئیں تو وہ اپنی خالہ جو یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں کے پاس آگئیں۔ ﴿۳۲﴾

مریم علیہا السلام بڑے نیک اعمال و اطوار کی حامل تھیں وہ ہر وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں منہمک رہتیں جب وہ ذرا بڑی ہوئیں تو ان کے پاکیزہ کردار کو دیکھ کر بہکل کے تمام خادموں کی خواہش تھی کہ وہ ان کے کفیل بنیں، ہر ایک کی خواہش کی وجہ سے اچھا خاصہ جھگڑا برپا ہو گیا اور ایک اختلافی فضا قائم ہو گئی چنانچہ اس جھگڑے کا حل قرعہ اندازی طے ہوا کہ جس کے نام کا قرعہ نکل آئے وہ ان کا کفیل بنے، جب باقاعدہ قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ میں زکریا علیہ السلام کا نام نکلا جو مریم علیہا السلام کے خالو اور پیغمبر بھی تھے، اس طرح زکریا علیہ السلام، مریم

﴿۱﴾ آل عمران ۳۶، ۳۷

﴿۲﴾ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ اِذْ اْتَتْبَثُ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا، ۳۳۱، صحیح

مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام ۶۱۳۳، مسند احمد ۸۲۵۴

﴿۳﴾ مستدرک حاکم ۲۱۵۸

علیہا السلام کی حفاظت و کفالت کے ذمہ دار بن گئے، ذکر یا علیؑ نے مریم علیہا السلام کو ہیکل (بیت المقدس) کے شرعی حصہ میں ایک حجرہ دے دیا جہاں انہوں نے ایک پردہ لٹکا کر اپنے آپ کو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے محفوظ کر لیا، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ الْيَنْكُ وَمَا كُنْتُمْ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اِيْهِمْ يَكْتُمُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتُمْ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب ہیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ مریم کاسر پرست کون ہوا اپنے اپنے قلم چھین کر رہے تھے اور نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔

جب وہ کچھ بڑی ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے چند فرشتے ان کے پاس ایک بڑی خوشخبری لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ اے مریم علیہا السلام! اللہ تعالیٰ نے تم کو پاکیزہ بنایا ہے اور دنیا کی تمام عورتوں پر تجھے فضیلت عطا فرما کر برگزیدہ فرمایا ہے، اے مریم علیہا السلام! اپنے رحیم و کریم خالق کی اطاعت کرتی رہو اور ساتھ ہی رب کے ذکر کے لئے جماعت کے ساتھ رکوع و سجود یعنی نماز بھی پڑھتی رہو۔

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَظَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰٓى نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: پھر وہ وقت آیا جب مریمؑ سے فرشتوں نے آ کر کہا اے مریمؑ! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تمام دنیا کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لئے چن لیا اے مریمؑ! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر اس کے آگے سربسجود رہو اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔

مریم علیہا السلام اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی تصدیق، رب کے احکامات پر اطاعت گزار، اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرنے والی اور بڑی عبادت گزار خاتون تھیں اور اکثر و بیشتر ہیکل میں گوشہ نشین ہو کر رب کی عبادت کرنے کے لئے اعتکاف میں بیٹھ جاتی تھیں

ولما بلغت مریم ابنة عمران سبع عشرة سنة، لأربع وعشرين ليلة خلت من كانون الأولی

جب مریم بنت عمران سترہ سال کی ہوئیں اور چوبیس راتیں تنہا حرم بیت المقدس میں گزار چکی تھیں۔ ﴿۳۲﴾

تو ایک دفعہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر تاکہ انہیں کوئی نہ دیکھے اور یکسوئی بھی حاصل رہے بیت المقدس کے مشرقی گوشے میں پردہ ڈال کر اعتکاف میں بیٹھ گئیں اور خشوع و خضوع سے رب کی حمد و ثنا اور رکوع و سجود میں مصروف ہو گئیں کہ اسی حالت میں قادر کریم رب نے جبرائیلؑ کو مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا جو ان کے سامنے ایک خوبصورت اور حسین و جمیل مرد کی شکل میں ظاہر ہو گئے، مریم علیہا

۱ آل عمران ۴۴

۲ آل عمران ۴۳، ۴۲

۳ مروج الذهب ومعادن الجوهر للمسعودی ۱/۵۶

السلام نے جب دیکھا کہ ایک شخص بے دھڑک اندر آ گیا ہے تو ڈر گئیں کہ یہاں میں اعتکاف میں بالکل اکیلی ہوں کہیں یہ شخص کسی بری نیت سے اندر نہ آیا ہو ورنہ اس کا یہاں مجھ سے کیا کام، مریم علیہا السلام نے کہا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتی ہوں اور اس کی رحمت کے سائے میں آتی ہوں کہ کہیں تو مجھے نقصان نہ پہنچائے جبرائیل علیہ السلام نے ان کا خوف دہرا اور گھبراہٹ دور کرنے کے لیے کہا میں وہ نہیں جو تو گمان کر رہی ہے بلکہ تیرے رب کا قاصد ہوں اور اس کے حکم سے تمہیں ایک پاک نفس فرزند دینے آیا ہوں، مریم علیہا السلام نے پھر تعجب سے پوچھا بھلا میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہو گا جبکہ مجھے جائز طور پر یا ناجائز طور پر کسی مرد نے نہیں چھوا اور نہ ہی میں کوئی بدکار عورت ہوں، جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ بات تو ٹھیک ہے کہ تجھے جائز یا نہ ناجائز طریقے سے مرد سے مقاربت کا کوئی موقعہ نہیں ملا ہے جب کہ حمل کے لئے عادت یہ ضروری ہے مگر تیرا رب اسباب عادیہ کا محتاج نہیں اس کے لئے ایسا کرنا کچھ امر محال نہیں، جیسے فرمایا

... وَبَشِّرْهُ وَبِغُلْمٍ عَلَيْهِ ۝ فَأَقْبَلَتِ أَمْرًا تَهْتِكُ فِيهِ صَرَخَاتُ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝ قَالُوا كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝ ۱

ترجمہ: اور اسے ایک ذی علم لڑکے کی پیدائش کا مشرودہ سنایا، یہ سن کر اس کی بیوی چیختی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہنے لگی بوڑھی، بانجھ! انہوں نے کہا یہی کچھ فرمایا ہے تیرے رب نے، وہ حکیم ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

اور اس طرح بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنے سے رب کی منشاء یہ ہے کہ وہ اسے اپنی قدرت تخلیق کے لئے دنیا میں ایک نشانی، زندہ معجزہ اور سراپا رحمت بنا دینا چاہتے ہیں، اس سے قبل اس نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مرد اور عورت کے بغیر اور تمہاری ماں حوا کو صرف مرد سے پیدا کیا

... الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا ۝ ۱

ترجمہ: جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔
عیسیٰ علیہ السلام کے سوا باقی تمام اولاد آدم کو مرد و عورت سے پیدا فرمایا اور اب عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کر کے چوتھی شکل میں بھی پیدا کرنے پر اپنی قدرت تخلیق کا ظہار کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہے صرف عورت کے بطن سے بغیر مرد کے پیدا کر دینا، وہ تخلیق کی چاروں صورتوں پر قادر ہے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے اور یہ کام اسی طرح ہو کر رہے گا۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَدَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ ۝

پس وہ حمل سے ہو گئیں اور اسی وجہ سے وہ یکسو ہو کر ایک دور کی جگہ چلی گئیں، پھر درد زہا سے ایک کھجور کے تنے کے نیچے آ گیا،

قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِثُّ قَبْلِ هَذَا وَ كُنْتُ نَسِيًّا مِّنْ سَيِّئًا ۝ فَوَدَّاعَهَا

بولی کاش! میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور لوگوں کی یاد سے بھی بھولی بسر ہو جاتی، اتنے میں اسے نیچے سے ہی آواز دی

مِنْ تَحْتِهَا إِلَّا تَحْزِنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝۳۷ وَ هُزِّي إِلَيْكِ

کہ آزرده خاطر نہ ہو، تیرے رب نے تیرے پاؤں تلے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف

بِجُدِّعِ النَّخْلَةَ تُلْقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا ۝۳۸ فَكُلِي وَ اِشْرَبِي وَ قَرِي عَيْنًا ۝

ہلا یہ تیرے سامنے تروتازہ کچی کھجوریں گرا دے گا، اب چمین سے کھا پی اور آنکھیں ٹھنڈی رکھ،

فَأَمَّا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنَّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ

اگر تجھے کوئی انسان نظر پڑ جائے تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ رحمان کے نام کا روزہ مان رکھا ہے،

أَكَلَمَ الْيَوْمَ اُنْسِيًّا ۝ (مریم ۲۲ تا ۲۶)

میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔

جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کے شکم مبارک میں ایک روح پھونک دی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے مریم کو دوشیزگی میں

عیسیٰ علیہ السلام کا حمل قرار پایا، جیسے فرمایا

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُنْتِ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝۱۷ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور اللہ عمران کی بیٹی مریم رضی اللہ عنہا کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی، پھر ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے ارشادات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار لوگوں میں سے تھی۔

... إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَاتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ... ۝۱۷ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: مسیح ابن مریم رضی اللہ عنہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اللہ کا ایک رسول تھا اور ایک فرمان تھا جو اللہ نے مریم رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے۔

یہ ایک اس شدید آزمائش میں مبتلا ہونے کے بعد مریم اس حمل کو جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی پوری ہو خاندان اور قوم کے دوسرے لوگوں سے چھپانے، خاندان اور قوم کی لعنت و ملامت اور بدنامی سے بچنے کے لئے خاموشی کے ساتھ اپنے اعتکاف کا حجرہ چھوڑ کر باہر نکل گئیں اور بیت المقدس کے جنوب میں آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر بیت اللحم میں جا کر رب کے ذکر و عبادت میں مصروف ہو گئیں،

ولدت بقرية يقال لها بيت لحم على أميال من بيت المقدس

مسودی کہتے ہیں وضع حمل کے وقت وہ بیت المقدس کے قریب ایک بستی میں جو بیت اللحم سے موسوم تھی میں تھیں۔ ﴿۱۷﴾

﴿۱﴾ التحريم ۱۲

﴿۲﴾ النساء ۱۷۱

﴿۳﴾ مروج الذهب ومعادن الجواهر للمسعودی ۱/۵۶

وَقَالَ وَهَبُ بُنْمُتَيْهِ: ذَهَبَتْ هَارِبَةٌ، فَكَمَا كَانَتْ بَيْنَ الشَّامِ وَبِلَادِ مِصْرَ، صَرَبَهَا الطَّلُقُ، وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ وَهَبٍ: كَانَ ذَلِكَ عَلَى ثَمَانِيَةِ أُمِّيَالٍ مِنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ، فِي قَرْيَةٍ هُنَاكَ يُقَالُ لَهَا: بَيْتُ لَحْمٍ

وہب بن منبہ کا قول ہے کہ حمل قرار پانے کے بعد بنی اسرائیل کی بہتان طرازی کی وجہ سے وہ بھاگ گئیں اور بھاگتے بھاگتے جب شام اور بلاد مصر کے درمیان پہنچیں تو درزہ شروع ہو گیا، وہب کی ایک روایت میں ہے اس جگہ بیت المقدس سے آٹھ میل دور ایک بستی مراد ہے جس کا نام بیت لحم تھا۔^①

جب بچے کی پیدائش کا وقت قریب ہوا تو درزہ کی وجہ سے مجبور و مضطر ہو کر وہ ایک کھجور کے سوکھے درخت کے نیچے پہنچ گئیں اور رنج و غم سے موت کی آرزو کی کہ اللہ عز و جل نے مجھے اس شدید آزمائش میں مبتلا کر ڈالا ہے، حمل کی مدت تک تو میں نے کسی نہ کسی طور پر خود کو لوگوں کی نظروں سے بچالیا ہے مگر اب بچہ کو لے کر کہاں جاؤں اور لوگوں کو کس طرح مطمئن کروں جب کہ میری بات کی کوئی تصدیق کرنے کے لئے تیار ہی نہ ہو گا اور یہ تصور بھی روح فرسا تھا کہ کہاں میری شہرت بنی اسرائیل کے مقدس ترین گھرانے بنی ہارون کی ایک عابدہ و زاہدہ کے طور پر ہے اور اس کے بعد لوگوں کی نظروں میں بدکار ٹھہریں گی، وہ اسی سوچ میں گم تھیں کہ اتنے میں جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَامُ نے انہیں وادی کے نیچے سے آواز دے کر کہا آرزوہ خاطر نہ ہونے کے مسئلہ پر تجھے کچھ بھی بولنے کی ضرورت نہیں، اس بچے کی پیدائش پر جو شخص بھی انگلی اٹھائے گا اس کا جواب ہم دیں گے،

بعض مفسرین اس آیت کا یہ مطلب بھی بیان فرماتے ہیں کہ پیدا ہونے کے بعد نیچے سے عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے بطور تسلی اپنی والدہ سے فرمایا غم نہ کر اگر کوئی شخص کوئی اعتراض کرے گا تو اس کا جواب میں دوں گا جس سے مریم کی دل جمعی بڑھ گئی،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فَتَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا، قَالَ: عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

مجاہد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا قول ہے ”اتنے میں اسے نیچے سے ہی آوازی۔“ نیچے سے آواز دینے والے سے مراد خود عیسیٰ ابن مریم ہیں۔^②

تیرے رب نے تیرے پاؤں کے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اس میں سے پانی پیو اور اس سوکھے کھجور کے تنے کو جس کے نیچے تم بیٹھی ہو اپنی طرف کھینچ کر ہلاویہ تمہارے لئے تروتازہ پکی ہوئی لذیذ کھجوریں گرا دے گا اب تروتازہ پکی ہوئی کھجوریں کھا، چشمے کا صاف پاکیزہ پانی پی اور نیچے (عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ) کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر، اللہ تعالیٰ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے مریم عَلَيْهَا السَّلَامُ کے پاؤں کے نیچے ایک چشمہ جاری فرمایا، کھجور کے درخت کو پکاد یا وہ چاہتا تو پکی ہوئی کھجوریں توڑ کر مریم عَلَيْهَا السَّلَامُ کے منہ میں ڈال دی جاتیں اور چشمے کا پانی انہیں پلا دیا جاتا، مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ فرمایا اس کھجور کے درخت کے تنے کو ہلاؤ اس کا جو تازہ پھل گرے اسے کھاؤ اور چشمے کا پانی پیو اس لیے کہ درخت کے تنے کو لیٹے لیٹے ہلا لینا مریم عَلَيْهَا السَّلَامُ کے بس میں تھا اور جو کام انسان کے بس میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے وہی کرواتا ہے اور جو انسان کے بس میں نہیں، وہ معجزے کے طور پر خود کر دیتا ہے اور یہی قانون فطرت ہے، ایسا ہرگز نہیں کہ کوئی شخص نہ بل چلائے، نہ زمین کو نرم کرے، نہ اس میں بیج ڈالے نہ کھاد، نہ کھیت کو پانی دے اور یہ کہے کہ اے اللہ! مجھے اس کھیت سے مالا مال کر دے

① تفسیر ابن کثیر ۲/۲۲۳

② تفسیر طبری ۱۸/۴۵۲

ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا، اور اگر کوئی انسان نظر آئے اور وہ تم سے بات کرنا چاہے تو زبان سے نہیں اشارے سے جواب دینا (بنی اسرائیل میں چپ کاروزہ رکھنے کا ایک طریقہ رائج تھا) کہ کھانے اور بولنے سے میرا پرہیز ہے یعنی میں نے رحمن کے نام کاروزہ مان رکھا ہے، میں آج کسی بھی شخص سے بات چیت نہیں کر سکتی،

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ لَمَّا قَالَ عَيْسَى لِمَرْيَمَ {لَا تَحْزَنِي} ^(۱) قَالَتْ: وَكَيْفَ لَا أُحْزَنُ وَأَنْتَ مَعِي، لَا ذَاثَ زَوْجٍ وَلَا مَمْلُوكَةٍ، أَيُّ شَيْءٍ عُنْدِي عِنْدَ النَّاسِ بِأَلَيْتِنِي مِمَّتْ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَنَسِيًّا؟ ^(۲) فَقَالَ لَهَا عَيْسَى: أَنَا أُخْفِيكَ الْكَلَامَ {فَمَا تَرْتَبِّينَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي لِي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أَكَلِمَ الْيَوْمَ نَسِيًّا} ^(۳) قَالَ: هَذَا كُلُّهُ كَلَامٌ عَيْسَى لِأُمَّهِ

عبدالرحمن بن زید نے کہا ہے جب عیسیٰ علیہ السلام نے مریم علیہا السلام سے کہا ”غم نہ ہاں نہ ہو۔“ تو مریم علیہا السلام نے کہا میں غم کیوں نہ کروں جبکہ تم میرے پاس ہو اور میں نہ شادی شدہ ہوں اور نہ باندی؟ لوگوں کو میں کیا منہ دکھاؤں گی؟ ”کاش! میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام و نشان نہ رہتا۔“ عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں جواب دیا کہ آپ کی طرف سے میں بات کروں گا ”پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے روزے کی نذرمانی ہے اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔“ ان کے بقول یہ ساری گفتگو عیسیٰ علیہ السلام کی ہے جو انہوں نے اپنی والدہ سے کی تھی۔ ^(۴)

وہب بن منبہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ^(۵)

فَاتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحِيْلُهُ ^(۱) قَالُوا يَمْرِيْمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ^(۲) يَاخْتِ هُرُونَ

اب عیسیٰ (علیہ السلام) کو لیے ہوئے وہ اپنی قوم کے پاس آئیں، سب کہنے لگے مریم تو نے بڑی بری حرکت کی، اے ہارون کی بہن!

مَا كَانَ أَبُوكَ أَمْرًا سَوْءًا وَمَا كَانَتْ أُمَّكَ بَعْثًا ^(۳) فَاشَارَتْ إِلَيْهِ ^(۴) قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ

نہ تو تیرا باپ بر آدمی تھا اور نہ تیری ماں بد کا تھی، مریم نے اپنے بچے کی طرف اشارہ کیا سب کہنے لگے کہ لو بھلا ہم گود کے

كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ^(۵) قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ^(۶) الْكِنْبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ^(۷)

بچے سے باتیں کیسے کریں؟ بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے

(۱) القصص: ۷

(۲) مریم: ۲۳

(۳) مریم: ۲۶

(۴) تفسیر طبری ۱۸/۱۸۳

(۵) تفسیر طبری ۱۸/۱۸۳

وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَ أَوْصِنِي بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝

اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں

وَبَرًّا بِوَالِدَيْ ۖ وَ لَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝۳۱ وَ السَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ

اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا اور مجھ پر میری پیدائش کے دن

وَيَوْمَ أُمُوتُ وَ يَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝۳۲ (مریم ۳۲-۳۳)

اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا سلام ہی سلام ہے۔

مریم پر قوم کا تہمت لگانا:

مریم علیہا السلام جب اپنے نفاس سے پاک ہوئیں تو اپنے نومولود بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس واپس تشریف لائیں، قوم کو علم تھا کہ آپ کی ابھی تک شادی بھی نہیں ہوئی ہے، خانوادہ ہارون کی زاہدہ عابدہ لڑکی کی گود میں ایک معصوم بچے کو دیکھ کر کہ اس کے ہاں بغیر باپ کے بچہ ہوا ہے پوری قوم انگشت بدندان رہ گئی اور چہ گوئیاں کرنے اور مریم علیہا السلام پر تہمت لگانے لگے، کہنے لگے اے خاندان ہارون کی بیٹی مریم! تمہارا تو باپ بھی ایک نیک و پرہیزگار آدمی تھا اور تمہاری ماں بھی بڑی زہد و تقویٰ والی عورت تھی تیرے کیا کیا؟ تمہیں اس نازیبا حرکت کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کی عزت و احترام کا ذرہ بھی خیال نہ آیا تم نے تو ان کے عزت و وقار کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے اور بہت ہی نازیبا حرکت کی ہے، الغرض لوگ انہیں اس طرح ملامت کرتے رہے مگر اللہ کے حکم کے مطابق انہوں نے اپنی زبان بند رکھی اور زبان دراز لوگوں سے کچھ بھی نہ کہا بس بچے کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ بھی پوچھنا ہو اس بچے سے پوچھ لو، قوم کے لوگ ہنس کر کہنے لگے اے مریم! ہم اس بچے سے کیا بات کریں کبھی گوارے میں جھولنے والے بچے بھی بولا کرتے ہیں، جب پوری قوم کا ہجوم مریم پر ٹوٹ پڑ رہا تھا اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیت کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام سے گوارے میں کلام کرایا چنانچہ نوزائیدہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے کلام کرتے ہوئے اپنی الوہیت کا اعلان نہیں کیا کہ میں اللہ ہوں اور میری بندگی کرو اور نہ یہ کہا کہ میں اور میری والدہ اللہ ہیں اور یہ بھی نہیں کہا میں تین میں سے ایک ہوں بلکہ پنگوڑے میں اپنے وصف عبدیت سے آگاہ فرمایا کہ اے لوگو! میں اللہ وحدہ لا شریک کا بندہ ہوں، پھر اپنی نبوت کا ظہار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے میرے لئے فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ مجھے کتاب (انجیل) اور نبوت سے نوازے گا اور جہاں کہیں بھی میں رہوں یعنی ہر جگہ اور ہر زمانے میں اللہ نے مجھے ثابت قدم اور لوگوں کے لئے معروف کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا بنایا ہے، رب نے مجھے زندگی بھر اپنے حقوق ادا کرنے کی وصیت کی ہے جن میں سب سے بڑا حق نماز ہے اور بندوں کے حقوق پورا کرنے کی وصیت کی ہے جن میں سب سے زیادہ جلیل القدر حق زکوٰۃ ادا کرنا ہے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝۹۹ ﴿۹۹﴾

ترجمہ: اور اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو جس کا آئینہ ہے۔

اور رب کی اطاعت کے ساتھ ساتھ مجھے یہ وصیت بھی کی گئی ہے کہ میں اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا، ان سے حسن سلوک سے پیش آنے والا اور اطاعت شعار بنوں، جیسے اللہ نے تمام دنیا کے لوگوں کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں ایک مقام پر فرمایا

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِنَّمَا يُبَلِّغُنَّ عَنْكَ الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٍ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿۳۱﴾ وَأَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ... ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ اسے سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو۔

... أَنِ اشْكُرْ لِي وَ لِرَبِّكَ ۖ إِلَى الْمَصِيئِ ﴿۳۲﴾ وَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبِهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۚ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَى اللَّهِ ... ﴿۳۱﴾ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا شکر بجالا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان، دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

اللہ نے مجھے سرکش اور بد بخت نہیں بنایا کہ میں اللہ کے حضور تکبر کرنے والا اور بندوں سے اپنے آپ کو بڑا اور بلند سمجھنے والا نہیں ہوں، اور میں دنیا و آخرت میں بد بخت نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا اطاعت شعار، اپنے سامنے جھکنے والا، عاجزی اور تذلل اختیار کرنے والا، اللہ کے بندوں کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آنے والا اور دنیا و آخرت میں سعادت سے بہرہ مند ہونے والا بنایا اور میرے رب کی فضل و کرم سے مجھ پر سلامتی ہی سلامتی ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور میری موت کے دن پر اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا۔

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿۳۱﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ

یہ ہے صحیح واقعہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کا، یہی ہے وہ حق بات جس میں لوگ شک شبہ میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ کے لیے

أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهُ ۗ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

اولاد کا ہونا لائق نہیں، وہ بالکل پاک ذات ہے وہ تو جب کسی کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا

فَيَكُونُ ﴿۳۱﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ فَأَعْبُدُوهُ ۗ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۳۲﴾ (مریم ۳۱-۳۲)

وہ اسی وقت ہو جاتا ہے، میرا اور تم سب کا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

شرک فی الذات کی نفی:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی شرک فی الذات کی نفی فرمائی کہ یہ وہ صفات ہیں جن سے عیسیٰ علیہ السلام متصف تھے، جس میں کوئی شک و شبہ نہیں نہ کہ ان صفات کے حامل جو نصاریٰ نے غلو کر کے ان کے بارے میں باور کرائیں، عیسیٰ علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے ایک معجزے سے بن باپ کے پیدا ہوئے تھے وہ اللہ کے بیٹے کیسے بن سکتے ہیں، اللہ ایسے تمام کاموں سے بے نیاز اور قابل ستائش ہے، وہ ہر نقص اور بیٹے کی حاجت سے پاک اور مقدس ہے پس وہ اپنے بندوں اور غلاموں کو کیسے اولاد بنا سکتا ہے، اس کی شان اور قدرت تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چھوٹے یا بڑے معاملے کو کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو وہ معاملہ اس کے لئے مشکل نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے مادی وسائل و اسباب کی ضرورت ہوتی ہے وہ تو بس اپنی قدرت کا لفظ کن فرماتا ہے اور فوراً وہ کام ہو جاتا ہے، جس اللہ کی قدرت اور مشیت تمام عالم پر نافذ ہو اسے بھلا اولاد کی کیا ضرورت ہے؟ اور اسی طرح اس کے لئے بغیر باپ کے پیدا کر دینا کونسا مشکل کام ہے، جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنا کر فرمایا کہ ہو جا اور اسی وقت وہ جیتا جاگتا انسان بن گیا، جیسے فرمایا

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۵۹﴾

ترجمہ: اللہ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی سی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔

اس طرح آدم علیہ السلام کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ ہی کوئی ماں تو اس کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر دینا کونسا مشکل کام ہے جب آدم علیہ السلام نہیں ہو سکتا تو عیسیٰ علیہ السلام کیسے الہ بن سکتے ہیں مگر تم نے اللہ کے بندے اور رسول عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا بنا لیا ہے جو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا جو بھوک میں کھانا کھاتا اور پیاس میں پانی پیتا تھا۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَأَنَّا بِالطَّعَامِ ... ﴿۶۰﴾

ترجمہ: مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھا اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے، اس کی ماں ایک راستباز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لِيَأْكُلُوا الطَّعَامَ وَيَمْشُوا فِي الْأَسْوَاقِ ... ﴿۶۱﴾

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔

وہ بھی دنیاوی تمام تکالیف برداشت کرتا تھا جو تم کرتے ہو، اگر وہ (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا ہوتا تو یقیناً اللہ ہوتا تو سوچو کیا کوئی اللہ پیٹ بھرنے کا محتاج ہوتا ہے؟ کیا اللہ کو موت آسکتی ہے؟ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت بھی وہی تھی جو باقی پیغمبر لیکر آئے تھے کہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی کرو جو میر اور تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی اللہ نہیں،

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہی دعوت دی تھی،

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ... ﴿۵۹﴾

ترجمہ: ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا أَمْرًا ﴿۶۰﴾

ترجمہ: اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

ہو دے اللہ نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿۶۱﴾

ترجمہ: اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو تمہارا کوئی اللہ اس کے سوا نہیں ہے تم نے محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں۔

صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت پیش کی

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ

وَاسْتَعْمَرَ كُمْ فِيهَا... ﴿۶۲﴾

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے اور یہاں تم کو بسایا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت پیش کی تھی

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۶۳﴾

ترجمہ: اور ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

اور اپنے والد کو دعوت پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ إِذْ رَأَىٰ أَنَّهُ اخْتَلَفَ الْأَصْنَامَ إِلَهَاتٍ إِنَّي أَخَافُ أَنْ يُطَاقَ بِكَ الْكُفْرُ وَتَصَلِّيَ فِي صُلْبٍ مُّبِينٍ ﴿۶۴﴾

ترجمہ: ابراہیم (علیہ السلام) کا واقعہ یاد کرو جبکہ اس نے اپنے باپ آزر سے کہا تھا کیا تو بتوں کو الہ بنا تا ہے؟ میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی

﴿۱﴾ الاعراف ۵۹

﴿۲﴾ نوح ۳

﴿۳﴾ ہود ۵۰

﴿۴﴾ ہود ۶۱

﴿۵﴾ العنکبوت ۱۶

﴿۶﴾ الانعام ۷۴

گمراہی میں پاتا ہوں۔

لوط علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت پیش کی تھی

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝۳۱ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

یوسف علیہ السلام نے بھی زنداں میں اپنے ساتھیوں کو یہی دعوت پیش کی تھی

يُصَاحِبِي السِّجْنِ ۚ أَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۳۲ ﴿۳۲﴾ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءَ
سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مِمَّا أُنزِلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذٰلِكَ
الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝۳۳ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کے لیے کوئی سدا نازل نہیں کی، فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے، اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو یہی ٹھیکہ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

فرمایا اور جس نے ہمیں پہلے ہی سے اور پھر بد بودار پانی کی ایک حقیر قطرے سے پیدا کیا اور ماں کے پیٹ میں جیسی چاہی ہماری صورت گری کی۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ... ۝۳۴ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: وہی تو ہے جو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جیسی چاہتا ہے بناتا ہے۔

ہم میں اس کی تدبیر نافذ ہوئی اور ہم میں اس کی تقدیر نے تصرف کیا پس عبادت کو صرف اسی کے لئے خالص کرو، اظہار بندگی و شکر کے لئے اسی کے حضور اپنا سر جھکاؤ جو اس کا حق ہے، اسی سے رزق میں کشادگی چاہو اس کے سوا کوئی روزی رساں نہیں، اپنی تکالیف و مشکلات و ضروریات میں اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی مشکل کشا، حاجت روا نہیں، اسی سے اپنے گناہوں، تقصیروں کی بخشش چاہو اس کے سوا کوئی کوئی گناہوں کی مغفرت فرمانے والا نہیں اور وہی رب روز جزا کا مالک ہے، یہ ہے سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے، یہی راستہ انبیاء و مرسلین اور ان کے متبعین کا راستہ ہے، صراط مستقیم کو چھوڑ کر تم جو بھی راستہ اختیار کرو گے وہ شیطانی راستہ ہوگا، اس راستے پر چل کر تم اپنی منزل کی طرف جانے کے بجائے اس سے دور ہی ہو گے اور پھر بچھتا تے رہو گے مگر اس وقت کا پچھتانا بے سود ہوگا۔

۱) الشعراء ۱۶۳

۲) یوسف ۳۹، ۴۰

۳) آل عمران ۶

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ قَوِيلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۳۷﴾

پھر یہ فرقے آپس میں اختلاف کرنے لگے، پس کافروں کے لیے، ”ویل“ ہے ایک بڑے (سخت) دن کی حاضری سے،

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصُرْ ۗ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ

کیا خوب دیکھنے سننے والے ہوں گے اس دن جبکہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے، لیکن آج تو یہ ظالم لوگ

فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ (مریم ۳۷-۳۸)

صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

مگر اس طرح معجزانہ طور پر پیدا ہونے پر بنی اسرائیل مختلف گروہوں کی شکل میں بٹ گئے یہود نے اللہ کے رسول پر بدترین تہمت لگائی اور کہا وہ یوسف نجار کے بیٹے ہیں یعنی نعوذ باللہ وہ ولد الزنا تھے، اللہ تعالیٰ کی ان پر بے شمار لعنتیں ہوں، اور اس کا کلام جادو کا کرشمہ تھا، نصاریٰ کے نستوریہ (پروٹسٹنٹ) فرقہ نے کہا کہ وہ ابن اللہ ہے، ملکیہ یا سلطانیہ یا اسرائیلیہ (کیٹھولک) فرقہ نے کہا وہ تین خداؤں میں سے تیسرے ہیں یعنی ایک تو اللہ جو معبود ہے، دوسرے یہی جو معبود ہیں اور تیسرے ان کی والدہ جو معبود ہیں، اور تیسرے فرقہ یعقوبیہ (آرتھوڈکس) نے کہا وہ خود اللہ ہیں وہ جب تک چاباز مین پر رہا جسے چابا جلا یا جسے چابا مار اور پھر آسمان پر واپس چلا گیا، چوتھے گروہ نے واقع کے مطابق کہا کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ اللہ ہی کا کلمہ تھے اور اس کے پاس کی سچی ہوئی روح۔ پس یہودیوں نے تفریط اور تفسیر کی اور عیسائیوں نے افراط اور غلو کیا، پہلے تین گروہوں کے اقوال باطل اور ان کی آراء فاسد ہیں جو شک و عناد، بے بنیاد شبہات اور انتہائی بودے دلائل پر مبنی ہیں چنانچہ روز محشر ان افراط و تفریط کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتابوں کا انکار کرتے ہیں،

عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْفَاها إِلَى مَزْيَمٍ وَرُوحٍ مِنْهُ، وَالْحُجَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے، وہی معبود حقیقی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں اور اس کا کلمہ ہے جسے مریم کی طرف ڈال گیا تھا اور اس کے طرف سے سچی ہوئی روح ہیں اور یہ کہ جنت و جہنم حق ہے، اس کے خواہ کیسے ہی اعمال ہوں اللہ اسے ضرور جنت میں پہنچائے گا۔ ﴿۱﴾

آج یہ لوگ افراط و تفریط کے اپنے اپنے عقائد میں بدمست ہیں، اپنے غلط عقائد کو سچ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، اللہ

صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قَوْلُهُ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ ۚ ۳۳۵، صحیح مسلم کتاب الایمان باب مَنْ لَقِيَ اللَّهَ بِالْإِيمَانِ وَهُوَ غَيْرُ شَاكٍ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحَرَمَ عَلَى النَّارِ ۱۴۰، مسند احمد ۲۲۶۷۵، مسند البزار ۲۶۸۲، صحیح ابن حبان

۲۰۷، السنن الكبرى للنسائی ۱۰۹۰۲، شرح السنة للبعوی ۵۵

کے ساتھ شرک کر کے اپنی جانوں پر خود ظلم ڈھا رہے ہیں، دعوت حق کا راستہ روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں دعوت حق کو دیکھنے اور سننے سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں مگر قیامت کے دن جب اولین و آخرین سب حاضر ہوں گے اس دن یہ خوب سٹیں گے اور خوب دیکھیں گے اور اپنے کفر و شرک پر مبنی اقوال و نظریات کا قرار کرتے ہوئے کہیں گے۔

رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔ مگر اس دن کا دیکھنا، سنا، اپنے اعمال پر حسرت و افسوس کرنا اور واویلا کرنا کچھ کام نہ آئے گا،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ، أَوْ: لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَىٰ أَدَىٰ سِعَةِ مِنَ اللَّهِ، إِثْمُهُمْ لِيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا، وَإِنَّهُ لِيُعَافِيَهُمْ وَيَرْزُقُهُمْ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ ناپسندیدہ باتوں پر صبر کرنے والا کوئی نہیں لوگ اس کی اولاد ڈھیراتے ہیں اور وہ انہیں تندرستی دیتا ہے بلکہ انہیں روزی بھی دیتا ہے۔

وَ أَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَ هُمْ فِي غَفْلَةٍ وَ هُمْ

تو انہیں اس رنج و افسوس کے دن کا ڈر سنا دے جبکہ کام انجام کو پہنچا دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت اور بے ایمانی

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَ مَنْ عَلَيْهَا

میں ہی رہ جائیں گے، خود زمین کے اور تمام زمین والوں کے وارث ہم ہی ہوں گے اور سب لوگ ہماری ہی

وَ إِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿۲۱﴾ (مریم: ۳۹-۴۰)

طرف لوٹا کر لائے جائیں گے۔

قیامت کا دن و دوزخیوں کے لیے یوم حسرت:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آج یہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور حق کو تسلیم نہیں کر رہے مگر روز قیامت کو جب اللہ ہی ساری زمین اور تمام زمین والوں کا وارث ہوگا، اور جب تمام جن و انس ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے اور ان کے اعمال کے بارے میں جواب طلب کیا جائے گا، ہر شخص کافر وافر دأعمال کا حساب کتاب کر کے صحیفہ پلید دیے جائیں گے، اللہ کے حکم سے جنتی ہری بھری، بے شمار لازوال نعمتوں سے بھری وسیع و عریض جنت میں اور جہنمی غمیض و غضب سے پھٹتی جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے،

﴿السجدة ۱۲﴾

صحیح بخاری کتاب الادب باب الصبر علی الأذى ۶۰۹۹، صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار باب لا أحد أصبر

علی أذى من الله عز وجل ۷۰۸۰، مسند احمد ۱۹۵۸۹، مسند البزار ۳۰۰۶، السنن الكبرى للنسائی ۷۶۱

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَنْبَشٍ أَمْلَحٍ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، فَيَشْرَبُونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَأَهُ، ثُمَّ يُنَادِي: يَا أَهْلَ النَّارِ، فَيَشْرَبُونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: وَهَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَأَهُ، فَيَذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ، ثُمَّ قَرَأَ: {وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ دُفِنُوا فِي الْأَمْرِ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ} ①

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن موت ایک چٹکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی، ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والوں! تم جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہے پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنیتوں سے کہے گا کہ ان تمہارے لئے ہمیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی، اور اے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ”اور انہیں حسرت کے دن سے ڈراؤ جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔“ ②

تو کفار و مشرکین کے دل حسرت و ندامت سے پارہ پارہ ہوں گے اور وہ حسرت سے کہیں گے کہ کاش! انہوں نے ابلیس کا ساتھی بننے کے بجائے حق کو قبول کیا ہوتا اور حق ہی کا ساتھ دیا ہوتا تو ہم بھی جنتی ہوتے، ہم بھی رب کے بے بہا انعام و اکرام کے مستحق بن جاتے، جیسے فرمایا وَيَوْمَ يَعِضُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَابِقًا ③ يُولِيَانِي لَيْتَنِي لَعَنَ آتَّخِذُ فَلَآنًا خَالِيًا ④

ترجمہ: ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اور بدکار کہیں گے دنیا میں ہم اس عظیم معاملے کے بارے میں غفلت میں پڑے رہے، ہم پر مال و دولت، بڑے جتھے، حکومت و اختیارات کی مدد ہوتی غالب رہی کاش! ہم نے حقیقت حال پر غور فکر کیا ہوتا اور وہ برائیاں نہ کی ہوتیں جس کے صلے میں جہنم کی سزا سنائی گئی ہے اور نیکو کار بھی حسرت کریں گے کہ کاش! انہوں نے اور زیادہ نیکیاں کمائی ہوتیں، رب کی اور زیادہ خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی ہوتی تاکہ ہمارے درجات اور بلند ہو جاتے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، فِي قِصَّةِ ذَكَرَهَا، قَالَ: مَا مِنْ نَفْسٍ إِلَّا وَهِيَ تَنْظُرُ إِلَى بَيْتِ فِي الْجَنَّةِ، وَبَيْتِ فِي النَّارِ، وَهُوَ يَوْمُ الْحُسْرَةِ، فَيَرَى أَهْلَ النَّارِ الْبَيْتِ الَّذِي كَانَ قَدْ أَعَدَّهُ اللَّهُ لَهُمْ لَوْ آمَنُوا، فَيُقَالُ لَهُمْ: لَوْ آمَنْتُمْ وَعَمِلْتُمْ صَالِحًا كَانَ لَكُمْ

① مریم: ۳۹

② صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ مریم باب قولہ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحُسْرَةِ ۴۷۳۰، صحیح مسلم کتاب الجنة باب النَّارِ يَدْخُلُهَا

الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الصُّعْفَاءُ ۱۸۱، مسند احمد ۱۰۶۶، شرح السنة للبعوی ۴۳۶۶، السنن الكبرى للنسائی ۱۴۵۴

③ الفرقان ۲۷، ۲۸

هَذَا الَّذِي تَرَوْنَهُ فِي الْحَبَّةِ، فَتَأْخُذُهُمُ الْحُمْرَةُ، وَيَرَى أَهْلَ الْجَنَّةِ الْبَيْتَ الَّذِي فِي النَّارِ، فَيَقَالُ: لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ...

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اس دن ہر انسان اپنے جنت کے گھر اور دوزخ کے گھر کو دیکھے گا اور وہی یوم حسرت ہے اہل دوزخ اپنے جنت کے اس گھر کو دیکھیں گے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تیار کر رکھا تھا بشرطیکہ وہ ایمان لے آئے، اس لیے ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے تو جنت میں یہ تمہارا گھر ہوتا جسے تم دیکھ رہے ہو تو اس سے انہیں بہت افسوس اور حسرت ہوگی، اسی طرح اہل جنت دوزخ میں اپنے گھر کو دیکھیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان نہ ہوتا تو... ﴿۱﴾

مگر عمل کی مہلت ختم ہو چکی ہوگی اور اس وقت کا بچھڑنا کچھ کام نہ آئے گا۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيمَ ۗ اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ﴿۱۲۶﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيهِ

اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کر، بیشک وہ بڑی سچائی والے پیغمبر تھے، جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے

يَا بَتِّ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَا لَا يُبْصِرُ وَا لَا يُعْنِي عَنْكَ شَيْئًا ﴿۱۲۷﴾

کہا کہ ابا جان! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں؟ نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں،

يَا بَتِّ اِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي

میرے مہربان باپ! آپ دیکھیے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں، تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل

اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۱۲۸﴾ يَا بَتِّ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۗ اِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ

سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا، میرے ابا جان! آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں شیطان تو رحم و کرم

عَصِيًّا ﴿۱۲۹﴾ يَا بَتِّ اِنِّي اَخَافُ اَنْ يَمْسَكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے، ابا جان! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الہی نہ آ پڑے کہ

فَتَكُوْنُ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۱۳۰﴾ (مریم ۴۱ تا ۴۵)

آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔

اہل مکہ کو تنبیہ فرمائی کہ تم ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہو اور انہی کی اولاد ہونے پر عرب میں اپنا فخر جتلاتے ہو، ہمارا وہ بندہ تو بتوں کا پجاری نہیں بلکہ خالص توحید پرست تھا، اس نے بھی جب اپنے والد اور اپنی قوم کو طاعوت کی بندگی سے روکا اور دعوت توحید پیش کی تھی

تو اس جرم میں انہیں بھی اپنا گھر بار، عزیز و اقارب اور وطن کو چھوڑنا پڑا تھا، اور مہاجرین کو تسلی فرمائی کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام توحید الہی کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر تباہ و برباد نہیں ہوئے تھے بلکہ اللہ نے انہیں سر بلند اور سرفراز فرمایا تھا اسی طرح تم لوگ بھی ہجرت کر کے تباہ و برباد نہیں ہو گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی عزتوں سے سرفراز فرمائے گا جس کا کفار و مشرکین تصور بھی نہیں کر سکتے، فرمایا ہے نبی! ان مشرکین کے سامنے ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کرو جس کے قول و عمل میں مطابقت اور راست بازی جس کا شعار تھا اور ایک سچا پیغمبر تھا، انہیں ذرا اس موقع کی یاد دلاؤ جبکہ اس نے نہایت آداب اور شفقت و پیار سے اپنے باپ کو دعوت توحید دیتے ہوئے کہا تھا کہ ابا جان! آپ ان بے جان بتوں کی پرستش کیوں کرتے ہیں جو اپنی ذات اور افعال میں ناقص ہیں، جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور اپنے عبادت گزاروں کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، بلکہ وہ خود اپنے آپ کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے، اور نہ اپنی ذات سے کوئی چیز دوسرے ہٹانے کی قدرت رکھتے ہیں، ابا جان! مجھے حقیر نہ جانیں اور یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کا بیٹا ہوں اور یہ کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ میرے پاس نہیں بلکہ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک نے میری طرف ایک ایسا علم بھیجا ہے جو آپ کے پاس نہیں بھیجا، اس پاکیزہ علم سے مجھے اللہ کی معرفت، حیات بعد الموت، حساب کتاب اور غیر اللہ کے بچاریوں کے لیے دائمی عذاب کا علم ہوا ہے اس لیے آپ میری پیروی کریں، میں آپ کو ایسا راستہ بتاؤں گا جو آپ کو ابدی سعادت اور نجات سے ہمکنار کر دے گا، ابا جان! ان بتوں کی پرستش تو دراصل اپنے مالک حقیقی کو چھوڑ کر شیطان کی پرستش ہے جو اللہ مالک کائنات کا نافرمان اور راندہ درگاہ ہے، جیسے فرمایا

إِن يَدْعُونَ مِن دُونِىَ إِلَّا اِنشَاءً ۚ وَإِن يَدْعُونَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿١٤﴾ لَعْنَةُ اللّٰهِ ... ﴿١٨﴾ ﴿١٧﴾

ترجمہ: وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے۔

جس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے بڑی جرات سے اللہ کی بارگاہ میں دعویٰ کیا تھا

... وَقَالَ لَا اتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿١٨﴾ وَلَا ضَلٰلَةً لَّهُمْ وَلَا مَنِيْنَةً لَهُمْ وَلَا مَرْتَبَةً لَهُمْ فَلْيَبْتِكُنْ اٰذَانَ

الْاَنْعَامِ وَلَا مَرْتَبَةً لَهُمْ فَلْيَغِيْرَنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ... ﴿١٩﴾ ﴿٢٠﴾

ترجمہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا میں انہیں بہکوں گا میں انہیں آرزوں میں الجھاؤں گا میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں رد و بدل کریں گے۔

قَالَ فَمَا اَعْوِيْتَنِيْ لَاقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمَسْتَقِيْمًا ﴿٢١﴾ ثُمَّ لَا تِيْبَتُّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ

اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۗ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾

ترجمہ: بلیس بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

۱ النساء، ۱۱۸، ۱۱۷

۲ النساء، ۱۱۹، ۱۱۸

۳ الاعراف، ۱۶، ۱۷

قَالَ رَبِّ إِنَّمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَزِيدَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا أُغْوِيَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: بلیس بولا میرے رب! جیسا تو نے مجھے بہکایا ہے اسی طرح اب میں زمین میں ان کے لئے دلفریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا دوں گا۔

عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرَفِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ لَهُ: أَتُنْشِئُ وَتَذُرُ دِينَكَ، وَدِينَ آبَائِكَ، وَأَبَاءِ أَيْبِكَ؟ قَالَ: فَعَصَاهُ، فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهَيْجَرَةِ، فَقَالَ: أَتُهَاجِرُ وَتَذُرُ أَرْضَكَ، وَسَمَاءَكَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطَّوْلِ قَالَ: فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ سَبْرَةُ بْنُ أَبِي فَاكِهٍ فَكَرِهْتُ أَنْ يَكُونَ مِنْ مَنِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَيْفِ فَرَمَاتِهِ هُوَ سَنَاهُ أَبِي وَأَبَاءِ أَيْبِكَ نَفَرْنَا مَا شَيْطَانُ ابْنِ آدَمَ كَوَغْرَاهُ كَرَنِي كَالْفَرَسِ فِي الْمَخْلُوفِ رَأْسُهُ فِي الْهَيْجَرَةِ هُوَ فِي الْإِسْلَامِ كَالْفَرَسِ فِي الطَّوْلِ قَالَ: فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ سَبْرَةُ بْنُ أَبِي فَاكِهٍ فَكَرِهْتُ أَنْ يَكُونَ مِنْ مَنِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَيْفِ فَرَمَاتِهِ هُوَ سَنَاهُ أَبِي وَأَبَاءِ أَيْبِكَ نَفَرْنَا مَا شَيْطَانُ ابْنِ آدَمَ كَوَغْرَاهُ كَرَنِي كَالْفَرَسِ فِي الْمَخْلُوفِ رَأْسُهُ فِي الْهَيْجَرَةِ هُوَ فِي الْإِسْلَامِ كَالْفَرَسِ فِي الطَّوْلِ قَالَ: فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ

قَالَ: ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: هُوَ جَهْدُ النَّفْسِ، وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةَ، وَيَقَسِّمُ الْمَالَ قَالَ: فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَمَاتَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّةٌ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

پھر شیطان جہاد کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اس سے جان مال دونوں کو خطرہ ہے تو لڑائی میں شرکت کرتا ہے اور مارا جائے گا تیری بیوی سے کوئی اور نکاح کر لے گا اور تیرے مال کا ہوا رہے گا لیکن وہ اس کی نافرمانی کر کے اور جہاد کے لیے چلا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کام کر کے فوت ہو جائے تو اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے اگر وہ شہید ہو جائے تو اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے یا سمندر میں ڈوب جائے تو اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے یا جانور سے گر کر فوت ہو جائے تب بھی اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمام جن وانس کو شیطان کی بندگی سے روکا اور اپنی بندگی کا حکم فرمایا ہے

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَبْنَئِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: آدم کے بچو کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا اکلاد دشمن ہے۔

الحجر ۳۹

مسند احمد ۱۵۹۵۸، سنن نسائی کتاب الجہاد باب ما لمن أسلم وهاجر وجاهد ۳۱۳۶

یسین ۶۰

طاغوت کی پرستش کے انجام بد سے ڈراتے ہوئے کہا باجان! اگر آپ کفر و شرک سے تائب نہ ہوئے اور اسلام قبول نہ کیا اور اسی کفر و شرک کی حالت میں آپ پر موت وارد ہوگئی تو مجھے خوف ہے کہ آپ اللہ کے دردناک عذاب میں گرفتار ہو کر شیطان کے ہمراہ جہنم میں داخل نہ کر دیے جائیں جس سے کوئی آپ کو نجات نہ دلا سکے گا۔

قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ أَتَىٰكَ الْمَلَائِكَةُ وَتَوَضَّعُوا لَكَ وَأَخَذُوا مِنْكَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا مِّنْ أَرْضِكَ وَالسَّمَاءَ مَطْرًا ۗ لَسْتَ بِمُؤْمِنٍ ﴿١٧٧﴾

اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے، سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں

لَا رَجْمَتَكَ وَ أَهْجُرُنِي مَلِيًّا ﴿١٧٨﴾ قَالَ سَلَّمَ عَلَيْكَ ۗ سَأَسْتَغْفِرُ

سے مار ڈالوں گا، جا ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہ، کہا اچھا تم پر سلام ہو میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی

لَكَ رَبِّي ۗ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿١٧٩﴾ وَ أَعْتَزِلُكُمْ ۗ وَ مَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

دعا کرتا ہوں گا وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے، میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو

وَ أَدْعُوا رَبِّي ۗ عَسَىٰ الْآلَاءُ أَكُونُ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿١٨٠﴾

چھوڑ رہا ہوں، صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں گا مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر محروم نہ رہوں گا،

فَلَبَّا أَعْتَزَلَهُمْ ۗ وَ مَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۗ وَ هَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ ۗ

جب ابراہیم (علیہ السلام) ان سب کو اور اللہ کے سوا ان کے سب معبودوں کو چھوڑ چکے تو ہم نے انہیں اسحاق و یعقوب

وَ كَلَّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿١٨١﴾ وَ هَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا

(علیہا السلام) عطا فرمائے اور دونوں کو نبی بنا دیا، اور ان سب کو ہم نے اپنی بہت سی رحمتیں عطا فرمائیں

وَ جَعَلْنَا لَهُم لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿١٨٢﴾ (مریم ۴۶ تا ۵۰)

اور ہم نے ان کے ذکر جمیل کو بلند درجے کا کر دیا۔

باپ کی دھمکی:

کلمہ توحید کتنا ہی شیریں اور نرم لہجے میں بیان کیا جائے ایک مشرک کے لیے وہ ناقابل برداشت ہی ہوتا ہے اور جب ان کے خود ساختہ شریکوں

کے من گھڑت قدرتوں اور اختیارات کا ذکر کیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں، جیسے فرمایا

وَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۗ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ

يَسْتَبِشِرُونَ ﴿٥٥﴾

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو ایک ایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

چنانچہ باپ نے دعوت حق کو سمجھنے کے بجائے اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہوئے نہایت درشتی سے ملامت کرنے لگا

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ... ﴿٥٦﴾

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الہ بنا لیا۔

اور کہاے ابراہیم علیہ السلام! کیا تو میرے معبودوں کی پرستش سے اعراض کرتا ہے؟ اگر تو میرے معبودوں کو سب وشم کرنے اور مجھے دعوت تو حید دینے سے باز نہ آیا تو میں تجھے پتھر مار مار کر ہلاک کر دوں گا، تیرے لیے بہتر یہی ہے کہ تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے الگ ہو جا، ابراہیم علیہ السلام نے والد کے اس طرح جواب دینے پر صبر کیا اور کہا آپ میرے خطاب میں سب وشم اور ناگوار باتوں سے محفوظ رہیں گے، جیسے فرمایا،

... وَإِذَا حَاظَبَهُمْ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ﴿٥٧﴾

ترجمہ: اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا إِنَّا عَمَلْنَا وَكُفِّرْنَا بَلَاغُ الْمَلَأَيْنِ ﴿٥٨﴾

ترجمہ: اور جب انہوں نے بے ہودہ بات سنی تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، تم کو سلام ہے ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔

البتہ میں اپنے پروردگار سے آپ کی ہدایت اور بخشش و مغفرت کی دعا مانگتا ہوں گا میرا رب مجھ پر بڑا ہی لطف و کرم فرمانے والا ہے، جیسے فرمایا
قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَهِيَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ... ﴿٥٩﴾

ترجمہ: تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں، ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت

١ الزمر ٢٥

٢ الجاثية ٢٣

٣ الفرقان ٦٣

٤ القصص ٥٥

٥ المتحنة ٢

اور نبوت کے علاوہ اور بھی بہت سی رحمتیں نچھاور کیں، اور دنیا میں ان کے ذکر جمیل کو بلند کر دیا۔

وَ اذْكَرُ فِي الْكِتَابِ مَوْسَىٰ ۙ اِنَّهُ كَانَ مُخْلِصًا ۙ وَ كَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَ نَادَيْنَاهُ

اس قرآن میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر بھی کر جو چنا ہوا اور رسول اور نبی تھا، ہم نے اسے طور کی دائیں جانب

مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْاَيْمَنِ وَ قَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَ وَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا

سے ندا کی اور راز گوئی کرتے ہوئے اسے قریب کر لیا، اور اپنی خاص مہربانی سے

اَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ (مریم ۵۱ تا ۵۳)

اس کے بھائی کو نبی بنا کر عطا فرمایا۔

اور اس قرآن میں اللہ کے برگزیدہ بندے موسیٰ بن عمران کا تعظیم و توقیر کے طور پر ذکر کرو جسے اللہ تعالیٰ نے جہانوں پر فضیلت دے کر رسالت و پیغمبری کے لیے منتخب کر لیا تھا اور وہ عالی مقام پیغمبر تھا، جیسے فرمایا

قَالَ يٰمُوسَىٰ اِنِّي اصْطَفَيْتَكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَ بَكَلَامِي ... ﴿۳۳﴾ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ میری پیغمبری کرے اور مجھ سے ہم کلام ہو۔

ہم نے اس کو مدین سے مصر جاتے ہوئے رات کے وقت طور کے مشرقی دامن سے پکارا اور راز کی گفتگو سے اس کو تقرب عطا فرمایا اور اسی موقع پر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے اندیشوں اور مددگار کے طور پر بڑے بھائی کے لیے دعا کی

قَالَ رَبِّ اِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَآخَافُ اَنْ يَقْتُلُوْنِ ﴿۳۴﴾ وَ اَخِي هَارُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَاَرْسَلْهُ مَعِيَ رِدْآءًا يُصَدِّقُنِي ۙ اِنِّي اَخَافُ اَنْ يُكَذِّبُوْنِ ﴿۳۵﴾ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے آقا میں تو ان کا ایک آدمی قتل کر چکا ہوں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے، اور میرا بھائی ہارون علیہ السلام مجھ سے زیادہ زبان آور ہے اسے میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج تا کہ وہ میری تائید کرے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے۔

وَ يَصْدِقُ صَدْرِي ۙ وَ لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَاَرْسَلْ اِلَى هَارُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ لَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَآخَافُ اَنْ يَقْتُلُوْنِ ﴿۳۷﴾ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: میرا سینہ گھٹتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی، آپ ہارون علیہ السلام کی طرف رسالت بھیجیں اور میرے ذمے ان لوگوں کا ایک گناہ بھی ہے جس کے باعث میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تبلیغ رسالت سے قبل ہی وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

کتاب الفضائل باب من فضائل يوسف عليه السلام ۶۱۶۱ علیہ السلام، مسند احمد ۹۵۶۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۱۹۹

﴿ الاعراف ۱۳۳ ﴾

﴿ القصص ۳۲، ۳۳ ﴾

﴿ الشعراء ۱۳، ۱۴ ﴾

ایک مقام پر موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کی التجا یوں بیان کی گئی ہے

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝ هُرُونَ أَخِي ۝ اسْدُدِّ يَدَهُ آزْرِي ۝ وَاشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۝

ترجمہ: موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام نے عرض کیا پروردگار! میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لیے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے، ہارون! جو میرا بھائی ہے اس کے ذریعہ سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے تاکہ ہم خوب تیری پاکی بیان کریں اور خوب تیرا چرچا کریں تو ہمیشہ ہمارے حال پر نگران رہا ہے۔

تو ہم نے اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اپنی رحمت و مہربانی سے اس کے بھائی ہارون عَلَيْهِ السَّلَام کو نبی بنا کر اسے مددگار کے طور پر دیا۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكَ مَلَأْنَا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ...

ترجمہ: فرمایا ہم تیرے بھائی کے ذریعہ سے تیرا ہاتھ مضبوط کریں گے اور تم دونوں کو ایسی سطوت بخشیں گے کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

ایک مقام پر فرمایا

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَى ۝

ترجمہ: ارشاد ہوا اے موسیٰ! تمہاری سب درخواستیں منظور کی گئیں۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَ كَانَ

اس کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا واقعہ بھی بیان کر، وہ بڑا ہی وعدے کا سچا تھا اور تھا بھی رسول اور نبی، وہ اپنے

يَا مُرَّ اٰهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ (مریم، ۵۵، ۵۴)

گھروالوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور تھا بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول۔

اور اس کتاب میں ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کے بیٹے اور عظیم نبی اسماعیل عَلَيْهِ السَّلَام کا ذکر کر، جس سے افضل اور جلیل عربی قبیلے کی نسل چلی، جس میں اولاد آدم کے سردار محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پیدا ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے تین پسندیدہ اعمال کا ذکر فرمایا وہ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے اور بندوں سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کرتے تھے،

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَوْلُهُ: {إِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ} قَالَ: لَمْ يَعْذُ رَبُّهٗ عِدَّةً إِلَّا أَنْجَزَهَا يَعْني: مَا التَّزَمَ قَطُّ عِبَادَةً بِنَدْرِ إِلَّا

قَامَ بِهَا، وَوَقَّأَهَا حَقَّهَا

ابن جریج ”وہ وعدے کا سچا تھا۔“ کے بارے میں کہتے ہیں انہوں نے اپنے رب تعالیٰ سے جو وعدہ کیا اسے پورا کر دکھایا اور جس عبادت کے ادا کرنے کی نذر مانی اسے بھی پورا کر دیا۔^(۱)

الفائے عہد صفات حمیدہ میں سے ہے، جبکہ وعدہ خلافی منافقین کی نشانی ہے، جیسے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿۱۶﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ طریقہ بڑا ہی ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو کہ خود نہ کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا حُدِّثَ كَذَبٌ، وَإِذَا وَعِدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا أُؤْتِمِنَ حَانَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔^(۲)

اور وہ رسول نبی تھا،

عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ

وائیلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا تھا اور بنی اسماعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنی کنانہ سے قریش کو منتخب فرمایا اور بنو قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔^(۳)

وہ خود بھی حقوق اللہ کی ادائیگی نماز اور حقوق العباد زکوٰۃ کا پابند تھا اور اپنے گھر والوں پر بھی اللہ کا حکم نافذ کرتے ہوئے ان کو بھی نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتا تھا، مالک ارض و سماوات نے رسول اللہ ﷺ کو بھی یہی حکم فرمایا

وَأَمْرٌ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ... (۳۴) (۵)

(۱) تفسیر طبری ۱۸/۲۱، تفسیر ابن کثیر ۲۳۸/۵

(۲) الصف ۲، ۳

(۳) صحیح بخاری کتاب الإيمان باب علامة المنافق ۳۳، صحیح مسلم کتاب الإيمان باب بیان خصال المنافق ۲۱، جامع

ترمذی أبواب الإيمان باب ما جاء في علامة المنافق ۲۶۳۱، مسند احمد ۸۶۱۸، السنن الكبرى للنسائي ۱۰۶۲

(۴) مسند احمد ۱۶۹۸

(۵) طہ ۱۳۲

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيسَ ۗ اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۗ وَ رَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٨﴾

اور اس کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا بھی ذکر کروہ بھی نیک کردار پیغمبر تھا، ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا،

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَ مِمَّنْ حَمَلْنَا

یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کیا جو اولاد آدم میں سے ہیں اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں جنہیں ہم نے

مَعَ نُوْحٍ ۗ وَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْرٰءِيْلَ ۗ وَ مِمَّنْ هَدَيْنَا

نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں چڑھالیا تھا، اور اولاد ابراہیم و یعقوب سے اور ہماری طرف سے راہ یافتہ اور

وَ اجْتَبَيْنَا ۗ اِذَا تَثَلٰٓى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ

ہمارے پسندیدہ لوگوں میں سے، ان کے سامنے جب اللہ رحمان کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تھی یہ

خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ﴿٥٩﴾ عَلَيْهِ (مریم ۵۶ تا ۵۸)

سجدہ کرتے اور روتے گڑگڑاتے گر پڑتے تھے۔

اور اس قرآن میں ادریس علیہ السلام کا ذکر کروہ ایک راستباز انسان اور ایک نبی تھا اور ہم نے اسے نبوت سے سرفراز کر کے بلند مرتبہ عطا کیا تھا،

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ اِدْرِيسَ كَانَ خَيَّطًا، فَكَانَ لَا يَغْرُزُ اِبْرَةً اِلَّا قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ادریس علیہ السلام درزی تھے اور سوئی کے ایک ایک ٹانگے پر سبحان اللہ کہتے تھے۔ ﴿٥٩﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے ملاقات فرمائی تھی، یہی وہ پیغمبر ہیں جن پر اللہ نے فضل

و کرم کیا جو اولاد آدم میں سے ہیں اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں جنہیں ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا اور ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے

یعنی اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کی نسل سے یعنی موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ

علیہ السلام، اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت بخشی اور برگزیدہ کیا تھا، جیسے فرمایا

وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۗ كُلًّا هَدَيْنَا ۗ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ ۗ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ ۗ وَاَيُّوْبَ

وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۗ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَإِلْيَاسَ ۗ كُلًّا مِّنْ

الضّٰلِحِيْنَ ﴿٦١﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۗ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٢﴾ وَمِنْ اٰبَائِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ

وَ اٰخْوَانِهِمْ ۗ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٣﴾ ﴿٦٤﴾

ترجمہ: پھر ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی (وہی راہ راست جو) اس سے پہلے

نوح علیہ السلام کو دکھائی تھی، اور اس کی نسل سے ہم نے داود علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو (ہدایت بخشی) اس طرح ہم نیکو کاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں (اسی کی اولاد سے) زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کو (راہ یاب کیا) ہر ایک ان میں سے صالح تھا (اسی کے خاندان سے) اسماعیل علیہ السلام، الیسع اور یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو راستہ دکھایا) ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت عطا کی، نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں سے بہتوں کو ہم نے نوازا، انہیں اپنی خدمت کے لیے چین لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کی۔

اور فرمایا

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدْهُمْ آفْتَدِمْ ۖ ۝ ﴿۹۰﴾ ①

ترجمہ: وہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے انہی کے راستے پر تم چلو۔

ان کا حال یہ تھا کہ جب ان کے سامنے رحمان کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تھی تو غیب کی خبروں، علام الغیوب کی صفات، روز آخرت کی خبروں، وعد و وعید اور اس کے دلائل و براہین سن کر ان کے دل ایمان اور رغبت سے لبریز ہو جاتے تھے اور خشوع و خضوع کے ساتھ روتے اور گڑگڑاتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، يَقُولُ فِي السُّجُودِ مَرًّا: سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ارات کو قرآن کے سجدے میں دعا کہتے تھے ”میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور اپنی طاقت اور قوت سے اس کے کان اور آنکھ بنائے۔“ ②

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے سوان کا نقصان

يَلْقَوْنَ عَذَابًا ۖ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

ان کے آگے آئے گا جہنم کے جو توبہ کر لیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی

وَ لَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۗ جَنَّتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ط

ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی، ہمیشگی والی جنتوں میں جن کا غائبانہ وعدہ اللہ مہربان نے اپنے بندوں سے کیا ہے، بیشک

① الانعام ۹۰

② سنن ابوداؤد ابواب صلوة السفر باب ما يقول إذا سجد ۱۴۱۳، جامع ترمذی ابواب السفر باب ما يقول في سجود القرآن

۵۸۰، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب الدعاء في السجود ۱۳۰، مسند احمد ۲۲۰۲۲، مستدرک حاکم ۸۰، السنن الكبرى للنسائی

۱۸، سنن الدارقطنی ۱۵۱۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۴۳۴۲، شرح السنة للبعوی ۷۷۰

إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًا ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۚ وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا

اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہی ہے، وہ لوگ وہاں کوئی لغوات نہ سنیں گے صرف سلام ہی سلام سنیں گے، ان کے لیے وہاں

بُكَرَةً وَعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ (مریم ۵۹ تا ۶۳)

صبح شام ان کا رزق ہوگا، یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے انہیں بناتے ہیں جو متقی ہوں۔

ترک نماز کا نتیجہ شہوات کی پیروی:

پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے دین کے ستون، ایمان کی میزان اور رب العالمین کے لیے اخلاص نماز جیسے فریضے کو حقیر سمجھا اور اسے بالکلیہ ضائع کیا جس کی حفاظت اور اس کو قائم کرنے کا نہیں حکم دیا گیا تھا اس طرح وہ کفر کے مرتکب ہوئے، جابرًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرَكُ الصَّلَاةِ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرما رہے تھے بندے کے اور شرک کے درمیانی فاصلہ نماز کا چھوڑنا ہے۔ ①

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ اور عبد اللہ بن بریدہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے جس نے نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا۔ ②

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرَكُهُ كُفْرًا غَيْرَ الصَّلَاةِ اور ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے اصحاب رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کسی چیز کے ترک اعمال میں سے کفر نہ جانتے تھے سوا نماز کے۔ ③
عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ مُوسَى بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، فِي قَوْلِهِ: فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ. قَالَ: إِنَّمَا أَضَاعُوا الْمَوَاقِيتَ، وَلَوْ كَانَ تَرَكَ كَانَ كُفْرًا اور زعی نے موسیٰ بن سلیمان سے اور انہوں نے قاسم بن محمد بن حنظل سے اس آیت کریمہ ”پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا۔“ کے بارے میں روایت کیا ہے انہوں نے نمازوں کے اوقات کو ضائع کر دیا تھا اور اگر اس سے مراد ترک ہو تو یاد رہے ترک نماز کفر ہے۔ ④

① صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوة ۲۳۶، شعب الایمان ۲۵۳۶، السنن الكبرى للبيهقي

۶۳۹۵

② سنن الدارقطني ۱۷۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۰۳۹۶

③ مستدرک حاکم ۱۲، شرح السنة للبعوی ۳۲۷، جامع ترمذی کتاب الایمان باب ما جاء في ترك الصلوة ۲۲۲

④ تفسیر طبری ۱۸، ۲۱۵

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: إِنَّ اللَّهَ يُكَبِّرُ ذِكْرَ الصَّلَاةِ فِي الْقُرْآنِ {الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ} وَ {عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ} ۱ وَ {عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ} ۲ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: عَلَى مَوَاقِيئِهَا، قَالُوا: مَا كُنَّا نَرَى ذَلِكَ إِلَّا عَلَى التَّزَكُّ، قَالَ: ذَلِكَ الْكُفْرُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نماز کا ذکر بکثرت فرمایا ہے، مثلاً ”جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔“ ”جو نماز کا التزام رکھتے ہیں۔“ ”اور جو اپنی نماز کی خبر رکھتے ہیں۔“ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان آیات کا تعلق نماز کے اوقات سے ہے اور جہاں تک نماز کے ترک کا معاملہ ہے تو ترک نماز کفر ہے۔ ۳

یا اللہ کے مقرر کردہ اوقات کو ضائع کر دیا یعنی وقت پر نماز نہ پڑھی، جب ہی چاہا نماز پڑھ لی اور کبھی بلا عذر اکٹھی کر کے پڑھ لی، کبھی دو، کبھی چار، کبھی ایک اور کبھی پانچوں نمازیں پڑھ لیں، پھر جوں جوں غفلت اور لاپرواہی بڑھتی گئی اسی طرح وہ خواہشات نفس کی دلدل میں دھنستے ہی چلے گئے جس سے نکلنا محال ہو جاتا ہے، اور یوں ایک گمراہی دوسری گمراہی کو جنم دیتی چلی گئی یہاں تک کہ ان کے اخلاق اور معاملات کا ہر گوشہ اللہ کے احکام کے بجائے اپنے من پسند طریقوں کا پابند ہو کر رہ گیا پس قریب ہے کہ وہ اپنی گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا، قَالَ: وَادٍ فِي جَهَنَّمَ، بَعِيدُ الْقَعْرِ، خَبِيثُ الطَّعْمِ
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ”سوان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔“ کے بارے میں روایت ہے غی جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس کی گہرائی بہت زیادہ اور جس کا کھانا بہت خبیث ہوگا۔ ۴

وَقَالَ الْأَعْمَشُ، عَنْ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ فِي قَوْلِهِ: {فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا} قَالَ: وَادٍ فِي جَهَنَّمَ مِنْ قَيْحٍ وَدَمٍ،
اعمش نے زیاد سے اور انہوں نے ابو عیاض سے آیت کریمہ ”پس قریب ہے کہ وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں۔“ کے بارے میں روایت کیا ہے غی جہنم کی خون اور پیپ سے بھری ہوئی ایک وادی کا نام ہے۔ ۵

البتہ جو لوگ توبہ کر کے شرک، بدعات، ترک صلوٰۃ اور خواہش نفسانی سے باز آجائیں اور اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز قیامت پر ایمان لائیں گے اور عمل صالح کے تقاضوں کا اہتمام کریں گے وہی انجام بد سے محفوظ اور جنت کے مستحق ہوں گے، یہ لوگ جو نیکیاں کریں گے ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو ان کے اعمال کا کئی گنا زیادہ اجر دیا جائے گا، ان کے لئے انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری ہمیشہ رہنے والی وسیع و عریض جنتیں ہیں جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ کر رکھا ہے، جن کا انہوں نے مشاہدہ کیا ہے نہ ان کو دیکھا ہے، یہ اللہ کا اٹل وعدہ ہے جو یقیناً پورا ہو کر رہے گا، جیسے فرمایا

۱ المعارج: ۲۳

۲ الأنعام: ۹۲

۳ تفسیر طبری ۱۸/۲۱۶

۴ تفسیر طبری ۱۸/۲۱۸، تفسیر ابن کثیر ۲۳۵/۵

۵ تفسیر ابن کثیر ۲۴۵/۵

...كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ﴿۱۸﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اللہ کا وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔

وہاں وہ کوئی لغو اور ناپسندیدہ کلام نہ سنیں گے اور جو کچھ بھی سنیں گے بھلی اور معقول بات ہی سنیں گے، جیسے فرمایا

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْتِيهَا ﴿۱۹﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا ﴿۲۰﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: وہاں وہ کوئی بے ہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے، بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آوازیں ہوں گی۔

اور ان کا عمدہ خوش ذائقہ رزق انہیں بلا مشقت و زحمت صبح و شام یعنی جنتی جو چاہے گا ہر وقت ملتا رہے گا، یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اس کو بنائیں گے جو پرہیزگار رہا ہو۔

اسی جنت کے حصول کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ترغیب فرمائی۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۳۱﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور جو خدا ترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ ۚ

ہم بغیر تیرے رب کے حکم کے اتار نہیں سکتے، ہمارے آگے پیچھے اور ان کے درمیان کی کل چیزیں اس کی ملکیت میں ہیں،

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۳۲﴾ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ

تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں، آسمانوں کا زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب وہی ہے تو اسی کی بندگی کر

وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۗ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿۳۳﴾ (مریم ۶۵، ۶۴)

اور اس کی عبادت پر جم جا، کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟

مشرکین مکہ نے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی، حالات رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے لیے بڑے وحشت ناک اور اضطراب انگیز تھے، آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہر وقت وحی کا انتظار رہتا تھا تا کہ وحی کے ساتھ رہنمائی اور اطمینان قلب بھی حاصل ہو، ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس دیر سے نازل ہوئے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا

﴿۱﴾ المزمّل ۱۸

﴿۲﴾ الواقعة ۲۵، ۲۶

﴿۳﴾ آل عمران ۱۳۳

تُرُورُنَا، فَزَرْنَا، وَمَا نَنْزَلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا} ①
 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بڑے اشتیاق سے) جبرائیل امین سے کہا جیسا کہ اب آپ ہماری ملاقات کو آیا کرتے ہیں اس سے زیادہ آپ ہم سے ملنے کیوں نہیں آیا کرتے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”ہم فرشتے نازل نہیں ہوتے بجز آپ کے پروردگار کے حکم کے، اسی کی ملک ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے۔“ ②

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ {وَمَا نَنْزَلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ} قَالَ: اخْتَبَسَ جَبْرَائِيلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ وَحْزَنَ، فَأَتَاهُ جَبْرَائِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ {وَمَا نَنْزَلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ} عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اتر کرتے۔“ کے بارے میں روایت ہے کئی دن تک جبرائیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت حزن و ملال ہوا، پھر جب جبرائیل آئے تو وہ یہ وحی لائے ”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اتر کرتے۔“ ③

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کی زبانی فرمایا اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم! ہم خود مختار نہیں کہ اپنی من مرضی سے آپ کے پاس آیا جایا کریں، ہم تو آپ کے رب کے مامور اور محکوم بندے ہیں جب رب العالمین اپنی حکمت و مشیت سے ہمیں حکم فرمائے گا ہم تب ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں ہم اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے، جیسے ارشاد فرمایا
 ... لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ④

ترجمہ: جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

وہی ہے جو ہر زمان و مکان میں اور امور ماضی، حاضر اور مستقبل کا مالک ہے اور آپ کا رب آپ کو فراموش کر کے مہمل نہیں چھوڑے گا، جیسے فرمایا
 وَالصُّبْحِ ① وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ③
 ترجمہ: قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔

وہ آسمانوں و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کا رب ہے، پس تم اس قدرتوں والے رب کی بندگی کے راستے پر مضبوطی کے ساتھ جئے رہو اور رات میں جو مشکلات اور مصائب پیش آئیں ان کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرو، اگر اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے ہمیں دیر سے بھیجے تو اس پر گھبرائیں نہیں بلکہ ایک فرمانبردار بندے کی طرح ہر حال میں اس کی مشیت پر راضی رہیں اور اللہ نے جو کام آپ کے سپرد کیا ہے اسے

① مریم: ۶۳

② صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ مریم باب وَمَا نَنْزَلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا ۴۳۱، مسند احمد ۲۰۴۳،

مستدرک حاکم ۴۲۱۵، شرح السنة للبغوی ۳۴۰

③ تفسیر طبری ۱۸، ۲۲۲

④ التحريم ۶

⑤ الضحیٰ ۳

پوری دلجمعی کے ساتھ کرتے رہیں، اللہ تو بس ایک ہی الہ ہے، کیا آپ تمام مخلوق میں اس کی کوئی ہم نام، کوئی مشابہت اور مماثلت رکھنے والی ہستی کو جانتے ہیں؟ اور آپ خوب جانتے ہو کہ ایسی کوئی ہستی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی برابری کرنے والی، اس کے مشابہ اور مماثل ہو، جیسے فرمایا --- لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ --- ﴿۱۱﴾ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔

پس یہ اس حقیقت پر برہان قاطع ہے کہ اللہ تعالیٰ الکیلا عبودیت کا مستحق ہے، اس کی عبادت حق اور ماسوا کی عبادت باطل ہے، اس لیے اس نے صرف اپنی عبادت کرنے اور اس پر پابند رہنے کا حکم دیا ہے۔

وَ يَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿۱۶﴾ أَوْ لَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ

انسان کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ کیا یہ انسان اتنا بھی یاد نہیں رکھتا کہ

أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿۱۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْضُرَنَّهُمْ وَ الشَّيْطِينَ

ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا، تیرے پروردگار کی قسم! ہم انہیں اور شیطانوں کو جمع کر کے

ثُمَّ لَنَحْضُرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۱۸﴾ (مریم ۶۶-۶۸)

ضرور ضرور جنہم کے ارد گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے حاضر کر دیں گے۔

قیامت یقیناً آئے گی:

اہل مکہ کو پچھلی قوموں کی طرح حیات بعد از موت کا یقین نہیں تھا وہ بھی مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کو بعید سمجھتے تھے، اس لئے وہ بھی پچھلی تباہ شدہ قوموں کی طرح سخت تعجب اور استہزاء کے انداز میں کہتے تھے کہ ہمارے مرنے کے بعد جب ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی میں رل مل جائیں گی تو ہمیں دوبارہ کس طرح نیا وجود عطا کر دیا جائے گا، ایسا نہیں ہو سکتا یہ بعید از امکان ہے جیسے فرمایا

وَإِنْ تَعْجَبَ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَإِذَا كُنَّا تُرَابًا ءَأَنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿۱۹﴾ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: اب اگر تمہیں تعجب کرنا ہے تو تعجب کے قابل لوگوں کا یہ قول ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے۔

أَوَلَمْ يَرِ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿۲۰﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ نَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيمٌ ﴿۲۱﴾ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح بھگڑا ہوا بن کر کھڑا ہو گیا؟ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے

﴿۱﴾ الشوریٰ

﴿۲﴾ الرعد

﴿۳﴾ یسین ۷۸، ۷۷

اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے، کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟۔ حالانکہ اگر انہوں نے تھوڑا سا بھی غور و فکر کیا ہوتا تو انہیں اچھی طرح معلوم ہو جاتا کہ اس کا دوبارہ زندہ کیے جانے کو محال سمجھنا بہت بڑی حماقت ہے، اللہ تعالیٰ نے زندگی و موت کے امکان پر ایسی قطعی برہان اور واضح دلیل بیان فرمائی ہے جسے ہر شخص جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے لطیف ترین پیرائے میں عقلی دلیل کے ذریعے سے غور و فکر کرنے کی دعوت دی کہ جب ہم نے انسان کو پہلی مرتبہ جب وہ کچھ بھی نہ تھا بغیر کسی نمونے کے پیدا کر دیا ہے تو کیا اللہ اسے اس کے ریزر ہوزہ ہو جانے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے کی اور اس کے بکھر جانے کے بعد اس کو دوبارہ اکٹھا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا؟ ذرا سوچو پہلی مرتبہ پیدا کرنا مشکل ہے یا دوبارہ پیدا کرنا، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي يَبْدُؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ... ①

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي، كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ، لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُؤَلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفْتًا أَحَدٌ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں، ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے حالانکہ اسے یہ زیب نہیں دیتا، اس کا میری تکذیب کرنا تو یہ ہے کہ وہ میری بابت یہ کہتا ہے کہ اللہ ہرگز مجھے اس طرح دوبارہ زندہ نہیں کرے گا جس طرح اس نے مجھے پہلی مرتبہ پیدا کیا حالانکہ میرے لئے پہلی مرتبہ پیدا کرنا دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے، اور اس کا مجھے ایذا پہنچانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میری اولاد ہے ”حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ خود جنا گیا ہوں اور میرا کوئی ہمسر نہیں۔“ ②

پھر ان سب کو اس حال میں جہنم کے گرد جمع کر دیں گے کہ یہ محشر کی ہولناکیوں اور حساب کے خوف سے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے اور اللہ کے حکم کے منتظر ہوں گے، جیسے فرمایا

وَتَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَائِعَةٍ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى إِلَى كِتَابِهَا ③

ترجمہ: اس وقت تم ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گردا دیکھو گے ہر گروہ کو پکارا جائے گا کہ آئے اور اپنا نامہ اعمال دیکھو۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی قسم کھا کر فرمایا کہ ہم ان تمام شیاطین کو بھی ایک مقرر روز زندہ کریں گے جن کی یہ عبادت کرتے تھے، جن کے یہ پھیلے ہوئے ہیں اور جن کے سکھائے پڑھائے میں آ کر انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ زندگی تو بس یہی زندگی ہے اس کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے جہاں ہمیں اللہ کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔

① الروم ۲۷

② صحیح بخاری تفسیر سورہ اخلاص سُورَةُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۴۹، صحیح ابن حبان ۳۶۷

③ الحجاثیة ۲۸

ثُمَّ لَنُنزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا ۖ ثُمَّ لَنَحْنُ

ہم پھر ہر گروہ سے انہیں الگ نکال کھڑا کریں گے جو اللہ رحمن سے بہت اڑے اڑے پھرتے تھے، پھر ہم انہیں بھی

أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۖ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ

خوب جانتے ہیں جو جہنم کے داخلے کے زیادہ سزاوار ہیں، تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے،

كَانَ عَلَىٰ رِبِّكَ حَتْبًا مَّقْضِيًّا ۖ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا

یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی فیصل شدہ امر ہے، پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچا لیں گے

وَنَذُرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۖ ﴿۳۷﴾ (مریم ۳۶-۳۷)

اور نافرمانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔

میدان محشر میں کفر و شرک کی تعلیم دینے اور گناہوں کی ترغیب دینے والے سرکش اور ظالم پیشواؤں اور ان کے پیروکاروں کو ہم الگ الگ چھانٹ لیں گے، اور یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ ان میں سے کون سب سے بڑھ کر جہنم میں جھونکے جانے کا مستحق ہے یہ تو اللہ کا حتمی فیصلہ ہے

جسے وہ پورا کر کے رہے گا، جب یہ سب گروہ جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے تو ان کا آخری گروہ اولین گروہ سے کہے گا

... قَالَتْ أُخْرِهِمْ لَأَوْلَهُمْ رَبَّنَا هُوَ أَوْلَىٰ بِنَا أَمْ لَمْ نَأْتِهِمْ بِعَدَابٍ ضَعْفًا مِنَ النَّارِ ۗ قَالَتْ لِكُلِّ ضِعْفٍ وَلَكِنْ لَّا

تَعْلَمُونَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہذا انہیں آگ کا دواہر عذاب

دے، جو اب میں ارشاد ہو گا ہر ایک کے لیے دواہر عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔

نیک ہو یا بد، مومن ہو یا کافر، تمام خلائق میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: يَرُدُّ النَّاسُ جَمِيعًا الصِّرَاطَ، وَوُزُوْدُهُمْ قِيَامُهُمْ حَوْلَ النَّارِ، ثُمَّ يَصْدُرُونَ عَنِ الصِّرَاطِ

بِأَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ مِثْلَ الْبَرْقِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ مِثْلَ الرِّيحِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ مِثْلَ الطَّيْرِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ كَأَجُودِ

الْحَيْلِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ كَأَجُودِ الْإِبِلِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ كَعَدْوِ الرَّجُلِ، حَتَّىٰ إِنَّ آخِرَهُمْ مَرًّا رَجُلٌ نُورُهُ عَلَىٰ مَوْضِعِي

إِبْهَامِي قَدَمَيْهِ، يَمُرُّ يَتَكَفَّأُ بِهِ الصِّرَاطَ، وَالصِّرَاطُ دَخْضُ مَرَّةٍ، عَلَيْهِ حَسَكٌ كَحَسَكِ الْقَتَادِ، حَافَتَاهُ مَلَائِكَةٌ،

مَعَهُمْ كَلَالِيْبٌ مِنْ نَارٍ، يَخْتَطِفُونَ بِهَا النَّاسَ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے پل صراط سے ہر مومن اور کافر کو گزرنا پڑے گا یہی آگ کے پاس کھڑا ہونا ہے، متقی اور پرہیزگار لوگ

اپنے تقویٰ اور اپنے اپنے اعمال صالحہ کے مطابق پلک جھپکتے ہی بجلی کی طرح گزر جائیں گے، ان میں بعض لوگ ہوا کی مانند اس پر سے گزر جائیں

گے اور ان میں سے بعض لوگ پرندوں کی طرح اس پر سے گزر جائیں گے اور بعض لوگ عمدہ گھوڑوں کی طرح دوڑتے ہوئے اس پر سے گزر جائیں گے اور بعض لوگ تیز رفتار اونٹوں کی طرح چلتے ہوئے اس پر سے گزر جائیں گے اور بعض تیز رفتار پیدل چلنے والے انسان کی طرح اس چپر سے گزر جائیں گے یہاں تک کہ سب سے آخر میں جو مسلمان اس پل پر سے گزرے گا وہ ہو گا جس کے صرف پیر کے انگوٹھے پر نور ہو گا اور وہ گرتا پڑتا نجات پائے گا، پل صراط پھسلنی چیز ہے جس پر بول جیسے اور گوگرد جیسے کانٹے ہیں، دونوں طرف فرشتوں کی صفیں ہوں گے جن کے ہاتھوں میں جہنم کے انکس ہوں گے جن سے پکڑ پکڑ کر لوگوں کو جہنم میں دھکیل دیں گے،

ایک روایت میں ہے

قَالَ: الصِّرَاطُ عَلَى جَهَنَّمَ مِثْلُ حَدِّ السَّيْفِ، فَتَمُرُّ الطَّبَقَةُ الْأُولَى كَالْبَزِقِ، وَالثَّانِيَةُ كَالزَّبْحِ، وَالثَّلَاثَةُ كَأَجْوَدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعَةُ كَأَجْوَدِ الْبُهَائِمِ، ثُمَّ يَمْرُونَ وَالْمَلَائِكَةُ يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ. پل صراط تلوار کی دھار کی طرح تیز ہو گا پہلا گروہ تو بجلی کی طرح پلک جھپکتے ہی گزر جائے گا اور دوسرا گروہ ہوا کی طرح گزر جائے گا اور تیسرا گروہ تیز رفتار گھوڑوں کی طرح گزر جائے گا اور چوتھا گروہ تیز رفتار جانوروں کی طرح گزر جائے گا، فرشتے ہر طرف سے دعائیں کر رہے ہوں گے اے اللہ! سلامت رکھ! اے اللہ سلامت رکھ۔^①

بعض گنہگار جہنم میں جا گریں گے جنہیں بعد میں نجات یافتہ لوگوں، انبیاء اور ملائکہ کی شفاعت کے ذریعے نکال لیا جائے گا، عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَا زُجُوَ أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا، وَالْحَدِيثِيَّةُ قَالَتْ: فَقُلْتُ أَلَيْسَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: {وَأِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا}؟ قَالَتْ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: {ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَكَانَ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا} ^②

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے رب کی ذات سے امید ہے کہ غزوہ بدر اور غزوہ حدیبیہ میں جو ایمان دار موجود تھے ان میں سے ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا، یہ سن کر میں نے عرض کیا وہ کیسے، اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے ”تم میں سے ہر ایک اس پر وارد ہونے والا ہے۔“ تو آپ ﷺ نے اس کے بعد کی دوسری آیت پڑھ دی، ”متقی لوگ اس سے نجات پا جائیں گے اور ظالم لوگ اسی میں رہ جائیں گے۔“ ^③

لیکن کافر اس پل کو عبور نہیں کر سکیں گے اور سب کے سب کٹ کٹ کر جہنم میں گر پڑیں گے اور اللہ ان کفر اور معاصی کا ارتکاب کرنے والوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں گراہوا چھوڑ دے گا۔

① تفسیر ابن کثیر ۵/۲۵۳

② مریم: ۱۷

③ مریم: ۷۳

④ مسند احمد ۲۶۴۲۰، سنن ابن ماجہ کتاب الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الْبُغْتِ ۲۲۸۱

وَ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَا آيَاتُ الْفَرِيقَيْنِ

جب ان کے سامنے ہماری روشن آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں بتاؤ ہم تم دونوں جماعتوں میں

خَيْرٌ مَّقَامًا وَ أَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۵۶﴾ وَ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

سے کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟ اور کس کی مجلس شاندار ہے؟ ہم تو ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو غارت کر چکے ہیں

هُمُ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَ رَعِيًّا ﴿۵۷﴾ (مریم ۷۳، ۷۴)

جو ساز و سامان اور نام و نمود میں ان سے بڑھ چڑھ کر تھیں۔

کثرت مال فریب زندگی:

صدیوں کی تاریخ یہی ہے کہ دعوت حق کو پہلے پہل ہمیشہ غر باو مساکین نے ہی قبول کیا ہے یہی حال مکہ معظمہ میں بھی تھا، ایک نقطہ نظر یہ بھی ہے کہ سابقوں اولوں کی اکثریت رؤساء کی تھی نہ کہ غرباء کی ان کے مطابق اگر روایات سیرت کو جمع کیا جائے تو 67 میں سے 53 رؤساء تھے جبکہ چودہ غرباء۔ مسلمانوں کے مخالفین میں ابو جہل، نضر بن حارث، عتبہ، شیبہ وغیرہ رئیس تھے، جن کے وسیع کاروبار تھے، رہائش کے لئے عالی شان کوٹھیاں اور مکانات تھے، دنیاوی کام کاج کے لئے خادم اور کنیزیں تھیں، خوراک کی کمی نہیں تھی، مسائل کی مشاورت کے لئے دارالشوریٰ تھا جبکہ ان کے مقابلے میں مسلمانوں میں عمار رضی اللہ عنہ، یاسر، بلال رضی اللہ عنہ، ابن رباح حبشی، صہیب رومی رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے مفلس لوگ تھے جو غلام تھے جن کا مرکز ایک چھوٹا سا مکان دار الرقم تھا اس لئے جب ان کفار کے سامنے اللہ کی آیات بینات کی تلاوت کی جاتی تھی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے رسولوں کی صداقت پر واضح طور پر دلالت کرتی ہیں اور جو ان کو سنتا ہے اس کے لیے صدق ایمان اور شدت ایقان کا موجب بنتی ہیں، مگر کفار و مشرکین مکہ اپنی دولت و حشمت کو معیار حق بنا کر غریب، تنگدست اور بد حال مسلمانوں کو کہتے تھے کہ وہ اہل ایمان سے بہتر ہیں اور حق سے معارضہ کرتے ہوئے تمسخرانہ انداز سے کہتے تھے کہ اس بات پر ہی فیصلہ کرو کہ اللہ کن لوگوں کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نواز رہا ہے، کس کے گھر زیادہ پر تکلف اور معیار زندگی بلند ہے، کس کی محفلیں اچھی اور زیادہ ٹھاٹھ باٹھ سے جمتی ہیں؟ اگر یہ سب کچھ ہمیں میسر ہے اور تم لوگ اس سے محروم ہو تو خود سوچ لو کہ آخر یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم باطل پر ہوتے اور یوں مال و دولت، شان و شوکت، عزت و آبرو میں تم لوگوں سے بڑھے ہوئے ہوتے اور یوں مزے اڑاتے، اور تم لوگ حق پر ہوتے اور اس طرح خستہ و در ماندہ رہتے، اور کھانے پینے تک کو ترستے، تم کہیں ارقم بن ارقم کے گھر میں چھپتے ہو اور کہیں ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہو،

توم نوح علیہ السلام نے بھی اپنے پیغمبر سے یہی کہا تھا

قَالُوا اَنْتُمْ مِنْ لَدُنَّا وَ اتَّبَعَكَ الْاَزْدَلُونَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے؟۔

کفار مکہ بھی پچھلی اقوام کے قدم بقدم یہی کہتے تھے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ... ⑪

ترجمہ: جن لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ ایمان لانے والوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر اس کتاب کو مان لینا کوئی اچھا کام ہوتا تو یہ لوگ اس معاملے میں ہم سے سبقت نہ لے جاسکتے۔

وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِن بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ⑫

ترجمہ: دراصل ہم نے اس طرح ان لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعے سے آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ انہیں دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر ہمارے درمیان اللہ کا فضل و کرم ہوا ہے؟ ہاں! کیا اللہ اپنے شکر گزار بندوں کو ان سے زیادہ نہیں جانتا ہے؟

ان کے اس موازنے پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا دنیا کی ان عارضی چیزوں پر فخر و غرور کرنا یا ان کو معیار بنا کر حق و باطل کا فیصلہ کرنا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے یہ تو اللہ کی حکمت و مشیت ہے کہ وہ کسی کو زیادہ دیتا ہے اور کسی کو کم، جیسے فرمایا

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ⑬ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا... ⑭

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ... ⑮

ترجمہ: اور دیکھو، اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ⑯

ترجمہ: تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ... ⑰

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔

أُولَئِكَ يَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ⑱

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے۔

① الاحقاف ۱۱

② الانعام ۵۳

③ الرعد ۲۶

④ النحل ۷

⑤ بنی اسرائیل ۳۰

⑥ العنکبوت ۶۲

⑦ الروم ۳۷

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ۴۱

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو میرا رب جسے چاہتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا عطا کرتا ہے۔

أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ۴۲

ترجمہ: اور کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے؟

یاد رکھو جو اللہ دینے پر قادر ہے وہ واپس لینے پر بھی قدرت رکھتا ہے، اگر تمہیں زیادہ عطا کر دیا گیا ہے تو یہ تمہارا کوئی استحقاق نہیں تھا اور اگر اللہ نے اہل ایمان کو نہیں دیا تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ اللہ کے مغضوب ہیں، مگر تم لوگ اس تھوڑے سے مال و اسباب پر اتر گئے حالانکہ ان سے کہیں بہتر سر و سامان تم سے پہلی امتوں کو عنایت کیا گیا تھا، ان کی مجلسیں بھی تم سے زیادہ شاندار تھیں، ان کی طاقت و قوت اور ظاہری شان و شوکت بھی تم لوگوں سے کہیں زیادہ تھی، انہوں نے بھی ان ظاہری، مادی چیزوں کو حق و باطل کا معیار بنایا تھا لیکن تکبر و عناد اور تکذیب حق کی پاداش میں انہیں ہلاک کر دیا گیا، دنیا کمال و متاع، ظاہری شان و شوکت انہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکا تو کیا تمہیں یہ اللہ کے عذاب سے بچا پائیں گی، جیسے فرمایا:

أَكْفَارُكُمْ خَبِيرٌ مِّنْ أَوْلِيكُمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۴۳

ترجمہ: کیا تمہارے کفار کچھ ان لوگوں سے بہتر ہیں؟ یا آسمانی کتابوں میں تمہارے لیے کوئی معافی لکھی ہوئی ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَبْدُدْ لَهُ الرِّحْلَ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

کہہ دیجئے! جو گمراہی میں ہوتا ہے اللہ رحمن اس کو خوب لمبی مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کو دیکھ لیں

إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ۖ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا

جن کا وعدہ کیے جاتے ہیں یعنی عذاب یا قیامت کو، اس وقت ان کو صحیح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ کون برے مرتبے والا

وَ أضعفُ جُنْدًا ۝ (مریم ۷۵)

اور کس کا جتھا کمزور ہے۔

کافروں کو مہلت:

اے نبی ﷺ! اپنی خوش حالی اور فارغ البالی پر مطمئن کفار و مشرکین سے کہہ دیں کہ اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ چاہے تو محتاجوں، مساکین کو بھی تم سے زیادہ عنایت کر سکتا ہے، مگر اللہ رب العزت دنیاوی مادی چیزیں کافروں اور خواہشات نفس کے پیر و کاروں

۱ سبأ ۳۶

۲ الزمر ۵۲

۳ القمر ۲۳

کو آزمائش کے طور پر وافر مقدار میں دیتا ہے، اس طرح اللہ ان کی گمراہی کو دراز کر دیتا ہے اور گمراہی کے لئے اس کی چاہت میں اضافہ کر دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَنَقَلْبَ أَقْبَلَتْهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَدَّرْهُمْ فِي طُعْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: ہم اسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان نہیں لائے تھے، ہم انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑے دیتے ہیں۔

مگر جب اللہ کی بخشی ہوئی مہلت عمل ختم ہو جائے گی اور اللہ کا عذاب انہیں آگھیرے گا یا قیامت برپا ہو جائے گی تب اپنی دولت و حشمت اور مجالس پر اتزانے والوں پر حقیقت واضح ہو جائے گا کہ مقام اور جتنے کے لحاظ سے کون بدتر تھا اور کس نے گمراہی اختیار کی ہوئی تھی، لیکن اس وقت کا علم انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا کیونکہ وہاں ازالے اور تدارک کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

وَ يَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ط وَ الْبَلَقِطِ الصَّلِحُطِ حَيْرٌ

اور ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت میں بڑھاتا ہے، اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے

عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَ خَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۱۶﴾ (مریم ۷۶)

زردیک ثواب کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں۔

اہل ایمان کو تسلی:

جس طرح کلام اللہ سن کر کفر و شرک اور ضلالت کے مرتکب لوگوں کے دلوں میں شقاوت اور ضلالت میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس کے برعکس اہل ایمان کے دل اللہ کی رحمت اور فضل و کرم سے کلام اللہ سن کر ایمان و ہدایت میں اور پختہ ہو جاتے ہیں اور وہ بے خوف و خطر صراطِ مستقیم پر بڑھتے چلے جاتے ہیں، جیسے فرمایا

... وَيَزِدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ... ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور ایمان لانے والوں کا ایمان بڑھے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا ... ﴿۱۸﴾

ترجمہ: سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

وَ إِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً فَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ

﴿ الانعام ۱۱۰ ﴾

﴿ المدثر ۳ ﴾

﴿ الانفال ۲ ﴾

يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٨﴾^(۱)
ترجمہ: جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (مذاق کے طور پر مسلمانوں سے) پوچھتے ہیں کہ کہو، تم میں سے کس کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں توفی الواقح (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دلشاد ہیں البتہ جن لوگوں کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا تھا ان کی سابق نجاست پر (ہر نئی سورت نے) ایک اور نجاست کا اضافہ کر دیا ہے اور وہ مرتے دم تک کفر ہی میں مبتلا رہے۔

پھر فقرا مسلمین کو تسلی فرمائی کہ کفار و مشرکین جن مادی مال و اسباب پر فخر و غرور کرتے ہیں وہ سب کے سب فنا ہو جانے والے ہیں اور جو نیک اعمال مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ، قراءت قرآن، تسبیح و تکبیر، تحمید و تہلیل، مخلوق کے ساتھ حسن سلوک تم کرتے ہو وہ منقطع نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں، جن کا بہترین اجر و ثواب تمہیں اپنے رب کے ہاں ملے گا اور ان کا بہترین صلہ اور نفع تمہاری طرف لوٹے گا، جیسے فرمایا

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ﴿٣٩﴾^(۲)
ترجمہ: یہ مال اور یہ اولاد محض دنیوی زندگی کی ایک ہنگامی آرائش ہے اصل میں تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں اور انہی سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٤٠﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ

کیا تو نے اسے بھی دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہا کہ مجھے تو مال و اولاد ضرور ہی دی جائے گی، کیا وہ غیب

أَمَرَ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ﴿٤١﴾ كَلَّا سَنَنْتَبُهُ مَا يَقُولُ وَنَبُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ

پر مطلع ہے یا اللہ کا کوئی وعدہ لے چکا ہے؟ ہرگز نہیں، یہ جو بھی کہہ رہا ہے ہم ضرور لکھ لیں گے اور اس کے لیے عذاب بڑھائے

مَدًّا ﴿٤٢﴾ وَنَرِيَّهُ مَا يَقُولُ وَبِآيَاتِنَا قُرْدًا ﴿٤٣﴾ (مریم ۷۷-۸۰)

چلے جائیں گے، یجن چیزوں کو کہہ رہا ہے اسے ہم اس کے بعد لے لیں گے اور یہ تو بالکل اکیلا ہی ہمارے سامنے حاضر ہو گا۔

عیار مقروض اور خراب ﷺ بن ارت:

كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَاثِلِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُهُ أَنْقَاضًا، قَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ، ثُمَّ تَبَعْتُ، قَالَ: دَعْنِي حَتَّى أُمُوتَ وَأُبْعَثَ، فَسَأَوْتِي مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ، فَنَزَلَتْ: أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا، أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ

الرَّحْمَنِ عَهْدًا

التوبة ۱۲۵، ۱۲۴

الكهف ۲۶

عمر و ثیاب بن العاص کا والد عاص بن وائل اسلام کا بدترین دشمن تھا اس نے جاہلیت میں خباب بن ارت سے جو آہن گرمی کرتے تھے تلوار بنوائی تھی اور ان کی مزدوری اس کے ذمہ واجب الادا تھی، جب خباب رضی اللہ عنہ اس سے اپنی مزدوری کا تقاضا کرنے کے لیے گئے تو اس نے بڑی ڈھٹائی سے کہا میں اس وقت تک تجھے رقم نہیں دوں گا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار نہیں کرتا، خباب رضی اللہ عنہ نے کمزور ہونے کے باوجود منہ توڑ جواب دیا میں تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ تجھے موت دے دے اور پھر زندہ کر دے، عاص بن وائل نے تمسخرانہ انداز میں کہا اچھا تو پھر مجھے بھی مہلت دے کہ میں مرجاؤں پھر دوبارہ اٹھایا جاؤں اور مجھے مال اور اولاد ملے اس وقت میں بھی تمہارا فرض ادا کروں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کو نہ مانا اور کہا کہ (آخرت میں) مجھے مال اور دولت دی جائے گی، کیا اسے غیب کی خبر ہے؟ یا اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کوئی اقرار لے لیا ہے۔“ ①

اللہ تعالیٰ نے اس کے دعویٰ کے جواب میں فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تو نے اس شخص کو دیکھا جو دعوت حق کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں اہل جنت میں سے ہوں گا اور اللہ اسے مال اور اولاد سے نوازتا ہی رہے گا؟ کیا اسے آخرت میں اپنے انجام کی خبر ہوگئی ہے کہ میں وہاں بھی اس کو مال و اولاد سے نوازوں گا یا اس نے رحمان سے کوئی قول و قرار لے رکھا ہے اور اللہ اس کے خلاف نہیں کرے گا، جیسے ایک مقام پر یہودیوں کے دعویٰ کی تردید میں فرمایا

وَقَالُوا لَنْ نَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَآءَهُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ②

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز چھونے والی نہیں الایہ کہ چند روز کی سزا مل جائے تو مل جائے، ان سے پوچھو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے جس کی خلاف ورزی وہ نہیں کر سکتا؟ آیات یہ ہے کہ تم اللہ کے ذمے ڈال کر ایسی باتیں کہہ دیتے ہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ اس نے ان کا ذمہ لیا ہے۔

ہرگز نہیں، نہ اسے غیب کا علم ہو گیا ہے اور نہ اللہ نے اس کے ساتھ کوئی عہد و پیمانہ باندھ رکھا ہے، آیات الہی کا یہ جس طرح استہزاء اور تمسخر اڑا رہا ہے اس کا یہ غرور بھرا کلمہ بھی ہم اس کے نامہ اعمال میں لکھ لیں گے اور جس طرح یہ اپنی گمراہی میں بڑھتا گیا اسی طرح ہم اس کو دیے جانے والے مختلف اقسام کے عذاب میں اور زیادہ اضافہ کریں گے، جس مال و اسباب، اولاد اور لاؤ لشکر کا یہ ذکر کر رہا ہے، اس کے مرنے کے ساتھ ہی ان سے اس کا تعلق ختم ہو جائے گا اور وہ سب ہمارے پاس رہ جائے گا اور اپنے اعمال کی جو بادہی کے لیے یہ اکیلا خالی ہاتھ ہماری بارگاہ میں حاضر ہو گا اور بدترین عذاب کا سامنا کرے گا۔

① صحیح بخاری کتاب البیوع باب ذکر القین والحداد عن خباب رضی اللہ عنہ ۲۰۹۱، و کتاب التفسیر سورہ مریم باب قولہ أطلع الغیب أم اتخذ عند الرحمن عهداً ۴۳۳۳، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب سؤال اليهود النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الزوج وقولہ تعالیٰ یسألونک عن الزوج ۶۰۲، مسند احمد ۲۱۰۷۶، صحیح ابن حبان ۴۸۸۵، السنن الكبرى للبیہقی ۱۲۸۲

وَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۗ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ

انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے لیے باعث عزت ہوں، لیکن ایسا ہرگز ہونا نہیں، وہ تو پوجا سے

بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۗ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ

منکر ہو جائیں گے اور اٹے ان کے دشمن بن جائیں گے، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم کافروں کے پاس شیطانوں کو بھیجتے ہیں

تَوَّزَّهُمْ أَزًّا ۗ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۗ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۗ (مریم ۸۱ تا ۸۴)

جو انہیں خوب اکساتے ہیں، تو ان کے بارے میں جلدی نہ کر، ہم تو خود ہی ان کے لیے مدت شمار کر رہے ہیں۔

معبودوں کا ظہار لا تعلق:

کفار و مشرکین کا گمان ہے کہ ان کے معبود ان باطل اللہ کے ہاں ان کے حامی اور مددگار ہوں گے مگر ان کا خیال اس وقت خام ثابت ہو جائے گا اور یہ لوگ تنہا بے یار و مددگار رہ جائیں گے، جب ان کے معبود اللہ تعالیٰ کے حضور سر جھکا کر عرض کریں گے کہ اے اللہ! تو علام الغیوب ہے، اور تیرے علم میں ہر بات ہے، ہم تو تیرے ناچیز بندے اور تیری ہی عبادت کرنے والے تھے، ہم خود ہر ضروریات کے لئے تیرے در کے سوالی تھے، ہم نے انہیں کبھی بھی یہ نہیں کہا تھا کہ ہمارے لئے رسوم عبادت ادا کرنا یعنی ہمارے لئے نذر و نیاز پیش کرنا، منتیں ماننا، ہمارے نام کی قربانیاں کرنا، دیکھیں چڑھانا، یا مشکل کشا سمجھ کر مشکلات و پریشانیوں میں ہمیں پکارنا اور ہم تمہاری پکار کو سنیں گے اور درباری بھی کریں گے، تمہارے رزق میں اضافہ کر دیں گے، تمہیں تمہارے دشمنوں سے پناہ دیں گے، اولادیں عطا کریں گے اور نہ ہی ہمیں یہ خبر تھی کہ یہ احمق اور گمراہ لوگ ہماری عبادت کر رہے ہیں، اس طرح ان کے معبود ان کی پرستش سے انکار کر دیں گے اور ان کے حمایتی، مددگار ہونے کے بجائے ان کے دشمن، ان کو جھٹلانے والے اور ان کے خلاف ہوں گے، جیسے فرمایا

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنِ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ ۗ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۗ ﴿۱۰﴾ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں، اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَوَّزَّهُمْ أَزًّا ۗ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۗ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۗ ﴿۱۰﴾ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے ان منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب خوب (مخالفت حق پر) اکسارے ہیں؟ اچھا تو اب ان پر عذاب کے لئے بیتاب نہ ہو ہم ان کے دن گن رہے ہیں۔

یہ کفار و مشرکین جو اللہ کی وحدانیت و ربوبیت کے ہر طرح کے دلائل سن کر اور بے شمار نشانیاں دیکھ کر بھی محض تعصبات اور ضد و ہٹ دھرمی سے دعوت حق قبول نہیں کرتے بلکہ اس کے برعکس انہوں نے شرک کا ارتکاب کیا اور اللہ کے دشمن شیطان سے موالات رکھی تو اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو ان پر مسلط کر دیا، جیسے فرمایا

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِيضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿۳۸﴾ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔

اور شیاطین نے ان کو اور غلا کر گناہوں پر آمادہ، ابھارنا کرنا شروع کر دیا، وہ انہیں کفر و ضلال کی ترغیب دیتے ہیں، انہیں وسوسوں میں مبتلا کرتے ہیں اور ان کے سامنے باطل کو مزین کر کے اور حق کو بد نما بنا کر پیش کرتے ہیں، پس باطل کی محبت ان کے دلوں میں داخل ہو کر جاگزیں ہو جاتی ہے، اور وہ باطل کی خاطر اسی طرح کوشش کرتا ہے جس طرح حق پرست حق کے لیے جدوجہد کرتا ہے، یہ سب کچھ اس کی سزا ہے کہ اس نے اپنے حقیقی دوست اور سرپرست سے منہ موڑ کر اپنے واضح دشمن شیطان کو اپنا دوست بنایا اور اپنے آپ کو اس کے تسلط میں دیا ورنہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آتا اور اپنے مالک پر بھروسہ کرتا تو شیطان اس پر کبھی تسلط قائم نہ کر سکتا، جیسے فرمایا

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۴۰﴾ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿۴۲﴾ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

اس لئے آپ ﷺ ان کی ظلم و زیادتیوں اور حق سے انحراف پر بے صبر ہو کر ان پر عذاب کے لئے بیتاب نہ ہوں، ان کے لئے کوئی بدعا نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے عہد انہیں ڈھیل دے رکھی ہے تاکہ یہ گمراہی میں اور بڑھ جائیں، جیسے فرمایا

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۵﴾ ﴿۴۶﴾

ترجمہ: اب یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو تم اس سے غافل نہ سمجھو اللہ تو انہیں مہلت دے رہا ہے اس دن کے لیے جب حال یہ ہوگا کہ (دہشت کے سبب) آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنَّمَا تُمَلِّىٰ لَهُمْ خَيْرًا لَّا يُنْفُسِهِمْ ﴿۴۷﴾ اِنَّمَا تُمَلِّىٰ لَهُمْ لِيُذَادُوا اِثْمًا ﴿۴۸﴾ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۴۹﴾ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: یہ ڈھیل جو ہم انہیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں، ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب

۱ الزخرف ۳۶

۲ النحل ۹۹، ۱۰۰

۳ ابراہیم ۲۲

۴ آل عمران ۱۷۸

بارگناہ سمیٹ لیں پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔

... قُلْ تَمَتُّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ﴿۳۶﴾ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: ان سے کہو اچھا مزے کرو آخر کار تمہیں پلٹ کر جانا دوزخ ہی میں ہے۔

فَمَتَّعَهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضَّطُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿۳۷﴾ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهَلُهُمْ رُوَيْدًا ﴿۳۹﴾ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: بس چھوڑ دو انے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان کافروں کو اک ذرا کی ذرا ان کے حال پر چھوڑ دو۔

اللہ نے انہیں زندگی کی جو سانسیں عطا فرمائی ہوئی ہیں ان میں کچھ سانسیں ابھی باقی ہے، ایک وقت مقررہ پر اللہ انہیں دبوچ لے گا پھر روز محشر اپنا انجام بد دیکھ کر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ شیطان کے ہمراہی بن کر وہ کیا کرتے رہے تھے، مگر نتیجہ نکلنے کے بعد ان کا پچھتاوا، پشیمانی و ندامت ان کے کسی کام نہیں آئے گا اور یہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفِدًا ﴿۴۱﴾ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ

جس دن ہم پر ہیز گاروں کو اللہ رحمان کی طرف بطور مہمان جمع کریں گے اور گنہگاروں کو سخت پیماس کی حالت میں جہنم کی

وَرِدًا ﴿۴۲﴾ لَا يَبْلُكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ

طرف ہانک لے جائیں گے، کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہوگا سوائے ان کے جنہوں نے

نَدَّ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۴۳﴾ (مریم ۸۵ تا ۸۷)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی قول قرار لے لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے معزز مہمان:

اللہ تعالیٰ نے متقین اور مجرمین کے درمیان تفاوت بیان فرمائی کہ محشر کا وہ دن جلد آنے والا ہے جب کچھ لوگ تو حساب دے رہے ہوں گے مگر متقی و پرہیز گار لوگوں کو مہمانوں کی طرح اونٹوں اور گھوڑوں وغیرہ پر سوار کر کر نہایت اکرام و تعظیم کے ساتھ وفد کی شکل میں رحمن کے حضور پیش کیا جائے گا، اور اس کے برعکس ان لوگوں کو جنہوں نے مجرمانہ زندگی گزاری ان کو زنجیروں میں جکڑ کر انتہائی ذلت و رسوائی کے

﴿۱﴾ ابراہیم ۳۰

﴿۲﴾ لقمان ۲۳

﴿۳﴾ الطارق ۱۷

ساتھ پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کے دردناک عذاب کی طرف ہانک دیا جائے گا، اس روز کسی کو اللہ کی بارگاہ میں سفارش کرنے کی مجال نہ ہوگی، تمام تر سفارش کا مالک اللہ تعالیٰ ہوگا۔

قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا --- ﴿۳۳﴾

ترجمہ: شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔

اور اہل تقویٰ میں سے وہی سفارش کر سکیں گے جن کو اللہ کسی کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت دے دے،

--- وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى --- ﴿۳۸﴾

ترجمہ: وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو۔

مگر مجرمین کا کوئی سفارشی نہ ہو گا اور یہ بڑی حسرت بھری زبان سے کہیں گے

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے۔

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَّقَطْنَ مِنْهُ

ان کا قول یہ ہے کہ اللہ رحمن نے بھی اولاد اختیار کی ہے، یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو، قریب ہے کہ اس قول

وَ تَشَقُّقُ الْأَرْضِ وَ تَخْرُجُ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾

کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کہ وہ رحمن کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے،

وَ مَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ

شان رحمن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے، آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے

إِلَّا آتَى الرَّحْمَنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَ كُلُّهُمْ

غلام بن کر ہی آنے والے ہیں، ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پورے گن بھی رکھا ہے، یہ سارے کے سارے

أَتِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ (مریم ۸۸ تا ۹۵)

قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔

﴿ الزمر ۴۳ ﴾

﴿ الانبیاء ۲۸ ﴾

﴿ الشعراء ۱۰۰ ﴾

شرک کی تردید:

یہودی اہل کتاب ہونے کے باوجود عزیر عَلَيْهِ السَّلَامُ کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عَزْرِيْرُ ابْنُ اللَّهِ... ③①

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں عزیز اللہ کا بیٹا ہے۔

اسی طرح نصاریٰ بھی اہل کتاب ہونے کے باوجود عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔

... وَقَالَتِ النَّصْرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللَّهِ... ③②

ترجمہ: عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

جو اللہ کے معاملات میں دخیل اور مختار ہے اور کہتے ہیں کہ روز محشر عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ (نعوذ باللہ) اللہ کے دائیں طرف بیٹھ کر انصاف کریں گے حالانکہ یہود و نصاریٰ پر نازل کتابیں تورات و انجیل صریح طور پر اللہ وحدہ لا شریک کی طرف دعوت دیتی اور معبودان باطل کی تردید کرتی تھیں، اہل مکہ بھی جو خود کو ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کا پیر و کار کہتے تھے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی کہ اس بدترین دعویٰ کی بنا پر کائنات کا انتظام درہم برہم ہو جائے، جیسے فرمایا

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ... ⑤

ترجمہ: قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں۔

زمین جو اللہ کی وحدانیت کو جانتی ہے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے اور بے جان سخت پہاڑ بھی جو اپنے خالق کی وحدانیت کو پہچانتے ہیں پاش پاش ہو جائیں، الغرض کائنات کا ایک ایک ذرہ اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے، یہ تو اللہ وحدہ لا شریک کی عظمت و شان ہی نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے، اللہ تعالیٰ کا اپنے لئے بیٹا بنانا اس میں نقص اور احتیاج پر دلالت کرتا ہے جب کہ وہ بے نیاز اور حمید ہے، نیز بیٹا اپنے باپ کی جنس سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی شیبہ ہے نہ شیل اور نہ اس کی نظیر ہے، اللہ نے اس کائنات میں دوسری مخلوقات کے علاوہ جن و انس اور فرشتے وغیرہ پیدا فرمائے ہیں، اور سب کے سب اللہ کے مملوک اور اس کے دست تصرف کے تحت ہیں، اقتدار میں ان کا کوئی حصہ ہے نہ تدبیر کائنات میں ان کا کوئی اختیار ہے، جب اس کی شان اور اس کے اقتدار کی عظمت یہ ہوتی ہے اس کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَضَبَرَ عَلَى أَدَى سَمْعَهُ مِنْ اللَّهِ إِيَّاهُمْ لِيَدْعُوْنَ لَهُ وَلَدًا وَإِنَّهُ لَيَعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ

ابوموسیٰ اشعری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ کوئی شخص تکلیف دینے والی بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا نہیں ہے کہ لوگ اس کے لئے بیٹا بتاتے ہیں اور وہ انہیں معاف کر دیتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے۔ ③

① التوبة ۳۰

② التوبة ۳۰

③ الشوری ۵

④ صحیح بخاری کتاب الأدب باب الصبر علی الأذى ۶۰۹۹

تمام جن و انس اس کے عاجز بندے ہیں اور روز محشر اللہ کے بیٹے بن کر نہیں بلکہ ذلیل اور مطیع بندوں کی حیثیت سے ہی پیش ہوں گے، اور فردا فردا ان کے اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا جس کے مطابق ان کی جزا و سزا متعین کی جائے گی۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ

بیٹیک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں ان کے لیے اللہ رحمن محبت پیدا کر دے گا، ہم نے اس قرآن کو

بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَ تُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا ﴿۹۷﴾

تیری زبان میں بہت ہی آسان کر دیا ہے کہ تو اس کے ذریعے سے پرہیز گاروں کو خوشخبری دے اور جھگڑالوگوں کو ڈرا دے،

وَ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ

ہم نے اس سے پہلے بہت سی جماعتیں تباہ کر دیں ہیں، کیا ان میں سے ایک کی بھی آہٹ تو پاتا ہے

أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ (مریم ۹۶-۹۸)

یا ان کی آواز کی بھنک بھی تیرے کان میں پڑتی ہے؟

تباہ شدہ قوموں سے عبرت:

اے نبی ﷺ! جو لوگ آج راہ راست اختیار کرنے کی پاداش میں ذلیل و رسوا کیے جا رہے ہیں غنقریب رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی نیکی اور پارسائی کی وجہ سے محبت پیدا کر دے گا پھر ان کے اکثر معاملات آسان ہو جائیں گے اور ان کو بھلائیاں، دعائیں، رہنمائی اور امانت حاصل ہو جائے گی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَجِبْهُ، قَالَ: فَيَجِبُهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يَنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَجِبْهُ، فَيَجِبُهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ، وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَيَقُولُ: إِنِّي أَبْغَضُ فُلَانًا فَأَبْغَضْهُ، قَالَ فَيَبْغِضُهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يَنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ، قَالَ: فَيَبْغِضُونَهُ، ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبُغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ ابو هريره رضى الله عنه سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی (نیک) بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو اللہ جبرائیل علیہ السلام کو فرماتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر پس جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنی شروع کر دیتے ہیں، پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پس تمام آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں اس کے لیے قبولیت اور پذیرائی رکھ دی جاتی ہے، اور جب کسی بندے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے ناخوش ہوں تو بھی اس سے عداوت رکھ، جبرائیل علیہ السلام بھی اس کے دشمن بن

جاتے ہیں، پھر آسمانوں میں منادی کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ ناخوش ہے تم بھی اس سے بیزار رہو چنانچہ آسمان والے اس سے بگڑ بیٹھے ہیں، پھر وہی غضب اور ناراضگی زمین پر نازل ہوتی ہے۔^①

پس اے نبی ﷺ! اس پاکیزہ کلام کو ہم نے تمہاری زبان میں آسان پیرائے اور آسان زبان میں اسی لئے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو سمجھنے اور عمل کرنے میں آسانی ہو، تم اس عام فہم کلام کے ذریعے سے پرہیزگاروں کو لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کی خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو عذاب جہنم سے ڈراؤ، اللہ تعالیٰ نے اہل شرک کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ جس طرح کاتم لوگ شرک کر رہے ہیں ایسا ہی شرک قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود بھی کرتی تھیں، انہوں نے بھی اللہ کے سوا بے شمار معبود بنا رکھے تھے، وہ بھی انہیں مشکل کشا و حاجت روا، روزی رساں وغیرہ کا مالک تصور کرتے تھے، ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے رسوم عبادت، بجاتے تھے، اللہ کے پیغمبروں نے اپنی اپنی قوموں کو اس بدترین گمراہی سے روکا، دلائل و براہین سے معبودان باطلہ کی نفی کی اور اللہ کی وحدانیت و ربوبیت کی نشانیاں دکھلا کر اس کی طرف دعوت دی مگر ان اقوام نے نبیوں و رسولوں کی پاکیزہ دعوت پر غور و فکر کرنے کے بجائے اپنے واضح ترین دشمن شیطان کے ساتھی بن گئیں، شیطان نے ان کی آنکھوں پر گمراہی کی پٹی باندھ دی، ان کے کانوں کو بہرا بنا دیا اور ان کے اعمال کو خوشنما بنا کر دکھایا چنانچہ وہ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و ربوبیت کی ہوسو مکھری نشانوں کو نہ دیکھ سکے، اللہ کے رسولوں کا پیغام ہدایت نہ سن سکے بلکہ اس دعوت کو روکنے کے لئے پیغمبروں کے مد مقابل کھڑے ہو گئے، انہوں نے دعوت حقہ کا مذاق اڑایا اور اپنی سرکشی پر جرحے رہے، اپنے خالق و مالک رب کی پکڑ سے بے خوف ہو کر مطالبہ عذاب کیا اور پھر اسی جرم عظیم کی بدولت ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے، کیا تم ان تباہ شدہ اقوام کا کہیں نشان پاتے ہو یا ان کی دھیمی سی آواز بھی سنتے ہو؟ بس ان کے قصے باقی رہ گئے جو عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت ہیں، جو نصیحت کے متلاشی لوگوں کے لئے نصیحت ہیں، تو کیا وہ عذاب تم پر نازل نہیں ہو سکتا؟ کیا تم اللہ کی پکڑ سے دور ہو؟ یا اللہ نے بخشش و مغفرت کی کوئی سند حاصل کی ہوئی ہے؟ لہذا دعوت حق کو قبول کرو، رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو لازم جانو اور اپنے گناہوں کی اللہ سے مغفرت چاہو، اسی میں تمہاری دنیاوی و آخروی کامیابی و کامرانی ہے۔

مضامین سورہ العنکبوت:

اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ صادق الایمان لوگوں میں عزم و ہمت اور استقامت پیدا کرنے کے لیے اور ضعیف الایمان لوگوں کو شرم دلانے کے لیے نازل فرمائی، اس سورہ کے شروع میں اہل ایمان سے کہا گیا کہ تم یہ خیال مت کرو کہ دعوت حق قبول کرنے کے بعد تمہاری آزمائش نہیں ہوگی، تم سے پہلے بھی سچے اور جھوٹے، مومن اور منافق میں امتیاز کرنے کے لیے ایمان والوں کی آزمائش ہوتی رہی ہے، مکہ معظمہ میں مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم کا دور دورہ تھا دوسری طرف لوگوں کو ایمان سے دور رکھنے کے لئے خاندانی دباؤ اور والدین کے حقوق کو بطور حربہ استعمال کیا جاتا تھا، اس سلسلے میں وضاحت کی گئی کہ بلاشبہ والدین کے حقوق ہیں لیکن اگر وہ توحید کی راہ اپنانے سے روکیں اور شرک کی

① صحیح مسلم کتاب البر والصلة والادب باب إذا أحبَّ اللهُ عَبْدًا عَبَّاهُ لِعَبَادِهِ ۶۷۰۵، صحیح بخاری کتاب الادب باب المقة من الله تعالى ۶۰۳۰، کتاب بدء الخلق باب دُخِرَ الْمَلَائِكَةُ ۳۲۰۹، مختصرًا، کتاب التوحید الجمہیة باب کلام الرّب مع جنّیّ، ونداء الله الملائكة ۴۸۵

طرف مجبور کریں تو پھر ان کی اطاعت لازم نہیں، اگر والدین یا کوئی اور شخص یہ کہہ کر بہکانے کی کوشش کرے کہ وہ آخرت کے عذاب و ثواب کی ذمہ داری قبول کرتا ہے تو یاد رکھو روز قیامت کوئی کسی کا جواب دہ نہ ہو گا ہر شخص کو اپنے اعمال کا جواب خود ہی دینا ہو گا، انبیاء کرام پر جو سختیاں کی گئیں مگر وہ آزمائش کی گھڑیوں میں راہِ حق سے جڑے رہے وہ سختیاں نمایاں کی گئیں اور بتایا گیا کہ پھر رب کی مدد ان کے شامل حال رہی، انہی واقعات کو بیان کر کے اہل مکہ کو تنبیہ کی گئی کہ تم سے بیشتر اقوام بھی دعوتِ حق کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئیں، تم بھی انہی کی راہوں پر گامزن ہو لہذا تمہارا انجام بھی ان جیسا ہی ہو گا، انبیاء کے حوالے سے ان سخت ترین حالات میں مسلمانوں کو ہجرت کا کہا گیا کہ اگر ظلم و ستم ناقابل برداشت ہو چکا ہے تو اللہ کی زمین بہت وسیع ہے لہذا گھر بار چھوڑ کر کسی امن والی جگہ پر ہجرت کر جاؤ جہاں اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی کر سکو، سابقہ امتوں میں ابراہیم علیہ السلام، لوط علیہ السلام، اسحق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کے حالات بیان فرمائے، قوم ثمود، قوم عاد، طوفانِ نوح کے ساتھ فرعون، قارون کے عبرت ناک انجام کا تذکرہ کیا اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ کی زمین پر نکل کر رب کی چاروں طرف بکھری نشانیوں پر غور و تدبر کریں، سورہ کے اختتام پر مشرکین کے بتوں کو مکڑی کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ جس طرح مکڑی کا جالا از حد کمزور ہوتا ہے، جو سردی سے بچا سکتا ہے نہ گرمی سے اور نہ ہی تیز ہواؤں کا مقابلہ کر سکتا ہے، اسی طرح مشرکوں کے معبود بھی کمزور ہیں، نہ انہیں نقصان سے بچا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں ایمان، اعمالِ صالحہ، والدین کے ساتھ حسن سلوک، مشکلات میں صبر، نماز کا قائم کرنا اور توحید کی عظمت کا ذکر کیا گیا اور برے اعمال، فسق و فجور، ظلم و عدوان سے بچنے کی تلقین فرمائی اور دنیاوی زندگی کی حقیقت بیان فرمائی، اہل مکہ کو نصیحت فرمائی کہ بیت اللہ کو ہم نے امن کا گہوارہ بنایا ہے، اور جو حق کا دشمن ہو اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے اور نیکو کاروں پر ہمارے احسانات ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے محدود مہربان نہایت رحم والا ہے

الْمَلٰٓئِكَةُ اَحْسَبُ النَّاسِ اَنْ يُّشْرِكُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَاَمْ هُمْ

الف۔ م، کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائش

لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۱۰ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں

وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝۱۱ (العنکبوت ۳۱۱)

اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اہل ایمان کو صرف اس بات پر قبول نہیں کر لیتا کہ وہ یہ کہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے بلکہ ان کو خوشحالی اور تنگدستی، راحت اور مشقت، بلاشت اور ناگواری، فرخی اور محتاجی، بعض اوقات دشمنوں کی فتح و غلبہ اور دشمنوں کے خلاف قول

فعل کے ساتھ جہاد وغیرہ جیسی آزمائشوں کے ذریعے سے آزماتا ہے، جو شخص ایمان کے تقاضوں پر عمل کرتا ہے، اپنی شہوات کے خلاف جدوجہد کرتا ہے تو یہ چیز اس شخص کے ایمان کی صداقت اور پختگی پر دلالت کرتی ہے، کچھ لوگوں کے پاس بہت قلیل ایمان اور کچھ لوگ اس سے بہت زیادہ بہرہ ور ہوتے ہیں، اس لئے اس مقام پر لوگ بہت سے درجات میں منقسم ہو جاتے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور جو اس کسوٹی پر پورا نہیں اترتا وہ لاکھ اپنے ایمان کا دعویٰ کرے اللہ کے رجسٹر میں اہل ایمان لکھا ہوا نہیں ہوتا، مکہ مکرمہ میں جو شخص اسلام کی حقانیت جان کر، اسلامی تعلیمات کی گہرائی اور مضامین کی وسعت دیکھ کر، گزشتہ قوموں کے عبرت انگیز حالات سن کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتا تو سرداران مکہ کے ہاتھوں اس پر آفات و مصائب اور مظالم کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا اور اگر کسی بااثر خاندان کا کوئی شخص مسلمان ہوتا تو اس کے خاندان کے لوگ اسے طرح طرح سے تنگ کرتے اور اس کی زندگی اجیرن کر دیتے، کوئی غریب اگر مسلمان ہوتا تو اس کے روزی کے دروازے بند کر دیئے جاتے تا کہ اس کے اہل و عیال بھوکے مرجائیں یا پھر یہ شخص واپس ملت کفر پر آجائے، غلاموں اور لونڈیوں کا تو حال پہلے ہی براتھا اور اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہو جاتا تو اس پر مظالم کا وہ سلسلہ شروع ہوتا جسے دیکھ کر ہی رو ٹگئے کھڑے ہو جائیں، ان حالات نے مکہ مکرمہ میں خوف و دہشت کا ماحول پیدا کر دیا تھا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ جو اسلام کی حقانیت کے قائل ہو چکے تھے ایمان لانے سے ڈرتے تھے، جبکہ کچھ نو مسلم جن کے ایمان میں ابھی پختگی پیدا نہیں ہوتی تھی ایمان لانے کے بعد جب دردناک اذیتوں سے دوچار ہوتے تو پست ہمت ہو کر کفار کے آگے گھٹنے ٹیک دیتے مگر راسخ الایمان صحابہ کرام کے عزم و ثبات میں کوئی تزلزل پیدا نہ ہوتا تھا مگر خوف و ہراس کی کیفیت دیکھ کر ان پر بھی اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی،

عَنْ خَبَابِ بْنِ الْأَرْتِ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، قُلْنَا لَهُ: أَلَا تَسْتَنْصِرُنَا، أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لَنَا؟ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُخْفِرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ، فَيَجْعَلُ فِيهِ، فَيَجَاءُ بِالْمَنْشَارِ فَيُوضِعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيَشُقُّ بِأَنْتَيْنِ، وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُمَشِّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ، وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللَّهِ لَيَتَمَنَّيَنَّ هَذَا الْأَمْرَ، حَتَّى يَسِيرَ الرَّكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتِ، لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ، أَوْ الذَّنْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ

چنانچہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی، آپ ﷺ اس وقت اپنی ایک چادر پر بٹکا دیئے کعبہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے؟ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ (ہم کافروں کی ایذا ہی سے تنگ آچکے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا (ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لئے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا پھر ان کے سر پر آرا چلا کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے، لوہے کے کنگے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے، اللہ کی قسم! یہ کام (اسلام) بھی کمال کو پہنچے اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پر امن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہو گا یا صرف بھیڑیئے کا خوف ہو گا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے

لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔^۱

اس اضطرابی کیفیت کو ٹھنڈے صبر و تحمل میں تبدیل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو سمجھایا کہ ہمارے وعدے دنیا اور آخرت کی کامرانیوں و سرفرازیوں کے لئے ہیں کوئی شخص محض زبانی ایمان کا دعویٰ کر کے ان کا مستحق نہیں ہو سکتا بلکہ ایمان کے دعوے دار ہر شخص کو لازماً مختلف آزمائشوں کی بھٹی سے گزرنا ہو گا تاکہ وہ اپنے دعوے کی سچائی کا ثبوت مہیا کرے، اللہ کی جنت اتنی سستی نہیں ہے اور نہ دنیا ہی میں ہماری خاص عنایات ایسی ارزاں ہیں کہ تم بس زبان سے اللہ پر ایمان لانے کا اعلان کرو اور ہم وہ سب کچھ تمہیں بخش دیں، اللہ کی نعمتیں حاصل کرنے کے لئے تو امتحان شرط ہے، اس کے لئے تمہیں اللہ کی خاطر مشقتیں اٹھانی ہوں گی، جان و مال کا زیاں برداشت کرنا ہو گا، ہر طرح کی سختیاں جھیلنی ہوں گی، خطرات، مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنا ہو گا، تم لوگ خوف سے بھی آزمائے جاؤ گے اور لالچ سے بھی، ہر وہ چیز چاہے وہ جان ہو یا مال، بیوی بچے ہوں یا کاروبار جسے تم عزیز و محبوب رکھتے ہو ہماری رضا پر اسے قربان کرنا پڑے گا، جیسے فرمایا

وَلَتَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۷﴾^۲

ترجمہ: اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھٹائے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔

تب جا کر پتہ چلے گا کہ تمہارا ایمان سچا تھا یا جھوٹا اور یہ آزمائش تمہارے لئے خاص نہیں ہے بلکہ یہ تو ہر دور میں اہل ایمان کو پرکھنے کے لئے ہوتی رہی، جس نے بھی ایمان کا دعویٰ کیا اسے آزمائشوں کی بھٹی میں ڈال کر ضرور تپایا گیا ہے، جیسے فرمایا

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِجَنَّةٍ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۶۱﴾^۳

ترجمہ: کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جنہوں نے (اس کی راہ میں) جاں فشانی کی اور اللہ اور رسول اور مومنین کے سوا کسی کو جگری دوست نہ بنایا جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصُرَ اللَّهُ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿۱۶۲﴾^۴

ترجمہ: پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت کا داخلہ تمہیں مل جائے گا حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلما مارے گئے حتیٰ کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ) ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔

۱ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة في الإسلام ۳۶۱۲، المعجم الكبير للطبرانی ۳۶۲۶، السنن الكبرى للبيهقي ۱۷۷۰

۲ البقرة ۱۵۷

۳ التوبة ۱۶

۴ البقرة ۲۱۳

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿۸۷﴾

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔

وَلَتَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجْهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ ﴿۸۸﴾ وَتَبْلَوْا أَوْ أَخْبَارَكُمْ ﴿۸۹﴾

ترجمہ: ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ تمہارے حالات کی جانچ کریں اور دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور ثابت قدم کون ہیں۔
عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صَلُابًا، اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةً، ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّىٰ يَبْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ، وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کن لوگوں کا امتحان سخت ہوتا ہے، اور ان پر مصیبت زیادہ اترتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ سخت امتحان نبیوں کا ہوتا ہے، پھر صالح نیک لوگوں کا، پھر ان سے کم درجے والے، پھر ان سے کم درجے والے، انسان کا امتحان اس کے دین کے اندازے پر ہوتا ہے اگر وہ اپنے دین میں سخت اور قوی ہوتا ہے تو مصیبتیں بھی سخت نازل ہوتی ہیں اور اگر اس کے دین میں نرمی اور کمی ہوتی ہے تو اسی انداز سے بندہ پر مصیبت رہتی ہے یہاں تک کہ زمین پر چلتا ہے اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا (سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں)۔ ﴿۸۹﴾

جب دوسروں کو امتحان کے بغیر کچھ نہیں دیا گیا تو تمہاری کیا خصوصیات ہیں کہ محض زبانی دعویٰ پر اس عظیم الشان جنتوں سے نواز دیے جاؤ، اہل ایمان کی اس طرح کی آزمائش کے بعد ہی نصرت کا فیصلہ ہوتا ہے، اس لئے آزمائشوں پر صبر کرو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ثابت قدمی سے اپنی منزل کی طرف گامزن رہو۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۹۰﴾ (العنکبوت ۹۰)

کیا جو لوگ برائیاں کر رہے ہیں انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے، یہ لوگ کیسی بری تجویزیں کر رہے ہیں۔

کیا مکہ مکرمہ کے ظالم سردار ولید بن مغیرہ، ملت کافر عون ابو جہل، عتبہ، شیبہ، عقبہ بن ابی معیط اور حنظلہ بن وائل وغیرہ نے جن کے ارادوں پر جرائم کا ارتکاب اور برے افعال غالب ہیں یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ اس طرح مسلمانوں پر انسانیت سوز ظلم و ستم ڈھا کر، ایمان لانے والوں کا راستہ

﴿ ۱ ﴾ آل عمران ۱۳۲

﴿ ۲ ﴾ محمد ۳۱

﴿ ۳ ﴾ جامع ترمذی کتاب الزهد باب ما جاء في الصبر على البلاء ۲۳۹۸، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الصبر على البلاء ۲۳۰۲،

مسند احمد ۱۵۵۵، صحیح ابن حبان ۲۹۰۱، شعب الایمان ۹۳۱۸، السنن الكبرى للنسائی ۴۳۳۹، مسند ابی یعلیٰ ۸۳۰

روک کر سید الامم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِمْ وَاٰلِہٖمْ وَسَلَّمَ کا مذاق و استہزاء کر، اللہ کے نازل کردہ جلیل القدر کلام قرآن مجید کو بے حقیقت جان کر آرام و چین سے رہیں گے، کیا دنیا و آخرت میں ان کو ان کے اعمال کی جزا نہیں دی جائے گی؟ کیا یہ بھاگ کر ہماری دست رس سے دور نکل جائیں گے، جیسے فرمایا

يُمْعَشِرَ الْحَيِّ وَالْإِنْسِ إِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: اے گرہ جن و انس اگر تم زمین اور آسمان کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو، نہیں بھاگ سکتے اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔ کیا ان میں اتنی طاقت اور قدرت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے المناک عذاب سے بچ سکیں حالانکہ وہ سب سے کمزور اور سب سے عاجز مخلوق ہیں، یاد رکھو! ایسا ہرگز نہیں ہوگا، تم لوگ اللہ کے بارے میں ظن فاسد میں مبتلا ہو جبکہ وہ ہر بات سے باخبر اور ہر چیز پر قادر ہے، پھر اپنے رب کی نافرمانی کر کے اس کے مواخذہ و عذاب سے کس طرح بچ پاؤ گے، اے کفار و مشرکوں! دین میں نئی نئی باتیں داخل کرنے والو! قرآن و سنت کی غلط تفسیر کرنے والو! اس دنیا میں اپنی خواہش نفس کے مطابق تم جو چاہو کر گزرو، جیسے اعمال چاہو جمع کر لو بالآخر ایک وقت مقررہ پر تمہیں اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے جہاں تمہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور اس وقت تمہیں سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۗ وَ هُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ﴿٤٠﴾

جسے اللہ کی ملاقات کی امید ہو پس اللہ کا ٹھہرایا ہوا وقت یقیناً آنے والا ہے، وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے،

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٤١﴾

اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے، ویسے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے،

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے مطابق سنت کام کیے ہم ان کے تمام گناہوں کو ان سے دور کر دیں گے

أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٤٢﴾ (العنكبوت ۲۵ تا ۲۷)

اور انہیں نیک اعمال کے بہترین بدلے دیں گے۔

نیکوں کی کوشش:

شیطان نے باری تعالیٰ کے سامنے دعویٰ کیا تھا

قَالَ فِيمَا آغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ

أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۗ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ ﴿٢﴾

﴿٢﴾ الرحمن ۳۳

﴿٢﴾ الاعراف ۱۷، ۱۸

ترجمہ: بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

لِّئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا حَتْبَ لَكَ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۳۷﴾

ترجمہ: اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔ چنانچہ اپنے دعویٰ کے مطابق شیطان انسان کو ہر آن نیکی کے نقصانات سے ڈراتا اور بدی کے فائدوں اور لذتوں کا لالچ دلاتا رہتا ہے، اس کے برے اعمال کو خوش نما بنا کر دکھاتا رہتا ہے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ... ﴿۳۸﴾

ترجمہ: ان کے اعمال کو شیطان نے ان کے لیے خوش نما بنادیا۔

فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: پس جب ہماری طرف سے ان پر سختی آئی تو کیوں نہ انہوں نے عاجزی اختیار کی؟ مگر ان کے دل تو اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کو اطمینان دلایا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو خوب کر رہے ہو۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِبِضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿۴۰﴾ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّوهُمْ عَنْ السَّبِيلِ وَيَجْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے، یہ شیطان ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔ پھر جب انسان شیطان کا دوست بن جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ذُرِّيَّتًا لَهُمْ أَعْمَالُهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے ان کے لیے ہم نے ان کے کرتوتوں کو خوش نما بنادیا ہے اس لیے وہ بھٹکے پھرتے ہیں۔ اور انسان کو ہمیشہ اس خام خیالی میں مبتلا رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے کہ انسان کو موت سے غافل رکھے، چنانچہ وہ انسان کے دل میں یہ خیال پیدا کرتا رہتا ہے کہ ابھی تو میں جوان، صحت مند اور طاقتور ہوں اس لئے موت کا وقت ابھی بہت دور ہے، مہلت کی بہت گھڑیاں ابھی باقی ہیں پہلے یہ کام کر لوں اللہ کو خوش کرنے کے لئے پھر عمل کر لوں گا یا اپنے کسی جرم کی توبہ کر لوں گا، مگر جو شخص اخروی زندگی کا قائل ہو، جس

۱۔ بنی اسرائیل ۶۲

۲۔ العنکبوت ۳۸

۳۔ الانعام ۴۳

۴۔ الزخرف ۳۶، ۳۷

۵۔ النمل ۴

شخص کو اللہ کی ملاقات کا اشتیاق ہو، جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اس نے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اپنے اعمال کی جزا پائی ہے انہیں اس غفلت میں نہیں پڑا رہنا چاہیے بلکہ اہل ایمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ زندگی کی گنی چنی سانسیں ختم ہونے کو ہیں، عمل کی مہلت ختم ہو اسی چاہتی ہے، موت کا وقت دور نہیں قریب آگیا ہے اس لئے اپنی عاقبت کی بھلائی کے لئے جو ذرا راہ جمع کر سکتے ہیں جلد از جلد جمع کر لیں، طویل حیات کے بے بنیاد بھروسے پر اپنی اصلاح میں دیر نہ لگائیں، اور ان کو اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ اللہ کو ان کے اعمال کی خبر نہیں ہے یاد رکھو اللہ اپنے بندوں کی نینوں کا جاننے والا دعاؤں کا سننے والا اور ان کے چھپے اور ظاہر سب اعمال کا جاننے والا ہے اور اسی کے مطابق وہ جزا و سزا بھی دے گا، اور لوگو اگر تم راہ راست اختیار کرو گے، رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ کرو گے، اپنے عقائد و افکار درست اور پاکیزہ رکھو گے، اپنی زبان سے حق و انصاف کی بات کرو گے اور اپنی پوری زندگی اللہ کی اطاعت و بندگی میں اور اس کے احکام و قوانین کی پابندی میں بسر کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول پر کوئی احسان نہیں کرو گے بلکہ اس کا نہ ختم ہونے والا اجر و ثواب کسی اور کو نہیں تمہیں ہی پہنچے گا، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ... ﴿١٥﴾

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لئے کرے گا اور جو برائی کرے گا وہ آپ ہی اس کا خمیازہ بھگتے گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿١٦﴾

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحْرَمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ صَالٍ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعَمُونِي أُطْعَمَكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسِكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَعْفُؤُ الدُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَعْفِرُ لَكُمْ،

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا،

يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا صِرِّي فَتَضَرُّوْنِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْتَفِعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ

الحاجية ١٥

٢٦ حم السجدة

وَجَنَّتُمْ كَأَنَّا عَلَىٰ أَثْقَىٰ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِيَ لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ
وَجَنَّتُمْ كَأَنَّا عَلَىٰ أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا،
اے میرے بندو! تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے تمام انسان اور جنات
سب ایسے ہو جائیں جیسے تمہارا بڑا پرہیزگار شخص تو میری سلطنت میں کوئی قوت و اضافہ نہیں ہو جائے گا، اے میرے بندو! اور اگر تمہارے
اگلے اور پچھلے تمام آدمی اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تمہارا بڑا بدکار شخص تو میری بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہو جائے گی۔^(۱)
اللہ تعالیٰ بھلائیوں کی قدر فرماتا اور انہیں بڑھاتا ہے اس لئے وہ اپنی رحمت سے تمہاری ایک ایک نیکی پر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ
اجر و ثواب دے گا، جیسے فرمایا

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أََمْثَالِهَا ... (۱۳) (۱۴)

ترجمہ: جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ... (۱۵) (۱۶)

ترجمہ: جو کوئی بھلائی لے کر آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر بھلائی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكَ حَسَنَةً يُّضَعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا (۱۷)

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اُسے دو چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔
اللہ اپنے فضل و کرم سے تمہاری امیدیں بر لائے گا، وہ تمہیں اس دنیا میں بھی عزت و سر بلندی، رعب و دبدبہ اور وقار عطا فرمائے گا اور کیونکہ
نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (۱۸)

ترجمہ: سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اللہ
بخشنے والا مہربان کرنے والا ہے۔

اس لئے آخرت میں بھی تمہاری بشری کمزوریوں سے سرزد گناہوں سے درگزر فرمائے گا، اللہ کی رضا و خوشنودی تمہارے حصے میں آئے گی
اور جنت کی لازوال دائمی نعمتوں کے تمہی وارث بنو گے۔

(۱) صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب باب تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷، شعب الایمان ۶۲۸۶، شرح السنۃ للبخاری ۱۹۱

(۲) الانعام ۱۶۰

(۳) القصص ۸۳

(۴) النساء ۴۰

(۵) الفرقان ۷۰

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ

ہم ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ

لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۗ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ

اسے شریک کر لیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانئے، تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے

تَعْمَلُونَ ۙ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿۸۹﴾ (العنکبوت ۸۹)

تھے تمہیں خبر دوں گا، اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام کئے انہیں اپنے نیک بندوں میں شمار کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت اسلام پر کئی نوجوان بھی مسلمان ہو گئے تھے ان کو ایک دھوکا دے کر بہکانے کی کوشش کی گئی کہ ماں باپ کے حقوق اولاد پر بے حد و حساب ہیں اس لئے اپنے آباؤ اجداد سے بغاوت کر کے والدین کو اذیت نہیں دینا چاہیے، ایسے ہی نوجوانوں میں اٹھارہ، انیس سال کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ (ابوسفیان کی بھتیجی) کو جب علم ہوا کہ اس کا بیٹا مسلمان ہو گیا ہے تو اس نے قسم کھائی اور کہا

أَنْ لَا تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّىٰ يَكْفُرَ بِدِينِهِ، وَلَا تَأْكُلْ وَلَا تَشْرَبْ، زَعَمْتَ أَنَّ اللَّهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَيْكَ، وَأَنَا أُمُّكَ، وَأَنَا أَمْرُكَ بِهَذَا مَكَثْتُ ثَلَاثًا حَتَّىٰ غَشِيَتْ عَيْنَيَا مِنْ الْجُهْدِ فَقَامَ ابْنُ لَهَا يُقَالُ لَهُ عُمَارَةٌ، فَسَقَاهَا فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَيَّ سَعْدِ
میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی جب تک تو اپنا دین (اسلام) چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد کے دین پر پلٹ کر نہیں آؤ گے میں اس وقت تک نہ کھاؤں گی نہ کچھ پیوں گی، اللہ نے تمہاری کتاب میں حکم دیا ہے کہ اپنے قول و فعل میں والدین کی نافرمانی نہ کرو اور نہ اس کے ساتھ براسلوک کرو بلکہ ان کی خدمت اور ادب و احترام کرو میں تمہاری ماں ہوں اور تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف پلٹ آؤ، چنانچہ اس نے یہی کیا اور تین دن تک یوں ہی نہ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ اس کوشش آ گیا آخر اس کا بیٹا جس کا نام عمارہ تھا کھڑا ہوا اور اس کا پانی پلایا وہ سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کو بددعا کرنے لگی۔ ﴿۱﴾

ماں کی یہ بات سن کر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور سید کو نین ﷺ کی خدمت میں آ کر تمام ماجرا کہہ سنایا اس پر آیت نازل ہوئی کہ بیشک مخلوقات میں والدین کا حق سب سے بڑھ کر ہے لیکن والدین کی خاطر دین حق کو ترک مت کرنا، البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد ان کی جائز باتوں میں ان کی اطاعت کرو، ان سے عزت و احترام کے ساتھ کلام کرو، محبت اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھکے رہو، ان کی مالی و جسمانی خدمت کرو، جیسے فرمایا

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِنَّمَا يُبَلِّغُنَّ عَنْكَ الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَا تَقُلْ

﴿﴾ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه ۲۳۸، جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن

باب وَمِنْ سُورَةِ الْعَنْكَبُوتِ ۳۱۸۹، صحیح ابن حبان ۶۹۹۲، مسند ابی یعلیٰ ۸۷، ش

لَهُمَا أَفٌّ وَلَا نَبَهٌ هُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝۳۳ وَاحْفَظْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ۝۳۴ ﴿۳۳﴾
 ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ (شریفانہ) بات کرو اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو۔

لیکن اگر وہ دونوں اپنا بھرپور زور لگا کر اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ شرک پر مجبور کریں جبکہ ان کے پاس شرک کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے تو یہ بات کسی صورت بھی قابل قبول نہ کرو، سورہ لقمان میں اس مضمون کو پورے زور کے ساتھ دوہرایا گیا
 وَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبِهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا... ﴿۱۵﴾ ﴿۱۵﴾
 ترجمہ: لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان، دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔

عَنْ مُحَمَّدٍ، أَنَّ زَيْدًا اسْتَعْمَلَ الْحَكَمَ بْنَ عَمْرِو الْعُغْفَارِيِّ عَلَى خُرَاسَانَ قَالَ: فَجَعَلَ عَمْرَانُ يَتَمَنَّاهُ فَلَقِيَهُ بِالْبَابِ فَقَالَ: لَقَدْ كَانَ يُعْجِبُنِي أَنْ أَلْقَاكَ. هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ؟ قَالَ الْحَكَمُ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَبَّرَ عَمْرَانُ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زیاد نے حکم بن عمرو وغفاری رضی اللہ عنہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا، عمران رضی اللہ عنہ کو ان سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی اور وہ ان سے گھر کے دروازے پر ملے اور کہا کہ مجھے آپ سے ملنے کی خواہش تھی کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے؟ حکم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں! اس پر عمران رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا۔ ﴿۱۵﴾
 اگر تم نے ان کے دباؤ میں آ کر اللہ کی ذات و صفات و افعال میں کسی کو شریک کر لیا جو اللہ تعالیٰ پر ایک تہمت ہے، ظلم عظیم ہے تو پھر یاد رکھو ہماری طرف ہی تمہیں پلٹ کر آنا ہے وہاں ہر ایک کی باز پرس اس کی شخصی ذمہ داری کی بنیاد پر ہوگی، اگر والدین نے اولاد کو گمراہ کیا ہو گا تو وہ پکڑے جائیں گے اور اگر اولاد نے والدین کی خاطر گمراہی قبول کی ہے تو اسے سزا ملے گی، اور اگر اولاد نے راہ راست اختیار کی اور والدین کے جائز حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی تو اپنی عبادت اور والدین کی اطاعت کرنے کا بھرپور بدلہ دوں گا، ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو اپنے صالحہ بندوں کے ساتھ ملا دوں گا، لیکن والدین نے صرف اس تصور پر اسے ستایا کہ اس نے گمراہی میں ان کا ساتھ کیوں نہ دیا تو وہ اللہ کے مواخذے سے نہ بچ سکیں گے، اور جو لوگ دعوتِ حقہ پر غیر متزلزل ایمان لائے ہوں گے اور جنہوں نے اعمال صالحہ اختیار کیے ہوں گے ان کو ہم ضرور صالحین میں داخل کریں گے۔

۱) بنی اسرائیل ۲۳

۲) لقمان ۱۵

۳) مسند احمد ۱۹۸۸۰

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں لیکن جب اللہ کی راہ میں کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو لوگوں

كَعَذَابِ اللَّهِ ۗ وَ لَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۗ

کی ایذا دہی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بنا لتے ہیں ہاں اگر اللہ کی مدد آجائے تو پکار اٹھتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھی ہی ہیں،

أَوْ لَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ۗ وَ لَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

کیا دنیا جہان کے سینوں میں جو کچھ ہے اسے اللہ تعالیٰ دانا نہیں ہے؟ جو لوگ ایمان لائے انہیں بھی ظاہر کر کے رہے گا

وَ لَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ۗ وَ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَ لَنَحْمِلْ

اور منافقوں کو بھی ظاہر کر کے رہے گا کافروں نے ایمان والوں سے کہا کہ تم ہماری راہ کی تابعداری کرو تمہارے

حَظِيكُم ۗ وَ مَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِّن حَظِيهِمْ مِّن شَيْءٍ ۗ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۗ

گناہ ہم اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی نہیں اٹھانے والے یہ تو محض جھوٹے ہیں،

وَ لَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَ أَثْقَالًا مَّعَهُمْ ۗ وَ لَيَسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

البتہ یہ اپنے بوجھ ڈھولیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ ہی اور بوجھ بھی، اور جو کچھ افترا پر دازیاں کر رہے ہیں

عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۗ (العنكبوت ۱۰۳ تا ۱۰۴)

ان سب کی بابت ان سے باز پرس کی جائے گی۔

اہل باطل کا ایک فریب:

منافق ہمیشہ اپنے آپ کو اہل ایمان کے زمرہ میں شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اپنے ایمان کا ذکر اس طرح کرتا ہے کہ گویا وہ بھی ویسا ہی
مومن ہے جیسے دوسرے ہیں، فرمایا لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو زبانی دعویٰ کرتا ہے کہ ہم اللہ وحدہ لا شریک پر اور اس کی نازل کردہ
شریعت پر ایمان لائے، مگر اس کے ایمان لانے کی حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ کی راہ میں اس پر کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو کفار کی دھمکیوں، ظلم
و تم اور قید و بند کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیتا ہے، اور ان تکالیف اور مصائب کی وجہ سے ایمان پر ثابت قدم رہنے کے بجائے اس کا ایمان
متزلزل ہو جاتا ہے اور وہ گھبرا کر ایمان اور نیکی کو چھوڑ کر کفار کے ساتھ جا ملتا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فِتْنَتُهُ أَنْ يَزْتَدَّ عَنْ دِينِ اللَّهِ إِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کی آزمائش یہ ہے کہ جب اسے اللہ کے رستے میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو وہ دین سے مرتد ہو جاتا ہے۔^۱ اب اگر دین کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و غلبہ نصیب ہو جائے تو یہی شخص فتح کے ثمرات میں حصہ بنانے کے لئے آجائے گا اور مسلمانوں سے کہے گا کہ میں تو تمہارا دینی بھائی ہوں اور تمہاری کامیابی و کامرانی کے لئے بارگاہ الہی میں گڑگڑاتا رہا ہوں، میری نگاہ میں تمہاری جانفشانیوں اور قربانیوں کی بڑی قدر و منزلت ہے، ایسے لوگ ان لوگوں کی صنف سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَىٰ إِنَّ الْمُبِينَ ۝۱۱ يَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَمَا لَا يَنْفَعُهُمْ ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۝۱۲

ترجمہ: اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے اگر فائدہ ہو تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آگئی تو الٹا پھر گیا اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی، یہ ہے صریح خسارہ، پھر وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتا ہے جو نہ اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ، یہ ہے گمراہی کی انتہا۔
الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ بِكُمُ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ وَإِنْ كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۳

ترجمہ: یہ منافق تمہارے معاملے میں انتظار کر رہے ہیں (کہ اونٹ کس کس روٹ بیٹھتا ہے) اگر اللہ کی طرف سے فتح تمہاری ہوئی تو آ کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اگر کافروں کا پلہ بھاری رہا تو ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے خلاف لڑنے پر قادر نہ تھے اور پھر بھی ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچایا؟۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ ضَعْفِ الْيَقِينِ أَنْ تُوضِيَ النَّاسَ بِسَخَطِ اللَّهِ، وَأَنْ تُخَمِّدَهُمْ عَلَى رِزْقِ اللَّهِ، وَأَنْ تَذُمَّهُمْ عَلَى مَا لَمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ إِنَّ رِزْقَ اللَّهِ لَا يَجُزُّهُ حِزْبٌ حَرِيصٌ، وَلَا يَزِدُّهُ كُزُّهُ كَارِهِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ یہ (ایمان اور اللہ پر) یقین کی کمزوری کی علامات ہیں کہ تو اللہ کی ناراضی مول لے کر لوگوں کو خوش کرے اور اللہ نے جو رزق لوگوں کو دے رکھا ہے اس پر تو ان کی مدح و ستائش کرے اور جو رزق اللہ نے (لوگوں کو دیا ہے لیکن) تجھے نہیں دیا اس پر تو ان کی مذمت کرے، یقیناً اللہ تعالیٰ کے رزق کو نہ کسی حریص کھینچ کر لاسکتا ہے اور نہ کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی اسے روک سکتی ہے۔^{۱۴}

۱) تفسیر طبری ۲۰/۱۳

۲) الحج ۱۲، ۱۱

۳) النساء ۱۴

۴) شعيب الاميان ۲۰۳

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ التَّمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَى النَّاسَ عَنْهُ، وَمَنْ التَّمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَسَخَطَ النَّاسَ عَلَيْهِ
 ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی رکھے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔^①

گو تم لوگ زبان سے مسلمانوں کا ساتھی ہونا ظاہر کرتے ہو مگر کیا اللہ علام الغیوب کو جو دلوں میں چھپے بھید جانتا ہے لوگوں کے دلوں کا حال بخوبی معلوم نہیں ہے؟ جیسے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ②

ترجمہ: بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے، وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ③

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِيرُونَ وَمَا تَعْلَمُونَ ④ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑤

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا علم ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے، اور وہ دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

اور اللہ تو تمہیں خوشی اور تکالیف دے کر ضرور آزمائے گا تا کہ نیک و بد اور مومن و منافق پرست میں تمیز ہو جائے اور مخلص مومنوں کے درجات بلند کیے جائیں جیسے فرمایا

وَلَتَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجْهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ ⑥ وَتَبْلُوَنَّكُمْ ⑦

ترجمہ: ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالیں گے تا کہ تمہارے حالات کی جانچ کریں اور دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور ثابت قدم کون ہیں۔

غزوہ احد کے بعد جس میں مسلمان اختیار و امتحان کی بھٹی سے گزارے گئے، فرمایا

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ⑧

① موارد الظمان إلى زوائد ابن حبان ۳، ۱۵۴، ۱۵۴

② فاطر ۳۸

③ المؤمن ۱۹

④ التغابن ۴

⑤ محمد ۳۱

⑥ آل عمران ۱۷۹

ترجمہ: اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔

جب اہل ایمان کی تعداد روز افزوں تھی تو کفار و مشرکین کمزور اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو راہ راست سے بہکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اول تو حیات بعد الموت، حشر و نشر اور حساب کتاب کی یہ سب باتیں ایک ڈھکوسلے سے زیادہ نہیں ہیں لیکن اگر بالفرض محال کوئی دوسری زندگی ہے بھی اور اس میں کوئی باز پرس ہونی ہے تو تمہاری خطاؤں، گناہوں کو ہم اپنی گردنوں پر اٹھالیں گے اور جو عذاب ہو گا وہ ہم بھگت لیں گے اس لئے ہماری بات مان لو اور اس نئے دین کو یا اس کے کچھ حصے کو چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف پلٹ آؤ، اس فریب سے آگاہی کے لئے فرمایا قیامت کے روز وہ کسی کے گناہوں میں سے کچھ بھی اپنی گردنوں پر نہیں اٹھائیں گے اور نہ کسی کے جرم کی سزا کسی دوسرے ہی کو دی جائے گی، میدان محشر میں جہاں جہنم اپنے غیض و غضب سے پھٹنے کو ہو گی اور اس میں سے ہولناک آوازیں نکل رہی ہوں گی۔

تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ... ①

ترجمہ: شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی۔

اس عذاب کو دیکھ کر تو نفسا نفسی کا یہ عالم ہو گا

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاحَّةُ ② يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ③ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ④ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ⑤ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَ مَيِّدِ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ⑥

ترجمہ: آخر کار! جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہو گی اس روز آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آ پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔

اس ہولناک روز ہر شخص کو اپنی پڑی ہو گی اس وقت کوئی کسی کا عذاب اپنی گردن پر نہیں لے گا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ... ⑦

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

کوئی قریبی رشتہ دار بھی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جِهْلِيهَا لَا يُجْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ... ⑧

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنیٰ حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اور نہ کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو پوچھے گا کہ تو کس حال میں ہے۔

① الملک ۸

② عبس ۳ تا ۳

③ فاطر ۱۸

④ فاطر ۱۸

وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيماً ①

ترجمہ: اور کوئی جگرری دوست اپنے جگرری دوست کو نہ پوچھے گا۔

اور یہ تو اللہ کا ہمیشہ سے پیغام رہا ہے کہ قیامت کے روز کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

أَمْ لَمْ يُدَبِّبَا بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى ② وَأَبْرَهِيمَ الَّذِي وَفَّى ③ أَلَا تَرَوْا زُرَّةً وَزُرَّةً وَزُرَّةً أُخْرَى ④

ترجمہ: کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟ یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

وہ قطعاً جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے گناہوں کا بوجھ اپنی گردنوں پر اٹھالیں گے، ہاں! یہ ائمہ کفر اور داعیان ضلال قیامت کے روز اپنے

بوجھوں کے ساتھ ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جو ان کی سعی و کاوش سے گمراہ ہوئے تھے، اسی مضمون کو ایک مقام پر یوں فرمایا

لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّوهُمْ بَعِيرٌ عَلِيمٌ ⑤ أَلَا سَاءَ مَا يَزُرُونَ ⑥

ترجمہ: یہ باتیں وہ اس لیے کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اپنے بوجھ بھی پورے اٹھائیں اور ساتھ ساتھ کچھ ان لوگوں کے بوجھ بھی سمیٹیں جنہیں یہ بر بنائے جہالت گمراہ کر رہے ہیں۔

وہاں تو یہ عالم ہو گا کہ لوگ اپنی جان بچانے کے لئے کچھ بھی فدیہ میں دینے کو تیار ہوں گے مگر کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا، دیکھو! کیسی

سخت ذمہ داری ہے جو یہ اپنے سر لے رہے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ

لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ

آثَامِهِمْ شَيْئًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو راہ حق کی دعوت دے اسے اس قدر ثواب ہے جس قدر اس کی اتباع کرنے

والوں کو ہو گا ان اتباع کرنے والوں میں سے کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی تو اسے اس قدر گناہ

ہو گا جس قدر اس کی پیروی کرنے والوں کو ہو گا اس وجہ سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ

① المعارج ۱۰

② النجم ۳۶ تا ۳۸

③ النحل ۲۵

④ صحیح مسلم کتاب العلم باب مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ ۲۸۰۴، سنن ابوداؤد کتاب السنۃ

باب لُزُومِ السُّنَّةِ مِنْ دَعَا إِلَى كُزُومِ السَّنَةِ ۴۶۰۹، سنن ابن ماجہ المقدمة باب مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً ۲۰۳، جامع ترمذی

ابواب العلم باب مَا جَاءَ فِيمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتَّبَعَهُ أَوْ إِلَى ضَلَالَةٍ ۲۶۴۲، مسند احمد ۹۱۶۰، مسند البزار ۸۳۳۸، صحیح ابن حبان

۱۱۴، سنن دارمی ۵۳۰، مسند ابی یعلیٰ ۶۴۸۹، شرح السنۃ للبغوی ۱۰۹

الْأُولِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ أُولٌ مِنْ سَنِّ الْقَتْلِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین پر جتنی خونریزیاں ہوتی ہیں آدم علیہ السلام کا لڑکا جس نے اپنے بھائی کو ناحق قتل کر دیا تھا اس پر اس خون کا وبال پڑتا ہے کیونکہ قتل ناحق کی بری رسم اسی نے قائم کی تھی۔

اور روز قیامت یقیناً ان سے اس افترا پر دازی پر کہ ہم تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھالیں گے اور اسی طرح کی دوسری چالبازیوں کی بابت باز پرس کی جائیگی جو وہ کرتے رہے ہیں،

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَ مَا أُرْسِلَ بِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُقْسِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: وَعِزَّتِي لَا يَحُورُنِي الْيَوْمَ ظُلْمٌ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ فَيَقُولُ: أَيْنَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ؟ فَيَأْتِي تَتْبَعُهُ مِنْ الْحَسَنَاتِ امْتِنَالُ الْجِبَالِ فَيَشْخَصُ النَّاسُ إِلَيْهَا أَنْبَارُهُمْ حَتَّى يَفُومَ بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ الرَّحْمَنِ عِزًّا وَجَلًّا، ثُمَّ يَأْمُرُ الْمُنَادِي فَيُنَادِي مَنْ كَانَتْ لَهُ تَبَاعَةٌ أَوْ ظُلَامَةٌ عِنْدَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، فَهَأَمْ فَيَقْبَلُونَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا قِيَامًا بَيْنَ يَدَيْ الرَّحْمَنِ، فَيَقُولُ الرَّحْمَنُ: اقْضُوا عَنْ عَبْدِي فَيَقُولُونَ: كَيْفَ نَقْضِي عَنْهُ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: خُذُوا لَهُمْ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَلَا يَزَالُونَ يَأْخُذُونَ مِنْهَا حَتَّى لَا يَبْقَى لَهُ حَسَنَةٌ،

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کچھ پہنچا دیا جس کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا گیا تھا فرمایا اپنے آپ کو ظلم سے بچاؤ بے شک اللہ تعالیٰ روز قیامت قسم کھائے گا چنانچہ ارشاد فرمائے گا مجھے اپنی عزت (وجلال) کی قسم! آج ظلم مجھ سے بچ نہ سکے گا، پھر ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ وہ آئے گا تو اس کے پیچھے پہاڑوں جیسی نیکیاں آرہی ہوں گی، لوگ آنکھیں اٹھا اٹھا کر ان کی طرف دیکھیں گے حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے ہو جائے گا تو وہ منادی کا حکم دے گا اور یہ اعلان کرے گا کہ جس کا فلاں بن فلاں پر کوئی حق ہے یا اس نے کسی پر ظلم کیا ہے تو وہ آجائے، لوگ اکٹھے ہوتے جائیں گے اور رحمان عزوجل کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے، رحمان فرمائے گا میرے بندے کی طرف سے ادا کرو، وہ کہیں گے کہ ہم اس کی طرف سے کیسے ادا کریں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کی نیکیاں لے کر ان کو دے دو، (فرشتے) اس کی نیکیاں لے کر ان (حق داروں) کو دینا شروع کر دیں گے حتیٰ کہ اس کی نیکیاں نہ بچیں گی، وَقَدْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ الظُّلَمَاتِ، فَيَقُولُ: اقْضُوا عَنْ عَبْدِي: فَيَقُولُونَ: كَيْفَ نَقْضِي عَنْهُ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: خُذُوا لَهُمْ مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَلَا يَزَالُونَ يَأْخُذُونَ مِنْهَا حَتَّى لَا يَبْقَى لَهُ حَسَنَةٌ، وَقَدْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ الظُّلَمَاتِ فَيَقُولُ: اقْضُوا عَنْ عَبْدِي، فَيَقُولُونَ: لَمْ يَبْقَ لَهُ حَسَنَةٌ، فَيَقُولُ: خُذُوا مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ فَأَحْمِلُوهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ نَزَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۳۵، وکتاب الديات باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ أَخْيَاها ۶۸۶۷، وکتاب الإغصام بالکتاب والسنة باب إِيَّامٍ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً ۴۳۲۱، صحیح مسلم کتاب القسامة والحاربين باب بَيَانِ إِيَّامٍ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ ۴۳۷۹، سنن ابن ماجه کتاب الديات باب التَّغْلِيظِ فِي قَتْلِ مُسْلِمٍ ظُلْمًا ۲۶۱۷، سنن نسائی کتاب المحاربة کتاب تحريم الدم ۳۹۹۰، مسند احمد ۳۶۳۰، السنن الكبرى للنسائی ۳۲۳۳، مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۷۵۹، شرح السنة للبغوی ۱۱

بِهَذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ: {وَلِيَحْمِلْنَ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيَسْأَلَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ} ﴿۱﴾
 اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کی طرف سے ادا کرو تو فرشتے کہیں گے اس کی تو ایک نیکی بھی نہیں بچی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان حق داروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دو، پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت کریمہ سے استدلال فرمایا وَلِيَحْمِلْنَ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيَسْأَلَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ”ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی اور قیامت کے روز یقیناً ان سے ان افترا پر داز یوں کی باز پرس ہوگی جو وہ کرتے رہے ہیں۔“ ﴿۲﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَدَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جانئے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور اسباب نہ ہو، آپ ﷺ نے فرمایا یقیناً میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزے اور زکوٰۃ سمیت حاضر ہو گا جبکہ اس نے کسی کو گالی دی ہے کسی پر بہتان باندھا ہے کسی کا مال کھایا ہے کسی کا خون بہایا ہے اور کسی کو مارا ہے، چنانچہ اس (مظلوم) کو اس کی نیکیوں میں سے کچھ دیا جائے گا اور اس کو بھی اس کی نیکیوں میں سے (دیا جائے گا) پس اگر اس عائد شدہ حقوق کی مکمل ادائیگی ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان (مظلومین) کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ ﴿۳﴾

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ

اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان میں ساڑھے نو سو سال تک رہے، پھر تو انہیں طوفان نے دھر پکڑا

الطُّوفَانَ وَهُمْ ظَلُمُونَ ﴿۴﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ﴿۵﴾

اور وہ تھے ظالم، پھر ہم نے انہیں اور شقی والوں کو نجات دی اور اس واقعہ کو ہم نے تمام جہان کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا،

وَأَبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اور ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو، اگر تم میں دانائی

﴿۱﴾ العنکبوت: ۱۳

﴿۲﴾ تفسیر ابن ابی حاتم ۹۳۰۳۹، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۶/۳۵۴

﴿۳﴾ صحیح مسلم کتاب البرِّ والصَّلةِ وَالْأَدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۹

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَ تَخْلُقُونَ إِفْكًا

ہے تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے، تم تو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ کر رہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے ہو،

إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَبْلُغُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا

سنو! جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ تو تمہاری روزی کے مالک نہیں پس تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ ہی سے

عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوهُ وَ اشْكُرُوا لَهُ ۗ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۹﴾ وَ إِنْ تَكْذِبُوا فَقَدْ كَذَّبَ

روزیاں طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کی شکر گزاری کرو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے، اور اگر تم جھٹلاؤ

أُمَّمٍ مِّن قَبْلِكُمْ ۗ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۲۰﴾ (العنکبوت ۱۸ تا ۲۰)

تو تم سے پہلے کی امتوں نے بھی جھٹلایا ہے، رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی:

پھر نوح ﷺ اور ابراہیم ﷺ کا حوالہ دے کر فرمایا ہم نے اپنے بندے اور رسول نوح ﷺ کو ان کی قوم میں مبعوث فرمایا جو تمہاری طرح بے شمار چھوٹے بڑے معبودان باطلہ کی پرستش میں مبتلا تھے، نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد نوح ﷺ ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو صبر و ثبات اور عزم و استقلال کے ساتھ رات دن، کھلے اور چھپے دعوت توحید دیتے رہے، اس دوران وہ انہیں مسلسل ایمان لانے پر اللہ کی خوشنودی اور جنت کی لازوال اور دائمی نعمتوں کی خوشخبریاں اور انکار پر جہنم کے المناک عذاب کی وعید سناتے رہے، مگر اتنی طویل مدت تک قوم کے شداہد برداشت کرنے کے باوجود وہ اپنی قوم کو دعوت دینے سے اکتائے اور نہ ان کی خیر خواہی سے باز آئے، مگر ان کی قوم رشد و ہدایت قبول کرنے کے بجائے اپنی سرکشی اور گمراہی میں اور بڑھتی چلی گئی، بالآخر نوح ﷺ نے بے انتہا صبر، حلم اور تحمل کے باوجود ان الفاظ میں بددعا کی۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِينَ دَكِيْرًا ﴿۲۱﴾ إِنَّكَ إِنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فٰجِرًا كَفّٰرًا ﴿۲۲﴾ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اور نوح نے دعا کی میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑا اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہو گا بدکار اور سخت کافر ہی ہو گا۔

اور اللہ علام الغیوب نے بھی توثیق فرمائی۔

وَأَوْحِيْ اِلَى نُوحٍ اَنْهٗ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ... ﴿۲۲﴾ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: نوح پر رومی کی گئی کہ تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے بس وہ لا چکے اب کوئی ماننے والا نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اپنے نبی اور چند اہل ایمان کو اپنے فضل و کرم سے سفینہ نوح کے ذریعہ سے بچالیا اور دعوت حق کی تکذیب کرنے والوں کو ان کے جرم کی سزا میں غرق کر کے دنیا کے لئے نشان عبرت بنا دیا، جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُورُ ۖ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مَنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿۵۱﴾ ﴿۵۲﴾

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا اور وہ تنور اہل پڑا تو ہم نے کہا ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لو اپنے گھر والوں کو بھی، سوائے ان اشخاص کے جن کی نشاندہی پہلے کی جا چکی ہے اس میں سوار کرو اور ان لوگوں کو بھی بٹھالو جو ایمان لائے ہیں اور تھوڑے ہی لوگ تھے جو نوح کے ساتھ ایمان لائے تھے۔

وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِكَ الْمَسْحُورِ ﴿۵۳﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿۵۴﴾

ترجمہ: ان کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا اور پھر ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کریں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔

إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴿۵۵﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَأَعْيُنٌ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: جب پانی کا طوفان حد سے گزر گیا تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر دیا تھا تاکہ اس واقعہ کو تمہارے لیے ایک سبق آموز یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اس کی یاد محفوظ رکھیں۔

تو اے نبی ﷺ! آپ اپنی قوم کی تکذیب پر دل رنجیدہ نہ کریں ہدایت و ضلالت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

جن لوگوں کے مقدر میں جہنم کا بندھن بنا لکھ دیا گیا ہے وہ کوئی بھی نشانی دیکھ لیں انہیں ایمان نصیب نہیں ہوگا، جیسے فرمایا

وَلَوْ جَاءَهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَبْلُغُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۵۸﴾ ﴿۵۹﴾

ترجمہ: ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آجائے وہ بھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

﴿۱﴾ ہود ۲۰

﴿۲﴾ یسین ۴۱، ۴۲

﴿۳﴾ الحاقة ۱۱، ۱۲

﴿۴﴾ القصص ۵۶

﴿۵﴾ یونس ۹۷

جس طرح نوح عَلَيْهِ السَّلَامُ کو اور ان کے پیروکاروں کو نجات ملی تھی اور ان کی تکذیب کرنے والے ہلاک ہو گئے تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید آپ ہی کو حاصل ہوگی، اور آخر میں غلبہ آپ ہی کو ملے گا اور آپ کے مخالفین ذلیل و خوار ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے امام الموحدين ابراہیم خلیل اللہ کو ان کی قوم میں مبعوث فرمایا انہوں نے بھی اپنی قوم کو یہی بنیادی دعوت دی تھی کہ اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈرو اور معبودان باطلہ کی پرستش سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی کرو، تمہارے ان معبودوں کا وجود ایک جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے، یہ تو سونے چاندی، پیتل اور مٹی پتھر کے چند بے جان ٹکڑے ہیں جنہیں تم اپنی خواہش کے مطابق تراش کر ایک خاص شکل و صورت بناتے ہو، پھر انہیں خدائی اختیار و صفات سونپ کر ان کی عبادت اور تمسک کے لئے جھوٹے احکام گھڑتے ہو، پھر اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے ان بے جان بتوں سے امیدیں وابستہ کرتے ہو اور انہیں حاجت روا اور مشکل کشا باور کر لیتے ہو، حالانکہ یہ بت نہ تو دیکھ سکتے ہیں کہ تمہاری حالت زار کا مشاہدہ کر سکیں، یہ نہ تو تمہاری پکار کو سن سکتے ہیں، نہ ہی تمہیں نفع یا نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہی تمہاری روزی کے اسباب و وسائل میں سے کسی بھی چیز کے مالک ہیں، نہ یہ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں، نہ زمین میں درخت اگا سکتے ہیں اور نہ سورج کی حرارت پہنچا سکتے ہیں اور نہ تمہیں وہ صلاحیتیں دے سکتے ہیں جنہیں بروئے کار لا کر تم قدرت کی ان چیزوں سے فیض یاب ہوتے ہو تو یہ بے جان خوبصورت ٹکڑے تمہارے روزی رسال کیسے ہو سکتے ہیں، مشکلات و مصائب میں تمہاری حاجت روائی اور مشکل کشائی کیسے کر سکتے ہیں، اللہ ہی اپنی تمام مخلوقات کو رزق دینے والا ہے اور ہر مخلوق اللہ کا شکر بجالاتی اور حمد بیان کرتی ہے، اللہ نے تمہیں تمام مخلوقات پر فوقیت عطا فرمائی ہے جب تم بھی اس کا رزق کھاتے ہو تو اسی کی بے شمار عطا فرمائی ہوئی نعمتوں کا شکر داکرو اور اسی وحدہ لا شریک کی عبادت کرو، اور تمہارا یہ عقیدہ کہ یہ بے شمار چھوٹے بڑے دیوی دیوتا اللہ کے اوتار یا اس کی اولاد ہیں، اللہ کے مقرب خاص اور اس کے ہاں شفیع ہیں، یہ شفا دینے والے ہیں، اولاد عطا فرمانے والے ہیں، تمہاری پرورش کا سامان کرتے اور رزق مہیا کرنے والے ہیں، زندگی اور موت کی قدرت رکھتے ہیں اور تمہارا مستقبل ان کی عنایات سے وابستہ ہے کہ اگر یہ ناراض ہو گئے تو تمہارا خانہ خراب کر دیں گے؟ اس طرح کی تمام باتیں تم لوگوں نے اپنے وہم و گمان سے خود تصنیف کر لی ہیں حالانکہ ان میں سے کوئی بھی نہ تو خود معبودیت کا استحقاق رکھتا ہے اور نہ ہی ان کو کوئی طاقت، قدرت و اختیار حاصل ہے، اس لئے اللہ کی نافرمانی سے ڈرو جس کی طرف تم لوگوں نے پلٹنا ہے، اس دن وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا اور جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے رہے ہو اس کے بارے میں تمہیں آگاہ کرے گا، پس تم شرک کی حالت میں اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے بچو اور اپنی ہر چھوٹی بڑی ضرورت اور مشکل میں اللہ کی طرف رجوع کرو جو سندا دیکھتا اور جانتا ہے، جس کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے اور اپنی دائمی زندگی کی فکر کرو، اور اگر میری دعوت توحید، موت کے بعد دوبارہ زندگی اور حشر و نشر کو جھٹلاتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں، نوح عَلَيْهِ السَّلَامُ، ہود عَلَيْهِ السَّلَامُ اور صالح عَلَيْهِ السَّلَامُ وغیرہ بھی یہی تعلیم لے کر آئے تھے اور ان کی قوموں نے بھی تمہاری طرح اس دعوت کو جھٹلایا تھا اب اپنے ارد گرد ان بستیوں کے آثار دیکھ لو کہ نبیوں اور ان کی تعلیمات کو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا، جیسے فرمایا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ۝ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنٌ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۝ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ۝ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: ان سے پہلے نوح عَلَيْهِ السَّلَامُ کی قوم، اور اصحاب الرِّسِّ، اور ثمود، اور عاد، اور فرعون، اور لوط کے بھائی، اور ایک والے، اور تبع کی قوم کے لوگ

بھی جھٹلا چکے ہیں، ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا اور آخر کار میری وعید ان پر چسپاں ہوگئی۔
 ... كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ ﴿۴۰﴾
 ترجمہ: اسی طرح تو ان سے پہلے کے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں پھر دیکھ لو ان ظالموں کا کیا انجام ہوا۔

اَوْ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهٗ ۗ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۳۹﴾

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ مخلوق کی ابتدا کس طرح اللہ نے کی پھر اللہ اس کا عاودہ کرے گا یہ تو اللہ تعالیٰ پر بہت ہی آسان ہے،

قُلْ سَيُرَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ بَدَا الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنشِئُهٗ

کہہ دیجئے! کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابتداءً پیدائش کی، پھر اللہ تعالیٰ ہی دوسری نئی

النَّشَاةَ الْاٰخِرَةَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾ (العنكبوت ۱۹۲۰)

پیدائش کرے گا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

توحید و رسالت کے اثبات کے بعد آخرت کا اثبات کیا گیا جس کا کفار شدت سے انکار کرتے تھے، فرمایا تمہیں پہلی مرتبہ پید کرنے والا بھی وہی اللہ وحدہ لا شریک ہے جب سرے سے تمہارا وجود ہی نہیں تھا، جیسے فرمایا

اَوْ لَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّا نَعْلَمُ شَيْءًا ﴿۴۱﴾ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: کیا انسان کو یاد نہیں آتا کہ ہم پہلے اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا؟۔

هَلْ اَنْتَ عَلَى الْاِنْسَانِ حَيِّنٌ ۚ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْءًا مِّنْ دُوْرًا ﴿۴۱﴾ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: کیا انسان پر لاتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا؟۔

پھر تم دیکھنے، سننے اور سمجھنے والے بن گئے، جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْءًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ﴿۴۴﴾

ترجمہ: اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے، اس نے تمہیں کان دیے، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیے اس لیے کہ تم شکر گزار بنو۔

﴿۴۱﴾ یونس ۳۹

﴿۴۲﴾ مریم ۶۷

﴿۴۳﴾ الدھرا

﴿۴۴﴾ النحل ۷۸

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٤٦﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں سننے اور دیکھنے کی قوتیں دیں اور سوچنے کو دل دیے۔ مگر اللہ کی بے شمار نعمتوں کے باوجود تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٤٧﴾

ترجمہ: پھر اسے نک سسک سے درست کیا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور تم کو کان دیے، آنکھیں دیں اور دل دیے، تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٤٨﴾

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیے، مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

اور پھر جب تم مر کر مٹی میں مل جاؤ گے، بظاہر تمہارا نام و نشان تک مٹ جائے گا تب بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ فرمائے گا اور ایسا کرنا اس کے لئے زیادہ آسان ہے، یہ بات تمہیں چاہے کتنی ہی مشکل لگے مگر اللہ کے لئے یہ بہت آسان ہے، اگر تمہیں ابتدائے تخلیق میں کوئی شک و شبہ ہے تو کائنات میں پھیل اللہ کی بے شمار نشانیوں کو دیکھو، اس زمین پر غور و تدبر کرو کس طرح اللہ نے اسے فرش کی طرح بچھایا ہے، اس میں کس طرح رنگارنگ بلند و بالا پہاڑوں کو میخوں کی طرح نصب کیا ہے، جیسے فرمایا

وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: ان پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے؟ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟۔

وسیع و عریض سرسبز وادیاں، بہتے دریا اور سمندر بنائے جس میں تمہاری کشتیاں چلتی ہیں، اور اسی زمین سے انواع و اقسام کی روزیاں اور طرح طرح کے پھل پیدا کیے، کیا یہ سب چیزیں اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ انہیں بنایا گیا ہے اور ان کا کوئی بنانے والا بھی ہے، جیسے فرمایا

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٢٥﴾

ترجمہ: کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟۔

جب اللہ پہلی بار بغیر کسی نمونے اور نقشے کے یہ سب کچھ تخلیق کر سکتا ہے تو اتنا بڑا اصانع و قدیر اللہ کیا کچھ نہیں کر سکتا، کیا اس کے لئے جن وانس کو دوبارہ زندہ کرنا مشکل ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اللہ کی قدرت کسی چیز سے عاجز نہیں، جس طرح وہ تخلیق کی ابتدا

﴿١﴾ المؤمنون ٤٨

﴿٢﴾ السجدة ٩

﴿٣﴾ الملك ٢٣

﴿٤﴾ الغاشية ١٩، ٢٠

﴿٥﴾ الطور ٣٥

پر قادر ہے اسی طرح تخلیق کے اعادہ پر اس کا قادر ہونا زیادہ اولیٰ اور زیادہ لائق ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ... ۲۵ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

إِنَّهُ هُوَ يَبْدَأُ وَيُعِيدُ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

اس لئے اس حقیقت کو تسلیم کرو اور آخرت کے حساب و کتاب کی فکر کرو۔

يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّيْلَةُ تُقْلَبُونَ ﴿۲۷﴾ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ

جسے چاہے عذاب کرے جس پر چاہے رحم کرے، سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، تم نہ تو زمین میں اللہ تعالیٰ کو عاجز

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِينَ

کر سکتے ہو نہ آسمان میں، اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی ولی ہے نہ مددگار، جو لوگ

كَفَرُوا بآيَاتِ اللَّهِ وَ لِقَابِهِ ۖ يُكْفَرُونَ ﴿۲۹﴾ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ دَاعِيَ ۚ وَمَا يَرْتَدِّتُهُمْ جَبَابٌ ۙ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کی ملاقات کو بھلاتے ہیں وہ میری رحمت سے ناامید ہو جائیں اور ان لیے دردناک عذاب ہے،

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۗ

ان کی قوم کا جواب بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے کہ اسے مار ڈالو یا اسے جلادو، آخرش اللہ نے انہیں آگ سے بچالیا،

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳۰﴾ (العنكبوت ۲۳ تا ۲۴)

اس میں ایمان والے لوگوں کے لیے تو بہت سی نشانیاں ہیں۔

لوگو! اللہ وحدہ لا شریک ہی اس عظیم الشان کائنات کا اصل حاکم اور متصرف ہے، وہ اپنی حکمت و مشیت سے جسے چاہے سزا دے اور جس پر چاہے رحم فرمائے اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا، یعنی وہ اکیلا ہے جو اطاعت کرنے والوں کو ثواب عطا کرتا ہے اور انہیں اپنی وسیع رحمت کے سائے میں لیتا ہے اور نافرمانوں کو عذاب دیتا ہے، پھر ایک وقت مقررہ پر تمہیں اعمال کی جزا کے لئے اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جہاں تم پر اس کے عذاب یا رحمت کے احکام جاری ہوں گے، اس لئے اس دنیا میں نیکیوں کا اكتساب کر لو جو اس کی رحمت کا سبب ہیں اور اس کی نافرمانیوں سے دور رہو جو اس کے عذاب کا باعث ہیں، اور اے جھٹلانے والو! یہ نہ سمجھو کہ تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ جاؤ گے، تم زمین کی گہری تہوں میں

اتر جاؤ یا آسمان کی بلندیوں میں پہنچ جاؤ مگر پھر بھی تم اللہ کی گرفت سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔

يُبْعَثُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَنِ ۗ ﴿٣٣﴾

ترجمہ: اے گروہ جن وانس! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو نہیں بھاگ سکتے اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔

اور میدان محشر میں تمہیں اللہ مالک یوم الدین کے مواخذہ سے بچانے والا کوئی سرپرست اور جہنم میں جانے سے روکنے والا کوئی مددگار نہیں ہوگا، اللہ کی رحمت دنیا میں عام ہے جس سے کافر اور منوں، منافق اور مخلص اور نیک و بد سب یکساں طور پر مستفید ہو رہے ہیں، جیسے فرمایا

... وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ... ﴿٥٤﴾ ﴿٥٥﴾

ترجمہ: مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

مگر جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اس کے رسولوں اور ان کی لائی ہوئی کتابوں کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے کو جھٹلایا اس روز وہ میری رحمت سے ناامید ہوں گے، یعنی ان کے حصے میں رحمت الہی نہیں آئے گی اور ان کے لیے جہنم کا دردناک سزا ہے، اس مضمون کو ایک

مقام پر یوں بیان فرمایا

... فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٦﴾ ﴿٥٧﴾

ترجمہ: اور اُسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔ اللہ کی توحید اور اس کی قدرت و طاقت کو بیان کرنے کے بعد سلسلہ کلام پھر ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کی طرف پھیر کر فرمایا کہ جب قوم ابراہیم علیہ السلام کے توحید اور آخرت کے اثبات میں دیے معقول دلائل و براہین کا کوئی جواب نہ دے سکی تو انہوں نے شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ حق بات کہنے والی اس زبان کو کاٹ دیا جائے اور ایسے ظالم شخص سے چھکارا حاصل کرنے کے لئے قتل یا اسے جلاؤ انا چاہیے تاکہ ہر اس شخص کو عبرت حاصل ہو جو ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسی حرکت کرے، یعنی بدترین طریقے سے قتل کر دو، وہ قدرت رکھنے والے اصحاب اقتدار تھے چنانچہ انہوں نے آگ میں ڈال دینے کا فیصلہ کیا، اس سلسلہ میں انہوں نے بہت بڑا لاؤ تیار کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں پھینک دیا، جیسے فرمایا

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٥٨﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٥٩﴾ ﴿٦٠﴾

ترجمہ: انہوں نے آپس میں کہا اس کے لیے ایک لاؤ تیار کرو اور اسے دکتی ہوئی آگ کے ڈھیر میں پھینک دو انہوں نے اس کے خلاف ایک

﴿١﴾ الرحمن ۳۳

﴿٢﴾ الاعراف ۱۵۶

﴿٣﴾ الاعراف ۱۵۶

﴿٤﴾ الصافات ۹۸، ۹۷

کارروائی کرنی چاہتی تھی مگر ہم نے انہی کو نیچا دکھادیا۔
اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق آگ کو براہ راست حکم فرمایا

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا إِلَهَتَكُمْ إِنَّ كُنْتُمْ فُعَلِينَ ﴿۱۸۹۵﴾ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۱۸۹۶﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا جلاؤ اواس کو اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے، ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا
ابراہیم پر۔

چنانچہ آگ گل و گلزار بن گئی اور اس طرح اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو معجزانہ طریقہ سے آگ میں جلنے سے بچالیا، یقیناً ایمان لانے والوں کے
لئے ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں عبرت کی بڑی نشانیاں ہیں۔

وَ قَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ

(حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے کہا کہ تم نے جن بتوں کی پرستش اللہ کے سوا کی ہے انہیں تم نے اپنی آپس کی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَ يَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا

دنیاوی دوستی کی بنا ٹھہرائی ہے، تم سب قیامت کے دن ایک دوسرے سے کفر کرنے لگو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرنے لگو

وَ مَا إِلَهُكُمْ إِلَّا النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّن نَّصِيرِينَ ﴿۱۸۹۶﴾ (العنکبوت ۲۵)

گے، اور تمہارا سب کا ٹھکانا دوزخ ہو گا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہو گا۔

اور اے اہل مکہ! آگ سے صحیح سلامت نکل آنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے جس کی ذریت ہونے پر تم فخر کرتے ہو، جن کی پیروی کا تم
دعوئی کرتے ہو، اس نے اپنی مشرک قوم سے کہا تھا اس چند روزہ زندگی میں بت پرستی تمہاری اجتماعی، اتفاق اور آپس کی دوستی کی بنیاد بن
گئی ہے، اگر تم ان کی پرستش کرنی چھوڑ دو تو تمہاری قومیت اور دوستی کا شیرازہ بکھر جائے گا مگر روز آخرت جب تمہارے ہاتھوں میں نامہ اعمال
تھمایا جائے گا اور تم جہنم کو اپنے سامنے غیض و غضب کی حالت میں دیکھو گے تو معاملہ اس کے برعکس ہو جائے گا، تمہارے باطل عقیدہ پر مبنی
یہ رشتہ داریاں، دوستیاں، محبتیں، نفرت، دشمنی اور اختلاف میں بدل جائیں گی، عقیدتوں کی جگہ نفرت اور اتفاق کے بدلے اختلاف ہو جائے
گا، تمام عابد اور معبود ایک دوسرے سے برات کا اظہار کریں گے، جیسے فرمایا

إِلَّا خَلَاءَ يَوْمَئِذٍ يَبْعَضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوًّا إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿۱۸۹۷﴾

ترجمہ: وہ دن جب آئے گا تو متقین کو چھوڑ کر باقی سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

باپ، بیٹا، شوہر بیوی، پیر اور مرید ہر ایک اپنی گمراہی کا ذمہ دار دوسرے کو ٹھیرائے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور اللہ سے درخواست

کرے گا کہ اے اللہ! دنیا میں جب تیرے پیغمبر نے مجھے سیدھے راستے پر چلنے کی دعوت دی اس وقت اس شخص نے مجھے گمراہی میں ڈالا اور میرے سیدھے راستے پر چلنے میں مانع رہا اس لئے اس کو دوہرا عذاب دے، جیسے فرمایا

... كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعْنَتٌ لِّعَنْتِ أَخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا آذَرَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرِبُهُمْ وَلَاؤَلَهُمُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَأَتَيْنَهُمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ --- ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اللہ فرمائے گا جاؤ تم بھی اسی جہنم میں چلے جاؤ جس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے گروہ جن وانس جا چکے ہیں، ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا حتیٰ کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے۔

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَّرْنَا فَمَا ضَلُّونَا السَّبِيلَا ﴿۳۹﴾ رَبَّنَا آتِنَهُمْ صُغْفُورًا مِّنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَتُهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ: اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

اس وقت تمہارے یہ سارے معبود بھی تمہارے دشمن بن جائیں گے اور تمہاری عبادت کے بھی منکر ہوں گے، جیسے فرمایا

وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كُفْرِينَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

پھر مشکل کی اس سخت گھڑی میں تمہاری مدد کرنے والا اور اللہ سے سفارش کرنے والا کوئی نہیں ہوگا اور انجام کار عابد و معبود دونوں جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

فَأَمِّنَ لَهُ لَوْطُ م وَ قَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ط

پس حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر حضرت لوط (علیہ السلام) ایمان لائے اور کہنے لگے کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے

إِنَّكَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۴۲﴾ وَ هَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ وَ جَعَلْنَا

والا ہوں، وہ بڑا ہی غالب اور حکیم ہے، اور ہم نے انہیں (ابراہیم کو) اسحاق و یعقوب (علیہما السلام) عطا کیے اور ہم نے

فِي ذُرِّيَّتِهِ النَّبُوَّةَ وَ الْكِتَابَ وَ اتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَ إِنَّكَ فِي الْآخِرَةِ

نبوت اور کتاب ان کی اولاد میں ہی کر دی، اور ہم نے دنیا میں بھی اسے ثواب دیا اور آخرت میں تو وہ

﴿۱﴾ الاعراف ۳۸

﴿۲﴾ الاحزاب ۶۸، ۶۷

﴿۳﴾ الاحقاف ۶

لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۳۷﴾ وَ لَوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

صالح لوگوں میں سے ہے، اور حضرت لوط (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم بہد کاری پر اتر

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿۳۸﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۗ

آئے ہو جسے تم سے پہلے دنیا بھر میں سے کسی نے نہیں کیا، کیا تم مردوں کے پاس بدغلی کے لیے آتے ہو اور راستے بند کرتے ہو

وَ تَأْتُونَ فِي نَادِيكُمْ الْمُنْكَرَ ۗ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا

اور اپنی عام مجلسوں میں بے حیائیوں کا کام کرتے ہو؟ اس کے جواب میں اس کی قوم نے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہا

إِنَّا نَعْتَابُ بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي

بس جا اگر سچا ہے تو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ، حضرت لوط (علیہ السلام) نے دعا کی کہ پروردگار!

عَلَى الْقَوْمِ الْمَفْسِدِينَ ﴿۴۰﴾ (العنکبوت ۳۶-۳۷-۳۸)

اس مفسد قوم پر میری مدد فرما۔

جب ابراہیم علیہ السلام آگ سے معجزانہ طور پر زندہ سلامت باہر نکل آئے تو اس وقت اس وقت اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کے دل کو سیدھے راستے کی ہدایت بخشی اور آپ نعت ایمان سے فیض یاب ہوئے، جب اپنے ملک میں رہنا مشکل ہو گیا تو ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی خاطر اس ملک کو چھوڑ کر ہجرت کرتا ہوں اب میرا رب جہاں مجھے لے جائے وہیں چلا جاؤں گا، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اس کا ہر فیصلہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ سارہ اور لوط علیہ السلام نے اپنا وطن چھوڑ دیا اس سرزمین (شام) کی طرف روانہ ہوئے جس میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی ہیں، اور ہم نے سارہ کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام کے بعد اسے ہاجرہ کے بطن سے اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام (جیسی اولاد) عنایت فرمائی، جیسے فرمایا

فَلَمَّا اعْتَزَلْتَهُمْ وَمَا يُعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَ هَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۗ وَ كَلَّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۱﴾

ترجمہ: پس جب وہ ان لوگوں سے اور ان کے معبودان غیر اللہ سے جدا ہو گیا تو ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو نبی بنایا۔

وَ هَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۗ وَ كَلَّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: اور ہم نے اسے اسحاق علیہ السلام عطا کیا اور یعقوب علیہ السلام اس پر مزید اور ہر ایک کو صالح بنایا۔

... فَبَشِّرْهُم بِمَا يَسْئَلُونَ ۗ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ﴿۴۳﴾

﴿۴۱﴾ مریم ۴۹

﴿۴۲﴾ الانبیاء ۷۴

﴿۴۳﴾ ہود ۷۷

ترجمہ: پھر ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔

اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی، اور ڈھائی ہزار سال کے بعد اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے اور ان پر قرآن جیسی جلیل القدر کتاب نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں سرفرازی عطا فرمائی کہ چار ہزار برس سے ہر مذہب کے لوگ چاہے عیسائی ہوں، یہودی ہوں، مسلمان ہوں یا مشرکین سب ابراہیم علیہ السلام کی عزت و تکریم کرتے اور بالاتفاق انہیں اپنا پیشوا مانتے ہیں اور آخرت میں وہ یقیناً بلند درجات کے حامل زمرہ صالحین میں سے ہوگا، جیسے فرمایا

وَاتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۗ وَاِنَّهُ فِي الْاٰخِرَةِ لَكٰوْنٍ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: دنیا میں اس کو بھلائی دی اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کی ہدایت کے لئے منصب رسالت پر سرفراز فرما کر اردن کی طرف روانہ کیا جو ابراہیم علیہ السلام کی جائے ہجرت خبرون (موجودہ الخلیل) کے جنوب مشرق میں چند میل کے فاصلے پر تھا یہ علاقہ نشیب میں واقع تھا اور خبرون کی پہاڑیوں سے صاف نظر آتا ہے اس کے قریب ہی ایک اور شہر عامور ابھی تھا ان کے چار بڑے شہر تھے جن میں ایک کانام ضغریا ضوغر تھا جو بحیرہ مردار کے جنوبی کنارے پر تھا آجکل غور اصافی نامی قصبہ آباد ہے،

أرسل الله لوطاً إلى المدائن الخسمن، وهي: سدوم، وعمورا، وأدموتا، وصاعورا، وصابورا

مسودی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو مدین کے شہروں سدوم، عمورا، ادموتا، صاعورا، اور صابورا کی طرف بھیجا۔ ﴿۳۱﴾

لوط علیہ السلام کی قوم مشرک تھی ارد گرد کے دوسرے علاقوں کی طرح یہ بھی بے شمار اصنام بنا کر ان کی مشرکانہ رسم و رواج، عبادت میں ڈوبے ہوئے تھے، انہوں نے طاغوت کو ہی اپنا الہ بنا رکھا تھا، دوسرے عیوب و فواحش کے علاوہ یہ لوگ طبعی زندگی کے عیش و آرام و لذت پرستی پر بری طرح فریفتہ تھے مگر ان کا کام جو بطور خاص اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں بیان کیا ہے دنیا سے نرالا، انوکھا، منفرد ہی تھا، ایسا کام جو جانوروں کو بھی شرمادے، اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر مخلوق کا جوڑا جوڑا بنایا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے لئے بنایا اس مقصد کے لئے ایک دوسرے کی طرف قدرتا طبعی رجحان رکھا اس لئے نہیں کہ بے شعور جانوروں کی طرح زندگی گزاریں جس سے کنبوں اور خاندانوں میں قتل و غارت اور زمین پر فساد برپا ہو جائے بلکہ اس لئے کہ وہ باشعور مخلوق ہوتے ہوئے اللہ کانام لے کر نکاح کریں اور ایک کنبے کی بنیاد رکھیں ان کی اولاد ہو اور نسل انسانی نشوونما پائے اور دونوں مرد و عورت جائز طریقہ پر پاکیزہ زندگی گزاریں، مگر لوط علیہ السلام کی قوم جس طرح شرک میں ڈوب کر عقل و شعور سے گر چکی تھی، اس طرح حس لطیف سے بھی بیگانہ ہو چکی تھی وہ لوگ عورتوں کی طرف راغب ہونے کے بجائے خوبصورت لڑکوں کی طرف دیوانہ وار مائل ہوتے اور اپنی مجلسوں میں سرعام ان سے اپنی جنسی تسکین حاصل کرتے، عورتوں کو پوچھنے والا کوئی بھی نہ تھا جس سے انسانی نسل نشوونما ہوتی، اپنی مجالس میں انتہائی بے حیائی کے ساتھ بد کاریاں کرتے تھے اس کے علاوہ زمرہ زندگی میں بھی سخت ظالم، دھوکا باز اور بد معاملہ تھے، کوئی مسافر ان کی بستوں سے بچھرو خوبی نہیں گزر سکتا تھا، مسافروں

کو سرعام لوٹ لیتے اور ان کی فریادوں، التجاؤں کو ٹھٹھوں میں اڑا دیتے۔

لو طَعَالِيَةً نے اپنی قوم کو دل نشین پیرایہ میں، شائستگی، شرافت، معقولیت اور لطافت سے وعظ و نصیحت کی، آپ نے قوم کو فرمایا اے میری قوم! رب کی عظمت و قدرت کو پہچانو جو رب اتنی بڑی کائنات کو وجود میں لایا ہے، جس نے اپنی ہر مخلوق چاہے سورج ہو یا چاند و ستارے، دریا ہوں یا سمندر، پہاڑ ہوں یا زمین ہوں یا برسات، پھل ہوں یا اجناس، آگ اور انواع و اقسام کے جانور، درندے، پرندے، حشرات الارض، نباتات و جمادات، سمندری مخلوقات ہیں، سب رب کے فرمان سے انحراف نہ کرتے ہوئے ایک مقررہ وقت تک لگے بندھے ضابطے اصول کے تحت کام کر رہی ہیں، اور وہ رب جب تک چاہے گلیہ مبنی بر حکمت اور با مقصد نظام کائنات کام کرتا رہے گا ان سب چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا جس سے تم طرح طرح کے فائدے حاصل کرتے ہو، اسی خالق کائنات نے تمہیں زندگی دی اور وہی زندگی گزارنے کے لئے تمہاری ضروریات کے مطابق ہر طرح کا وافر سامان مہیا فرماتا ہے، اسی نے بچپن کی ناتوانی کے بعد تمہیں قوت و طاقت بہم پہنچائی، تمہیں قوت گویائی بخشی، زندگی کی راہوں پر چلنے کے لئے تمہاری فطرت میں نیک و بد کی پہچان رکھی۔

فَالْهَبْهَا فُجُورَهَا وَتَقْوِيَهَا ﴿٨﴾^(۱)

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾^(۲)

ترجمہ: اور دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھادیے؟۔

تا کہ تم جانوروں کی طرح آنکھیں بند کر کے نہیں بلکہ باہوش و حواس اپنے عظمت والے خالق کو پہچان کر جس کا کوئی شریک یا ہمسرا اور مقابل نہیں، جس کی قدرت کے کرشموں کی کوئی حد و حساب نہیں اسکی بندگی اور حمد و ستائش کرو یہی تمہارا مقصد تخلیق ہے، جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥١﴾^(۳)

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

اب تم خود غور و تفکر کرو کہ کیا کوئی بھی مخلوق اپنے خالق کی شریک یا ہمسرا ہو سکتی ہے جن پر اعتماد کر کے رب حقیقی کی صراط مستقیم پر چلنے سے انکار کر دیا جائے، میرے بھائیو! صرف خالق ہی حمد و ستائش کا مستحق ہوتا ہے، مخلوق کو حمد و ستائش کا استحقاق کہاں سے پہنچ گیا، مگر تم لوگ بغیر سوچے سمجھے اپنے مالک حقیقی کی روشن شاہراہ کو چھوڑنا غوث کی بندگی کرتے ہو اور گمراہیوں کی گھاگھپ اندھیری راہوں میں بھٹک رہے ہو، اور زندگی کے چند روزہ سانسوں پر ہی خوش ہو اور آخرت کا تمہیں کوئی کھٹکایا اندیشہ نہیں جو ہمیشہ کی زندگی ہے جس میں تمہیں عطا کیے ہوئے ثابت و سالم اعضاء، تمہاری صحت مند کی قوت، مال و دولت، اعمال الغرض ہر نعمت کا حساب دینا ہو گا، ان کو میزان پر تولو جائے گا اگر تمہارے نیک اعمال کا وزن بھاری ہو تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے، اللہ مالک یوم الدین تمہیں انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں ہمیشہ کے لئے داخل فرما دے گا، اور اگر وزن کم ہو تو تمہارا ٹھکانا جہنم ہو گا جو بڑی ہی برا ٹھکانا ہے، جیسے فرمایا

﴿ الشمس ۸ ﴾

﴿ البلد ۱۰ ﴾

﴿ الذاریات ۵۶ ﴾

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ ﴿١٠﴾

ترجمہ: اور وزن اس روز عین حق ہو گا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٩﴾ ﴿١٠﴾

ترجمہ: اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھائے میں ڈال لیا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَةٌ ﴿١٠﴾ تَارًا حَامِيَةٌ ﴿١١﴾ ﴿١٢﴾

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہو گا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہو گی، اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔

اے میرے بھائیو! حق کو پہچانو اور اپنے واضح دشمن ابلیس کی بندگی سے باز آ جاؤ جس نے تمہیں ذکر الہی سے غافل کیا ہوا ہے اور تمہارے عقائد بد کو مزین اور آراستہ کر کے دکھایا ہوا ہے جس کی وجہ سے تم شیطانی احوال و امور کا نظارہ کرتے ہو، شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے

یہی دعویٰ کیا تھا ناں، جیسے فرمایا

لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَا يُخِذُنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ﴿١١﴾ وَلَا ضَلَّتْهُمْ وَلَا مَنِيَتْهُمْ وَلَا مَرَّتْهُمْ فَلَيْبَتِي كُنَّ إِذْ أُنزِلَ عَلَيْهِمْ وَلَا مَرَّتْهُمْ فَلَيْبَتِي كُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مَّبِينًا ﴿١٢﴾ ﴿١٣﴾

ترجمہ: جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے (وہ اس شیطان کی اطاعت کر رہے ہیں) جس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا میں انہیں بہکاؤں گا میں انہیں آرزوؤں میں الجھادوں گا میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں رد و بدل کریں گے، اس شیطان کو جس نے اللہ کے بجائے اپنا ولی و سرپرست بنا لیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔

﴿١﴾ الاعراف ٨، ٩

﴿٢﴾ المؤمنون ١٠٣، ١٠٢

﴿٣﴾ القارعة ٦ تا ١١

﴿٤﴾ النساء ١١٩، ١١٨

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا أُوغِيئُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱۹﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿۲۰﴾^{۱۱}
ترجمہ: وہ بولا میرے رب! جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح اب میں زمین پر ان کے لیے دلفریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکلا دوں گا سوائے
تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔

قَالَ فِيمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ لَأَنْزِلَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَأَنْ خَلْفَهُمْ وَعَنْ
أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿۲۲﴾^{۱۲}
ترجمہ: بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور
پچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

چنانچہ اپنے دعویٰ کے مطابق وہ یہی حربہ پہلی اقوام پر بھی آزماتا رہا ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ کے عذاب کے مستحق ہوئے، جیسے فرمایا
تَاللّٰهِ لَقَدْ آزَمْنَا إِلَىٰ آلِ إِمْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَمِنْ قَبْلِكَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمٰلَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمْ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۳﴾^{۱۳}
ترجمہ: اللہ کی قسم، اے نبی ﷺ! تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں میں ہم رسول بھیج چکے ہیں (اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ) شیطان نے
ان کے برے کرتوت انہیں خوشنما بنا کر دکھائے (اور رسولوں کی بات انہوں نے مان کر نہ دی) وہی شیطان آج ان لوگوں کا بھی سرپرست
بنا ہوا ہے اور یہ دردناک سزا کے مستحق بن رہے ہیں۔

لہذا اپنے آباؤ اجداد کے جاری کردہ شرک و دہریت کے عقیدوں سے توبہ کر لو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس قادر مطلق
سے ڈرو جس کی پکڑ بڑی شدید ہوتی ہے جس سے چھڑانے والا کوئی نہیں، جیسے فرمایا

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿۲۴﴾^{۱۴}

ترجمہ: درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

اور رب کی طرف جانے والی صراطِ مستقیم اختیار کرو، احکام خداوندی کے سامنے اپنے سر جھکا دو جن امور پر عمل کرنے کو کہا جائے وہ کرو اور
جس سے روک دیا جائے اس سے رک جاؤ، سب چھوٹے بڑے معبودوں کو چھوڑ کر اس کے لئے خشوع و خضوع اختیار کرو، اس کے سامنے
اطاعت سے منحرف ہونے کے بجائے عبادیت کاملہ کا اظہار کرو، اپنی طاقت کے مطابق اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرو اور راہِ راست
اختیار کر کے اللہ کی خوشنودی اور قرب حاصل کر کے بخیر و خوبی اپنی منزل پر پہنچ جاؤ اور اس دنیا اور آخری زندگی میں رب کی نعمتوں سے لطف
اندوز ہو، اس کی رضا حاصل کرنے کے بعد پھر جتنی نیک نیتی اور خیر طلبی چاہو گے اتنی ہی اس کی مدد اور توفیق تمہارے شامل حال رہے گی،
بھائیو! مجھے اپنے معبودوں کے بارے میں کچھ بتلاؤ کیا تمہارے معبودوں نے اس کائنات میں کچھ بھی تخلیق کیا ہے کہ وہ معبود کا درجہ پائیں
اور ان کی عبادت کی جائے، کیا ان کو تمہاری زندگی یا موت پر اختیار ہے؟ کیا یہ دنیاوی امور میں متصرف ہیں اور ان کے اختیار یا قدرت میں

۱۱ الحجر ۳۹، ۴۰

۱۲ الاعراف ۱۷، ۱۸

۱۳ النحل ۶۳

۱۴ البروج ۱۲

کچھ ہے کہ وہ تمہاری پکار اور آہ و بکا پر تمہیں عنایت کر سکیں؟ کیا وہ تمہارا کسی قسم کا نفع یا نقصان کر سکتے ہیں؟ اور اگر تم پر کوئی مصیبت آجائے تو کیا یہ اسے کسی اور کی طرف پھیر سکتے ہیں؟ کیا یہ تمہاری حالت سے باخبر ہو کر تمہاری فریادوں کو سن سکتے ہیں؟ کیا یہ زمین و آسمان سے تمہارا رزق تمہیں پہنچا سکتے ہیں یا میرے رب نے تمہارے مقدر میں جو کچھ لکھ دیا ہے اسے روک سکتے ہیں؟ کیا تمہاری دنیا و آخرت میں عزت و ذلت ان کے قبضہ قدرت میں ہے؟ جب ان سب صفات کی نفی کرتے ہوئے تمہاری گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کی ملکیت میں منفرد اور یکتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی ایک ذرہ برابر حق ملکیت نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ ہی اپنی کمال مہربانی و لطف و کرم سے تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے آئی ہوئے مصائب و مشکلات کو دور فرماتا ہے، پھر تم ایسے بودے معبودوں کو ترک کیوں نہیں کر دیتے، اپنے معبود حقیقی پر ایمان لا کر اس سے بخشش و مغفرت کیوں نہیں چاہتے، اسی سے ہی دعا و التجا کیوں نہیں کرتے؟ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی دعوت پر فہم و فراست سے غور و فکر کرو اس میں تمہاری فلاح ہے، اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی زمین پر فساد برپا مت کرو، رہزنی سے لوگوں کا مال و متاع ظلم و جبر سے نہ چھینو، ایک دوسرے کا مال دھوکہ، فراڈ، مکاری اور دغا بازی سے نہ کھاؤ، حرام سے طیب پیدا نہیں ہوتا بلکہ حرام مال کا استعمال مزید حرام ہی کو جنم دیتا ہے اور روحانی ترقیوں میں رکاوٹ ڈالتا ہے، ایسے معاشرے جن میں حرام و حلال کی تمیز مٹ جاتی ہے بالآخر مٹ جاتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے اسے ناجائز طرح سے لینے کے بجائے جائز طریقے سے حاصل کرو، تمہارے لئے وہی حلال ہے جو تمہاری محنت کی کمائی ہو یا تمہارا بھائی اپنی خوشی سے تمہیں کچھ دے دے اور اس مال کو جائز جگہوں پر خرچ کر کے رب کی رضا حاصل کرو، گزشتہ تباہ شدہ اقوام سے عبرت حاصل کرو جن کی طرف رب نے رحمت کی نظر کی، اپنے رسول ان میں معبود فرمائے جنہوں نے اپنی قوم میں خیر خواہی کا حق ادا کر دیا مگر وہ لوگ اپنی مستی میں مست رہے اور رب کو چھوڑ کر اپنی من مانی کرتے رہے، پھر ان کا انجام تمہارے سامنے ہے، اور یہ کیا راہ بدتم نے اختیار کی ہوئی ہے کہ فطرت کے ساتھ غداری اور خیانت کا ارتکاب کرتے ہو، اپنے آپ کو نسل اور خاندان کی خدمت سے نااہل بناتے ہو، اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر تمہاری شہوانی خواہش کے لئے معلوم و معروف طریقے کے لئے تمہارا جوڑا عورتوں کو بنایا ہے، جیسے فرمایا

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

ان سے مہر ادا کر کے نکاح کرو اور سکون و آرام حاصل کرتے ہوئے عزت و عصمت کی حفاظت کرو، ان تعلقات کو رحمت و مودت، عدل و انصاف، ایثار و فیاضی کے ساتھ مستحکم اور خوشگوار بناؤ جس پر انسانی تمدن کے قیام و بقا کا انحصار ہے، عورتوں سے نکاح کر کے تم باہمی اتفاق و یک جہتی، رفاقت، تعاون و محبت حاصل کر کے تہذیب و تمدن کی مضبوط بنیاد رکھ سکتے ہو، تمہارا تابناک مستقبل، دین و ایمان، اخلاق و کردار، شرافت و انسانیت سے آراستہ تمہاری نیک اولادوں سے وابستہ ہے مگر تم لوگ اخلاق و معاشرت کے فطری قوانین کو چھوڑ کر مردوں کی طرف راغب ہوتے ہو اور فطرت کے طریقے کو قابل التفات نہیں سمجھتے، جیسے فرمایا

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ... ﴿۵۵﴾^(۱)

ترجمہ: کیا تمہارا یہی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے جاتے ہو؟۔

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ... ﴿۸۱﴾^(۲)

ترجمہ: تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَلِيِّينَ ﴿۱۵﴾ وَتَذُرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ... ﴿۳۶﴾^(۳)

ترجمہ: کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمہاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمہارے لیے جو کچھ پیدا کیا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہو؟۔

تم تو انسانیت کے مرتبے سے ہی گر چکے ہو، تمہارے ضمیر ہی مردہ ہو چکے ہیں کہ ایسی بری حرکت عقل و شعور سے عاری جانور بھی نہیں کرتے، ایسی برائی جو چھپ کر بھی نہیں کرنی چاہئے تم لوگ کھلے عام اپنی مجلسوں میں ایک دوسرے کے سامنے سرانجام دیتے ہو اور اس پر فخر کرتے ہو، جیسے فرمایا

... أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿۵۷﴾^(۴)

ترجمہ: کیا تم آنکھوں دیکھتے بدکاری کرتے ہو؟۔

بے حیائی کا چرچا کرتے ہو، برائی کو پھیلاتے ہو، انسانی ذہن کو شہوانی جذبات سے بھڑکا کر پر اگندہ کرتے ہو اور تمہیں کوئی شرمندگی یا نجاست محسوس نہیں ہوتی، یہ تو گناہ گاری کی وہ حد ہے کہ رب تمہیں زمین میں دھنسا دے یا آسمانوں سے پتھر برسائے، اپنی قبیح حرکتوں سے باز آ جاؤ اللہ تعالیٰ نے جس فطرت پر تمہیں پیدا کیا ہے اس کو بگاڑ کر مسخ نہ کرو و شرافت و طہارت کی زندگی گزارو، اپنی اولاد کی حفاظت کرو اور اپنے آپ کو اور انہیں بھی عذاب جہنم سے بچاؤ، غفلت کی زندگی نہ گزارو اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان لاؤ اور اس کا تقویٰ اختیار کرو، اعمال حسنہ سے رب کے حضور عزت، تکریم و توقیر کے مستحق بنو یہی صراط مستقیم ہے، اپنی گھٹی زندگی میں موت کو مت بھولو آخر ایک دن یہ سب کچھ چھوڑ کر رب کے حضور پیش ہونا ہے اس لئے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کی مخلصانہ اور کامل پیروی کرو اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو، ایک دوسرے کو نیکی کی باہمی تلقین اور تعاون کرو اپنے ایمان و یقین پر جم جاؤ پھر تمہارا رب تمہارے ایمان و یقین کو جانچنے کے لئے تمہاری آزمائش فقر و فاقہ، جان و مال کی تباہی، پیداوار کے نقصانات میں ڈال کر کرے گا، جیسے فرمایا

وَلَتَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالشَّمْرِ بَئِذٍ لَّيْسَ بِالْمُهَيْبَةِ ﴿۵۵﴾^(۵) وَبَشِيرِ الصِّدِّيقِينَ ﴿۵۶﴾

﴿۱﴾ النمل ۵۵

﴿۲﴾ الاعراف ۸۱

﴿۳﴾ الشعراء ۱۲۶، ۱۲۵

﴿۴﴾ النمل ۵۷

﴿۵﴾ البقرة ۱۵۵

ترجمہ: اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔

اس آزمائش کے مرحلے میں صبر و استقامت اور حوصلہ کے ساتھ سیدھی راہ پر گامزن رہو، اپنے قدموں کو جما کر چلو اور رب سے ثابت قدمی کی دعا کرتے رہو پھر تمہارا رب تمہیں طرح طرح کے المناک عذابوں سے بھری جہنم سے بچا کر اپنی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل کرے گا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی، جیسے فرمایا

... وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿۵۱﴾

ترجمہ: جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

مگر قوم نے لوط علیہ السلام کی اس دعوت و وعظ و نصیحت کو ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا اور دھمکی دیتے ہوئے کہا

قَالُوا الْبَيْنَ لَكُمْ تَنْتَهُ يَلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا لوط علیہ السلام اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو جو لوگ ہماری بستنیوں سے نکالے گئے ہیں ان میں تو بھی شامل ہو کر رہے گا۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُو آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أَكَاثِبُ يَتَطَهَّرُونَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اسکی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا نکال دو لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو اپنی بستی سے، یہ بڑے پاکباز بننے ہیں۔ لوط علیہ السلام نے بغیر کسی ڈر و خوف کے پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ دعوت و وعظ و نصیحت جاری رکھی اور قوم کو باطل معبودوں کی عبادت، فحش کاموں اور مال و دولت کو ناجائز ذرائع حاصل کرنے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش فرمائی مگر جس غلط رسم و رواج، عبادات اور کاموں کا چہرہ کان کو لگ چکا تھا وہ اس سے الگ ہونے کو تیار نہ ہوئے، قوم پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلق اثر نہ ہوا پوری قوم میں سے کوئی ایک شخص بھی ایمان کی دولت سے فیض یاب نہ ہوا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۵۴﴾

ترجمہ: لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو ہماری پکڑ سے خبردار کیا مگر وہ ساری تنبیہات کو مشکوک سمجھ کر باتوں میں اڑاتے رہے۔

آخر قوم کا پیمانہ صبر جھلک گیا اور انہوں نے برملا کہا لوط علیہ السلام کیا تم ہی ہماری پوری قوم میں سچے رہ گئے ہو ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں اور جھوٹوں کی باتوں کا کیا اعتبار، ہم تمہارے جھانسنے میں آنے والے نہیں کہ تمہارے کہنے پر اپنے معبودوں کو بھی چھوڑ دیں، جیسے فرمایا

إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۵۵﴾

۱ الاحزاب ۷۱

۲ الشعراء ۱۷۷

۳ النمل ۵۶

۴ القمر ۳۶

۵ المؤمنون ۳۸

ترجمہ: یہ شخص اللہ کے نام پر محض جھوٹ گھڑ رہا ہے اور ہم کبھی اس کی ماننے والے نہیں ہیں۔

اپنی لذتوں سے بھی کنارہ کش ہو جائیں اور مفت میں آتی ہوئی دولت کو بھی ترک کر دیں، اگر تم واقعی ہی سچے ہو اور اپنے رب کے رسول ہو تو جس عذاب کا ہوا تم نے کھڑا کر رکھا ہے اور اس سے ہمیں ڈراتے رہتے ہو اسے لے ہی آؤ اب ہمارا اور تمہارا فیصلہ ہو ہی جانا چاہیے اور ہم جانتے ہیں تم ایسا نہیں کر سکتے، جب لوط علیہ السلام اپنی قوم سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے بارگاہ الہی میں التجا کی اے میرے رب! ان مفسدوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ جیسے فرمایا

رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿٣٨﴾ ﴿٣٩﴾

ترجمہ: اے پروردگار! مجھے اور میرے اہل و عیال کو ان کی بد کرداریوں سے نجات دے۔

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُوا

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لے کر پہنچنے کہنے لگے کہ اس

أَهْلٍ هَذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا

بستی والوں کو ہم ہلاک کرنے والے ہیں، یقیناً یہاں کے رہنے والے گناہ گار ہیں، (حضرت ابراہیم (علیہ السلام)) نے کہا

نَحْنُ أَعْلَمُ بِسَنِّ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ

اس میں تو لوط (علیہ السلام) ہیں، فرشتوں نے کہا یہاں جو ہیں ہم انہیں بخوبی جانتے ہیں، لوط (علیہ السلام) کو اور اس کے

وَأَهْلَهُ إِلَّا أُمَّرَأَتَهُ ۗ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٤١﴾ (العنکبوت ۳۱-۳۲)

خاندان کو سوائے اس کی بیوی کے ہم بچالیں گے، البتہ وہ عورت پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

رب نے اپنے رسول کی دعا کو قبول فرمایا اور چند فرشتوں کو بھیجا جو پہلے تو ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے اور ان کو اسحاق علیہ السلام اور اس کے بعد یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی اور جب ابراہیم علیہ السلام نے آنے کا مقصد پوچھا تو فرشتوں نے قوم لوط علیہ السلام کی بسنتیوں کی طرف اشارہ کر کے جو چند کوس ہی دور تھیں کہا ہم قوم لوط کی بد اعمالیوں کی وجہ سے کچی مٹی کے پکے ہوئے پتھروں کا عذاب لے کر آئے ہیں وہ ایسے پتھر ہیں جو نشان زدہ کیے گئے ہیں۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٤٣﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن

طِينٍ ﴿٤٤﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٤٥﴾ ﴿٤٦﴾

ترجمہ: ابراہیم نے پوچھا اے فرستادگان الہی! کیا تم آپ کو درپیش ہے؟ انہوں نے کہا! ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ اس

پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسائیں جو آپ کے رب کے ہاں حد سے گزر جانے والوں کے لیے نشان زدہ ہیں۔
ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط کی مدافعت کے لئے کہا وہاں تو لوط علیہ السلام موجود ہے، اس کی موجودگی میں عذاب کیسے نازل کیا جاسکتا ہے۔

...بِحَادِلِنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ﴿۵۰﴾ ﴿۵۱﴾

ترجمہ: اس نے قوم لوط کے معاملہ میں ہم سے جھگڑا شروع کیا۔

قَالَ لَهُمْ [إِبْرَاهِيمُ] أَتُنْبَلِكُونَ قَرْيَةً فِيهَا ثَلَاثُمِائَةٍ مُؤْمِنٍ؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: أَتُنْبَلِكُونَ قَرْيَةً فِيهَا مِائَتًا مُؤْمِنٍ؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: أَتُنْبَلِكُونَ قَرْيَةً فِيهَا أَرْبَعُونَ مُؤْمِنًا؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: ثَلَاثُونَ؟ قَالُوا لَا حَتَّىٰ بَلَغَ خُمْسَهُ قَالُوا: لَا. قَالَ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ فِيهَا رَجُلٌ وَاحِدٌ مُسْلِمٍ أَتُنْبَلِكُونَهَا؟ قَالُوا: لَا. فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ ذَلِكَ: {إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا لَمَنْ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنَنْصَبِيَنَّهٗ وَأَهْلَهُ إِلَّا أَمْرًا تَهُ} الْآيَةَ ﴿۵۱﴾

ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے فرمایا اگر کسی بستی میں تین سو مسلمان ہوں تو کیا پھر بھی وہ بستی ہلاک کر دی جائے گی، فرشتوں نے جواب دیا نہیں، ابراہیم علیہ السلام نے پھر دریافت کیا اگر کسی بستی میں سو مسلمان ہوں تو کیا پھر بھی وہ بستی ہلاک کر دی جائے گی؟ فرشتوں نے جواب دیا نہیں، ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چالیس مسلمان ہوں تو کیا پھر بھی وہ بستی ہلاک کر دی جائے گی؟ فرشتوں نے کہا پھر بھی نہیں، ابراہیم علیہ السلام نے پھر دریافت کیا اگر تیس مسلمان ہوں؟ جواب دیا گیا پھر بھی ہلاک نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ تعداد گھٹاتے گھٹاتے پانچ پر آگئی، فرشتوں نے پھر بھی وہی جواب دیا کہ نہیں وہ ہلاک نہیں ہوں گے، ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا اگر ایک ہی فرد ہو تو کیا پھر بھی وہ بستی ہلاک کر دی جائے گی؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، اس پر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ”اس میں تو لوط علیہ السلام ہیں، فرشتوں نے کہا یہاں جو ہیں ہم انہیں بخوبی جانتے ہیں، لوط علیہ السلام کو اور اس کے خاندان کو سوائے اس کی بیوی کے ہم بچالیں گے، البتہ وہ عورت پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔“ ﴿۵۱﴾
فرشتوں نے کہا اے ابراہیم! اس معاملہ میں جھگڑنے سے باز آ جاؤ تمہارے رب کی طرف سے قضاء حق نافذ و جاری ہوگئی ہے اب ان پر عذاب نازل ہو کر رہی رہے گا سے لوٹایا نہیں جاسکتا۔

يَا بَنِي إِدْرِيْسَ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ لَأْتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿۵۲﴾ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: (آخر کار ہمارے فرشتوں نے اس سے کہا) اے ابراہیم! اس سے باز آ جاؤ تمہارے رب کا حکم ہو چکا ہے اور اب ان لوگوں پر وہ عذاب آ کر رہے گا جو کسی کے پھیرے نہیں پھر سکتا۔

ہم نے لوط علیہ السلام اور اس کی دو بیٹیوں کو اس دردناک عذاب سے بچالیا اور اس کی بیوی کو عذاب کی جگہ پر چھوڑ دیا کیونکہ اس کی ہمدردیاں اور دلچسپیاں اپنی قوم کے ساتھ وابستہ تھیں، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

﴿۱﴾ ہود ۷۴

﴿۲﴾ العنکبوت: ۳۲

﴿۳﴾ تفسیر ابن کثیر ۳۳۵، ۲

﴿۴﴾ ہود ۷۶

فَتَجَبَّنَهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۵۴﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَيْرِينَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ: آخر کار ہم نے اسے اور اس کے سب اہل و عیال کو بچالیا بجز ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: اور ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا اس پر بھیج دی، صرف لوط کے گھر والے ان کو ہم نے رات کے پچھلے پہر بچا کر نکال دیا۔

فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۷﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ: پھر ہم نے ان سب لوگوں کو نکال لیا جو اس بستی میں مؤمن تھے اور وہاں ہم نے ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔

وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئًا بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا

پھر جب ہمارے قاصد لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے غمگین ہوئے اور دل ہی دل میں رنج کرنے لگے،

وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنْجُونَكَ ﴿۵۹﴾ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ

قاصدوں نے کہا آپ نہ خوف کھائیے نہ آرزو ہوں، ہم آپ کو مع آپ کے متعلقین کے بچالیں گے مگر آپ کی بیوی کہ وہ

كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۶۰﴾ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا

عذاب کے لیے باقی رہ جانے والوں میں سے ہوگی، ہم اس بستی والوں پر آسمانی عذاب نازل کرنے والے ہیں اس وجہ سے

يَفْسُقُونَ ﴿۶۱﴾ وَقَدْ تَرَكُنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۶۲﴾ (العنكبوت ۳۳ تا ۳۵)

کہ یہ بے حکم ہو رہے ہیں، البتہ ہم نے اس بستی کو صریح عبرت کی نشانی بنا دیا ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دے کر وہ فرشتے خوبصورت نوجوان لڑکوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے ہاں آئے انہوں نے اپنا تعارف بھی نہیں

کرایا اس لئے لوط علیہ السلام انکی اصلیت سے ناواقف تھے اس لئے انہیں دیکھ کر بہت مضطرب ہوئے، ان کے دل کو تنگی لاحق ہوئی کیونکہ بے

حیا اور بد کردار قوم کا حال ان سے مخفی نہ تھا اپنے دل میں کہنے لگے ان اجنبی مہمانوں کا میرے ہاں آنا میرے لئے بڑی مصیبت کا دن ہے میں

ان اجنبی مہمانوں کو مفسد قوم کی بد اعمالیوں سے کیسے بچاؤں گا، فرشتوں نے اپنی اصلیت ظاہر کی کہا

قَالُوا يَلُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ... ﴿۶۳﴾

ترجمہ: اے لوط علیہ السلام ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

۱ الشعراء ۱۷۱، ۱۷۰

۲ القمر ۳۳

۳ الذاریات ۳۶، ۳۵

۴ ہود ۸۱

اس لئے دل میں کوئی ڈر و خوف نہ کھاؤ، ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں گے سوائے تمہاری بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے، ہم اللہ کے حکم سے اس بستی کے لوگوں پر اس فسق کی بدولت جو یہ کرتے رہے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اس لئے اب جبکہ رات کا پچھلا پہر ہے اور صبح بالکل قریب ہے جلدی سے اس بستی سے نکل جائیں اور کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، ان کی بد اعمالیوں، فسق و فجور کی بدولت وقت صبح آسمان سے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا، جیسے فرمایا

فَأَسِرْ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أذْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿٥٨﴾ ﴿٥٩﴾

ترجمہ: لہذا اب تم کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو لیکر نکل جاؤ اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلو، تم میں کوئی پلٹ کر نہ دیکھے بس سیدھے چلے جاؤ جہر جانے کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٥٩﴾ فَجَعَلْنَا عَلَيْهِمْ سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ﴿٦٠﴾

آخر کار پو پھوٹے ہی ان کو ایک زبردست دھماکے نے آیا اور ہم نے اس بستی کو تپ پٹ کر کے رکھ دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسادی۔

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَلَيْهِمْ سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ﴿٦٠﴾ ﴿٦١﴾

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تپ پٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تار تار توڑ برسائے۔

اس ظالم قوم پر اس کے کرتوتوں کی بدولت جو عذاب آیا تھا اس کی ایک نشانی آج بھی شاہراہ عام پر یعنی حجاز سے شام اور عراق سے مصر جاتے ہوئے یہ تباہ شدہ علاقہ راستہ میں پڑتا ہے اور عموماً قافلوں کے لوگ تباہی کے ان آثار کو دیکھتے ہیں جو اس پورے علاقے میں آج تک نمایاں ہیں مگر کتنے لوگ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرتے ہیں، رب سے توبہ کرتے ہوئے صراط مستقیم پر پلٹ آتے ہیں، رب نے بخشش و مغفرت مانگتے ہیں اور آئندہ پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

وَأْتَيْنَاهُمُ لَبِيبًا مُّجِيبًا ﴿٦١﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا ﴿٦٢﴾

اور وہ علاقہ (جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا) گزرگاہ عام پر تھا اس میں سامانِ عبرت ہے ان لوگوں کے لیے جو صاحبِ ایمان ہیں۔

وَأَنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٢﴾ وَبِاللَّيْلِ ﴿٦٣﴾ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٤﴾

ترجمہ: آج تم شب و روز ان کے اجڑے دیار پر سے گزرتے ہو کیا تم کو عقل نہیں آتی۔

﴿٦٥﴾ الحجر ٦٥

﴿٦٦﴾ الحجر ٤٣، ٤٣

﴿٦٧﴾ ہود ٨٢

﴿٦٨﴾ الحجر ٤٦، ٤٦

﴿٦٩﴾ الصافات ١٣٨، ١٣٨

وَ إِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۖ فَقَالَ يُقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ

اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے کہا ہے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو

وَ ارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَ لَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۳۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

قیامت کے دن کی توقع رکھو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو، پھر بھی انہوں نے انہیں جھٹلایا، آخرش انہیں زلزلے نے پکڑ لیا

فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَّةٍ ﴿۳۹﴾ وَ عَادًا وَ ثَمُودًا وَ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ

اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے مردہ ہو کر رہ گئے، اور ہم نے عاد یوں اور ثمود یوں کو بھی غارت کیا جن کے بعض

مِّن مَّسْكِنِهِمْ ۗ وَ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں اور شیطان نے انہیں ان کی بد اعمالیاں آراستہ کر دکھائی تھیں اور انہیں راہ سے روک دیا تھا

وَ كَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿۴۰﴾ (العنکبوت ۳۶ تا ۳۸)

باوجودیکہ یہ آنکھوں والے اور ہوشیار تھے۔

اور مشہور و معروف قبیلہ مدین کی طرف ہم نے ان کے نبی بھائی شعیب کو مبعوث کیا اس نے بھی اپنی قوم کو دعوت توحید پیش کی اور کہا ہے میری قوم کے لوگو! طاعت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی کرو جو تمہارا معبود حقیقی ہے، جس نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اور جو تمہارے رزق کا بندوبست فرماتا ہے، یاد رکھو ایک وقت مقررہ پر اپنے اعمال کی جو ابد ہی کے لئے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے اس لئے اپنے گناہوں پر دلیر ہو کر روز آخرت کو مت بھولو بلکہ اعمال صالحہ اختیار کر کے روز آخرت اللہ تعالیٰ سے بہترین جزا کے امیدوار بنو، اور لوگوں پر ظلم و زیادتی نہ کرو، ناپ تول میں کمی نہ کرو، لوگوں کا حق نہ مارو، لوٹ مار اور ڈاکہ زنی سے باز آ جاؤ مگر قوم نے فخر و غرور سے اپنے پیغمبر کے وعظ و نصیحت پر کچھ توجہ نہ کی اور اپنے معبودوں پر تکلیف کرتے ہوئے اپنے پیغمبر اور اس پاکیزہ دعوت کو سختی سے جھٹلا دیا آخر کار سوچنے، سمجھنے اور سننے کے لئے ایک لمبی مہلت دینے کے بعد ہم نے ایک وقت مقررہ پر ان پر اپنا عذاب نازل کیا اور ایک سخت زلزلے نے انہیں آلیا اور گھڑی کی گھڑی میں ساری بستی کے لوگ اپنے گھروں میں بے حس پڑے کے پڑے رہ گئے،

عَنْ قَتَادَةَ {فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَّةٍ} أَي: مَيِّتِينَ

قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے مردہ ہو کر رہ گئے۔“ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے گھروں میں مرے پڑے تھے۔ ﴿۴۰﴾

وَ قَالَ غَيْرُهُ: قَدْ أَلْقَىٰ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

دیگر ائمہ تفسیر کا قول ہے کہ وہ مردہ حالت میں ایک دوسرے کے اوپر گرے ہوئے تھے۔^① اور ہم نے ہود علیہ السلام کی قوم عاد و ثمود کے قریب احقاف میں سکونت پذیر تھے اور صالح علیہ السلام کی قوم ثمود جو وادی القریٰ کے قریب حجر میں سکونت پذیر تھے کو طاعوت کی بندگی، دعوت حق اور اپنے پیغمبروں کی تکذیب کے باعث ہلاک کر دیا، تم ان علاقوں سے جہاں یہ قومیں رہتی تھی اپنے تجارتی قافلوں کے ساتھ گزرتے رہتے ہو اور ان اقوام کے حالات سے خوب واقف ہو، شیطان نے ان کی بد اعمالیوں کو خوب آراستہ کر کے دکھایا اور انہوں نے سوچ سمجھ کر اسی راستے کو اختیار کیا جس میں انہیں بڑی لذتیں اور منفعات نظر آتی تھیں اور پیغمبروں کے پیش کیے ہوئے راستے کو ٹھکرا دیا حالانکہ وہ جاہل یا نادان نہ تھے بلکہ دنیا داری میں بڑے عقل مند اور ہوشیار تھے مگر دین کے معاملے میں انہوں نے عقل و بصیرت سے کام نہ لیا اس لئے یہ عقل اور سمجھ ان کے کچھ کام نہ آئی۔

وَ قَارُونَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ ۗ وَ لَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا

اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی، ان کے پاس حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کھلے کھلے معجزے لے کر آئے تھے

فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ ۗ وَ مَا كَانُوا سَابِقِينَ ۗ ۝۳۶ فَكَلَّمْنَا أَخَدَانَا بِذُنُوبِهِ ۗ

پھر بھی انہوں نے زمین میں تکبر کیا لیکن ہم سے آگے بڑھنے والے نہ ہو سکے، پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں

فَبْنَاهُمْ مِّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۗ

گرفتار کر لیا، ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور ان میں سے بعض کو زور دار سخت آواز نے دبوچ لیا

وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ أَعْرَقْنَا ۗ وَ مَا كَانَ اللَّهُ

اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ

لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ (العنکبوت ۳۶-۳۷)

ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اور مصر کا طاقتور حکمران فرعون جس نے اپنے بارے میں الوہیت کا دعویٰ کر دیا تھا۔

فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ۗ ۝۳۷

ترجمہ: پھر اس نے کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي --- ﴿٣٨﴾

ترجمہ: اور فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔

اور اس نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا تھا، اس کا وزیر تعمیرات ہامان اور بنی اسرائیل کے دولت مند شخص قارون کو بھی ہم نے ہلاک کیا، موسیٰ ان کے پاس واضح دلائل و معجزات لے کر آیا مگر انہوں نے اللہ کی زمین میں اپنی بڑائی کا زعم کیا اور ایمان و تقویٰ اختیار کرنے سے گریز کیا حالانکہ کفر و عناد کا راستہ اختیار کر کے وہ عذاب کے شکنجے سے بچ نہیں سکتے تھے، اللہ مالک الملک کی خدائی اندھیر مگر نہیں آخر کار ہم نے ہر قوم ان کے ظلم و ستم اور بد اعمالیوں کی پاداش میں گرفت کی پھر ان میں سے کسی قوم (قوم عاد) پر جو سر زمین احقاف میں رہتے تھے ہم نے پتھر اُڑ کرنے والی ہوا بھیجی، اور کسی قوم (قوم ثمود) کو جو حجر کے قریب وادی قریٰ میں رہتے تھے کو ایک زبردست دھماکے، چنگھاڑنے آ لیا اور کسی قوم (قوم لوط) کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی قوم (قوم نوح و قوم فرعون) کو غرق کر دیا، کسی پر ظلم کرنا اللہ کا شیوہ نہیں مگر کفر و شرک اور تکذیب و معاصی کا ارتکاب کر کے وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ ۚ اتَّخَذَتْ بِبَيْتِهَا

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے،

وَإِنَّ أَوْلَهُنَّ الْبُيُوتَ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ ۗ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ (العنكبوت ۴۱)

حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ بودا گھر مکڑی کا گھر ہی ہے، کاش! وہ جان لیتے۔

شرک کی تردید کے لئے ایک مثال:

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مشکلات و مصائب کے اس سخت طوفان میں صبر و استقلال پر قائم رہنے اور حق و صداقت کا علم بلند رکھنے کا حوصلہ دینے، اور مشرکین مکہ کو متنبہ کرنے کے لئے قوم لوط علیہ السلام، قوم شعیب علیہ السلام، قوم ہود علیہ السلام، قوم صالح علیہ السلام اور فرعون کا ذکر فرمایا کہ یہ قومیں جاہل و نادان نہ تھیں، بلکہ اپنے وقت کے ترقی یافتہ لوگ تھے، اپنی دنیاوی معاملات میں بڑے ہوشیار اور داناستھے، انہیں اپنی بڑائی کا زعم تھا، انہوں نے پیغمبروں کی پاکیزہ دعوت کا راستہ جو بظاہر خشک، بد مزہ اور اخلاقی پابندیوں کی وجہ سے تکلیف دہ نظر آتا تھا کو چھوڑ کر شیطان کے پیش کیے ہوئے راستے کو اپنایا، تمہاری طرح انہوں نے بھی اپنے معبودوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھا کہ یہ اندھے، گونگے اور بہرے بت ان کے حامی و مددگار اور سرپرست ہیں، وہی قسمتیں بنانے اور بگاڑنے کی قدرت و اختیار رکھتے ہیں، اگر ان کے حضور رسوم عبادت ادا کی جائیں تو ان کی خوشنودی حاصل کر کے روزی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے، سختیوں اور پریشانیوں میں بگڑے کام بنائے جاسکتے ہیں، عزت و قوت اور فتح و نصرت حاصل کی جاسکتی ہے، ہر طرح کی آفات سے محفوظ رہا جاسکتا ہے، ان قوموں نے بھی اہل ایمان کا راستہ روکنے کے لئے ہر ممکن جتن کیے، معوث کیے گئے پیغمبروں، اہل ایمان اور ہماری دعوت کا مذاق اڑایا، کمزور بے بس اہل ایمان پر ظلم و ستم روا رکھا، اللہ نے انہیں بغاوت، سرکشی، ظلم و ستم اور بد اعمالیوں پر سوچنے، سمجھنے اور سنہلنے کے لئے لمبی مہلت عنایت فرمائی اور زیادہ مال و دولت اور طاقت عطا فرمائی، اللہ کے حلم اور بردباری

سے وہ لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ اللہ کی زمین پر جو جی چاہے کر سکتے ہیں اندھیر نگری ہے اور انصاف کرنے والی کوئی ہستی نہیں، آخر اللہ تعالیٰ نے ایک مقررہ مہلت کے بعد ان کے مشرکانہ عقائد و اعمال اور پیغمبروں کی تکذیب کے باعث انہیں مختلف طریقوں سے عذاب بھیج کر ہلاک کر دیا، ان کے علاقے جنہیں تم اچھی طرح جانتے ہو نشان عبرت بنا دیئے گئے، مصیبت کی اس گھڑی میں ان کا کوئی دیوی یا دیوتا، کوئی ولی یا وتار، کوئی جن یا فرشتہ جن کی وہ عبادت کرتے تھے جن کی طاقت و قوت سے وہ خائف رہتے تھے، جن کی خوشنودی کے حصول کے لئے نذر و نیاز پیش کی جاتی تھیں ان کی ادنیٰ سی مدد کو نہ آیا اور مشکل کی اس گھڑی میں وہ انہیں مدد کے لئے پکارتے ہوئے بیوندا خاک ہو گئے، تم بھی انہی قوموں کی روش اختیار کر رہے ہو، تم بھی کائنات کے حقیقی مالک و فرمانروا کو چھوڑ کر بے اختیار بندوں اور معبودان باطلہ پر تکیہ کر رہے ہو اور تمہارا انجام بھی ان اقوام جیسا ہو سکتا ہے، ان باطل معبودوں، بے سہارا بنیادوں سے وابستہ تمہاری توقعات کا گھر و ندا بھی مکڑی کا گھر جو نہایت بودا، کمزور اور ناپائیدار ہوتا ہے کی طرح انگلی کے ایک ادنیٰ سے اشارے سے نابود ہو سکتا ہے، اس لئے ابھی وقت ہے سنبھل جاؤ اور دعوت اسلامی پر ایمان لاؤ اور اللہ کی عنایت فرمائی ہوئی مہلت سے فائدہ اٹھاؤ، طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر مالک کائنات رب العالمین کا مضبوط سہارا قائم لوجو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا

--- فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۳۵﴾

ترجمہ: اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا قائم لوجو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

ورنہ جب مہلت ختم ہوگی تو کوئی طاقت، کوئی قوت تمہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے گی، کاش یہ لوگ عقل و شعور سے کام لیتے تو جان سکتے کہ قیمت کے روز انہیں کیسے المناک عذابوں سے پالا پڑے گا اور انہیں ان ہستیوں کی بے بسی کا حال بھی معلوم ہو جاتا، پھر وہ انہیں کبھی معبود نہ بناتے بلکہ ان سے بے زاری کا اظہار کرتے اور رب رحیم و کریم کو اپنا ولی و مددگار بناتے۔

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۗ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۳۶﴾

اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں، وہ زبردست اور ذی حکمت ہے،

وَ تِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبَهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ مَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿۱۳۷﴾ خَاقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ

ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرما رہے ہیں انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آسمانوں

وَ الْأَرْضِ بِالْحَقِّ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۸﴾ (العنکبوت ۲۲ تا ۲۴)

اور زمین کو مصلحت اور حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، ایمان والوں کے لیے تو اس میں بڑی بھاری دلیل ہے۔

یہ شرک اپنے معبود حقیقی اللہ رب العزت کو چھوڑ کر جن دیوی دیوتاؤں اور ہستیوں کو معبود بنائے ہوئے ہیں، جن کی خوشنودی کے حصول کے لئے نذرو نیا زپیش کرتے ہیں، جن کی طاقت و قوت سے خائف رہتے ہیں اور جن کو اپنی مشکلات و مصائب میں مدد کے لئے پکارتے ہیں ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں، یہ تو چند مجر نام ہیں جو انہوں نے گھڑ رکھے ہیں، جیسے فرمایا

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ... ۳۲ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: دراصل یہ کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھے ہیں اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ اور محض وہم و گمان ہے جس کو انہوں نے عقیدہ بنا لیا ہے، جیسے فرمایا

... وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۳۳﴾ ۳۳ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے سوا کچھ (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ نرے وہم و گمان کے پیرو ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

کائنات میں طاقت و قوت کا اصل مالک صرف اور صرف اللہ مالک الملک ہی ہے جو تمام مخلوق پر غالب ہے اور اسی کی تدبیر و حکمت سے اس کائنات کا نظام چل رہا ہے، ہم یہ مثالیں لوگوں کو خوب غفلت سے بیدار کرنے، شرک کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور ہدایت کا راستہ سمجھانے کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں بس وہ لوگ ہی سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کی شریعت کا علم رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے بغیر ستونوں کے بلند و بالا اور کشادہ ساتوں آسمانوں، حرارت کا نذہ سورج، بیٹھی روشنی والا چاند، آسمان دنیا پر اگنت جگمگاتے ستارے اور اپنے اپنے مدار میں تیرتے دیکر سیارے فرشتوں کی موجودگی کے باوجود اکیلے تخلیق کیا اور اس کا ہر طرح کی کجی سے پاک نظام قائم کیا ہے، جیسے فرمایا

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفْوٰتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيْبٌ ﴿۳۵﴾ ۳۴ ﴿۳۴﴾ ۳۵ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: جس نے تیرتہ سات آسمان بنائے، تم رحمن کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ، تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

اور وہی ہے جو زمین اور اس کے بلند ٹھوس پہاڑوں، سمندروں، صحراؤں، بیابانوں، جمادات و نباتات اور بحر و بر کی تخلیق میں متفرد ہے، اور اس نے اس کائنات اور اس کے نظام کو بے مقصد، بے کار اور کھیل تماشے کے طور پر نہیں بلکہ برحق پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ... ﴿۳۶﴾ ۳۶ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

۱ النجم ۲۳

۲ یونس ۶۶

۳ الملک ۴، ۳

۴ الانعام ۷۳

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ إِنَّ يَشَاءُ يُدْهِبُكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٩﴾^①
ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے آسمان و زمین کی تخلیق کو حق پر قائم کیا ہے؟ وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور ایک نئی خلقت تمہاری جگہ لے آئے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ ﴿٢٠﴾^②
ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمان کو اور ان کی موجودات کو حق کے سوا کسی اور بنیاد پر خلق نہیں کیا ہے اور فیصلے کی گھڑی یقیناً آنے والی ہے۔
أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ﴿٢١﴾^③
ترجمہ: کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقرر مدت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِيبِينَ ﴿٢٢﴾^④
ترجمہ: یہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنادی ہیں۔
وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ وَلِلْجَزِيِّ كُلِّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٣﴾^⑤
ترجمہ: اللہ نے تو آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور اس لیے کیا ہے کہ ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے، لوگوں پر ظلم ہرگز نہ کیا جائے گا۔

تا کہ اس کا حکم اور شریعت نافذ ہو اور اس کے بندوں پر اس کی نعمتوں کا اتمام ہو، اور کوئی غور و تدبیر کرے تو اس عظیم الشان کائنات میں ایمان والوں کے لئے اللہ وحدہ لا شریک کے وجود اس کی قدرت کاملہ اور علم و حکمت کی بے شمار واضح نشانیاں ہیں۔

أَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۗ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ
جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بی

وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ﴿٢٤﴾ (العنکبوت ۲۴)

شک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

① ابراہیم ۱۹

② الحجر ۸۵

③ الروم ۸

④ الدخان ۳۸

⑤ الحاثیة ۲۲

نسخہ استقامت:

حالات اہل ایمان کے حق میں انتہائی ناسازگار تھے، مسلمانوں کو دین اسلام سے ہٹانے اور آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین پر واپس لانے کے لئے ان پر انسانیت سوز ظلم و ستم ڈھائے جا رہے تھے اور مسلمانوں کو اپنے ایمان و یقین پر قائم رہنے میں شدید حوصلہ شکن مشکلات سے سابقہ پڑ رہا تھا، ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے پچھلے چار رکوعوں میں صبر و ثبات اور اللہ پر غیر متزلزل بھروسہ کی تلقین کی گئی تھی، اب بظاہر رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے تمام اہل ایمان کو مخاطب کر کے انہیں عملی تدبیر فرمائی کہ اس جلیل القدر کتاب کی تلاوت کیا کرو، اس کے معانی و مطالب پر تدبر و تفکر کرو تا کہ اس کی ہدایت کو راہ نمائنا سکو، اس کے احکامات کی تعمیل اور اس کے نواہی سے اجتناب کر سکو، اس کے الفاظ کی تلاوت سے اجر و ثواب حاصل کر سکو، اور لوگوں کی تعلیم و تدریس، وعظ و نصیحت کے لئے دلائل و براہین اور غیر مسلم سے بحث و مباحثہ کی تعلیم و تربیت حاصل کرو، اور اللہ کے ذکر کے لئے نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ان آداب و شرائط کے ساتھ پڑھو جو اس کی صحت و قبولیت کے لئے ضروری ہیں مثلاً رزق حلال ہو کیونکہ رزق حرام سے جو کپڑے پہنے جاتے ہیں اور مال حرام جس جسم میں داخل ہوتا اس کے ہوتے ہوئے نہ تو اللہ نماز قبول فرماتا ہے اور نہ دعا، انتہائی اخلاص، طہارت قلبی (یعنی نماز میں اللہ کے سوا کسی اور کی طرف التفات نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ بندہ بظاہر تو نماز پڑھ رہا ہو مگر اس کا دل کہیں اور اٹکا ہوا ہو) وقت کی پابندی اور باجماعت، ارکان صلوٰۃ (قراءت، رکوع، قومہ، سجدہ) میں اعتدال و اطمینان، خشوع و خضوع اور رقت) کی کیفیت کے ساتھ نماز قائم کریں، اس طرح سے قائم کی گئی نماز بے حیائی، فحاشی اور بد فعلیوں کے روکنے کا سبب اور ذریعہ بنتی ہے کیونکہ یہی وجہیں اللہ کی کتاب میں غور و تدبر، رہنمائی اور اقامت صلوٰۃ ہی ہیں جو ایک مومن کے کردار میں مضبوط سیرت اور زبردست صلاحیت پیدا کرتی ہیں جن سے ہر طرح کے مصائب کا سامنا کیا جاسکتا ہے، جیسے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ... ﴿٥٧﴾

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز سے مدد لو۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ ﴿٥٧﴾ قَالَ: مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ

معمر بن حصین سے مروی ہے میں نے نبی کریم ﷺ سے ”یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“ کا مطلب دریافت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اس کی نماز بے جا و فحش کاموں سے نہ روکے تو سمجھ لو کہ اس کی نماز اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوتی۔ ﴿٥٧﴾

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ يَزِدْ بِهَا مِنْ اللَّهِ إِلَّا بُعْدًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نمازی بھلے کاموں میں مشغول اور برے کاموں سے بچنے والا نہ ہو سمجھ

البقرة ۱۵۳

العنكبوت: ۲۵

تفسیر ابن ابی حاتم ۱۵۳۹

لو کہ اس کی نماز سے اللہ سے اور دور کرتی جا رہی ہے۔^①

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُطِيعِ الصَّلَاةَ، وَطَاعَةَ الصَّلَاةِ أَنْ تَتَمَّى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کی بات نہ مانے اس کی نماز نہیں، نماز بے حیائی اور بد فعلیوں سے روکتی ہے اس کی اطاعت یہ ہے کہ ان بے ہودہ کاموں سے نمازی رک جائے۔^②

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ فَلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ، فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ، فَقَالَ: إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا يُتَوَلَّى

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے لیکن جب صبح ہوتی ہے تو وہ چوری کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اس کی نماز اس کی یہ برائی چھڑا دے گی۔^③

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، فِي قَوْلِهِ: {إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ} ^④ إِنَّ الصَّلَاةَ فِيهَا ثَلَاثٌ خِلَالٍ، فَكُلُّ صَلَاةٍ لَا يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ الْجِلَالِ فَلَيْسَتْ بِصَلَاةٍ؛ الْإِخْلَاصُ وَالْحَشْيَةُ وَذِكْرُ اللَّهِ، فَإِلْخِلَاصُ يَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالْحَشْيَةُ تَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَذِكْرُ اللَّهِ الْقُرْآنُ يَأْمُرُهُ وَيَنْهَاهُ

ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ آیت کریمہ ”یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں نماز میں تین چیزیں ہیں اگر یہ نہیں تو نماز، نماز نہیں، اخلاص و خلوص، خوف الہی اور ذکر الہی، اخلاص سے انسان نیک ہو جاتا ہے اور خوف الہی سے انسان گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے اور ذکر الہی یعنی قرآن مجید اسے بھلائی و برائی بتا دیتا ہے جو حکم بھی کرتا ہے اور منع بھی کرتا ہے۔^⑤

عَنْ أَبِي عَوْتٍ، قَوْلُهُ: {إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ} ^⑥ قَالَ: إِذَا كُنْتُ فِي صَلَاةٍ فَأَنْتَ فِي مَعْرُوفٍ وَقَدْ حَجَزَتْكَ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالَّذِي أَنْتَ فِيهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أَكْثَرُ

ابن عوان النصاری آیت کریمہ ”یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“ کے بارے میں کہتے ہیں جب تم حالت نماز میں ہو تو تم مصروف ہی مصروف ہو اور نماز نے تمہیں برائی اور بے حیائی کے کاموں سے روک دیا ہے اور اس طرح تم اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو اور ذکر الہی دیگر سب کاموں سے بڑا کام ہے۔^⑦

① تفسیر ابن ابی حاتم ۳۰۶۶، ۳۰، ۹۱۷۳۳۰، المعجم الكبير للطبرانی ۱۰۲۵

② تفسیر ابن ابی حاتم ۱۷۳۳۱

③ مسند احمد ۹۷۷۸، صحیح ابن حبان ۲۵۶۰

④ العنکبوت: ۲۵

⑤ تفسیر ابن ابی حاتم ۱۷۳۳۳

⑥ العنکبوت: ۲۵

⑦ تفسیر طبری ۲۰۴۲، تفسیر ابن ابی حاتم ۳۰۶۶، ۹۳۰

بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، بیشک سب سے بڑا ذکر تو نماز ہی ہے، مگر چلتے، پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور یاد رکھنا بھی اللہ کا ذکر ہے، جیسے فرمایا

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ... ﴿۵۶﴾ ﴿۵۷﴾

ترجمہ: تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

پس جب کوئی بندہ اللہ کو یاد کرے گا تو لامحالہ اللہ رب العزت بھی اسے یاد کرے گا اور فیضیت کہ اللہ کسی بندے کو یاد کرے، اس سے کہیں بہتر ہے کہ بندہ اللہ کو یاد کرے اور یہ خیال ذہن میں راسخ رکھو کہ تم اعلانیہ یا چھپ کر جو نیکی یا برائی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، اور اس کے بزرگ فرشتے تمہارے اعمال کو ضابطہ تحریر میں لارہے ہیں، جیسے فرمایا

وَأَنْحَنُ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿۱۶﴾ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿۱۸﴾ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں (اور ہمارے اس براہ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں، کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش مگر ان موجود نہ ہو۔

وَوَضِعَ الْكِتَابَ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُمْشِقِينَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ تُكْفِرُونَ يَوْمَ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿۲۰﴾ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی، یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ کی گئی ہو، جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

اور اسی اعمال نامہ کے مطابق روز جزا وہ تمہیں اس کی پوری پوری جزا دے گا۔

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۗ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ

اور اہل کتاب کے ساتھ بحث و مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو، مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں

وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا وَ أُنزِلَ إِلَيْكُمْ

اور صاف اعلان کر دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی،

﴿ البقرة ۱۵۲ ﴾

﴿ ق ۱۸ تا ۲۶ ﴾

﴿ الكهف ۳۹ ﴾

وَالْهِنَا وَالْهَكْمَةَ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۴۶﴾ (العنکبوت ۴۶)

ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے ہم سب اسی کے حکم بردار ہیں۔

بحث و مباحثہ میں تعلیم و تربیت:

مسلمان اہل مکہ مکرمہ کے ظلم و ستم سے مجبور ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کا سوچ رہے تھے جس پر عیسائیوں کا غلبہ تھا، جو جی و رسالت اور توحید باری تعالیٰ کے منکر نہ تھے، اس لئے وہ اہل علم و فہم تھے اور بات کو سمجھنے کی صلاحیت و استعداد رکھتے تھے، مسلمان عیسیٰ ﷺ اور ان پر نازل کتاب پر بھی ایمان رکھتے تھے کہ وہ کتاب بھی من جانب اللہ عیسیٰ ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور یہ بات مسلمانوں اور عیسائیوں میں مشترک تھی، چنانچہ فرمایا کہ یہود و نصاریٰ سے تمہارا بحث و مباحثہ ہو تو پہلے نرمی سے ان نکات پر بات کرو جو تم میں اور ان میں مشترک ہوں اور پھر انہی منفق علیہ امور سے استدلال کر کے مخاطب کو شیریں اور بہترین انداز سے سمجھانا چاہیے کہ ان کا مسلک کہاں پر متفق علیہ بنیادوں سے متضاد ہے، مگر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ بحث و مباحثہ کا مرحلہ پیش آنے والا تھا، ان لوگوں کے لئے مسلمانوں کی تربیت فرمائی کہ جب ایسے لوگوں سے دین کے معاملے میں بحث و کلام ہو تو جہلاء کی طرح تلخی اور تندہی اختیار کرنے کے بجائے معقول دلائل، مہذب و شائستہ زبان، افہام و تفہیم، درگزر کی روش اور بہترین انداز اختیار کرو اور اپنے موقف کو حق ثابت کرنے کے لئے مخالف کی حق بات کو کبھی رد نہ کرو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، جیسے فرمایا

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ... ﴿۴۶﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت و حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿۴۷﴾

ترجمہ: اور اے نبی ﷺ! نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو، تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ... ﴿۴۷﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! برائی کو اس طریقہ سے دفع کرو جو بہترین ہو۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿۴۸﴾ وَإِنَّمَا يُرِيتُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ... ﴿۴۸﴾

ترجمہ: اے نبی! نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو، اگر کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی

۱۲۵ النحل ﴿۱﴾

۲ حم السجدة ۳۲

۳ المؤمنون ۹۶

۴ الاعراف ۲۰۰، ۱۹۹

پناہ مانگو۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجے ہوئے یہی نصیحت فرمائی تھی۔

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لِّئِنَّا عَلَّمَلَهُ يَتَذَكَّرَ أَوْ يَحْتَشِي ﴿٣٧﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔

اور اگر کوئی شخص اہل ایمان کی شرافت اور معقولیت کو کمزوری اور مسکنت سمجھ بیٹھے اور ظلم کا رویہ اختیار کرے تو ان لوگوں کے ساتھ پھر اسی نوعیت کا رویہ اختیار کرو، اور مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ جب تمہارا سابقہ اہل کتاب سے پیش آئے تو ان سے کہو کہ جس اللہ خالق کائنات کو تم لوگ مانتے ہو ہم بھی اسے اپنا الہ تسلیم کرتے ہیں، ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے، جو صحیفے اللہ نے پہلے انبیاء و رسل پر نازل فرمائے تھے اور جو کتاب اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی اور جو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے، ان میں جو احکام و ہدایات اور تعلیمات بھی آئی ہیں ان سب کے سامنے ہمارا سر جھکا ہوا ہے مگر تورات و انجیل میں جو تحریفات تم لوگوں نے کر دی ہیں ہم اسے تسلیم نہیں کرتے،

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابِكُمْ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذْتُمْ، تَقْرءُونَهُ مُحْضًا لَمْ يُشَبَّ، وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَغَيَّرُوهُ، وَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ، وَقَالُوا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَسْتَرْوَا بِهِ تَمَنَّا قَلِيلًا؟ أَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ؟ لَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں کیوں پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو تمہارے رسول پر نازل کی گئی ہے وہ تازہ ترین کتاب ہے، تم اس کی تلاوت کرتے ہو اور یہ بالکل خالص ہے اس میں کسی چیز کی ملاوٹ نہیں، اور اس کتاب نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف و تبدیلی کر دی تھی، انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے تاکہ اس کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں، یہ علم جو تمہارے پاس آچکا ہے کیا تمہیں اہل کتاب سے پوچھنے سے منع نہیں کرتا؟ اللہ کی قسم! ہم نے تو ان میں سے کوئی ایک شخص بھی نہیں دیکھا جو تم سے اس کے بارے میں سوال کرتا ہو جو تم پر نازل کیا گیا ہے۔ ﴿٣٧﴾

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعَ مَعَاوِيَةَ، يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِينَةِ، وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَخْبَارِ فَقَالَ: إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ الَّذِينَ يُحَدِّثُونَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذَلِكَ لَنَبْلُو عَلَيْهِ الْكَذِبَ

حمید بن عبدالرحمن سے مروی ہے انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ مدینہ منورہ میں قریش کی ایک جماعت سے گفتگو فرما رہے تھے، گفتگو میں جب کعب الاخبار کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ اہل کتاب میں سے جو بیان کرنے والے ہیں ان میں سے سب سے سچے ہیں اس کے

طہ ۴۴ ﴿١﴾

صحيح بخارى كتاب الاغتصام بالكتاب والسنة باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لا تسألوا أهل الكتاب عن شيء ۴۳۳

باوجود ہم نے ان میں بھی کذب پایا ہے۔^①

وَ كَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۖ فَالَّذِينَ آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ

اور ہم نے اسی طرح آپ کی طرف اپنی کتاب نازل فرمائی ہے، پس جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں،

وَ مِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۗ وَ مَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ ﴿٢٤﴾

اور ان (مشرکین) میں سے بعض اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف کافر ہی کرتے ہیں،

وَ مَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ ۚ وَ لَا تَخْطُهُ بِيَمِينِكَ

اس سے پہلے تو آپ کوئی کتاب پڑھتے نہ تھے اور نہ کسی کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے کہ یہ باطل پرست لوگ

إِذَا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۗ

شک و شبہ میں پڑتے، بلکہ (قرآن) تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں،

وَ مَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿٢٦﴾ (العنکبوت ۷-۲۹ تا ۴)

ہماری آیتوں کا منکر جبر ظالموں کے اور کوئی نہیں۔

نبوت کی دلیل: سید الامم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کے ثبوت میں استدلال پیش کیا گیا کہ اے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! جس طرح ہم نے پہلے انبیاء پر کتابیں نازل کیں تھیں اسی طرح لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے تمہاری طرف بھی آخری کتاب نازل کی ہے، جن لوگوں کو کتب الہیہ کا صحیح علم و فہم نصیب ہوا ہے وہ ضد و ہٹ دھرمی اور تعصبات میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ ان حقائق و نشانیوں کو دیکھ کر اپنے دلوں میں قائل ہو گئے ہیں کہ ایسی شان صرف ایک پیغمبر کی ہی ہو سکتی ہے جن کی صفات توراہ و انجیل میں لکھی ہوئی ہیں، جیسے فرمایا

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ... ۝ ٢٦ ﴿٢٦﴾

ترجمہ: (پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر، نبی امی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے، وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے بدی سے روکتا ہے ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدھے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

صحیح بخاری کتاب الإغتصام بالکتاب والسنة نأب قول النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ ۝ ۳۶

الإعراف ۱۵۷

اور اہل مکہ مکرمہ میں سے بھی بہت سے اس پر ایمان لارہے ہیں، اور ہماری واضح نشانیوں کی تکذیب صرف وہ لوگ ہی کرتے ہیں جو اپنے تعصبات چھوڑ کر حق بات ماننے کے لئے تیار نہیں، جو اپنی خواہشات نفس اور اپنی بے لگام آزادیوں پر پابندیاں قبول کرنے سے جی چراتے ہیں، کیا تم لوگ اس بات پر غور و تدبر نہیں کرتے کہ نبی ﷺ نے اپنی ساری زندگی تمہارے درمیان گزاری ہے، تم لوگ بچپن سے لیکر جوانی اور پھر ادھیڑ عمر تک ان کے پاکیزہ، صاف ستھرے اور بہترین کردار کے خود گواہ ہو، تم لوگ یہ بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ عرب کے اکثر لوگوں کی طرح لکھنا پڑھنا نہیں جانتے ہیں مگر جب انہوں نے نبوت کا اعلان فرمایا تو یکا یک ایک انوکھی، فصیح و بلیغ کتاب پڑھنے لگے، ایسی پر از حکمت کتاب جو اپنے سے پہلے کی نازل شدہ کتابوں کی تعلیمات، آدم ﷺ سے لیکر عیسیٰ ﷺ تک تمام انبیاء کے حالات، مختلف مذاہب و ادیان کے عقائد، قدیم قوموں کی تاریخ، اور اخلاق و تمدن و معیشت کے اہم مسائل پر بحث کرتی ہے، کیا ممکن ہے کہ ایسی گفتگو وہ وحی کے بغیر کسی اور دنیاوی ذرائع سے کر سکتے تھے، اگر آپ ﷺ پڑھے لکھے ہوتے یا کسی استاد سے کچھ سیکھا ہوتا تو تم ان کی ذات پر شک و شبہ کر سکتے تھے کہ جو علم وہ بیان فرما رہے ہیں وہ وحی نہیں ہے بلکہ سابقہ انبیاء کی کتابوں سے اخذ و اقتساب سے حاصل کیا گیا ہے یا فلاں کی مدد اور اس سے تعلیم حاصل کرنے کا نتیجہ ہے، اس لئے ان حقائق کی موجودگی میں دعوت حق سے تمہارے انکار کی وجہ صرف تمہاری ہٹ دھرمی اور تعصبات کے سوا اور کچھ نہیں، جیسے فرمایا

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۶﴾^۱

ترجمہ: اور کہو اگر اللہ کی مشیت یہی ہوتی تو میں یہ قرآن تمہیں کبھی نہ سناتا اور اللہ تمہیں اس کی خبر تک نہ دیتا آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں آدم ثانی نوح ﷺ، زکریا ﷺ، یوسف ﷺ اور مریم، یوسف ﷺ اور موسیٰ ﷺ کے صدیوں پرانے واقعات کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے ثبوت میں بیان فرمایا جنہیں اہل کتاب بدترین مخالفت کے باوجود نہ جھٹلا سکے، جیسے فرمایا

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا ۚ... ﴿۱۹﴾^۲

ترجمہ: اے نبی ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔

ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿۳۳﴾^۳

ترجمہ: اے نبی ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب ہیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ مریم کا سر پرست کون ہو؟ اپنے اپنے قلم پھینک رہے تھے اور نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔

۱ یونس ۱۶

۲ ہود ۳۹

۳ آل عمران ۳۳

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِيَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِمْ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تم پر وحی کر رہے ہیں ورنہ تم اس وقت موجود نہ تھے جب یوسف کے بھائیوں نے آپس میں اتفاق کر کے سازش کی تھی۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِيِّ اِذْ قَضَيْنَا اِلَى مُوسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَلَكِنَّا اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلْ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ وَمَا كُنْتَ تَاوِيْا فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتَلَوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۗ وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا اَنْتَهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) تم اس وقت مغربی گوشے میں موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام یہ فرمان شریعت عطا کیا اور نہ تم شاہدین میں شامل تھے، بلکہ اس کے بعد (تمہارے زمانے تک) ہم بہت سی نسلیں اٹھا چکے ہیں اور ان پر بہت زمانہ گزر چکا ہے، تم اہل مدین کے درمیان بھی موجود نہ تھے کہ ان کو ہماری آیات سنارہے ہوتے، مگر (اس وقت کی یہ خبریں) بھیجنے والے ہم ہیں اور تم طور کے دامن میں بھی اس وقت موجود نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کو پہلی مرتبہ) پکارا تھا مگر یہ تمہارے رب کی رحمت ہے (کہ تم کو یہ معلومات دی جا رہی ہیں) تاکہ تم ان لوگوں کو متنبہ کرو جن کے پاس ان سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا شاید کہ وہ ہوش میں آئیں۔

رسول اللہ ﷺ بس ایک خاموش تاجر تھے، لیکن نبوت کے فوراً بعد دنیا نے دیکھا کہ وہ شخص جس نے کبھی تین آدمیوں کو بٹھا کر کبھی گفتگو نہیں کی تھی وہ بڑے بڑے مجموعوں کو خطاب کرتا ہے، رسالت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کبھی میدان جنگ میں نہیں اترے، کبھی تلوار چلانا اور تیر چلانا بھی نہ سیکھا مگر وہ انسانی تاریخ کے سب سے بڑے جرنیل ہیں، ہجرت مدینہ منورہ کے بعد دس سال میں تریا سی جنگیں لڑیں جن میں مقتولین کی تعداد صرف پانچ سو تینتیس (۵۳۳) ہے اور ان سب کے نام تاریخ میں محفوظ ہیں، انسانی تاریخ میں اتنا پر امن (Bloodless) انقلاب اور اتنی تعداد میں جنگیں اور اتنی کم تعداد میں مقتولین (Casualties) آج تک دیکھنے میں نہیں آئیں اور آپ ﷺ نے ایسی ایسی جنگی چالیں چلیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے، اس سلسلہ میں فتح مکہ کا ایک واقعہ ہی کافی ہے جب ہر طرف جنگ کا قانون رائج تھا اس وقت انٹرنیشنل لاء کو سب سے پہلے مرتب کرنے والے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی میں کبھی کشتی کا فن نہیں سیکھا مگر جزیرہ العرب کے ایک نامی گرامی پہلوان رکاب نے کہا ہمیں صرف کشتی آتی ہے، ہم کسی اور چیز کو نہیں جانتے آپ نبی ہیں تو مجھے کشتی میں ہر ادریس پھر میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، بھلا کہاں کشتی کا فن اور کہاں رسالت مگر رسول اللہ ﷺ نے مقابلہ کرنے کی حامی بھری اور میدان میں اتر آئے، اور جب وہ پہلوان قریب آیا تو اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا مگر اس پہلوان کو یقین نہ آیا اس نے کہا نہیں، نہیں ابھی نہیں میں پھر مقابلہ کروں گا، دوسرے ہی لمحے آپ نے اسے اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخا، جس پر اس نے اشھدان الالہ اللہ واشھدان محمد عبدہ ورسولہ پڑھ لیا، کیا یہ کتاب مبین کی منزل من اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے ناقابل تردید ثبوت

نہیں۔ دراصل یہ روشن نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جنہیں علم بخشا گیا ہے اور ہماری آیات کا متکبر، ہٹ دھرم اور متعصب لوگ ہی انکار کرتے ہیں۔

وَقَالُوا كُوٌّ لَّا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ط

انہوں نے کہا کہ اس پر کچھ نشانیاں (معجزات) اس کے رب کی طرف سے کیوں نہیں اتارے گئے،

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ط وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ (العنکبوت ۵۰)

آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں میں تو صرف کھلم کھلا آگاہ کر دینے والا ہوں۔

معجزہ کا مطالبہ: اتنی واضح دلیل کے باوجود مشرکین مکہ ضد، تکبر اور ہٹ دھرمی سے رسول اللہ ﷺ سے پیغمبری کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے معجزہ کا مطالبہ کرتے، جیسے فرمایا

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَدْبُوعًا ﴿٥٠﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن مَّغْنَمٍ وَعَنْبٍ فَتَفْجُرَ الْأَفْهَرِ خَلَّهَا تَفْجِيرًا ﴿٥١﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِي بَالِدِهِ وَالْمَلِكَةَ قَبِيلًا ﴿٥٢﴾ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرَفٍ أَوْ تَرْفِي فِي السَّمَاءِ ﴿٥٣﴾ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرُؤُهُ... ﴿٥٤﴾ ﴿٥٠﴾

ترجمہ: اور انہوں نے کہا ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لیے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے، یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے، یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو زور دے اور ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! انہیں کہہ دیں معجزہ دکھانا میرے اختیار میں نہیں یہ تو اللہ کا اختیار اور اس کی قدرت ہے وہ جب چاہے اپنی حکمت و مشیت سے معجزہ ظاہر فرمادے، میرا کام تمہارے کانوں تک آواز الہی کو پہنچانا ہے، ہدایت و ضلالت اللہ کی طرف سے ہے وہ جسے چاہتا مگر اکر دیتا ہے اگر وہ کسی کو گمراہ کر دے تو پھر کوئی اس کی رہنمائی نہیں کر سکتا، جیسے فرمایا

مَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٥٣﴾ ﴿٥٣﴾

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کر دے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے، اور اللہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔

... مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿٥٤﴾ ﴿٥٤﴾

﴿٥٠﴾ بنی اسرائیل ۹۳ تا ۹۰

﴿٥١﴾ الاعراف ۱۸۶

﴿٥٢﴾ الکہف ۱۷

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مرشد نہیں پاسکتے۔
میں تو اللہ کا بندہ اور کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں اس سے زیادہ میرا کوئی مرتبہ نہیں۔

أَوْ لَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرْحَمَةً
کیا انہیں یہ کافی نہیں؟ کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمادی جو ان پر پڑھی جا رہی ہے، اس میں رحمت (بھی) ہے

وَ ذِكْرًا لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۗ
اور نصیحت (بھی) ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں، کہہ دیجئے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ تعالیٰ گواہ ہونا کافی ہے،

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبٰطِلِ وَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ
وہ آسمان و زمین کی ہر چیز کا عالم ہے، جو لوگ باطل کے ماننے والے اور اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے والے ہیں

أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٥٢﴾ (العنكبوت ۵۱، ۵۲)

وہ زبردست نقصان اور گھاٹے میں ہیں۔

اور فرمایا کہ اے نبی ﷺ! آپ کے امی ہونے کے باوجود قرآن جیسی کتاب جس کے الفاظ میں حلاوت، جس کے نظم میں ملاحت، جس کے انداز و بیان میں فصاحت و بلاغت، جس کا طرز دلربا، جس کا سیاق و سباق دلچسپ کا آپ پر نازل ہونا کیا ایک معجزہ سے کم ہے؟ کیا اس کے بعد بھی آپ کی رسالت کی تصدیق کے لئے کسی اور معجزے کی ضرورت باقی رہتی ہے؟ حالانکہ اس کی بابت ساری دنیا کے جن و انس کو چیلنج کر دیا گیا ہے کہ وہ سب مل کر اور اپنے معبودوں کو شامل کر کے اس جیسا قرآن لا کر دکھائیں، یا کوئی ایک سورت ہی بنا کر پیش کر دیں، جب قرآن کریم کی اس معجزہ نمائی کے باوجود یہ قرآن پر ایمان نہیں لا رہے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرح انہیں معجزے دکھا بھی دیئے جائیں تو اس پر یہ کون سا ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ اس کتاب کا نزول ہی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے، جس میں انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے واضح ہدایات ہیں، مگر ان ہدایات، احکامات سے وہی لوگ ہی متمتع اور فیض یاب ہوتے ہیں جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے، اے نبی ﷺ! کہو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ مالک الملک کی گواہی کافی ہے، جیسے فرمایا

قُلْ اَمْحِ شَيْءٍ اَكْبَرَ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ ۗ ۙ ﴿٥١﴾ ﴿٥٢﴾

ترجمہ: کہو، ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے؟ کہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے۔

اس لئے میں نے اسے گواہ بنایا ہے اگر میں جھوٹا ہوتا تو مجھ پر اللہ کا عہد تک عذاب نازل ہوتا، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْاَقْوَالِ ﴿٥٣﴾ لَّا خَذْنَا مِنْهُ بِالْبَيِّنِ ﴿٥٤﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٥٥﴾ ﴿٥٦﴾

ترجمہ: اور اگر اس (نبی ﷺ) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔

اور اگر اللہ میری تائید اور مدد کرتا اور میرے لئے میرے تمام معاملات آسان فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جلیل القدر شہادت تمہارے لئے کافی ہونی چاہیے، اگر تمہارے دلوں میں اللہ کی شہادت کافی نہیں تو وہ علام الغیوب ہے، وہ آسمانوں اور زمین میں سب کچھ جانتا ہے، جو لوگ غیر اللہ کو عبادت کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور اللہ جو فی الواقع مستحق عبادت ہے کا انکار کرتے ہیں انہی لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر اور ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ہے، قیامت کے روز وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

مَنْ يُضْرَفْ عَنْهُ يَوْمَ مَيِّدٍ فَقَدْ رَجِمَهُ ۚ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾

ترجمہ: اس دن جو سزا سے بچ گیا اس پر اللہ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے۔

وَ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۖ وَلَوْ لَا آجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمْ

یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں اگر میری طرف سے مقرر کیا ہوا وقت نہ ہوتا تو ابھی تک ان کے پاس

الْعَذَابُ ۖ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٧﴾ (العنکبوت ۵۳)

عذاب آچکا ہوتا، یہ یقینی بات ہے کہ اچانک ان کی بے خبری میں ان کے پاس عذاب آپنچے۔

قدیم قوموں کی طرح اہل مکہ بھی یہ تسلیم کرنے کو ہرگز تیار نہ تھے کہ ان جیسا ایک بشر بھی اللہ کا رسول ہو سکتا ہے، وہ حیات بعد از موت کو بھی تسلیم نہیں کرتے تھے، ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی سے سیکھ کر ایسی گفتگو فرماتے ہیں، وہ پیغمبر کی تعلیمات پر غور و تفکر کرنے اور اس کی حقانیت تسلیم کرنے کے بجائے تباہ شدہ اقوام کی طرح بڑے دھڑلے سے چیلنج کے انداز میں عذاب کا مطالبہ کرتے کہ اگر آپ سچے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے تو جس دردناک عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے رہتے ہیں اللہ سے کہہ کر ہم پر نازل کروادیں، جیسے فرمایا

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ ۖ أَوْ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٨﴾

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ خدایا اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ اللہ غفور و رحیم سے اپنے گناہوں کی مغفرت اور بخشش طلب کرنے کے بجائے عذاب کی جلدی چاہ رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثَلَاتُ... ﴿٦﴾

ترجمہ: یہ لوگ بھلائی سے پہلے برائی کے لیے جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ ان سے پہلے (جو لوگ اس روش پر چلے ہیں ان پر اللہ کے عذاب کی) عبرت ناک مثالیں گزر چکی ہیں۔

قَالَ يَقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالْسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٧﴾

ترجمہ: صالح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم کے لوگو، بھلائی سے پہلے برائی کے لیے کیوں جلدی مچاتے ہو؟ کیوں نہیں اللہ سے مغفرت طلب کرتے؟ شاید تم پر رحم فرمایا جائے۔

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٨﴾

ترجمہ: تو کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں؟

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ﴿٩﴾

ترجمہ: یہ لوگ عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں اللہ ہر گز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا مگر تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہو سکتا ہے۔

ان کے اعمال و اقوال (یعنی اللہ کو عاجزا اور بے بس سمجھنے اور حق کی تکذیب کرنے کی بنا پر) تو یقیناً اس لائق ہیں کہ انہیں فوراً صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی ایک سنت ہے کہ وہ ہر قوم کو ان کے گناہوں پر فوراً نہیں پکڑ لیتا اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے مطالبہ عذاب پر فوراً ہی عذاب کے مہیب بادل ان پر برس پڑتے بلکہ ایک خاص وقت تک سوچنے اور سنبھلنے کی مہلت عطا فرماتا ہے، مگر جب یہ مہلت عمل ختم ہوتی ہے تو پھر اللہ کا عذاب اچانک اور یک بیک نازل ہو جاتا ہے جسے کوئی ہستی، کوئی طاقت و قوت روکنے والی نہیں ہوتی، جیسے اہل مکہ رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے میدان بدر میں اترتے اور تکبر کرتے ہوئے اترے، مسلمانوں کی قلت تعداد اور جنگی ہتھیاروں کی بے سرو سامانی دیکھ کر وہ سمجھے کہ وہ اپنا مقصد بد حاصل کرنے کی طاقت و قدرت رکھتے ہیں، مگر مشرکین کی کثرت تعداد اور وافر ساز و سامان کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل و رسوا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر اس طرف سے عذاب نازل فرمایا جدھر سے ان کو وہم و گمان اور شعور تک نہ تھا، جیسے فرمایا

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠﴾

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ (حق کو بچاؤ کھانے کے لیے) ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں تو دیکھ لو کہ اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ

۱ الرعد

۲ النمل ۲۶

۳ الشعراء ۲۰۴

۴ الحج ۷

۵ النحل ۲۶

سے اکھاڑ بھینکی اور اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آ رہی اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جدھر سے اس کے آنے کا ان کو گمان تک نہ تھا۔
 فَأَمِّنَ الَّذِينَ مَكْرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَحْسَبَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٨﴾⁽¹⁾
 ترجمہ: پھر کیا وہ لوگ جو (دعوت پیغمبر کے مخالف میں) بدتر سے بدتر چالیں چل رہے ہیں اس بات سے بالکل ہی بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسے گوشے سے ان پر عذاب لے آئے جدھر سے اس کے آنے کا ان کو وہم و گمان تک نہ ہو۔

فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٩﴾⁽²⁾

ترجمہ: پس وہ عذاب ان کو ناگہاں آجائے گا انہیں اس کا شعور بھی نہ ہوگا۔

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَآتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٠﴾⁽³⁾

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ اسی طرح جھٹلا چکے ہیں آخر ان پر عذاب ایسے رخ سے آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ جاسکتا تھا۔
 ان کے بڑے بڑے نامور ستر ستر دار قتل ہو گئے اور تمام شریر لوگوں کا استیصال ہو گیا اور مکہ مکرمہ کا کوئی گھرا ایسا نہ بچا جسے یہ مصیبت نہ پہنچی ہو۔

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَهِيَ جَبَابَةٌ ۖ بِأَلْفِ مِائَةٍ أَوْ مِائَةٍ يَوْمَ يُعْشِرُهُمُ

یہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اور (تسلی رکھیں) جہنم کافروں کو گھیر لینے والی ہے، اس دن ان کے اوپر تلے سے انہیں

الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ۚ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦١﴾

عذاب ڈھانپ رہا ہوگا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب اپنے (بد) اعمال کا مزہ چکھو،

يُعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿٦٢﴾ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

اے میرے ایمان والے بندو! میری زمین بہت کشادہ ہے سو تم میری ہی عبادت کرو، ہر جاندار موت کا مزہ

الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٦٣﴾ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ

چکھنے والا ہے اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے انہیں ہم یقیناً جنت کے

عُرْفًا نَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٦٤﴾

ان بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے چشمے بہ رہے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے نیک کام کرنے والوں کا کیسا اچھا اجر ہے،

﴿١﴾ النحل ٢٥

﴿٢﴾ الشعراء ٢٠٢

﴿٣﴾ الزمر ٢٥

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۵۹﴾ وَكَانَ مِن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۗ

وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے،

اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۗ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶۰﴾ (العنکبوت ۶۰ تا ۵۹)

ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے، وہ بڑا ہی سننے والا ہے۔

یہ لوگ دعوت حق قبول کرنے اور اللہ سے اپنی بخشش طلب کرنے کے بجائے اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر تم سے بار بار عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے، جیسے فرمایا

... إِنَّا آَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ۖ أَحَاطَ بِهِنَّ سُرَادِقُهَا ... ﴿۱﴾

ترجمہ: ہم نے (انکار کرنے والے) ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپیٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں۔

لَهُمْ مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ... ﴿۲﴾

ترجمہ: ان کے لیے تو جہنم کا بچھونا ہو گا اور جہنم ہی کا اوڑھنا۔

لَهُمْ مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّن النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ... ﴿۳﴾

ترجمہ: ان پر آگ کی چھتریاں اوپر سے بھی چھائی ہوں گی اور نیچے سے بھی۔

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينٌ لَا يَكْفُون عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ ... ﴿۴﴾

ترجمہ: کاش ان کافروں کو اس وقت کا کچھ علم ہوتا جب کہ یہ نہ اپنے منہ آگ سے بچاسکیں گے نہ اپنی پیٹھیں۔

اور اس روز انہیں پتہ چلے گا جبکہ جہنم کا درناک عذاب انہیں اوپر اور نیچے سے ڈھانپ لے گا، جب دو زنجیوں کو عذاب چاروں طرف سے گھیر لے گا تو اللہ تعالیٰ یا جہنم کے نگران فرشتے کہیں گے کہ اب اپنے کفر و شرک اور ان بد اعمالیوں کا چکھومزاجو تم دنیا میں کرتے تھے، جیسے فرمایا

يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ۖ دُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿۵﴾

ترجمہ: جس روز یہ منہ کے بل آگ میں گھیٹے جائیں گے اس روز ان سے کہا جائے گا کہ اب چکھو: جہنم کی لیٹ کا مزہ۔

يَوْمَ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعَاً ﴿۶﴾ هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكذَّبُونَ ﴿۷﴾

ترجمہ: جس دن انہیں دھکے مار مار کر نارِ جہنم کی طرف لے چلا جائے گا اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے

﴿۱﴾ الكهف ۲۹

﴿۲﴾ الاعراف ۴۱

﴿۳﴾ الزمر ۱۶

﴿۴﴾ الانبیاء ۳۹

﴿۵﴾ القمر ۲۸

﴿۶﴾ الطور ۱۳، ۱۴

تھے۔

اب اس عذاب پر صبر کرو یا آہ نفاں کرو یکساں ہے، تم موت کو ایک بار نہیں بار بار پکارو مگر اب موت بھی نہیں آئے گی، جیسے فرمایا
وَإِذَا أَلْفُوا مِنْهَا مَكَانًا صَبِيحًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا
كَثِيرًا ﴿١٤﴾ ﴿١٣﴾

ترجمہ: اور جب یہ دست و پاستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے، (اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

جب مسلمانوں پر مکہ میں اسلامی تعلیمات و احکامات پر چلنا مشکل ہو گیا اور مشرکین کے انتہائی غیض و غضب، ظلم و ستم میں سانس لینا بھی مشکل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا کہ اے میرے بندو! جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ کی بچھائی ہوئی زمین تنگ نہیں بلکہ کشادہ، فراغ ہے، جب کسی سرزمین میں تمہارے لئے اپنے رب کی عبادت کرنا ممکن نہ رہے تو اس کو چھوڑ کر کسی اور سرزمین میں چلے جاؤ جہاں تم اللہ وحدہ لا شریک کی آزادی سے عبادت کر سکو اور بالآخر ایک وقت مقررہ پر تمہاری زندگی ختم اور موت آ کر رہے گی۔
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ أُجُورَ كُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ رُحِزَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ﴿١٨﴾ ﴿١٧﴾

ترجمہ: آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَتَبْلُوَكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً... ﴿٣٥﴾ ﴿٣٤﴾

ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور ہم اچھے اور برے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں۔
پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے اور اپنے اعمال کی جو ابدی کرنی ہے، اس وقت اللہ اس شخص کو بہترین جزا سے نوازے گا جس نے ایمان اور اعمال صالحہ کو اکٹھا کیا، وہ انہیں رفیع الشان بالا خانوں اور خوبصورت منازل میں ٹھیرائے گا جن کے نیچے قسم قسم کی نہریں بہ رہی ہیں، جیسے فرمایا

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرَ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ حَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيماً فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿١٥﴾ ﴿١٤﴾

ترجمہ: پھر ہیز گاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہ رہی ہوں گی نہرے ہوئے پانی کی،

﴿١﴾ الفرقان ١٣، ١٤

﴿٢﴾ آل عمران ١٨٥

﴿٣﴾ الانبیاء ٣٥

﴿٤﴾ محمد ١٥

نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہوگا، ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی، اس میں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔

اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ جنت میں کبھی ختم نہ ہونے والی وہ تمام چیزیں جمع ہوں گی جسے نفس چاہتے اور آنکھیں لذت حاصل کرتی ہیں۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً لِّمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متفلس کو خبر نہیں ہے۔ اور جنت کے اونچے محلات میں تم ہمیشہ رہو گے،

أَبُو مُعَانِقِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ أبا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ أَنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرْفًا يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا (أَعَدَّهَا اللَّهُ تَعَالَى) لِمَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَطَابَ الْكَلَامَ، وَتَابَعَ الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ، وَقَامَ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

ابو معانق اشعری اپنے والد ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا بے شک جنت میں کچھ ایسے محلات بھی ہوں گے جن کے باہر سے اندر اور اندر سے باہر دیکھا جاسکے گا یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے لیے تیار فرمائے ہیں جو کھانا کھلاتے ہیں پاکیزہ گفتگو کرتے ہیں، نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں اور رات کو اس وقت نماز پڑھتے ہیں جب لوگ سوئے ہوتے ہیں۔

اور یہ سوچ کر ہمت نہ ہارو کہ ہمارے رزق کا کیا ہوگا، ذرا جانوروں اور پرندوں کو دیکھو ان کے پاس رزق کا ذخیرہ نہیں ہوتا اور جب یہ صبح سویرے اپنے گھروں اور گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں تو اپنا رزق اور توشہ دان ساتھ اٹھا کر نہیں چلتے مگر اللہ تعالیٰ انہیں رزق دے دیتا ہے، چنانچہ تم جہاں بھی ہجرت کر جاؤ گے ہم وہیں پر بحر و بر کی بے شمار دوسری مخلوقات کی طرح تمہارا رزق بہم پہنچائیں گے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ﴿۱۶﴾ كُلُّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن اور اعمال و افعال کو جانتا اور تمہاری التجاؤں کو سنتا اور پورا کرتا ہے اس لئے اللہ قادر مطلق پر بھروسہ کرو اور اس کے سوا کسی سے مت ڈرو۔

وَلَيْنِ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالسَّمَاسِ وَالْقَمَرِ

اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین و آسمان کا خالق اور سورج اور چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟

﴿السجدة ۷۴﴾

﴿تفسیر ابن ابی حاتم ۹، ۳۰۷، صحیح ابن حبان ۵۰۹، جامع ترمذی ابواب البرِّ وَالصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الْمَغْرُوفِ

۱۹۸۳، مستدرک حاکم ۲۷۰﴾

﴿۲﴾ ہودا

لَيَقُولَنَّ اللَّهُ ۚ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿٦١﴾ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ

تو ان کا جواب یہی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ، پھر کدھر اٹے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے

مِن عِبَادِهِ وَ يَقْدِرُ لَهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ (العنکبوت ۶۲، ۶۱)

فراں روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

توحید الوہیت:

مگر شیطان نے مشرکین کی آنکھوں پر اس طرح پردے ڈال رکھے تھے کہ وہ ہر سو بکھری اللہ کی نشانیوں کو دیکھنے کی زحمت ہی گوارا نہ کرتے، ان کے کانوں کو حق کی طرف سے بہرہ بنا رکھا تھا کہ حق بات سنا گوارا نہیں کرتے، ان کے دلوں کو خشیت اللہ سے عاری کر رکھا تھا کہ انہیں اپنی عاقبت کا کوئی خوف نہ تھا، الغرض وہ بری طرح اس کے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے کہ ان کو کوئی دلیل سمجھ میں نہ آتی تھی، اللہ تعالیٰ نے ایک اور طرح سے انہیں سمجھایا کہ جب تم سمجھتے ہو اور اس کا اظہار بھی کرتے ہو کہ اس کائنات کو اللہ وحدہ لا شریک نے تخلیق فرمایا ہے، اور اسی نے چاند، سورج، ستاروں، پہاڑوں اور ہواؤں اور بے شمار مخلوقات وغیرہ کو انسان کی خدمت کے لئے مسخر کر رکھا ہے، جو آسمان سے پانی برسا کر تمہارے رزق کا بندوبست کرتا ہے، جو تمام کائنات کی تدبیر کرتا ہے تو پھر حمد و ستائش کا مستحق صرف وہی وحدہ لا شریک ہی ہو سکتا ہے، جب تم خود اپنے خود ساختہ معبودوں کی عاجزی اور بے بسی کا واضح اقرار کرتے ہو کہ تمہارے معبودوں نے کچھ تخلیق نہیں کیا، وہ کسی کو رزق بھی نہیں پہنچا سکتے، ان کے پاس کچھ طاقت، قدرت و اختیار ہی نہیں ہے تو ضعیف العقل لوگو! خود ہی غور کرو انہیں معبود کا درجہ کس نے دیا، ان کو حمد کا استحقاق کہاں سے مل گیا، کائنات کی تمام مخلوقات کا رزق اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ اپنی حکمت و مشیت سے اپنے جس بندے کا رزق چاہتا ہے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

وَ لَئِن سَأَلْتَهُمْ مِّنْ نَّذَلٍ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟

لَيَقُولَنَّ اللَّهُ ۗ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾

تو یقیناً ان کا جواب یہی ہو گا اللہ تعالیٰ نے، آپ کہہ دیجئے کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے، بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں،

وَ مَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوٌّ وَ لَعِبٌ ۗ وَ إِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَاةُ

اور دنیا کی یہ زندگی تو محض کھیل تماشا ہے، البتہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے،

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾ (العنکبوت ۶۳، ۶۴)

کاش! یہ جانتے ہوتے۔

توحید ربوبیت:

اور جب تم لوگ اس بات کا بھی اعتراف کرتے ہو کہ آسمانوں سے بارش کا بندوبست بھی اللہ ہی کرتا ہے، جس سے تمہاری مردہ پڑی ہوئی زمینیں زندہ ہو جاتی اور لہلہا اٹھتی ہیں، تمہارے جانوروں کے لئے خوراک اور تمہارے لئے انواع و اقسام کی اجناس اور طرح طرح کے پھل پیدا کرتی ہے، اسی بارش کے پانی سے دریاواں دواں ہوتے ہیں جس میں تمہاری کشتیاں چلتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی خالقیت و ربوبیت کے اعتراف کے باوجود خود ساختہ معبودوں کو مشکل کشا اور حاجت روا اور لائق عبادت کیوں سمجھ رہے ہو جنہوں نے اس نعمتوں کو زمین سے نکالا ہی نہیں اور نہ ہی اس کی طاقت و قدرت رکھتے ہیں، اللہ پر توکل کرنے کے بجائے غیر اللہ پر بھروسہ کیوں کرتے ہو؟ اللہ جو تمہاری پکار کو سنتا اور پورا کرتا ہے اسے چھوڑ کر دوسروں کو کیوں پکارتے ہو؟ اللہ جو تمام مخلوقات کا رازق ہے اسے چھوڑ کر غیر اللہ سے رزق کیوں طلب کرتے ہو؟ اور دنیا کی یہ زندگی تو ایک کھیل اور دل کا بہلاوا کے سوا کچھ حیثیت نہیں رکھتی، یہ تو چند سانسوں پر مشتمل زندگی ہے تمہاری اصل زندگی اور دائمی گھر تو دارِ آخرت ہے، جس کے لئے تمہیں جدوجہد کرنی چاہیے، کاش! یہ لوگ دنیا کی بے ثباتی کو جانتے تو اپنی حقیقی اور دائمی زندگی سے بے پرواہ ہو کر اس زندگی کی رنگینیوں میں نہ کھوجاتے۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِكِ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ

پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے

فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۗ

پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ ہماری دی ہوئی نعمتوں سے مکرے رہیں

وَرَلَيْتَ تَتَّبِعُوا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۶۶﴾ (العنکبوت ۶۶، ۶۵)

اور برتنے رہیں، ابھی ابھی پتہ چل جائے گا۔

مشرکین مکہ نام کی حد تک اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے باقی سارا کاروبار زندگی ان کے خود ساختہ معبودوں کے ہاتھوں میں تھا، وہی رزق دینے والے تھے، اولادیں دینے والے تھے، جانوروں اور پیداوار میں اضافہ کرنے والے تھے، دشمنوں پر فتح دینے والے اور وہی مشکل کشا تھے، مگر جب وہ سمندری مسافرت میں ہوتے اور یکا یک تیز ہوائیں چلنا شروع ہو جاتیں اور کشتی گرداب وغیرہ میں پھنس جاتی جس سے خطرہ پیدا ہو جاتا کہ اب کشتی کے بچنے کا کوئی امکان نہیں اور موت اپنی بھیا تک صورت کے ساتھ سامنے آکھڑی ہوتی تو مشکل کی اس گھڑی میں اپنے ان معبودوں کو بھول جاتے، جن کے بارے میں ان کا دعویٰ تھا کہ وہ ہمارے مشکل کشا حاجت روا ہیں، بگڑی بنانے والے ہیں اور اللہ کے دامن کے سوا کوئی دوسری پناہ گاہ نظر نہ آتی تو سب مشرک مسافر پورے خلوص نیت سے اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا دیتے کہ اگر اللہ نے ہمیں اس مشکل سے بچالیا تو وہ شرک سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لا شریک سے لو لگالیں گے مگر جب یہ شدت اور مصیبت ختم ہو جاتی اور اللہ انہیں بحفاظت خشکی پر پہنچا دیتا تو اپنے عزم و ارادے بھول جاتے اور خشکی پر پہنچتے ہی اللہ کا شکر بجالانے کے بجائے اپنے معبودوں کی چوکھٹ

پرسر جھکانے کے لئے پہنچ جاتے جیسے انہوں نے ان لوگوں کی مشکل کشائی کی ہو، اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا
وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَيْنَا فَلَمَّا تَجِدُّكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ
كُفُورًا ﴿١٤﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا
کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو انسان واقعی بڑا ناشکر ہے۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا آذَاهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ
يُشِيرُونَ ﴿٣٣﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اُسے پکارتے ہیں پھر جب وہ کچھ اپنی
رحمت کا ذائقہ انہیں چکھا دیتا ہے تو یکا یک ان میں سے کچھ لوگ شرک کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے جو مہلت انہیں عنایت فرمائی ہوئی ہے ان لحوں میں خوب اچھل کود کر لیں، جانوروں کی طرح خوب کھاپی لیں، من
مستی، بے فکری میں ان قیمتی لحوں کو ضائع کر لیں، دنیا کی یہ زیب و زینت جلد ہی زائل ہو کر ختم ہو جائے گی، اس مہلت کے بعد انہوں نے ہماری
بارگاہ میں اعمال کا حساب کتاب دینے حاضر ہونا ہے، اس وقت انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا کیا خوفناک
انجام ہوتا ہے مگر اس وقت انہیں ندامت اور خسارے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

أَنَّهُ لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ ذَهَبَ فَارًا مِنْهَا، فَلَمَّا رَكِبَ فِي الْبَحْرِ لِيَذْهَبَ إِلَى الْحَبَشَةِ،
اضْطَرَّ بِتِيبِهِمُ السَّفِينَةَ، فَقَالَ أَهْلُهَا: يَا قَوْمِ، أَخْلِصُوا لِرَبِّكُمْ الدُّعَاءَ، فَإِنَّهُ لَا يُنْجِي هَاهُنَا إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللَّهِ
إِنْ كَانَ لَا يُنْجِي فِي الْبَحْرِ غَيْرُهُ، فَإِنَّهُ لَا يُنْجِي غَيْرُهُ فِي الْبَرِّ أَيْضًا اللَّهُمَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدٌ لَنْ خَرَجْتُ لِأَذْهَبَنَّ فَلَا ضَعْفَ
يَدِي فِي يَدِ مُحَمَّدٍ فَلَا جِدْنَهُ رَوْفًا رَجِيمًا، وَكَانَ كَذَلِكَ

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح فرمایا تو عکرمہ بن ابی جہل نے رسول اللہ ﷺ کی گرفت سے بچنے کے لئے مکہ سے فرار ہو کر جدہ کی راہ
لی اور حبشہ جانے کے لئے ایک کشتی پر سوار ہوا، جب کشتی پہنچ سمندر میں پہنچی تو اتفاقاً سخت طوفان آیا اور کشتی گرداب میں پھنس گئی، اول اول
تو دیوی دیوتاؤں کو پکارا جاتا رہا، آخر کشتی میں سوار لوگوں نے (حسب سابق) ایک دوسرے سے کہا کہ مکمل خلوص نیت سے اللہ سے دعائیں
کر کیونکہ اب اس کے علاوہ کوئی اور اس مصیبت سے نجات دینے والا نہیں، لوگوں کی گفتگو سن کر عکرمہ بن ابی جہل سوچ میں پڑ گیا کہ
اگر یہاں سمندر میں رب کے سوا کوئی اور نجات نہیں دے سکتا تو خشکی میں اس کے سوا کون مصیبتوں کو ٹالنے والا ہو سکتا ہے، یہ بات ان کے

دل میں گھر کر گئی اور اس نے دل میں عہد کر لیا کہ اگر میں یہاں سے ہجرت ساحل پر پہنچ گیا تو محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو جاؤں گا مجھے یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے اور مجھ پر رحم کریں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے کشتی کو بچا لیا اور عمر مہ بن ابی جہل نے اپنے ارادہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔^①

اچھا اس عارضی، فانی دنیا میں جو یہ چاہیں کر لیں عنقریب انہیں اپنی بد اعمالیوں کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔

أَوْ لَمَّيْرُوا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَابْنُ خَطْفِ النَّاسِ مِنْ حَوْلِهِمْ ط أَلْبَابِ ط

کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو باامن بنا دیا ہے حالانکہ ان کے ارد گرد سے لوگ اچک لیے جاتے ہیں کیا یہ باطل پر تو

يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ (العنكبوت ۶۴)

یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ناشکری کرتے ہیں۔

احسان کا بدلہ احسان:

اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ پر اپنی بے بہا نعمت اور احسان کا تذکرہ فرمایا کہ کیا تم لوگ اپنے شہر مکہ مکرمہ کو نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اسے کیسا کمال و رجبے کا پر امن شہر بنا دیا ہے، یہاں کے باشندے قتل و غارت، لوٹ مار اور اسیری وغیرہ سے محفوظ و مامون ہیں، جب کہ عرب کے دوسرے علاقے خوف زدہ رہتے ہیں اور امن و سکون سے محروم ہیں، جدال و قتال، لوٹ مار و ہاں روز کا معمول و مشغلہ ہے، کیا تمہارے بے شمار چھوٹے بڑے دیوی دیوتاؤں میں سے لات، منات، عزلی، بعل، ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر اور شرعیٰ یا جنات یا فرشتوں میں سے کسی نے ایسا پائیدار امن قائم کیا ہوا ہے؟ کیا تم سوچتے نہیں کہ کیا ان دیوی دیوتاؤں میں اتنی قوت و طاقت و اختیار تھا کہ وہ ڈھائی ہزار سال سے عرب کی انتہائی بد امنی کے ماحول میں اس جگہ کو تمام فتنوں اور فسادوں سے محفوظ رکھتے؟ کیا تم نہیں سوچتے کہ اس گھر کو ہمارے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حکم سے تعمیر کیا تھا اور ہم ہی اس وقت سے اس کی حرمت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں؟ جب تم تسلیم کرتے ہو کہ یہ بیت اللہ ہے، یہ ہمارا گھر ہے اور ہمارے ہی حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے اسے خالص ہماری ہی عبادت کے لئے تعمیر کیا تھا تو پھر اس رب کا شکر کیوں نہیں بجالاتے جس نے بھوک اور قحط میں کھانا کھلایا اور خوف اور بد امنی میں امن مہیا کیا۔

الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوعٍ ۖ وَآمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿٦٥﴾

ترجمہ: جس نے انہیں بھوک (قحط) سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔

مگر اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر شکر گزاری کی بجائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہو۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۗ ﴿۶۸﴾

ترجمہ: تم نے دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی نعمت پائی اور اسے کفرانِ نعمت سے بدل ڈالا اور (اپنے ساتھ) اپنی قوم کو بھی ہلاکت کے گھر میں جھونک دیا۔

نبی آخر الزماں ﷺ کو جھٹلاتے، ایذا پہنچاتے اور دعوتِ کارِ استہرہ روکنے کی کوششیں کرتے ہو آخر کیوں باطل پرستی میں حق کی دعوت کو نہیں سنتے؟

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۗ أَلَيْسَ فِي

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا جب حق اس کے پاس آجائے وہ اسے جھٹلائے، کیا ایسے

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿۶۹﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۗ

کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہ ہوگا؟ اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے،

وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۷۰﴾ (العنکبوت ۶۸، ۶۹)

یقیناً اللہ نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔

نبی ﷺ نے پہلے تمام انبیاء کی طرح تمہیں دعوتِ توحید پیش کی ہے مگر تم نے بغیر اس پر غور و فکر کیے محض اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں اس پاکیزہ دعوت کو جھٹلادیا ہے اب معاملہ دو حال سے خالی نہیں اگر نبی نے اللہ کا نام لے کر جھوٹا دعویٰ کیا ہے تو اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں اور اگر تم نے سچے نبی کی تکذیب کی ہے تو پھر تم سے بڑا ظالم کوئی نہیں، کیونکہ یہ دونوں ہی بڑے جرم ہیں اس لیے فرمایا ایسے کافروں کا جو اللہ پر جھوٹ باندھیں یا اللہ کی طرف سے جو حق نازل ہوا ہے اسے جھٹلا دیں ان کا ٹھکانہ یقیناً جہنم ہی ہے؟ جیسے فرمایا

وَيُلِّ لِكُلِّ أَقَالٍ آئِيَةٌ ﴿۷۰﴾ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُنْزِلُ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَوِّرُ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا ۗ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ

الَيْمٍ ﴿۷۱﴾

ترجمہ: تباہی ہے ہر اس جھوٹے بد اعمال شخص کے لیے جس کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور وہ ان کو سنتا ہے پھر پورے استکبار کے ساتھ اپنے کفر پر اس طرح اڑا رہتا ہے کہ گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں، ایسے شخص کو دردناک عذاب کا مژدہ سنا دو۔

سورت کے آغاز میں فرمایا تھا

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۗ ... ﴿۶۱﴾ ﴿۶۲﴾

ترجمہ: اور جو کوئی بھی جہاد کرتا ہے تو وہ اپنے (ہی فائدے کے) لیے جہاد کرتا ہے۔

یعنی جو نیک عمل کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا۔ اب اختتام بھی اسی مجاہدے کی بشارت کے ساتھ فرمایا جو لوگ اللہ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ دنیا بھر سے کش مکش کا خطرہ مول لے لیتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ان کے حال پر نہیں چھوڑ دیتا بلکہ وہ ان کی دستگیری و رہنمائی فرماتا ہے اور اپنی طرف آنے کی راہیں ان کے لیے کھول دیتا ہے، وہ قدم قدم پر انہیں بتاتا ہے کہ ہماری خوشنودی تم کس طرح حاصل کر سکتے ہو، ہر ہر موڑ پر انہیں روشنی دکھاتا ہے کہ راہ راست کدھر ہے اور غلط راستے کون سے ہیں، جتنی نیک نیتی اور خیر طلبی ان میں ہوتی ہے اتنی ہی اللہ کی مدد اور توفیق اور ہدایت بھی ان کے ساتھ رہتی ہے۔

پہلی ہجرت حبشہ

رجب پانچ بعثت نبوی (۶۱۵ء)

چنانچہ جب ہجرت حبشہ کا فیصلہ ہو گیا تو ایک طے شدہ پروگرام کے تحت گیارہ مرد اور پانچ عورتوں نے جن میں قریش کے چھوٹے بڑے خاندانوں سے گیارہ مرد اور چار خواتین نے حبش کی راہ لی، ان راست باز لوگوں کے نام یہ ہیں۔

بنی امیہ بن شمس میں سے

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ رُقَيْيَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور ان کی زوجہ رقیہ رضی اللہ عنہما بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے

أَبُو حُدَيْفَةَ بْنُ عُثْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ مَعَهُ امْرَأَتُهُ: سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ
ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بن عقبہ بن ربیعہ اور ان کی زوجہ سہلہ رضی اللہ عنہما بنت سہیل
بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے

الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ
زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام بن خویلد بن اسد
بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے

مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ عَبْدِ الدَّارِ
مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار
بنی زہرہ بن کلاب میں سے

عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ عَوْفِ
عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف بن عبد عوف
بنی مخزوم بن یقطہ میں سے

أَبُو سَامَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ بْنِ هِلَالٍ ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ أُمُّ سَامَةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ
ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبد الاسد بن ہلال اور ان کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابو امیہ

بنی جمع میں سے

عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونِ بْنِ حَبِيبٍ

عثمان رضی اللہ عنہ بن مطعون بن حبیب

بنی عدی بن کعب میں سے

عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِي حَثْمَةَ (بِنِ خَدَافَةَ)

عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ اور ان کی زوجہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت حثمہ

بنی عامر بن لوئی میں سے

أَبُو سَبْرَةَ بْنِ أَبِي زُهَيْمِ بْنِ عَبْدِ الْعَزْزِيِّ

ابو صبرہ رضی اللہ عنہ بن ابی زہم بن عبد العززی

بنی حرث بن فہر میں سے

سُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ

سہیل رضی اللہ عنہ بن بیضا

بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے

جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ

جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب اور ان کی زوجہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت محمد عیسیٰ۔^(۱)

علامہ ابن کثیر و اقدی کے حوالے سے لکھتے ہیں

أَنَّ لَوْلَ مَنْ هَاجَرَ مِنْهُمْ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَأَرْبَعِ نِسْوَةٍ، وَهُمْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَامْرَأَتُهُ رُقَيْيَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو خَدِيفَةَ بْنُ عَثْبَةَ، وَامْرَأَتُهُ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ، وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُثْمَانَ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

عَوْفٍ، وَأَبُو سَامَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ، وَامْرَأَتُهُ أُمُّ سَامَةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ، وَعُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ، وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَزْزِيُّ،

وَامْرَأَتُهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِي حَثْمَةَ، وَأَبُو سَبْرَةَ بْنِ أَبِي رَهْمٍ، وَحَاطِبُ بْنُ عَمْرٍو ، وَسُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ

رضي الله عنهم أجمعين

سب سے پہلے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی، ان ہجرت کرنے والوں میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ رقیہ بنت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو خدیفہ بن عتبہ اور ان کی اہلیہ سہلہ بنت سہیل، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ابو سلمہ بن

عبدالاسد اور ان کی اہلیہ ام سلمہ بنت ابی امیہ، عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما، عامر بن ربیعہ اور ان کی اہلیہ سلمیٰ بنت ابی حاتمہ، ابوسرہ بن ابی رہم، حاطب بن عمرو، سہیل بن بیضاء، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما^①

أَنَّهُ اِخْتَلَفَ فِي الْحَادِي عَشَرَ هَلْ هُوَ أَبُو سُبْرَةَ أَوْ حَاطِبٌ وَأَمَا بِن مَسْعُودٍ فَحُزِمَ بِنِ إِسْحَاقَ بِأَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ فِي الْهَجْرَةِ الثَّانِيَةِ وَيُؤَيِّدُهُ مَا رَوَى أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنِ بِن مَسْعُودٍ

اس بات میں اختلاف ہے کہ اس پہلی ہجرت کرنے والوں میں ابوسرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود شامل تھے کہ نہیں مگر حافظ عسقلانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ پہلی ہجرت حبشہ میں نہیں بلکہ دوسری ہجرت میں شامل تھے، محمد بن اسحاق بھی یہی کہتے ہیں اور مسند احمد کی عبداللہ بن مسعود ایک حسن الاسناد روایت سے بھی یہی معلوم ہے۔^②

ملا باقر مجلسی نے ہجرت حبشہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

پس یازدہ مرد و چہار زن خفیہ از اہل کفر گر بختند و بجانب حبشہ رواں شدند از جملہ آنہا عثمان بود و رقیہ دختر حضرت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زن بود پس گیارہ مرد اور چار عورتیں کفار مکہ سے چھپ چھپا کر حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے ان میں عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے جو اپنی اہلیہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس ہجرت میں شامل تھے۔^③

یہ لوگ اپنے دین و ایمان کو کفر و شرک کے فتنوں سے بچانے کے لئے رات کی تاریکی میں خاموشی سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں اپنے وطن، عزیز و اقارب اور معاشی ذرائع چھوڑ کر ایک نئی جگہ، نئے ماحول، نئی تہذیب و تمدن میں جانے کے لئے بحر احمر کی بندرگاہ شعیبہ کی طرف روانہ ہو گئے، ان میں بعض سوار تھے اور بعض پیدل،

فَوَفَّقَ اللَّهُ لَهُمْ سَاعَةً وَصُوبَهُمْ إِلَى السَّاحِلِ سَفِينَتَيْنِ لِلتَّجَارِ، فَحَمَلُوهُمُ فِيهِمَا إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَخَرَجَتْ قُرَيْشٌ فِي أَقَارِهِمْ حَتَّى جَاءُوا الْبَحْرَ فَأَمَّ يُدْرِكُوا مِنْهُمْ أَحَدًا

اللہ تعالیٰ جو مسبب الاسباب ہے نہ بندرگاہ پر ان کی مدد کا پہلے سے ہی انتظام کر رکھا تھا وہاں دو تجارتی کشتیاں موجود تھیں ان سے پانچ درہم میں معاملہ طے کر کے یہ لوگ اس میں سوار ہو گئے اور کشتیوں نے فوری طور پر حبشہ کی طرف سفر جاری کر دیا مشرکین مکہ کو جب مسلمانوں کی ہجرت کا علم ہوا تو فوری طور پر بندرگاہ کی طرف آدمی دوڑائے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے وہ لوگ ان کی دسترس سے دور نکل چکے تھے۔^④ اس ہجرت سے مکہ مکرمہ کے گھر گھر میں کہرام مچ گیا جس کی وجہ سے بعض لوگ اسلام دشمنی میں پہلے سے زیادہ سخت ہو گئے اور بعض کے دلوں پر اس کا اثر ایسا ہوا کہ آخر کار وہ مسلمان ہو کر رہے، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اسلام دشمنی پر پہلی چوٹ اسی واقعہ سے لگی، ان کی ایک قریبی رشتہ دار سلمیٰ بنت حاتمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

① البدایة والنهاية ۳/۸۴

② فتح الباری ۷/۱۸۸

③ حیات القلوب ۲/۳۳۰

④ زاد المعاد ۳/۲۱

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَيْنَا فِي إِسْلَامِنَا، فَأَمَّا مَهَيِّئَانَا لِلْخُرُوجِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ جَاءَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَنَا عَلَى بَعِيرٍ تُرِيدُ أَنْ تَتَوَجَّهَ، فَقَالَ: أَيْنَ يَا أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ؟ فَقُلْتُ لَهُ: أَذْيُثْمُونَا فِي دِينِنَا، فَتَدْهَبُ فِي أَرْضِ اللَّهِ حَيْثُ لَا نُؤَدَى فِي عِبَادَةِ اللَّهِ، فَقَالَ: صَحِبَكُمْ اللَّهُ

میں ہجرت کے لئے اپنا سامان باندھ رہی تھی اور میرے شوہر عامر بن ربیعہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے اتنے میں سیدنا عمر آئے اور کھڑے ہو کر میری مشغولیت کو دیکھتے رہے کچھ دیر کے بعد کہنے لگے عبد اللہ کی ماں جارہی ہو؟ میں نے کہا ہاں، اللہ کی قسم! تم لوگوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اللہ کی زمین کھلی پڑی ہے اب ہم کسی ایسی جگہ چلے جائیں گے جہاں اللہ ہمیں چین دے، یہ نہ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر رقت کے ایسے آثار طاری ہوئے جو میں نے کبھی ان پر نہ دیکھے تھے اور وہ بس یہ کہہ کر نکل گئے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو۔^(۱)

رسول اللہ ﷺ کے اشارہ پر یہ لوگ ہجرت تو کر گئے لیکن ذرائع مواصلات تیز نہ ہونے کی وجہ سے ایک عرصہ تک رسول اللہ ﷺ کو ان کی خیر و عافیت کے بارے میں پتہ نہ چلا جس کی وجہ سے آپ ﷺ پر ریشان خاطر رہتے تھے،

فَأَبْطَأَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبْرُهُمَا فَقَدِمَتْ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ قَدْ رَأَيْتُ حَتْنَكَ وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ، قَالَ: عَلَى أَيِّ حَالٍ رَأَيْتَهُمَا؟ قَالَتْ: رَأَيْتُهُ قَدْ حَمَلَتْ امْرَأَتُهُ عَلَى حِمَارٍ مِنْ هَذِهِ الدَّبَابَةِ، وَهُوَ يَسُوقُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَحِبَهُمَا اللَّهُ! إِنَّ عُثْمَانَ لَوَلٌّ مِنْ هَاجِرٍ بِأَهْلِهِ بَعْدَ لُوطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اسی دوران ایک عورت حبشہ سے مکہ مکرمہ آئی تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس مہاجرین حبشہ کے احوال پوچھنے کے لیے تشریف لے گئے، اس نے آپ ﷺ کو بتایا کہ میں نے آپ ﷺ کے داماد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کی صاحب زادی رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیسی حالت میں دیکھا ہے؟ آپ ﷺ اگرچہ ایک نبی اور رسول تھے لیکن ایک باپ بھی تھے، اس پدری شفقت و محبت کے تحت آپ نے اس عورت سے دریافت کیا کہ کس کیفیت میں تم نے میری بیٹی اور داماد کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو ایک سواری پر سوار کیے ہوئے لے جا رہے تھے اور خود سواری کو پیچھے سے ہنکار رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے جونہی اس عورت کے منہ سے وہ جملہ سنا تو خوش ہو کر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور رقیہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا اللہ ان پر رحم فرمائے لوط علیہ السلام کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ ہجرت کی۔^(۲)

مضامین سورہ طہ:

اس سورہ میں فرمایا گیا کہ کسی کے دل میں ایمان پیدا کرنا آپ کا کام نہیں، آپ کا کام نصیحت اور یاد دہانی کرنا ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو اور جو اس کی پکڑ سے بچنا چاہے وہ اس نصیحت کو سن کر سیدھی راہ اپنالے، کیونکہ عرب میں کثیر تعداد میں یہودیوں کی موجودگی

(۱) سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ۳۶۳/۲، سيرة ابن اسحاق ۱۸۱/۱، السيرة الحلبية ۲۵۷/۱، نور اليقين في سيرة سيد

المرسلين ۱۵۱/۱، دلائل النبوة للبيهقي ۲۲۲/۲

(۲) البداية والنهاية ۸۵/۳، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية ۵۰۵/۱، أسد الغابة في معرفة الصحابة ۱۱۳/۷، السيرة النبوية لابن كثير

۲/۱، الأحاد والمثاني لابن ابى عاصم ۱۲۳/۱

اور اہل عرب پر یہودیوں کے علمی و ذہنی تفوق کی وجہ سے، نیز روم اور حبش کی عیسائی سلطنتوں کے اثر سے بھی عربوں میں بالعموم موسیٰ کو نبی کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا تھا اس لئے سورہ میں موسیٰ کے واقعہ کی جزئیات کو بیان کیا گیا اور بتایا گیا کہ جیسے فرعون کو دعوتِ حقہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے ہر میدان میں ذلت و رسوائی ہوئی ایسے ہی عنقریب تمہارا انجام بھی ظاہر ہونے والا ہے، جاؤ گروں کے کرداروں کو پیش کر کے بتایا گیا کہ جیسے ہی ان پر حق و اضع ہوا انہوں نے جابر و سرکش فرعون کے خوف و لالچ کے باوجود فوراً دعوتِ حقہ کو قبول کر لیا اور اپنی عزیز جان کی پرواہ نہ کی لہذا تم بھی ان کی روش کو اپناؤ اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر دعوتِ دین قبول کرو، سامری اور اس کے بچھڑے کا عبرت ناک انجام بتایا گیا، بلیس کی رب کے حضور سرکشی اور اس کے مکر و فریب کا ذکر کیا گیا اور سمجھایا گیا شیطان کی طرح اڑنے جاؤ بلکہ آدمیت کا یہ تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ جیسے ہی اپنی غلطی کا احساس ہو فوراً رب کے حضور گڑگڑانے لگے اور معافی چاہے، کفار و مشرکین مکہ کو سمجھایا گیا کہ نبوت کا منصب ایسا نہیں کہ ہر کوئی شخص اسے خود حاصل کر سکے بلکہ یہ تو صرف رب کی حکمت پر منحصر ہے کہ کس کو یہ منصب عنایت کرنا ہے، اس سورہ میں اللہ کا ذکر اس کی خشیت، اس کی حمد و ثنا، ہدایات، رب کے پسندیدہ اعمالِ صالحہ، تزکیفیس، مبلغ کے لئے نصیحت، قیامت کا ذکر اور اقامتِ صلوٰۃ کا حکم دیا گیا اور بتایا گیا کہ دنیا میں اندھے نہ ہو جاؤ رزق دینا ہمارا کام ہے، رزق کمانے کا کام دوسرے نمبر پر ہونا چاہیے، پہلے نمبر پر دین ہی ہونا چاہیے اور اس کے مقابلے میں سرکشی، ہٹ دھرمی، اسراف، جھوٹ، دین سے اغراض اور رب کی ہر طرح کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین کی گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طہ ۱۰ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْفَىٰ ۖ إِلَّا تَذَكَّرَ ۗ لِيَمُنَّ يَخْشَىٰ ۖ

طہ، ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑ جائے بلکہ اس کی نصیحت کے لیے جو اللہ سے ڈرتا ہے،

تَنْزِيلًا مِّمَّنْ خَائِقَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَىٰ ۗ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ۖ

اس کا اتارنا اس کی طرف سے ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمان کو پیدا کیا ہے، جو رحمن ہے عرش پر قائم ہے،

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ ۖ

جس کی ملکیت آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان اور (کرہ خاک) کے نیچے کی ہر ایک چیز پر ہے،

وَإِنْ تَجَهَّرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَىٰ ۗ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ

اگر تو اونچی بات کہے تو وہ توہر ایک پوشیدہ بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ ترین چیز کو بھی بخوبی جانتا ہے، وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود

لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ﴿۱﴾ (طہ ۸۳۱)

نہیں، بہترین نام اسی کے ہیں۔

طہ، اے محمد ﷺ! آپ کی طرف وحی بھیجے، قرآن نازل کرنے اور آپ کو شریعت عطا کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ جو لوگ اس پاکیزہ دعوت کو قبول نہیں کرتے ان کے کفر پر فرط تاسف اور ان کے عدم ایمان پر حسرت سے اپنے آپ کو مشتقت میں ڈال لے اور غم میں پڑ جائے، جیسے فرمایا

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمَرُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ اَسْفًا ﴿۶﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اچھا تو اے نبی ﷺ! شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان دینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔

عَنِ الضَّحَّاكِ: لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ عَلَىٰ رَسُولِهِ، قَامَ بِهِ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ قُرَيْشٍ: مَا أَنْزَلَ هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ إِلَّا لِيَشْقَىٰ! فَنَزَلَ اللَّهُ طَهُ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِنَشْقَىٰ

ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر قرآن نازل فرمایا تو آپ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیام میں خوب قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا تھا یہ دیکھ کر مشرکین قریش کہنے لگے کہ محمد ﷺ پر یہ قرآن اس لیے نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ مشتقت میں پڑ جائیں، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ”طہ، ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشتقت میں پڑ جائے بلکہ اس کی نصیحت کے لیے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔“ ﴿۲﴾

اسے تو بس ایک نصیحت اور یاد دہانی کے لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ جس کے دل میں اللہ کا خوف چھپا ہو وہ اسے سن کر سنبھل جائے اور اپنی آخرت کی ابدی زندگی کی فکر کرے، جیسے فرمایا

سَيَذَرُكَ مَنْ يَتَّخِذُ ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَىٰ ﴿۱۱﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿۱۲﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کر لے گا اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بد بخت جو بڑی آگ میں جائے گا۔

ایک مقام پر فرمایا

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۶﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: یہ ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو تقویٰ اختیار کرنا چاہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، حَطِيْبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ

﴿۱﴾ الكهف ۶

﴿۲﴾ تفسیر ابن ابی حاتم ۴۳۷، الدر المنثور ۵/۵۵۰

﴿۳﴾ الاعلیٰ ۱۳۱۰

﴿۴﴾ البقرة ۲

حمید بن عبد الرحمن سے روایت ہے میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ خطبہ میں فرما رہے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عنایت فرمادیتا ہے۔^(۱)

اس قرآن کو انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اس ہستی نے نازل ہے جس نے ساتوں زمینوں اور ساتوں بلند و بالا آسمانوں کو تخلیق کیا ہے، وہ رحمان (کائنات کے) تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے اور وہی خالق اس عظیم الشان کائنات کا کلا فصل حکمران ہے، جو کچھ آسمانوں یا زمینوں میں ہے یا آسمان و زمین کے درمیان ہے یعنی ملائکہ، جن و انس، حیوانات، جمادات و نباتات وغیرہ یا زمین کے سب سے نچلے حصہ میں ہے سب بلا شرکت غیرے اسی کی ملکیت ہے، اقتدار الہی میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور وہ خود اپنی ذات کے لئے کسی نفع و نقصان، موت و حیات اور دوبارہ اٹھائے جانے پر کوئی اختیار نہیں رکھتے، جیسے فرمایا

... أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ... ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

ایک مقام پر یوں فرمایا:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ ... ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کی مانند، ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے۔

تم اپنے اوپر روا مشرکین کے ظلم و ستم کی فریاد رب کی بارگاہ میں پکار پکار کر کہو وہ تو پوشیدہ سے پوشیدہ تر بات بلکہ تمہارے دلوں کی خفی سے خفی تر بات تک کو جانتا ہے، جیسے فرمایا

قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۵۱﴾

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو کہ اسے نازل کیا ہے اس نے جو زمین اور آسمانوں کا بھید جانتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

وہ اللہ وحدہ لا شریک ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کی ذات و صفات اور افعال میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، اور نہ کوئی اس کے سوا قابل عبادت ہے جس کے سامنے محبت، تذلل، خوف، امید اور انابت کا اظہار کیا جائے اور اس کو پکارا جائے اور وہ بہترین صفات کا مالک ہے، جیسے فرمایا

صحیح بخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ حیثا یرفقہ فی الدین ۱، صحیح مسلم کتاب الزکاة باب النہی عن

المسألة ۲۳۸۹، سنن ابن ماجہ افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم باب فضل العلماء والحديث على طلب

العلم ۲۲۱، مسند احمد ۱۶۸

الاعراف ۵۳

الطلاق ۱۲۱

الفرقان ۶

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ ۖ... ﴿۱۸﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو۔

پس اسی وحدہ لا شریک سے محبت رکھی جائے، اسی پر ایمان لایا جائے اور اسی کی اطاعت کی جائے۔

وَهَلْ أُنْتِكَ حَدِيثٌ مُّوسَىٰ ۖ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُمُ

تجھے موسیٰ (علیہ السلام) کا قصہ بھی معلوم ہے جبکہ اس نے آگ دیکھ کر اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ذرا سی دیر ٹھہر جاؤ مجھے آگ

مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدٍ عَلَىٰ النَّارِ هُدًى ﴿۱۹﴾

دکھائی دی ہے، بہت ممکن ہے کہ میں اس کا کوئی انگڑا تمہارے پاس لائوں یا آگ کے پاس سے راستے کی اطلاع پاؤں،

فَلَبَّآ أَنهَآ نُودَىٰ يُوسُفَىٰ ۖ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ

جب وہ وہاں پہنچے تو آواز دی گئی اے موسیٰ! یقیناً میں تیرا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اتار دے کیونکہ تو پاک میدان

إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۖ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ﴿۲۰﴾ إِنِّي أَنَا اللَّهُ

طوئی میں ہے، اور میں نے تجھے منتخب کر لیا ہے اب جو وحی کی جائے اسے کان لگا کر سن، بیشک میں ہی اللہ ہوں،

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۚ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۖ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ

میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں پس تو میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ، قیامت یقیناً آنے والی

أَكَادُ أُخْفِيهَا لِنَجْزِي كُلَّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ﴿۲۱﴾ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا

ہے جسے میں پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو وہ بدلہ دیا جائے جو اس نے کوشش کی ہو، پس اب اس کے یقین سے تجھے

مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ﴿۲۲﴾ (طہ ۱۶۲۹)

کوئی ایسا شخص روک نہ دے جو اس پر ایمان نہ رکھتا ہو اور اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔

رب کا کلام کرنا: اے نبی کریم ﷺ! کیا تمہیں موسیٰ کے معاملات کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ جب وہ مدین میں معاہدہ کے مطابق

دس سال کا عرصہ گزار کر مصر واپس جا رہے تھے، رات کا وقت اور سردیوں کے دن تھے، موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کے دامن میں تھے کہ نگاہ

موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر ایک روشن آگ دیکھی، انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا ذرا ٹھیرو میں نے دور ایک آگ دیکھی ہے میں وہاں

جاتا ہوں شاہد کہ تمہارے لئے ایک آدھ انگڑا لے آؤں تاکہ رات بھر سردی سے بچاؤ کا بندوبست ہو جائے یا اس آگ پر موجود لوگوں

سے مجھے صحیح راستے کے متعلق کوئی رہنمائی مل جائے، موسیٰ پڑاؤ کی جگہ سے روانہ ہو کر آگ کے پاس پہنچے تو کوہ طور کے دائیں جانب سے

پکارا گیا، جیسے فرمایا وَكَذٰلِكَ نَادٰیْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾

ترجمہ: ہم نے اس کو طور کے داہنی جانب سے پکارا اور راز کی گفتگو سے اس کو تقرب عطا کیا۔

فَلَمَّا اٰتٰهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ... ﴿۵۳﴾

ترجمہ: وہاں پہنچا تو وادی کے داہنے کنارے پر مبارک خطے میں ایک درخت سے پکارا گیا۔

اے موسیٰ! بلاشبہ میں تمہارا پروردگار ہوں جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہوں تم اس وقت وادی مقدس طوی میں ہو، جیسے فرمایا

اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۵۴﴾

ترجمہ: جب اس کے رب نے اسے طوی کی مقدس وادی میں پکارا تھا۔

اس لئے اظہار تواضع اور شرف و تکریم کے طور پر اپنی جوتیاں اتار دو،

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ: فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ قَالَ: كَانَتْ مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مِيتٍ فَقِيلَ لَهُ اخْلَعْهَا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابوطالب اور سلف میں سے کئی ایک حضرات کا آیت کریمہ ”تو اپنی جوتیاں اتار دے۔“ کے بارے میں قول ہے کہ آپ کی

جوتیاں گدھے کی کھال سے تھیں اور پاک نہ تھیں اس لیے انہیں اتارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ ﴿۵۵﴾

وَقِيلَ: اِنَّمَا اَمْرُهُ بِخَلْعِ نَعْلَيْهِ تَعْظِيْمًا لِلْبُقْعَةِ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس مبارک جگہ کی تعظیم کے پیش نظر آپ کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ ﴿۵۶﴾

میں نے تجھے دنیا کے لوگوں میں سے منتخب کر کے اپنا برگزیدہ کر لیا ہے، اپنی نبوت و رسالت اور ہم کلامی کے لئے چن لیا ہے، جیسے فرمایا

قَالَ يٰمُوسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلٰى النَّاسِ بِرِسٰلَتِيْ وَبِكَلٰمِيْ... ﴿۵۷﴾

ترجمہ: فرمایا اے موسیٰ! میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ میری پیغمبری کرے اور مجھ سے ہم کلام ہو۔

اس وحی کو پورے غور و توجہ سے سن جو تیری طرف کی جا رہی ہے، میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے یعنی میں ہی جہانوں کو پیدا کرنے

اور پالنے والا ہوں، میری مخلوق میں کوئی بھی میری ذات و صفات اور اعمال میں میرا ہمسرا، شریک، سا جھی اور برابر کرنے والا نہیں، میں

﴿۱﴾ مریم ۵۲

﴿۲﴾ القصص ۳۰

﴿۳﴾ النازعات ۱۶

﴿۴﴾ تفسیر طبری ۱۸، ۲۷۸، تفسیر ابن ابی حاتم ۲۳۱، الدر المنثور ۵۵۸، ۵۵۹

﴿۵﴾ تفسیر ابن کثیر ۲۷۶، ۲۷۷

﴿۶﴾ الاعراف ۱۳۲

اس سے پاک ہوں کہ کوئی مجھ سا ہو، سارے جہانوں پر حکومت اور اقتدار میرا ہے، ہر طرح کی طاقتیں اور قدرتیں میرے اختیار میں ہیں، میں جو چاہتا ہوں کر گزرتا ہوں، میں تمام عیوب سے پاک اور نقصان سے دور ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، کیونکہ الوہیت اللہ تعالیٰ کا وصف ہے اور عبودیت بندے کا وصف ہے اس لئے خصوصی طور نماز کی اہمیت و فضیلت کو واضح کرنے کے لئے حکم دیا میرے ذکر کی خاطر نماز قائم کرو، نماز ذکر الہی کا بہترین اور افضل ترین طریقہ ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ... ①

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔

وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ

اور وہ شریعت ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ ②

جیسے فرمایا

أُتِلَّ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ... ③

ترجمہ: (اے نبی ﷺ!) تلاوت کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجی گئی ہے اور نماز قائم کرو یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ غَفَلَ عَنْهَا، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: {أَقِمِ الصَّلَاةَ لِيذِكُرِي} ④

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے اگر کسی کو نیند آجائے یا غفلت ہو جائے تو جب یاد آجائے نماز پڑھ لے کیونکہ فرمان الہی ہے ”میری یاد کے وقت نماز قائم کرو۔“ ⑤

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ أَنْسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ

① الجمعة 9

② تفسیر القرطبي ۱۲۳/۱، الدر المنثور ۶۰۶/۱

③ العنكبوت ۲۵

④ طه: ۱۴

⑤ صحیح مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلاة الفائتة، واشتخبات تجميع قضاها ۱۵۶۹، مسند احمد ۱۲۹۰۹، السنن الكبرى

اللبیعی ۲۳۸۹

یاد آتے ہی نماز پڑھ لے اس کے سوا اور کفارہ نہیں۔^(۱)

ایک وقت مقررہ پر قیامت کی گھڑی آنے والی ہے، جس میں اس عظیم الشان کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا، آزمائش کا مدعا پورا کرنے کے لئے میں اس کے برپا ہونے کا علم چاہے وہ مقرب فرشتے ہوں یا انبیاء کسی کو نہیں دوں گا، جیسے فرمایا

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۝

ترجمہ: لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی؟ کہو اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے تمہیں کیا خبر! شاید کہ وہ قریب ہی آگئی ہو۔

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ --- ۝

ترجمہ: اس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

... هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۝

ترجمہ: وہ زمین و آسمان پر بھاری پڑ رہی ہے بس وہ اچانک آجائے گی۔

تا کہ اس روز ہر عامل کو خواہ اس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو خواہ بدی اپنے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے، جیسے فرمایا

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

... لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ۝

ترجمہ: تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

إِصْلَوْهَا فَاصْبِرْ وَلَا تَلْمِزِهَا مَا تَلَْمِزُهَا ۝ سَوَاءٌ عَلَيْكَ أَمْ نَبَأُهَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

ترجمہ: جاؤ اب جھلسو اس کے اندر، تم خواہ کر ویانہ کرو تمہارے لیے یکساں ہے، تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے جیسے تم عمل کر رہے تھے۔

پس اپنی خواہشوں کے غلام، اپنی خواہشات نفس کو الہ بنانے والے، جیسے فرمایا

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْهَوَاهُ هُوَةً ۝

صحیح بخاری کتاب مواقیات الصلوة باب مَنْ سَبَى صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ، وَلَا يُعِيدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ ۵۹۷، صحیح مسلم کتاب

المساجد باب قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ، وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا ۱۵۶۶، السنن الكبرى للبيهقي ۳۱۷۹

۱ الاحزاب ۷۳

۲ لقمان ۳۲

۳ الاعراف ۱۸۷

۴ الزلزال ۸، ۷

۵ النجم ۳۱

۶ الطور ۱۶

۷ الحاثیة ۲۳

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنالہ بنا لیا۔
اور قیامت کے منکر لوگ، جیسے فرمایا

وَقَالُوا إِذًا أَذًا كُنَّا عِظَامًا وَرَفَاتًا إِنَّا لَبَعُوثُونَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: وہ کہتے ہیں جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟

قَالُوا إِذًا أَذًا وَنَحْنَا وَكُنَّا تَرَابًا وَعِظَامًا إِنَّا لَبَعُوثُونَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پتھر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذًا كُنَّا تَرَابًا وَآبَاءُنَا إِنَّا لَمُحْرَجُونَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: یہ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟

وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: آج یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے بس یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی، ہمیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ

إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے یہیں ہمارا امرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو، درحقیقت اس معاملہ میں ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے یہ محض گمان کی بنا پر یہ باتیں کرتے ہیں۔

میرے بندوں کو اللہ کی ذات و صفات اور اعمال، عقیدہ حیات بعد الموت، حساب کتاب اور جزا میں بہکانہ پائیں کہ وہ آخرت سے بے خوف ہو کر صرف اس زندگی کو ہی اپنا محور بنا لیں اور جو جی میں آئے کرتے پھریں، اگر گمراہ لوگ اپنی چالوں اور باطل دلیلوں سے اس عقیدہ میں شبہات اور بگاڑ پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان کے چنگل میں پھنس جانے والا شخص بدبختی اور نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گا، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ بنی اسرائیل ۲۹

﴿۲﴾ المومنون ۸۴

﴿۳﴾ النمل ۶۷

﴿۴﴾ الانعام ۲۹

﴿۵﴾ المومنون ۳۷

﴿۶﴾ الحجاثیة ۲۴

وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى ﴿١١﴾ ط

ترجمہ: اور اس کا مال آخر اس کے کس کام آئے گا جبکہ وہ ہلاک ہو جائے؟

جبکہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والوں کے بارے میں فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِقُونَ وَالنَّظِيرَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٦﴾ ق

ترجمہ: مسلمان ہوں یا یہودی، صابی ہوں یا عیسائی جو بھی اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا بے شک اس کے لئے نہ کسی خوف کا مقام ہے نہ رنج کا۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٢٧﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۖ أَتَوَكَّلُ عَلَيْهَا ۖ وَا هُنَّ أَمْشِي بِهَا

اے موسیٰ! تیرے اس دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ میری لاٹھی ہے جس پر میں ٹیک لگاتا ہوں

عَلَىٰ غَنِيٍّ ۖ وَ لِي فِيهَا مَأْرَبٌ أُخْرَىٰ ﴿٢٨﴾ قَالَ أَلْقِهَا

اور جس سے میں اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑ لیا کرتا ہوں اور بھی اس میں مجھے بہت سے فائدے ہیں، فرمایا اے موسیٰ!

يَا مُوسَىٰ ﴿٢٩﴾ فَالْقَهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ﴿٣٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۗ وَفَقَّ

اسے ہاتھ سے نیچے ڈال دے، ڈالتے ہی وہ سانپ بن کر دوڑنے لگی، فرمایا بے خوف ہو کر اسے پکڑ لے،

سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ﴿٣١﴾ وَ اضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجَ بَيْضَاءَ

ہم اسے اسی پہلی ہی صورت میں دوبارہ لادیں گے، اور اپنا ہاتھ بغل میں ڈال لے تو وہ سفید چمکتا ہوا ہو کر نکلے گا لیکن بغیر

مِنْ غَيْرِ سَوْءٍ آيَةٌ أُخْرَىٰ ﴿٣٢﴾ لِيُذَكِّرَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَىٰ ﴿٣٣﴾ (طہ ۲۳-۳۱)

کسی عیب (اور روگ) کے، یہ دوسرا معجزہ ہے، یہ اس لیے کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھانا چاہتے ہیں۔

موسیٰ ہاتھ میں ایک لاٹھی لئے کھڑے تھے اور اس کے متعلق صرف اتنا ہی جانتے تھے کہ وہ ان کا سہارا اور بکریوں کے لئے پتے جھاڑنے کا ایک ذریعہ ہے باری تعالیٰ نے موسیٰ کی گھبراہٹ دور کرنے اور جتنا نے کی غرض سے پوچھا اے موسیٰ! یہ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ کلیم اللہ موسیٰ نے جواب دیا یہ میری لاٹھی ہے چلتے وقت میں اس کا سہارا لے لیتا ہوں اور میں اس سے بکریوں کا چارہ درخت سے جھاڑ لیتا ہوں اور اس سے دوسرے بہت سے کام بھی لیتا ہوں، اس طرح رب نے موسیٰ کو مطلع فرما کر اور لکڑی کا احساس دلا کر، ہوشیار اور بخوبی بیدار کر کے حکم دیا اے موسیٰ! اپنی اس لاٹھی کو زمین پر چھینک دے، موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور لاٹھی کو زمین پر چھینک دیا مگر زمین پر گرتے

ہی لاٹھی ایک زبردست اثر دھے کی صورت میں اختیار کر کے ادھر ادھر تیر کی طرح فرائے بھرنے لگی، جیسے فرمایا

وَأَنَّ الْقِيَ عَصَاكَ فَلَئِمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ... ۳۱ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اور (حکم دیا گیا کہ) پھینک دے اپنی لاٹھی جوں ہی کہ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے۔ موسیٰ عالم الغیب تو نہیں تھے کہ انہیں علم ہوتا کہ اگلے لمحہ کیا ہونے والا ہے اپنی لاٹھی کی یہ کیفیت دیکھ کر موسیٰ بشری تقاضوں کے مطابق سہم گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اس فرائے بھرتے ہوئے اثر دھے کو بے خوف و خطر ہو کر پکڑ لو ہم اسے دوبارہ اپنی پہلی حالت میں لاٹھی بنا دیں گے، موسیٰ نے ہمت کر کے اثر دھے کو پکڑ لیا جسے پکڑتے ہی وہ اثر دھا دوبارہ لاٹھی بن گئی، اللہ تعالیٰ نے دوسرا حکم فرمایا اے موسیٰ اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا لے چاند کی طرح چمکتا ہوا نکلے گا اور تمہیں کسی طرح کی کوئی تکلیف معلوم نہ ہوگی، موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی اور جب ہاتھ بغل سے باہر نکالا تو خوب چمکتا ہوا نکلا، فرمایا یہ دوسری نشانی ہے، جیسے فرمایا

...فَإِنَّكَ بَرَّهَانٌ كَرِيمٌ ۳۲ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: یہ دوروشن نشانیاں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے۔ اس لئے کہ ہم لوگوں کے سامنے حجت اور دلیل پیش کرنے کے لئے تجھے اپنی بڑی نشانیاں دکھانے والے ہیں۔

إِذْ هَبُّ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۳۳ ﴿۳۳﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۳۴ ﴿۳۴﴾

اب تو فرعون کی طرف جا اس نے بڑی سرکشی مچا رکھی ہے، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے

وَ كَيْسِرٌ لِّيٰ أَمْرِي ۳۵ ﴿۳۵﴾ وَ أَحْلِلْ عُقْدَةَ مِنِّي لِسَانِي ۳۶ ﴿۳۶﴾

لیے کھول دے اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے

يَفْقَهُوا قَوْلِي ۳۷ ﴿۳۷﴾ وَ اجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي ۳۸ ﴿۳۸﴾

تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں اور میرا وزیر میرے کنبے میں سے کر دے یعنی میرا بھائی ہارون (علیہ السلام) کو،

أَشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۳۹ ﴿۳۹﴾ وَ اشْرِكْهُ فِيْ أَمْرِي ۴۰ ﴿۴۰﴾ كَثِيرًا ۴۱ ﴿۴۱﴾

تو اس سے میری کمر کس دے اور اسے میرا شریک کار کر دے تاکہ ہم دونوں بکثرت تیری تسبیح بیان کریں

وَ نَذْكُرْكَ كَثِيرًا ۴۲ ﴿۴۲﴾ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۴۳ ﴿۴۳﴾ (طہ ۲۳-۳۵)

اور بکثرت تیری یاد کریں، بیشک تو ہمیں خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔

اب تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے ربوبیت اور الوہیت کا دعویٰ کیا ہوا ہے، جیسے فرمایا

فَقَالَ أَتَأْتُرُبُّكُمْ الْآلِ عَلَىٰ ۖ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: پھر اس نے کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

اور وہ ظلم و سرکشی میں تمام حدوں کو عبور کر چکا ہے، چنانچہ اس موقع پر موسیٰ علیہ السلام نے انبیاء علیہم السلام کے طریقے کی طرح باری تعالیٰ کے حضور حاجت روائی کے مطابق دست بدستہ ایک زبردست دعا کی اے میرے رب! میرے دل میں اس منصب عظیم کو سنبھالنے کی ہمت پیدا کر دے اور میرے کام میں آسانی پیدا فرما دے اگر تو خود میرا مددگار نہ بنا تو یہ بھاری بوجھ میرے کمزور شانے نہیں اٹھا سکیں گے اور میرے رب! میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ فرعون کے سامنے میں پوری وضاحت و بلاغت سے تیرا پیغام پہنچا سکوں اور اگر ضرورت پیش آئے تو اپنا دفاع بھی کر سکوں اور میرے بھائی ہارون کو میرا مشیر اور بوجھ اٹھانے والا سنا سکیں بنا کر میرا ہاتھ اور کمر مضبوط فرما، یعنی اسے بھی نبی اور رسول بنا دے تاکہ ہم تیری حمد و ثناء، تسبیح و تسبیحی طرح بیان کریں، ہر وقت تیری پاکیزگی بیان کرتے رہیں اور بیٹھتے اٹھتے اور لیٹتے بکثرت تجھے یاد کریں،

قَالَ مُجَاهِدٌ: لَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا، حَتَّىٰ يَذْكُرَ اللَّهَ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا

مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت تک کوئی بندہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے۔ ﴿۳۲﴾

اے اللہ! تو ہمارے حال، ہماری کمزوری اور ہمارے عجز کو جانتا ہے اس لئے جس طرح بچپن سے تو ہم پر احسان کرتا چلا آتا ہے اب بھی اپنے احسانات سے ہمیں محروم نہ رکھ، یہ تیرا رحم و کرم ہے کہ تو نے ہمیں برگزیدہ کیا، ہمیں نبوت عطا فرمائی اور تیری ان نعمتوں پر ہم تیرے شکر گزار ہیں اور تیرے لئے ہی تمام تعریفیں سزاوار ہیں۔

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿۳۳﴾ وَ لَقَدْ مَنَّآ عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿۳۴﴾

جناب باری تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ تیرے تمام سوالات پورے کر دیے گئے، ہم نے تو تجھ پر ایک بار اور بھی بڑا احسان کیا ہے

إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمَمِكَ مَا يُوحَىٰ ﴿۳۵﴾ أَنْ أَقْدِفِيهِ فِي الثَّابُوتِ فَأَقْدِفِيهِ فِي الْيَمِّ

جبکہ ہم نے تیری ماں کو وہ الہام کیا جس کا ذکر اب کیا جا رہا ہے کہ تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں چھوڑ دے،

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۗ وَالْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّمِّيَّ ۖ

پس دریا اسے کنارے لگا دے گا اور میرا اور خود اس کا دشمن اسے لے لے گا، اور میں نے اپنی طرف کی خاص محبت و مقبولیت

وَ لِصَّنْعِ عَلَى عَيْنِي ۙ اِذْ تَمْشِي اُحْتِكَ فَتَقُولُ هَلْ اَدُلُّكُمْ

تجھ پر ڈال دی تاکہ تیری پرورش میری آنکھوں کے سامنے کی جائے، (یاد کر) جبکہ تیری بہن چل رہی تھی اور کہہ رہی تھی

عَلَى مَنْ يَكْفُلُهُ ۗ فَرَجَعْنَاكَ اِلَى اُمِّكَ كِي تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ۗ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا

کہ اگر تم کہو تو میں اسے بتا دوں جو اس کی نگہبانی کرے، اس تدبیر سے ہم نے تجھے پھر تیری ماں کے پاس پہنچایا کہ اس کی

فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنَّاكَ ۙ فُتُونًا ۗ فَابْتَلَتْ

آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمگین نہ ہو، اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا اس پر بھی ہم نے تمہیں غم سے بچالیا، غرض ہم نے

سِنِينَ فِي اَهْلِ مَدْيَنَ ۗ ثُمَّ جِئْتَ عَلَى قَدَرٍ ۙ يٰمُوسٰى ۝

تجھے اچھی طرح آزما لیا، پھر تو کئی سال تک مدین کے لوگوں میں ٹھہرا رہا، پھر تقدیر الہی کے مطابق اے موسیٰ!

وَ اصْطَنَعْتَكَ لِنَفْسِي ۙ اِذْ هَبُّ اَنْتَ وَ اَخُوكَ بِاَيْتِي وَ لَا تَنِيَا

تو آیا اور میں نے تجھے خاص اپنی ذات کے لیے پسند فرمایا لیا، اب تو اپنے بھائی سمیت میری نشانیاں ہمراہ لیے ہوئے جا اور

فِي ذِكْرِي ۙ اِذْ هَبَّا اِلَى فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰى ۙ فَقَوْلًا لَّهٗ قَوْلًا لِّبِنَا لَعَلَّهٗ

خبردار میرے ذکر میں سستی نہ کرنا، تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بڑی سرکشی کی ہے، اسے نرمی سے سمجھاؤ

يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ (طہ ۳۶ تا ۴۴)

کہ شاید وہ سمجھ لے یا ڈرجائے۔

قبولیت دعا:

موسیٰ کی ساری گزارشات سن کر رب کریم نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تیری دعائیں قبول کی جاتی ہے، ہم تجھ کو انشراح صدر عطا کر دیں گے، تیرے معاملے کو آسان کر دیں گے، تیری زبان کی گرہ کھول دیں گے اور زبان اتنی صاف کر دیں گے کہ لوگ بات سمجھ لیں گے اور ہم تیرے بھائی ہارون کو تیرا وزیر مقرر کر کے تیرے ہاتھ مضبوط کر دیں گے، قبولیت دعا کی خوشخبری کے ساتھ مزید تسلی اور حوصلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے بچپن سے اب تک کے احسان کا ذکر کر کے فرمایا اے موسیٰ! ہم نے تمہاری مانگ کے مطابق سب عطا فرما کر احسان کیا ہے مگر اس سے پیشتر بھی ہم تم پر بڑے بڑے احسان کر چکے ہیں جب تم معصوم دودھ پیتے بچے تھے تمہاری والدہ کو فرعون اور فرعونوں کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا ڈر و خوف سے وہ ہر وقت کانپتی رہتی تھیں کہ وہ تمہیں دوسرے اسرائیلی بچوں کی طرح قتل نہ کر دیں، اس وقت ہم نے تمہاری ماں کی طرف وحی کی تھی کہ اس نومولود بچے کو دودھ پلا کر ایک ٹوکری میں لٹا کر دریاے نیل میں بہا دو، ہماری مخلوق دریا اس بچے کو ڈبوئے کے بجائے ہماری مقرر کردہ جگہ ساحل پر لا ڈالے گا اور ہماری قدرت سے میرا اور اس بچے کا دشمن ہی اسے اٹھائے گا، جیسے فرمایا

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا... ⑧

ترجمہ: آخر کار فرعون کے گھروالوں نے اسے (دریاسے) نکال لیا تاکہ وہ ان کا دشمن اور ان کے لیے سبب رنج بنے۔

اور اس کا کچھ بھی باگاڑ نہ پائے گا بلکہ ہم اس کے دل میں اس بچے کی محبت ڈال دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہماری تدبیر کے مطابق وہ فرعون جو بے شمار بچوں کو قتل کروا چکا تھا اس کے حکم اور اجرت ادا کر کے تم اپنی والدہ کی گود میں ہماری نظروں کے سامنے پرورش پاتے رہے اور اسے موسیٰ! وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہاری بہن تمہاری ٹوکری کے ساتھ ساتھ تمہاری نگرانی کے لئے چل رہی تھی پھر اسی نے دایا تلاش کرنے والی عورتوں سے کہا تھا کہ کیا میں تمہیں ایسے گھر کا پیتہ بتاؤں جو اس بچے کی خوب اچھی طرح کفالت کرے جو انہوں نے منظور کر لی اور اس طرح ہم نے تم کو دوبارہ تمہاری والدہ کی گود میں پہنچا دیا تاکہ اسے تمہاری جدائی کا رنج و غم دور ہو جائے اور اس کا دل مطمئن اور آنکھیں بھی ٹھنڈی رہیں، جیسے فرمایا

وَحَزَمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَ لَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصُوحُونَ ⑩

ترجمہ: اور ہم نے بچے پر پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کی چھاتیاں حرام کر رکھی تھیں، یہ حالت دیکھ کر اس لڑکی نے ان سے کہا میں تمہیں ایسے گھر کا پیتہ بتاؤں جس کے لوگ اس کی پرورش کا ذمہ لیں اور خیر خواہی کے ساتھ اسے رکھیں؟۔

اور اے موسیٰ! تم نے ایک قبلی کو بلا قصور قتل کر ڈالا تھا اور فرعونوں کے پھندے میں پھنس ہی چکے تھے مگر ہم نے وہاں سے بھی تمہیں نجات دی، جیسے فرمایا

قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتُ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ⑪

ترجمہ: اس نے کہا کچھ خوف نہ کرو اب تم ظالم لوگوں سے بچ نکلے ہو۔

اس طرح ہم نے تمہیں مختلف آزمائشوں سے گزارا اور ان تمام مواقع آزمائش میں ہم ہی تیری مدد اور چارہ سازی کرتے رہے اور پھر قبلی کے قتل کے بعد تم یہاں سے نکل کر مدین چلے گئے اور دس سال وہاں رہے، اب تو ایسے وقت میں آیا ہے جو وقت میں نے اپنے فیصلے اور تقدیر میں تجھ سے ہم کلامی اور نبوت کے لئے لکھا ہوا تھا اور جب تم موزوں عمر (چالیس سال) کو پہنچ گئے تو تمہیں نبوت سے سرفراز کیا اور اپنے لطف و کرم سے اپنے کام کے لئے تیار کر لیا ہے تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں یعنی میرے دلائل و براہین اور معجزات کے ساتھ دعوت اسلام دینے کے لئے جاؤ اور دیکھو تم نماز اور میرے ذکر میں سستی نہ کرنا، جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس کہ وہ کفر، سرکشی، ظلم و استبداد کی تمام حد و پھیلاؤ تک گیا ہے، اس سے لفظی آداب کا خیال رکھتے ہوئے نرمی، ملامت و شائستگی کے ساتھ نہایت ہل اور لطیف بات کرنا، جیسے فرمایا

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ⑫ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

① القصص ۸

② القصص ۱۲

③ القصص ۲۵

عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۷﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت و حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔

شاید وہ اس نرم گوئی کے سبب نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے، جیسے فرمایا

... لَعَنَ آرَادَانُ يَدَّكَرَ آوَارَادَشُكُورًا ﴿۱۸﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: ہر اس شخص کے لیے جو سبق لینا چاہے یا شکر گزار ہونا چاہے۔

قَالَ رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَى ﴿۱۹﴾

دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے،

قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْبَعُ وَ أَرَى ﴿۲۰﴾ فَاتِيَهُ فَقَوْلًا إِنَّنَا

جو اب ملا کہ تم مطلقاً خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور سننا اور دیکھتا ہوں گا، تم اس کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے

رَسُولًا رَبِّكَ فَارْسَلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۗ وَلَا تَعَذِّبْهُمْ ۗ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ

پروردگار کے پیغمبر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے، ان کی سزائیں موقوف کر، ہم تو تیرے پاس تیرے رب

مِّنْ رَبِّكَ ۗ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ﴿۲۱﴾ إِنَّكَ قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا

کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں، اور سلامتی اس کے لیے ہے جو ہدایت کا پابند ہو جائے، ہمارے طرف وحی کی گئی ہے

أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۲۲﴾ (طہ ۴۵، ۴۸)

کہ جو جھٹلائے اور روگردانی کرے اس کے لیے عذاب ہے۔

اندیشے:

موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب! فرعون بڑا ہی سرکش ہے جیسے ہی ہم اس سے بات کریں گے ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر ظلم نہ کرے اور بدسلوکی سے پیش نہ آئے، تیرا پیغام پہنچانے اور اس پر حجت قائم کرنے سے پہلے ہی وہ ہمیں کسی عقوبت خانے میں نہ ڈال دے، اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی و تشفی فرمائی اور ارشاد فرمایا تمہیں اس سے جو اندیشے اور وسوسے لاحق ہیں ان سے ہم تمہاری حفاظت کریں گے، تم اس سے جو کچھ بھی کہو گے اس کے جواب میں فرعون اور اس کے درباری جو کچھ جواب دیں گے ہم اسے سنتے اور تمہارے

اور اس کے طرز عمل کو دیکھتے رہیں گے اور اس کے مطابق میں تمہاری مدد اور اس کی چالوں کو ناکام کر دیں گا اس لئے تمہارے دل میں کسی قسم کی گھبراہٹ اور ڈر و خوف کا اندیشہ نہیں رہنا چاہیے، اس کی چوٹی میرے ہاتھ میں ہے میری اجازت کے بغیر تو وہ سانس تک نہیں لے سکتا، ہم نے تمہیں رسالت کا جو فریضہ سونپا ہے اس کے بعد ہم تمہاری حفاظت سے غافل نہیں ہو جائیں گے بلکہ ہماری مدد و نصرت اور معاونت ہر دم تمہارے ساتھ ہوگی، جاؤ اس کے پاس اور کہو کہ ہم تیرے رب کی طرف سے آئے ہیں اور اس سے کہو سلامتی اسی کے لئے ہے جو رب کی نازل کردہ ہدایات، فرامین اور قائم کردہ حدود کا پابند ہو جائے، اور ہم نے جو دو معجزات ید بیضا اور عصا تمہیں عطا فرما کر واضح حجتیں عطا فرمادیں ہیں، تمہیں قوی اور مضبوط بنا دیا ہے ان کو ہماری نشانی کے طور پر اس کو دکھلاؤ شاید وہ اپنے دردناک انجام پر غور و فکر کر کے ہماری شدید پکڑ سے ڈر جائے اور راہ راست اختیار کرے، اور اس کو اچھی طرح سمجھا دینا کہ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہم دونوں بھائیوں کو تمہیں خبردار کرنے اور اتمام حجت کے لئے تمہاری طرف بھیجا ہے تو اب اللہ تعالیٰ سے ڈر کہ وہ تمہیں اپنے ظلم و ستم اور اعمال بد کے سبب اپنی گرفت میں نہ لے لے اور پھر دنیا اور آخرت میں تجھے کوئی جائے امان نہ ملے، بنی اسرائیل کو جن کو اس نے چار سو سال سے اپنا غلام بنا کر ذلت آمیز عذاب میں جکڑ رکھا ہے، وہ انہیں تکلیف و ایذا پہنچانے کے بجائے ان کے ساتھ سلوک و احسان کرے اور انہیں اپنی گرفت سے آذا د کر کے تمہارے ساتھ بھیج دے، تاکہ تم انہیں شام کی سر زمین پر لے جاؤ جس کا اللہ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے، اور واضح کر دینا کہ جو اس پاکیزہ دعوت کو جھٹلائے گا اور منہ موڑے گا اس کے لئے جہنم کا دردناک عذاب ہے، جیسے فرمایا

فَاَمَّا مَنْ طَغَىٰ ﴿۳۵﴾ وَاَثَرَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴿۳۶﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمٰوِئِىُّ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: تو جس نے سرکش کی تھی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی، دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ﴿۳۸﴾ لَا يَصْلٰهَا اِلَّا الْاَشْقٰى ﴿۳۹﴾ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلٰى ﴿۴۰﴾

ترجمہ: بس میں نے تم کو خبردار کر دیا ہے بھڑکتی ہوئی آگ سے، اس میں نہیں جھلسے گا مگر وہ انتہائی بد بخت، جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّىٰ ﴿۴۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلٰى ﴿۴۲﴾

ترجمہ: مگر اس نے نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی، بلکہ جھٹلایا اور پلٹ گیا۔

قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يٰمُوسٰى ﴿۴۳﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ

فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ! تم دونوں کلاب کون ہے؟ جو اب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت،

خَلَقَهُ ثُمَّ هَدٰى ﴿۴۴﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُولٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ عَلِمَهَا

شکل عنایت فرمائی پھر راہ بھادی، اس نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے، جو اب دیا کہ ان کا علم

عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ

میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے، اسی نے تمہارے لیے زمین کو فرش

مَهْدًا ۝ وَ سَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا ۝ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۝ فَأَخْرَجْنَا بِهِ

بنایا ہے اور اس میں تمہارے چلنے کے لیے راستے بنائے ہیں اور آسمان سے پانی بھی وہی برساتا ہے، پھر برسات کی وجہ سے

أَزْوَاجًا مِّنْ ثَبَاتٍ شَتَّى ۝ كُلُّوْا ۝ وَادْعُوا أَنْعَامَكُمْ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

مختلف قسم کی پیداوار بھی ہم ہی پیدا کرتے ہیں، تم خود کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو بھی چراؤ، کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں

لَايَةٍ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ وَمِنْهَا شَتَّى ۝ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ ۝ وَ فِيهَا نُعِيدُكُمْ

کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ۝ (طہ ۳۹-۵۵)

اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے۔

فرعون تو اپنی بادشاہی اور اپنے لشکروں، عظیم الشان گاڑیوں، بڑے بڑے رتھوں اور خزانوں کے بل بوتے پر لوگوں کی جانوں پر قابض و متصرف تھا اسے یہ قدرت حاصل تھی کسی کے ساتھ جو سلوک کرے، اس کی زبان ہی قانون تھا اس گھمنڈ میں وہ خود کو رب اعلیٰ کہتا تھا جیسے فرمایا

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي --- ۝ ۱۱

ترجمہ: اور فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔

وہ وجود باری تعالیٰ کا منکر تھا، اللہ تعالیٰ کا پیغام سن کر بات کو بدلنے کے لئے وجود خالق کے انکار کے طور پر غرور و تکبر سے پوچھا اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا اے فرعون! میرا رب ایسا ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں، اس کا کوئی شریک کا نہیں، وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی اس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔

لَكُمْ يَلِدُ ۝ وَلَكُمْ يُولَدُ ۝ ۝ ۱۲

ترجمہ: نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔

وہ بیوی اور اولاد کی ضروریات سے مبرا ہے،

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنۡىۤ يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنۡ لَهٗ صٰحِبَةً وَّخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱﴾
ترجمہ: وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کی شریک زندگی ہی نہیں ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

کائنات کی ہر چیز کو فنا ہے مگر میرا رب ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَٰتٍ ﴿۱۵﴾ وَيَبۡغِي وَجۡهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلۡلِ وَالۡاِكۡرَامِ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے، اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔
اسے نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔

... لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ... ﴿۱۷﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: نہ وہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ لگتی ہے۔

ساری قدرتیں، طاقتیں اور اختیارات اس کے قبضہ قدرت میں ہیں، اس نے اپنی قدرت کاملہ سے سات دنوں میں سات زمینوں اور بغیر ستونوں کے سات بلند آسمانوں اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے تخلیق فرمایا اور ان کے اوپر اپنی شان کے لائق اپنے عرش پر متمکن ہوا۔

هُوَ الَّذِيۤ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيۤ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ... ﴿۱۸﴾ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا۔

اس نے دن کو آگ کی طرح چمکتا دھمکتا ہوا سورج، رات کو ٹھنڈی روشنی بکھرنے والا چاند اور ان گنت ستاروں کے جھرمٹ تخلیق فرمائے اور ان کی بلندی اور وسعت یہ سب چیزیں آسمان دنیا کی رونق و زینت کا باعث ہیں۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمٰوٰتِ الدُّنْيَا بِزَيۡنَةٍ الْكُوۡاۡكِبِ ﴿۱۹﴾ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے۔

وَزَيَّنَّا السَّمٰوٰتِ الدُّنْيَا بِمَصٰبِيۡحٍ وَّحِفۡظًا ... ﴿۲۰﴾ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔

﴿۱﴾ الانعام ۱۰

﴿۲﴾ الرحمن ۲۶، ۲۷

﴿۳﴾ البقرہ ۲۵۵

﴿۴﴾ الحديد ۳

﴿۵﴾ الصافات ۶

﴿۶﴾ حم السجدة ۱۳

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ... ﴿۵﴾^(۱)

ترجمہ: ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے۔

ان کی طے شدہ گردشوں سے رات و دن وجود میں آتے ہیں جس میں تم معاش کے کام اور آرام کرتے ہو اور ان کی گردشوں سے وہ موسموں کو وجود میں لاتا ہے جس کی وجہ سے انواع و اقسام کے پھل، سبزیاں، اجناس اور چارے حاصل ہوتے ہیں، ان کی گردشوں سے تم ماہ و سال کی گنتی معلوم کرتے ہو۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَ لَكُم مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ﴿۵﴾^(۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو اجیلا بنا دیا اور چاند کو چمک دی کہ گھٹنے بھڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تاکہ تم اس سے برسوں اور تاربخوں کے حساب معلوم کرو۔

اور ان ستاروں سے رات کو راستہ معلوم کرتے ہو۔

... وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۱۶﴾^(۳)

ترجمہ: اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالْبَحْرِ... ﴿۹۴﴾^(۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو صبح اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اور اس نے سمندروں کی جو زمین کو چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں تخلیق فرمائی جس میں کھارے پانی کے ساتھ ساتھ بیٹھے پانی کے چشمے بھی رواں دواں ہیں اور اس کی قدرت سے ایک دوسرے میں ملتے نہیں۔

... وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا... ﴿۱۱﴾^(۵)

ترجمہ: اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حاصل کر دیے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿۲۰﴾^(۶)

ترجمہ: دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ اس کی تسخیر قدرت کا ایک ادنیٰ نمونہ یہ ہے جس میں تمہارا کوئی کمال یا ہنر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی مشیت ہے کہ اس نے ہوا اور پانی کو ایسے مناسب انداز سے رکھا کہ سمندر کی سطح پر تمہاری بڑی بڑی کشتیاں جن کے ذریعہ سے تم سفر اور تجارت کرتے ہو رواں دوروں

﴿۱﴾ الملک ۵

﴿۲﴾ یونس ۵

﴿۳﴾ النحل ۱۶

﴿۴﴾ الانعام ۹۷

﴿۵﴾ النمل ۶۱

﴿۶﴾ الرحمن ۱۹، ۲۰

رہتی ہیں ورنہ وہ چاہے تو ہوا کی تندی و سرکشی اور پانی کی پہاڑوں جیسی موجوں کی طغیانی کے آگے تمہاری کشتیوں اور جہازوں کا چلانا ناممکن ہو جائے۔

وَايَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ﴿٣١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿٣٢﴾ وَإِنْ نَشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيحَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقذُونَ ﴿٣٣﴾ ﴿٣١﴾

ترجمہ: ان کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا اور پھر ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں اور پیدائیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں، ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں، کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ ہو اور کسی طرح یہ نہ بچائے جا سکیں۔

یہ سب کچھ اس لئے کیا تم ان نعمتوں پر رب کا شکر ادا کرو جو اس تخیر بحر کی وجہ سے تمہیں حاصل ہے، پھر ان سمندروں سے بادلوں کو اٹھا کر جہاں چاہتا ہے بارش برساتتا ہے جس سے مردہ پڑی ہوئی زمین ہری بھری ہو جاتی ہے، جیسے فرمایا

... وَمَا أَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ... ﴿٣٣﴾ ﴿٣٢﴾

ترجمہ: بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتتا ہے پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے۔

آسمان سے برستا ہوا یہ پانی، پہاڑوں سے نکلنے والے یہ رواں دواں دریا، زمین کے نیچے سے نکلتا ہوا میٹھا پانی اور زمین کی روئیدگی کو دیکھو جن کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے مگر رب اس سے کئی اقسام کے مختلف ذائقوں والے انواع و اقسام کے پھل، طرح طرح کی اجناس، مختلف سبزیاں اور جانوروں کے چارے نکال لاتا ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُتَجَوِّزَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنَوَانٌ وَغَيْرُ صِنَوَانٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِضِلٌ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ... ﴿٣٤﴾ ﴿٣٣﴾

ترجمہ: اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں انگوڑ کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجور کے درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر۔

اور مختلف نباتات پیدا ہوتی ہیں جس سے تم بیماری میں علاج کرتے ہو، میرے رب نے ہی ہوا میں اڑتے ہوئے چھوٹے بڑے رنگارنگ پرندے، جنگلوں میں کئی اقسام کے درندے، اور زمین پر رہنے والے حشرات ارض، تمہارے لئے پالتو جانور لگائے، بھیڑ بکری، اونٹ، گدھے، خچر اور گھوڑے وغیرہ تخلیق فرمائے، ادنیٰ و اعلیٰ سب مخلوقات اس کی ہی حمد خواں ہیں، اور ان سب کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے مسخر کر دیا ہے، اس نے فرشتوں کو نور سے، جنوں کو آگ کی لپٹ سے اور انسانوں کو مٹی سے بہترین طور پر تخلیق کیا۔

﴿١﴾ یسین ۳۱ تا ۳۳

﴿٢﴾ البقرة ۱۶۳

﴿٣﴾ الرعد ۳

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَّانَ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مِنْ نَارِ السُّمُورِ ﴿۳۲﴾^(۱)
ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا اور اس سے پہلے ہم جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔
اور جو شکل و صورت انسان کے لئے مناسب حال تھی اسے عنایت کی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿۳۲﴾^(۲)
ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

دوسری مخلوقات کے مقابلے میں انسان کو قوت گویائی عطا کر کے سب جانداروں پر فضیلت بخشی، اسے اچھے اور برے کا فرق معلوم کرنے کی تیز دی۔

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۳۱﴾^(۳)

ترجمہ: اور دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھادیے؟۔

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ﴿۳۲﴾^(۴)

ترجمہ: بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمہ ہے۔

اور جو شکل و صورت و جسامت جانوروں کے لئے مطابقت رکھتی تھی وہ جانوروں کو عطا کی، ہر مخلوق کو اس کی طبعی ضرورت کے مطابق رہن سہن، کھانے پینے اور بود و باش کا طریقہ سمجھادیا اس کے مطابق ہی ہر مخلوق سامان زندگی فراہم کرتی اور حیات مستعار کے دن گزارتی ہے، جیسے فرمایا

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ... ﴿۳۱﴾^(۵)

ترجمہ: جس نے ہر چیز کو بہترین طریقے سے تخلیق کیا۔

وہی ہر مخلوق کا چاہے پتھر میں چھپا ہوا ایک کیڑا ہی کیوں نہ ہو روزی رسال ہے، اپنی مشیت سے جس کسی کو چاہتا ہے فراخی سے دیتا ہے اور جس کی روزی چاہے تنگ کر دیتا ہے۔

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ﴿۳۲﴾^(۶)

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تارزق دیتا ہے۔

وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ... ﴿۳۱﴾^(۷)

﴿۱﴾ الحجر ۲

﴿۲﴾ التین ۴

﴿۳﴾ البلد ۱۰

﴿۴﴾ الیل ۱۳

﴿۵﴾ السجدة ۷

﴿۶﴾ الرعد ۲۶

﴿۷﴾ النحل ۷

ترجمہ: اور دیکھو اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے۔

﴿۳۰﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ﴿۳۰﴾

ترجمہ: تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

﴿۳۱﴾ ...اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ... ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ناپتلا دیتا ہے۔

﴿۳۲﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ﴿۳۲﴾

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس کا چاہتا ہے)۔

جس کو چاہے عزت و تمکنت سے ہمکنار کرتا ہے اور جسے چاہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

﴿۳۳﴾ قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُوِّفِيَ الْمَلِكُ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكُ مِنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: کہو! پروردگار! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔

اپنی حکمت و مشیت کے مطابق کسی انسان کو لمبی عمر عطا فرماتا ہے کہ وہ بالکل بچوں کی مانند اور کمزور ہو جاتا ہے اور کسی کو مختصر زندگی دیتا ہے۔

﴿۳۴﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ وَمِنكُمْ مَن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُجْرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا... ﴿۳۴﴾

ترجمہ: اور دیکھو اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر وہ تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے کوئی بدترین عمر کو پہنچا دیا جاتا ہے تاکہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔

﴿۳۵﴾ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنكُمْ مَن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُمْ مَن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُجْرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا... ﴿۳۵﴾

ترجمہ: ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھیرائے رکھتے ہیں پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں پھر تمہیں پرورش کرتے ہیں تاکہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے اور کوئی بدترین عمر کی طرف پھیر دیا جاتا ہے تاکہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔

﴿۱﴾ بنی اسرائیل ۳۰

﴿۲﴾ القصص ۸۲

﴿۳﴾ الروم ۳

﴿۴﴾ آل عمران ۲۶

﴿۵﴾ النحل ۷۰

﴿۶﴾ الحج ۵

وہ یہ سب کام اپنی قدرت کے کلمے کن سے کرتا ہے بس وہ کہتا ہے ہو جا اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

... قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۗ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۷﴾ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۸﴾ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا ہوتا کہ اسے حکم دیں ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

... اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۹﴾ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

وہ جو چاہے کر گزرتا ہے اس کے حکم اور مشیت کو ٹالنے والا اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

... قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٖ وََمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ... ﴿۲۰﴾ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ اگر اللہ مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ

اس کو اس ارادے سے باز رکھ سکے؟۔

وہ عالم غیب ہے، رات ہو یا دن، اندھیرا ہو یا اجالا، خلوت ہو یا جلوت، پہاڑوں بیابانوں غاروں، جنگلوں اور صحراؤں میں تمہارے حال سے

باخبر رہتا ہے۔

... وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۱﴾ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

وہ تمہارے سینوں کے چھپے بھید اور آنکھوں کی خیانت جانتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذٰتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۲﴾ ﴿۲۳﴾

﴿۱﴾ البقرة ۱۱۷

﴿۲﴾ آل عمران ۴۷

﴿۳﴾ النحل ۳۰

﴿۴﴾ مریم ۳۵

﴿۵﴾ المائدة ۱۷۷

﴿۶﴾ الحديد ۴

﴿۷﴾ فاطر ۳۸

ترجمہ: بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے، وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿١٩﴾^①

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْتَرُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٠﴾^②

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا علم ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے، اور وہ دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

یہ توحید کے چند دلائل و براہین ہیں اگر تم اس پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ کی بات کے بعد کس کی بات ہے اس کی نشانیوں کے بعد کون سی نشانیاں ہیں جن پر تم ایمان لاؤ گے، اللہ رب العالمین کے یہ چند اوصاف اس کی ذات بابرکات اور اس کی قوتوں و طاقتوں کو ماننے کے لئے کافی ہیں، کیونکہ لوگوں کو اپنے گزرے آباؤ اجداد کا بڑا احترام ہوتا ہے اور وہ ان کے خلاف کچھ سننا پسند نہیں کرتے فرعون نے اسی نفسیاتی نکتہ کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو اکسانے اور سامعین کے اور ان کی توسط سے پوری قوم کے دلوں میں تعصب کی آگ بھڑکانے کے لئے بڑا سخت سوال کیا پوچھا اے موسیٰ! اچھا یہ بتاؤ کہ اگر بات یہی ہے کہ رب صرف وہی ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ ہم سب کے باپ دادا جو صد ہا برس سے نسل در نسل دوسرے بہت سے معبودوں کی بندگی کرتے چلے آ رہے ہیں ان کی تمہارے نزدیک کیا پوزیشن ہے، کیا وہ سب عذاب کے مستحق تھے؟ اور کیا ان سب کی عقلیں ماری گئی تھیں؟ موسیٰ نے فرعون کے خطرناک سوال کے جواب میں فرمایا اس کا علم میرے رب کے سوا کسی کو نہیں، اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے اس کی نظر سے کوئی چیز اوجھل یا مخفی نہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢١﴾^③

ترجمہ: زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا تُخْفِي وَمَا تُعْلِنُ ۗ وَمَا يُخْفِي عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٢﴾^④

ترجمہ: پروردگار! تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور اوقی اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمانوں میں۔

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ ﴿٢٣﴾^⑤

① المومن ۱۹

② التغابن ۴

③ آل عمران ۵

④ ابراہیم ۳۸

⑤ الاعلیٰ ۷

ترجمہ: وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پوشیدہ ہے اس کو بھی۔

نہ ہی اسے نسیان لاحق ہوتا ہے جبکہ انسانوں میں یہ دونوں نقص موجود ہیں، وہ لوگ جو کچھ بھی کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں جا چکے ہیں ان کی ایک ایک حرکت اور اس کے محرکات میرا رب جانتا ہے میرے رب کے پاس کتاب موجود ہے جس میں سب کچھ درج ہے ان سے جو بھی معاملہ کرنا ہے اس کو وہی جانتا ہے وہ ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِصَآءِرٍ... ﴿۱۶﴾

ترجمہ: (اے فرعون!) تو خوب جانتا ہے کہ یہ بصیرت افروز نشانیاں زمین اور آسمانوں کے رب کے سوا کسی نے نازل نہیں کی ہیں۔ مگر تم ان سے منہ پھیرتے ہو، جیسے فرمایا

وَكَآيِنٍ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے۔ اور فرمایا میرا رب وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے مسخر کر کے بچھونا بنا دیا۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً... ﴿۱۸﴾

ترجمہ: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لئے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟۔

جس میں تم رہا نشی اور دفاعی عمارتیں تعمیر کرتے ہو، باغات لگاتے ہو، کاشتکاری کے لئے اس میں ہل چلاتے ہو اور اللہ نے اس میں ایک جگہ سے دوسری جگہ، تجارتی ضروریات کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کے لئے تمہارے چلنے کو راستے بنائے۔

... وَجَعَلْنَا فِيهَا جَبَالًا سَابِلًا لِّلْعٰلَمِیْنَ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: اور اس میں کشادہ راہیں بنا دیں شاید کہ یہ لوگ اپنا راستہ معلوم کر لیں۔

اور تمہاری ضروریات کے لئے اوپر سے پانی برسایا جس سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

... وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا... ﴿۲۰﴾

ترجمہ: بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے۔

﴿۱﴾ بنی اسرائیل ۱۰۲

﴿۲﴾ یوسف ۱۰۵

﴿۳﴾ لقمان ۲۰

﴿۴﴾ الانبیاء ۳۴

﴿۵﴾ البقرہ ۱۶۳

وَاللّٰهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ﴿۱۵﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: (تم ہر برسات میں دیکھتے ہو کہ) اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکا یک مردہ پڑی ہوئی زمین میں اس کی بدولت جان ڈال دی۔

وَيُنزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا... ﴿۱۶﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشا ہے۔

وَاللّٰهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَسْقِيهِ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا... ﴿۱۷﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے ایک اجازت علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور ایسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی۔

إِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۸﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشا ہے، ہم نے نشانیاں تم کو صاف صاف دکھادی ہیں شاید تم عقل سے کام لو۔

پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کے اجناس، انواع و اقسام کے مختلف ذائقوں والے پھل، طرح طرح کی سبزیاں اور چارے پیدا کیے جنہیں تم خود بھی استعمال میں لاتے ہو اور اپنے جانوروں کو بھی چراتے ہو، اگر تم میں کچھ بھی عقل ہے تو یہ چند نشانیاں میرے رب کی معرفت کے لئے کافی ہیں، اور فرمایا اللہ نے اسی زمین کی مٹی سے انسان کی تخلیق کی ہے، تمہاری چند روزہ عارضی طبعی زندگی کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ کے فرامین اور حدود کو پامال کر کے اس رب کے عطا کردہ چند نکلے پا کر تکبر و عناد کی وجہ سے تمہاری گردنیں اکڑی ہوئی ہیں تم پر موت طاری کرتا ہے اور جس طرح اللہ انسان کو عدم سے وجود میں لایا تھا اسی طرح جب چاہے گا دوبارہ زندہ کر کے اعمال کی جواب دہی کے لئے اپنے حضور لا کھڑا کرے گا اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے میزان قائم کرے گا اور محسنین کو اس کے احسان کی اور بدکاروں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا یہ کام اس کے لئے بہت آسان ہیں جنہیں کرتے ہوئے اسے کسی قسم کی تھکن یا تکلیف نہیں ہوتی۔

وَلَقَدْ آرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَابَىٰ ﴿۱۹﴾ قَالَ اجْعَلْنَا لِنُخْرِجَنَّا مِنْ أَرْضِنَا

ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھادیں لیکن پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کر دیا، کہنے لگا: موسیٰ! کیا تو اسی لیے آیا ہے

﴿۱﴾ النحل ۶۵

﴿۲﴾ الروم ۲۳

﴿۳﴾ فاطر ۹

﴿۴﴾ الحديد ۱۷

بِسْحَرِكَ ۞ يَمْوَسِي ۞ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرِ مِثْلِهِ فَأَجْعَلْ بَيْنَنَا

کہ ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے باہر نکال دے، اچھا ہم بھی تیرے مقابلے میں اسی جیسا جادو ضرور لائیں گے

وَ بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَ لَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۞

پس تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدے کا وقت مقرر کر لے کہ نہ ہم اس کا خلاف کریں اور نہ تو، صاف میدان میں

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الرِّيبَةِ وَ أَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۞ (طہ ۵۶-۵۹)

مقابلہ ہو، موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ زینت اور جشن کے دن کلا عدہ ہے اور یہ کہ لوگ دن چڑھے ہی جمع ہو جائیں۔

جادو گر بلانے کا فیصلہ:

ہم نے فرعون کو آفاق و انفس کے تمام دلائل اور معجزات دکھائے مگر وہ ان سب کو جھٹلائے چلا گیا اور ایمان نہ لایا اور دونوں معجزات کو دیکھ کر بڑے فخر و غرور سے موسیٰ سے کہنے لگا تم اپنے جادو کے بل بوتے پر ہمیں اپنے ملک سے باہر نکال دینا چاہتے ہو ہم بھی تیرے مقابلے میں ایسا ہی زبردست جادو لاتے ہیں جن کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے، ہمارا ہی بول بالا ہو گا پھر تم شرمندگی و خجالت سے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے، اب جس وقت اور جس جگہ تو مقابلہ کرنا چاہتا ہے خود ہی طے کر لے، جس کی خلاف ورزی نہ تم کرو گے اور نہ ہم، مقابلہ لوگوں کے سامنے صاف اور کھلے میدان میں ہو گا، فرعون کا دل عالیہ تھا کہ ایک دفعہ جادو گروں سے لاطھیوں اور رسیوں کے سانپ بنوا کر دکھا دوں، جادو کا مقابلہ جادو سے ہو جائے گا جس سے موسیٰ شکست فاش کھا جائیں گے تو موسیٰ کے معجزے کا جو اثر لوگوں کے دل و دماغ پر ہوا ہے وہ دور ہو جائے گا اور ان کے دین و دھرم کا بول بالا رہے گا جبکہ یہ موسیٰ کی منہ مانگی مراد تھی موسیٰ نے فرمایا الگ کوئی دن اور جگہ مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے جشن کا دن قریب ہے جس میں تمام ملک کے لوگ دارالسلطنت میں کھینچ کر آجاتے ہیں وہیں میلے کے میدان میں مقابلہ ہو جائے تا کہ ساری قوم دیکھ اور سن لے اور وقت بھی چاشت کا ہو نا چاہیے تا کہ تمہیں، تمہارے درباریوں، سرداروں اور عام لوگوں کے دل و دماغ میں شک و شبہ کے لئے کوئی گنجائش نہ رہے، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معجزے اور جادو کا فرق سب پر ظاہر ہو جائے چنانچہ جشن، میلہ، عید کا دن طے ہو گیا (جو وہ انیس جولائی کو نئے سال کے شروع میں سالانہ ایک مخصوص جگہ پر مناتے تھے) فرعون نے ہر کاروں کو حکم دیا کہ ملک میں جہاں جہاں کوئی ماہر جادو گر موجود ہو اسے یہاں لے آؤ اور اسی طرح عوام کو بھی ترغیب دی گئی کہ وہ میلے کے دن اس حق و باطل کا مقابلہ دیکھنے کے لئے دن چڑھے جمع ہو جائیں۔

فَتَوَلَّى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى ۞ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَبَلَّغُوا لَنَا مَا نَحْنُ بِمُؤْمِنِينَ ۞ (طہ ۶۰-۶۱)

پس فرعون لوٹ گیا اور اس نے اپنے ہتھکنڈے جمع کئے پھر آ گیا، موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کہا تمہاری شامت آچکی،

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى ۝۳۱

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افتراء نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذابوں سے ملیا میٹ کر دے، یاد رکھو وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا جس نے جھوٹی

فَتَنَّا زَعْوًا ۚ أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۖ وَأَسْرُوا النَّجْوَى ۝۳۲ قَالُوا

بات گھڑی، پس یہ لوگ آپس کے مشوروں میں مختلف رائے ہو گئے اور چھپ کر چپکے مشورہ کرنے لگے، کہنے لگے

إِنْ هَذَا مِنْ لَسْحِنِ جَادٍ ۖ وَإِنَّا بِمَا نُرِيدُ لَنَاجِدُ ۚ وَإِنَّا لَنَجِدُهُم بِمَا نُرِيدُ ۚ وَإِنَّا لَنَجِدُهُم بِمَا نُرِيدُ ۚ وَإِنَّا لَنَجِدُهُم بِمَا نُرِيدُ ۚ

یہ دونوں محض جادو گر ہیں اور ان کا پختہ ارادہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور

وَيَذُوبُ مَا يَدْعُونَ بِطَبِيقَتِكُمُ الْمُثَلَّى ۝۳۳ فَأَجْبِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ اتُّوْا صَفَاةً

تمہارے بہترین مذہب کو برباد کریں، تو تم بھی اپنا کوئی داؤ اٹھا نہ رکھو پھر صف بندی کر کے آؤ

وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَى ۝۳۴ (طہ ۶۰ تا ۶۳)

جو آج غالب آ گیا وہی بازی لے گیا۔

جادو گروں کو دعوت حق :

دور دراز کا سفر کر کے سارے جادو گر ایک وقت میں تو دار السلطنت میں داخل نہیں ہوئے تھے لہذا جو بھی مصر میں پہنچتا گیا موسیٰ اپنے فرض منصبی کے مطابق اس کو دین حق کی دعوت دیتے رہے، دلائل سے رب کی توحید کی نشانیاں بیان کرتے رہے، دعوت حق کی پاکیزگی بتلاتے اور رب کی سخت گرفت سے ڈراتے رہے، جنت کی دلفریبیاں، اس کی نعمتیں اور جہنم کی ہولناکیاں بیان فرماتے رہے، یہاں تک کہ فرعون اپنے سارے مکر و فریب کے ہتھکنڈے جمع کر کے مقررہ دن اور وقت پر مقابلے میں آ گیا اور اپنے تخت پر بیٹھا سامنے دست بدستہ کھڑے جادو گروں کو قرب خصوصی سے نوازنے کی ترغیب دینے لگا، دار السلطنت میں مقابلہ دیکھنے کے لئے پورے ملک سے خلقت ٹوٹی پڑ رہی تھی، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو موسیٰ نے بھی سب جادو گروں کو مخاطب کر کے وعظ فرمایا اور انہیں عذاب الہی سے ڈرایا فرمانے لگے دیکھو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہ باندھو اگر ایسا کرو گے تو وہ رب ایک سخت عذاب سے تمہیں تباہ و برباد کر دے گا، لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر باطل مسلک کو بیچ بنانے کے جتن نہ کرو، حق و سچ ہمیشہ سرخرو اور جھوٹ ہمیشہ ہی نامراد ہوتا ہے، اللہ وحدہ لا شریک کے علاوہ کوئی اللہ نہیں، وہی ہر چیز کا خالق، مشکل کشا اور روزی رسال ہے اور تمام کائنات اس کے اشارے پر چل رہی ہے جس کو ایک مقررہ دن وہ ختم کر دے گا اور پھر تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے تمہارے اعمال کا محاسبہ کرے گا اور اس کے مطابق جزاء و سزا مقرر فرمائے گا، جادو گروں نے جو کچھ اب تک سنا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جو تبلیغ کی تھی اس سے اپنے دلوں میں اپنی کمزوری کو خود محسوس کر رہے تھے، ان کو معلوم تھا کہ موسیٰ نے فرعون کے دربار میں جو کچھ دکھایا تھا وہ جادو نہیں تھا، وہ پہلے ہی سے اس مقابلے میں ڈرتے اور ہچکچاتے ہوئے آئے تھے جب

عین موقع پر موسیٰ نے ان کو لکار کر متنبہ کیا تو ان کا عزم یکا یک متزلزل ہو گیا اور ان میں باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور چھپ کر چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے کہ اس بڑے تہوار کے موقع پر جبکہ پورے ملک سے آئے ہوئے آدمی جمع ہیں، کھلے میدان اور دن کی پوری روشنی میں یہ مقابلہ کرنا مناسب بھی ہے یا نہیں؟ اگر یہاں ہم شکست کھا گئے اور سب کے سامنے جادو اور معجزے کا فرق کھل گیا تو پھر بات سنبھالے نہ سنبھال سکے گی بعض کہنے لگے کہیں واقعی موسیٰ اللہ کے رسول ہی نہ ہوں اور کچھ اس کے برعکس راے کا اظہار کرنے لگے آخر کار کچھ لوگ کہنے لگے موسیٰ ﷺ اور اس کا بھائی ہارون ﷺ دونوں محض جادو گر ہیں اگر یہ اپنے جادو کے زور پر غالب آگئے تو اشراف و سادات ان کی طرف مائل ہو جائیں گے جس سے ہمارا اقتدار خطرے میں پڑ جائے گا اور ان کے اقتدار کا مکان بڑھ جائے گا، بنی اسرائیل تمہاری غلامی سے نجات پا جائیں گے اور اپنے مشرکانہ دھرم کو صحیح جانتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمارے بہترین طریقہ یا مذہب اسے بھی یہ ملیا میٹ کر ڈالیں گے، جیسے ہر دور میں باطل مذہب اور فرقے کے پیروکار اسی زعم فاسد میں مبتلا ہوتے ہیں، جادو گر آپس میں مشورہ طے کر کے با آواز بلند کہنے لگے موسیٰ ﷺ اور ہارون ﷺ دونوں بھائی ماہر فن زبردست جادو گر ہیں آج اپنے سارے فن، ساری تدابیر اکٹھی کر کے متحد ہو کر، ایک کر کے ہوشیاری اور دائائی سے جم کر مقابلہ کرو کہیں سستی نہ کر لینا بس یہ یاد رکھنا کہ پھر موقعہ نہیں ملے گا آج جو فتح مند ہو وہی سر بلند رہے گی۔

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿١٥﴾ قَالَ بَلْ أَلْقُوا

کہنے لگے اے موسیٰ! یا تو تو پہلے ڈال یا ہم پہلے ڈالنے والے بن جائیں، جواب دیا کہ نہیں تم ہی پہلے ڈالو،

فَإِذَا جَاءَهُمْ وَ عَصِيَّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿١٦﴾

اب تو موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں،

فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ﴿١٦﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ﴿١٧﴾

پس موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے دل ہی دل میں ڈر محسوس کیا، ہم نے فرمایا کچھ خوف نہ کر یقیناً تو ہی غالب اور برتر رہے گا،

وَ أَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَلِطٌ

اور تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے ڈال دے کہ ان کی تمام کاریگری کو وہ نگل جائے، انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ صرف جادو گروں

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿١٧﴾ (طہ ۶۵-۶۹)

کے کرتب ہیں اور جادو گر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔

مقابلہ حق و باطل :

مقابلہ کے میدان میں جادو گر موسیٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے موسیٰ! پہلے تم اپنا جادو ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں، موسیٰ نے پہلے انہیں اپنے ہر طرح کے شعبدے ڈالنے کے لئے کہا تا کہ تمام حاضرین پر واضح ہو جائے کہ جادو گروں کی اتنی بڑی تعداد جو فرعون جمع کر کے لے

آیا ہے اور اس طرح ان کے ساحرانہ کمال اور کرتبوں سے وہ خوف زدہ نہیں ہیں، دوسرے جادو گروں کی ساحرانہ شعبدہ بازیاں جب معجزہ ربی سے چشم زدن میں خاک ہو جائیں گی تو اس کا اثر بھی بہت اچھا رہے گا اور جادو گر بھی یقیناً یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ موسیٰ کی پاکیزہ دعوت جادو نہیں بلکہ اسے رب کی تائید و حمایت حاصل ہے کہ آن واحد میں اس کی ایک لاٹھی ہمارے سارے شعبدہ بازیوں کو نکل گئی، چنانچہ موسیٰ کے انہیں پہل کرنے پر جادو گروں نے بڑے زبردست جادو کا مظاہرہ کیا اور دعویٰ کرتے ہوئے بولے فرعون کی عزت کی قسم! ہم ہی غالب ہوں گے، جیسے فرمایا

... وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَغْلِبُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور بولے فرعون کے اقبال کی قسم! ہم ہی غالب رہیں گے۔

اور جادو سے لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کر کے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو میدان مقابلہ میں پھنکا جس سے سارا میدان سانپوں سے بھر گیا، جیسے فرمایا

... فَأَلَمَّا أَلْقَوْا اسَكَرُوا وَالْأَعْيُنُ النَّاسِ وَاسْتَزْهَبُوهُمْ وَجَاءَهُمْ بِسِحْرِ عَظِيمٍ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: انہوں نے جو اپنے اچھے پھینکنے تو نگاہوں کو مسور اور دلوں کو خوف زدہ کر دیا اور بڑا ہی زبردست جادو بنا لائے۔

اتنے سارے سانپوں کو لہراتے ہوئے دیکھ کر لوگ دہشت زدہ ہو گئے، جادو کے زور سے موسیٰ کو بھی ان کی پھینکی ہوئی رسیاں اور لکڑیاں سانپ کی طرح دوڑتی ہوئی اپنی طرف لپکتی ہوئی محسوس ہوئیں حالانکہ رسیاں اور لکڑیاں حقیقتاً سانپ نہیں بنی تھیں اور نہ بن سکتی تھیں بلکہ صرف فریب نظر تھا، اس دہشت ناک منظر کو دیکھ کر موسیٰ نے بھی دل میں بشری طبعی خوف محسوس کیا اور شاید یہ بھی خوف ہو کہ میری لاٹھی ڈالنے سے قبل ہی کہیں لوگ ان شعبدہ بازیوں سے متاثر نہ ہو جائیں، موسیٰ کو تو یہ علم نہیں تھا کہ ان کے ہاتھ پر کس نوعیت کا معجزہ ظہور پذیر ہونے والا ہے یا یہ خوف اس لئے ہوا کہ ان جادو گروں نے جو شعبدے دکھائے وہ لاٹھیوں، رسیوں کے ذریعہ ہی دکھلائیں ہیں جبکہ موسیٰ کے پاس بھی لاٹھی ہی تھی جسے انہوں نے زمین پر پھینکا تھا، موسیٰ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ دیکھنے والے اس شبہ اور مغالطے میں نہ پڑ جائیں اور وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ دونوں نے ایک ہی قسم کا جادو پیش کیا ہے اس لئے فیصلہ کیسے ہو کہ کون سا جادو ہے اور کون سا معجزہ؟ کون غالب ہو اور کون مغلوب؟ مغالطے کی وجہ سے مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا موسیٰ کے اندیشوں اور خوف کو دور کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! کسی لحاظ سے بھی تمہیں ڈرنے یا خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں تو ہی ان پر غالب و برتر رہے گا اپنے دائیں ہاتھ کی لکڑی کو میدان میں پھینک دے، حکم ملتے ہی موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی لاٹھی میدان میں پھینک دی جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک زبردست اثر دھا بن گئی، جس نے حاضرین کے دیکھتے ہی دیکھتے میدان میں دوڑتے چھوٹے بڑے سارے سانپوں کے طلسم فریب کو نکل کر میدان کو صاف کر دیا، ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ نے حق کو کامیاب و کامران اور سر بلند کیا اور باطل کی گردن سرنگوں ہو گئی۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ ﴿٦٦﴾

ترجمہ: اور اعلان کر دو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

نظارا دیکھنے کے لئے آئے ہوئے سب لوگوں نے جان لیا کہ جادو گروں کے شعبدوں میں کچھ اصلیت نہیں تھی، یہ تو ایک فریب نظر تھا، بس ریت کی ایک دیوار تھی جو ہوا کا ایک جھونکا بھی برداشت نہ کر سکی، سچ ہے جھوٹ، مکر و فریب کی تدابیر، جادو ٹونکے کتنے ہی زبردست کیوں نہ ہوں کامیاب نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ کی بات ہی ہمیشہ سر بلند رہتی ہے اور باطل کبھی بھی سر بلند نہیں ہو سکتا، جیسے فرمایا

--- وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا --- ﴿٨٢﴾ ﴿٦٧﴾

ترجمہ: اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے۔

فَالْقِيَ السِّحْرَةَ سُجَّدًا قَالُوا أَمِنَّا بِرَبِّ هَرُونَ وَ مُوسَى ﴿٨٣﴾

اب تو تمام جادو گر سجدے میں گر پڑے اور پکار اٹھے کہ ہم تو ہارون اور موسیٰ (علیہما السلام) کے رب پر ایمان لائے،

قَالَ أَمْنُكُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنَى لَكُمْ إِنَّهُ لَكَيْفُوكُمُ الَّذِي عَلِمَكُمْ

فرعون کہنے لگا کہ کیا میری اجازت سے پہلے ہی تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا بڑا بزرگ ہے جس نے تم سب کو

السِّحْرَ فَلَا قِطْعَانَ أَيِّدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَأَصْلَابِكُمْ فِي جُدُوعِ النَّخْلِ

جادو سکھایا ہے، (سن لو) میں تمہارے ہاتھ پاؤں لٹے سیدھے کٹوا کر تم سب کو کھجور کے تنوں میں سولی پر لٹکوا دوں گا

وَلَتَعْلَمُنَّ إِنَّا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَى ﴿٨٤﴾ (ط، ا، ۷۰)

اور تمہیں پوری طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کی مار زیادہ سخت اور دیر پا ہے۔

جادو گروں کا قبول حق :

کسی بھی سربراہ کی چند خصوصیات ہوتی ہیں اس کی نگاہ دور رس اور بارک بین ہو، کسی بات کی گہرائی میں اتارنے کی صلاحیت رکھتا ہو، غرور و تکبر سے کنارہ کش اور ہٹ دھرمی کے بجائے حق بات کو قبول کرنے کا مزاج رکھتا ہو، اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرم گفتار اور ہمدرد ہو، مگر فرعون ان تمام صلاحیتوں سے خالی تھا اس نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی پاکیزہ دعوت کو اہمیت ہی نہ دی حالانکہ موسیٰ نے اس سے حکومت تو نہیں چاہی تھی، اپنے لئے کوئی عہدہ یا مال و دولت تو نہیں چاہتا تھا، اب یہ اس کی بدبختی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح براہین و دلائل کے باوجود اپنی ضد و ہٹ دھرمی کی بنا پر منکر ہی رہا اس کے مقابلے میں اب جادو گروں کو دیکھیں جن کی ساری زندگی کفر و شرک میں گزری تھی مالک الارض و سماوات کی عبادت کے بجائے جادو اور اس کی رسومات سیکھنے اور سکھانے میں گزری تھی، اللہ تعالیٰ سے اتنے بے خوف تھے کہ انعام و اکرام کے لالچ میں

وقت کے رسول کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے اور ڈٹ کر مقابلہ کیا بھی، مگر جب انہوں نے حق کو فتح مند اور جادو کی ذلت و بے چارگی دیکھی تو حق تک پہنچنے میں انہیں کچھ دیر نہیں لگی، فرعون ان کی نظروں میں ہیچ ہو گیا، انہیں فرعون جیسے ظالم و جاہل بادشاہ کا کوئی خوف نہ آیا، فرعون کی بادشاہی کی ساری طاقت و قوت کو پائے تحارت سے ٹھکرادیا، انعام و اکرام اور دربار میں بلند مرتبہ سب بھول گئے، موسیٰ علیہ السلام کی پیش کردہ دعوت حق ان کے رگ و ریشے میں سما گئی اور وہ فوراً بے اختیار سجدے میں گر گئے اور سب مجمع کے سامنے منہ سے بول اٹھے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جو پروردگار ہے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا، جیسے فرمایا

فَالْقَبِي السَّحْرَةَ لِسَجْدِيحٍ ۳۳ قَالُوا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۳۴ رَبِّ مُوسٰى وَهٰرُونَ ۳۵ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: اس پر سارے جادو گر بے اختیار سجدے میں گر پڑے اور بول اٹھے کہ مان گئے ہم رب العالمین کو، موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب کو۔

وَالْقَبِي السَّحْرَةَ لِسَجْدِيحٍ ۳۶ قَالُوا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۳۷ رَبِّ مُوسٰى وَهٰرُونَ ۳۸ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اور جادو گروں کا حال یہ ہوا کہ گویا کسی چیز نے اندر سے انہیں سجدے میں گرا دیا کہنے لگے ہم نے مان لیا رب العالمین کو، اس رب کو جسے موسیٰ اور ہارون مانتے ہیں۔

ایسا عمل کر کے جادو گروں نے محض اپنی شکست ہی کا اعتراف نہیں کیا کہ فرعون یہ کہہ سکتا کہ ایک بڑے جادو گر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے چھوٹے جادو گروں کو نیچا دکھا دیا ہے بلکہ اتنے بڑے مجمع کے سامنے سجدے میں گر کر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آنا اس بات کا کھلا اعلان و اقرار تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جو ہدایت لے کر مبعوث ہوئے ہیں وہ ہمارے جادو کے فن کی چیز ہی نہیں ہے، ایسا کام کسی انسان کا نہیں بلکہ صرف اللہ رب العالمین کی قدرت کاملہ سے ہی انجام پذیر ہو سکتا ہے، فرعون جو نہایت جھوٹا، مکار اور بڑا ہٹ دھرم شخص تھا ہر کار کا گاہ گیا، اتنے بڑے مجمع میں اپنی واضح بار پر اس کی سٹی گم ہو گئی، اس کے لئے یہ واقعہ بڑا عجیب اور نہایت حیرت ناک تھا کہ جن جادو گروں کے ذریعہ سے وہ فتح و غلبہ اور نصرت کی آس لگائے بیٹھا تھا، وہ نہ صرف مغلوب ہو گئے بلکہ موقع پر ہی اس رب پر ایمان لے آئے جس نے موسیٰ و ہارون علیہ السلام کو دلائل نبوت دے کر اس کی طرف بھیجا تھا، فرعون اور اس کے مقررین نے وقت کے رسولوں کے مقابلے کے لئے ایک بڑی چال چلی تھی مگر رب کی چال کے آگے کس کی چال کامیاب ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرعونوں کی چال کو الٹا ہی پر پلٹ دیا، جیسے فرمایا

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُدْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ... ﴿۳۹﴾ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ (حق کو نیچا دکھانے کے لیے) ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں تو دیکھ لو کہ اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آ رہی۔

فرعون نے تمام ملک کے ماہر جادو گروں کو بلا کر منظر عام پر اس لئے مظاہرہ کرایا تھا کہ عوام الناس کو موسیٰ کے جادو گر ہونے کا یقین دلائیں یا کم

الشعراء ۳۶ تا ۳۸

الاعراف ۳۰ تا ۳۲

النحل ۲۶

از کم شک ہی میں ڈال دیں لیکن اس مقابلہ میں شکست کھانے کے بعد خود ان کے اپنے بلائے ہوئے ماہرین فن نے بالاتفاق فیصلہ کر دیا کہ موسیٰ جو چیز پیش کر رہے ہیں وہ ہرگز جادو نہیں بلکہ خالق الارض و سماء کی طاقت و قوت کا کرشمہ ہے جس کے آگے کسی جادو کا زور نہیں چل سکتا، لیکن بجائے اس کے کہ فرعون بھی غور و فکر سے کام لیتا اور موسیٰ علیہ السلام کی فتح مبین کو کھلے دل و دماغ سے تسلیم کر کے گھر آئی ہوئی ایمان کی دولت سمیٹ لیتا وہ آتش غضب سے دیوانہ ہو گیا اور پانسہ پلٹتے دیکھ کر سیاسی قلابازی کھائی کہ وہ اس سارے معاملہ کو موسیٰ اور جادو گروں کی سازش قرار دیدے اور پھر جادو گروں کو جسمانی عذاب اور قتل کی دھمکی دے کر ان سے اس الزام کا اقبال کرا لے جس سے وہ ڈرامائی اثر کا فور ہو جائے جادو گروں کی شکست پھر ان کے سجدے میں گرنے اور رب پر ایمان لانے سے رعایا پر مرتب ہوا تھا، یہ سوچ کر اس نے جادو گروں کو کہا میں نے ابھی کسی کی کامیابی یا ناکامی کا اعلان نہیں کیا تھا، میں نے ابھی تمہیں ان دونوں کے اللہ کو ماننے کی اجازت دی ہی نہیں تھی کہ تم ان دونوں کے اللہ پر ایمان لے آئے، پھر جادو گروں پر الزام لگا کر بولا تم سب اس کے چیلے لگتے ہو اور تمہاری سازش کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح سے تم ہمیں جو یہاں کے مالک اور حکمران ہیں یہاں سے بے دخل کر دو اور خود ہماری جگہ منجھال لو (یہ سیاسی بات کر کے فرعون نے اپنی رعایا کو جو یہ فیصلہ کن مقابلہ دیکھنے کے لئے جمع ہوئے تھے یقین دلانے کی سعی کی کہ جادو گروں کا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لانا محض ملی بھگت ہے، یہ ملی بھگت انہوں نے یوں طے کی ہو گی کہ یہ ماہرین جادو و گرموسیٰ علیہ السلام سے جان بوجھ کر شکست کھا جائیں گے، اس سے لازماً ملک میں مذہبی انقلاب برپا ہو جائے گا اور قوم اپنے آبائی دین پر قائم نہ رہ سکے گی جس سے فائدہ اٹھا کر یہ حکومت پر قبضہ کر لیں گے اور پھر یہ سب مل کر حکومت کے مزے لوٹیں گے، جیسے فرمایا

قَالَ فِرْعَوْنُ اَمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ اَنْ اُذِنَ لَكُمْ ۗ اِنَّ هَذَا الْمَكْرُ مَكْرٌ مُّمُوْكَفٍ اَلْمَدِيْنَةَ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَهَا ۗ ۝۱۳۱

ترجمہ: فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اس دارالسلطنت میں کی تاکہ اس کے مالکوں کو اقتدار سے بے دخل کر دو۔

(اچھا تو اس کا نتیجہ اب تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے تمہاری اس شکست میں موسیٰ علیہ السلام کے کسی معجزے کا کوئی تعلق نہیں) پھر جادو گروں کو قتل و تعذیب کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ ابھی تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس خطرناک سازش کے بدلے میں میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہوں، میں تمہارے دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کو اداوں کا تانہ تمہیں جلنے کے قابل ہی نہ رہو اور اس پر بس نہیں کروں گا مزید تمہیں کھجور کے تنوں پر رسولی پر لٹکا دوں گا،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكَانَ لَوْلَ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قول ہے کہ یہ سزائیں سب سے پہلے فرعون ہی نے دی تھیں۔^{۱۲}

قَالَ: فَكَانَ لَوْلَ مَنْ قَطَعَ الْاَيْدِي وَالْاَرْجُلِ مِنْ خِلَافِ فِرْعَوْنُ، قَالَ: فَكَانَ لَوْلَ مَنْ صَلَبَ فِي جُدُوْع النَّخْلِ فِرْعَوْنُ

۱۱ الاعراف ۱۳۳

۱۲ تفسیر ابن کثیر ۵، ۳۰۴

سب سے پہلے فرعون نے ہی مخالف سمت میں ہاتھ پاؤں کاٹے، اور سب سے پہلے فرعون نے ہی کھجور کے تنوں پر پھانسی دی۔^①
پھر تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ موسیٰ کے رب کی سزا دردناک، دیرپا ہے یا میری۔

قَالُوا كُنْ نُؤْتِرُكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيْتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا

انہوں نے جواب دیا کہ ناممکن ہے کہ ہم تجھے ترجیح دیں ان دلیلوں پر جو ہمارے سامنے آچکی ہیں اور اس اللہ پر جس نے

فَأَقْضَ مَا أَنْتَ قَاضٍ ۗ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۗ

ہمیں پیدا کیا ہے اب تو تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گزر، تو جو کچھ بھی حکم چلا سکتا ہے وہ اسی دنیاوی زندگی میں ہی ہے،

إِنَّا أُمَّتًا لِّرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِيئَاتِنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ

ہم (اس امید سے) اپنے پروردگار پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں معاف فرمادے اور (خاص کر) جادوگری (کا گناہ)

وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْغَىٰ ۗ إِنَّكَ مِنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا ۚ وَإِنَّ لَهُ

جس پر تم نے ہمیں مجبور کیا ہے، اللہ ہی بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، بات یہی ہے کہ جو بھی گناہ گار بن کر اللہ تعالیٰ کے

جَهَنَّمَ ۗ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۗ وَمَنْ يُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

ہاں حاضر ہو گا اس کے لیے دوزخ ہے جہاں نہ موت ہوگی اور نہ زندگی، اور جو بھی اس کے پاس ایمان کی حالت میں حاضر ہو گا

الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۗ جَنَّتٌ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اور اس نے اعمال بھی نیک کئے ہوں گے اس کے لیے بلند و بالا درجے ہیں، بیشک والی جنتیں جن کے نیچے نہریں لہریں

خُلْدِينَ فِيهَا ۗ وَذَٰلِكَ جَزَاؤُا مَنْ تَزَكَّىٰ ۗ (طہ ۷۳-۷۴)

لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے، یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو پاک ہو۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت وہ جادوگر مشرک جو دن کے ابتدائی حصہ میں حق کے مقابلے میں تلے کھڑے تھے، جو چند لمحوں پیشتر اپنے آبائی دین

کی حمایت و نصرت کے لئے گھروں سے چل کر آئے تھے اور فرعون سے پوچھ رہے تھے کہ اگر ہم نے اپنے مذہب کو موسیٰ کے حملہ سے

بچالیا تو سرکار سے ہمیں انعام و اکرام تو ملے گا ہی دن کے دوسرے پہر میں مومن بن کر رب کے ہاں بلند درجوں پر فائز ہونے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ السَّحْرَةُ سَبْعِينَ رَجُلًا أَصْبَحُوا سَحْرَةً وَأَمْسَوْا شُهَدَاءَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ جادوگر ستر آدمی تھے جو صبح کے وقت جادوگر گمراہ شام کو شہداء تھے۔^②

① تفسیر طبری ۱۸، ۳۳۸

② تفسیر ابن ابی حاتم ۷، ۲۲۲۸

چند لمحوں میں ایمان کی حلاوت نے ان جادو گروں کی سیرت و کردار میں کتنا بڑا انقلاب برپا کر دیا اب جو نعمت ایمان نصیب ہوئی تو انہی کی حق پرستی اور اولوالعزمی اس حد کو پہنچ گئی کہ تھوڑی دیر پہلے جس بادشاہ کے آگے لالچ کے مارے بچھے جاتے تھے اب اس کی کبریائی اور جبروت کو ٹھوکرا کر مار رہے ہیں اور ان بدترین سزاؤں کو بھگتنے کے لئے تیار ہیں جن کی وہ دھمکی دے رہا ہے مگر حق چھوڑنے کے لئے تیار نہیں جس کی صداقت ان پر کھل چکی ہے اہل ایمان نے کہا ہم نے رب پر ایمان لاکر کوئی جرم نہیں کیا جس کی تو ہمیں سزا دینا چاہتا ہے یہ تو ہمارے کردار کی بہت بڑی خوبی ہے کہ جب حقیقت حال ہمارے سامنے صاف واضح ہو کر ظاہر ہو گئی تو ہم نے غرور و تکبر میں ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے اس ایمان کی دولت اور لذت کے مقابلے میں تمام دنیاوی مفادات ٹھکرا دیئے اور سچ کو مان لیا تاکہ رب ہماری خطاؤں اور گناہوں کو معاف فرما دے اور اس جادوگری پر بھی جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اب یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ واضح ہدایت کی نشانیوں کے آجانے کے بعد تجھے ترجیح دیں تو ہمارے لئے جو سزا چاہے تجویز کر لے تجھے اختیار ہے مگر اس سے زیادہ تو اور کیا سزا دے سکتا ہے کہ ہماری طبعی زندگی کا گلا کاٹ دے اس کے بعد تو تجھے کوئی اختیار نہیں، جادو گروں نے اپنے آپ کو ہر سزا کے لئے پیش کر کے ثابت کر دیا کہ ان کا موسیٰ کی صداقت پر ایمان لانا کسی سازش کا نہیں بلکہ سچے اعتراف حق کا نتیجہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لئے جہنم کا ہولناک عذاب ہے جس میں وہ موت اور زندگی کے درمیان لٹکتا رہے گا، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فِيمَوْتُهَا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا كَذَلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کی آگ ہے، نہ ان کا قصہ پاک کر دیا جائے گا کہ مرجائیں اور نہ ان کے لیے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی، اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر اس شخص کو جو کفر کرنے والا ہو۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَخِيضُ ﴿۱۳﴾ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بد بخت، جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

وَنَادُوا يَمْلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَكْرُؤُونَ ﴿۳۸﴾ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے تو اچھا ہے وہ جواب دے گا تم یوں ہی پڑے رہو گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا، فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَخِيضُونَ، وَلَكِنْ نَاسٌ - أَوْ كَمَا قَالَ - تُصِيبُهُمُ النَّارُ بِدُنُوبِهِمْ - أَوْ قَالَ: بِخَطَايَاهُمْ - فَيَمِيتُهُمْ إِمَاتَةً حَتَّىٰ إِذَا صَارُوا خَفْمًا أَدْنَىٰ فِي الشَّفَاعَةِ، فِجِيءَ بِهِمْ صَبَائِرٌ صَبَائِرٌ، فَيَبْتُؤُوا عَلَىٰ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَمِيسُوا عَلَيْنَا، فَيَبْتُؤُونَ نَبَاتَ الْجَنَّةِ تَكُونُ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ " قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ حِينَئِذٍ: كَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

﴿۱﴾ فاطر ۳۶

﴿۲﴾ الاعلى التا ۱۳

﴿۳﴾ الزخرف ۷۷

وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ جہنمی جو اس میں ہمیشہ رہیں گے ان پر نہ تو موت آئے گی اور نہ ہی انہیں زندگانی نصیب ہوگی، لیکن کچھ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے، دوزخ کی آگ انہیں مار دے گی حتیٰ کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو ان کے بارے میں شفاعت کی اجازت دی جائے گی پھر انہیں اس طرح لایا جائے گا کہ وہ گروہ درگروہ ہوں گے اور انہیں جنت کی نہروں پر پھیلادیا جائے گا اور کہا جائے گا اہل جنت! ان پر پانی ڈالو، تو وہ اس طرح آگیں گے جیسے سیلاب کی گزرگاہ میں نرم و نازک سی نباتات اگتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس تشبیہ کو سننے کے بعد قوم میں سے ایک شخص نے کہا یوں معلوم ہوتا ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اہل بادیہ سے ہو۔^(۱)

اور جو اس کے حضور ایمان اور عمل صالح لے کر حاضر ہو گا ایسے سب لوگوں کے لئے بلند درجے ہیں،

عَنْ عَبْدِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْجَنَّةُ مِائَةٌ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مَسِيرَةٌ مِائَةٌ عَامٍ، وَقَالَ عَفَّانٌ: كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةٌ، وَمِنْهَا تَخْرُجُ الْأَنْهَارُ الْأَرْبَعَةُ، وَالْعَرْشُ مِنْ فَوْقِهَا، وَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے اور عفان نے فرمایا اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اس سے چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے لہذا تم جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔^(۲)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءُونَ أَهْلَ الْغُرْفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا يَتَرَاءُونَ الْكُوكَبَ الدَّرِيِّ الْغَائِبَ فِي الْأُفُقِ، مِنَ الْمَشْرِقِ أَوْ الْمَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْنَعُهَا غَيْرُهُمْ، قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رَجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی لوگ اپنے سے بلند کمرے والوں کو اوپر سے اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو آسمان کے کنارے پورب یا پچھم میں دیکھتے ہیں، ان میں ایک دوسرے سے افضل ہوگا، لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہ پاسکے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان لوگوں کے لیے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔^(۳)

(۱) مسند احمد ۷/۱۰۷، صحیح مسلم کتاب الإیمان باب إثبات الشفاعة وإخراج الموحدين من النار ۳۵۹

(۲) مسند احمد ۲۲۹۵، جامع ترمذی أبواب صفة الجنة باب ما جاء في صفة درجات الجنة ۲۵۳، سنن ابن جاجہ کتاب الزهد

باب صفة الجنة ۲۳۳

(۳) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة ۳۲۵، صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها

باب ترائي أهل الجنة أهل الغرف، كما يرى الكوكب في السماء ۱۴۳

وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لِمُنْهَمٍ وَأَنْعَمًا

اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما انہی میں سے ہیں اور بڑی فضیلت والے ہیں۔^(۱) گھنے سالیوں والے سد ابہار باغ ہیں جن کے نیچے انواع اقسام کی نہریں بہ رہی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ جزا ہے اس شخص کی جس نے شرک سے خود کو پاک کر لیا، اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی اور ان تمام امور کی پیروی کی جس کی خبر پیغمبروں نے دی۔

وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاصْرَبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا

ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف وحی نازل فرمائی کہ تو راتوں رات میرے بندوں کو لے چل، اور ان کے لیے دریا میں خشک

لَا تَخَفْ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى ۚ فَاتَّبِعْهُمْ فِرْعَوْنَ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ

راستہ بنا لے پھر نہ تجھے کسی کے آپکڑنے کا خطرہ ہو گا نہ ڈر، فرعون نے اپنے لشکروں سمیت ان کا تعاقب کیا پھر تو دریا ان سب پر چھا گیا

مَا غَشِيَهُمْ ۗ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنَ قَوْمَهُ وَمَاهِدَى ۙ (طہ ۷۷ تا ۷۹)

جیسا کچھ چھانے والا تھا، فرعون نے اپنی قوم کو گمراہی میں ڈال دیا اور سیدھا راستہ نہ دکھایا۔

جب موسیٰ نے لمبے عرصہ تک دعوت توحید دے کر فرعون اور اس کی قوم پر ہدایت پہنچانے کی ہر طرح کی حجت قائم کر دی، ہر طرح کی کھلی کھلی نشانیاں دکھادیں، رب نے بھی آخری عذاب سے پیشتر چھوٹے چھوٹے عذاب دے کر انہیں راہ ہدایت پر پلٹنے کا موقع مہیا کیا کہ شاید وہ رب کے حضور عاجزی پر اتر آئیں اور صراطِ مستقیم پر چل پڑیں اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر رب سے اپنی مغفرت چاہیں مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئے اور تکذیب و روش پر قائم رہے، بنی اسرائیل پر ان کا ظلم و تمکم ہونے کے بجائے بڑھتائی گیا تو آخر رب نے فرعون اور اس کی قوم کو مہلت کی گھڑیاں ختم کر دینے کا فیصلہ فرمایا کیونکہ اب اس کے بغیر کوئی اور چارہ کار نہیں تھا کہ انہیں عذاب سے دوچار کر کے رہتی دنیا تک عبرت بنا دیا جائے تاکہ آنے والی قوموں اور نسلوں تک یہ بات پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بات ہی سر بلند رہتی ہے اور کفر و شرک چاہے کیسی شان و قوت سے آئے ذلیل و خوار ہی ہو کر رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ راتوں رات بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے ہجرت کر جائیں تاکہ جب تک فرعون کو بنی اسرائیل کے فرار کا علم ہو وہ لوگ کافی دور نکل چکے ہوں اور پیشگی تسلی دیتے ہوئے فرمایا فرعون تمہیں اتنی آسانی سے جانے نہیں دے گا جب اسے تمہارے فرار کا پتہ چلے گا تو وہ تمہارا تعاقب کرے گا اس موقع پر اور سمندر کے بیچ سے گزرتے ہوئے گھبرانا نہیں، چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کی تمام بستیوں میں ہجرت کے احکامات روانہ کر دیئے کہ سب لوگ مصر سے ہجرت کے لئے تیار رہیں، چنانچہ ایک خاص رات مقرر کر دی گئی کہ اس رات تمام بنی اسرائیل نے مہاجر بن کر نکل پڑنا ہے، اور اس مقررہ رات کو موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل اور غیر اسرائیلی کو جمع کر کے ایک بڑے قافلہ کی شکل میں ٹھیس سے کوچ کر دیا، بحر احمر سے بحر روم (میڈیٹیرینین) تک کا پورا علاقہ کھلا ہوا تھا مگر اس علاقہ کے تمام راستوں پر فوجی چھاؤنیاں تھیں جن سے ہجیریت نہیں گزرا جا سکتا تھا اس لئے موسیٰ علیہ السلام

(سنن ابوداؤد کتاب الخُروف والْقِرَاءَاتِ باب ۳۹۸، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ وَقَلْبُهُ عَتِيقٌ ۳۶۵۸، مسند احمد ۱۱۲۰۶)

نے بحر احمر کی طرف جانے والا راستہ اختیار کیا تا کہ سمندر کے کنارے کنارے چل کر جزیرہ نمائے سینا کی طرف نکل جائیں، صبح جب فرعون کو بنی اسرائیل کے فرار کا علم ہوا تو وہ بنی اسرائیل کو پکڑنے کے لئے اپنے لشکر لے کر آ پہنچا، جیسے فرمایا

فَاتَّبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ ①

ترجمہ: صبح ہوتے یہ لوگ ان کے تعاقب میں چل پڑے۔

تو بنی اسرائیل جن کے دلوں میں ابھی ایمان جاگزیں نہیں ہوا تھا فرعون کے لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ اب تو ہم پکڑے گئے، جیسے فرمایا

فَلَمَّا تَرَأَتْهُ الْجِبْتُ قَالُوا أَخَذَ مُوسَىٰ إِثْمًا لَّمْ يَكُنْ ﴿٦١﴾ ②

ترجمہ: جب دونوں گروہوں کا آمناسا منا ہوا تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی چیخ اٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے۔

موسیٰ علیہ السلام نے جن کو اپنے رب پر کامل یقین تھا فرمایا

قَالَ كَلَّا ۚ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ ③

ترجمہ: ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا سمندر پر مار اور سمندر میں سے سوکھی سڑک بنا لے، جیسے فرمایا

فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ اصْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ۚ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ ④

ترجمہ: ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ مار اپنا عصا سمندر پر، یکا یک سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک عظیم الشان پہاڑ کی طرح ہو گیا۔

اور اس میں بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے گزرنے کے لئے بارہ خشک راستے بن گئے، جس میں سے بنی اسرائیل بڑے آرام سے گزر کر دوسرے کنارے پہنچ گئے، بنی اسرائیل کے گزرتے ہی فرعون بھی ان راستوں میں اپنے لشکر سمیت داخل ہو گیا مگر ابھی وہ بیچ راستے میں ہی تھا کہ اللہ کے حکم سے راستے کے دونوں طرف کی موجیں آپس میں مل گئیں اور فرعون اور اس کا لشکر ڈوب کر ہلاک ہو گیا، فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا کوئی صحیح رہنمائی نہیں کی تھی۔

يَبْنَئِ إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ ۚ وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ

اے بنی اسرائیل! دیکھو ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہ طور کی دائیں طرف کا وعدہ اور تم پر

① الشعراء ۶۰

② الشعراء ۶۱

③ الشعراء ۶۲

④ الشعراء ۶۳

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّٰنَ وَ السَّلْوٰى ۝ كَلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ

من و سلوی اتارا، تم ہماری دی ہوئی پاکیزہ روزی کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا

فِيْحِلِّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحِلِّ عَلَيْهٖ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَ اِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ

اور جس پر میرا غضب نازل ہو جائے وہ یقیناً تباہ ہوا، ہاں بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں

وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صٰلِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ (طہ ۸۰ تا ۸۴)

ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔

احسانات کی یاد دہانی:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں اور احسانات کا تذکرہ فرمایا اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہیں تمہارے دشمن فرعون اور اس کے لشکر کو تمہاری آنکھوں کے سامنے سمندر میں غرق کر کے ان کے ظلم و ستم سے نجات دلائی، جیسے فرمایا

... وَ اَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو غرقاب کیا۔

اور موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا چھڑے کی پرستش کے جرم کی توبہ کے لئے تمہارے ستر نما بندے ساتھ لے کر کوہ طور کے مشرقی دامن میں چالیس دن کے لئے آئیں تاکہ اللہ تمہارے سامنے ان سے ہمکلام ہو اور تمہاری دینی نعمت کی تکمیل کے لئے شریعت عطا کرے، اور بے آب و گیاہ بیابان کی چالیس (۴۰) سال کی دشت نوردی میں تمہیں فاقوں سے بچانے کے لئے مسلسل با فراطر زق سے نوازا جو تمہیں بلا مشقت حاصل ہو جاتا تھا تاکہ اللہ قادر مطلق نے جو پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اسے کھا کر شکر ادا کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو ورنہ تم پر میرا عذاب ٹوٹ پڑے گا اور جس پر میرا عذاب نازل ہوتا ہے وہ پھر خائب و خاسر ہو کر جہنم میں داخل ہو کر ہی رہتا ہے، البتہ جو بخوف الہی کفر و شرک، فسق و فجور اور بدعات سے توبہ کر لے اور اللہ وحدہ لا شریک، اس کے فرشتوں، نازل کردہ کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لے آئے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کرے اور اس پر ثبات قدم رہے تو وہ بہت زیادہ بخشنے والا بے پایاں رحمت کا مالک ہے۔

وَ مَا اَعَجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوسٰى ۝ قَالَ هُمْ اَوْلَآءِ عَلٰى اَثْرِيْ وَ عَجَلْتُ

اے موسیٰ! تجھے اپنی قوم سے (غافل کر کے) کون سی چیز جلدی لے آئی؟ کہا کہ وہ لوگ بھی میرے پیچھے ہی پیچھے ہیں

اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ

اور میں نے اے رب! تیری طرف جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہو جائے، فرمایا! ہم نے تیری قوم کو تیرے پیچھے آزمائش میں

وَ أَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۱۷﴾ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا

ڈال دیا اور انہیں سامری نے بہکا دیا ہے، پس موسیٰ (علیہ السلام) سخت غضبانک ہو کر رنج کے ساتھ واپس لوٹے

قَالَ يَقَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعَدًّا حَسَنًا أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَدْرَأْتُمْ

اور کہنے لگے کہ اے میری قوم والو! کیا تم سے تمہارے پروردگار نے نیک وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا اس کی مدت تمہیں لمبی

أَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِي ﴿۱۸﴾

معلوم ہوئی؟ بلکہ تمہارا ارادہ ہی یہ ہے کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو؟ تم نے میرے وعدے کے خلاف کیا،

قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلِكِنَا وَلَكِنَّا حُبِّلْنَا أَوْ دَرَأُوا مِنَّا زِينَةَ الْقَوْمِ

انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے ساتھ وعدے کے خلاف نہیں کیا بلکہ ہم پر زیورات قوم کے جو

فَقَدَفْنَا فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ

بوجھ لاد دیئے گئے تھے انہیں ہم نے ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے بھی ڈال دیئے، پھر اس نے لوگوں کے لیے ایک بچھڑا

خَوَارٍ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ

نکل کھڑا کیا یعنی بچھڑے کابت، جس کی گائے کی آواز بھی تھی پھر کہنے لگے کہ یہی تمہارا بھی معبود ہے اور موسیٰ کا بھی،

فَنَسِيَ ﴿۱۹﴾ أَفَلَا يَرَوْنَ إِلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا

لیکن موسیٰ بھول گیا ہے، کیا یہ گمراہ لوگ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ وہ تو ان کی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا

وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ﴿۲۰﴾ (طہ ۸۳-۸۴)

اور نہ ان کے کسی برے بھلے کا اختیار رکھتا ہے۔

موسیٰ کو رب سے ملاقات کا بڑا شوق تھا ہم کلامی کا یہ دوسرا موقع تھا جب وہ ستر آدمیوں کو لیکر کوہ سینا کی طرف چلے تو رب سے شوق ملاقات میں ان آدمیوں سے آگے بڑھ گئے اور وہ لوگ پیچھے رہ گئے، جب مطلوبہ جگہ یعنی کوہ سینا کے داہنی جانب وقت سے پہلے پہنچ گئے تو رب نے موسیٰ سے پوچھا اے موسیٰ! تمہیں اپنی قوم سے پہلے میرے حضور کیا چیز لے کر آئی؟ موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب! وہ لوگ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں مجھے تو تیری رضا کی طلب اور اس کی جلدی تھی، رب نے فرمایا سنو ہم نے تیری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اور وہ گمراہ ہو گئے ہیں سامری نے بچھڑا بنا کر انہیں اس کی پرستش پر لگا دیا ہے، موسیٰ کو بنی اسرائیل کے مشرکانہ فعل کا سن کر سخت غصہ ہوا اور وہ غیظ و غضب کی حالت میں واپس قوم کے پاس آئے اور انہیں زجر و توبیخ کرتے ہوئے کہا کہ آج تک تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جتنی بھلائیوں کا وعدہ بھی کیا ہے وہ سب تمہیں حاصل ہوتی رہی ہیں، تمہارے رب نے تمہیں مصر سے بخیر و خیریت نکالا جبکہ تمہارے پاس

سمندر عبور کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، تمہیں فرعون کی غلامی سے نجات دی اور تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعون اور اس کے سرداروں کو سمندر میں غرق کر دیا، تمہارے لئے اس تپتی صحرا میں بادلوں کے سائے، خوراک اور پانی کے بارہ چشموں کا بندوبست فرمایا، کیا یہ سارے اچھے وعدے پورے نہیں ہوئے، اب اس نے تمہیں شریعت جیسی عظیم نعمت عطا کرنے کا جو وعدہ کیا تھا کیا تمہارے نزدیک وہ کسی خیر اور بھلائی کا وعدہ نہ تھا، کیا اللہ کا وعدہ پورا ہونے میں مدت دراز لگ گئی تھی یا پھر رب کے باغی بن کر عذاب کو دعوت دینا چاہتے تھے اور جو وعدہ تم نے مجھ سے کیا تھا کہ جب تک میں کوہ طور سے واپس نہ آ جاؤں تم اللہ کی اطاعت اور اس کی عبادت پر قائم رہو گے اس کی بھی تم نے خلاف ورزی کی ہے اور بڑی ہی بری حرکت کی ہے، تم لوگ چند دن بھی صبر نہیں کر سکتے تھے کہ میری واپسی کا انتظار ہی کر لیتے اور دیکھتے کہ رب نے تمہیں کیا ہدایت دی ہے، قوم کے لوگوں فرسودہ عذر کرتے ہوئے کہا کہ اے موسیٰ! ہم نے اپنے اختیار سے کچھ نہیں کیا ہے بلکہ یہ غلطی ہم سے اضطراری طور پر سرزد ہو گئی، اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم نے بہتر سمجھا کہ (فرعونوں سے مستعار لئے ہوئے) زیورات ایک گڑھے میں چھینک دیں پھر سامری نے ان زیورات کو اٹھالیا اور انہیں پگھلا کر ایک بچھڑا بنا ڈالا جس میں ہوا کے اندر اور باہر آنے جانے سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا وَاللَّهِ مَا كَانَ حُوزُهُ إِلَّا أَنْ يَدْخُلَ الرِّيحُ فِي دَبْرِهِ فَيُخْرَجُ فِيهِ، فَيَسْمَعُ لَهُ صَوْتٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے اللہ کی قسم! اس کی آواز کی بھی حقیقت یہ ہے کہ جب ہوا اس کے دبر سے داخل ہو کر منہ سے خارج ہوتی تو ایک آوازی پیدا ہو جاتی تھی۔^①

اس آواز سے بنی اسرائیل بہکاوے میں آ گئے اور چند لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ موسیٰ اللہ سے ملنے طور پر گئے ہیں جبکہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے، موسیٰ تو بھول گئے، اللہ تعالیٰ نے حماقت بیان فرمائی کیا وہ دیکھتے نہ تھے کہ سونے کا وہ بے جان بچھڑا ان کی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ہی دنیا و آخرت میں نفع و نقصان کا کچھ اختیار رکھتا ہے جبکہ معبود تو وہی ہو سکتا ہے جو فریاد سننے اور نفع و نقصان پہنچانے اور حاجت روائی پر قدرت رکھتا ہو۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هُرُونُ مِنْ قَبْلِ يَوْمِ إِنْشَاءِ قَوْمِ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اور ہارون (علیہ السلام) نے اس سے پہلے ہی ان سے کہہ دیا تھا اے میری قوم والو! اس بچھڑے سے صرف تمہاری آزمائش کی

وَإِنَّ رَبَّكُمْ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي^②

گئی ہے، تمہارا حقیقی پروردگار تو اللہ رحمن ہی ہے، پس تم سب میری تابعداری کرو اور میری بات مانتے چلے جاؤ،

قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْكَ غَافِقِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ^③

انہوں نے جواب دیا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کی واپسی تک تو ہم اسی کے مجاور بنے بیٹھے رہیں گے،

قَالَ يَهُرُونَ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا إِلَّا تَتَّبِعُنَّ ط

موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے اے ہارون! انہیں گمراہ ہونا ہوا دیکھتے ہوئے تجھے کس چیز نے روکا تھا کہ تو میرے پیچھے نہ آیا کیا

أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ۖ قَالَ يَبْنَؤُمْ لَا تَأْخُذْ بِلِحِيَّتِي

تو بھی میرے فرمان کا نافرمان بن بیٹھا، ہارون (علیہ السلام) نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی! میری داڑھی نہ پکڑ

وَلَا بِرَأْسِي ۚ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اور سر کے بال نہ کھینچ، مجھے تو صرف یہ خیال دامن گیر ہوا کہ کہیں آپ یہ (نہ) فرمائیں کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا

وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ۖ (طہ ۹۰ تا ۹۳)

اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے آنے سے پہلے ہی ہارون علیہ السلام نے ان کو ہر چند سمجھایا بھجایا کہ لوگو! سامری نے سونے کو پگھلا کر جو بچھڑا ڈھالا ہے اس کی وجہ سے تم آزمائش میں پڑ گئے ہو تمہارا رب تو رحمن ہے جس کی طرف سے تمام نعمتوں کا فیضان جاری ہے، لہذا اس کے سامنے جھکو اور اس بچھڑے کی پرستش چھوڑ کر تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو، مگر وہ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے اور ہارون علیہ السلام کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہا جب تک موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس نہ آجائے ہم تو اسی کی عبادت و تعظیم میں لگے رہیں گے، قوم کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر مجبوراً ہارون علیہ السلام خاموش ہو گئے، قوم کو ڈانٹنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام پھر اپنے حقیقی بھائی ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ملامت کرتے ہوئے کہا اے ہارون! جب تم نے انہیں بچھڑے کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا تو کس چیز نے تمہیں روکا تھا کہ میرے طریقے پر عمل نہ کرو یا میرے پیچھے آ کر مجھے اس کی اطلاع نہ دو، میں تمہیں اپنی جانشینی سونپ کر گیا تھا مگر تم نے نیا بت کا صحیح حق ادا نہیں کیا، جیسے فرمایا وَقَالَ مُوسَىٰ لَا خِيَةَ هَارُونَ اٰخِلْفَتِي فِي قَوْمِي وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۳۷﴾

ترجمہ: موسیٰ نے چلتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے پیچھے تم میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ٹھیک کام کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کے طریقے پر نہ چلنا۔

ہارون علیہ السلام نے رقت قلبی سے جواب دیا اے میری ماں کے بیٹے! میری داڑھی نہ پکڑ نہ میرے سر کے بال کھینچ، میں نے ہر ممکن کوشش سے ان کو اس راہ سے روکنے کی کوشش کی اور کوئی کوتاہی نہیں برتی لیکن مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں واپس آ کر تو مجھے یہ نہ کہے کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق ڈال دی اور میرے آنے کا انتظار کیوں نہ کیا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ﴿۱۳۸﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ

موسیٰ (علیہ السلام) نے پوچھا سامری تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے وہ چیز دکھائی دی جو انہیں دکھائی نہیں دی،

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّكْتُ لِي نَفْسِي ﴿۶۷﴾

تو میں نے فرستادہ الہی کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھر لی اسے اس میں ڈال دیا اسی طرح میرے دل نے یہ بات میرے لیے بھلی

قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۚ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا

بنادی، کہا اچھا جا دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہی ہے کہ تو کہتا رہے کہ مجھے نہ چھو نا اور ایک اور بھی وعدہ تیرے ساتھ ہے جو

لَنْ تُخْلَفَهُ ۚ وَانْظُرْ إِلَى إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ

تجھ سے ہرگز نہیں ٹلے گا، اور اب تو اپنے اس معبود کو بھی دیکھ لینا جس کا اعتکاف کئے ہوئے تھا کہ ہم اسے جلا کر دریا میں

فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۶۸﴾ إِنَّمَا إِلَهُكُمْ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

ریزہ ریزہ اڑا دیں گے، اصل بات یہی ہے کہ تم سب کا معبود برحق صرف اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں،

وَسِعَ كُلُّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۶۹﴾ (طہ ۹۵-۹۸)

اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے۔

انجام سامری:

اب موسیٰ اصل مجرم سامری جو ایک مکار اور فتنہ پرداز شخص تھا کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا تو نے کیا کیا تھا اس نے جواب دیا کہ میں نے اللہ کے فرستادہ (جبرائیل علیہ السلام) کو گزرتے ہوئے دیکھا جو ان لوگوں کو نظر نہ آئے، میں نے اس کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے خاک کی ایک مٹھی اٹھالی اور سنبھال کر رکھ لی،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ، قَالَ: مِنْ تَحْتِ حَافِرِ فَرَسٍ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں آیت ”پس میں نے رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی۔“ کا مطلب یہ ہے میں نے جبریل کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹی کی ایک مٹھی بھر لی۔ ﴿۶۷﴾

اس مٹی کو میں نے گچھلے ہوئے زیورات میں ڈال دیا تو اس سے ایک قسم کی آواز آنی شروع ہو گئی جو ان کے فتنے کا باعث بن گئی، میرے نفس نے مجھے ایسا ہی سمجھایا اور میں نے اس کے مطابق کام کیا، مگر موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے گھڑے ہوئے اس پر فریب افسانے کو اس کے منہ پر دے مارا اور اسے بد عادی مجھ سے دور ہو جا، اس دنیا کی زندگی میں تو اپنی زبان سے خود ہی سے لوگوں کو مطلع کرتا رہے گا کہ میں اچھوت ہوں مجھے ہاتھ نہ لگانا مجھ سے دور رہو مجھے نہ چھو نا اور آخرت کا عذاب تیرے حیلہ و فن اور مکرو فریب کے مطابق اس دنیا کی سزا کے علاوہ ہو گا جو تجھے بھگتنا پڑے گا، چنانچہ موسیٰ کی بد دعا سے زندگی بھر کے لئے معاشرے سے اس کے تعلقات ٹوٹ گئے اور وہ اچھوت بن کر رہ گیا چنانچہ

اسے چھوٹے ہی چھوٹے والا اور سامری دونوں بخار میں مبتلا ہو جاتے، اس لئے جب سامری کسی انسان کو دیکھتا تو فوراً چیخ اٹھتا اور کہتا مجھے نہ چھو نانا کہ وہ بخار کے عذاب سے بچ جائے، پھر یہ انسانوں کی ہستی سے نکل کر جنگل میں چلا گیا اور جانوروں کے ساتھ زندگی گزار کر مر کھپ گیا اور یوں عبرت کا نمونہ بنا رہا اور اے سامری اب تو اپنے اس الہ کی بے بسی و لاچاری بھی دیکھ لے گا جس کی تو تعظیم و عبادت کرتا تھا، جس کی محبت تیرے دل میں رچ بس گئی تھی کہ ہم اس کا کیا حشر کرتے ہیں ہم شرک کے اس آثار کو تیز آگ میں جلا ڈالیں گے اور اس کا نام و نشان تک مٹا دینے کے لئے اس کا ریزہ ریزہ دریا میں بہا دیں گے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے اس کو تلف کر دیا، پھر آپ ﷺ اپنی قوم سے مخاطب ہو کر بولے اے میری قوم کے لوگو! یاد رکھو تمہارا اللہ تو بس ایک اللہ ہے جس کا کوئی ہمسرا اور شریک نہیں، نہ اسے کسی نے جنا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے اس کی بیوی یا اولاد نہیں وہ ان ضروریات سے مبرا ہے، چنانچہ صرف اسی کے ساتھ محبت کی جائے، اسی پر امیدیں رکھی جائیں، اپنی مشکلات و پریشانیوں اور دکھ درد میں اسی کو پکارا جائے، وہی مشکل کشا، حاجت روا، روزی رسا اور نفع و نقصان کا مالک ہے، صرف وہی تمام تکالیف، پریشانیوں اور مشکلات کو دور کر دینے کی قدرت رکھتا ہے، اور وہ اپنے عرش پر بیٹھا کائنات کا کاروبار چلا رہا ہے اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے، جیسے فرمایا

... وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَ قَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ﴿۱۹﴾

اس طرح ہم تیرے سامنے پہلی کی گزری ہوئی وارداتیں بیان فرماتے ہیں اور یقیناً ہم تجھے اپنے پاس سے نصیحت عطا فرما چکے ہیں،

مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ﴿۲۰﴾ خَلِيدِينَ فِيهِ ط

اس سے جو منہ پھیر لے گا وہ یقیناً قیامت کے دن اپنا بھاری بوجھ لادے ہوئے ہوگا جس میں ہمیشہ ہی رہے گا،

وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَ نَحْشُرُ الْجُرْمِينَ

اور ان کے لیے قیامت کے دن (بڑا) برا بوجھ ہے، جس دن صور پھونکا جائے گا اور گناہ گاروں کو ہم اس دن (دہشت کی وجہ

يَوْمَئِذٍ ذُرْقًا ﴿۲۲﴾ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿۲۳﴾

سے) نیلی پیلی آنکھوں کے ساتھ گھیر لائیں گے، وہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم تو (دنیا میں) صرف دس دن

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيفَةً

ہی رہے، جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی حقیقت سے ہم باخبر ہیں، ان میں سب سے زیادہ اچھی راہ والا کہہ رہا ہوگا

إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٥﴾ (طہ ۹۹ تا ۱۰۳)

کہ تم صرف ایک ہی دن رہے۔

اے محمد ﷺ! جس طرح ہم نے صدیوں پہلے فرعون اور موسیٰ کا قصہ بیان کیا ہے اس طرح آپ کو باخبر کرنے کے لئے سابقہ انبیاء کے عبرت انگیز حالات و واقعات بھی بیان کر رہے ہیں تاکہ آپ عبرت کے ان پہلوؤں کو لوگوں کے سامنے حق الیقین کے ساتھ نمایاں کریں تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈریں اور سیدھی راہ اختیار کریں، اور ہم نے عظیم نوازش کے طور پر تمہیں قرآن کریم عطا کیا ہے تاکہ لوگ اس سے نجات و سعادت کا راستہ اختیار کریں اور جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا، اس پر ایمان نہیں لائے گا اور اس کی ہدایات اور فرامین سے پہلو تہی کرے گا اس کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی اور برائیوں سے پر ہوگا، اور ایسے سب لوگ جن کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی اور گناہوں سے بھرا ہوا ہوگا ہمیشہ ہمیشہ عذاب جہنم میں مبتلا رہیں گے، جیسے فرمایا

... وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ... ﴿١٥﴾ ①

ترجمہ: اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لیے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔

جس سے وہ نہ بچ سکیں گے اور نہ ہی بھاگ سکیں گے، جیسے فرمایا

كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿١٦﴾ ②

ترجمہ: جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ كَلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهِ تُكذِّبُونَ ﴿١٧﴾ ③

ترجمہ: اور جنہوں نے فسق اختیار کیا ہے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، جب کبھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو اب آگ کے عذاب کا مزہ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

اور قیامت کے دن ان کے لئے (اس جرم کی ذمہ داری کا بوجھ) بڑا تکلیف دہ بوجھ ہوگا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَنْعَمَ وَصَاحِبُ الْقُرْآنِ قَدِ التَّقَمَ الْقُرْآنَ وَاسْتَمَعَ الْإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِالتَّفْحُحِ فَيَنْفُخُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صاحب قرآن یعنی اسرائیل علیہ السلام قرن کو منہ سے لگائے کھڑے اور کان لگائے ہوئے ہے کہ کب رب اسے پھونکنے حکم دے اور وہ اس میں پھونک مار دے۔ ④

① ہود ۱۷

② الحج ۲۲

③ السجدة ۲۰

④ جامع ترمذی ابواب صفة القيمة باب ما جاء في شأن الصور ۲۳۱، وكتاب تفسير القرآن باب ومن سورة الزمر ۳۲۳،

صواری آواز کے ساتھ ہی سب تنفس اپنی قبروں سے نکل کر میدانِ محشر کی طرف دوڑنے لگیں گے اس وقت مجرموں کے دیدے شدت ہول اور دہشت سے پتھرائے ہوئے ہوں گے، میدانِ محشر کی طرف دوڑتے ہوئے مجرم اپنی لمبی دینوی زندگی کو جسے انہوں نے عیش و آرام اور لہو و لعب میں گنوا دیا تھا اور برزخی زندگی کو جسے وہ ناممکن سمجھتے تھے دونوں ہی کو بہت قلیل سمجھیں گے اور اندازہ لگا کر آپس میں سرگوشیاں کریں گے کہ دنیا میں مشکل ہی سے تم نے کوئی دس دن گزارے ہوں گے، ایک مقام پر فرمایا

﴿قَالَ لَبِئْسَ مَا آوَى بَعْضُ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَادِيْنَ ۝۱۳﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پوچھے گا بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھیرے ہیں شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے۔

ایک مقام پر فرمایا

﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ۚ مَا لَبِئْسَ غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ۝۵۵ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِئْتُمْ فِي كَيْبِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝۵۶﴾

ترجمہ: اور جب وہ ساعت برپا ہوگی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں ٹھیرے ہیں اسی طرح وہ دنیا کی زندگی میں دھوکا کھایا کرتے تھے مگر جو علم اور ایمان سے بہرہ مند کیے گئے تھے وہ کہیں گے کہ خدا کے نوشتے میں تو تم روزِ حشر تک پڑے رہے ہو، سو یہ وہی روزِ حشر ہے لیکن تم جانتے نہ تھے۔

﴿قَالَ لَبِئْسَ مَا آوَى بَعْضُ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَادِيْنَ ۝۱۳﴾

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھیرے ہیں شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے، ارشاد ہو گا تھوڑی ہی دیر ٹھیرے ہونا کاش! تم نے یہ اس وقت جانا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ کیا اندازے لگا رہے ہوں گے اور کیا باتیں کر رہے ہوں گے، اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس وقت ان میں سے جو زیادہ سے زیادہ عاقل اور محتاط اندازہ لگانے والا ہو گا وہ کہے گا کہ نہیں، تمہاری دنیا کی زندگی بس ایک دن کی زندگی تھی۔ الغرض کفار کو دنیا کی زندگی مختصر اور ایک خواب کی طرح معلوم ہوگی۔

مسند احمد ۳۰۰۸، شعب الایمان ۳۴۶، شرح السنة للبغوی ۲۹۸

المؤمنون ۱۱۳، ۱۱۴

الروم ۵۶، ۵۵

المؤمنون ۱۱۲ تا ۱۱۴

وَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝٥

وہ آپ سے پہاڑوں کی نسبت سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝٦ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَ لَا امْتًا ۝٧ يَوْمَئِذٍ

اور زمین کو بالکل ہموار صاف میدان کر کے چھوڑے گا جس میں تو نہ کہیں موڑ توڑ دیکھے گا نہ اونچ نیچ، جس دن لوگ

يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۚ وَ خَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ

پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے جس میں کوئی کجی نہ ہوگی اور اللہ رحمن کے سامنے تمام آوازیں پست ہو جائیں گی سوائے

فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝٨ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَ رَضِيَ لَهُ

کھسر پھسر کے تجھ کچھ بھی سنانی نہ دے گا اس دن سفارش کچھ کام نہ آئے گی مگر جسے رحمن حکم دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے،

قَوْلًا ۝٩ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۝١٠ (طہ ۱۰۵ تا ۱۱۰)

جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

یہ لوگ قیامت کو ناممکن سمجھتے ہوئے بطور استہزاتم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ فلک بوس پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ میرا رب انہیں زمین سے اکھاڑ پھینکے گا اور یہ ہوا میں دھنکی ہوئی روٹی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے اور وہ آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور پھر دھول بن کر زمین پر پھیل جائیں گے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

وَ تَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۝١١

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے ڈھکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١ لَيْسَ لَوْقَعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢ خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ ۝٣ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا ۝٤ وَ بُسَّتِ

الْجِبَالُ بُسًّا ۝٥ فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًا ۝٦

ترجمہ: جب وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا تو کوئی اس کے وقوع کو جھٹلانے والا نہ ہو گا وہ تہہ وبالا کر دینے والی آفت ہوگی، زمین اس وقت یکبارگی ہلا ڈالی جائے گی، اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے کہ پر اگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَ هِيَ تَمُرٌّ مَرَّ السَّحَابِ ... ۝٨

ترجمہ: آج تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خوب جے ہوئے ہیں مگر اس وقت یہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

۱ الفارعة ۵

۲ الواقعة اتا ۶

۳ النمل ۸۸

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً... ④

ترجمہ: فکر اس دن کی ہونی چاہیے جب کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو بالکل برہنہ پاؤ گے۔

وَتَسَيِّرُ الْجِبَالَ سَيْرًا ⑤

ترجمہ: اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔

إِذَا رَجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ⑥ وَبُسَّتِ الْجِبَالَ بَسًّا ⑦ فَكَانَتْ هَبَاءً مُتَّبَثًا ⑧

ترجمہ: زمین اس وقت ایک بارگی ہلا ڈالی جائے گی، اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے کہ پر اگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ⑨

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ رنگ کے دھکے ہوئے اون جیسے ہو جائیں گے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ⑩

ترجمہ: یہ اس دن ہو گا جب زمین اور پہاڑ لرزائیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔

وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ⑪

ترجمہ: اور پہاڑ دھنک ڈالے جائیں گے۔

وَسُسِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ⑫

ترجمہ: اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ⑬

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ رنگ کے دھکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

ساری گہری وادیوں، دریاؤں اور سمندروں اور اونچی نیچی جگہیں کو پاٹ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ

اس میں دیکھنے والے کو کوئی نشیب و فراز نظر نہیں آئے گا اور زمین کی اسی نئی شکل پر حشر قائم ہو گا، جیسے فرمایا

① الکہف ۴۷

② الطور ۱۰

③ الواقعة ۲۳

④ المعارج ۹

⑤ المزمل ۱۳

⑥ المرسلات ۱۰

⑦ النبا ۲۰

⑧ القارعة ۵

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ --- ﴿٣٨﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: وہ دن جبکہ زمین بدل کر کچھ سے کچھ کر دی جائے گی۔

ادروسرے صور کی آواز کے ساتھ ہی سب لوگ اپنی قبروں سے نکل کر پکارنے والے کی پکار پر سیدھے دوڑتے چلے آئیں گے اور کسی طرف التفات نہیں کریں گے، جیسے فرمایا

مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ --- ﴿٣٩﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: پکارنے والے کی طرف دوڑے جا رہے ہوں گے۔

اور میدان محشر میں آوازیں رحمان کے آگے دب جائیں گی اور اس پر ہیبت سماں میں سوائے قدموں کی چاپ یا کھسر پھسر کے کچھ سنائی نہ دے گا، سب لوگ نظریں نیچی کیے، گھٹنوں کے بل گرے رب رحمن کے فیصلے کے منتظر ہوں گے، کسی کو معلوم نہیں ہوگا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے، ہر شخص اپنے ماں باپ، بھائی بہن، بیوی، اولاد اور دوست احباب کو بھول کر صرف اپنے معاملے میں مشغول ہوگا، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٩﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٤٠﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٤١﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٤٢﴾ ﴿٣﴾

ترجمہ: اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔

اس روز بادشاہی صرف اللہ وحدہ لا شریک کی ہوگی۔

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ --- ﴿٤٣﴾ ﴿٤﴾

ترجمہ: اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہوگی۔

کسی کو دم مارنے کی جرات نہ ہوگی کجا کہ کوئی سفارش کے لئے بطور خود زبان کھول سکے، جیسے فرمایا

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ﴿٤٤﴾ ﴿٥﴾

ترجمہ: کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کر سکے۔

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ --- ﴿٤٥﴾ ﴿٦﴾

﴿١﴾ ابراہیم ۲۸

﴿٢﴾ القمر ۸

﴿٣﴾ عبس ۳۳ تا ۳۷

﴿٤﴾ الفرقان ۲۶

﴿٥﴾ البقرة ۲۵۵

﴿٦﴾ ہود ۱۰۵

ترجمہ: جب وہ دن آئے گا تو کسی کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگی الا یہ کہ اللہ کی اجازت سے کچھ عرض کرے۔

وَكَمْ مِّنْ مَّكَاتٍ فِي السَّمُوتِ لَا تُعْبِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مَن بَعْدَ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيُرِضِي ۗ ﴿٣٨﴾

ترجمہ: آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لئے وہ کوئی عرضداشت سنا چاہے۔

... وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَن ارْتَضَىٰ ... ﴿٣٨﴾

ترجمہ: وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَن أَذِنَ لَهُ ... ﴿٣٩﴾

ترجمہ: اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۗ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا ۗ ﴿٣٩﴾

ترجمہ: جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمان اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُونَ: لَوْ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّىٰ يُرِيحَنَا مِنْ

مَكَانِنَا... فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، ثُمَّ يُقَالُ لِي: اذْفَعْ

رَأْسَكَ: سَلْ تُعْطَهُ، وَقُلْ يُسْمَعُ، وَاشْفَعْ تُشْفَعُ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدِ يُعَابِنِي، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيُحَدِّثُ لِي حَدًّا، ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِنَ

النَّارِ، وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُودُ فَأَقْعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّلَاثَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ، حَتَّىٰ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا اس وقت لوگ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے رب کے حضور میں کسی کی

شفاعت لے جائیں تو نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے، ممکن ہے ہم اپنی اس حالت سے نجات پا جائیں۔۔۔ لوگ تمام انبیاء سے مایوس ہو کر رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے، فرمایا اس وقت میں اپنے رب سے (شفاعت کی) اجازت چاہوں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنی

دیر تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر قادر مطلق فرمائے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سراٹھاؤ مانگو تمہاری بات سنی جائے گی، شفاعت

کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، میں اپنے رب کی اس وقت ایسی حمد و بیان کروں گا کہ جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا پھر شفاعت کروں

گا اور میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر جاؤں گا، تیسری

یا چوتھی مرتبہ جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے (یعنی جن کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر قرآن میں صراحت

﴿١﴾ النجم ٢٦

﴿٢﴾ الانبیاء ٢٨

﴿٣﴾ سبا ٢٣

﴿٤﴾ النبا ٣٨

کے ساتھ ہے)۔^(۱)

کیونکہ اللہ کے سوا کسی کو بھی کسی کے جرائم کی نوعیت و کیفیت کی بابت پورا علم نہیں ہے جبکہ اللہ علام الغیوب ہے اور وہ لوگوں کے پچھلے کارناموں اور کرتوتوں کا حال جانتا ہے اس لئے اس بات کا فیصلہ بھی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کون کون لوگ فرشتوں، انبیاء و صالحین کی سفارش کے مستحق ہیں۔

وَ عَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْبُحَى الْقِيَوْمِ ۗ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝۱۱

تمام چہرے اس زندہ اور قائم دائم اور مدبر اللہ کے سامنے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے ہوں گے، یقیناً وہ برباد ہو جس نے ظلم لادلیا

وَ مَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخْفُ ظُلْمًا ۗ وَ لَا هَضْبًا ۝۱۲

اور جو نیک اعمال کرے اور ایمان والا بھی ہو تو نہ اسے بے انصافی کا کھٹکا ہوگا نہ حق تلفی کا،

وَ كَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا ۗ وَ صَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

اسی طرح ہم نے تجھ پر عربی میں قرآن نازل فرمایا ہے اور طرح طرح سے اس میں ڈر کا بیان سنایا ہے تاکہ لوگ پرہیزگار

أَوْ يُحَدِّثْ لَهُمْ ذِكْرًا ۝۱۳ فَتَعَلَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ

بن جائیں یا ان کے دل میں سوچ سمجھ تو پیدا کرے پس اللہ عالی شان والا سچا اور حقیقی بادشاہ ہے، تو قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کر

أَنْ يَقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۗ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝۱۴ (طہ ۱۱۳ تا ۱۱۴)

اس سے پہلے کہ تیری طرف جو وحی کی جاتی ہے وہ پوری کی جائے، ہاں یہ دعا کر کہ پروردگار میرا علم بڑھا۔

ابھی تو لوگ اللہ وحدہ لا شریک کی بارگاہ میں سر جھکانے کے بجائے مزاروں اور درگاہوں پر سر جھکانا پسند کرتے ہیں مگر میدانِ محشر میں لوگوں کے سر کمال عاجزی کے ساتھ اس زندہ اور قائم دائم مدبر کے آگے جھک جائیں گے، اس روز جس شخص نے اللہ کی ذات و صفات اور اعمال میں کسی کو شریک کر کے ظلم عظیم کیا ہوگا، یا حقوق العباد کا مرتکب ہو کر کسی پر ظلم کیا ہوگا یا دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں مست رہ کر خود پر ظلم کیا ہوگا وہ کامیابی کا منہ نہ دیکھے گا یعنی جہنم میں داخل ہوگا، اس لئے کہ اس روز اللہ تعالیٰ مکمل انصاف فرمائے گا اور ہر صاحب حق کو اس کا حق دلانے گا حتیٰ کہ ایک سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری پر ظلم کیا ہوگا تو اس کا بھی بدلہ دلایا جائے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَتَوْذُنُ الْحَقُّوقِ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجُلْحَاءِ مِنَ الْقُرْنَاءِ نَطْحَتُهَا

{ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار ۶۵۶۵، صحیح مسلم کتاب الايمان باب اذنى اهل الجنة منزلة فيها ۴۷۵،

مسند احمد ۱۳۵۱۲، السنن الكبرى للنسائي ۱۳۶۹، مسند ابی يعلى ۳۰۶۹

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن حقداروں کے حق ادا کرو گے یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا۔^(۱)

عَنْ ثَوْبَانَ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُثْبَلُ الْجَبَّارُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَتْنِي رِجْلُهُ عَلَى الْحُسْرِ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي، لَا يُجَاوِزُنِي الْيَوْمَ ظُلْمٌ ظَالِمٍ، فَيَنْصِفُ الْخَلْقَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ حَتَّىٰ إِنَّهُ لَيَنْصِفُ الشَّاةَ الْجُمَاءَ، مِنَ الْعَضْبَاءِ بِنَطْحَةٍ نَطْحَهَا

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم، کسی ظالم کے ظلم کو میں اپنے سامنے گزرنے نہ دوں گا پھر وہ لوگوں کو ایک دوسرے سے پورا پورا حق دلوائے گا یہاں تک کہ بغیر سینگوں والی بکری کا بھی سینگوں والی بکری سے اسے سینگ مارنے کا بدلہ دلوائے گا۔^(۲)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّعْ، فَإِنَّ الشُّعْ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَىٰ أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحْلَوْا مَحَارِمَهُمْ

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کی تاریکیوں میں سے تاریکیاں ہیں اور تم بخیلی سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بخیلی نے تباہ کیا بخیلی کی وجہ سے (مال کی طرح ہوئی) جس کی وجہ سے انہوں نے خون کیے اور حرام کو حلال کیا۔^(۳)

اور اللہ واحد لا شریک کی ذات و صفات اور اعمال میں کسی کو شریک کرنا ظلم عظیم ہے اور ناقابل معافی بھی، جیسے فرمایا

وَأَذَقْنَا لُقْمَنَ لَابِنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْتغِي لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۱۳﴾^(۴)

ترجمہ: یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اور وہ شخص جو اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لائے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں نیک عمل کرے گا اس کے ساتھ کسی طرح کا ظلم اور حق تلفی نہیں کی جائے گی، یعنی نہ اس پر دوسروں کے گناہوں کا بوجھ ڈالا جائے گا اور نہ نیکیوں کا اجر کم دیا جائے گا، اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے خاص اپنے ہاں سے عربی زبان میں جو قرآن تمہیں عطا فرمایا ہے، وہ وسیع مضامین، پاکیزہ تعلیمات اور عمدہ نصاب سے لبریز ہے اور ہم نے اس

(۱) - صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب باب تحريم الظلم ۶۵۸۰، جامع ترمذی ابواب القیامۃ باب ما جاء فی شأن

الحساب والقصاص ۲۲۲۰، مسند احمد ۷۹۹۶، السنن الکبری للبیہقی ۱۱۵۰۵، مسند ابی یعلیٰ ۶۵۱۳، شرح السنۃ للبعوی ۲۱۶۳

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۲۱، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۸۳۱۳

(۳) صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحريم الظلم ۶۵۷۶، مسند احمد ۱۳۲۶۱، مستدرک حاکم ۲۶، شعب الایمان ۱۰۳۳۸، السنن

الکبری للبیہقی ۱۱۵۰۱، شرح السنۃ للبعوی ۲۱۶۱

(۴) لقمان ۱۳

میں لوگوں کو اسماء، تباہ شدہ قوموں کے عبرت ناک واقعات، کبھی گناہوں کے آثار اور ان سے پیدا ہونے والے عیوب کو بیان کر کے، کبھی قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے دل کو ہلا دینے والے مناظر کو بیان کر کے اور کبھی جہنم کے مناظر اور اس میں دیئے جانے والے مختلف انواع کے عذاب اور عقوبتوں کا ذکر کر کے تنبیہات کی ہیں شاید کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور گناہوں اور فواحش کے ارتکاب سے باز آجائیں یا غفلت سے چونکیں اور تباہ شدہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کر کے ان کے اندر تقویٰ اور اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے، کلام کا خاتمہ کرتے ہوئے فرمایا پس اللہ تعالیٰ ہر نقص اور ہر کمزوری سے پاک، بلند اور جلیل تر ہے، جس کا وصف حاکمیت ہے اور تمام مخلوق اس کی مملوک ہے، شروع شروع میں جب رسول اللہ ﷺ کو وحی اخذ کرنے کی عادت نہ پڑی تھی، اس لئے وحی کو یاد رکھنے کے لئے آپ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ جلدی جلدی الفاظ دہرانے کی کوشش کرتے تھے جس سے کلام میں خلل واقع ہوتا تھا اور وحی پر بھی پوری توجہ مرکوز نہ رہتی تھی اس لئے پہلی مرتبہ جب آپ ﷺ نے سورہ قیامہ میں ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کلام کو توڑ کر فرمایا

لَا تَحْرِكْ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝۱۶ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝۱۷ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝۱۸ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيِّنَاتَهُ ۝۱۹ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: اسے یاد کرنے کی جلدی میں اپنی زبان کو بار بار حرکت نہ دو، اسے یاد کر ادینا اور پڑھو ادینا ہمارے ذمہ ہے، لہذا جب ہم اسے سنارہے ہوں تو غور سے سنتے رہو، پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

پھر دوسری مرتبہ سورہ اعلیٰ میں آپ ﷺ نے ایسا کیا تو آپ کو تسلی اور اطمینان دلایا گیا کہ

سَنَقُرِّئُكَ فَلَا تَنْسَى ۝۱۶ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: ہم اسے پڑھو ادیں گے اور آپ بھولیں گے نہیں۔

اس سورہ میں بھی آپ ﷺ سے یہی فعل سرزد ہوا تو فرمایا

... وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ... ۝۱۳ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: دیکھو قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک کہ تمہاری طرف اس کی وحی تکمیل کو نہ پہنچ جائے۔

ان تین جگہوں کے بعد آپ پر یہ کیفیت بند ہو گئی،

چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت ”دیکھو قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک کہ تمہاری طرف اس کی وحی تکمیل کو نہ پہنچ جائے۔“ نازل ہوئی

فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ

تو اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام آتے تو آپ ﷺ بجا موشی گردن جھکا کر سنتے اور ان کی روانگی کے بعد وہی الفاظ آپ حسب وعدہ الہی اپنے

﴿۱﴾ القیامۃ ۱۶ تا ۱۹

﴿۲﴾ الاعلیٰ ۶

﴿۳﴾ طہ ۱۱۳



اصحاب کو سنا دیا کرتے تھے۔^(۱)

کیونکہ علم بھلائی ہے اور بھلائی اللہ کی طرف سے ملتی ہے اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادتی علم کی دعا کرتے رہو کہ اے پروردگار! مجھے مزید قرآن و حدیث کا علم عطا کر۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَاقَمْتَنِي، وَعَاقَمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے ”اے اللہ! جو علم آپ نے مجھے عطا فرمایا اس سے نفع بھی دیجئے اور مجھے ایسے علوم سے نواز دیجئے جو میرے لئے نافع اور مفید ہوں اور میرے علم میں خوب اضافہ فرما دیجئے اور ہر حال میں تمام تعریفیں آپ ہی کے لیے ہیں۔“^(۲)

ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں

وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ

میں اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

وَ لَقَدْ عَاهَدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَنَسَىٰ وَ لَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝

ہم نے آدم کو پہلے ہی تاکید کی حکم دے دیا تھا لیکن وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں کوئی عزم نہیں پایا،

وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۝

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے کیا، اس نے صاف انکار کر دیا

فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَكَ وَ لِيُزَوِّجَكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى ۝

تو ہم نے کہا اے آدم! یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے (خیال رکھنا) ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے کہ تو

إِنَّ لَكَ إِلَّا تَجْوَعُ فِيهَا وَ لَا تَعْرَى ۝ وَ أَنْتَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا

مصیبت میں پڑ جائے یہاں تو تجھے یہ آرام ہے کہ نہ تو بھوکا ہوتا ہے نہ ننگا اور نہ تو یہاں پیاسا ہوتا ہے

وَ لَا تَضْمَى ۝ (طہ ۱۱۵-۱۱۹)

نہ دھوپ سے تکلیف اٹھاتا ہے۔

صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ۵، صحیح مسلم کتاب الصلاة باب الإِسْتِمَاعِ لِلْقِرَاءَةِ ۱۰۰۲، شرح السنة للبغوی ۳۷۳

سنن ابن ماجہ باب الإِسْتِمَاعِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهِ ۲۵۱، و کتاب الدعاء باب دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۸۳۳،

شعب الایمان ۴۰۶۶

ہم نے اس سے پہلے آدم کو ایک حکم دیا تھا کہ اس درخت کا پھل نہ کھانا۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ
الظَّالِمِينَ ﴿٣٥﴾^①

ترجمہ: پھر ہم نے آدم سے کہا کہ تم اور تمہاری بیوی، دونوں جنت میں رہو اور یہاں بفر اغت جو چاہو کھاؤ مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے۔

اور ابلیس سے ہوشیار و چونکار ہونا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، شیطان آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ کے پاس ایک ناصح کی صورت میں آیا اور حیلہ سازی کے ساتھ آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ سے بات چیت کی، اور یہ اچھی طرح جاننے کے باوجود کہ شیطان ان کا دشمن ہے وہ ابلیس کے فریب میں آ کر اللہ کی دی ہوئی تنبیہ اور فہمائش کو بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہ پایا، یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تخلیق کر کے اور اس میں اپنی طرف سے کچھ پھونک کر فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ اکرام و تعظیم کے لئے آدم کو سجدہ کرو، سب فرشتے تو تعمیل حکم میں بغیر چوں و چرا اس سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے اپنی بڑائی کے غرور میں اللہ کا حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے میں اس سے بہتر ہوں، جیسے فرمایا

... قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿٣٦﴾^②

ترجمہ: بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسے مٹی سے۔

... قَالَ أَنَسُجُدْ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٣٧﴾^③

ترجمہ: اس نے کہا کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے۔

حکم عدولی اور تکبر کے جرم میں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو قیامت تک کے لئے دھتکار دیا اور آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ کو جنت میں داخل فرما کر ہدایت کی کہ دیکھو یہ شیطان تمہارا اور تمہاری بیوی کا کھلا دشمن ہے اگر تم نے حکم کی خلاف ورزی کی تو جنت کی راحتوں اور آسائشوں سے محروم کر دیے جاؤ گے، یہاں تو تمہارے لئے سرکاری طور پر ابتدائی ضروریات کی چیزیں پاکیزہ غذا، صاف شفاف ٹھنڈا پانی، حریری لباس اور رہائش کا انتظام کر دیا گیا ہے اور تم یہاں آرام و سکون سے رہ رہے ہو۔

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبُؤُا ﴿٣٨﴾

لیکن شیطان نے اسے وسوسہ ڈالا کہنے لگا کہ کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور بادشاہت بتلاؤں کہ جو کبھی پرانی نہ ہو،

فَاكَلَا مِنْهَا فَبَدَتَ لَهَا سَوَاتِحُهَا وَ طِفْفاً يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

چنانچہ ان دونوں نے اس درخت سے کچھ کھالیا پس ان کے ستر کھل گئے اور بہشت کے پتے اپنے اوپر نالگنے لگے،

① البقرة ٣٥

② الاعراف ١٢

③ بنی اسرائیل ٦١

وَ عَصَىٰ آدَمَ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ هَدَىٰ ﴿۱۲۲﴾

آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بہک گیا، پھر اس کے رب نے نوازا اس کی توبہ قبول کی اور اس کی راہنمائی کی،

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۗ فَاِمَّا يَاتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى ۙ

فرمایا تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو، اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت

فَمِنَ اتَّبِعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ ۗ وَلَا يَشْفِي ﴿۱۲۳﴾ ۗ وَمَنْ اَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَاِنَّ لَهُ

پہنچے تو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ پہلے گناہ تکلیف میں پڑے گا، اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا

مَعِيشَةً ضَنْكًا ۗ وَ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ ۗ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ

اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا کہ الہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر

اَعْمٰى ۗ وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ ۗ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۗ

کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا، (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہیے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا

وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنٰسَىٰ ﴿۱۲۶﴾ ۗ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ ۗ وَ لَمْ

تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے، ہم ایسا ہی بدلہ ہر اس شخص کو دیا کرتے ہیں جو حد سے گزر جائے اور اپنے رب کی آیتوں پر

يُوْمٍ مِّنْ بٰلِيْتِ رَبِّهِ ۗ ۙ وَ لَعَدَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ ۗ وَ اَبْتَعِي ﴿۱۲۷﴾ (طہ ۱۲۰ تا ۱۲۷)

ایمان نہ لائے اور بیشک آخرت کا عذاب نہایت ہی سخت اور باقی رہنے والا ہے۔

لیکن شیطان نے آدم علیہ السلام کو پر فریب باتوں سے پھسلا یا کہنے لگا آدم! کیا میں تمہیں اس درخت کے بارے میں بتلاؤں جس سے ابدی

زندگی اور ایسی بادشاہت حاصل ہوگی جو کبھی منقطع نہ ہوگی، ایک مقام پر شیطان کی گفتگو یوں بیان فرمائی۔

... وَقَالَ مَا تَهْكُمَارُبُّكُمْ اَعَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةُ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ: اور اس نے کہا کہ تمہارے رب نے تم کو اس درخت سے صرف اس لئے روک دیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ

جیتے نہ رہو۔

أَبَا هُرَيْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يُسِيرُ الرَّاِكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا

وَهِيَ شَجَرَةُ الْخُلْدِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سو اگر سو سال تک بھی اس کے سائے میں چلتا رہے

تو وہ کبھی ختم نہ ہو اور یہ شجر خلد ہے۔^(۱)

جب شیطان نے نرمی اور حیلہ سازی کے ساتھ فرشتہ بننے، ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہونے کا لالچ دیا اور ساتھ ہی اس نے قسم بھی کھائی کہ وہ ان کا مخلص دوست ہے، جیسے فرمایا

وَقَاتَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴿۳۱﴾^(۲)

ترجمہ: اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔

تو فوری تحریر کے زیر اثر دونوں (میاں بیوی) شیطان کے بہکاوے میں آگئے اور اس ممنوعہ درخت کا پھل کھا گئے، نافرمانی کا صدور ہوتے ہی فوراً ہی ان کے سرکاری حریری لباس اتر گئے اور ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور ستر پوشی کے لئے دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے، جیسے فرمایا

... فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَ عَبَدتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ... ﴿۳۲﴾^(۳)

ترجمہ: آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے۔

آدم نے ممنوعہ درخت کا پھل کھا کر اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہ راست سے بہک گیا، مگر اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی آدم علیہ السلام نے رب کی بارگاہ میں نادم ہو کر توبہ کی عرضداشت پیش کی۔

قَالَ رَبِّ إِنَّا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۳۳﴾^(۴)

ترجمہ: دونوں بول اٹھے اے رب! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔ پھر اس کے رب نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے برگزیدہ کر کے راہ راست کی طرف رہنمائی بخشی، اور معیشت کا سرکاری انتظام ختم کر کے فرمایا تم دونوں فریق (یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے نیچے زمین پر اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اب اگر اللہ تعالیٰ تمہاری طرف کوئی رسول مبعوث فرمائے، اور تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے ان پر کتابیں نازل کرے تو جو کوئی رسول کی اطاعت کرے گا اور میری نازل کردہ کتاب کی اتباع کرے گا وہ شخص نہ دنیا میں بھٹکے گا نہ آخرت میں بدبختی میں مبتلا ہو گا اور جو میرے ذکر (درس و نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی، یعنی اس کی قبر کو تنگ کر کے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا، بعض نے اس سے مراد وہ قلق و اضطراب، بے چینی اور بے کلی مراد لی ہے جس میں اللہ کی یاد سے غافل بڑے بڑے دولت مند مبتلا رہتے ہیں، جیسے فرمایا

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

﴿۱﴾ مسند أبي داود الطيالسي ۲۶۷۰

﴿۲﴾ الاعراف ۲۱

﴿۳﴾ الاعراف ۲۲

﴿۴﴾ الاعراف ۲۳

يَجْزُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾^①

ترجمہ: ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہو گا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَأَنذِرِي قَوْمَهُ مِّنَ الْعَذَابِ الَّذِي دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾^②

ترجمہ: اس بڑے عذاب سے پہلے ہم اسی دنیا میں (کسی نہ کسی چھوٹے) عذاب کا مزہ انہیں چکھاتے رہیں گے شاید کہ یہ (اپنی باغیانہ روش سے) باز آجائیں۔

اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا ٹھائیں گے، جیسے فرمایا

قَدْ جَاءَكُمْ بَصَآئِرٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَمَن أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَن عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِمَحْفِيْظٍ ﴿٣٣﴾^③

ترجمہ: دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آگئی ہیں اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اٹھائے گا میں تم پر کوئی پاسبان نہیں ہوں۔

... وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمِّيًّا وَبُكْمًا وَصُمًّا ﴿٩٤﴾^④

ترجمہ: ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز اوندھے منہ کھینچ لائیں گے اندھے گونگے اور بہرے، ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

وہ شخص نہایت ذلت اور دل گرفتگی کے ساتھ عرض کرے گا پروردگار! دنیا میں تو میں بصیرت والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں اسی طرح تو ہماری آیات کو جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں تو نے روگردانی کی تھی، اسی طرح آج بعینہ تیرے عمل کے مطابق تجھے عذاب میں چھوڑ دیا جائے گا، جیسے فرمایا

... فَالْيَوْمَ نَنسِفُهُمْ كَمَا نَسَوُا الْقَاءَ يَوْمَ هَذَا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿٥١﴾^⑤

ترجمہ: آج ہم بھی انہیں اسی طرح بھلادیں گے جس طرح وہ اس دن کی ملاقات کو بھولے رہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔

اس طرح ہم حد سے تجاوز کرنے والے اور اپنے رب کی آیات نہ ماننے والے کو (دنیا میں) بدلہ دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب نہایت المناک اور دائمی ہے، جیسے فرمایا

① البقرة ۳۸، ۳۹

② السجدة ۲۱

③ الانعام ۱۰۳

④ بنی اسرائیل ۹۷

⑤ الاعراف ۵۱

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۗ وَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ﴿۳۷﴾^۱
ترجمہ: ایسے لوگوں کے لیے دنیا کی زندگی ہی میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے، کوئی ایسا نہیں جو انہیں اللہ سے بچانے والا ہو۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ، قَالَ: أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ
سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا کی سزا آخرت کے عذابوں کے مقابلے میں بہت ہی ہلکی اور ناچیز ہے۔^۲

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْجِدِهِمْ^ط
کیا ان کی رہبری اس بات نے بھی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی بستیاں ہلاک کر دی ہیں جن کے رہنے سہنے کی جگہ

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النَّهْيِ ﴿۳۸﴾ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ
یہ چل پھر رہے ہیں، یقیناً اس میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، اگر تیرے رب کی بات پہلے ہی سے

لَكَانَ لِرِزَامًا وَ أَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۳۹﴾ (طہ ۱۲۹، ۱۲۸)

مقرر شدہ اور وقت معین کردہ نہ ہوتا تو اسی وقت عذاب آچھٹتا۔

پھر کیا مکذبین اور مشرکین مکہ کو تاریخ کے اس سبق سے کوئی رہبری نہ ملی کہ ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو ہم ان کے کفر و شرک، مال و دولت، حیثیت و مرتبہ اور جتھوں کے غرور و تکبر میں رسولوں کی تکذیب و استہزاء اللہ کی نازل کردہ کتابوں سے روگردانی اور بد اعمالیوں کے سبب عبرت کا نشان بنا چکے ہیں جن کی تباہ شدہ بستیوں کے آثار کو یہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور ان پر گزرتے رہتے ہیں؟ جیسے فرمایا
أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْجِدِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي
يَسْمَعُونَ ﴿۳۹﴾^۳

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو (ان تاریخی واقعات میں) کوئی ہدایت نہیں ملی کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کی جگہوں میں آج یہ چلتے پھرتے ہیں؟ اس میں بڑی نشانیاں ہیں، کیا یہ سنتے نہیں ہیں؟۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُون لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ فَأِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ
وَلَكِنَّ تَعْمَى الْقُلُوبَ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿۴۰﴾^۴

﴿ الرعد ۳۲ ﴾

﴿ صحیح مسلم کتاب اللعان باب انقضاء عدّة المتوفى عنها زوجها، وَغَيْرَهَا بِوَضْعِ الْحُمَلِ ۳۷۶، جامع ترمذی کتاب اللعان باب ما جاء في اللعان ۳۱۷، ۳۱۸، سنن نسائی کتاب الطلاق باب عظة الإمام الرجل والمرأة عند اللعان ۳۵۰۳، مستدرك ۲۶۹۳، مستدرک حاکم ۸۷۹۲، مسند ابی یعلیٰ ۵۲۵۶ ﴾

﴿ السجدة ۲۶ ﴾

﴿ الحج ۳۶ ﴾

ترجمہ: کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے اور ان کے کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

تو جس کفر و تکذیب اور ہٹ دھرمی کی روش پر دوسری امتوں کو نشان عبرت بنایا جا چکا ہے تو تمہیں کس چیز نے بے خوف کیا ہوا ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب نازل نہیں ہوگا، جیسے فرمایا

أَكْفَارُكُمْ خَبِيرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ ۖ أَمْ لَكُمْ بِرَأْفَةٍ فِي الزُّبُرِ ۗ ۝۳۳ ۚ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرُونَ ۗ ۝۳۴

ترجمہ: کیا تمہارے کفار کچھ ان لوگوں سے بہتر ہیں؟ یا آسمانی کتابوں میں تمہارے لئے کوئی معافی لکھی ہوئی ہے؟ یا ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ ہم ایک مضبوط جتھا ہیں اپنا بچاؤ کر لیں گے؟۔

اور ان میں سے کوئی چیز بھی تم پر صادق نہیں آتی۔

درحقیقت ان عبرت ناک واقعات میں اہل عقل و دانش، عقل سلیم، فطرت مستقیم لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے لئے ہر قوم کے لئے مہلت کا ایک وقت مقرر نہ کر چکا ہوتا تو اللہ ان پر بھی عذاب مسلط کر چکا ہوتا اور یہ بھی عبرت کے نشان بن چکے ہوتے۔ جیسے فرمایا

... وَأُولَٰئِكَ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لِقَاضِي بَيْنَهُمْ ۗ ۝۳۵

ترجمہ: اگر تیرے رب نے پہلے ہی ایک بات طے نہ کر دی ہوتی تو ان اختلاف کرنے والوں کے درمیان فیصلہ چکا دیا جاتا۔

... وَأُولَٰئِكَ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى لِّقَاضِي بَيْنَهُمْ ۗ ۝۳۶

ترجمہ: اگر تیرا رب پہلے ہی یہ نہ فرما چکا ہوتا کہ ایک وقت مقرر تک فیصلہ ملتوی رکھا جائے گا تو ان کا قضیہ چکا دیا گیا ہوتا۔

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا

پس ان کی باتوں پر صبر کر اور اپنے پروردگار کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا رہ، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے،

وَمِنْ أُنْحَايِ الْاَيْلِ فَسَبِّحْ وَ اطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ۗ ۝۳۷ وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ

رات کے مختلف وقتوں میں بھی اور دن کے حصوں میں بھی تسبیح کرتا رہ، بہت ممکن ہے کہ تو راضی ہو جائے، اور اپنی نگاہیں ہرگز

إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۗ

چیزوں کی طرف نہ دوڑانا جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو آرائش دنیا کی دے رکھی ہیں تاکہ انہیں اس میں آزمائیں،

القمر ۴۲، ۴۳

حم السجدة ۲۵

الشورى ۱۲

و رَزَقَ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ أَبْقَى ۝۳۱ وَ أَمْرٌ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا

تیرے رب کا دیا ہوا ہی (بہت) بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے، اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی

لَا تَسْأَلُكَ رِزْقًا ۚ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى ۝۳۲ (طہ ۱۳۰ تا ۱۳۲)

اس پر ہمارا، ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں، آخر میں بول بالا پر ہیز گاری ہی کا ہے۔

پس اے نبی کریم ﷺ! جو تجھ و ترش باتیں یہ شرکین بناتے ہیں اس سے دل برداشتہ نہ ہو اور بے خوف و خطر اپنا فریضہ تبلیغ و تذکیر بجالاتے رہو، اور اللہ نے مہلت کی جو چند گھنٹیوں انہیں بخشی ہوئی ہیں ان پر صبر کرو، اور رخصل و برداشت حاصل کرنے کے لئے سورج نکلنے سے پہلے یعنی نماز فجر اور غروب ہونے سے پہلے یعنی نماز عصر اور رات کے اوقات میں یعنی عشا اور تہجد میں نماز قائم کرو اور ظہر اور مغرب کے وقت بھی، جیسے فرمایا

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلدُّلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۚ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝۴۰ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۚ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝۴۱

ترجمہ: نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک (ظہر سے لے کر عشا تک کی چاروں نمازیں) اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو کیونکہ قرآن فجر مشہود ہوتا ہے، اور رات کو تہجد پڑھو یہ تمہارے لئے نفل ہے بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر پہنچا دے گا۔

وَلَا خَيْرَ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأَوْلَىٰ ۝۴۲ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝۴۳

ترجمہ: تمہارے لئے بعد کا دور یقیناً پہلے دور سے بہتر ہے اور عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً يَغْنِي الْبَدْرَ فَقَالَ: إِنْ كُنْتُمْ سَتَرُونَ رَبِّكُمْ، كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ، لَا تُصَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلُبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ: {وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ} ۝۴۴

جریر بن عبد اللہ بن عبد اللہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے جو دھویں کے چاند کو دیکھا اور فرمایا تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو کہ اس کے دیکھنے میں تم کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے، پس ہو سکے کہ طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے پہلے نماز ادا کرنے سے مغلوب نہ ہو جاؤ تاہم ایسا ضرور کرو، پھر آپ ﷺ نے مذکورہ بالا آیت کریمہ ”اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے۔“ کی تلاوت فرمائی۔ ۴۴

۴۰، ۴۱ بنی اسرائیل ۷۸، ۷۹

۴۲ الضحیٰ ۵، ۴

۴۳ ق: ۳۹

۴۴ صحیح بخاری کتاب مواقیب الصلاة باب فضل صلاة العصر ۵۵۳، و باب فضل صلاة الفجر ۵۵۳، صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاة باب فضل صلاتي الصبح والعصر، والمحافظة عليهما ۴۳۳، سنن ابوداود كتاب السنة باب

عَنْ عِمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ: سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا

اور عمارہ بن رویبہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج کے طلوع و غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی۔^۱

اس کے نتیجے میں آپ کو وہ مقام و درجہ حاصل ہو جائے گا جس سے تمہارا دل باغ باغ ہو جائے گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ؟ فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ نَعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالُوا: يَا رَبِّ، وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے جنت کے لوگو! تو وہ عرض کریں گے لبیک و سعد یکاے ہمارے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! ہم کیوں کر خوش نہ ہوں جب کہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا ہے جو اپنی مخلوق میں سے اور کسی کو بھی نہیں دیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اس سے بھی بہتر دیتا ہوں، وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! اس سے بہتر کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اپنی خوش نودی سے سرفراز کرتا ہوں اور آج کے بعد میں کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔^۲

عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: {لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ}، قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، نَادَى مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ مَوْعِدًا يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَ كُمُوهُ، فَيَقُولُونَ: وَمَا هُوَ؟ أَلَمْ يُتَّقَلْ مَوَازِينَنَا، وَيَبْتِضَ وَجُوهَنَا، وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَيُجْرِنَا مِنَ النَّارِ قَالَ: فَيُكْشَفُ لَهُمُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا أُعْطَاهُمْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ، وَلَا أَقْرَبَ لِأَعْيُنِهِمْ صَهِيبٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”جَنُّ لُؤْلُؤِ نَبِيِّكَ كَاطِرٌ يَبْقَى فِيهِمْ أَمَّا كَاطِرٌ يَبْقَى فِيهِمْ أَمَّا كَاطِرٌ يَبْقَى فِيهِمْ“

في الرؤيۃ ۲۹، جامع ترمذی أبواب صفۃ الجنۃ باب ما جاء في رؤيۃ الرب تبارک وتعالیٰ ۲۵۵، سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم باب فيما أنكرت الجهميۃ ۴، مسند احمد ۱۹۹۰

مسند احمد ۲۲۰، صحيح مسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب فضل صلاتي الصبح والعصر، والمحافظة

عليهما ۳۶، سنن ابوداود كتاب الصلاة باب في المحافظة على وقت الصلوات ۴، السنن الكبرى للنسائي ۳۵۲

صحيح بخارى كتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار ۶۵۹، وكتاب التوحيد باب كلام الرب مع أهل الجنۃ ۵۱۸، صحيح مسلم

كتاب الجنۃ وصفۃ نعيمها وأهلها باب إخلال الرضوان على أهل الجنۃ فلا يسخط عليهم أبداً ۱۲۰، جامع ترمذی أبواب صفۃ

الجنۃ باب ۲۵۵، مسند احمد ۱۸۳

يونس: ۲۶

۔“ تلاوت فرمائی، جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا اے جنت کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا اور وہ چاہتا ہے کہ اسے پورا فرمادے، وہ عرض کریں گے کون سا وعدہ؟ کیا اس نے ہمارے میزبانوں کو بھاری نہیں کر دیا اور اس نے ہمارے چہروں کو منور نہیں فرمادیا اور ہمیں جہنم سے دور کر کے جنت میں داخل نہیں فرمادیا، اسی دوران حجاب کو دور کر دیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب ہوں گے، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے زیادہ اچھی چیز نہیں عطا نہیں فرمائی ہوگی۔^(۱)

اور ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو دینیوی زندگی کے لئے جو مال و دولت، حیثیت و مرتبہ اور شان و شوکت عطا کر رکھی ہے اسے رشک کی نگاہوں سے مت دیکھو، وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لئے دیا ہوا ہے، جیسے فرمایا

لَا يَغْرُرُكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۹﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ﴿۲۰۰﴾ ثُمَّ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ وَيُنْسِ الْبِهَادِ ﴿۲۰۱﴾^(۲)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! دنیا کے ملکوں میں اللہ کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے، یہ محض چند روزہ زندگی کا تھوڑا سا طاف ہے پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿۲۰۲﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ ﴿۲۰۳﴾^(۳)

ترجمہ: ہم نے تم کو سات ایسی آیتیں دے رکھی ہیں جو بار بار دہرائی جانے کے لائق ہیں اور تمہیں قرآن عظیم عطا کیا ہے، تم اس متاع دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو جو ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِيَبْلُوَهُمْ آيَاتِهِمْ أَحْسَنًا ﴿۲۰۴﴾^(۴)

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سر و سامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ان لوگوں کو آزمائیں ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

اور تیرے رب کا عطا کیا ہوا پاک رزق جو تم اپنی محنت سے کماتے ہو وہ خواہ کتنا ہی تھوڑا ہو وہی بہتر ہے اور آخرت تک باقی رہنے والا ہے، جیسے فرمایا:

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿۲۰۵﴾ وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿۲۰۶﴾^(۵)

ترجمہ: مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپ ایک کھری

(۱) مسند احمد ۱۸۹۴، جامع ترمذی أبواب تفسیر القرآن باب ۱۰۵ وَمِنْ سُورَةِ يُوسُفَ ۳۱۰۵

(۲) آل عمران ۱۹۷، ۱۹۶

(۳) الحجر ۸۸، ۸۷

(۴) الکہف ۷

(۵) الاعلیٰ ۱۷، ۱۶

چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور بے سرو سامانی کا یہ عالم کہ گھر میں چڑے کی دو چیزوں کے علاوہ کچھ نہیں،

قَالَ: فَأَبْتَدَرْتُ عَيْنَايَ، قَالَ: مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، وَمَا لِي لَا أَبْكِي وَهَذَا الْخَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ، وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ لَا أَرَى فِيهَا إِلَّا مَا أَرَى، وَذَلِكَ قَيْصَرٌ وَكَيْسَرِي فِي الشَّمَارِ وَالْأَنْهَارِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَفْوَتُهُ وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا؟ قُلْتُ: بَلَى بے سرو سامانی کا یہ عالم دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سے بے اختیار آنسو آگئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابن خطاب! کیا بات ہے کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کیوں نہ روؤں اور حال یہ ہے کہ یہ چٹائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوئے مبارک پر اثر کر گئی ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خزانہ ہے کہ نہیں دیکھتا میں اس میں مگر وہی جو دیکھتا ہوں اور یہ قیصر اور کسریٰ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں آرام و عشرت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں اور آپ کا خزانہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ہمارے لئے آخرت کی بھلائیاں ہیں اور ان کے لئے دنیا کی عارضی چیزیں؟ میں نے کہا کیوں نہیں (میں راضی ہوں)۔^①

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا قَالُوا: وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: بَرَكَاتُ الْأَرْضِ .

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف دنیا کی اس چمک کا ہے جو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کھول دے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دنیا کی چمک سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کی برکتیں۔^②

اور اپنے اہل و عیال کو بھی وقت کی پابندی کے ساتھ فرض اور نفل نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو تا کہ عذاب جہنم سے بچ جاؤ اور اقامت دین کو چھوڑ کر حصول رزق میں مشغول نہ ہوں، جیسے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْوُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقْوُوهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ...^③

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

جس طرح تمام خلاق کے رزق کی کفالت ہم کرتے ہیں اسی طرح آپ کو بھی ایسی جگہوں سے رزق بہم پہنچائیں گے جہاں سے آپ کے وہم

① صحیح بخاری کتاب المظالم باب العُرْفَةِ وَالْعُلْيَةِ الْمُشْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمُشْرِفَةِ فِي السُّطُوحِ وَغَيْرِهَا ۲۳۶۸، صحیح مسلم کتاب الطلاق باب فِي الْإِبْلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النَّسَاءِ، وَتَخْيِيرِهِنَّ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ ۳۶۹۱، صحیح ابن حبان ۴۱۸۸، شعب الایمان ۱۳۷۷، السنن الكبرى للبيهقي ۱۳۳۰۵، مسند ابی یعلیٰ ۱۶۴

② تفسیر ابن ابی حاتم ۲۳۳۲، ۷

③ التحريم ۶

وگمان میں بھی نہ ہوگا، جیسے فرمایا:

... وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۖ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ... ﴿۳۱﴾

ترجمہ: جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۱﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونَ ﴿۵۲﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينِ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں، میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں، اللہ تو خود ہی رزاق ہے، بڑی قوت والا اور زبردست۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَفْمَلَأُ صَدْرَكَ غِيًّا وَأُسَدُّ فَقْرَكَ، وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أُسَدِّ فَقْرَكَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ بھر دوں گا، تیری فقیری اور حاجت کو دور کر دوں گا اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو میں تیرا دل اشغال سے بھر دوں گا اور تیری فقیری و محتاجی کو بند نہ کروں گا۔ ﴿۳۲﴾

زَيْدٌ بُنْ ثَابِتٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَزَوَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتْ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ

اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے سنا جس شخص کا مقصود دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام کو منتشر کر دیتا ہے اور اس کے فقر کو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کر دیتا ہے اور دنیا سے اس قدر ملتی ہے جو اس کے لیے لکھ دی گئی ہو اور جس کی نیت میں آخرت (کی کامیابی) ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کو مجتمع کر دیتا ہے اور اس کے دل کو غنا سے بھر دیتا ہے اور دنیا ذلیل و رسوا ہو کر اس کے پاس چلی آتی ہے۔ ﴿۳۳﴾

اور تقویٰ دنیا اور آخرت دونوں ہی میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

﴿۱﴾ الطلاق ۲

﴿۲﴾ الذاریات ۵۶ تا ۵۸

﴿۳﴾ جامع ترمذی أبواب صفة القيامة والرقائق والورع باب ما جاء في صفة أواني الخوض ۲۳۶۶، سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب

الهمم بالدنيا ۴۱۰، صحيح ابن حبان ۳۹۳، مصنف ابن أبي شيبة ۳۲۶۹۹

﴿۴﴾ سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب الهمم بالدنيا ۴۱۰



وَقَالُوا لَوْ لَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۗ أَوْ لَمَّا تَأْتِيهِمْ بَيِّنَةٌ

انہوں نے کہا کہ یہ نبی ہمارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لایا؟ کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی

مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۚ ﴿١٣٢﴾ وَ لَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا

واضح دلیل نہیں پہنچی؟ اور ہم اس سے پہلے ہی انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یقیناً یہ کہہ اٹھتے کہ اے ہمارے

رَبَّنَا لَوْ لَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَتَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَ نَخْزَىٰ ﴿١٣٣﴾

پروردگار! تو نے ہمارے پاس اپنا رسول کیوں نہ بھیجا؟ کہ ہم تیری آیتوں کی تابعداری کرتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل و رسوا

قُلْ كُلُّ مُتَرَبِّصٍ فَتَرَبَّصُوا ۚ فَسَتَعْلَمُونَ مَنِ الصِّرَاطُ السَّوِيُّ

ہوتے، کہ دیجئے! ہر ایک انجام کا منتظر ہے پس تم بھی انتظار میں رہو، ابھی ابھی قطعاً جان لو گے کہ راہ راست والے کون ہیں

وَمِنَ اهْتَدَىٰ ﴿١٣٤﴾ (طہ ۱۳۳ تا ۱۳۵)

اور کون راہ یافتہ ہیں۔

قرآن حکیم سب سے بڑا معجزہ:

مشرکین و مکذبین کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنی رسالت کی صداقت میں اپنے رب کی طرف سے ہماری خواہش کے مطابق کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں لاتا؟ جیسے فرمایا

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَدْبُوعًا ۙ ﴿١٣٦﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن تَحْتِهَا نَاجِيَةٌ ۚ وَ عَنبٍ فَتَفْجُرَ الْأَمْهَلَرُ

خَلَالَهَا تَفْجِيرًا ۙ ﴿١٣٧﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَّمْتَ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِي بَالِدًا وَ الْهَلِكَةَ قَبِيلًا ۙ ﴿١٣٨﴾ أَوْ يَكُونَ لَكَ

بَيْتٌ مِّن زُخْرِفٍ أَوْ تَزْفِي فِي السَّمَاءِ ۙ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُؤْيَاكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرُوهُ ۙ ﴿١٣٩﴾

ترجمہ: اور انہوں نے کہا ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لئے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے، یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو رو در رو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لئے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو اب فرمایا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے اور حق کے متلاشی ہو تو کیا یہ بات معجزہ سے کم ہے کہ ایک رسول امی نے وہ عظیم الشان کتاب پیش کر دی جس میں اب تک نازل ہونے والی تمام کتابوں مثلاً تورات، زبور، انجیل اور صحف ابراہیم وغیرہ کے مضامین اور تعلیمات کا عطر ہے اور جس میں صدیوں قبل تباہ شدہ امتوں کے صحیح صحیح عبرت ناک واقعات بیان کیے گئے ہیں، اور گزشتہ کتب اور صحیفوں میں اس قرآن

عظیم کی تصدیق بھی موجود ہے اور اس کو لانے والے رسول کی بشارت بھی دی گئی ہے، اور اس کے ساتھ یہ کتاب اس قدر آسان اور عام فہم ہے کہ ایک بدو بھی اسے آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکتا ہے، جیسے فرمایا

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾^(۱)

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کے لئے یہ (نشانی) کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے؟ درحقیقت اس میں رحمت ہے اور نصیحت ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

ایک مقام پر مکذبین کی ہٹ دھرمیوں بیان فرمائی۔

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۹۷﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آجائے وہ کبھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَتْ وَحِيًّا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيْهِ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے معجزے ملے کہ انہیں دیکھ کر لوگ ان کی نبوت پر ایمان لے آئے لیکن مجھے جیسا جاتا اور ہمیشہ رہنے والا معجزہ دیا گیا ہے یعنی اللہ کی یہ کتاب قرآن مجید جو بذریعہ وحی مجھ پر نازل ہوا ہے، پس مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن تمام نبیوں کے پیروکاروں سے میرے پیروکار زیادہ ہوں گے۔^(۲)

اگر ہم پیغمبر آخر الزماں ﷺ کو مبعوث کرنے اور اس پر کتاب نازل کرنے سے پہلے ان کو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو پھر یہی لوگ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے ہی ہم تیری آیات کی پیروی اختیار کر لیتے؟

یہی بات ایک اور مقام پر یوں بیان فرمائی گئی ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَعْيُنِهِمْ لَئِن جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا... ﴿۹۸﴾^(۳)

ترجمہ: یہ لوگ کڑی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر کوئی نشانی (یعنی معجزہ) ہمارے سامنے آجائے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے۔

۱ العنکبوت ۵۱

۲ یونس ۹۶، ۹۷

۳ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ، وَوُلُّ مَا نَزَلَ، ۴۹۸۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب وَجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمَلَلِ بِمَلَيْتِهِ ۳۸۵، مسند احمد ۸۴۹، السنن الكبرى للنسائی

۱۰۶۲، السنن الكبرى للبيهقي ۱۷۷۱۲

۴ الانعام ۱۰۹

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنَ الْإِحْدَىٰ... ﴿٣١﴾

ترجمہ: یہ لوگ کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی خبر دار کرنے والا ان کے ہاں آ گیا ہوتا تو یہ دنیا کی ہر دوسری قوم سے بڑھ کر راست رہتے۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو ہم نے تمہارا یہ عذر رکا ڈیا ہے، یہ دعوت حق تمہارے شہر سے اٹھی ہے، اب اس شہر اور گرد و نواح کے لوگ منتظر ہیں کہ اس دعوت کا انجام کیا ہوتا ہے، کیا کفر غالب رہتا ہے یا اسلام غالب آتا ہے پس اس کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کرو، تم میری موت کا انتظار کرو میں تم پر عذاب الہی کے ٹوٹ پڑنے کا انتظار کرتا ہوں، جیسے فرمایا

قُلْ هَلْ تَرَبُّصُونَ بِنَاءِ آلِ الْأَحْدَىٰ الْحُسَيْنِيِّنَ... ﴿٣٢﴾

ترجمہ: ان سے کہو تم ہمارے معاملے میں جس چیز کے منتظر ہو وہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ہے۔ اور ہم تمہارے معاملہ میں جس چیز کے منتظر ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ خود تم کو سزا دیتا ہے یا ہمارے ہاتھوں دلو اتا ہے؟ اب اللہ کے فیصلے کے منتظر رہو، بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کی مدد سے کامیاب اور سرخرو کون رہتا ہے اور کون ذلیل و خوار ہوتا ہے، جیسے فرمایا

... وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلَّ سَبِيلًا ﴿٣٣﴾

ترجمہ: اچھا وہ وقت دور نہیں ہے جب عذاب دیکھ کر انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کون گمراہی میں دوڑ نکلا گیا تھا۔

سَيَعْلَمُونَ عَذَابَ الْكَذَّابِ الْآشِرِ ﴿٣٤﴾

ترجمہ: کل ہی انہیں معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون پر لے درجے کا جھوٹا اور برخود غلط ہے۔

مضامین سورۃ الواقعة:

اس سورۃ میں توحید باری تعالیٰ، قرآن مجید اور آخرت کی بابت کفار مکہ کے شبہات اور اعتراضات کا جواب ہے۔

سورۃ کے شروع میں قیامت کے وقوع پذیر ہونے اور مردہ انسانوں کو دوبارہ اٹھانے جانے کا تذکرہ ہے نیز یہ کہ اس کے بعد ہر انسان کے اعمال کا محاسبہ بھی ہوگا، مومن و متقی لوگ انواع اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں اور کافر و فاسق لوگ دکھتی ہوئی جہنم میں ڈالے جائیں گے اور جب قیامت واقع ہوگی تو دنیا کی کوئی ہستی اس کو روک نہ سکے گی، اس سورۃ میں اعتقادی و عملی اعتبار سے انسانوں کے تین طبقات کا بیان اور ان کا انجام مذکور ہے۔

○ ایمان میں پہل کرنے والے۔

○ عام نیکو کار مسلمان۔

۱} فاطر ۴۲

۲} التوبة ۵۲

۳} الفرقان ۲۲

۴} القمر ۲۶

○ آخرت کے منکر لوگ جو مرتے دم تک کفر و شرک اور گناہ کبیرہ پر جھے رہے۔

اس کے بعد عقیدہ آخرت کے بارے میں دلائل مذکور ہیں، اس ضمن میں زمین و آسمان اور خود انسان کے اپنے وجود کو بطور گواہ پیش کیا گیا ہے، ان دلائل پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ جو خالق اس عظیم الشان کائنات اور انسان کو پانی کے قطرے سے بہترین ساخت پر پیدا کر کے اعمال کے معاملے میں خود مختار بنا سکتا ہے، مٹی میں ڈالے جانے والے بیج کو پود اور تناور درخت بنا سکتا ہے، بادلوں سے جہاں چاہتا ہے پانی برس سکتا ہے اور درخت سے آگ پیدا کر سکتا ہے وہ مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کر دینے کی قدرت رکھتا ہے، اس قدر توں والی ذات کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کرنا جنہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا عقل و دانش کے تقاضوں کے سراسر خلاف ہے، قرآن مجید کے نعمت عظمیٰ ہونے کا ذکر ہے کہ اس عظیم الشان نعمت کی موجودگی میں کوئی انسان اس کی تکذیب کرے یا اس سے بے اعتنائی برتے تو اس سے زیادہ محروم اور بد قسمت اور کون ہو گا؟

اور فرمایا کہ یہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے پاکباز فرشتے یہ قرآن رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے ہیں اور اس کلام کے لوح محفوظ میں ہونے اور اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اس قرآن کے لانے اور پہنچانے کے سلسلے میں ان قدسی فرشتوں کو بھی دخل کی گنجائش حاصل نہیں، سورہ کے اختتام میں انسان کی بے بسی کا ذکر کیا گیا کہ تو کتنی ہی لن ترانیاں ہانکے اور اپنی خود مختاری کے گھمنڈ میں کتنا ہی حقائق سے آنکھیں چرائے مگر موت کا وقت تیری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے، تیرے سب عزیز و اقارب، دوست احباب تیری آنکھوں کے سامنے مرتے ہیں اور تو انہیں صرف دیکھتا رہ جاتا ہے، اگر تو سمجھتا ہے کہ تیرے اوپر کوئی بالاتر طاقت فرمانروا نہیں ہے اور تو اپنے زعم باطل میں سچا ہے کہ دنیا میں بس تو ہی تو ہے اور کوئی اللہ نہیں ہے تو پھر کسی مرنے والے کی نکتی ہوئی جان کو پلٹا کیوں نہیں لاتے جس طرح تو اس معاملہ میں بے بس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محاسبے اور اس کی جزا و سزا اور رک دینا تیرے اختیار میں نہیں ہے، خواہ تو مانے یا نہ مانے مگر موت کے بعد ہر مرنے والا اعمال کے مطابق اپنا انجام دیکھ لے گا، آخر میں تسبیح و تہلیل کا خصوصی حکم ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بوجد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۗ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۖ خَافِضَةٌ ۙ رَّافِعَةٌ ۗ

“جب قیامت قائم ہو جائے گی، جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں، وہ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی ہوگی،

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًا ۗ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۗ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنبَثًّا ۗ

جبکہ زمین زلزلہ کے ساتھ ہلا دی جائے گی، اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے پھر وہ

وَ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۗ فَاصْحَبُ الْمَيْمَنَةِ ۗ مَا اصْحَبُ الْمَيْمَنَةِ ۗ

مثل پرانندہ غبار کے ہو جائیں گے، اور تین جماعتوں میں ہو جاؤ گے۔ پس دائیں ہاتھ والے کیسے اچھے ہیں دائیں ہاتھ والے،

وَ اصْحَبُ الشَّعْبَةِ ۙ مَا اصْحَبُ الشَّعْبَةَ ۙ وَ السَّبِقُونَ ۙ وَ السَّبِقُونَ ۙ

اور بائیں ہاتھ والے کیا حال ہے بائیں ہاتھ والوں کا، اور جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہی ہیں،

اُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۙ فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۙ ثَلَاثَةً ۙ مِّنَ الْاَوَّلِينَ ۙ

وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں، نعمتوں والی جنتوں میں ہیں، (بہت بڑا) گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا

وَ قَلِيلٌ مِّنَ الْاٰخِرِينَ ۙ (الواقعة: ۱۳ تا ۱۴)

اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔

پچھلی قوموں کی طرح اہل عرب بھی حیات بعد الموت کے منکر تھے، ان کا خیال تھا کہ زندگی بس اسی دنیا کی ہی زندگی ہے، اسی میں جانوروں کی طرح کھاؤ پیو، اچھے برے اعمال کرو اور مر جاؤ، اس کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں جس میں اعمال کا حساب کتاب اور جزا و سزا ہو، جیسے فرمایا وَقَالُوا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ ... ﴿۳۳﴾ ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔

اِنَّ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۙ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی، یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو دعوت اسلام پیش کی جس میں توحید، رسالت اور آخرت کا ذکر ہوتا تھا تو سب سے عجیب اور بعید از قیاس چیز جو انہیں محسوس ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک وقت قیامت قائم ہوگئی جس میں اس عظیم الشان کائنات کا تمام نظام درہم برہم ہو جائے گا، تمام مخلوقات موت سے ہمکنار ہوں جائیں گی، پھر جب اللہ چاہے گا ایک دوسرا عالم نئے نظام اور قوانین کے تحت قائم کرے گا اور تمام جن و انس کو زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کرے گا، جیسے فرمایا

يَوْمَ تَبْدُلُ الْاَرْضَ غَيْرِ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتِ وَ بَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔

اور اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا، یہ سن کر وہ حیرت و استعجاب سے چہ میگوئیاں کرتے کہ قیامت کیسے قائم ہو جائے گی، یہ وسیع و عریض ہموار زمین، صدیوں سے ہمارے سروں پر چمکنے والا سورج، راتوں کو ٹھنڈی روشنی دینے والا چاند، انگنت ستارے، یہ فلک بوس پہاڑ، پانی سے بھرے یہ وسیع و عریض سمندر وغیرہ کہاں چلے جائیں گے، صدیوں سے زمین میں دفن مٹی کے ساتھ مٹی ہو جانے والے، پانی میں ڈوب

۱ الحاشیہ ۲۳

۲ المومنون ۷۳

۳ ابراہیم ۳۸

کرم جانے والے یا جن کو جانوروں اور درندوں نے کھایا ہو گا وہ مردے آخر کیسے زندہ ہو جائیں گے پھر اعمال کی جزا و سزا کے لئے وسیع و عریض نعمتوں سے بھری جنت و دہکتی ہوئی جہنم کہاں وجود میں آجائیں گی، اس پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ واقعہ (یعنی قیامت) تو ایک ایسی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا، جیسے فرمایا

فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: اس روز وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے کائنات کی ہر چیز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ ایک وقت مقررہ تک کے لئے تخلیق کیا ہے، جیسے فرمایا

... وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلًّا لِّيَجْرِيَ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدِيرُ الْأَمْرَ --- ﴿٢﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: اور اس نے آفتاب و ماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقت مقررہ تک کے لیے چل رہی ہے اور اللہ ہی اس سارے کام کی تدبیر فرما رہا ہے۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ﴿٨﴾ ﴿٣﴾

ترجمہ: کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقررہ مدت ہی کے لیے پیدا کیا ہے مگر بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُوسِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوسِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلًّا لِّيَجْرِيَ إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى --- ﴿٢٩﴾ ﴿٤﴾

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں، اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے سب ایک وقت مقررہ تک چلے جا رہے ہیں۔

يُوسِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوسِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلًّا لِّيَجْرِيَ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى --- ﴿١٧﴾ ﴿٥﴾

ترجمہ: وہ دن کے اندر رات اور رات کے اندر دن کو پروتا ہوا لے آتا ہے، چاند اور سورج کو اس نے مسخر کر رکھا ہے یہ سب کچھ ایک وقت مقررہ تک چلے جا رہے ہیں۔

﴿١﴾ الحاقۃ ١٥

﴿٢﴾ الرعد ٢

﴿٣﴾ الروم ٨

﴿٤﴾ لقمان ٢٩

﴿٥﴾ فاطر ١٣

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى --- ﴿۳﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

اللہ کی ذات کے سوا اس عظیم الشان کائنات کی ہر چیز کو فنا ہے، جیسے فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۳۵﴾ وَيَبْقٰى وَجْهٌ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۳۶﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

جب ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہوگی تو کوئی ہستی اس ہولناک واقعہ کو پھیر دینے کی طاقت اور قدرت نہیں رکھے گی، جیسے فرمایا

اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یُّاْتِیَ یَوْمًا لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللّٰهِ ﴿۳۷﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: ان لو اپنے رب کی بات قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کے ٹلنے کی کوئی صورت اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔

سَاَلْ سَاۤءِلٌۭۢ بِعَذَابٍۭ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكَافِرِیْنَ لَیْسَ لَهُ دَافِعٌ ﴿۲﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: مانگنے والے نے عذاب مانگا ہے (وہ عذاب) جو ضرور واقع ہونے والا ہے کافروں کے لئے ہے کوئی اسے دفع کرنے والا نہیں۔

اور جب سب لوگ اس وحشت ناک واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو پھر کوئی تنفس اسے جھٹلانے والا بھی نہ ہوگا، فرمایا تم لوگ

اس واقعہ کو معمولی واقعہ مت سمجھو وہ تو ایسا زبردست واقعہ ہوگا کہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے الٹ پلٹ کر رکھ دے گا، یہ

بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ کے اطاعت گزار بندوں کو یہ اعلیٰ علیین کی بلند یوں پر پہنچائے گا اور نافرمانوں کو اسفل السافلین کی پستیوں تک گرانے

والا ہے، پوری زمین بیک وقت زلزلے کے جھٹکے کھانے لگے گی اور لرز کر رہ جائے گی، جیسے فرمایا

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۵﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی۔

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمۡۗ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ ﴿۶﴾

ترجمہ: لوگو! اپنے رب کے غضب سے بچو حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے۔

اور یہ فلک بوس پہاڑ جنہوں نے زمین کو ڈھلکنے سے تھام رکھا ہے زمین کی گرفت سے نکل جائیں گے اور آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں

گے اور ایک پر آگندہ غبار بن کر بے نام و نشان ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ الاحقاف ۳

﴿۲﴾ الرحمن ۲۶، ۲۷

﴿۳﴾ الشوریٰ ۷۳

﴿۴﴾ المعارج ۱، ۲

﴿۵﴾ الزلزال ۱

﴿۶﴾ الحج ۱

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَغِيْبَابٍ مُّهَيَّلًا ﴿١٧﴾ ﴿١٦﴾

ترجمہ: یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ لڑاٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔ پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہونے سے زمین ایک ہموار اور چٹیل میدان بن جائے گی اور اس میں کوئی نشیب و فراز نہ ہوگا، جیسے فرمایا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٨﴾ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٧﴾ ﴿١٦﴾

ترجمہ: اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

وَيَوْمَ نَسِيتُ الْجِبَالُ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً... ﴿١٩﴾ ﴿١٨﴾

ترجمہ: اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو بالکل برہنہ پاؤ گے۔

تمام انسان جو اول روز افریش سے قیامت تک پیدا ہوئے ہیں اپنے اعمال کے مطابق تین گروہ میں تقسیم ہو جائیں گے، کیونکہ اہل عرب سیدھے ہاتھ کو قوت اور رفعت اور عزت کا نشان سمجھتے تھے اور جس کو عزت و احترام دینا مقصود ہوتا اسے مجلس میں سیدھے ہاتھ کی طرف جگہ دیتے تھے، اور بائیں بازو کو کمزوری اور ذلت کا نشان سمجھتے تھے اس لئے جب مجلس میں کسی کو بائیں ہاتھ کی طرف جگہ دیتے تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ وہ اسے کمتر درجے کا آدمی سمجھے ہیں، اس لئے جب سفر پر جانے لگتے اور کوئی پرندہ اڑ کر بائیں بازو کی طرف پرواز کرتا تو اسے بدشگون سمجھتے تھے، اس لئے فرمایا ایک گروہ میدان محشر میں رب کی بارگاہ میں سیدھے ہاتھ کی طرف کھڑا ہوگا۔

وَهُمُ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ شِيقِ آدَمَ الْأَيْمَنِ، وَيُؤْتُونَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ، وَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتُ الْيَمِينِ. قَالَ السُّدِّيُّ: وَهُمْ جُنْهُورُ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَأَخْرَجُوا عَنْ يَسَارِ الْعَرْشِ، وَهُمْ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ شِيقِ آدَمَ الْأَيْسَرِ، وَيُؤْتُونَ كُتُبَهُمْ بِشِمَائِلِهِمْ، وَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتُ الشِّمَالِ، وَهُمْ عَامَّةُ أَهْلِ النَّارِ - عِيَاذًا بِاللَّهِ مِنْ صَنِيعِهِمْ

یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں آدم علیہ السلام کی بائیں جانب سے نکالا گیا تھا انہیں اعمال نامے دائیں ہاتھوں میں دیے جائیں گے اور انہیں دائیں طرف لے جایا جائے گا، سدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ جمہور اہل جنت ہوں گے، کچھ لوگ عرش کی بائیں طرف ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں آدم علیہ السلام کی بائیں جانب سے نکالا گیا تھا انہیں اعمال نامے بائیں ہاتھوں میں دیے جائیں گے اور انہیں بائیں جانب لے جایا جائے گا یہ عام اہل دوزخ ہوں گے، ان کے اعمال سے اللہ کی پناہ۔ ﴿٢٠﴾

ان عالی مرتبہ صالح لوگوں کی خوش نصیبی اور نیک نیتی کا کیا کہنا جن کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں تھمائے جائیں گے، اور ایک گروہ بارگاہ الہی میں بائیں جانب کھڑا ہوگا ایسے بد بخت فاسقین لوگوں کی ذلت و مسکنت کا کیا ٹھکانا جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے، اور ایک گروہ وہ ہوگا جن میں رسول، انبیاء اور وصال لوگ ہوں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر سبقت لے جانے والے ہوں گے،

﴿١﴾ المزمل ۱۳

﴿٢﴾ طہ ۱۰۶، ۱۰۷

﴿٣﴾ الکہف ۷۷

﴿٤﴾ تفسیر ابن کثیر ۵۱۵/۷

جو رسول اللہ ﷺ کی پکار پر ہر نیکی اور بھلائی، جہاد، انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہوں گے یہ سابقین سب سے آگے بارگاہ الہی کے قریب ہوں گے، اصحاب بدر تک ایمان لانے والے اس زمرے میں آتے ہیں، ایک اور مقام پر بھی تین گروہوں کا ذکر فرمایا

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذِنَ اللَّهُ ذَلِكُ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنا دیا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے (اس وراثت کے لئے) اپنے بندوں میں سے چن لیا اب کوئی تو ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی بچہ کی راہ پر ہے اور کوئی اللہ کے اذن سے نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہے، یہی بہت بڑا فضل ہے۔ پس جس شخص نے اس دنیا میں نیکیوں اور بھلائیوں کی طرف سبقت کی وہ آخرت میں اللہ کی نعمتوں کی طرف بھی سابق ہی رہے گا، جو اللہ کی طرف سے انعام میں انوع و اقسام کی نعمتوں بھری جنتوں میں رہیں گے جن کے نیچے دودھ، شہد، مختلف ذائقوں والی شربوں اور شفاف پانی کی نہریں بہ رہی ہیں، جیسے فرمایا

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے۔

سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ --- ﴿۱۸﴾

ترجمہ: دوڑو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے۔

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ایسے لوگ ہر پیغمبر کے سابقین میں زیادہ ہوں گے اور آخرین میں کم ہوں گے، بعض اس سے امت محمدیہ کے افراد مراد لئے ہیں کہ پہلے لوگوں میں سابقین کی تعداد زیادہ اور پچھلے لوگوں میں تھوڑی ہوگئی، امام ابن کثیر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ ﴿۱۸﴾

عَمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ أُمَّتِي قُرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُومُهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُومُهُمْ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب زمانوں میں بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد والا پھر اس سے

متصل۔ ﴿۱۹﴾

۱) فاطر ۳۲

۲) آل عمران ۱۳۳

۳) الحديد ۲۱

۴) تفسیر ابن کثیر ۵/۲۹۲

۵) صحیح بخاری کتاب أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۳۶۵۰، ۳۶۵۱، صحیح مسلم کتاب

فضائل الصحابة باب فضل الصحابة ثم الذين يلومهم ثم الذين يلومهم عن عبد الله بن مسعود ۷۳۷، مسند احمد ۱۹۸۳۵

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي قُبَّةٍ، فَقَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَذَلِكَ أَنْ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشَّرِكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ، أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم چالیس کے قریب آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا ایک چوتھائی رہو؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم تہائی رہو؟ ہم نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم نصف رہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ تم لوگ (امت مسلمہ) اہل جنت کا آدھا حصہ ہو گے اور ایسا اس لئے ہو گا کہ جنت میں فرزندِ دارِ نفس کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہو گا اور تم لوگ شرک کرنے والوں کے درمیان (تعداد میں) اس طرح ہو گے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں یا جیسے سرخ رنگ کے جسم پر ایک سیاہ بال ہو۔^①

عَلَى سُرِّ مَوْضُونَةٍ ⑩ مُتَّكِينَ عَلَيْهَا مُتَقَبِّلِينَ ⑪ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ

یہ لوگ سونے کی تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے، ان کے پاس ایسے لڑکے

وَلِدَانٌ مُخَلَّدُونَ ⑫ بِأَكْوَابٍ ⑬ وَ أَبَارِيقٍ ⑭ وَ كَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ⑮

جو ہمیشہ (لڑکے ہی) رہیں گے آمدورفت کریں گے آنچورے اور جگ لے کر اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو،

لَا يَصَدَّعُونَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُونَ ⑯ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ⑰

جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فطور آئے اور ایسے میوے لیے ہوئے جو ان کی پسند کے ہوں،

وَ لَحْمٍ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ⑱ وَ حُورٌ عِينٌ ⑲ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ⑳

اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں، اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں،

جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ㉑ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَ لَا تَأْتِيهِمَا ㉒

یہ صلہ ہے ان کے اعمال کا، نہ وہاں بکواس سنیں گے اور نہ گناہ کی بات ،

① صحیح بخاری کتاب الرقاق باب كيف الحشر ٦٥٢٨، و کتاب الرقاق باب يدخل الجنة سبعون ألفاً بغير حساب ٦٥٣١، صحیح مسلم کتاب الایمان باب كون هذه الأمة نصف أهل الجنة ٥٢٩، سنن ابن ماجه کتاب الزهد باب صفة أمة محمد صلى الله عليه وسلم ٢٢٨٣، جامع ترمذی ابواب الجنة باب ما جاء في صف أهل الجنة ٢٥٣٤، مسند احمد ٣٦١، صحیح ابن حبان ٤٢٥٨، السنن الكبرى للبيهقي ٥٢٠

الْأَقْبِلَا سَلَامًا سَلَامًا ۝ (الواقعة: ۲۶ تا ۱۵)

صرف سلام ہی سلام کی آواز ہوگی۔

سابقین جنوں میں داخل کر دیے جائیں گے جہاں وہ سونے کے تاروں سے بنے اور سونے، چاندی، موتیوں، جواہرت اور دیگر زیورات اور سامان آرائش سے آراستہ تختوں پر نیک لگائے نہایت تمکنت، اطمینان، راحت اور سکون کے ساتھ آمنے سامنے مجلس جمائے بیٹھیں گے، ان کی مجلسوں میں انہی کے لئے مخصوص ہمیشہ ہمیشہ ایک ہی عمر میں رہنے والے حسین و جمیل نوعمر خدام ہوں گے، جیسے فرمایا

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۝ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی (کی خدمت) کے لئے مخصوص ہوں گے، ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

انواع و اقسام کے جاری چشموں سے شراب کے چھلکتے ساغر اور صراحیوں کو اپنے نازک ہاتھوں میں لئے خدمت کے لئے ادھر ادھر دوڑتے پھریں گے، مگر یہ ایسی شراب ہوگی جس سے نہ ان کے سر چکرائیں گے اور نہ ہی ہوش و حواس ساتھ چھوڑیں گے، ایک مقام پر فرمایا کہ اس شراب سے وہ کیف و سرور تو یقیناً محسوس کریں گے مگر ان کے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور نہ عقل میں فتور آئے گا۔

أُولَئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿۳۱﴾ فَوَاكِهُ ﴿۳۲﴾ وَهُمْ مُكْرَمُونَ ﴿۳۳﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۳۴﴾ عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿۳۵﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ﴿۳۶﴾ بَيْضَاءَ لَدَّةٍ لِّلشَّرِبِ ﴿۳۷﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ ﴿۳۸﴾ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْفَوْنَ ﴿۳۹﴾ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: ہر طرح کی لذیذ چیزیں اور نعمت بھری جنتیں جن میں وہ عزت کے ساتھ رکھے جائیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے، شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان پھرائے جائیں گے، چمکتی ہوئی شراب جو پینے والوں کے لئے لذت ہوگی، نہ ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر ہوگا اور نہ ان کی عقل اس سے خراب ہوگی۔

ایک مقام پر جنت میں مختلف جاری نہروں کا یوں ذکر فرمایا کہ ان میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔

فِيهَا أَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ﴿۴۱﴾ وَأَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ﴿۴۲﴾ وَأَنْهَارٌ مِّنْ حَمِيمٍ لَّدَّةٍ لِّلشَّرِبِ ﴿۴۳﴾ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى --- ﴿۴۴﴾ ﴿۴۵﴾

ترجمہ: پرہیزگار لوگوں کے لئے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہ رہی ہوں گی نہرے ہوئے پانی کی، نہریں بہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہوگا، نہریں بہ رہی ہوں گی ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی، نہریں بہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی۔

ایک مقام پر فرمایا کہ وہ ایسی شراب ہوگی جسے پی کر وہ بدست نہ ہوں گے اور نہ بے ہودہ بکواس کرنے لگیں گے اور نہ فحش حرکات۔

۱ الطور ۲۳

۲ الصافات ۳۱ تا ۳۷

۳ محمد ۱۵

يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَا لَعَفُوفٍ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿۳۳﴾^(۱)

ترجمہ: وہ ایک دوسرے سے جام شراب لپک لپک کر لے رہے ہوں گے جس میں نہ یا دو گونی ہو گی نہ بد کرداری۔ موتیوں کی طرح چمکتے نوعمر خدام انہیں شراب کے ساتھ ساتھ کھانے کے لئے طرح طرح کے لذیذ پھل اور قسم قسم کے میوہ جات پیش کریں گے تاکہ وہ اپنی پسند کے مطابق اٹھالیں اور وہ انہیں پرندوں کی تمام اصناف کا بھنا ہوا لذیذ گوشت پیش کریں گے تاکہ وہ اپنی رغبت کے مطابق اٹھالیں، جیسے فرمایا

وَأَمَدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا كَيْشَتْهُونَ ﴿۳۴﴾^(۲)

ترجمہ: ہم ان کو ہر طرح کے پھل اور گوشت جس چیز کو بھی ان کا جی چاہے گا خوب دیے چلے جائیں گے۔
عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ طَيْرَ الْجَنَّةِ كَأَمْثَالِ الْبُنْحِتِ، تَزْعَى فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذِهِ لَطَيْرُ نَاعِمَةٍ، فَقَالَ: أَكَلْتُمَا مِنْهَا قَالَهَا ثَلَاثًا وَإِنِّي لِأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَأْكُلُ مِنْهَا يَا أَبَا بَكْرٍ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی پرند سختی اونٹ کے برابر ہیں جو جنت میں چرتے چمکتے رہتے ہیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیہر ندے تو نہایت ہی مزے کے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے کھانے والے ان سے زیادہ ناز و نعمت والے ہوں گے، تین مرتبہ یہی جملہ ارشاد فرما کر پھر فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! مجھے اللہ سے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو جو ان پرندوں کا گوشت کھائیں گے۔^(۳)

عورت کی آنکھوں کا حسن، اس کے حسن و جمال کی سب سے بڑی دلیل ہے، چنانچہ فرمایا جنتیوں کے لئے سرگیس آنکھوں والی حوریں ہوں گے ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی، ایک مقام ان حوروں کی یوں تعریف کی گئی ہے۔

وَعِنْدَهُمْ قَصِيرَاتُ الظَّرْفِ عِينٌ ﴿۳۸﴾ كَأَمْهَنَ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿۳۹﴾^(۴)

ترجمہ: اور ان کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی۔ ایک مقام پر فرمایا کہ وہ حوریں صاف رنگت اور ہرن کی طرح بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی ہوں گی۔

وَرَدَّوْجَنَّهُمْ بِمُحَوَّرٍ عَيْنٍ ﴿۴۰﴾^(۵)

ترجمہ: اور ہم گوری گوری آنسو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے۔

ایک مقام پر فرمایا کہ وہ حوریں بے شرم اور بیباک نگاہوں والی نہیں بلکہ حیا دار اور کنواری ہوں گی۔

۱ الطور ۲۳

۲ الطور ۲۲

۳ مسند احمد ۱۳۳

۴ الصافات ۲۸، ۲۹

۵ الدخان ۵۳

فِيهِنَّ قَصْرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِئِنَّ أَنْسُ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾ ﴿٥٧﴾

ترجمہ: ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے نہ چھوا ہوگا۔ یہ اور اس قسم کی بے شمار نعمتیں انہیں ان اعمال صالحہ کے سبب نصیب ہوں گی جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے، ان انگنت نعمتوں میں جنتی بیہودگی، یا وہ گئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان، گالی گلوچ، طنز و تمسخر اور طعن و تشنیع کی باتیں سننے سے محفوظ ہوں گے بلکہ وہاں وہ ایسی گفتگو سنیں گے جو عیوب سے پاک ہوگی۔ جیسے فرمایا

لَا تَسْمَعُ فِيهَا لِأَعْيَبَةٍ ﴿٥٨﴾ ﴿٥٩﴾

ترجمہ: کوئی بیہودہ بات وہ وہاں نہ سنیں گے۔

بلکہ وہ ہر وقت اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کریں گے اور ان کا تحفہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا ہوگا۔

دَعْوُهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّاتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ﴿٦٠﴾ وَأَخْرَجَ دَعْوَهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦١﴾ ﴿٦٢﴾

ترجمہ: وہاں ان کی صدایہ ہوگی کہ پاک ہے تو اے اللہ! ان کی دعا یہ ہوگی کہ سلامتی ہو اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اس پر ہوگا کہ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔

وَ أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٦٣﴾ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٦٤﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٦٥﴾ وَ طَلْحٍ مَّنْضُودٍ ﴿٦٦﴾

اور داہنے ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے، وہ بغیر کانٹوں کی بیڑیوں اور تہ بہ تہ کیوں

وَ ظِلٍّ مَّبْدُودٍ ﴿٦٧﴾ وَ مَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٦٨﴾ وَ فَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٦٩﴾ لَا مَقْطُوعَةٍ ﴿٧٠﴾

اور لمبے لمبے سایوں اور بہتے ہوئے پانیوں اور بکثرت پھلوں میں، جو نہ ختم ہوں نہ روک لیے جائیں

وَ لَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٧١﴾ وَ فُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٧٢﴾ إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً ﴿٧٣﴾

اور اونچے اونچے فرشوں میں ہوں گے، ہم نے ان (کی بیویوں کو) خاص طور پر بنایا ہے

فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٧٤﴾ عُرْبًا أَتْرَابًا ﴿٧٥﴾ لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٧٦﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٧٧﴾

اور ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا ہے، محبت والیاں اور ہم عمر ہیں دائیں ہاتھ والوں کے لیے ہیں، جم غفیر ہے انہوں میں سے

وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٧٨﴾ (الواقعة ۷۷ تا ۲۰۴)

اور بہت بڑی جماعت ہے پچھلوں میں سے۔

اصحابِ یٰمِین اور ان پر انعامات :

سابقین کے بعد ان سے کم درجہ اصحابِ یٰمِین کا ذکر فرمایا کہ اور دائیں بازو والے عالی مرتبہ صالح لوگوں کی خوش نصیبی اور نیک بختی کا کیا کہنا جن کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں تھائے جائیں گے، وہ جنتوں میں بغیر کانٹوں والے اعلیٰ درجے کے ذائقے والے بیروں کے درختوں کے نیچے جن کے پھلوں کے بوجھ سے ان کے تنے جھکے جاتے ہوں گے، اور تہہ بر تہہ چڑھے ہوئے کیلوں، اور سرسبز و شاداب درختوں کے دور تک پھیلے ہوئے گھنے سایوں میں ہوں گے جہاں نہ سورج آئے نہ گرمی ستائے، جیسے فرمایا

... وَوَدُّدُ خَلْفَهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ﴿٥٤﴾

ترجمہ: اور انہیں ہم گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

... أَكْلُهَا دَائِبٌ وَظِلُّهَا ... ﴿٣٥﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: اس کے پھل دائمی ہیں اور اس کا سایہ لازوال۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلِّ وَعُيُونٍ ﴿٣٦﴾ ﴿٣﴾

ترجمہ: متقی آج سایوں اور چشموں میں ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يُبَلِّغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةً، يُسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ، لَا يَقْطَعُهَا، وَأَقْرَأُوا إِنَّ شِئْتُمْ: {وَوَظِلٌّ مَّجْدُودٍ} ﴿٥٤﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے ایک درخت کے سائے کی لمبائی کے بارے میں فرمایا جنت میں ایک درخت طویل ہوگا (اتنا بڑا کہ) ایک گھڑ سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلتا رہے گا تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا اگر تمہارا جی چاہے تو آیت ”اور لمبے لمبے سایوں۔“ کی قرأت کر لو۔ ﴿٥٤﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کا کوئی درخت ایسا نہیں جس کا تناسو نے کا نہ ہو۔ ﴿٥٤﴾

١] النساء: ٥٤

٢] الرعد: ٣٥

٣] المرسلات: ٣١

٤] الواقعة: ٣٠

٥] صحیح بخاری تفسیر سورہ الواقعہ باب قَوْلِهِ وَوَظِلٌّ مَّجْدُودٌ، ٢٨٨١، صحیح مسلم کتاب الجنة باب إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةً يُسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ٣٨٤٧، جامع ترمذی ابواب الجنة باب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَجْرِ الْجَنَّةِ، ٢٥٢٣، سنن ابن ماجہ کتاب الزهد باب صِفَةِ الْجَنَّةِ، ٢٣٣٥، مسند احمد، ٩٦٥٠، مسند البزار، ٨٣٥٣، مسند ابی یعلیٰ، ٥٨٥٣، سنن الدارمی، ٢٨٨٠، شرح السنة للبغوی، ٢٣٤٠

٦] جامع ترمذی کتاب صفة الجنة باب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَجْرِ الْجَنَّةِ، ٢٥٢٥، صحیح ابن حبان، ٤٧١٠، مسند ابی یعلیٰ، ٦١٩٥

اور ہر دم رواں نھرے پانی، دودھ، شہد و انواع و اقسام کی شرابوں اور ہر وقت دستیاب اور بے روک ٹوک ملنے والے قسم قسم کے بکثرت پھلوں جو دنیاوی ہم شکل ہوں گے مگر ذائقہ بالکل مختلف ہوگا، جیسے فرمایا

... كُلَّمَا رَزَقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ رَزَقُوا قَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَنْتُمْ بِهَا مُتَشَابِهًا... ۲۵ ﴿۱﴾

ترجمہ: ان باغوں کے پھل صورت میں دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہونگے جب کوئی پھل انہیں کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیے جاتے تھے۔

اور ہر طرح کے بکثرت میوہ جات ہوں گے، جیسے فرمایا

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مِمَّا يَدْعُونَ ﴿۲۶﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: ان کے لئے جنت میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور بھی جو کچھ وہ طلب کریں۔

لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۲۷﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: یہاں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے رہو گے۔

يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿۲۸﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: وہاں وہ پورے امن و اطمینان کے ساتھ ہر طرح کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہونگے۔

اور مرصع و اونچی راحت و آرام دینے والی نشست گاہوں میں ہوں گے، ہم ان کی دنیاوی نیک بیویوں کو جو کالی کلوٹی اور بڑھیا پھوس تھیں خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں جوان، حسین و جمیل اور کنواری و شیزائیں بنا دیں گے،

عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: أَتَيْتُ عَجُوزًا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ. فَقَالَ: يَا أُمَّ فُلَانٍ، إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَدْخُلُهَا عَجُوزٌ. قَالَ: فَوَلَّتْ تَبْكِي، قَالَ: أَخْبِرُوهَا أَنَّهَا لَا تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوزٌ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿إِنَّا أَنْشَأْنَا هُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا﴾

الحسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک بڑھیا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میرے حق میں جنت کی دعا فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام فلاں جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا اسے بتاؤ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”ہم انہیں خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور کنواری بنا دیں گے۔“ ﴿۲۸﴾

عَنْ أُمِّ سَامَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْشَأَ الدُّنْيَا أَفْضَلَ أَمْ الْحُورِ الْعِينِ؟ قَالَ: بَلَىٰ نِسَاءَ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ

﴿۱﴾ البقرة ۲۵

﴿۲﴾ یسین ۷۵

﴿۳﴾ الزخرف ۷۳

﴿۴﴾ الدخان ۵۵

﴿۵﴾ الشہائل الترمذی ۲۳۰، شرح السنة للبعوی ۳۶۰۶، تفسیر ابن کثیر ۵۳۲/۷

كَفْضِلِ الظَّهَارَةَ عَلَى الْبَطَانَةِ . قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَبِمَا ذَاكَ؟ قَالَ: بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ اللَّهُ أَلْبَسَ اللَّهُ وَجُوهُهُنَّ الثَّوْرَ، وَأَجْسَادَهُنَّ الْحَرِيرَ بِيضَ الْأَلْوَانِ حُضْرَ الْقِيَابِ صَفْرَاءَ الْحُلِيِّ مَجَامِرُهُنَّ الذَّرُّ وَأَمْشَاطُهُنَّ الذَّهَبُ يَقْلُنَ: أَلَا نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوتُ أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبُؤُسُ أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلَا نَنْظَعُنُ أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ أَبَدًا طُوبَى لِمَنْ كُنَّا لَهُ وَكَانَ لَنَا ،

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ہے اللہ کے رسول ﷺ! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حور عین؟ فرمایا دنیا کی عورتیں حور عین سے بہت افضل ہیں جیسے استر سے ابر، بہتر ہوتا ہے، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کیوں افضل ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ نماز، روزہ اور اللہ کی عبادت کی وجہ سے افضل ہوں گی، اللہ نے ان کے چہرے نور سے، ان کے جسم ریشم سے سنوار دیئے ہیں، سفید ریشم، سبز ریشم اور زرد ریشم اور زرد سنہرے زیور، بخوردان موتی کے اور کنگھیاں سونے کی اور وہ کبھی رہیں گی، ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی مریں گی نہیں ہم ناز و نعمت والیاں ہیں کہ کبھی سفر میں نہیں جائیں گی، ہم اپنے خاندانوں سے خوش رہنے والیاں ہیں کہ کبھی روٹھیں گی نہیں اور خوش نصیب ہیں ہم کہ ان کے لیے ہیں اور خوش نصیب ہیں ہم کہ ان کے لیے ہیں

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْمَرْأَةُ مِمَّا تَزَوَّجُ الزَّوْجَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ ثُمَّ تَمُوتُ فَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَيَدْخُلُونَ مَعَهَا مَنْ يَكُونُ زَوْجَهَا؟ قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّمَا تَخْتَارُ أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا فَتَقُولُ: أَيُّ رَبِّ إِنَّ هَذَا كَانَ أَحْسَنَهُمْ مَعِيَ خُلُقًا فِي دَارِ الدُّنْيَا فَزَوْجِيهِ، يَا أُمَّ سَلَمَةَ ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر کسی عورت کے دنیا میں کئی شوہر رہ چکے ہوں اور سب جنت میں جائیں تو وہ ان میں سے کس کو ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جسے چاہے چن لے اور وہ اس شخص کو چنے گی جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا تھا، وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ اے رب! اس کا ہر تاؤ میرے ساتھ سب سے اچھا تھا اس لئے مجھے اسی کی بیوی بنا دے، اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! حسن اخلاق دنیا اور آخرت کی ساری بھلائی لوٹ لے گیا ہے۔^(۱)

یہ عورتیں اپنے شوہر کی ہم عمر، نسوانی جذبات سے لبریز اور اپنے شوہر کو دل و جان سے چاہنے والی ہوں گی، اور خاوند بھی انہیں ان کے حسن و جمال، ناز واداء، مترنم آواز اور محبت کی وجہ سے محبوب رکھیں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَنْطَأُ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ دَخِمًا دَخِمًا، فَإِذَا قَامَ عَنْهَا رَجَعَتْ مُطَهَّرَةً بِكْرًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے پوچھا ہے اللہ کے رسول ﷺ! کیا جنت میں جنتی لوگ جماع بھی کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، قسم اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! خوب اچھی طرح بہترین طریق پر جب الگ ہو گا وہ اسی وقت پھر پاک

وصاف اچھوتی باکرہ بن جائے گی۔^(۲)

المعجم الكبير للطبراني ۸۷۰

صحيح ابن حبان ۷۴۰۲

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجَمَاعِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ قَالَ: يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مؤمن کو جنت میں اتنی اتنی عورتوں کے پاس جانے کی قوت عطا کی جائے گی، انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اتنی طاقت رکھے گا؟ فرمایا ایک سو آدمیوں کے برابر اسے قوت ملے گی۔^①

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْصِلْ إِلَى نِسَائِنَا فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لِيَصِلَ فِي الْيَوْمِ إِلَى مِائَةِ عَذْرَاءٍ ابْوَهْرِيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَ مَرُوِي هَ عَرَضَ كِي كِي اَ اللّٰه كَ رَسُو لَ ﷺ ! كِي اَ جَنَّت مِي لِم اِ بِنِي عُو رَتُو لِم سَ مَقَارِبَت كَرِي سَ ؟ فَرَمَا يَامِر دَا كِي دِن مِي لِم سُو كُو نَا رِي دُو شِي زَا وَا لِم سَ مَقَارِبَت كَرِي سَ .^②

یہ کچھ دائیں بازو والوں کے لئے ہے، وہ اگلوں میں سے بہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے بھی بہت۔

وَ أَصْحَابُ الشَّمَالِ ۗ مَا أَصْحَابُ الشَّمَالِ ۗ فِي سَمُوْمٍ ۗ وَ حَيْمٍ ۗ وَ ظِلِّ

اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں بائیں ہاتھ والے، گرم ہوا اور گرم پانی میں (ہوں گے) اور سیاہ دھوئیں کے

مَنْ يَحْمُوْمٍ ۗ لَا بَارِدٍ ۗ وَ لَا كَرِيْمٍ ۗ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۗ

سائے میں جو نہ ٹھنڈا ہے نہ فرحت بخش، بیشک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں سے پلے ہوئے تھے

وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلٰى الْحِنْتِ الْعَظِيْمِ ۗ وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۗ اِيْذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا

اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے تو کیا ہم

وَ عِظَامًا ؕ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۗ اَوْ اَبَاوُنَا الْاَوْلَادُ ۗ قُلْ اِنَّ الْاَوْلٰٓئِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ۗ

دوبارہ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے اور کیا ہمارے گلے باپ دادا بھی؟ آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے

لَمَجْمُوْعُوْنَ ۗ اِلٰى مِيْقَاتٍ يُّوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۗ ثُمَّ اِنَّكُمْ اِيْهَا الضَّالُّوْنَ الْمَكْدُوْبُوْنَ ۗ

ضرور جمع کئے جائیں گے ایک مقرر دن کے وقت، پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو!

لَا اَكُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زُقُوْمٍ ۗ فَبَالُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۗ فَشَرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنْ

البتہ کھانے والے ہو تھوہر کا درخت، اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو،

① جامع ترمذی کتاب صفة الجنة باب ما جاء في صفة جماع أهل الجنة ۲۵۳۶

② المعجم الاوسط للطبرانی ۵۲۶۷، سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها ۳۶۷

الْحَبِيبِ ﴿۵۷﴾ فَشَرِبُونَ شُرْبَ الْهَيْمِ ﴿۵۸﴾ هَذَا نَزَّلَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴿۵۹﴾ (الواقعة ۵۶ تا ۵۹)

پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح، قیامت کے دن ان کی مہمانی یہ ہے۔

اصحاب شمال اور عذاب الہی:

اصحاب یمن کے بعد فرمایا عرش کے بائیں جانب کھڑے بد بخت فاسقین لوگوں کی بد نصیبی، ذلت و مسکنت کا کیا ٹھکانا، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤَصَّدَةٌ ﴿۲۰﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا وہ بائیں بازو والے ہیں ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی۔

جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَأَى ظَهْرَهُ ﴿۲۵﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا ﴿۲۶﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا۔

وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ﴿۲۷﴾ فَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ أُوتِ كِتَابِيهِ ﴿۲۸﴾ وَلَمْ أَذْرِ مَا حِسَابِيهِ ﴿۲۹﴾ يَلَيْتَنِي كَانَتْ

الْقَاضِيَةَ ﴿۳۰﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيهِ ﴿۳۱﴾ هَلْكَ عَنِّي سُلْطَانِيهِ ﴿۳۲﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے، کاش میری وہی موت ﴿۳۰﴾ (جو دنیا میں آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی، آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔

وہ لو کے سخت تپھیروں اور سخت کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے جو ان کی انتزیوں کو کاٹ کر رکھ دے گا، جیسے فرمایا

... كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿۱۵﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: (کیا وہ شخص جس کے حصہ میں یہ جنت آنے والی ہے) ان لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔

اور جہنم کی بولناک آگ کے کالے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہو گا نہ آرام دہ، جیسے فرمایا

إِنظَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿۱۶﴾ إِنظَلِقُوا إِلَىٰ ظِلِّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ﴿۱۷﴾ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ

اللَّهَبِ ﴿۱۸﴾ إِنَّهَا تَرْتَجِي بَشِيرًا كَالْقَصْرِ ﴿۱۹﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: چلو اس سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے، نہ ٹھنڈک پہنچانے والا اور نہ آگ کی لپٹ سے بچانے والا، وہ آگ محل جیسی بڑی

۱۔ البلد ۱۹، ۲۰

۲۔ الانشقاق ۱۰،

۳۔ الحاقة ۲۵ تا ۲۹

۴۔ محمد ۱۵

۵۔ المرسلات ۳۹ تا ۳۲

چنگاریاں پھینکے گی (جو اچھلتی ہوئی یوں محسوس ہوں گی) گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں۔

یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی عطا کردہ ان گنت نعمتوں پر اتر آگئے، دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں منہمک ہو کر اپنے خالق کو بھول گئے اور عیش و عشرت اور آسائشوں کی زندگی میں ڈوب کر نعمتوں پر شکر گزار ہونے کے بجائے کافر نعمت بن گئے اور کفر و شرک اور دہریت پر قائم رہے اور دوسروں کو بھی سیدھی راہ سے روکتے رہے، اور اللہ کی ہر سو بکھری نشانیوں اور نازل کردہ واضح دلائل و براہین کے باوجود فسق و فجور میں ڈوب کر کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟ جیسے فرمایا

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّآبَاءُنَا إِنَّمَا كُنَّا مَعَهُمْ قَبْلُ ۗ إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: یہ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟ یہ خبریں ہم کو بھی بہت دی گئی ہیں اور پہلے ہمارے آبا و اجداد کو بھی دی جاتی رہی ہیں، مگر یہ بس افسانے ہی افسانے ہیں جو اگلے وقتوں سے سنتے چلے آ رہے ہیں۔

قَالُوا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ۖ إِنَّا كَالْمَبْعُوثُونَ ﴿۱۹﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا مَحْنًا وَّآبَاءُنَا هَذَا مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ ہم نے بھی یہ وعدے بہت سنے ہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی سنتے رہے ہیں یہ محض افسانہ پاریں ہیں۔

عِظَامًا وَّكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ۖ إِنَّا كَالْمَدِينُونَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: کیا واقعی جب ہم مر چکے ہوں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہمیں جزا و سزا دے جائے گی؟

وَقَالُوا إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرَفَاتًا ۖ إِنَّا كَالْمَبْعُوثُونَ ۗ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿۲۲﴾

ترجمہ: وہ کہتے ہیں جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟

اور کیا ہمارے وہ باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟ جیسے فرمایا

أَوْ آبَاءُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: اور کیا ہمارے اگلے وقتوں کے آبا و اجداد بھی اٹھائے جائیں گے؟

اے نبی! ان لوگوں سے کہو یقیناً گزری ہوئی اور آئندہ آنے والی تمام مخلوق ایک مقررہ دن اپنے اعمال کی جو ابد ہی اور جزا و سزا کے لئے ضرور جمع

۱ النمل ۶۸، ۶۷

۲ المؤمنون ۸۳، ۸۴

۳ الصافات ۵۳

۴ بنی اسرائیل ۲۹

۵ الصافات ۷۷

کیے جانے والے ہیں، جیسے فرمایا

قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: ان سے کہو ہاں، اور تم (اللہ کے مقابلے میں) بے بس ہو۔

پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو! تم بھوک کی شدت سے مغلوب ہو کر نہایت بد ذائقہ اور تلخ درخت زقوم (تھوہر کا درخت) کی غذا کھانے والے ہو جو کہ جنہم کی دکتی ہوئی آگ میں آگے گا، جیسے فرمایا

أَذِلَّكَ حَيْثُ نُزِّلَا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: بولو، یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت۔

اسی سے تم پیٹ بھرو گے مگر یہ گلے سے نیچے نہ اترے گا اور اوپر سے کھولتا ہو پانی پیاس کی بیماری والے اونٹوں کی طرح پیو گے، مگر تمہاری پیاس دور نہ ہوگی، بطور استہزاء کے فرمایا یہ ہے بائیں والوں کی ضیافت کا سامان روز جزا میں۔

وَأَبُو جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ، لَمَّا ذَكَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ تَحْوِيفًا بِهَا لَهُمْ، قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، هَلْ تَذَرُونَ مَا شَجَرَةُ الزَّقُّومِ الَّتِي يُخَوِّفُكُمْ بِهَا مُحَمَّدٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: عَجْوَةٌ يَثْرِبُ بِالزُّبَيْدِ، وَاللَّهِ لَئِنْ اسْتَمَكْنَا مِنْهَا لَنَتَزَقَّمَهَا تَزَقُّمًا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ

تَعَالَى فِيهِ: إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ، طَعَامُ الْأَثِيمِ، كَأَلْمَهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ.

جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں مجملہ عذاب دوزخ کے زقوم کے درخت کا ذکر فرمایا تو ابو جہل بن ہشام نے استہزاء الہجہ میں کہا اے گمراہ قریش! تم جانتے ہو کہ زقوم کیا چیز ہے جس سے محترم کو خوف دلاتے ہیں؟ قریش نے کہا ہم کو خبر نہیں کہ وہ کونسا درخت ہے، ابو جہل بن ہشام نے کہا وہ مدینہ کی کھجوریں مسکہ کے ساتھ ہیں اللہ کی قسم! اگر ہم وہاں (یعنی دوزخ میں) گئے تو اسی کو زقوم بنادیں گے، تو اللہ تعالیٰ نے اس بیہودہ گوئی کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی، ”زقوم کا درخت، گناہگاروں کا کھانا ہوگا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے تیل کی تچھلت جیسا کھولتا ہو پانی جوش کھاتا ہے۔“

جبکہ متعین کے بارے میں فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۲۰﴾ خُلِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۲۱﴾

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان کی میزبانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی اس جگہ سے نکل کر کہیں جانے کو ان کا جی نہ چاہے گا۔

۱ الصافات ۱۸

۲ الصافات ۲۳

۳ ابن ہشام ۳۶۲، الروض الانف ۲۰/۳، سبیل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۷۰/۲۴

۴ الکہف ۱۰۸، ۱۰۷

نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ﴿۵۷﴾ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ ﴿۵۸﴾ أَلَمْ نَكُنْ

ہم ہی نے تم سب کو پیدا کیا ہے پھر تم کیوں باور نہیں کرتے؟ اچھا پھر یہ تو بتلاؤ کہ جو مٹی تم ٹپکاتے ہو کیا اس کا (انسان) تم

تَخْلُقُونَهَا أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿۶۰﴾

بناتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہی ہیں؟ ہم ہی نے تم میں موت کو متعین کر دیا ہے اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں

عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۱﴾

کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور پیدا کر دیں اور تمہیں نئے سرے سے اس عالم میں پیدا کریں جس سے تم (بالکل) بے خبر ہو،

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۶۲﴾ (الواقعة ۷۷-۶۲)

تمہیں یقین طور پر پہلی دفعہ کی پیدائش معلوم ہی ہے پھر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اپنے وجود کو بطور گواہ پیش کیا اور ان دلائل پر غور و فکر کی دعوت دی کہ اے لوگو! تم یہ تو تسلیم کرتے ہی ہو کہ اس عظیم الشان کائنات کا اور تمہارا خالق اللہ وحدہ لا شریک ہی ہے، تو پھر اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے کہ وہی ہی تمہارا رب اور معبود ہے، کبھی تم نے غور کیا کہ غلیظ و بدبودار پانی کا ایک حقیر قطرہ جو تم عورت سے مباشرت کرتے وقت اس کے رحم میں ڈالتے ہو اس تاریک جگہ میں درجہ بدرجہ نشوونما پا کر انسانی شکل و صورت، خوبصورت خدوخال، متناسب جسم والا بچہ تم بناتے ہو یا اس کے بنانے کی قدرت خالق کل اللہ رب العزت کو ہے؟ جب انسان اللہ کا تخلیق کردہ ہے اور اللہ ہی نے اسے عقل و شعور، حیرت انگیز ذہنی و جسمانی صلاحیتیں و قوتیں عطا فرما کر دنیا میں بھیجا ہے اور اسی نے ہی انسان کی پیدائش سے پہلے اس کے رزق اور پرورش کا بندوبست کر دیا ہے تو مخلوق کو کیا حق ہے کہ خالق کے مقابلے میں آزادی اور خود مختاری کا دعویٰ کرے اور اپنے خالق و مالک اور رازق کی بارگاہ میں سر جھکانے اور اس کی بندگی کے گن گانے کے بجائے دوسری مخلوقات کی پرستش کرے جو اسے فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، بلکہ وہ تو خود اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں، جیسے فرمایا قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۗ ۱۶۔۔۔ ﴿۶۱﴾ ﴿۶۲﴾

ترجمہ: ان سے پوچھو آسمان و زمین کا رب کون ہے؟ کہو، اللہ، پھر ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے اسے چھوڑ کر ایسے معبودوں کو اپنا کارساز ٹھہرایا جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّا يُخْلِقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ﴿۶۱﴾ ﴿۶۲﴾

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان

کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

تو کیا اللہ کو چھوڑ کر کسی اور ذات کی پرستش عقل و دانش کے تقاضوں کے سراسر خلاف نہیں؟ جو قادر مطلق اس عظیم الشان کائنات کا خالق ہے

جو ایک معمولی پانی کے قطرے سے مرد و عورتوں کو پیدا کر رہا ہے، جیسے فرمایا

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۝ أَلَمْ يَكْ نُطْفَئِهِ مِنْ مَنِيٍّ يُُمْتَسِّ ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝ ط ۝

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکا جاتا ہے؟ پھر وہ

ایک لو تھڑا بنا پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضا درست کیے پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں۔

جو آسمان وزمین سے ان کے رزق اور پرورش کا بند و بست فرما رہا ہے کیا اس کے لئے انہیں دوبارہ زندہ کر دینا مشکل کام ہے۔

اور فرمایا کہ تمہاری پیدائش کی طرح تمہاری موت بھی ہمارے اختیار میں ہے اور ہم نے ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس سے کوئی تجاویز نہیں کر سکتا۔

انسان کو دوسری دلائل پیش کی کہ تمہاری پیدائش کی طرح تمہاری موت بھی ہمارے اختیار میں ہے۔

مسئلہ تقدیر:

اللہ تعالیٰ نے بنیادی اسلامی عقیدہ مسئلہ تقدیر کو مختلف تعبیرات سے پیش کیا ہے، مگر معتزلہ، قدریہ، دہریہ اور منکرین حدیث وغیرہ اس

کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہوں پر اس کا ذکر فرمایا، تعبیر اول میں مادہ قدر کا استعمال کرتے ہوئے فرمایا

... وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرَهُ تَقْدِيرًا ۝ ط ۝

ترجمہ: جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

سورج کی تقدیر اور چاند کی منازل کی تقدیر کا ذکر فرمایا

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَرْنَاهُ مَنَازِلَ ۝ ط ۝

ترجمہ: اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے اور چاند اس کے لئے ہم نے منزلیں

مقرر کر دی ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

... وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ۝ ط ۝

۱ القیامۃ ۳۶ تا ۳۹

۲ الفرقان ۲

۳ یسین ۳۸، ۳۹

۴ الرعد ۸

ترجمہ: ہر چیز کے لئے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿۳۹﴾^۱

ترجمہ: ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔

... قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۴۰﴾^۲

ترجمہ: اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔

... وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدْرًا مُّقَدَّرًا ﴿۴۱﴾^۳

ترجمہ: اور اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔

اسی طرح مادہ قضا کے ساتھ بعض فرامین فرمائے۔

... قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ﴿۴۲﴾^۴

ترجمہ: فیصلہ ہو گیا اس بات کا جو تم پوچھ رہے تھے۔

... وَكَانَ أَمْرًا مُّقْضِيًّا ﴿۴۳﴾^۵

ترجمہ: اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔

... كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مُّقْضِيًّا ﴿۴۴﴾^۶

ترجمہ: یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کا ذمہ ہے۔

تعبیر سوم میں مادہ کتاب، یعنی ہر بات اللہ نے پہلے سے لکھ رکھی ہے، اور اس کتاب کا نام لوح محفوظ، کتاب مکنون، کتاب مبین اور ام الکتاب

ہے، اس کے متعلق بہت سی آیات ہیں۔

... وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ --- ﴿۴۵﴾^۷

ترجمہ: جو لطف اللہ نے تمہارے لئے جائز کر دیا ہے اسے حاصل کرو۔

۱ القمر ۲۹

۲ الطلاق ۳

۳ الاحزاب ۳۸

۴ یوسف ۴۱

۵ مریم ۲۱

۶ مریم ۷۱

۷ البقرة ۱۸۷

قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا... ⑤

ترجمہ: ان سے کہو ہمیں ہرگز کوئی (برائی یا بھلائی) نہیں پہنچے گی مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے۔

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ... ⑥

ترجمہ: کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (یعنی نوشتہ تقدیر) میں لکھ نہ رکھا ہو۔

وَلَوْ لَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمُ فِي الدُّنْيَا... ⑦

ترجمہ: اگر اللہ نے ان کے حق میں جلا وطنی نہ لکھ دی ہوتی تو دنیا ہی میں وہ انہیں عذاب دے ڈالتا۔

... وَلَا رَظْبٍ وَلَا يَأْسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ⑧

ترجمہ: خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلُّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ⑨

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سو نپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

... لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ⑩

ترجمہ: ام کتاب اسی کے پاس ہے۔

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ⑪

ترجمہ: ہم نے اس سے پہلے جس بستی کو بھی ہلاک کیا ہے اس کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی تھی۔

وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ⑫

مَسْطُورًا ⑬

① التوبة ۵۱

② الحديد ۲۲

③ الحشر ۳

④ الانعام ۵۹

⑤ هود ۶

⑥ الرعد ۳۸

⑦ الحجر ۲

⑧ بنی اسرائیل ۵۸

ترجمہ: اور کوئی بستی ایسی نہیں ہے جسے ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا سخت عذاب نہ دیں، یہ نوشتہ الہی میں لکھا ہوا ہے۔

﴿۲۹﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ آخِضِينَهِ فِي كِتَابٍ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی۔

... وَكُلُّ شَيْءٍ آخِضِينَهِ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے۔

اور حدیث جبریل میں رسول اللہ ﷺ نے ایمان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا

قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْمِيزَانَ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ

خَيْرِهِ وَشَرِّهِ اِيْمَانُ يَهِيَ هَكَه تَوَالِدُ پَرَا س كَه فَرَشْتَوُ پَرَا س كِي كِتَابُو پَرَا س كَه رَسُو لُو پَرَا ر جَنَتِ اَوْر دُو زَخِ پَرَا ر مِيْزَانَ پَرَا ر بَعْثِ

بَعْدَ الْمَوْتِ پَرَا اِيْمَانُ لَائِي، نِيْز تُو اَس كِي اِجْمِي اَوْر بَرِي تَقْدِي رِي پَرَا اِيْمَانُ لَائِي۔ ﴿۳۲﴾

اور ہم اس سے مغلوب اور عاجز نہیں ہیں کہ تمہارے کفر و شرک اور بد اعمالیوں کے سبب تمہاری موجودہ صورتیں بدل کر تمہیں بندر اور

خنزیر بنادیں اور تمہاری جگہ تمہاری شکل و صورت اور کچھ دوسری صفات و خصوصیات کی دوسری مخلوق پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے، اپنی

پہلی پیداائش کو تو تم جانتے ہو کہ کیسے پیدا کیے گئے تھے، پھر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے؟ کہ جس اللہ کی قدرت سے پیداائش اور موت کا

یہ معجزہ شب و روز ہو رہا ہے، جو ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو آسمان و زمین سے رزق عطا فرما رہا ہے کیا یہ اس کی قدرت و اختیار سے باہر ہے کہ مرنے

کے بعد جب تم مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاؤ وہ تمہیں دوبارہ زندہ کر دے، جیسے فرمایا

﴿۳۳﴾ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ۔۔۔ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لئے آسان تر ہے۔

أَوَلَمْ يَرِ الْإِنْسَانَ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿۳۵﴾ وَصَرَّبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ

يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿۳۶﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ﴿۳۷﴾ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح جھگڑا لو بن کر کھڑا ہو گیا؟ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے

اور اپنی پیداائش کو بھول جاتا ہے کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟ اس سے کہو انہیں وہی زندہ کرے

﴿۱﴾ النبا ۲۹

﴿۲﴾ یسین ۱۲

﴿۳﴾ السنن الصغیر للبیہقی ۱۰، صحیح مسلم کتاب الایمان باب معرفة الایمان، والإسلام، والقدر وعلامة الساعة ۹۳، سنن

ابوداؤد کتاب السنة باب في القدر ۴۶۹۵، صحیح ابن حبان ۱۷۳

﴿۴﴾ الروم ۲۷

﴿۵﴾ یسین ۷۷ تا ۷۹

گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔
ایک مقام پر حیات بعد الموت کے دلائل یوں پیش کیے۔

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ﴿٣٨﴾ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُُمْتَسَقٍ ﴿٣٩﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٤٠﴾ فَعَجَلَ
مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿٤١﴾ أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِيرٍ عَلَىٰ أَنْ يُمْسَخَ الْبَعُوثُ ﴿٤٢﴾ ﴿٤١﴾

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہل چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے؟ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضاء درست کیے پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مرنے والوں کو پھر سے زندہ کر دے۔

اور تمہارے اعمال کی جواب طلبی کرے اور حسب اعمال جنت و دوزخ میں ڈال دے۔

أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرَثُونَ ﴿٤٣﴾ ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهَا أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ﴿٤٤﴾ لَوْ نَشَاءُ

اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں، اگر ہم چاہیں تو اسے

لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٤٥﴾ إِنَّا لَبَغْرُمُونَ ﴿٤٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٤٧﴾

ریزہ ریزہ کر ڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ باتیں بناتے ہی رہ جاؤ کہ ہم پر تاوان ہی پڑ گیا بلکہ ہم بالکل محروم ہی رہ گئے،

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٤٨﴾ ءَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿٤٩﴾

اچھا یہ تو بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں

لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٥٠﴾ أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿٥١﴾

اگر ہماری منشا ہو تو ہم اسے کڑوا کر دیں پھر ہماری شکر گزاری کیوں نہیں کرتے؟ اچھا ذرا یہی بتاؤ کہ جو آگ تم سلگاتے ہو

ءَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِئُونَ ﴿٥٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذَكُّرًا وَوَسِيلًا

اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں، ہم نے اسے سب نصیحت اور مسافروں کے

لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٥٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٥٤﴾ (الواقعة ۶۳ تا ۷۴)

فائدے کی چیز بنایا، پس اپنے بہت بڑے رب کے نام کی تسبیح کیا کرو۔

انسان کو ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ کبھی تم نے سوچا، یہ بیج اور گھٹلیاں جو تم زمین میں بوتے ہو ان سے انواع و اقسام کی اجناس، سبزیاں، جانوروں کے چارے اور قسم قسم کے پھل تم اپنے کسی ہنر یا چھو منتر سے اگاتے ہو یا تمہارے معبودوں میں یہ قدرت ہے

یا ان لہلہاتی کھیتیوں اور باغات کو اگانے والا اللہ قادر مطلق ہے؟ یعنی جس طرح مرد و عورت کے ایک حقیر نطفہ سے ایک مکمل بچہ اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے جس میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے اسی طرح ایک مردہ بیج یا گھٹلی جو تم زمین میں چھپا دیتے ہو اسے نشوونما دے کر لہلہاتی کھیتیوں اور باغات میں تبدیل کر دینے والا بھی اللہ وحدہ لا شریک ہی ہے تو پھر کیا اللہ مرنے کے بعد انسانوں کو زندہ کر دینے کی قدرت نہیں رکھتا؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُولَنَّ زَرْعَتْ وَلَكِنْ قُلْ حَرَّثْتُ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَلَمْ تَسْمَعْ إِلَى قَوْلِ اللَّهِ: {أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ} ①

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ نہ کہو کہ میں نے اگایا ہے بلکہ یہ کہو کہ میں نے کاشت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے یہ ارشاد باری تعالیٰ نہیں سنا ” کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم ہوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں؟“ ②

اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان ہری بھری کھیتیوں اور گھنے باغات کو جن سے تم رزق حاصل کرتے ہو خشک کر کے بے نام و نشان کر دے تو تم حیرت سے منہ ہی سکتے رہ جاؤ اور اپنے نصیبوں کو کوستے ہوئے بھانت بھانت کی بولیاں بولو گے کہ ہماری تو کاشتکاری کی محنت اور بیج وغیرہ کا لگا ہوا سرمایہ ضائع ہو گیا ہم تو ہیں ہی بد قسمت کہ ہمیں ہمارے مال اور محنت کا کچھ صلہ نہیں ملا، اللہ نے تیسری حقیقت بیان فرمائی کہ کبھی تم لوگوں نے غور و فکر کیا ہے کہ یہ شیریں پانی جس سے تم پائیزگی حاصل کرتے ہو، جسے تم اور تمہارے جانور پیٹتے ہو، اپنی کھیتیوں اور باغات کو سیراب کرتے ہو، جس کے بغیر نہ تم زندہ رہ سکتے ہو نہ تمہارے جانور اور نہ ہی کھیتیاں نشوونما پا سکتی ہیں اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا بارش کے دیوتاؤں کا کرشمہ ہے یا اللہ نے اپنی قدرت و حکمت سے اس کو برسایا ہے؟ اور اسی قدرت سے روئے زمین پر اور زمین کے نیچے اس پانی سے بہتے ہوئے دریا اور ابلتے ہوئے چشمے بن جاتے ہیں، اگر اللہ قادر مطلق چاہے تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دے، پھر نہ تم نہ تمہارے جانور اسے پی سکیں گے اور نہ ہی انواع و اقسام کی فصلیں اور چارے پیدا ہوں گے پھر اللہ کی اس عظیم نعمت پر اس کے شکر گزار کیوں نہیں ہوتے؟ جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ⑤ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ⑥ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ⑦

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے، وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے اس میں ایک بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

یعنی جس رب نے اپنی قدرت و حکمت سے تمہیں زمین سے رزق اور آسمان سے پانی مہیا کرنے کے انتظامات کیے ہوئے ہیں اسی کو اپنا معبود

① الواقعة: ۶۴

② تفسیر طبری ۲۳/۱۳۹

③ النحل ۱۰، ۱۱

اپنا رزاق اور مشکل کشا حاجت روا کیوں تسلیم نہیں کرتے؟

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ الْمَاءَ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَهُ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهِ، وَلَمْ يَجْعَلْهُ مَالِحًا لِحَاجَا بَدُنُونَا
ابو جعفر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ پانی پینے کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے تھے ”اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں میٹھا اور عمدہ پانی اپنی رحمت سے پلایا اور ہمارے گناہوں کے باعث اسے کھاری اور کڑوا نہیں بنا دیا۔“^(۱)

کبھی تم لوگوں نے اس پر بھی غور و فکر کیا ہے کہ درختوں کی لکڑی سے جو آگ جو تم سلاگاتے ہو اور اس کی حرارت پر کچی غذا میں پکا کر کھانا تیار کرتے ہو، اس سے روشنی حاصل کرتے ہو، سردیوں میں اپنے کمروں کو گرم کرتے اور تپتے ہو، اس درخت کو جلا کر کوئلہ تیار کرتے اور اس کوئلہ کی حرارت سے لوہا ڈھالتے ہو، اس کوئلہ کی گیس کو بھی کارخانوں میں حرارت کے لئے استعمال کرتے ہو اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا تمہارے کسی معبود نے پیدا کیا ہے یا اس کا پیدا کرنے والا اللہ وحدہ لا شریک ہے؟ پھر اللہ کی نعمتوں پر اس کے اطاعت گزار کیوں نہیں ہوتے، ہم نے اس کو یاد دینی کا ذریعہ بنا دیا ہے کہ اس آگ کو دیکھ کر جنم کی آگ کو یاد کرو جو اس آگ سے ستر گنا زیادہ حرارت والی ہے، اور جو نافرمانوں کے لئے تیار کی گئی ہے، اور اس آگ کو ہم نے حاجت مندوں کے لئے چاہے وہ امیر ہو یا فقیر، شہری ہو یا دیہاتی، مسافر ہو یا مقیم سامان زینت بنا دیا ہے،

يَقُولُ: الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلْبِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ

مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں میں تمام مسلمانوں کا برابر کا حصہ ہے گھاس، پانی اور آگ۔^(۲)

پس اے نبی! تم سب ہر وقت آپ نے عظیم الشان قدرتوں کے مالک اللہ وحدہ لا شریک، بے شمار صفات کے حامل رب العزت کی حمد و ستائش، پاکیزگی بیان کرتے رہو۔

فَلَا أُقْسِمُ بِسَوَاقِعِ النُّجُومِ ۗ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ۙ

پس میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گرنے کی، اور اگر تمہیں علم ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۚ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۚ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۚ

کہ بیشک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے جسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں،

تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۗ ۝۸۰ ۙ أَفَبِهَذَا الْحَدِيثِ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ ۙ

یہ رب العالمین کی طرف سے اترا ہوا ہے پس کیا تم ایسی بات کو سرسری (اور معمولی) سمجھ رہے ہو

﴿۱﴾ شعب الایمان ۴۱۲۴، تفسیر ابن ابی حاتم محققاً ۱۸۷۹۹، تفسیر الدر المنثور ۱۴/۷

﴿۲﴾ سنن ابوداؤد کتاب الاجارة باب فی منع الماء ۳۴۷۷

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ تُكذِّبُونَ ﴿۸۳﴾ (الواقعة ۷۵-۸۳)

اور اپنے حصے میں یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے پھرو۔

کیونکہ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو کاہن قرار دیتے تھے اور الزام لگاتے تھے کہ یہ کلام آپ پر جن اور شیاطین القا کر رہے ہیں، ان کے جھوٹے کمانوں کی تردید میں فرمایا کہ تمہارا یہ گمان قطعاً غلط ہے کہ اسے شیاطین نبی کریم ﷺ پر القا کرتے ہیں، قسم ہے تاروں اور سیاروں کے طلوع و غروب کی جگہوں، ان کی منزلوں اور ان کے مدار کی، اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے، یہ کلام کہانت یا جادو یا شاعری نہیں بلکہ ایک جلیل القدر قرآن ہے، جو سراسر حق ہے، جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، جو لوح محفوظ میں درج ہے اور ہر مخلوق کی دسترس سے بالاتر ہے، اور یہ تو ایسا پاکیزہ کلام ہے جسے ملائکہ کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام آفات، گناہوں اور عیوب سے پاک رکھا ہے،

وَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ: زَعَمْتُ كُفَّارًا فُرِيضًا أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ

ابن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کفار قریش کا خیال تھا کہ اس قرآن کو شیاطین لے کر نازل ہوئے ہیں۔^(۱)

اس کے جواب میں فرمایا شیاطین کو اس میں تغیر و تبدل، کمی و بیشی اور چوری کرنے کی قدرت حاصل نہیں جیسے فرمایا

وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿۸۱﴾ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ ﴿۸۲﴾ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۸۳﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْوُولُونَ ﴿۸۴﴾

ترجمہ: اس (کتاب مبین) کو شیاطین لے کر نہیں اترے ہیں نہ یہ کلام اس کو سمجھتا ہے اور نہ وہ ایسا کر ہی سکتے ہیں، وہ تو اس کی سماعت تک سے دور رکھے گئے ہیں۔

یہ کلام رب العالمین کا نازل کردہ ہے مگر اس جلیل القدر کلام کو تم معمولی اور سرسری سمجھ کر کوئی اہمیت نہیں دیتے اور اس عظیم الشان نعمت میں اپنا حصہ تم نے یہ رکھا ہے کہ اس پر ایمان لانے کے بجائے اسے شد و مد سے جھٹلاتے، تکذیب کرتے پھرتے ہو؟

فَلَوْ لَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ ﴿۸۲﴾ وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ﴿۸۳﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ

پس جبکہ روح نخرے تک پہنچ جائے اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے رہو، ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے

مِنْكُمْ وَ لَكِنْ لَا تَبْصُرُونَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْ لَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿۸۶﴾

بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے، پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں

تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَ رِيحَانٌ ﴿۸۹﴾

اور اس قول میں سچے ہو تو (ذرا) اس روح کو تولو ناؤ، پس جو کوئی بارگاہ الہی سے قریب کیا ہو گا اسے تو راحت ہے اور

وَجَنَّتْ نَعِيمٍ ۱۹ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۲۰ فَسَلَّمَ لَكَ

غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے، اور جو شخص داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے تو بھی سلامتی ہے تیرے لیے کہ

مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۲۱ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمَكْذِبِينَ الصَّالِينَ ۲۲

تو داہنے والوں میں سے ہے لیکن اگر کوئی جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہے

فَنُزِلٌ مِّنْ حَيْمٍ ۲۳ وَ تَصْلِيَةٌ جَهِيمٍ ۲۴ إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقٌّ الْيَقِينِ ۲۵

تو کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی ہے اور دوزخ میں جانا ہے، یہ خبر سراسر حق اور قطعاً یقینی ہے

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۲۶ (الواقعة: ۸۳-۹۶)

پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کر۔

عالم نزع کی بے بسی:

اگر سچ مچ تم کسی کے زیر فرمان نہیں ہو یعنی اگر اس کائنات کا کوئی خالق اور مدبر نہیں اور یہ خود بخود وجود میں آگئی ہے تو جب مرنے والے کی جان نزع سے تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور اس کے ورثا اور دوسرے لوگ قریب بیٹھے بے بسی سے روح کو پرواز کرتے دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن کوئی اسے ٹال سکنے یا اسے کوئی فائدہ پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا، جیسے فرمایا

كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۲۷ وَقِيلَ مَنْ سَئِجٌ ۲۸ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۲۹ وَالتَّتَمَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۳۰ إِلَىٰ رَبِّكَ

يَوْمَ مِيزَانٍ ۳۱ ۳۲ ترجمہ: ہرگز نہیں، جب جان حلق تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا اور آدمی سمجھ لے گا کہ یہ دنیا سے جدائی کا وقت ہے اور پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے گی، وہ دن ہو گا تیرے رب کی طرف روانگی کا۔

اس وقت تمہاری نسبت ہم اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، یعنی ہمارے بھیجے ہوئے کارندے، موت کے فرشتے مرنے والے کے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر روح قبض کرتے ہوئے تمہیں نظر نہیں آتے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۳۳ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا

يُفْقَرُونَ ۳۴ ۳۵

ترجمہ: اپنے بندوں پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعَلْنَاهُ مَأْتُوْسُوْسٍ بِهٖ نَفْسُهٗ ۝ وَنَحْنُ أَقْرَبُ اِلَيْهٖ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ ﴿۱۶﴾^{۱۶}
ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں، ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

پس یاد رکھو جس طرح اللہ جسم میں روح ڈالنے اور نکالنے پر بھی قادر ہے اسی طرح پھر دوبارہ تمہارے جسموں میں روح ڈال کر نئی زندگی دینے پر بھی قدرت رکھتا ہے، اگر تم اپنے قول میں سچے ہو کہ تم کسی کے زیر فرمان اور ماتحت نہیں ہو اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہونا اور میدان محشر میں جمع ہو کر اعمال کا حساب کتاب نہیں دینا تو اس قبض کی ہوئی روح کو بدن میں لوٹا کر دکھا دو، اگر تم ایسا کرنے سے عاجز ہو تو جان لو کہ محمد ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ حق اور سچ ہے اور یقیناً ایک دن آئے گا جس میں سب لوگ زندہ ہو کر اعمال کی جو ابدی کے لئے میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے اور اپنے اعمال کی جزائیاں لیں گے، اگر وہ مرنے والا مقربین، سابقین میں سے ہو تو اس کے لئے دنیا کے مصائب سے راحت اور عمدہ رزق اور انواع واقسام کی نعمتوں سے بھری جنت ہے، ان میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی بشر کے تصور میں ان کا گزر ہوا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخٰفُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبَشِرُوْا بِالْحَسَنَةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ مٰعْنٍ اَوْلٰٓئُوْكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۗ وَلكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهٰٓى اَنْفُسُكُمْ وَلكُمْ فِيْهَا مَا تَدْعُوْنَ ﴿۱۷﴾ نَزْلًا مِّنْ عَفْوٰرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۱۸﴾^{۱۷}

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کھاؤ اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہوگی، یہ ہے سامان ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۗ ۝ ﴿۱۹﴾^{۱۹}

ترجمہ: دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لئے بشارت ہی بشارت ہے۔

اور اگر وہ اصحاب یمن میں سے ہو تو موت کے وقت فرشتے اس کو سلامتی کی خوشخبری دیتے ہیں اور کہتے ہیں تو اصحاب الیمین میں سے ہے، اور اگر وہ کفر و نفاق میں مبتلا ہو، حق کی تکذیب کرنے والوں میں سے ہو تو روز قیامت جب وہ پیاس کی شدت سے پانی مانگے گا تو اس کی تواضع کے لئے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو آنتیں اور کھال تک جھلسا دے گا اور پھر جہنم میں جھونک دیا جائے گا جہاں آگ اسے چاروں

جانب سے گھیر لے گی، جیسے فرمایا

...وَأَنْ يَسْتَعِينُوا يُعَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۱۹﴾

ترجمہ: وہاں گروہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا، بدترین پینے کی چیز اور بہت بری آرام گاہ!۔

یہ سب قطعی حق ہے پس اے نبی ﷺ! اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ}، ﴿۱۹﴾، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ {سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى}، ﴿۲۰﴾، قَالَ: اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ

عقبہ بن عامر جنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ آیت ”پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کر۔“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو تم لوگ اپنے رکوع میں رکھ دو یعنی رکوع میں سبحان ربی العظیم کہا کرو اور جب آیت ”(اے نبی ﷺ) اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو۔“ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اسے اپنے سجدے میں رکھو یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کہا کرو۔ ﴿۲۰﴾

حکم الألبانی: ضعيف

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو کلمے اللہ کو بہت محبوب ہیں زبان پر ہلکے اور وزن میں بھاری سبحان اللہ و بحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔ ﴿۲۱﴾

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ
جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سبحان اللہ العظیم و بحمدہ کہا اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ ﴿۲۲﴾

۱۱ الكهف: ۲۹

۱۲ الواقعة: ۴۳

۱۳ الأعلى: ۱

۱۴ سنن ابوداؤد کتاب الصلاة باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده ۸۶۹، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوات باب التسبيح

في الركوع والسجود ۸۸۷

۱۵ صحيح بخاری كتاب التوحيد الجمهية باب قول الله تعالى ونضع الموازين القسط ليوم القيامة ۷۵۳، صحيح مسلم

كتاب الذكر باب فضل التهليل والتسبيح والثناء ۲۸۳۶، مسند احمد ۱۶۷، مسند البزار ۹۷۸۳، صحيح ابن حبان ۸۳۱، شعب

الايمان ۵۸۵، السنن الكبرى للنسائي ۱۰۵۹۷، مصنف ابن ابي شيبة ۲۹۴۱۳، مسند ابى يعلى ۶۰۹۶، شرح السنة للبعوى ۱۲۶۳

۱۶ جامع ترمذی كتاب الدعوات باب ما جاء في فضل التسبيح والتكبير والتهليل والتحميد ۳۳۶۲، ۳۳۶۵، صحيح ابن

حبان ۸۲۶، مسند ابى يعلى ۲۲۳۳، شرح السنة للبعوى ۱۲۶۵، مصنف ابن ابي شيبة عن عبد الله بن عمرو ۲۹۴۵۱

مضامین سورہ اشعراء:

ہر طرح کے دلائل کے باوجود اہل مکہ کی ایک ہی تکرار تھی کہ یہ جو قرآن نازل ہو رہا ہے اس کی تعلیمات میں عظمت والی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ تو شعر اور کہانت کی چیز ہے، اس لئے تو قوم کے سرکردہ اشخاص ان تعلیمات کو قبول نہیں کر رہے بلکہ معاشرے کے کمزور اور جاہل افراد ان تعلیمات کو قبول کر رہے ہیں ان باتوں کا جواب دیا گیا، رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے بارے میں شدید احساس ذمہ داری تھی آپ ﷺ اس کے علوم و معارف اور احکام لوگوں تک پہنچانے میں اپنی جان ہلکان کیے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے دل میں انسانیت کی ہدایت کا ایسا درد تھا جو لگتا تھا کہ آپ کی جان لے لے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ آپ ان کفار و مشرکین کے ایمان نہ لانے پر رنجیدہ خاطر نہ ہوں کہ ان کے غم میں اپنی جان ہی دے ڈالیں، انہوں نے ہر دور کے کفار و مشرکین کی طرح ہماری نشانیاں دیکھی ہوئی ہیں، ان سب کی ذہنیت ایک سی ہے، ان کی تجتیں بھی ایک ہی طرح کی ہیں، ان کے اعتراضات بھی یکساں ہیں، ان کے حیلے اور بہانے یکساں ہیں اس لئے اپنی جاہلانہ ضد و ہٹ دھرمی کی بنا پر اپنے کفر و شرک پر اڑے ہوئے ہیں، اگر اب کوئی ایسی نشانی دیکھنا چاہتے ہوں جو برزخ ان کی اٹری ہوئی گردن جھکا دے تو وہ نشانی بھی آ کر رہے گی اس سلسلہ میں سابقہ امتوں قوم فرعون، قوم نوح، قوم عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکھ کے حالات و واقعات بیان کیے گئے کہ ان کی ہٹ دھرمی اور ضد کا نتیجہ تاریخ کا حصہ ہے، ان کا انجام بھی ان کی طرح یکساں ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ نشانیاں بھی بیان کی گئیں جو ہر بیگانہ آنکھ کے گرد و پیش بکھری پڑی ہیں، ہمارے تمام انبیاء کی تعلیمات، ہر دور کے مسلمانوں کے اخلاق و سیرت و کردار اور ان کے ساتھ رب کی رحمت کا معاملہ ایک سا رہا ہے، باری تعالیٰ نے اپنی صفات کا ذکر فرمایا، کفار و مشرکین کو ایک بار پھر تنبیہ کی گئی کہ بار بار ہماری نشانیاں دیکھنے پر اصرار نہ کرو اگر پھر بھی تم نہیں مانتے تو سابقہ امتوں کے حالات و واقعات پر ایک نظر ڈال لو، تم ہمارے نازل کردہ کلام پر اعتراض کرتے ہو اچھا ذرا کسی کا ہن کو کسی شاعر کے کلام پر نظر ڈال لو اور پھر قرآن کے مضامین اس کی تعلیمات اور اس کے اندازِ بیاں کو دیکھو دونوں کے موازنے کے بعد کیا تمہارا دل یہ گواہی نہیں دیتا کہ یہ ہمارا نازل کردہ کلام ہے اگر تمہارے دل گواہی نہیں دیتے تو پھر یقیناً تم ظالم ہو اور ظلم کے انجام میں تم سابقہ امتوں کے احوال کا مشاہدہ کر چکے ہو، مسلمانوں کو اللہ پر توکل، ناپ تول کو پورا کرنا اور عقیدہ اور عمل کی اصلاح کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا اور انبیاء کی تکذیب کرنا بدین کے ساتھ تمسخر کرنا، گمراہی اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد پھیلانے کی شدید مذمت کی گئی، موسیٰ کے معجزات کا تذکرہ اور سمندر میں راستے کا بننا کے ساتھ دعوت عام دی گئی کہ ہم زمین میں سے جو نباتات و جمادات پیدا کرتے ہیں ان پر غور و تدبر کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طسّم ۱ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا

مُؤْمِنِينَ ۳

طسم، یہ آیتیں روشن کتاب کی ہیں، ان کے ایمان نہ لانے پر شاید آپ تو اپنی جان کھو دیں گے،

إِنْ نُّشَا نُنزِلُ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خُضُعِينَ ① وَمَا يَأْتِيهِمْ

اگر ہم چاہتے تو ان پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی اتارتے کہ جس کے سامنے ان کی گردنیں خم ہو جاتیں، اور ان کے پاس

مَنْ ذَكَرٍ مِنَ الرَّحْمَنِ مُحَدِّثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ② فَقَدْ كَذَّبُوا

رحمان کی طرف سے جو بھی نئی نصیحت آئی یہ اس سے روگردانی کرنے والے بن گئے، ان لوگوں نے

فَسَيَاتِيهِمْ أَنْبِئُوا مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ③ أَوْ لَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ

بھٹلایا ہے اب ان کے پاس جلدی سے اس کی خبریں آجائیں گی جس کے ساتھ وہ مسخرپن کر رہے ہیں، کیا انہوں نے زمین

كَمْ أَنْبَأْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ④ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ⑤

پر نظریں نہیں ڈالیں؟ کہ ہم نے اس میں ہر طرح کے نفیس جوڑے کس قدر اگلے ہیں؟ بیشک اس میں یقیناً نشانی ہے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ⑥ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ⑦ (الشعرا ۹ تا ۱۴)

اور ان میں کے اکثر لوگ مومن نہیں ہیں اور تیرا رب یقیناً وہی غالب اور مہربان ہے۔

ط، س، م، کیونکہ شکرین مکہ کلام الہی کو شعر اور کہانت سے تعبیر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ قرآن کی تعلیم میں عظمت والی کوئی بات نہیں اس لئے قوم کے جوان اور معاشرتی اعتبار سے کمزور افراد اس کو قبول کرتے ہیں اور اشراف قوم اس سے گریزاں ہیں، اور ان کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی رسالت کی حقانیت میں کوئی معجزہ کیوں نہیں دکھاتے اس کے جواب میں فرمایا اگر کسی کو حقیقت میں ایمان لانے کے لئے نشانی مطلوب ہے تو کتاب مبین کی یہ آیات موجود ہیں جس کا کتاب الہی ہونا ظاہر و باہر ہے، اس کی آسان زبان، اس کا دلنریب انداز بیان، اس کے وسیع ترین مضامین، اس کے پیش کردہ سچے حقائق اور اس کے حالات نزول سب کے سب صاف صاف دلالت کر رہے ہیں کہ یہ رب العالمین ہی کی نازل کردہ کتاب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے حقیقی خیر خواہ تھے اور ان کی بھلائی چاہتے تھے مگر قوم کی گمراہی و ضلالت، اخلاقی پستی اور حق قبول کرنے میں ہٹ دھرمی کو دیکھ کر رنجیدہ خاطر ہوتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے تسلی و تشفی کے لئے فرمایا اے محمد ﷺ! شاید تم اس رنج و غم میں اپنی جان دے دو گے کہ یہ لوگ ہر طرح کی نشانیوں کو دیکھنے، ہر طرح کے دلائل سے سمجھانے کے باوجود اور پچھلی تباہ شدہ اقوام کے عبرت ناک واقعات کو سن کر بھی ایمان نہیں لاتے، جیسے فرمایا

فَالْعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ⑧

ترجمہ: شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان دینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٍ ⑨

ترجمہ: ان لوگوں کی حالت پر رنج و افسوس میں تمہاری جان نہ گھلے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ کوئی ایسی نشانی نازل کر دے جس سے تمام کفار و مشرکین ایمان و اطاعت کی روش اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں، مگر اللہ کو جبری طور پر قبول اسلام مطلوب نہیں بلکہ اللہ چاہتا ہے کہ یہ لوگ اپنے چاروں طرف پھیلی ہوئی قدرت کی نشانیوں اور خود اپنے نفسوں پر غور و فکر کریں، جیسے فرمایا

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ ﴿١٥﴾ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿١٦﴾

ترجمہ: زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیے اور خود تمہارے اپنے وجود میں ہیں، کیا تم کو سوجھتا نہیں؟

ان آیات کی مدد سے حق و باطل میں تمیز کریں اور ہم نے انسان کو جو ارادہ و اختیار کی آزادی دی ہے اسے بروے کار لا کر پھر خلوص نیت سے ایمان بالغیب لائیں، جیسے فرمایا

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَأَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ﴿١٧﴾ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُمُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿١٨﴾

ترجمہ: اگر تمہارا رب چاہتا تو زمین کے رہنے والے سب کے سب لوگ ایمان لے آتے، اب کیا تم لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرو گے۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُ الْوَنُ الْمُتَنَفِّينَ ﴿١٩﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِلذَّكَ خَلْقُهُمْ

وَوَمَّتْ كُلُّمَّةٍ رَبِّكَ لَأَمْلَكَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: اگر تیرا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک ہی امت بنا سکتا تھا، وہ تو مختلف رہا ہوں پر ہی چلتے رہیں گے (اور بے راہ رویوں سے) صرف وہی بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے اسی لئے تو اس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

ان لوگوں کے پاس رحمان کی طرف سے دنیاوی و اخروی کامیابی کے لئے جو ہدایت و رہنمائی نازل کی جاتی ہے مگر یہ اس سے روگردانی کرتے اور مذاق اڑاتے ہیں، حق کی تکذیب ان کی فطرت بن گئی ہے، جس میں تغیر و تبدل نہیں ہے، جیسے فرمایا

يُحَسِّرُهُ عَلَى الْعِبَادَةِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٢١﴾

ترجمہ: افسوس بندوں کے حال پر جو رسول بھی ان کے پاس آیا اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے۔

وَكَم أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيِّ فِي الْأَوَّلِينَ ﴿٢٢﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٢٣﴾

ترجمہ: پہلے گزری ہوئی قوموں میں بھی بارہا ہم نے نبی بھیجے ہیں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نبی ان کے پاس آیا ہو اور انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔

۱ الذاریات ۲۱، ۲۰

۲ یونس ۹۹

۳ ہود ۱۱۹، ۱۱۸

۴ یسین ۳۰

۵ الزخرف ۶، ۷

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا ۖ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ ۗ... ﴿۳۳﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: پھر ہم نے بے درپے رسول بھیجے جس قوم کے پاس بھی اس کا رسول آیا اس نے اسے جھٹلایا۔

مگر اس تکذیب کے نتیجے میں ہمارا عذاب جسے وہ ناممکن سمجھ کر استہزا اور مذاق اڑاتے ہیں عنقریب اپنی گرفت میں لے لے گا، جیسے فرمایا

... وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿۳۴﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی شان و شوکت، قدرت و عظمت، عزت و رفعت کو بیان فرمایا کہ کیا انہوں نے کبھی ہموار فرش کی طرح پھیلی ہوئی زمین پر نگاہ نہیں ڈالی کہ ہم نے کتنی کثیر مقدار میں ہر طرح کی صنف اور نوع کے غلہ جات، انواع و اقسام کے پھل دار اور آگ جلانے کے درخت، جیسے فرمایا

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿۴۱﴾ ءَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَّيْهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِئُونَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: کبھی تم نے خیال کیا، یہ آگ جو تم سلاگتے ہو، اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟۔

میوہ جات اور جانوروں کے لئے چارے اس میں پیدا کیے ہیں؟ جیسے فرمایا

وَأَيَّةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْتُمْهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّنْ تَحْتِهَا

وَأَعْنَابٍ وَفَجْرَتْنَا فِيهَا مِنَ الْعَيْنُونَ ﴿۳۴﴾ لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ ۗ... ﴿۳۵﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے بے جان زمین ایک نشانی ہے ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں، ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تاکہ یہ اس کے پھل کھائیں۔

جو اللہ مردہ زمین اور ایک ہی طرح کے پانی سے مختلف انواع و اقسام کی چیزیں پیدا کر سکتا ہے، جو زمین پر پالتو مویشی اور خوشخوار درندے اور زمین پر رینگنے والے طرح طرح کے حشرات الارض اور ہوا میں اڑنے والے رنگارنگ کے چھوٹے بڑے پرندے، سمندروں میں طرح طرح کی بڑی بڑی مخلوق کو، جو بغیر ستونوں کے بلند و بالا آسمانوں اور اس میں انگنت ستاروں کو، راحت و سکون کے لئے رات کو اور معاش کے لئے دن کو، جو آسمانوں سے بارش برسا سکتا ہے، جو بہتے دریاؤں اور سمندروں کو اور مختلف موسموں کو پیدا کر سکتا ہے تو کیا وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا؟ مگر اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتیں دیکھنے کے باوجود اکثر لوگ اللہ اور اس کے رسول اور اس پر جو نازل کیا گیا ہے اس کی تکذیب کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۵۱﴾ ﴿۴﴾

۱ المومنون ۴۴

۲ الشعراء ۲۲

۳ الواقعة ۴۷، ۴۸

۴ یسین ۳۳ تا ۳۵

۵ یوسف ۱۰۳

ترجمہ: خواہ آپ کتنا ہی کیوں نہ چاہیں اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

اگر اللہ چاہے تو جھٹلی قوموں کی طرح انہیں بھی نشان عبرت بنا دے مگر یہ اللہ کا رحم و کرم ہے کہ وہ مجرموں کو سوچنے، سمجھنے کے لئے ڈھیل دیتا ہے اور سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔

وَ اِذْ نَادَى رَبُّكَ مُوسَىٰ اِنَّ اَتَتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ۙ قَوْمًا فِرْعَوْنَ ۙ

اور جب آپ کے رب نے موسیٰ (علیہ السلام) کو آواز دی کہ تو ظالم قوم کے پاس جا قوم فرعون کے پاس کیا

اَلَا يَتَّقُوْنَ ۙ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُكَذِّبُوْنِ ۙ

وہ پرہیزگاری نہ کریں گے، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میرے پروردگار! مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ مجھے جھٹلا (نہ) دیں،

وَ يَضِيْقُ صَدْرِيْ وَ لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلَى هٰرُونَ ۙ وَ لَهُمْ عَلٰى ذُنُوبٍ

اور میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے میری زبان چل نہیں رہی، پس تو ہارون کی طرف بھی (وجی) بھیج، اور ان کا مجھ پر میرے ایک تصور

فَاَخَافُ ۙ اَنْ يُّفْتَنُوْنَ ۙ قَالَ كَلَّا ۗ فَاذْهَبَا

کا (دعویٰ) بھی ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے مار نہ ڈالیں، جناب باری تعالیٰ نے فرمایا! ہرگز ایسا نہ ہوگا، تم دونوں ہماری

بَايْتِنَا اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَهْجُوْنَ ۙ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ

نشانیاں لے کر جاؤ، ہم خود سننے والے تمہارے ساتھ ہیں، تم دونوں فرعون کے پاس جا کر کہو کہ بلاشبہ ہم رب العالمین کے

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرٰٓءِيْلَ ۙ (الشعرا ۱۰ تا ۱۷)

بھیجے ہوئے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل روانہ کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی خالقیت کے ذکر کے بعد فرمایا کہ اگر ان نصیحت بھری باتوں کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تو ہم ان جیسے منکرین اور دین کا مذاق اڑانے والوں کا عبرتوں پر مشتمل قصہ بیان کرتے ہیں چنانچہ سب سے پہلے موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور فرعون کا تاریخی ذکر فرمایا کہ انہیں اس وقت کا قصہ بھی بیان کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کو جو ایک غلام قوم کے کمزور فرد تھے کو کوہ طور پر کلام فرمایا اور خلعت رسالت سے نوازا کر اور واضح نشانیاں دے کر حکم دیا تھا کہ اس ظالم قوم کے پاس جاؤ جنہوں نے اللہ کی زمین پر تکبر کا رویہ اختیار کر رکھا ہے، اور اللہ کی مخلوق پر جبر کے ساتھ مسلط ہیں، خود کو مختار مطلق سمجھنے والے ظالم و جابر فرعون کے پاس، کیا فرعون اور اس کی قوم کفر و شرک میں ڈوب کر اور اللہ کے بندوں پر ظلم و ستم اور ان کے معصوم لڑکوں کو قتل کرتے ہوئے اس بات سے بے خوف ہیں کہ اللہ بہت جلد ان سے ان کے اعمال کی باز پرس کرنے والا ہے، موسیٰ نے اپنی چند کمزوریاں باری تعالیٰ کے حضور گزارش کیں اے میرے رب! مجھے ڈر ہے کہ وہ ظالم لوگ جن کے ظلم کی کوئی حد نہیں ہے مجھے جھٹلائیں گے اور مذاق اڑائیں گے، جیسے فرمایا

... وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۸۳﴾^۱

ترجمہ: اور واقعہ یہ ہے کہ فرعون زمین میں غلبہ رکھتا تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو کسی حد پر رکتے نہیں ہیں۔

خوف سے میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے اور میری زبان میں بھی لکنت ہے جس کی وجہ سے میں کھل کر بات نہیں کر سکتا، میرے کنبے میں سے میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت سے سرفراز فرما اور اسے میرا معاون بنا دے، جیسے فرمایا

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿۸۴﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿۸۵﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي ﴿۸۶﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿۸۷﴾ وَاجْعَلْ لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿۸۸﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿۸۹﴾

ترجمہ: اس نے عرض کیا پروردگار! میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے، ہارون جو میرا بھائی ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

... فَأَرْسَلَهُ مَعِيَ رِدْءًا ... ﴿۹۰﴾^۲

ترجمہ: اس کو میرے ساتھ معاون بنا کر بھیج۔

اور میں نے دس سال قبل ایک قطبی کو بلا قصور مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے مجھے اپنا گھر بار اور ملک چھوڑ کر مدین جانا پڑا تھا، مجھے اب اس کے پاس جاتے ہوئے ڈر و خوف لگ رہا ہے کہ کہیں وہ مجھے قصاص میں قتل نہ کر ڈالیں، موسیٰ علیہ السلام کے ڈر اور اندیشے کا سن کر باری تعالیٰ نے تسلی دی کہ اے موسیٰ! ہماری ان دونوں نشانیوں اور دلائل و براہین کے ساتھ اس کے پاس جاؤ اور کسی بات کا کھٹکا اپنے دل میں نہ رکھو تمہارے دل میں جو اندیشے لاحق ہیں ہم ان سے تمہاری حفاظت کریں گے، جیسے فرمایا

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِأَيَّتِنَا أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُونَ ﴿۹۱﴾^۳

ترجمہ: فرمایا ہم تیرے بھائی کے ذریعہ سے تیرا ہاتھ مضبوط کریں گے اور تم دونوں کو ایسی سطوت بخشیں گے کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، ہماری نشانیوں کے زور سے غلبہ تمہارا اور تمہارے پیروؤں کا ہی ہوگا۔

ظالم قوم کے سربراہ سرکش فرعون کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادہ ہیں اور اس نے ہمیں تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ تونے چار سو سال سے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے اب انہیں غلامی سے آزاد کر دے اور انہیں ہمارے ساتھ سرزمین شام جانے دے، جس سرزمین کا اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے۔

۱ یونس ۸۳

۲ طہ ۳۰ تا ۳۵

۳ القصص ۳۲

۴ القصص ۳۵



قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ

فرعون نے کہا کہ کیا ہم نے تجھے تیرے بچپن کے زمانہ میں اپنے ہاں نہیں پالا تھا؟ اور تو نے اپنی عمر کے بہت سے سال ہم میں

سِنِينَ^{۱۸} وَ فَعَلْتَ فَعَلَتَكَ الْبَتَّىٰ فَعَلْتَ وَ أَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ^{۱۹} قَالَ

نہیں گزارے؟ پھر تو اپنا وہ کام کر گیا جو کر گیا اور تو ناشکروں میں ہے، (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا

فَعَلْتُهُمَا إِذَا وَ أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ^{۲۰} فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُمْ فَوَهَبَ

کہ میں نے اس کام کو اس وقت کیا تھا جبکہ میں راہ بھولے ہوئے لوگوں میں سے تھا، پھر تم سے خوف کھا کر میں تم میں سے

لِي رَبِّي حَكِيمًا وَ جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ^{۲۱} وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا

بھاگ گیا، پھر مجھے میرے رب نے حکم و علم عطا فرمایا اور مجھے اپنے پیغمبروں میں سے کر دیا، مجھ پر تیرا کیا یہی وہ احسان

عَلَىٰ أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ^{۲۲} (الشعرا ۲۲ تا ۱۸)

ہے؟ جسے تو جتلا رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔

فرعون کا تحقیر و تنقیص کرنا:

موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم کے مطابق فرعون کے پاس پہنچے اور اسے دعوت حق پیش کی مگر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو کوئی اہمیت ہی نہ دی اور حقارت آمیز نظروں سے موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو وہی نہیں ہے جو ہماری گود اور ہمارے گھر میں ہمارے ٹکڑوں پر پلا بڑھا جبکہ ہم بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کر ڈالتے تھے، اتنی عمر ہمارے پاس گزارنے کے بعد چند سال ادھر ادھر رہ کر اب تو نبوت کا دعویٰ دار ہو گیا ہے پھر ہمارا دیا ہوا کھا کر ہماری قوم کے ایک آدمی کو قتل کر کے ہماری ناشکری بھی کی، تو تو بڑا ہی احسان فراموش آدمی ہے، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا میں نے دانستہ نہیں بلکہ نادانستگی میں اس وقت ایک قطبی کا قتل کر دیا تھا پھر میں تمہارے خوف سے مدین بھاگ گیا اب جبکہ میں واپس آ رہا تھا تو میرے رب نے مجھ کو پروا نہ نبوت و علم عطا کیا اور مجھے رسولوں میں شامل فرمایا، رہا تیرا احسان جو تو نے مجھ پر جتایا ہے تو یہ تجھے زیب نہیں دیتا میری پرورش کی حقیقت یہ ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا تھا ان پر ظلم ڈھاتا اور ان کے معصوم بچوں کو قتل کر دیتا تھا اس لئے میری والدہ نے تیرے خوف سے مجھے ٹوکری میں ڈال کر دریا میں بہا دیا تھا اور تو نے اسے اٹھالیا تھا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعَالَمِينَ^{۲۳} قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا^{۲۴}

فرعون نے کہا رب العالمین کیا (چیز) ہے؟ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان

إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ^{۲۵} قَالَ لِمَنْ حَوَکَاةٌ إِلَّا تَسْتَمْعُونَ^{۲۶}

کی تمام چیزوں کا رب ہے، اگر تم یقین رکھنے والے ہو، فرعون نے اپنے گرد والوں سے کہا کیا تم سن نہیں رہے؟

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ

(موسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا وہ تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے، فرعون نے کہا (لوگو!) تمہارا یہ رسول

الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونًا ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو یقیناً دیوانہ ہے، (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا مشرق و مغرب کا

وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۴۰﴾ (الشعرا ۲۳-۲۸)

اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو۔

فرعون تو اپنی بادشاہی اور اپنے لشکروں کے گھمنڈ میں خود کو رب اعلیٰ کہتا تھا، جیسے فرمایا:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي --- ﴿۳۸﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اور فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام سن کر فرعون نے غرور و تکبر سے پوچھا اے موسیٰ! یہ جہانوں کا رب کیا ہوتا ہے؟۔ جیسے فرمایا

قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ﴿۳۹﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: فرعون نے کہا اچھا تو پھر تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ؟۔

موسیٰ نے جواب دیا اے فرعون! رب العالمین وہ ہے جو اکیلا ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں، اس کی ذات، صفات اور افعال میں کوئی شریک

کار نہیں، وہ کسی سے پیدا نہیں ہو اور نہ ہی اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿۱﴾ اللَّهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يُولَدْ ﴿۴﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿۵﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: کہو وہ اللہ ہے یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا

ہمسر نہیں ہے۔

اس کی نہ بیوی اور نہ کوئی اولاد ہے، جیسے فرمایا

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ ﴿۱﴾ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَبِيدِ ﴿۲﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: ان سے کہو، اگر واقعی رحمان کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے عبادت کرنے والا میں ہوتا۔

... إِمَّا اللَّهُ إِلَهُ وَاحِدٌ ﴿۱﴾ سُبْحٰنَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ... ﴿۲﴾ ﴿۵﴾

﴿۱﴾ القصص ۳۸

﴿۲﴾ طہ ۳۹

﴿۳﴾ الاخلاص ۳

﴿۴﴾ الزخرف ۸

﴿۵﴾ النساء ۱۷

ترجمہ: اللہ تو بس ایک ہی اللہ ہے، وہ بالا تر ہے اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو۔

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنۡىۡ يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌۭ وَّلَٰكِنَّ لَهٗ صٰحِبَةٌ ۙ ۱۱۱ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کی شریک زندگی ہی نہیں ہے۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍۭ سُبْحٰنَهٗ ۙ ۱۱۲ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: اللہ کے شایان نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے، وہ پاک ہے۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍۭ وَّمَا كَانَ مَعَهُۥ مِنْ اِلٰهٍ ۙ ۱۱۳ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے اور کوئی دوسرا اللہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔

اِلَّا اِلٰهَهُمْۭ مِّنۡ اَفْكِهِمْۭ لَيَقُوْلُنَّ ۙ ۱۱۴ ﴿۱۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۙ ۱۱۵ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: خوب سن رکھو، دراصل یہ لوگ اپنی من گھڑت سے یہ بات کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، اور فی الواقع یہ جھوٹے ہیں۔

قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَّلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۙ ۱۱۶ ﴿۱۶﴾ هُوَ الْغٰثِيۡۃُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۙ ۱۱۷ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے، سبحان اللہ! وہ تو بے نیاز ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کی ملک ہے۔

وہ ان ضروریات سے مبرا ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جیسے فرمایا

ۙ ۱۱۸ ﴿۱۸﴾ كُلُّ شَيْءٍۭٓ هَالِكٌۭٓ اِلَّا وَجْهَهُۥ ۙ ۱۱۹ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

اسے نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ ۱۲۰ ﴿۲۰﴾ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۙ ۱۲۱ ﴿۲۱﴾ لَا تَاْخُذُهٗٓ سِنَةٌۭٓ وَّلَا نَوْمٌ ۙ ۱۲۲ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، نہ وہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ لگتی ہے۔

ساری قدرتیں اور طاقتیں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں، اس نے اپنی قدرت کاملہ سے سات زمینوں اور سات آسمانوں اور ان دونوں کے

درمیان جو کچھ ہے تخلیق فرمایا، جیسے فرمایا

۱۰۱ الانعام ﴿۱۰﴾

۳۵ مریم ﴿۳۵﴾

۹۱ المؤمنون ﴿۹۱﴾

۱۵۱، ۱۵۲ الصافات ﴿۱۵۱، ۱۵۲﴾

۶۸ یونس ﴿۶۸﴾

۸۸ القصص ﴿۸۸﴾

۲۵۵ البقرہ ﴿۲۵۵﴾

الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ... ﴿۵۹﴾^۱

ترجمہ: وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان وزمین کے درمیان ہیں۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ... ﴿۶۰﴾^۲

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا۔

اس رب نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند فرمایا، جیسے فرمایا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرْوٰنَهَا... ﴿۱۰﴾^۳

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔

اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرْوٰنَهَا... ﴿۲۰﴾^۴

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

اور ان آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر متمکن ہوا، جیسے فرمایا

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ... ﴿۵۰﴾^۵

ترجمہ: پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ... ﴿۶۰﴾^۶

ترجمہ: پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۷۰﴾^۷

ترجمہ: وہ رحمان (کائنات کے) تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے۔

اس نے دن کو آگ کی طرح چمکتا دھمکتا ہوا سورج اور رات کو ٹھنڈی روشنی بکھیرنے والا چاند تخلیق فرمایا، جیسے فرمایا

الَّذِي تَرَوْنَ كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾^۸

ترجمہ: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بہ تہ بنائے، اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا؟۔

۱ الفرقان ۵۹

۲ السجدة ۲

۳ لقمان ۱۰

۴ الرعد ۲

۵ الرعد ۲

۶ الحديد ۳

۷ طہ ۵

۸ نوح ۱۶

وَجَعَلْنَا بَيْنَ رِجَالِكُمْ أَجَاجًا وَهَاجًا ﴿١٣﴾ ①

ترجمہ: اور ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا۔

اور آسمان دنیا پر ان گنت ستاروں کے جھرمٹ تخلیق فرمائے، جیسے فرمایا

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكُوَاكِبِ ﴿١٤﴾ ②

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ ... ﴿١٥﴾ ③

ترجمہ: ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے۔

... وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَحِفْظًا ... ﴿١٦﴾ ④

ترجمہ: اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔

ان کی طے شدہ گردشوں سے رات و دن جس میں تم معاش کے کام اور آرام کرتے ہو اور موسموں کو وجود میں لاتا ہے جس کی وجہ سے انواع

واقسام کے پھل، سبزیاں، اجناس اور چارے حاصل کرتے ہو اور ماہ و سال کی گنتی معلوم کرتے ہو، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ﴿٥﴾ ⑤

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی کہ گھٹنے بھڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تاکہ تم اس سے برسوں

اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْآهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ... ﴿١٨﴾ ⑥

ترجمہ: اے نبی ﷺ! لوگ تم سے چاند کی گھٹی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں، کہو یہ لوگوں کے لیے تاریخوں کی تعیین کی اور حج کی

علامتیں ہیں۔

اور آسمان دنیا پر چمکتے ہوئے ان ستاروں سے رات کو بجز و بر میں راستہ معلوم کرتے ہو، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ... ﴿١٩﴾ ⑦

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو صحر اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا۔

① النبا ۱۳

② الصافات ۶

③ الملک ۵

④ حم السجدة ۱۲

⑤ یونس ۵

⑥ البقرة ۱۸۹

⑦ الانعام ۹۷

اس نے سمندروں کی جو زمین کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں تخلیق فرمائی جس میں کھارے پانی کے ساتھ ساتھ میٹھے پانی کے چشمے بھی رواں دواں ہیں اور ایک دوسرے میں ملتے نہیں، جیسے فرمایا

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۝۱۹ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ۝۲۰ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فَرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۚ وَجَعَلْ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَجُزًّا فَجُورًا ۝۲۱ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملار کھا ہے ایک لذیذ و شیریں دوسرا تلخ و شور اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے، ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے۔

... وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۝۲۱ ۝۲۲ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیے۔

اس کی تسخیر قدرت کا ایک ادنیٰ نمونہ یہ ہے جس میں تمہارا کوئی کمال یا ہنر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی مشیت ہے کہ اس نے ہوا اور پانی کو ایسے مناسب انداز سے رکھا کہ سمندر کی سطح پر تمہاری بڑی بڑی کشتیاں جن کے ذریعہ سے تم سفر اور تجارت کرتے ہو رواں دواں رہتی ہیں ورنہ وہ چاہے تو ہوا کی تندی و سرکشی اور پانی کی پہاڑوں جیسی موجوں کی طغیانی کے آگے تمہاری کشتیوں اور جہازوں کا چلنا ناممکن ہو جائے، جیسے فرمایا

... وَسَخَّرَ لَكُمْ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرٍ ۝۲۳ ۝۲۴ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: جس نے کشتی کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے۔

رَبُّكُمْ الَّذِي يُرِي جِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۝۲۵ ۝۲۶ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: تمہارا (حقیقی) رب تو وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيكُمْ مِنْ آيَاتِهِ ۝۲۷ ۝۲۸ ﴿۲۷﴾

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ کشتی سمندر میں اللہ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكَ فِيهِ بِأَمْرٍ ۝۲۹ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۳۰ ﴿۲۹﴾

۱۹، ۲۰ الرحمن ﴿۱﴾

۵۳ الفرقان ﴿۲﴾

۱ النمل ﴿۳﴾

۳۲ ابراہیم ﴿۴﴾

۲۶ بنی اسرائیل ﴿۵﴾

۳ لقمان ﴿۶﴾

۱۲ الحاثیة ﴿۷﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں اس میں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر گزار بنو۔

یہ سب کچھ اس لئے کیا تم ان نعمتوں پر رب کا شکر ادا کرو جو اس تسخیرِ بحر کی وجہ سے تمہیں حاصل ہے، میرا رب ان سمندروں سے بادلوں کو اٹھا کر جہاں چاہتا ہے بارش برساتتا ہے جس سے مردہ پڑی ہوئی زمین لہلہا اٹھتی ہے، جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَّبِعُونَ ﴿١٥﴾

ترجمہ: (تم ہر برسات میں دیکھتے ہو کہ) اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکا یک مردہ پڑی ہوئی زمین میں اس کی بدولت جان ڈال دی، یقیناً اس میں نشانی ہے سننے والوں کے لیے۔

آسمان سے برستا ہوا بارش کا یہ پانی، پہاڑوں سے نکلنے ہوئے یہ رواں دواں دریا، زمین کے نیچے سے نکلتا ہوا میٹھا پانی اور زمین کی روئیدگی کو دیکھو جن کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے مگر رب اس سے کئی اقسام کے مختلف ذائقوں والے پھل، طرح طرح کی اجناس، جانوروں کے چارے اور تمہارے علاج معالجے کے لئے مختلف نباتات نکال لاتا ہے، جیسے فرمایا

وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَوِّزٌ وَجَدْتُمْ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنَوَانٍ وَغَيْرُ صِنَوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِضْلٌ بَعْضُهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ ... ﴿١٦﴾

ترجمہ: اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں انگوڑ کے باغ ہیں کھیتیاں ہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتٍ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ... ﴿١٧﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے پھر ان سے تہہ برتہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے بھکے پڑتے ہیں، اور انگوڑ، زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔ وہ رب العالمین جس نے ہوا میں اڑتے ہوئے رنگارنگ پرندے، جنگلوں میں کئی اقسام کے خوشخوار درندے، زمین پر رہنے والے حشرات ارض، تمہارے لئے پالتو جانور گائے، بھیڑ بکری، اونٹ، گدھے اور گھوڑے وغیرہ اور سمندر کی بے شمار مخلوقات تخلیق فرمائیں، زمین کو ڈھلکنے سے بچانے کے لئے اس میں کئی رنگوں کے بلند و بالا پہاڑ نصب کئے، جیسے فرمایا

۱ النحل ۶۵

۲ الرعد ۴

۳ الانعام ۹۹

وَأَلْفَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيًّا أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ... ﴿١٥﴾^(۱)

ترجمہ: اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيًّا أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ... ﴿٣١﴾^(۲)

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تاکہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

... وَأَلْفَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيًّا أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ... ﴿١٥﴾^(۳)

ترجمہ: اس نے زمین میں پہاڑ جما دیے تاکہ وہ تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

... وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَعَرَايِبٌ سُودٌ ﴿١٦﴾^(۴)

ترجمہ: پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

ادنیٰ و اعلیٰ سب مخلوقات اس کی ہی حمد خواں ہیں، جیسے فرمایا

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَتَّهُوا ظِلُّهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ ذَخِرُونَ ﴿١٨﴾^(۵) وَلِلَّهِ

يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٩﴾^(۶)

ترجمہ: اور کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو بھی نہیں دیکھتے کہ اس کا سایہ کس طرح اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں

گرتا ہے؟ سب کے سب اس طرح اظہارِ عجز کر رہے ہیں، زمین اور آسمانوں میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ ہیں سب اللہ

کے آگے سر بسجود ہیں وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ

وَالْدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ﴿٢٠﴾^(۷)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کے آگے سر بسجود ہیں وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں؟ سورج اور چاند اور تارے اور

پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان اور بہت سے وہ لوگ بھی جو عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ

تَسْبِيحَهُمْ ﴿٢٣﴾^(۸)

(۱) النحل ۱۵

(۲) الانبیاء ۳۱

(۳) لقمان ۱۰

(۴) فاطر ۲۷

(۵) النحل ۳۹، ۲۸

(۶) الحج ۱۸

(۷) بنی اسرائیل ۲۴

ترجمہ: اس کی پائی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

وَلَمْ يَكُنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿١٩﴾^{۱۹}

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں جو مخلوق بھی ہے اللہ کی ہے اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ نہ اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اس کی بندگی سے سرتابی کرتے ہیں اور نہ لول ہوتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرِ صٰفٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ﴿٢٠﴾^{۲۰}

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے۔

اور ان سب کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے مسخر کر دیا ہے، جیسے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ ... ﴿٢١﴾^{۲۱}

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اس نے وہ سب کچھ تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے جو زمین میں ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ... ﴿٢٢﴾^{۲۲}

ترجمہ: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں۔

اللّٰهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلُكُ فِيْهِ بِاَمْرٍ ؕ وَلِيَبْتَلُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾^{۲۳}

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں اس میں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر گزار بنو۔

اس نے فرشتوں کو نور سے، جنوں کو آگ کی لپٹ سے اور انسانوں کو مٹی سے بہترین طور پر تخلیق کیا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَآءٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٤﴾ وَالْجِبَانَ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلِ مِنْ نَّارِ السُّمُوْمِ ﴿٢٥﴾^{۲۴}

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا اور اس سے پہلے ہم جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿٢٦﴾ وَخَلَقَ الْجِبَانَ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿٢٧﴾^{۲۶}

۱۹ الانبیاء: ۱۹

۲۱ النور: ۲۱

۲۲ الحج: ۲۵

۲۳ لقمان: ۲۰

۲۴ الجاثیة: ۱۳

۲۵ الحجر: ۲۶، ۲۷

۲۶ الرحمن: ۱۵، ۱۴

ترجمہ: انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے سڑے ہوئے گارے سے بنایا اور جن کو آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا۔ اور جو شکل و صورت انسان کے لئے مناسب حال تھی اسے عنایت کی۔

... وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوْرَكُمْ ۖ وَالْيَهُ الْبَصِيْرُ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اور تمہاری صورت بنائی اور بڑی عمدہ بنائی ہے۔

... وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوْرَكُمْ ۖ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنائی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

الَّذِيْ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۗ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی۔

دوسری مخلوقات کے مقابلے میں انسان کو قوت گویائی عطا کر کے سب جانداروں پر فضیلت بخشی، اسے اچھے اور برے کا فرق معلوم کرنے کی تمیز دی، جیسے فرمایا

فَاَلْهَبَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوِيْمَهَا ﴿۳۵﴾

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی۔

اور جو شکل و صورت و جسامت جانوروں کے لئے مطابقت رکھتی تھی وہ جانوروں کو عطا کی، ہر مخلوق کو اس کی طبعی ضرورت کے مطابق رہن سہن، کھانے پینے اور بودوباش کا طریقہ سمجھا دیا اس کے مطابق ہی ہر مخلوق کو سامان زندگی فراہم کرتی اور حیات مستعار کے دن گزارتی ہے، وہ رب العالمین ہی ہر مخلوق کا چاہے پتھر میں چھپا ہوا ایک کیڑا ہی کیوں نہ ہو روزی رساں ہے، وہ اپنی مشیت سے جس کسی کو چاہتا ہے فراخی سے عطا کرتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، جیسے فرمایا:

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا ترازق دیتا ہے۔

﴿۱﴾ التغابن ۳

﴿۲﴾ المؤمن ۶۳

﴿۳﴾ التین ۴

﴿۴﴾ السجدة ۷

﴿۵﴾ الشمس ۸

﴿۶﴾ الرعد ۲۶

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿۳۰﴾^۱
 ترجمہ: تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ... ﴿۳۱﴾^۲
 ترجمہ: اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ﴿۳۲﴾^۳
 ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو میرا رب جسے چاہتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلاء عطا کرتا ہے۔

جس کو چاہتا ہے عزت و تمکنت سے ہمکنار کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے، جیسے فرمایا
 قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ
 بِيَدِكَ الْخَيْرُ... ﴿۳۳﴾^۴ ترجمہ: کہو! اے پروردگار! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔

وہ اپنی حکمت و مشیت کے مطابق کسی انسان کو لمبی عمر عطا فرماتا ہے کہ وہ بالکل بچوں کی مانند اور کمزور ہو جاتا ہے اور کسی کو مختصر زندگی دیتا ہے جیسے فرمایا،

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ ۗ وَمِنكُمْ مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُمْرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
 قَدِيرٌ ﴿۳۴﴾^۵

ترجمہ: اور دیکھو اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر وہ تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے کوئی بدترین عمر کو پہنچا دیا جاتا ہے تاکہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے، حق یہ ہے کہ اللہ ہی علم میں بھی کامل ہے اور قدرت میں بھی۔

... وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۗ وَمِنكُمْ مَّن يَمُوتُ
 وَمِنكُمْ مَّن يَبْصُرُ بِالنَّاسِ كَمَا يَبْصُرُ لَمْ يُغَيَّرْ شَيْئًا... ﴿۳۵﴾^۶

ترجمہ: ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں پھر تمہیں پرورش کرتے ہیں تاکہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو، اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے اور کوئی بدترین عمر کی طرف

۱ بنی اسرائیل ۳۰

۲ العنكبوت ۷۲

۳ سبأ ۳۶

۴ آل عمران ۲۶

۵ النحل ۴۰

۶ الحج ۵

پھیر دیا جاتا ہے تاکہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔

کسی کام کو کرنے کے لئے اسے اسباب و وسائل کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ سب کام اپنی قدرت کے کلمے کن سے کرتا ہے بس وہ حکم دیتا ہے ہو جا اور وہ چیز وجود میں آ جاتی ہے، جیسے فرمایا

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِمَّا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

... اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِمَّا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

اِمَّا قَوْلُنَا لَشَيْءٍ اِذَا ارٰدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا ہوتا کہ اسے حکم دیں ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

وہ جو چاہے کر گزرتا ہے اس کے حکم اور مشیت کو ٹالنے والا اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا

لَا يُسْتَلْ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں ہے اور سب جواب دہ ہیں۔

... وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِہٖ... ﴿۱۱﴾ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: لیکن اللہ اپنے معاملے پر غالب ہے اس نے جو کرنا ہوتا ہے کر کے رہتا ہے۔

وہ علام الغیوب ہے، جیسے فرمایا

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلٰمُ الْغُیُوْبِ ﴿۸﴾ ﴿۹﴾

ترجمہ: کیا یہ لوگ جانتے نہیں ہیں کہ اللہ کو ان کے مخفی راز اور ان کی پوشیدہ سرگوشیاں تک معلوم ہیں اور وہ تمام غیب کی باتوں سے پوری

طرح باخبر ہے؟

وَعِنْدَنَا مَفٰتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُہَا اِلَّا هُوَ وَاِنَّا نَعْلَمُ مَا فِی الْبُرُجِ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا نَعْلَمُہَا وَلَا

﴿۱﴾ البقرة ۱۱۷

﴿۲﴾ آل عمران ۷۷

﴿۳﴾ النحل ۳۰

﴿۴﴾ الانبیاء ۲۳

﴿۵﴾ یوسف ۲۱

﴿۶﴾ التوبة ۷۸

حَبَبَةٌ فِي ظُلْمَتِ الْأَرْضِ وَلَا رَظَبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿۵۹﴾^(۱)

ترجمہ: اسی کے پاس غیب کی کتجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا سے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

رات ہو یا دن، اندھیرا ہو یا اجالا، خلوت ہو یا جلوت، پہاڑوں، بیابانوں، غاروں، جنگلوں اور صحراؤں میں تمہارے ہر حال سے باخبر رہتا ہے۔

... وَهُوَ مَعَكُمْ أَيَّنَمَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۶۰﴾^(۲)

ترجمہ: وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

وہ تمہارے سینوں کے چھپے بھید اور آنکھوں کی خیانت بھی جانتا ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿۱۹﴾^(۳)

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

پھر تمہاری چند روزہ طبعی زندگی کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ کے فرامین اور حدود کو پامال کر کے، اس رب کے عطا کردہ چند نکلے پا کر تکبر و عناد کی وجہ سے تمہاری گردنیں اکڑی ہوئی ہیں تم پر موت طاری کرتا ہے اور پھر جب چاہے گلابارہ زندہ کر کے جواب دہی کے لئے اپنی بارگاہ میں لاکھڑا کرے گا اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے میزان عدل قائم کرے گا اور محسنین کو اس کے احسان کی اور بدکاروں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا، جیسے فرمایا:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿۴﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿۵﴾^(۴)

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

یہ کام اس کے لئے بہت آسان ہیں جنہیں کرتے ہوئے اسے کسی قسم کی تھکن یا تکلیف نہیں ہوتی، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۚ وَوَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ ﴿۳۸﴾^(۵)

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا اور ہمیں کوئی تکان لاحق نہ ہوئی۔

یہ توحید کے چند دلائل و براہین ہیں اگر تم اس پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ کی بات کے بعد کس کی بات ہے اس کی نشانیوں کے بعد کون سی

نشانیوں ہیں جن پر تم ایمان لاؤ گے، جیسے فرمایا:

﴿۱﴾ الانعام ۵۹

﴿۲﴾ الحديد ۳

﴿۳﴾ المؤمن ۱۹

﴿۴﴾ الزلزله ۸، ۷

﴿۵﴾ ق ۳۸

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعَدَ اللَّهُ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿١٦﴾

ترجمہ: یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جنہیں ہم تمہارے سامنے ٹھیک ٹھیک بیان کر رہے ہیں اب آخر اللہ اور اس کی آیات کے بعد اور کون سی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔

رب العالمین کے یہ چند اوصاف اس کی ذات بابرکات اور اس کی قوتوں و طاقتوں کو ماننے کے لئے کافی ہیں، اللہ تعالیٰ کے ان چند اوصاف کو سن کر فرعون سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو تکبر اور تعجب کرتے ہوئے ارد گرد کے درباریوں کی طرف دیکھ کر بولا کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے جو یہ کہہ رہا ہے کہ میرے سوا کوئی اور معبود بھی ہے، موسیٰ نے فرمایا وہ تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا مالک اور پروردگار ہے، جیسے فرمایا

اتَذْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿١٧﴾ اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأُولِينَ ﴿١٨﴾

ترجمہ: کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو اس اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے اگلے پچھلے آباؤ اجداد کا رب ہے؟۔

آج اگر تم فرعون کو رب مانتے ہو تو بتاؤ اس فرعون کی پیدائش سے پہلے جن جانوں کا رب کون تھا؟ کیا اس کے پیدا ہونے سے پہلے زمین و آسمانوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کا وجود تھا؟ اگر تم اس کا اقرار کرتے ہو تو بتاؤ تو ان سب چیزوں کو کس نے پیدا کیا تھا؟ جس نے اس عظیم الشان کائنات کی ہر چیز کی تخلیق کی ہے وہ فرعون نہیں بلکہ وہی جنہاںوں کا رب ہے جس کا میں فرستادہ ہوں، فرعون کہنے لگا چھوڑو اسے یہ تو کوئی پاگل یا مجنون معلوم ہوتا ہے، موسیٰ نے اپنی دلیلوں کا سلسلہ جاری رکھا اور کہا اے لوگو! سنو رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کا مالک ہے، جیسے فرمایا

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٩﴾

ترجمہ: دونوں مشرق اور دونوں مغرب، سب کا مالک پروردگار ہی ہے۔

جو سورج، چاند اور ستاروں کو مشرق سے طلوع کرتا اور مغرب میں غروب کرتا ہے اگر فرعون اپنے دعویٰ الوہیت و ربوبیت میں سچا ہے تو ذرا اس کے خلاف کر کے دکھا دے، جیسے فرمایا

قَالَ ابْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: ابراہیم نے کہا اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا اسے مغرب سے نکال لایا سن کر وہ منکر حق ششدر رہ گیا۔

قَالَ لَيْنَ اتَّخَذَتَ إِلَهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿٢١﴾ قَالَ

فرعون کہنے لگا سن! اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تجھے قیدیوں میں ڈال دوں گا، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا

۱ الجاثیة

۲ الصافات ۱۲۶، ۱۲۵

۳ الرحمن ۱۷

۴ البقرة ۲۸۵

أَوْ لَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ۚ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنَّ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۱

اگرچہ میں تیرے پاس کوئی کھلی چیز لے آؤں؟ فرعون نے کہا اگر تو سچوں میں سے ہے تو اسے پیش کر،

فَأَلْفَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۚ وَ نَزَعَ يَدَهُ

آپ نے (اسی وقت) اپنی لٹھی ڈال دی جو اچانک کھلم کھلا (زبردست) اژدھا بن گئی، اور اپنا ہاتھ کھینچ نکالا

فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۚ (الشعرا۱: ۳۳ تا ۳۹)

تو وہ بھی اسی وقت دیکھنے والے کو سفید چمکیلا نظر آنے لگا۔

فرعون کی دھمکی:

فرعون نے جب دیکھا کہ موسیٰ اس کی رعیت کا ایک معمولی فرد مختلف انداز سے رب العالمین کی ربوبیت کاملہ کی وضاحت، اپنی رسالت اور بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کر رہا ہے جس کا کوئی معقول جواب اس سے نہیں بن پارہا تو وہ دلائل سے صرف نظر کر کے انہیں حوالہ زندان کرنے سے ڈرانے لگا، موسیٰ نے فرمایا اگر میں تمہارے سامنے ایک واضح چیرپیش کروں جو میری حق و صداقت کی گواہی دے پھر بھی تم مجھے حوالہ زندان کر دو گے اور میری رسالت کی صداقت کو تسلیم نہیں کرو گے، فرعون نے کہا اچھا اگر تو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا ہے تو اپنی صداقت کی نشانی دکھاؤ، فرعون نے جیسے ہی کہا موسیٰ نے اپنی پہلی نشانی عصا کو زمین پر ڈال دیا جو دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑا اژدھا بن گیا اور پھنکارے مارتے ہوئے ادھر ادھر فراتے بھرنے لگا، پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ بغل میں ڈالا اور جب باہر نکالا تو ہاتھ چاند کے ٹکڑے کی طرح چمک رہا تھا جس سے سارا ماحول جگمگا اٹھا۔

قَالَ لِمَلَا حَوْلَهُ إِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ عَلَيَّ ۗ لَا يَرِيْدُ اَنْ يُخْرِجَكُم مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ ۗ

فرعون اپنے آس پاس کے سرداروں سے کہنے لگا بھی یہ تو کوئی بڑا انا جادو گر ہے، یہ تو چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے

فَمَا ذَا تَأْمُرُوْنَ ۝۳۲ قَالُوْا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَبْعَثْ

تمہیں تمہاری سرزمین سے ہی نکال دے بناؤ اب تم کیا حکم دیتے ہو، ان سب نے کہا آپ سے اور اس کے بھائی کو ہمت دیجئے

فِي الْمَدَائِنِ حٰشِرِيْنَ ۗ لَا يَأْتُوْكَ بِحِجْلٍ سَحٰرٍ عَلَيَّ ۗ (الشعرا۱: ۳۳ تا ۳۷)

اور تمام شہروں میں ہر کارے بھیج دیجئے جو آپ کے پاس ذی علم جادو گروں کو لے آئیں۔

درباریوں سے مشورہ:

دونوں معجزوں کو دیکھ کر فرعون موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو زندان میں ڈالنے کی دھمکی کو بھول گیا، چنانچہ فرعون اپنے درباریوں سے مخاطب ہوا کہ یقیناً یہ شخص اپنے جادو میں کمال کی حد تک پہنچا ہوا ہے، جس سے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنے زبردست جادو کے بل بوتے پر تمہیں

تمہارے ملک سے نکال باہر کرے اور یہ غلام زادہ نیک نام ہو کر یہاں تمہارے ملک پر حکومت کرے اور تم جو صاحب مرتبہ ہو ذلیل و خوار ہو جاؤ اب تم مشورہ دو اس جادوگر کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے، سب درباریوں نے رائے دی کہ موسیٰ اور اس کے بھائی کو فی الحال اپنے حال پر چھوڑ دیں اور اسی اثنا میں اپنے ہر کاروں کے ذریعے ملک بھر سے اس کے مقابلے کے ماہر فن جادوگروں کو بلوا کر ان دونوں کا جادوگروں سے باہمی مقابلہ کرا دیں اس طرح ان کی جادوگری کی شعبہ بازیوں کا جواب مل جائے گا اور ہماری جیت ہوگی اور اس کے مقابلے میں آپ کی تائید و نصرت بھی ہو جائے گی۔

فَجَبَعَ السَّحَرَةُ لِبَيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُّجْتَبِعُونَ ﴿٣٩﴾

پھر ایک مقرر دن کے وعدے پر تمام جادوگر جمع کئے گئے، اور عام لوگوں سے بھی کہہ دیا گیا کہ تم بھی مجمع میں حاضر ہو جاؤ گے؟

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمْ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ

تاکہ اگر جادوگر غالب آجائیں تو ہم ان کی پیروی کریں، جادوگر آ کر فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم جیت گئے تو ہمیں کچھ انعام

قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَيْنَ لَنَا لَاجِرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ

بھی ملے گا؟ فرعون نے کہا ہاں! (بڑی خوشی سے) بلکہ ایسی صورت میں تم میرے خاص

إِذَا لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ (الشعرا ۳۸-۴۲)

درباری بن جاؤ گے۔

جادوگروں کا جمع ہونا:

فرعون کے حکم عام پر ملک بھر سے ماہر فن جادوگروں کی بہت بڑی تعداد مقررہ وقت اور جگہ پر جمع ہو گئی، جادوگروں کو بلانے کے علاوہ فرعون نے اپنی رعایا کو بھی مقابلہ دیکھنے کی دعوت دی اور صرف اعلان و اشتہار ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس غرض سے آدمی چھوڑے گئے کہ لوگوں کو اکسا کر مقابلہ دیکھنے کے لئے لائیں، کیونکہ بھرے دربار میں جو معجزات موسیٰ نے دکھائے تھے ان کی خبر عام لوگوں میں پھیل چکی تھی اور فرعون کو یہ اندیشہ تھا کہ اس سے ملک کے باشندے متاثر ہوتے چلے جا رہے ہیں، جن حاضرین دربار نے معجزے دیکھے تھے اور باہر جن لوگوں تک اس کی معتبر خبریں پہنچی تھیں ان کے عقیدے اپنے آبائی دین و دھرم پر سے متزلزل ہوئے جا رہے تھے اور اب ان کے دین کا دار و مدار بس اس پر رہ گیا تھا کہ کسی طرح جادوگر بھی وہ کام کر دکھائیں جو موسیٰ نے کیا ہے، فرعون اور اس کے اعیان سلطنت اسے خود ایک فیصلہ کن مقابلہ سمجھ رہے تھے ان کے اپنے بیچے ہوئے آدمی عوام الناس کے ذہن میں یہ بات بٹھاتے پھرتے تھے کہ اگر جادوگر مقابلے میں کامیاب ہو گئے تو ہم سچے ہوں گے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین و دھرم پر قائم و دائم رہیں گے ورنہ ہمارے دین و ایمان کی خیر نہیں، اس طرح فرعون نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نور کو پھونکنوں سے بھانے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ اپنے نازل کردہ نور کو پورا کرنا چاہتا تھا، جیسے فرمایا

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٣٠﴾^{٢١}

ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں ہے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٣١﴾^{٢٢}

ترجمہ: یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پو ا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

کفر و شرک اور ایمان کے معرکے میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے کفر ہمیشہ اپنی اکثریت اور طاقت و حیثیت کے بل بوتے پر خم ٹھوک کر مقابلے میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنی تدابیر سے حق کو غلبہ اور سرخروئی عطا کرتا ہے، جادوگر جو اپنے آباء دین و دھرم کی نصرت کے لئے حاضر ہوئے تھے ہاتھ جوڑ کر فرعون سے کہنے لگے اے شاہ مصر فرعون! تمہارے حکم پر ہم موسیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں اگر ہم جیت گئے تو کیا ہمیں کوئی انعام بھی ملے گا؟ فرعون نے کہا بیشک میں تمہیں بڑا شاندار انعام دوں گا اور اس کے علاوہ اپنے دربار کے مقررین خاص میں داخل کروں گا۔

قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٣٢﴾ فَالْقَوْمُ جِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جادوگروں سے فرمایا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہے ڈال دو، انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں

وَ قَالُوا بَعْدَ فَرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٣٣﴾ فَالْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ

اور کہنے لگے عزت فرعون کی قسم! ہم یقیناً غالب ہی رہیں گے، اب موسیٰ (علیہ السلام) نے بھی اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دی

فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٣٤﴾ فَالْقَىٰ السَّحَرَةُ سَجْدِينَ ﴿٣٥﴾

جس نے اسی وقت ان کے جھوٹ موٹ کے کرتب کو نگلنا شروع کر دیا، یہ دیکھتے ہی جادوگر بے اختیار سجدے میں گر گئے

قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿٣٧﴾ (الشعرا ۴۳ تا ۴۸)

اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم تو اللہ رب العالمین پر ایمان لائے، یعنی موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون کے رب پر۔

مقابلہ حق و باطل:

دن چڑھے مقابلہ کے میدان میں ماہر جادوگروں کی ایک کثیر تعداد اور موسیٰ مقابلے کے لئے آمنے سامنے کھڑے تھے جادوگر موسیٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے موسیٰ! پہلے تم اپنا جادو ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں، موسیٰ نے پہلے انہیں اپنے ہر طرح کے کرتب، شعبدے ڈالنے کے

لئے کہا، جیسے فرمایا

قَالُوا يَمْوَسِيٰ اِمَّا اَنْ تُلْقِيْ وَ اِمَّا اَنْ تَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْفَى ۝۳۵ قَالَ بَلْ اَلْفُوْا... ۝۳۶ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: جادو گر بولے موسیٰ علیہ السلام! تم پھینکتے ہو یا پہلے ہم پھینکیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں، تم ہی پھینکو۔

چنانچہ موسیٰ کے انہیں پہلے کرنے پر جادو گروں نے بڑے زبردست جادو کا مظاہرہ کیا اور دعویٰ کرتے ہوئے بولے فرعون کی عزت کی قسم! ہم ہی غالب ہوں گے اور لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کر کے اپنی رسیوں اور لٹھیوں کو میدان مقابلہ میں پھینکا جس سے سارا میدان سانپوں سے بھر گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اپنے دائیں ہاتھ کی لکڑی کو میدان میں پھینک دے، حکم ملتے ہی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لٹھی میدان میں پھینک دی جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک زبردست اثر دھان گئی جس نے حاضرین کے دیکھتے ہی دیکھتے میدان میں دوڑتے چھوٹے بڑے سارے سانپوں کے طلسم فریب کو نکل کر میدان کو صاف کر دیا، ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ نے حق کو کامیاب و کامران اور سر بلند کیا اور باطل کی گردن سرنگوں ہو گئی، جیسے فرمایا

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۝۳۷ وَ لَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے اور تمہارے لیے تباہی ہے ان باتوں کی وجہ سے جو تم بہنا تے ہو۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اور اعلان کر دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

جب جادو گروں نے حق کو فتح مند اور جادو کی ذلت و بے چارگی دیکھی تو حق تک پہنچنے میں انہیں کچھ دیر نہیں لگی، موسیٰ علیہ السلام کی پیش کردہ دعوت حق ان کے رگ و ریشے میں سما گئی اور وہ فوراً بے اختیار سجدے میں گر گئے اور کھلے میدان میں سب مجمع کے سامنے منہ سے بول اٹھے کہ ہم ایمان لے آئے جہانوں کے رب پر جو پروردگار ہے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا، جیسے فرمایا

فَوْقَ الْحَقِّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَغَلِبُوْا هُنَالِكَ وَ اَنْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ اَلْقَى السَّحْرَةَ لَسِحْرٍ يَّحِ ۝۴۱ قَالُوْا

اِمْتَا يَرْبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ رَبِّ مُؤْمِنِيْ وَ هُرُوْنِ ﴿۴۳﴾ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: اس طرح جو حق تھا وہ حق ثابت ہوا اور جو کچھ انہوں نے بنا رکھا تھا وہ باطل ہو کر رہ گیا فرعون اور اس کے ساتھی میدان مقابلہ میں مغلوب ہوئے اور (فتح مند ہونے کے بجائے) الٹے ذلیل ہو گئے، اور جادو گروں کا حال یہ ہوا کہ گویا کسی چیز نے اندر سے انہیں سجدے میں گرا دیا کہنے لگے ہم نے مان لیا رب العالمین کو اس رب کو جسے موسیٰ اور ہارون مانتے ہیں۔

﴿۱﴾ طہ ۶۶، ۶۵

﴿۲﴾ الانبیاء ۱۸

﴿۳﴾ بنی اسرائیل ۸۱

﴿۴﴾ الاعراف ۱۸ تا ۱۲۲

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۗ اِنَّهٗ لَكٰبِيْرُكُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۗ

فرعون نے کہا کہ میری اجازت سے پہلے تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا بڑا (سردار) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا،

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۗ لَا قَطْعَانَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَا وَصْلَبَ لَكُمْ اَجْعَبِيْنَ ۗ

تمہیں ابھی ابھی معلوم ہو جائے گا، قسم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں لٹے طور پر کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا،

قَالُوْا لَا صَبِيْرَ ۗ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۗ اِنَّا نَطْمَعُ

انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ہی، اس بنا پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان والے

اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِئَْا اَنْ كُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ (الشعرا ۴۹ تا ۵۱)

بنے ہیں، ہمیں امید پڑتی ہے کہ ہمارا رب ہماری سب خطائیں معاف فرمادے گا۔

جادو گروں کو موت کی دھمکی:

فرعون نے پانسہ پلٹتے دیکھ کر جادو گروں کو کہا میں نے ابھی تمہیں ان دونوں کے الہ کو ماننے کی اجازت دی ہی نہیں تھی کہ تم ان دونوں کے الہ پر ایمان لے آئے، تمہاری اس شکست میں موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کے کسی معجزے کا کوئی تعلق نہیں بلکہ تم سب اس کے چیلے لگتے ہو اور تمہاری سازش کا مقصد یہ ہے کہ تم ہمیں یہاں سے بے دخل کر دو اور خود ہماری جگہ سنبھال لو، جیسے فرمایا

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۗ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكْرٌ مُّؤَمَّرٌ فِى الْمَدِيْنَةِ لِيُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَهَا ۗ ۝۳۱ ﴿۵۱﴾

ترجمہ: فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اس دارالسلطنت میں کی تاکہ اس کے مالکوں کو اقتدار سے بے دخل کر دو۔

حالانکہ اسی نے جادو گروں کو جمع کیا اور یہ اس کے مصاحبین ہی تھے جنہوں نے دوسرے شہروں سے جادو گروں کو اکٹھا کرنے کا مشورہ دیا، حالانکہ انہیں اچھی طرح علم تھا کہ وہ اس سے پہلے موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام سے ملے تھے نہ انہوں نے موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کو دیکھا تھا، پھر فرعون نے جادو گروں کو قتل و تعذیب کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ ابھی تمہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس خطرناک سازش کے بدلے میں میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہوں، میں تمہارے دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کٹوا دوں گا تاکہ تم ہلنے جلنے کے قابل ہی نہ رہو اور اس پر بس نہیں کروں گا مزید تمہیں کھجور کے تنوں پر لٹکا دوں گا تاکہ ساری دنیا تمہاری ذلت و رسوائی کا تماشا دیکھے، فرعون کی دھمکی کے جواب میں جادو گروں نے جنہوں نے ایمان کی حلاوت کا مزہ چکھا لیا تھا فرعون کو بے خوف و خطر جواب دیا ہے فرعون! ہمیں مطلق پرواہ نہیں کہ تو ہمیں کیسے موت سے ہمکنار کرتا ہے، موت تو جلد یا بدیر آ کر ہی رہتی ہے، اور آخر کار ہمیں واپس تو پروردگار کی بارگاہ ہی میں جانا ہے پھر اس کا کیا خوف کھانا کہ موت کب اور کس طرح آتی ہے، اگر تو ہمیں بے قصور موت سے دوچار کر دے گا تو اس کے سوا اور کیا ہو گا کہ بس ہم اپنے

رب کی بارگاہ میں پہنچ جائیں گے، ہم رب سے اپنے گناہوں پر نادم اور شرمسار ہیں کہ تیرے اکسانے پر اللہ کے رسولوں سے مقابلے پر آئے مگر ہمیں اپنے غفور و رحیم رب سے قوی امید ہے کہ جب اصل حقیقت حال کھل چکی تو ہم نے دعوتِ حقہ کو تسلیم کرنے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں کی اور سبقت کر کے اولین مسلمانوں میں شامل ہو گئے، اللہ تعالیٰ ایمان لانے میں سبقت کرنے پر ہماری خطائیں معاف فرما کر مغفرت و رحم فرمائے گا، جیسے فرمایا

-- إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۶﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: یقیناً اللہ کے ہاں محسنوں کا حق الخیرت مارا نہیں جاتا ہے۔

وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۷﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور صبر کر اللہ نیک کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

-- إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۸﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی تقویٰ اور صبر سے کام لے تو اللہ کے ہاں ایسے نیک لوگوں کا اجر مارا نہیں جاتا۔

فرعون کو اس دو ٹوک جواب کی بھی توقع نہیں تھی اس بے باک جواب نے شعلوں کو ہوا دکھانے کا کام کیا جس پر فرعون کے حکم پر انہیں ایسی ہی سزا دی گئی جیسے کہی گئی تھی مگر اہل ایمان کے قدم نہ ڈگمگائے، رب سے ڈرتے اور مغفرت کی دعائیں کرتے ہوئے ہنستے ہنستے سولی پر چڑھ گئے۔

وَ اَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِيٰ إِنَّكُمْ مُّتَّبِعُونَ ﴿۵۲﴾ فَارْسَلْنَا فِرْعَوْنَ

اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو نکال لے چل تم سب پیچھا کئے جاؤ گے، فرعون نے شہروں میں

فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿۵۳﴾ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿۵۴﴾ وَ إِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ﴿۵۵﴾

ہر کاروں کو بھیج دیا کہ یقیناً یہ گروہ بہت ہی کم تعداد میں ہے اور اس پر یہ ہمیں سخت غضبناک کر رہے ہیں،

وَ إِنَّا لَجَمِيعٌ حٰذِرُونَ ﴿۵۶﴾ فَآخَرَجْنَاهُمْ مِّنْ جَنَّتِ وَ عِيُونَ ﴿۵۷﴾

اور یقیناً ہم بڑی جماعت ہیں ان سے چوکنا رہنے والے، بالآخر ہم نے انہیں بانات سے اور چشموں سے

وَ كُنُوزٍ وَ مَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَ اَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرٰءِيْلَ ﴿۵۹﴾ (الشعرا: ۵۲-۵۹)

اور خزانوں سے اور اچھے اچھے مقامات سے نکال باہر کیا، اسی طرح ہو اور ہم نے ان (تمام) چیزوں کو اراث بنی اسرائیل کو بنادیا۔

﴿۱﴾ التوبة: ۱۲۰

﴿۲﴾ ہود: ۱۱۵

﴿۳﴾ یوسف: ۹۰

حکم ہجرت:

جب موسیٰ نے لمبے عرصہ تک دعوت توحید دے کر فرعون اور اس کی قوم پر ہدایت پہنچانے کی ہر طرح کی حجت قائم کر دی، رب نے بھی آخری عذاب سے پیشتر چھوٹے چھوٹے عذاب دے کر انہیں راہ ہدایت پر پلٹنے کا موقع مہیا کیا کہ شاید وہ رب کے حضور عاجزی پر اتر آئیں اور اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر رب سے اپنی مغفرت چاہیں مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے ٹس نہ ہوئے، آخر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے ہجرت کر جائیں تاکہ جب تک فرعون کو بنی اسرائیل کے فرار کا علم ہو وہ لوگ کافی دور نکل چکے ہوں اور بیٹنگی تسلی دیتے ہوئے فرمایا فرعون تمہیں اتنی آسانی سے جانے نہیں دے گا جب اسے تمہارے فرار کا پتہ چلے گا تو وہ تمہارا تعاقب کرے گا اس موقع پر گھبرانا نہیں، چنانچہ ایک مقررہ رات کو موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل اور غیر اسرائیلی کو جمع کر کے ایک بڑے قافلہ کی شکل میں تھیسبس سے کوچ کر دیا اور بحر احمر کی طرف جانے والا راستہ اختیار کیا تاکہ سمندر کے کنارے کنارے چل کر جزیرہ نمائے سینا کی طرف نکل جائیں، مگر راستہ بھول گئے،

عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بِأَعْرَابٍ فَأُكْرِمَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَاهَدْنَا فَأَتَاهُ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَاجَتُكَ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَاقَةٌ بِرِخْلَيْهَا وَأَعْزُرُ يَحْلُبُهَا أَهْلِي، قَالَهَا مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلْحِزَّتْ أَنْ تَكُونَ مِثْلَ عَجُوزِ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ فَقَالَ أَضْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا عَجُوزُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: إِنَّ مُوسَى لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَسِيرَ بِبَنِي إِسْرَائِيلَ أَضَلَّ الطَّرِيقَ، فَقَالَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: مَا هَذَا؟

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کے پاس گئے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا ہمارے پاس بھی آنا، ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی کس حاجت کا سوال کر سکتے ہو؟ وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک اونٹنی کجاوے کے ساتھ اور دو دھولی بکریاں جنہیں میرے گھروالے دوپتہ رہیں، اس نے یہ بات دو مرتبہ بیان کی، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تم اس بات سے بھی عاجز ہو کہ بنی اسرائیل کی بڑھیا جیسے ہو جاؤ؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بنی اسرائیل کی بڑھیا کا کیا قصہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام جب قوم بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر چلے تو وہ راستہ بھول گئے، موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا یہ کیا ہوا؟

فَقَالَ عُلْمَاؤُهُمْ: إِنَّ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَخَذَ عَلَيْنَا مَوْتًا مِنَ اللَّهِ أَنْ لَا نَخْرُجَ مِنْ مِصْرَ حَتَّى نَنْتَقِلَ عِظَامَهُ مَعَنَا قَالَ: وَأَيْكُمْ يَدْرِي أَيْنَ قَبْرُ يُوسُفَ؟ قَالُوا: مَا نَدْرِي أَيْنَ قَبْرُ يُوسُفَ إِلَّا عَجُوزُ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا فَقَالَ دَلِّبْنِي عَلَى قَبْرِ يُوسُفَ، فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَا أَفْعَلُ حَتَّى تُعْطِيَنِي حُجِّي، قَالَ لَهَا: وَمَا حُكْمُكَ؟

ان کے علماء کہنے لگے ہم آپ کو اس کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام کی موت کا وقت قریب ہو تو انہوں نے ہم (بنی اسرائیل) سے پختہ عہد لیا تھا کہ جب تم مصر سے جانے لگو تو میرا جو دہ بھی ساتھ ہی لے جانا، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یوسف علیہ السلام کی قبر کا کس

کو علم ہے؟ انہوں نے جواب دیا یوسف علیہ السلام کی قبر کو بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا کے سوا کوئی نہیں جانتا، موسیٰ علیہ السلام نے اسے بلا بھیجا (وہ آپ کے پاس آئی تو) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم یوسف علیہ السلام کی قبر کی طرف ہماری رہنمائی کرو، وہ بڑھیا کہنے لگی اللہ کی قسم! نہیں، ایسے نہیں بتاؤں گی حتیٰ کہ تم میرا مطالبہ پورا کرو، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تیرا مطالبہ کیا ہے؟

قَالَتْ : حُكْمِي أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ ، فَكَأَنَّهُ ثَقُلَ عَلَيْهِ ذَلِكَ ، فَقِيلَ لَهُ : أَعْطَاهَا حُكْمَهَا قَالَ : فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُمْ إِلَى بُحَيْرَةِ مُسْتَنْقَعٍ مَاءٍ ، فَقَالَتْ : أَنْصِبُوا هَذَا الْمَاءَ ، فَأَلَمَّا نَصَبُوهُ قَالَتْ : اخْفِرُوا هَهُنَا فَمَا حَفَرُوا إِذَا عِظَامُ يُوسُفَ ، فَأَلَمَّا أَقْلَوْهَا مِنَ الْأَرْضِ فَإِذَا الطَّرِيقُ مِثْلُ صَوِّ النَّهَارِ

وہ بڑھیا کہنے لگی میرا مطالبہ یہ ہے کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ جاؤں، موسیٰ علیہ السلام نے اس مطالبے کو اچھا نہ سمجھا، پس موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ اس کا مطالبہ قبول کر لیجئے، چنانچہ وہ آپ کو ایک بحیرہ (پانی کی جگہ) پر لے گئی جہاں اکثر پانی جمع رہتا تھے، وہ کہنے لگی اس پانی کو سوتو، لوگوں نے اس پانی کو سوت ڈالا، پھر کہنے لگی اس جگہ کو کھودو جب انہوں نے کھودا تو یوسف علیہ السلام کا جسد مبارک نکل آیا جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کے جسد کو اٹھایا تو راستہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔^①

صبح جب فرعون منفتح کو بنی اسرائیل کے فرار کا علم ہوا تو آگ بگولہ ہو گیا، اور ہر کاروں کو لشکروں کے جمع کرنے کے لئے پیغام دے کر دوڑایا کہ یہ مٹھی بھر غلام (حالانکہ بائبل کی روایت کے مطابق مصر سے خروج کے دوسرے سال موسیٰ علیہ السلام نے صحرائے سینا میں مردم شماری کرائی تھی اس میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو چھوڑ کر قابل جنگ مردوں کی تعداد ۶۰۳۵۵۰ تھی) جو ہمارا کچھ بھی بگاڑنے کی قوت والہیت نہیں رکھتے، جنہوں نے ہماری اجازت کے بغیر مصر سے فرار ہو کر ہمارے غیظ و غضب کو لاکارا ہے، اس لئے ہم ان کو قرار واقعی سزا دینا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ کوئی اسرائیلی ایسی جرات ہی نہ کر سکے، ہم تو ایک ایسی حکمران جماعت ہیں جو ہر وقت چونکا اور ہر خطرے سے بچنے کے لئے تیار رہتے ہیں اس لئے بنی اسرائیل کی اس بڑی سازش کو ناکام بنانے کے لئے ہمیں مستعد ہونے کی ضرورت ہے، چنانچہ فرعون کے بلاوے پر سارے سردار اپنی اپنی جگہیں چھوڑ کر فرعون کے پاس آ کر جمع ہو گئے، الغرض فرعون بذات خود اپنی بہترین اقامت گاہوں خزانوں، باغوں اور خوبصورت چشموں کو چھوڑ کر اپنے لشکروں کی قیادت کرتے ہوئے موسیٰ اور بنی اسرائیل کے تعاقب میں روانہ ہوا اور پھر رب نے اسے ان جگہوں میں دوبارہ آنے کی مہلت ہی نہ دی، اس طرح رب نے اپنی حکمت و مشیت سے انہیں تمام عطا کردہ نعمتوں سے محروم کر کے دوسروں کو ان کا وارث بنا دیا اور بنی اسرائیل کو جو مصر میں کبھی پلٹ کر نہیں گئے دیسی نعمتیں جو فرعون کو مصر میں حاصل تھیں فلسطین میں ایسی ہی نعمتیں عطا کیں۔

فَاتَّبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَعْنُ قَالَ اصْحَبْ مُوسَىٰ

پس فرعون نے سورج نکلنے ہی ان کے تعاقب میں نکلے، پس جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے

① السلسلة الصحيحة ۳۱۳، مستدرک حاکم ۴۰۸۸، صحیح ابن حبان ۴۳، مسند ابی یعلیٰ ۴۵۴، مجمع الزوائد ۱۴۳۸

إِنَّا لَمُدْرِكُونَ ﴿۲۰۶﴾ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿۲۰۷﴾

کہا ہم تو یقیناً پکڑ لیے گئے، موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں، یقیناً مانو میرا رب میرے ساتھ ہے جو ضرور مجھے راہ دکھائے گا۔

فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنی لاٹھی مارو، پس اس وقت دریا پھٹ گیا اور ہر ایک حصہ

كَالطُّودِ الْعَظِيمِ ﴿۲۰۷﴾ (الشعرا: ۶۰ تا ۶۳)

پانی کا مثل بڑے پہاڑ کے ہو گیا۔

فرعون کے پاس سفر اور کوچ کے ساز و سامان تھے جبکہ بنی اسرائیل پیدل بے سرو سامانی میں چل پڑے تھے، اس پر راستہ بھی بھول گئے اس لئے بہت جلد فرعون اور اس کے لشکر نے بنی اسرائیل کو بحیرات مرہ کے قریب بعل صفون کے مقام پر جالیا، بنی اسرائیل ایک لمبی مدت سے غلامی کی ذلت بھری زندگی گزارتے چلے آتے تھے جس سے ان میں بزدلی اور کم ہمتی جیسی صفات پیدا ہو چکی تھیں، جیسے ہی دور سے فرعونی لشکر کو تیزی سے اپنے تعاقب میں آتے دیکھا تو گھبرا اٹھے کہ اب کیا ہوگا، آگے ساحل سمندر رہے اور سمندر میں سفر کرنے کا ہمارے پاس سامان نہیں اور پیچھے ظالم اور طاقتور دشمن فرعون اتنا بڑا اور لشکر لیکر سر پر آن پہنچا ہے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں اب تو مارے گئے، اب پھر غلامی کا دور شروع ہوگا جو پہلے سے کہیں زیادہ رسوا کن ہوگا، قوم کی گھبراہٹ اور مایوسی دیکھ کر موسیٰ نے ان کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی اور کہا میں اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اپنے رب کے حکم سے تمہیں مصر سے لے کر نکلا ہوں وہ یقیناً ہماری نجات کے راستے کی نشاندہی فرمائے گا، جب فرعون کا لشکر بہت قریب پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر راستے کی نشان دہی کے لئے وحی نازل فرمائی کہ اپنی لاٹھی کو سمندر پر مارو، موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور جیسے ہی انہوں نے لاٹھی کو سمندر پر مارا تو اچانک ایک عجیب و غریب معجزہ رونما ہوا، پانی کی فطرت سیلان ہے مگر یہ فطرت اور خو پانی رب کی ایک مخلوق ہے، مخلوق نے رب کے حکم کو مانا اور یکا یک بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے سمندر کے پانی میں بارہ راستے بن گئے اور ان کے درمیان پانی عظیم الشان پہاڑوں کی طرح جم گیا جیسے کہ صاف و شفاف قدرتی دیوار ہو اور درمیان راستہ کچھڑ کے بجائے کہ چلنے میں مانع ہو تا خشک ہو گیا،

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَارَ الْبَحْرُ اثْنَيْ عَشَرَ طَرِيقًا، لِكُلِّ سَبْطٍ طَرِيقٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دریا میں بارہ راستے بن گئے یعنی ہر قبیلے کے لیے ایک راستہ تھا۔ ﴿۱﴾

وَرَادَ السُّدْيِيُّ: وَصَارَ فِيهِ طَاقَاتٌ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ، وَقَامَ الْمَاءُ عَلَىٰ حَيْثُوهٖ كَالْحَيَّطَانِ، وَبَعَثَ اللَّهُ الرِّيحَ إِلَىٰ قَعْرِ الْبَحْرِ فَلَمَّحَتْهُ، فَصَارَ يَبْسَا كَوَجْهِ الْأَرْضِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: اللَّهُ تَعَالَىٰ كَارِشَادٍ فَاصْرَبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبْسَا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ

سُدی کا بیان ہے کہ دیواروں میں روشن دان بھی تھے جن سے وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور پانیوں کھڑا تھا جیسے دیواریں ہوں، اللہ

تعالیٰ نے ہو کو بھی بھیج دیا جس سے دریا کا پینڈا خشک ہو کر اس طرح ہو گیا جیسے سطح زمین ہو، اور ان کے لیے سمندر میں سے سوکھی سڑک بنالے، تجھے کسی کے تعاقب کا ذرا خوف نہ ہو اور نہ (سمندر کے بیچ سے گزرتے ہوئے غرق ہونے کا) ڈر لگے۔ ﴿۱۱﴾

موسیٰ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان راستوں میں اتر گئے جس میں سے گزرتے ہوئے ہر قبیلہ کو دوسری طرف کے گزرتے ہوئے قبیلہ کو صاف نظر آتا تھا اور وہ تمام بخیر و خوبی سمندر پار کر گئے۔

وَأَزَلْنَا ثُمَّ الْآخِرِينَ ﴿۱۲﴾ وَأَنْجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳﴾

اور ہم نے اسی جگہ دوسروں کو نزدیک لاکھڑا کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) اور ان پر ایمان لانے والوں کو ہم نے نجات دی

ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخِرِينَ ﴿۱۴﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ﴿۱۵﴾ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۶﴾

پھر اور سب دوسروں کو ڈوب دیا، یقیناً اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان والے نہیں

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۷﴾ (الشعرا ۶۳ تا ۶۸)

اور بیشک آپ کا رب بڑا ہی غالب و مہربان ہے۔

فرعون کا غرق ہونا:

اللہ تعالیٰ معجزانہ طریق پر سمندر میں بنے ہوئے بارہ خشک راستوں سے بنی اسرائیل کو بخیر و عافیت ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر نکال کر لے گیا اتنی دیر تک پانی نہایت بلند پہاڑوں کی شکل میں کھڑا رہا جب تک کہ لاکھوں بنی اسرائیل کا مہاجر قافلہ اس میں سے گزر نہ گیا، فرعون اور اس کا لشکر بھی بنی اسرائیل کو پکڑے کے لئے کہ شکار بس سامنے ہی تھا آؤ دیکھنا نہ تاؤ بنی اسرائیل کے تعاقب میں ان سمندری راستوں میں داخل ہو گیا، جب فرعون اور اس کا لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں سمندر کے ان بارہ راستوں کے درمیان میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حسب سابق جاری ہو جانے کا حکم صادر فرما دیا، اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے فرعون منفتح سمیت سارا لشکر پانی میں ڈوب کر اپنے انجام کو پہنچا (جدید تحقیق کے مطابق یہ واقعہ ۱۳۴۷ قبل مسیح کو پیش آیا) فرعون کے غرق ہونے کے بعد لوگوں کو اس کی لاش پانی میں تیرتی ہوئی ملی، جہاں سے یہ لاش ملی اس مقام کو جبل فرعون کہتے ہیں، دستور کے مطابق ہر فرعون کو قیمتی جو اہرات، اور ضرورت کی اشیاء کے ہمراہ علیحدہ مقبرہ میں دفن کیا جاتا تھا مگر اس فرعون کو پانی سے نکال کر عجلت میں فرعون منخوتب کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا، اس مغرور و مردود فرعون منفتح کی لاش پر سے ۱۹۰۷ء میں سرگرافٹن ایلیٹ سمٹھ نے اس کی مومی (مومیا) پر سے پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر کافی سمندری نمک لگا ہوا تھا اور ناک کے سامنے کے حصہ کے علاوہ محفوظ تھی جو مصری عجائب خانہ (قاہرہ) میں رکھی ہوئی اپنی بے بسی کا اعلان کر رہی ہے) اس واقعہ میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کی صداقت اور فرعون اور اس کی قوم کے موقف کے باطل ہونے پر بڑی دلیل ہے مگر ان نشانیوں کے باوجود اکثر لوگ ایمان لانے اور عمل صالحہ کرنے والے نہیں ہیں، بلاشبہ تیرے رب نے اپنی قوت و غلبے سے جھٹلانے والوں کو ہلاک کر دیا اور اپنی رحمت سے

موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو نجات دی۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۖ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۖ

انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کا واقعہ بھی سنا دیا جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟

قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عِزْفِينَ ۖ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُم

انہوں نے جواب دیا کہ عبادت کرتے ہیں بتوں کی، ہم تو براہران کے مجاور بنے بیٹھے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جب تم انہیں

إِذْ تَدْعُونَ ۖ أَوْ يَنْفَعُونَكُم ۖ أَوْ يَضُرُّونَ ۖ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا

پکارتے ہو تو کیا وہ سنتے بھی ہیں؟ یا تمہیں نفع نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں، انہوں نے کہا یہ (ہم کچھ نہیں جانتے) ہم نے تو

أَبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ۖ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۖ أَنْتُمْ وَ آبَاؤُكُمْ

اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے پایا، آپ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے جنہیں تم پونہ رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا

الْأَقْدَمُونَ ۖ فَاتَّهَمُوا عِدُوِّيَ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۖ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۖ

وہ سب میرے دشمن ہیں بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنا رہا ہے، جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری راہ بھی فرماتا ہے،

وَ الَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَ يُسْقِينِي ۖ وَ إِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِي ۖ وَ الَّذِي يُسَيِّئُ

وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے اور وہی مجھے مار ڈالے گا

تُمْ يُجِيبُنِي ۖ وَ الَّذِي أَطْعَمَنِي أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۖ

پھر زندہ کر دے گا اور جس سے امید بندھی ہوئی ہے کہ وہ روز جزا میں میرے گناہوں کو بخش دے گا،

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَ الْحَقِّنِي بِالصَّالِحِينَ ۖ وَ اجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۖ

اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے، اور میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھ،

وَ اجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۖ وَ اعْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۖ

مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا دے، اور میرے باپ کو بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا،

وَ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۖ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَ لَا بَنُونَ ۖ

اور جس دن کہ لوگ دوبارہ جلائے جائیں مجھے رسوا نہ کر، جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی، لی

إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٥٩﴾ (الشعراء: ٦٩-٨٩)

کن فائدہ والا وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

اہل عرب بالخصوص قریش کا دعویٰ تھا کہ ملت ابراہیمی ہی ان کا مذہب ہے اور یہود و نصاریٰ کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام ان کے پیشوا ہیں، چنانچہ نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد جب ان کی شرک و توحید کے مسئلے پر اپنے باپ اور اپنی قوم سے کشمکش شروع ہو چکی تھی کا واقعہ بیان فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا تھا کہ تمہارے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے ان لکڑی اور پتھر کے معبودوں کی کیا حقیقت ہے جن کے سامنے تم دن رات مراسم عبودیت بجالاتے ہو، جیسے فرمایا

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عِقْفُونَ ﴿٥٩﴾ ﴿٦٠﴾

ترجمہ: اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کے تم لوگ گرویدہ ہو۔

انہوں نے اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا یہ ہمارے ہاتھوں سے تراشی ہوئی مورتیاں ہیں جن کی ہم پرستش کرتے ہیں اور رضاء و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہی کی خدمت میں لگے رہتے ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تم لوگ اپنی تکالیف و مشکلات میں دور و نزدیک سے ان کو پکارتے ہو کیا یہ تمہاری پکار کو سنتے اور جواب دیتے ہیں اور تمہاری پریشانیوں، مشکلات اور تکالیف کو دور کرتے ہیں، ذرا غور و فکر کرو اگر تم ان کی مراسم عبادت کرنا چھوڑ دو تو کیا تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا سکنے کی قدرت رکھتے ہیں، تو اس سوال کا کوئی معقول جواب نہ دے سکی اور کہا کہ بیشک ہمارے یہ معبود ہماری مناجاتیں، دعائیں اور فریادیں نہیں سنتے اور نہ ہی کوئی نفع یا نقصان پہنچانے اور نہ ہی کسی کام کو بنانے یا بگاڑنے کی قدرت رکھتے ہیں مگر ہمارے آباؤ اجداد نے ضرور کسی وجہ سے ان بے جان مورتیوں کی پرستش شروع کی ہوگی اس لئے ہم بھی ان کی تقلید میں بت پرستی پر جمے ہوئے ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا کسی مذہب کی صداقت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ کام آباؤ اجداد کے وقت سے ہوتا چلا آ رہا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں تو ان معبودان باطلہ سے اپنی بیزاری اور برات کا اعلان کرتا ہوں، ان کی عبادت کرنا تو خود کو جان بوجھ کر خسران میں مبتلا کرنا ہے اور میں دیدہ دانستہ اپنی بدخواہی نہیں کر سکتا، جیسے فرمایا

وَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّيَكُونُوا لَهُمْ عَزًّا ﴿٦١﴾ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٦٢﴾

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ الہ بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے پشتیان ہوں کوئی پشتیان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور اٹلے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

میں تو صرف اللہ رب العالمین کا پرستار ہوں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، اور اس کے سوا میں کسی اور کی بندگی کیوں کروں جبکہ وہ میرا خالق ہے اور وہی دین و دنیا کے مصالح میں مخلوقات کی رہنمائی کرتا ہے، جیسے فرمایا

وَحَاجَّةٌ قَوْمُهُ قَالَ آتَمَّ جُؤَيْبِي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَسُنِ ... ﴿٦٣﴾ ﴿٦٤﴾

ترجمہ: اس کی قوم اس سے جھگڑنے لگی تو اس نے قوم سے کہا کیا تم لوگ اللہ کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہ راست دکھادی ہے۔

وہی اپنی چھوٹی بڑی مخلوقات کے لئے انواع و اقسام کے رزق پیدا کرتا اور آسمان سے پانی برسائے والا ہے، اور اسی کے ہاتھ میں کبھی ختم نہ ہونے والے خزانے ہیں لہذا اللہ سے ادنیٰ یا اعلیٰ جو چیز چاہو طلب کرو جو دینے کی قدرت رکھتا ہے، اور اسی سے اپنی آس و امیدیں وابستہ کرو اور اس نے بن مانگے، بغیر کسی استحقاق کے جو بے شمار نعمتیں عطا کر رکھی ہیں اس پر شکر ادا کرو، اور دکھوں، غموں اور بیماری کو بھی بجز اس اللہ وحدہ لا شریک کے کوئی درو کرنے والا نہیں ہے، وہی موت و حیات پر قدرت رکھتا ہے ایک وقت مقررہ پر وہ تم پر موت طاری کر دے گا پھر جب وہ چاہے گا دوبارہ زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کرے گا اور اختیارات، عطا کردہ نعمتوں اور اعمال کے بارے میں محاسبہ کرے گا، بشری کمزوریوں کے باعث گناہ گار بندوں میں سے جسے چاہے گا اپنی رحمت سے بخش دے گا اور جنتوں میں داخل فرمائے گا جن میں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے، مگر نافرمانوں اور مشرکوں کا مقدر رسوائی ہوگی اور ان کا ٹھکانا جہنم کے سوا اور کچھ نہیں جہاں دردناک عذاب ان کا منتظر ہوگا، ابراہیم علیہ السلام عجیب عمر رسیدہ ہو گئے تو اکثر وہ اپنے رب کی بارگاہ میں گڑگڑا کر آخرت میں نجات کی دعائیں کرتے تھے کہ اے میرے رب! مجھے علم و دانش اور صحیح فہم و فراست عطا فرما جس کے ذریعے سے میں تیرے احکام اور حلام و حرام کی معرفت حاصل کروں اور اس علم کے مطابق مخلوق کے درمیان فیصلے کروں اور آخرت کی ابدی زندگی میں مجھے میرے بھائی انبیاء و مرسلین میں شامل فرما،

إِنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى. ثَلَاثًا

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے بھی آخری وقت دعائیں تھی الہی اعلیٰ رفیقوں میں ملا دے، تین بار یہی دعا کی۔^(۱)

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا بھی مروی ہے

لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْكَفَأَ الْمُشْرِكُونَ، قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوُوا حَتَّى أَتِيَّ عَلَى رِجِّي، فَصَارُوا خَلْفَهُ صُفُوفًا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اللَّهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَا هَادِيَ لِمَا أَضَلَّكَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اللَّهُمَّ ائْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْقَيِّمَ الَّذِي لَا يَحُولُ وَلَا يَزُولُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْأَمْنِ يَوْمَ الْخَوْفِ، اللَّهُمَّ إِنِّي عَائِدُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَ، اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَرَبِّبْنَاهُ فِي قُلُوبِنَا، وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ، وَالْفُسُوقَ، وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ، اللَّهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ، وَأُحْيِنَا مُسْلِمِينَ، وَالْحَقُّنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مُفْتُونِينَ، اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَهَ الْحَقِّ

{صحیح بخاری کتاب المغازی باب مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۳۳۷، ۴۳۳۸}

جب غزوہ احد کے دن مشرکین شکست خوردہ ہو کر بھاگے تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا سیدھے ہو جاؤ تا کہ میں اپنے رب کی ثناء بیان کرو چنانچہ وہ سب نبی کریم ﷺ کے پیچھے صف بستہ ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اے اللہ تمام تعریفیں آپ ہی کے لیے ہیں، اے اللہ! آپ جسے کشادہ کر دیں اسے کوئی تنگ نہیں کر سکتا اور جسے آپ تنگ کر دیں اسے کوئی کشادہ نہیں کر سکتا، جسے آپ گمراہ کر دیں اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جسے آپ ہدایت دیدیں اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، جس سے آپ کچھ روک لیں اسے کوئی دے نہیں سکتا اور جسے آپ کچھ نہ دے کوئی اس کو کوئی دے نہیں سکتا، جسے آپ دور کر دیں اسے کوئی قریب نہیں کر سکتا جسے آپ قریب کر لیں اس کوئی دور نہیں کر سکتا، اے اللہ! ہم پر اپنی رحمتوں، برکتوں، فضل و کرم اور رزق کشادہ عطا فرما، اے اللہ! میں آپ سے ان دائمی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو پھریں اور نہ زائل ہوں، اے اللہ! میں آپ سے تنگدستی کے دن نعمتوں کا اور خوف کے دن امن کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں اس چیز کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں جو آپ نے ہمیں عطا فرمائی یا ہم سے روک لی، اے اللہ! ایمان کو ہماری نگاہوں میں محبوب کر اور ہمارے دلوں میں مزین فرما اور کفر و فسق اور نافرمانی سے ہمیں کراہت عطا فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کر، اے اللہ! ہمیں حالت اسلام میں موت عطا فرما حالت اسلام میں زندہ رکھ اور نیک لوگوں میں اس طریقے شامل فرما کہ ہم رسوا ہوں اور نہ ہی کسی فتنے کا شکار ہوں، اے اللہ! ان کافروں کو کیفر کردار تک خود ہی پہنچا جو آپ کے پیغمبروں کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کے راستے میں مزاحم ہوتے ہیں اور ان پر پناہ عذاب مسلط فرما، اے اللہ! اسے سچے معبودان کافروں کو کیفر کردار تک پہنچا جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔“ ﴿۱﴾

اور اے میرے رب! اب جبکہ تو نے مجھے امامت کے لئے چن لیا ہے تو میرے بعد میرا ذکر خیر دنیا کے لوگوں میں جاری فرماتا تا کہ تیرے فرمانبردار بندے نیک باتوں میں میری پیروی کرتے رہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کی نیکی کو اکارت نہیں کرتا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور آپ کے ذکر کو قیامت تک کے لئے پچھلی نسلوں میں اس طرح قائم رکھا کہ عموماً ہر مذہب و ملت کا فرد آپ پر سلام بھیجتا ہے اور آپ کی ثابت قدمی و آزمائش پر پورا اترنے کی تعریف و توصیف کرتا اور محبت رکھتا ہے اور ہمیں بھی ان کی روش پر چلنے کا حکم ہوا ہے، جیسے فرمایا

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۸﴾ سَلَّمَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۱۹﴾ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۲۰﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۱﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور اس کی تعریف و توصیف ہمیشہ کے لئے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی، سلام ہے ابراہیم پر ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں، یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

اور عرض کیا اور مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرما، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں بھری جنت میں بہت قدر و منزلت عطا فرمائی، اور عرض کیا اے میرے پروردگار! جب تو حساب کتاب کے لئے مجھے اگلی پچھلی مخلوق کے ہمراہ دوبارہ زندہ کرے تو مجھے اس روز کی ذلت و رسوائی سے بچانا جس روز دنیوی مال و دولت، اولاد یا کسی قسم کا رشتہ فائدہ مند نہیں ہو گا مگر وہ بچ جائے گا جو تجھ پر ایمان لایا اور تیرے بتلائے ہوئے

۱ مسند احمد ۱۵۴۹۲، مستدرک حاکم ۱/۸۶۸، السنن الكبرى للنسائی ۱۰۳۷۰

۲ الصافات ۱۰۸ تا ۱۱۱

طریقوں پر چلتے ہوئے طبعی زندگی گزار آیا، کیونکہ وطن سے ہجرت کرتے وقت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا تھا
 قَالَ سَلِّمْ عَلَيَّ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿۱۷﴾

ترجمہ: آپ کو سلام ہے میں آپ کے لئے اپنے رب سے بخشش کی دعا کروں گا وہ میرے اوپر نہایت مہربان ہے۔
 اسی وعدے کی بنا پر انہوں نے دعائے مغفرت کی کہ میرے باپ کو معاف کر دے کہ بے شک وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے، ایک جگہ ماں
 اور باپ دونوں کے لئے دعا کی۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہوگا۔
 مگر جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو واضح کر دیا کہ اللہ کے دشمن کے لئے مغفرت کی دعا جائز نہیں تو انہوں نے دعا کرنی چھوڑ دی، جیسے فرمایا
 وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيمَ لِابْنِهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَّهَا اِيَّاكَ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ... ﴿۱۹﴾ ﴿۲۰﴾
 ترجمہ: ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے مغفرت کی دعا کرنا محض اس وعدے کی وجہ سے تھا جو اس نے اس سے کیا تھا مگر جب یہ بات اس پر کھل
 گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس نے اس سے انہار بیزاری کر دیا۔

اور میدان محشر میں مجھے اولین و آخرین کے سامنے اپنے باپ کی وجہ سے رسوا نہ کر،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَلْقَى اِبْرَاهِيمُ اَبَاهُ اَزْرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَعَلَى وَجْهِه
 اَزْرٌ قَتْرَةٌ وَعَبْرَةٌ، فَيَقُولُ لَهُ اِبْرَاهِيمُ: اَلَمْ اَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِي، فَيَقُولُ اَبُوهُ: فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيكَ، فَيَقُولُ اِبْرَاهِيمُ: يَا رَبِّ
 اِنَّكَ وَعَدْتَنِي اَنْ لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُنْعَتُونَ، فَاَيُّ خِزْيٍ اُخْزَى مِنْ اَبِي الْاَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: اِنِّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ
 عَلَى الْكَافِرِينَ، ثُمَّ يَقَالُ: يَا اِبْرَاهِيمُ، مَا تَحْتِ رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْطُرُ، فَاِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِحٍ، فَيُوْحَدُ بِقَوَائِمِهِ فَيَلْقَى فِي النَّارِ
 ابو هريره رضى الله عنه من نبى كريم صلى الله عليه وسلم قال: قال ابراهيم عليه السلام: يا رب انك وعدتني ان لا تخزيه
 يوم ينعنون، فاني اخزيه من ابي الابعدي، قال الله تعالى: اني حرمت الجنة على الكافرين، ثم يقول يا ابراهيم
 ما تحت رجليك، فينتظر، فاذا هو بذخ ملتطح، فيؤخذ بقوائمه فيلقى في النار
 ابو هريره رضى الله عنه سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد آذر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے (والد کے)
 چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگا، ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کریں، وہ کہیں گے کہ آج میں آپ
 کی مخالفت نہیں کرتا، ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے اے رب! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا آج اس رسوائی
 سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہوگی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کافروں
 پر حرام قرار دی ہے، پھر فرمائے گا ابراہیم علیہ السلام! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں
 لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہو گا اور پھر اس کے پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ﴿۱۷﴾

۱۷- مریم ۷۷

۱۸- ابراہیم ۱۱

۱۹- التوبة ۱۱۳

صحیح بخاری کتاب سورۃ الشعراء و کتاب احادیث الانبیاء باب قول الله تعالى وَاَخَذَ اللهُ اِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۳۳۵۰، مستدرک

حاکم ۲۹۳۶، شرح السنة للبخاری ۲۳۰۹

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس روز نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد، بجز ایسا دل جو کفر و شرک و نافرمانی اور فسق و فجور سے پاک ہو کر اللہ کے حضور حاضر ہو،

عَنْ عَوْفٍ قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: مَا الْقَلْبُ السَّلِيمُ قَالَ: يَعْلَمُ بِأَنَّ اللَّهَ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ قَائِمَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ

عوف کہتے ہیں میں نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے پوچھا قلب سلیم سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا قلب سلیم وہ ہے جسے یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبروں میں مدفون لوگوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا۔^۱

وَقَالَ أَبُو عُثْمَانَ النَّيْسَابُورِيُّ: هُوَ الْقَلْبُ الْخَالِي مِنَ الْبِدْعَةِ، الْمُطْمَئِنُّ إِلَى السَّنَةِ
ابو عثمان نیساپوری کہتے ہیں کہ قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو بدعت سے سالم اور سنت پر مطمئن ہو۔^۲

وَأَزْلِفَتْ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ^۳ وَبُرِّزَتْ الْجَحِيمُ لِلْبُغْيُونِ^۴

اور پرہیزگاروں کے لیے جنت بالکل نزدیک لادی جائے گی، اور گمراہ لوگوں کے لیے جہنم ظاہر کر دی جائے گی،

وَقِيلَ لَهُمْ آيِنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ^۵ مِنْ دُونِ اللَّهِ^۶ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ^۷
اور ان سے پوچھا جائے گا کہ جن کی تم پوجا کرتے رہے وہ کہاں ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کے سوا تھے کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں؟

فَابْكَبُوا فِيهَا^۸ وَهُمْ وَالْغَاوُونَ^۹ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ

یا کوئی بدلہ لے سکتے ہیں پس وہ سب اور کل گمراہ لوگ جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے، اور ابلیس کے تمام لشکر بھی،

أَجْبَعُونَ^{۱۰} قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ^{۱۱} تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ^{۱۲}

وہاں آپس میں لڑتے جھگڑتے ہوئے کہیں گے کہ قسم اللہ کی! یقیناً ہم تو کھلی غلطی پر تھے

إِذْ نُسِوْكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ^{۱۳} وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمَجْرُمُونَ^{۱۴}

جبکہ تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے تھے، اور ہمیں تو سوا ان بدکاروں کے کسی اور نے گمراہ نہیں کیا تھا،

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ^{۱۵} وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ^{۱۶} فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونُ

اب تو ہمارا کوئی سفارشی بھی نہیں اور نہ کوئی (سچا) غم خوار دوست، اگر کاش کہ ہمیں ایک مرتبہ پھر جانا ملتا تو ہم کپے سچے

۱ تفسیر طبری ۱۹/۳۶۶، تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۷۸۳

۲ تفسیر البغوی ۶/۱۱۹

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَ مَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝۱۳۷

مومن بن جاتے، یہ ماجرہ یقیناً ایک زبردست نشانی ہے ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں،

وَ إِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ (الشعرا ۱۰۳ تا ۱۰۹۰)

یقیناً آپ کا پروردگار ہی غالب مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا روز محشر نعمتوں سے لبریز جنت کو خوب سنوار کر پرہیز گاروں کے قریب لایا جائے گا جس سے اہل ایمان کے سرور میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور فرشتے دوزخ کو خوب دہکا کر اور اس پر لگا میں ڈال کر گھسیٹے ہوئے بارگاہ الہی کے بائیں جانب میدان میں لائیں گے، جسے دیکھ کر اور اس میں سے نکلتے ہو لوناک آوازوں کو سن کر کفار و مشرکین کے غم میں اضافہ ہو جائے گا، جہنم سے ایک گردن باہر نکل کھڑی ہوگی جو گنہگاروں کی طرف غضبناک تیوروں سے نظر ڈالے گی اور اس طرح شور مچائے گی کہ دل اڑ جائیں گے، اور اللہ مالک یوم الدین غضبناک آواز میں مشرکین سے پوچھے گا کہ جن معبودوں کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے اب وہ کہاں ہیں؟ کیا اس وقت وہ تم سے دوزخ کا لوناک عذاب ٹالنے کی قدرت رکھتے ہیں یا ان میں اتنی طاقت و قدرت ہے کہ خود اپنے نفس کا ہی بچاؤ کر سکیں؟ یعنی وہ کچھ بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، چنانچہ مجرم اس کا کوئی جواب نہ دے سکیں تھے، چنانچہ تمام عدالتی کاروائی کے بعد جب مشرکین پر جرم ثابت ہو جائے گا تو پھر دنیا میں وہ بزرگ، پیشوا اور رہنما جن کی پرستش کی جاتی تھی، جن کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی عمارتیں اور خوش نما قبے تیار کیے جاتے تھے، ان پر چڑھاوے چڑھائے، جانوروں کی قربانیاں اور روشنیاں کی جاتی تھیں، جن کے حضور نذریں گزاری جاتی تھیں، جن کو اللہ کی صفات کا حامل گردان کر مشکل کشا، حاجت روا، روزی رساں اور اولادیں دینے والے ماناجاتا تھا اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی بندگی کرنے والوں کو اور ابلیس کے جن وانس میں سے تمام ساتھیوں کو جو لوگوں کو شرک اور فسق و فجور پر اکسایا کرتے تھے جہنم کی ہولناک آگ میں اوندھے منہ اوپر تلے ڈال دیا جائے گا، جب عابدین کے سامنے حقیقت کھل جائے گی کہ جن معبودوں سے ہم نے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں، جن کو ہم اپنا سفارشی سمجھتے تھے جن کے بارے میں ہمارا اگمان یہ تھا کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے وہ تو خود ہمارے ساتھ عذاب میں گرفتار ہیں تو مقتدین اپنے معبودوں کو مجرم ٹھہرائیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر ان سے کہیں گے ہم تو کھلی گمراہی میں مبتلا تھے جو ہم تمہیں عبادت، محبت اور خوف ورجائیں اللہ رب العالمین کی برابری کا درجہ دیتے تھے اور تمہیں بھی ویسے ہی پکارتے تھے جیسے رب تعالیٰ کو پکارتے تھے، اسی مضمون کو مختلف مقامات پر یوں فرمایا:

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا آذَرُكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأَوْلَاهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ
أَضَلُّوْنَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِنَ النَّارِ ۚ قَالَ لِكُلِّ ضِعْفٍ وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ ۝۱۳۷

ترجمہ: ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے ساتھ کے گروہ پر لعنت کرتا جائے گا یہاں تک کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے متعلق کہے گا کہ اے ہمارے رب! یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اب انہیں آگ کا دواہر عذاب

دے، رب فرمائے گا سب ہی کے لئے دوہرا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذِينَ آمَلْنَا مِنَ الْحَيِّ وَالْأَيِّسِ نَجْعَلُهُمَّا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونُوا مِنَ
الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾ ①

ترجمہ: اور کافراں وقت کہیں گے کہ اے پروردگار! ان جنوں اور انسانوں کو ہمارے سامنے لاجنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تا کہ ہم انہیں پاؤں
تلی روند ڈالیں اور وہ پست و ذلیل ہو کر رہیں۔

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا ﴿٣٠﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَاهُمْ
لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٣١﴾ ②

ترجمہ: اور وہ کہیں گے اے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہم کو سیدھے راستے سے بھٹکا دیا اے رب
ان کو دو گنا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

اللہ تعالیٰ نے جنہیموں کے جھگڑوں کے بارے میں فرمایا

إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقُّ تَخَاصُّمِ أَهْلِ النَّارِ ﴿٣٢﴾ ③

ترجمہ: بے شک یہ بات سچی ہے اہل دوزخ میں یہی کچھ جھگڑے ہونے والے ہیں۔

افسوس! ائمہ ضلالت نے ہمیں اس غلط اور خطرناک راہ پر لگائے رکھا، دنیا میں جن کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ تھا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے
سفارشی ہوں گے اس لئے ہم ان کی پرستش کرتے تھے مگر یہاں ہمارے حق میں سفارش کر کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے، جیسے فرمایا
... فَهَلْ لَّنَا مِنْ شَفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا... ﴿٥٣﴾ ④

ترجمہ: پھر کیا اب ہمیں کچھ سفارشی ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں؟

اور نہ ہی کوئی ایسا غم خوار ہے جو ہمارے ساتھ ہمدردی ہی کر سکے، قرآن مجید میں ہے کہ وہاں دنیا کے جگری دوست بھی ایک دوسرے کے
دشمن ہی بن جائیں گے اور ہر ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ سزا دلانے کی جستجو کرے گا، جیسے فرمایا

أَلَّا خَلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٥٤﴾ ⑤

ترجمہ: وہ دن جب آئے گا تو متقین کو چھوڑ کر باقی سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

اور مجرم تمنا کرتے ہوئے کہیں گے اگر ہمیں دنیا میں واپس جانے کا ایک موقع مل جائے تو ہم اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایمان

① حم السجدة ۲۹

② الاحزاب ۶۸، ۶۷

③ ص ۶۳

④ الاعراف ۵۳

⑤ الزخرف ۶۷

لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے، جیسے فرمایا

... أَوْ تَرُدُّ فَعْمَلٍ غَيْرِ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ... ①

ترجمہ: یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیج دیا جائے تاکہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کر کے دکھائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ان کی صرف زبانی باتیں ہیں یہ اتنے کٹر مجرم ہیں کہ اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج بھی دیا جائے تو بھی سیدھی راہ اختیار نہیں کریں گے، جیسے فرمایا

... وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا اِلَيْهَا مُنْهُوْا عَنَّهُ... ②

ترجمہ: اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیج دیا جائے تو وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے معبودوں کے بارے میں مناظرہ اور اللہ کی الوہیت اور اس کی یکتائی کے دلائل اس بات کی واضح نشانی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی پکار کو سننے والا، مشکل کشا و حاجت روا، روزی رساں نہیں مگر ان واضح دلائل کے باوجود ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں، اور تیرا رب پورے غلبے اور قوت والا اور بخشش و رحم فرمانے والا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ نُوحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۙ

قوم نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا جبکہ ان کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں!

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ ۗ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَاطِيعُوْنَ ۙ وَ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۗ

سنو! میں تمہاری طرف اللہ کا مانند رسول ہوں پس تمہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور میری بات ماننی چاہیے، میں تم سے اس

اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاطِيعُوْنَ ۙ

پر کوئی اجر نہیں چاہتا میرا بدلہ تو صرف رب العالمین کے ہاں ہے، پس تم اللہ کا خوف رکھو اور میری فرماں برداری کرو،

قَالُوْا اَنْتُمْ مِّنْ لَّكٍ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْدَلُوْنَ ۙ قَالَ وَ مَا عَلَیْیْ

قوم نے جواب دیا کہ کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں! تیری تابعداری تو رذیل لوگوں نے کی ہے، آپ نے فرمایا! مجھے کیا خبر کہ

بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۙ اِنْ حَسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ ۙ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۙ

وہ پہلے کیا کرتے رہے؟ ان کا حساب تو میرے رب کے ذمہ ہے اگر تمہیں شعور ہو تو،

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٣﴾ إِنَّ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٣٤﴾ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنْتَهِ يَنُوحَ

میں ایمان والوں کو دھکے دینے والا نہیں میں تو صاف طور پر ڈرا دینے والا ہوں، انہوں نے کہا کہ اے نوح!

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١٣٥﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَوْمِي كَذَّابُونَ ﴿١٣٦﴾

اگر تو باز نہ آیا تو یقیناً تجھے سنگسار کر دیا جائے گا، آپ نے کہا اے میرے پروردگار! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا

فَأَفْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٧﴾

پس تو مجھ میں اور ان میں کوئی قطعی فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے باایمان ساتھیوں کو نجات دے،

فَانجِينَهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلِكِ الْمَشْحُونِ ﴿١٣٨﴾ ثُمَّ أَعْرَقْنَا

چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں (سوار کر کر) نجات دے دی، بعد ازاں باقی تمام لوگوں

بَعْدَ الْبَاقِيْنَ ﴿١٣٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ﴿١٤٠﴾ وَمَا كَانَ أَكْثَرَهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤١﴾

کو ڈبو دیا، یقیناً اس میں بہت بڑی عبرت ہے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے تھے بھی نہیں،

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٤٢﴾ (الشعرا ١٠٥ تا ١٤٢)

اور بیشک آپ کا پروردگار البتہ وہی ہے زبردست رحم کرنے والا۔

قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا یعنی نوح عليه السلام کی تکذیب کو تمام رسولوں کی تکذیب قرار دیا اس لئے کہ تمام انبیاء و مرسلین کی دعوت ایک اور ان کی خبر ایک ہے اس لئے ان میں سے کسی ایک کی تکذیب اس دعوت حق کی تکذیب ہے جسے تمام انبیاء و مرسلین لے کر آئے ہیں، یاد کرو جبکہ ان کے بھائی نوح عليه السلام نے اپنی تبلیغ و نصیحت میں کہا اے میری قوم کے لوگو! تمام طاعت کی بندگی سے تائب ہو کر صرف ایک اکیلے اللہ کی بندگی اختیار کرو جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ﴿١٤٣﴾ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٤﴾

ترجمہ: ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟۔

اللہ کو چھوڑ کر معبودان باطلہ کی بندگی کرتے ہوئے کیا تم اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو گئے ہو؟۔

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا أَمْرًا ﴿١٤٥﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ ﴿١٤٦﴾

ترجمہ: (تم کو آگاہ کرتا ہوں) کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اللہ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔



جب تبلیغ کرتے ایک عرصہ گزر گیا مگر قوم کے دلوں میں گداز، ڈر و خوف پیدا نہ ہوا تو نوح علیہ السلام نے انسانی فطرت کے مطابق دوسرا طریقہ اختیار کیا اور قوم کو ثواب و جزا کی ترغیب دینے اور اللہ کی قدرت کی دلیلوں سے سمجھانے کی کوشش کی اور کہا

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٥﴾ يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ﴿١٦﴾ وَبُحْبِحُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَاللَّهُ يَكْفُرُ عَنْهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُتَعَبِينَ ﴿١٧﴾ وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّتٍ وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا ﴿١٨﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ﴿١٩﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ﴿٢٠﴾ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ﴿٢١﴾ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ﴿٢٢﴾ وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ﴿٢٣﴾ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ﴿٢٤﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ بِسَاطًا ﴿٢٥﴾ ﴿٢٦﴾

ترجمہ: نوح علیہ السلام نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے لئے تم کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے؟ حالانکہ اس نے طرح طرح سے تمہیں بنایا ہے، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بہ تہ بنائے اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا اور اللہ نے تم کو زمین سے عجیب طرح اگایا پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور اس سے بیکار تم کو نکال کھڑا کرے گا، اور اللہ نے زمین کو تمہارے لئے فرش کی طرح چھلایا تاکہ تم اس کے اندر کھلے راستوں پر چلو۔ اور اپنی رسالت کے بارے میں کہا میں اللہ کا رسول ہوں وہ جو کچھ مجھ پر نازل کرتا ہے میں پوری دیانت و ایمانداری کے ساتھ تم تک پہنچاتا ہوں کیونکہ میری پیروی کرنے کا مقصد اللہ کی اطاعت کرنا ہے لہذا سب مطاعوں کی اطاعت چھوڑ کر صرف میری اطاعت کرو اور میں جو دعوت توحید و رسالت دے رہا ہوں اس کے آگے تسلیم خم کر دو، مگر قوم نے نوح علیہ السلام کی دعوت کو تسلیم کرنے کے بجائے انہیں دیوانہ قرار دیا جیسے فرمایا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدَجَرَ ﴿٢٦﴾ ﴿٢٧﴾

ترجمہ: ان سے پہلے نوح کی قوم جھٹلا چکی ہے انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بری طرح جھڑکا گیا۔ کیونکہ سرداران قوم کو اپنی دولت و ثروت اور حیثیت کی پڑی رہتی تھی اس لئے مغرورانہ انداز میں حقارت سے کہتے کہ نوح علیہ السلام نے یہ جو سلسلہ چلا رکھا ہے انکا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ مال و دولت جمع کر کے ہماری برابری کرے، اور یہ جو چند گئے پنے، مٹھی بھر کم درجہ کے لوگ جن کو کوئی عقل و شعور اور جن کی کوئی حیثیت ہمارے ہاں نہیں ہے اگر بے سوچے سمجھے اس کی پیروی کرنے لگے ہیں تو ہمارے اتنے معبودوں یا ہم جو ایک جتھا ہیں پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں اگر اسکی نصیحت میں حقیقت یا وزن ہوتا تو سب سے پہلے ہم صاحب مال و دولت و ثروت ایمان لے آتے، جیسے فرمایا

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ ۖ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۗ... ﴿٢٧﴾ ﴿٢٨﴾

۱ نوح ۱۹ اتا

۲ القمر ۹

۳ المؤمنون ۲۳

ترجمہ: اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرُكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرُكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِي الرَّأْيِ وَمَا نَرَى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ... ﴿٥٤﴾

ترجمہ: اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا ہمیں تو تم اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتے کہ بس ایک انسان ہو، ہم جیسے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی صرف ان لوگوں نے بے سمجھے ہو جھے اختیار کر لی ہے جو ہمارے ہاں کے اراذل ہیں اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے بڑھے ہوئے ہو۔

اس الزام پر نوح علیہ السلام نے کھلے عام کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! مجھے تمہارے مال و متاع کی قطع ضرورت نہیں، میرا رب جو مجھے عطا کرتا ہے میرے لئے وہ کافی سے زیادہ ہے، میرا کبھی ایسا مطالبہ نہیں رہا ہے میرے اس کام کا جو وہی دے گا جس نے میری یہ ڈیوٹی لگائی ہے اور وہی ہی کوئی اجر دینے کی قدرت رکھتا ہے لہذا عقل سے گری ہوئی باتیں نہ کرو، یہ باتیں کر کے تم خود کو جھوٹی تسلی دیتے ہو اور عام لوگوں کو صرف گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہو مجھے میرے رب نے تمہاری طرف بھیج کر تمہارے لئے خیر کا ارادہ کیا ہے تاکہ میں تمہیں طاغوت کے راستہ سے ہٹا کر سیدھا راستہ بتاؤں لہذا میری نیت پر شک و شبہ اور میرے کردار پر کچھڑ مت اچھا لو اور اللہ سے ڈرو، اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بے خوف و خطر میری پیروی کرو اور اے قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو کمتر پیدا نہیں کیا مگر تم لوگوں نے انسانوں کے درمیان درجہ بندی کرتے ہوئے خود ساختہ غیر فطری اونچ نیچ قائم کر رکھی ہے، مذہب کی حقانیت و صداقت کو پر کھنے کے لئے پیشہ یا مال و دولت کو سونپی نہیں ہوتے بلکہ اس کے حیات بخش اصول ہوتے ہیں اگر پیشے کے اعتبار سے تم ان گنے چنے مسلمانوں کو جو اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لائے ہیں، جن کا ذہن صاف ہے جو حقیقت کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کی استعداد رکھتے ہیں، جن کے اندر اتنی صداقت پسندی موجود تھی کہ جب انہوں نے جان لیا کہ میری دعوت حق ہے تو اس حق و صداقت کی خاطر محض اللہ کی خاطر اور اس کی رضا کے لئے ہر چیز کو قربان کر دینے اور ہر طرح کے مصائب سہنے کے لئے تیار ہو گئے، یہ لوگ جنہوں نے دنیا نے ناپائدار کو دل لگانے کے قابل نہ سمجھا، یہ لوگ جن کی اللہ کے ہاں قدر و منزلت ہے کو کمتر اور حقیر سمجھتے ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پیشہ صرف پیشہ ہوتا ہے، کوئی بھی پیشہ حقیر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی رزق حلال کمانے کے لئے پیشے کی وجہ سے گھٹیا بن جاتا ہے اگر مال و دولت کی وجہ سے خود کو ان سے بالا اور نفع جانے ہو تو یہ مال و اسباب تمہیں میرے رب نے ہی دیا ہے وہ جس کے لئے چاہے مال و اسباب میں فراوانی کر دے اور جس کا رزق چاہے نپا تلا کر دے، جیسے فرمایا

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ﴿٥٤﴾

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

یہ اس کی حکمت و مشیت ہے اس میں تمہارا کوئی عمل دخل و کوشش یا استحقاق نہیں ہے، وہ رب جس نے تمہیں مال و متاع، عزت و مرتبہ سے نوازا

ہے جب چاہے سب واپس لینے کی قدرت بھی رکھتا ہے، اے میری قوم کے لوگو! تم لوگ مال و دولت اور جاہ و اقتدار مل جانے کو عزت سمجھتے ہو، تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ اللہ نے تمہارے سروں پر پیدا انہی طور پر عزت و عظمت کا تاج نہیں رکھ دیا ہے اور جن کو مال و دولت سے نہیں نوازا وہ پیدا انہی ذلیل و حقیر ہیں حقیقت میں ایسی بات نہیں اللہ نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس سے تم اس کے مقرب نہیں بن گئے ہو، وہ تو آزمائش کے لئے دیا گیا ہے اور جن کو مفلسی دی ہے وہ اللہ کے مغضوب نہیں انکی بھی آزمائش ہو رہی ہے، میں ان غریب مسلمین کو جن میں حق کو پہچاننے کی وسعت نظر، نیک نفسی، صداقت و خودداری، قوم کے آگے صحیح دعوت کو قبول کرنے پر مصائب قبول کرنے کی فراغ و صلیگی و بلند ہمتی، اپنے بھائیوں کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ، راہ اللہ تکالیف پر صبر و استقامت اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر قناعت کے عمدہ اوصاف ہیں، جن میں اونچ نیچ کے امتیازات نہیں تمہاری سطحی باتوں کی وجہ سے اپنے سے دور نہیں کر سکتا اب کوئی تھوڑے عمل کرتا ہے اور کہیں کمزوری دکھاتا ہے او کوئی جسم ڈوبا ہوا ہے تو اس کا معاملہ رب کے اختیار میں ہے، جیسے فرمایا:

... وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِثْمَهُمْ مُلْفِقُوا رَبَّهُمْ وَلَكِنِّي أَرْكُمُ قَوْمًا فَجَّهَلُونَ ﴿۲۸﴾ وَيَقَوْمٍ مِّنْ يَّبْنُؤُنِي مِنَ اللَّهِ وَإِنْ ظَرَدْتُمُهُمْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ: اور میں ان لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا جنہوں نے میری بات مانی ہے، وہ آپ ہی اپنے رب کے حضور جانے والے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت برت رہے ہو اور اے قوم! اگر میں ان لوگوں کو دھکے دوں تو اللہ کی پکڑ سے کون مجھے بچانے آئے گا؟ تم لوگوں کی سمجھ میں کیا اتنی بات بھی نہیں آتی؟

تم اگر رب پر ایمان نہیں لانا چاہتے تو میرا تم پر کوئی زور بردستی دھونس نہیں ہے، جیسے فرمایا

لَا أُرَاكَ فِي الدِّينِ ... ﴿۳۰﴾

ترجمہ: دین کے معاملے میں کوئی زور بردستی نہیں ہے۔

میری دعوت کو بلا جبر و اکراہ اور شعوری آمادگی کیسا تھ قبول کرو، اب یہ تمہارا فیصلہ ہے کہ رب کے ہاں قدر و منزلت چاہتے ہو یا ذلت کی گہرائیوں میں ڈوبنا میرا کام تو صرف تمہیں خبردار ہوشیار چوکنا کر دینا ہے، ابھی اللہ نے تمہیں زندگی کی مہلت دے رکھی ہے تاکہ تم ایمان لاکر نیک اعمال کرو اسکی خوشنودی حاصل کر کے عذاب سے بچ جاؤ، اگر تم لوگ اپنی کفرانہ روش سے باز نہ آئے تو نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے، آخر قوم نے طاعوت کی بندگی سے نکلنے سے انکار کر دیا اور کہا

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا ۚ وَلَا يَعْشَوٰنَ وَيَعُوذُ بِسُرِّ ۙ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو وود اور سواع کو اور نہ یعوث اور یعوذ اور نسر کو۔

اور اے نوح! اگر تو وعظ و نصیحت کرنے اور ہمارے معبودوں کے خلاف باتیں بنانے سے باز نہ آتا تو ہم تجھے پتھر مار مار کر سنگسار کر دیں گے

۱) ہود ۲۹، ۳۰

۲) البقرة ۲۵۶

۳) نوح ۲۳

نوح ﷺ نے قوم سے کہا اگر تم طاعت کی بندگی سے باز نہ آئے تو اللہ کا دردناک عذاب تم پر ٹوٹ پڑے گا، جیسے فرمایا

﴿لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّ أَحَافَ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمِ إِلَهِمۥ﴾ ۳۱

ترجمہ: اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک روز دردناک عذاب آئے گا۔

مگر قوم نے نوح ﷺ اور انکی نصیحت کو دیوانگی سمجھ کر پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور کھلم کھلا اعلان کیا کہ اے نوح ﷺ! اگر تم میں کچھ دم ختم ہے تو جس ہولناک عذاب سے ہمیں ڈراتے آئے ہو تو پھر لے آؤ وہ عذاب ہم تو تمہاری دعوت اور تمہارے اکیلے رب پر ایمان لانے والے نہیں، نوح ﷺ نے جواب دیا میں تو اس رب کا رسول ہوں میرا کام صرف اس رب کے پیغامات اور احکامات تم تک پوری امانت و دیانت سے پہنچا دینا ہے میں تمہارے دلوں کو نہیں پھیر سکتا، میرے اختیار میں کچھ نہیں یہ فیصلہ تو میرا رب ہی کرے گا کہ عذاب بھیجا جائے یا نہیں اور بھیجا جائے تو کب بھیجا جائے مگر یہ جان لو اور پوری تیاری بھی کر لو کہ اس قادر مطلق کے عذاب کو تم روک نہیں سکو گے، جب اس کا دردناک عذاب نازل ہو گا تو اس میں پس کر رہ جاؤ گے، اب جبکہ تم نے خود ہی رب کے عذاب کا پوری ڈھٹائی وغرور سے مطالبہ کر دیا ہے تو اب تمہاری ضد و ہٹ دھرمی اور عذاب کا چیلنج دینے کے بعد اگر میرے رب نے تمہارے خلاف فیصلہ کر لیا ہو کہ اب تم لوگ اسکی رحمت کے مستحق نہیں رہے تو اب میں تمہارے لئے خیر خواہی کرنا بھی چاہوں تو لا حاصل بے کار ہے کیونکہ کوئی اللہ کے فیصلے کو نہیں روک یا ٹال نہیں سکتا اب تو بس انتظار کرو کہ کب وہ اپنا فیصلہ صادر کرتا اور اپنا دردناک عذاب نازل کرتا ہے، جیسے فرمایا

﴿قَالُوا يَنْوُحُ قَدْ جِدَلْنَا فَا كَثُرَتْ حِدَالُنَا فَا تِنَا مِمَّا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۱ قَالَ اِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهٖ اللّٰهُ اِنْ شَاءَ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۳۲ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نَصْحِي اِنْ اَرَدْتُ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۳۳﴾

ترجمہ: آخر کار ان لوگوں نے کہا اے نوح ﷺ تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کر لیا اب تو بس وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر سچے ہو، نوح ﷺ نے جواب دیا وہ تو اللہ ہی لائے گا اگر چاہے گا اور تم اتنا بل بوتہ نہیں رکھتے کہ اسے روک دو، اب اگر میں تمہاری کچھ خیر خواہی کرنا بھی چاہوں تو میری خیر خواہی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جبکہ اللہ ہی نے تمہیں بھٹکا دینے کا ارادہ کر لیا ہو، وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔

نوح ﷺ ساڑھے نو سو سال کی مسلسل وعظ و نصیحت کے بعد جب قوم سے بالکل مایوس ہو گئے تو اپنے رب سے التجا کی اے میرے رب! تو جانتا ہے میں نے تیرا پیغام پہنچانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، کسی قسم کی ملامت اور زد و کوب کی پرواہ نہیں کی مگر مجھے اور تیری دعوت حق کو قطعی طور پر ٹھکرا دیا ہے اب میرے اور ان کے درمیان دو ٹوک فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو مومن میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دے، جیسے فرمایا

﴿وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْاَرْضِ مِنْ الْكٰفِرِيْنَ دَيّٰرًا ۝۳۴ اِنَّكَ اِنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا

فَاجْرًا كَفَّارًا ﴿٢٠٨﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿٢٠٩﴾ ﴿٢٠٨﴾

نوح علیہ السلام نے کہا ہے میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑا کرتو نے انہیں چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہو گا کافرا اور سخت منکر حق ہو گا میرے رب، مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ﴿٢٠٩﴾ ﴿٢٠٩﴾

ترجمہ: آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے۔

اللہ تعالیٰ نے جو دلوں کے بھید جانتا ہے، اس نے بھی نوح علیہ السلام کی رائے کی توثیق کر دی اور فرمایا

وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٢١٠﴾ ﴿٢١٠﴾

ترجمہ: نوح علیہ السلام پر وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لائے بس وہ لائے اب کوئی ماننے والا نہیں ہے ان کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑو۔

آخر کار ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک بھری ہوئی کشتی میں جس میں اہل ایمان اور تمام جانوروں کے جوڑے تھے بچالیا اور اس کے بعد کفار و مشرکین کو جن میں ان کی بیوی اور بیٹا بھی شامل تھا پانی میں غرق کر دیا، یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا بزدل دست بھی ہے اور رحیم بھی۔

كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢١٢﴾ إِنِّي لَكُمْ

عادیوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہارا امانتدار

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿٢١٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ ﴿٢١٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِي

پیغمبر ہوں، پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو! میں اس پر تم سے کوئی اجر ت طلب نہیں کرتا میرا ثواب تو

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢١٥﴾ أَتَبْنُونَ بُكْرًا رِبْعًا أَيْهَ تَعْبَثُونَ ﴿٢١٦﴾

تمام جہان کے پروردگار کے پاس ہی ہے، کیا تم ایک ایک ٹیلے پر بطور کھیل تماشہ یادگار (عمارت) بنا رہے ہو

وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَكُمْ تُخْلِدُونَ ﴿٢١٧﴾ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ

اور بڑی صنعت والے (مضبوط محل تعمیر) کر رہے ہو گویا کہ تم ہمیشہ یہیں رہو گے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو سختی

جَبَّارِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۚ وَاتَّقُوا الَّذِينَ آمَدَكُمْ

اور ظلم سے پکڑتے ہو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو، اس سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمہاری امداد کی جنہیں

بِمَا تَعْمَلُونَ ۚ آمَدَكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۚ وَجَنِّتْ ۚ وَعِيُونَ ۚ إِنَّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

تم جاننے ہو، اس نے تمہاری مدد کی مال سے اور اولاد سے باغات اور چشموں سے، مجھے تو تمہاری نسبت بڑے دن کے

عَذَابٍ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَّعْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ۚ

عذاب کا اندیشہ ہے، انہوں نے کہا کہ آپ وعظ کہیں یا وعظ کہنے والوں میں نہ ہوں ہم یکساں ہے،

إِنَّ هَذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ۚ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۚ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۚ

یہ تو بس پرانے لوگوں کی عادت ہے اور ہم ہرگز عذاب نہیں دیئے جائیں گے، چونکہ عادیوں نے حضرت ہود کو جھٹلایا اس لیے

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۚ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ

ہم نے انہیں تباہ کر دیا، یقیناً اس میں نشانی ہے اور ان میں سے اکثر بے ایمان تھے،

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ (الشعرا ۱۲۳ تا ۱۲۰)

بیشک آپ کلاب وہی ہے غالب مہربان۔

نوح عَلِيَّہُ السَّلَام کی قوم کی تباہی و بربادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہود عَلِيَّہُ السَّلَام کی قوم عاد کو عروج بخشنا، جیسے فرمایا

... وَادْكُرُوا الْاِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ ... ﴿۶۹﴾ ۱

ترجمہ: بھول نہ جاؤ کہ تمہارے رب نے نوح کی قوم کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو جسمانی طور پر بڑا تو مند اور زور آور بنایا تھا

... وَوَرَّادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ... ﴿۶۹﴾ ۲

ترجمہ: اور تمہیں جسمانی ساخت میں خوب تو مند کیا۔

قوم عاد اپنے اپنے دور کی بے نظیر قوم تھی اور اس کے مقابلہ کی کوئی قوم نہ تھی، جیسے فرمایا:

الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ ۚ ﴿۷۰﴾ ۳

ترجمہ: جس کی مانند ملکوں میں کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی۔

﴿۱﴾ الاعراف ۶۹

﴿۲﴾ الاعراف ۶۹

﴿۳﴾ الفجر ۸

اس قوم کا تمدن بڑا شاندار تھا یہ لوگ منقش ستونوں کی بلند و بالا عمارتیں بنانے کے بڑے دلدادہ تھے اور اس مہارت میں مشہور تھے، جیسے فرمایا

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿١﴾ اِرْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٢﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: تو نے دیکھا نہیں کہ تیرے رب نے کیا کیا ستونوں والے عمارت کے ساتھ؟۔

اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ مال و دولت اور جسمانی زور آوری نے انہیں سخت تکبر بنا دیا تھا اور انہیں اپنی طاقت کا بڑا گھمنڈ تھا، جیسے فرمایا

فَاَمَّا عَادًا فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا اَمْنٌ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً... ﴿١٥﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: رہے عا! تو انہوں نے زمین میں حق کی راہ سے ہٹ کر تکبر کی روش اختیار کی اور کہنے لگے کہ کون ہے ہم سے زیادہ زور آور۔

قوم عا نے اپنا سیاسی نظام بڑے بڑے جبار سرداروں کو سونپ رکھا تھا جن کے آگے کوئی دم نہ مار سکتا تھا، جیسے فرمایا

... وَاتَّبَعُوا اَمْرًا كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ ﴿٣﴾

ترجمہ: اور انہوں نے ہر جبار دشمن حق کے حکم کی پیروی کی۔

ان کے معبودان باطلہ کے نام ود، سواع، یعوث، یعوق، نسر، صمود اور ہتار تھے اس کے علاوہ مظاہر فطرت چاند و سورج اور ستاروں کی بھی

پوجا کی جاتی تھی۔

اس قوم کے تیرہ بڑے بڑے قبیلے تھے اور سب کے سب کفر و شرک کے اندھیروں میں غرق ہو چکے تھے۔ ہود علیہ السلام نے لوگوں کو دعوت حق

دیتے ہوئے فرمایا اے میری قوم کے لوگو! طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں جس کی بندگی

کی جاسکے، اس رب کی بندگی کے گن گاؤ جس نے اس عظیم کائنات اور تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہارے رزق کا بندوبست کیا ہے، پھر کیا تم اللہ

سے ڈرتے ہوئے غیر اللہ کی عبادت کو چھوڑتے نہیں؟ جیسے فرمایا

... قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ ﴿٤﴾

ترجمہ: اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو تمہارا کوئی الہ اس کے سوا نہیں ہے تم نے محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں۔

اپنی رسالت کے بارے میں کہا اے میری قوم! اس قادر مطلق نے نظر عنایت کرتے ہوئے تمہیں غفلت سے بیدار کرنے کے لئے مجھے علم

صحیح عطا فرما کر تمہاری ہدایت پر مامور کیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو وعید و خوشخبریاں مجھے بھیجی ہیں پوری دیا ننداری سے تم تک پہنچا دوں، پس

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اتباع کرو، اور تمہیں کوئی شک و شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ یہ سب محنت و مشقت اور تکلیف جو مجھے وعظ و نصیحت کی

خاطر پہنچتی ہے اس کے لئے مجھے تم سے عزت و مرتبہ یا کوئی دنیاوی لالچ ہے، نہیں بلکہ میری خیر خواہی بے لوث ہے، میری ان کوششوں کا صلہ

تو اس رب کے ذمہ ہے جس نے سارے جہانوں کی تخلیق کی ہے اور بیشمار خزانے دینے کی طاقت و قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

﴿١﴾ الفجر ۶،

﴿٢﴾ حم السجدة ۱۵

﴿٣﴾ ہود ۵۹

﴿٤﴾ ہود ۵۰

يَقَوْمٍ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنَّ أَجْرِي إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾

ترجمہ: اے برادران قوم اس کام پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، کیا تم عقل سے ذرا کام نہیں لیتے۔

قوم عاد کا بڑا فرسخ رزق تھا، زمین مالک کے حکم سے ان کے لئے خزانے اگل رہی تھی، چنانچہ اپنی طاقت اور وسائل کی نمود و نمائش کے لئے، اپنی رہائش گاہوں کو پورے پورے پہاڑ کاٹ کر پر تکلف متعدد کمروں پر مشتمل محلات بناتے، جن میں اونچے اونچے خوبصورت منقش ستون ہوتے، دوسرا نمائشی کام یہ کرتے کہ جہاں موقع ملا بلند وبالا جگہوں پر اپنے نام کی یادگار کے طور پر ایک لاکھ لاکھ نشانات تعمیر کروادیتے، ہود علیہ السلام نے ان فضول خرچی پر انہیں سمجھایا کہ اے اللہ کے بندو! مال کے صرف کرنے میں فضول خرچی سے بچتے رہو اور میانہ روی کا التزام رکھو کیونکہ وہ قوم کبھی محتاج نہیں ہوتی جس نے معتدل راہ اختیار کی، تم اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے نہیں تھوڑے عرصہ کے لئے بھیجے گئے ہو، تمہاری سانسیں گنی چنی ہیں، کیا تم اپنے ارد گرد نہیں دیکھتے کہ کل جو عزیز و اقارب، دوست احباب، شریک کاروبار وغیرہ تمہارے ساتھ تھے وہ آج ساتھ نہیں ہیں تو کیا تمہیں موت نہیں دبوچے گی، مگر تمہارے منصوبے، پلان، انداز تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ تم کو مرنا ہی نہیں تب ہی تو تم اپنی آخرت کا خیال کرنے کے بجائے جہاں تم نے ہمیشہ رہنا ہے اپنا وقت ان بیکار یادگاروں اور مکانات بنانے میں ضائع کر رہے ہو جس میں تمہارا اقیام بڑا ہی مختصر ہے، اگر تم نے میری دعوت کو ماننے سے انکار کر دیا تو مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے جس میں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا اور نہ کوئی سفارش ہی کام کرے گی، اور تمہارا معیار انسانیت اتنا گرہا ہے کہ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کسی کو گردانتے ہی نہیں ہو، رحم و ہمدردی نام کی کسی چیز کو جاننے ہی نہیں ہو، دوسروں کی خطا و قصوروں کو طاقت رکھنے کے باوجود بخشنے کے بجائے بس دولت اور طاقت کے نشتر میں دھت ہو کر مد مقابل کو فنا کرنے کی تگ و دو کرتے ہو اور باہمی تعلقات میں رواداری سے کام نہیں لیتے، میرے بھائیوں کو معمولی جرم نہ سمجھو انسانی قتل سے زیادہ کوئی ہولناک جرم نہیں، اس سے معاشرے میں بد امنی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے اور بالآخر وہ معاشرہ ہی تباہ و برباد ہو جاتا ہے، دوبارہ تقویٰ اور اپنی اطاعت کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو، اس خالق کی گرفت سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، تمہیں مال و دولت اور کثرت نسل سے نوازا، رزق حاصل کرنے کے لئے زرخیز زمینیں دیں، زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے چشمے رواں کیے، کاشتکاری اور خوراک کے لئے چوپایوں کے ذریعے تمہاری مدد کی، اور انواع و اقسام کے باغات لگائے لیکن قوم کے سرداروں نے ہود علیہ السلام کی دعوت کو ماننے سے انکار کر دیا اور انہیں جھوٹا کہا، جیسے فرمایا

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّكَ لَنْ تَبُوءَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٥٢﴾

ترجمہ: اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر رہے تھے جواب میں کہا ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

ہود علیہ السلام نے کہا میرے بھائیو! میں تمہیں جو دعوت حق دے رہا ہوں اس سے منہ نہ پھیرو، اپنے کفر و شرک پر اصرار مت کرو، اللہ وحدہ

لاشریک کے ساتھ شرک بہت بڑا گناہ ہے، ظلم عظیم ہے، جیسے فرمایا

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اگر تم اپنے شرک سے باز نہ آئے اور رب سے بخشش نہ چاہی تو تمہارا انجام بڑا ہی دردناک ہوگا، اس لئے اس زندگی کی گھڑیوں کو غنیمت جان کر اللہ غفور و رحیم سے معافی طلب کر لو آخرت کے نقصان، گھاٹے اور خسارے سے بچ جاؤ اور دائمی نجات حاصل کرو، تم اپنی موجودہ حیثیت مال و متاع کو بہت جانتے ہو حالانکہ یہ تو برائے نام ہی عطا کیے گئے ہیں، صدق دل سے ایمان لانے کے بعد پھر اسکی رحمتوں کے نظارے کرو، وہ رب تمہاری ہر فکر سے کشادگی، ہر تنگی سے راستہ بنادے گا وہ آسمانوں اور زمین سے تمہارے لئے برکتیں ہی برکتیں نازل کرے گا اور ایسی جگہوں سے رزق عطا فرمائے گا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا تمہاری قوت، طاقت کو مزید بڑھائے گا مال و عزت میں مزید سرفرازی بخشے گا، جیسے فرمایا

وَيَقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا حُجْرَ مَيْمِنٍ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: اور اے میری قوم کے لوگو! اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمہاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کریگا مجرم بن کر (بندگی سے) منہ نہ پھیرو۔

زچ ہو کر قوم کے لوگ کہنے لگے اے ہود علیہ السلام! اپنا یہ ڈھونگ بند کرو، ہم تو ہرگز ہرگز تمہارے اکیلے رب اور تمہاری رسالت پر ایمان لانے والے نہیں، جیسے فرمایا

قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا اے ہود، تو ہمارے پاس کوئی صریح شہادت لے کر نہیں آیا ہے، اور تیرے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور تجھ پر ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

تم سے بیشتر بھی بہت لوگ ایسی باتیں کرتے رہے ہیں، جیسے فرمایا

... إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: یہ ایک داستان پارینہ کے سوا کچھ نہیں۔

۱ لقمان ۱۳

۲ ہود ۵۲

۳ ہود ۵۳

۴ الانعام ۲۵

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور جب کوئی ان سے پوچھتا ہے کہ تمہارے رب نے یہ کیا چیز نازل کی ہے، تو کہتے ہیں اجی وہ تو اگلے وقتوں کی فرسودہ کہانیاں ہیں۔ ہماری نگاہ میں تمہاری نصیحت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے تو ہمیں دعوت دے یا نہ دے ہم تیری دعوت مان کر اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں، اگر تو سچا ہے تو لے آعداب، ہم اتنے معبودوں کے ہوتے ہوئے عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں، جیسے فرمایا

قَالُوْا اٰجَنْتَنَا لِعِبَادِ اللّٰهِ وَحَدَاةٌ وَّذَرَّا مَا كَانَ يَعْْبُدُ اٰبَاؤُنَا فَاتَّبَعْنَا مَا تَتَّبَعْنَا اِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور انہیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں؟ اچھا تو لے آؤ عذاب جس کی تو ہمیں دھکی دیتا ہے اگر تو سچا ہے۔

قَالُوْا اٰجَنْتَنَا لِيَا فِكْنَا عَنِ الْهَيْتِنَا فَاتَّبَعْنَا مَا تَتَّبَعْنَا اِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا کیا تو اس لیے آیا ہے کہ ہمیں بہکا کر ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دے، اچھا تو لے آ پنا وہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر واقعی تو سچا ہے۔

جب ایک عرصہ گزر گیا اور قوم نے بھی کفر کا راستہ چھوڑ کر ایمان و تقویٰ کی راہ اختیار نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الجبروت قوم کو ان کے غرور و قوت، ظلم و جور اور باطل پرستی کے جرم میں نیست و نابود کر دینے کا فیصلہ کر دیا، اور ان پر عذاب بھیجا اللہ کا غضب تند و تیز منحوس آندھی کی شکل میں مسلسل سات رات اور آٹھ دن مسلط رہا، شدت باد کیا تھی قہر الہی تھا جس نے جسمانی قوتوں اور طاقتوں کے گھمنڈ میں سرمست زندوں اور مردوں کو فضا میں اٹھا اٹھا کر سر کے بل زمین پر پٹکا جس سے ان کا دماغ پھٹ جاتا اور بغیر سران کے لاشے اس طرح زمین پر پڑے تھے گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں، یہ ہوا جہاں سے گزری وہاں ہر چیز کو بوسیدہ ہڈی کی طرح چور اچور کر دیتی، اللہ کا نازل کردہ یہ قہر و غضب اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ ان کا نشان تک صفحہ ہستی سے نہ مٹا دیا، جیسے فرمایا

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَّرًا فِىْ اَيَّامٍ نَّحْسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَّلِعَذَابِ الْاٰخِرَةِ

اٰخِزْيٍ وَّهُمْ لَا يُنصِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: آخر کار ہم نے چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی تاکہ انہیں دنیا ہی کی زندگی میں ذلت و رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ رسوا کن ہو گا وہاں کوئی انکی مدد کرنے والا نہ ہو گا۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلًا اُوْدِيْتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرٌ كَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۷﴾ تَدْمِرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ

۱ النحل ۲۳

۲ الاعراف ۷۰

۳ الاحقاف ۲۲

۴ حم السجدة ۱۶

المُجْرِمِينَ ﴿۱۹﴾ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: پھر جب انہوں نے اس عذاب کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم کو سیراب کر دے گا نہیں، بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے، یہ ہوا کا طوفان ہے جس میں دردناک عذاب چلا آ رہا ہے، اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر ڈالے گا، آخر کار ان کا حال یہ ہوا کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا اس طرح ہم مجرموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَبِيرٍ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ﴿۲۰﴾ كَانْتَهُمْ أَجْزَاءَ تَحْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۱﴾ ﴿۲۰﴾
ترجمہ: ہم نے ان پر ایک بہیم نحوست کے دن سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی، جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر اس طرح پھینک رہی تھی جیسے وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں۔

وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَةَ ﴿۳۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾
ترجمہ: اور (تمہارے لیے نشانی ہے) عاد میں، جبکہ ہم نے ان پر ایک ایسی بے خبر ہوا بھیج دی کہ جس چیز پر بھی وہ گزر گئی اسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا۔

وَأَمَّا عَادٌ فَأَهْلِكُوهَا أَهْلُهَا كَانُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۳۱﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَنِيَةَ أَيَّامٍ ﴿۳۲﴾ حُسُوًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى ﴿۳۳﴾ كَانْتَهُمْ أَجْزَاءَ تَحْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۳۴﴾ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ﴿۳۵﴾ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیے گئے اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح پچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں، اب کیا ان میں سے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے؟

اب کیا ان میں سے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿۸۱﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۸۲﴾ إِنِّي لَكُمْ

شمودیوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا ان کے بھائی صالح نے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ میں تمہاری طرف

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۸۳﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ ﴿۸۴﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ﴿۸۵﴾ إِنْ أَجْرِي

اللہ کا امانت دار پیغمبر ہوں، تو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو، میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میری اجر تو بس

﴿۱﴾ الاحقاف ۲۵، ۲۴

﴿۲﴾ القمر ۱۹، ۲۰

﴿۳﴾ الذاریات ۴۱، ۴۲

﴿۴﴾ الحاقة ۶ تا ۸

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۗ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هُمْنَا أَمِينٌ ﴿١٧٦﴾ فِي جَنَّتٍ وَعَيْوُنٍ ۗ

پروردگار عالم پر ہی ہے، کیا ان چیزوں جو یہاں ہیں تم امن کے ساتھ چھوڑ دینے جاؤ گے یعنی ان باغوں اور ان چشموں

وَأَزْوَاجٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۗ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا

اور ان کھیتوں اور ان کھجوروں کے باغوں میں جن کے شکوے نرم و نازک ہیں، اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر پر تکلف

فَرِهِينَ ۗ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ ۗ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۗ

مکانات بنا رہے ہو، پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، بے باک حد سے گزر جانے والوں کی اطاعت سے باز آ جاؤ

الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٧٧﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۗ

جو ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے، وہ بولے کہ بس تو ان میں سے ہے جن پر جادو کر دیا گیا ہے،

مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۗ فَأْتِ بآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٧٨﴾ قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ

تو تو ہم جیسا ہی انسان ہے، اگر تو سچوں سے ہے تو کوئی معجزہ لے آ، آپ نے فرمایا یہ ہے اونٹنی،

لَهَا شَرْبٌ وَلَكُمْ شَرْبٌ يَوْمَ مَعْلُومٍ ۗ وَلَا تَمْسُوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

پانی پینے کی ایک باری اس کی اور ایک مقررہ دن کی باری پانی پینے کی تمہاری، (خبردار!) اسے برائی سے ہاتھ نہ لگانا

عَذَابٌ يَوْمَ عَظِيمٍ ﴿١٧٩﴾ فَاصْبِرُوا نَدْمِينِ ۗ

ورنہ ایک بڑے بھاری دن کا عذاب تمہاری گرفت کر لے گا، پھر بھی انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں بس وہ پشیمان ہو گئے

فَاخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۗ وَمَا كَانَ أَكْثَرَهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٨٠﴾

اور عذاب نے آدبوجا، بیشک اس میں عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ مؤمن نہ تھے،

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٨١﴾ (الشعرا ۱۴۱ تا ۱۵۹)

اور بیشک آپ کا رب بڑا زبردست اور مہربان ہے۔

قوم عاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں خلیفہ بنایا

وَأَذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ... ﴿١٨٢﴾

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت جب اللہ نے قوم عاد کے بعد انہیں اس کا جانشین بنایا۔

یہ قوم بھی پہاڑوں کو کھود کر مکانات بناتی تھی۔

وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ﴿٨٧﴾

ترجمہ: وہ پہاڑ تراش تراش کر مکانات بناتے تھے اور اپنی جگہ بالکل بے خوف اور مطمئن تھے۔

... وَبُيُوتًا كُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ... ﴿٨٨﴾

ترجمہ: اور تم کو زمین میں یہ منزلت بخشی کہ آج تم اس کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔

سیاسی طور پر اس قوم کے نو سردار تھے جو بڑے ہی فسادی تھے، جیسے فرمایا

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿٨٩﴾

ترجمہ: اس شہر میں نو جتھے دار تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے۔

حجر کی بستی اس راستے پر تھی جو راستہ مدینہ منورہ سے تبوک کی طرف جاتا ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَشْرَبُوا

مِنْ بُئْرِهَا، وَلَا يَسْتَقُوا مِنْهَا فَقَالُوا: قَدْ عَجَبْنَا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَطْرَحُوا ذَلِكَ الْعَجِينَ، وَيُهْرِقُوا ذَلِكَ الْمَاءَ

عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَدِيِّ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبَّ غَزْوَةَ تَبُوكَ فِي مَقَامٍ حَجْرٍ فِي مِثْرَةٍ تَوَّأَبَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ صَحَابِهِ كَمَا حَكَمَ

دِیَا کہ یہاں کے کنوئیں کا پانی نہ تو پیئیں اور نہ (مشکوں وغیرہ میں) بھر کر رکھیں، صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا ہم نے تو اس پانی سے

آٹا گوندھ لیا اور اس سے بھر کر بھی رکھ لیا ہے، آپ ﷺ نے انہیں آٹا پھینک دینے اور پانی بہا دینے کا حکم دیا۔ ﴿۹۰﴾

صالح علیہ السلام کی قوم ثمود جو حجاز کے شمال میں مقام حجر پر سکونت پذیر تھی اور قوم عاد کی طرح بت پرستی میں مبتلا تھی، انہوں نے بھی رسولوں

کو جھٹلایا، صالح علیہ السلام نے قوم کو طاعت کی بندگی سے روکا اور انہیں اللہ کی خالقیت و وحدانیت، الوہیت اور ربوبیت کا درس دیا اور اپنی اتباع

کرنے کو کہا، جیسے فرمایا

وَالِى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ

وَاسْتَعْمَرَ كُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُكُمْ وَأُذِنُ لَهُمْ الْيَتِيمَ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ ﴿٩١﴾

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا

﴿١﴾ الحجر ٨٣

﴿٢﴾ الاعراف ٤٣

﴿٣﴾ النمل ٣٨

﴿٤﴾ صحیح بخاری کتاب الأحادیث الأنبياء باب قول الله تعالى وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ٣٣٤٨

﴿٥﴾ ہود ٢١

نہیں ہے وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے اور یہاں تم کو بسایا ہے لہذا تم اس سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ، یقیناً میرا رب قریب ہے اور وہ دعاؤں کا جواب دینے والا ہے۔

اور قوم کو کہا کہ اگر تم کفر و شرک سے باز نہ آئے تو تمہارا ٹھکانا عذابِ جہنم ہے جہاں تم اپنے اعمال پر افسوس کرو گے مگر اس وقت کا بچھتاوا لاحق ہوگا، جیسے فرمایا:

وَاللَّذِينَ كَفَرُوا بَرِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ إِذَا الْقُورُ فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهيقًا وَهِيَ تَفُورٌ ﴿١٦﴾ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أَلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ﴿١٧﴾ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ۖ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ﴿١٨﴾ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿١٩﴾ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے، جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی ہولناک آواز سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہوگی، شدتِ غضب سے پھٹی جاتی ہوگی، ہر بار جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے ہاں خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو، کہیں گے کاش! ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے، اس طرح وہ اپنے قصور کا خود اعتراف کر لیں گے، لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔

اور اپنی قوم کو اللہ کی لازوال انکنت نعمتوں بھری جنتوں کی طرف دعوت دی، جیسے فرمایا

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ

تَحْمِيرٍ لَذِيٍّ لَللشَّرِبِينَ ۖ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ --- ﴿٢١﴾ ﴿٢٢﴾

ترجمہ: پرہیز گاروں کے لئے جس جنت کا وعدہ کیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے لذت ہے اور نہریں ہیں صاف صاف شہد کی اور اس میں ان کے لئے ہر قسم کے پھل ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔

اور اپنی رسالت کے بارے میں کہا میں ایک امانت دار رسول ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ جو ہدایت نازل فرمائے میں اسے من و عن تم لوگوں تک پہنچا دوں لہذا تم اللہ سے ڈرو اور بے خوف و خطر میری اتباع کرو، میں اس وعظ و نصیحت کے لئے تم سے کسی مال و دولت یا مرتبہ کا طالب نہیں ہوں میرے اس کام کا بے بہا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے، جس نے مجھے تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث کیا ہے مگر قوم نے اس خوشخبری کو کوئی اہمیت نہ دی اور صالح علیہ السلام کا مذاق اڑایا اور کہا

قَالُوا اِيْضَلِحُ قَدْ كُنْتَ فَيِنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا اَاتَّهَمْنَا اَنْ نُّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اَبَاؤُنَا وَاِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ
مُرِيْبٍ ﴿٢٤﴾ ﴿٢٥﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا اے صالح! اس سے پہلے تو ہمارے درمیان ایسا شخص تھا جس سے بڑی توقعات وابستہ تھیں، کیا تو ہمیں ان معبودوں کی پرستش سے روکنا چاہتا ہے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ تو جس طریقہ کی طرف ہمیں بلا رہا ہے اس کے بارے میں ہم کو سخت شبہ ہے جس نے ہمیں خلیجان میں ڈال رکھا ہے۔

صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کیا اللہ سے کفر و شرک اور میری رسالت کا انکار کرنے کے باوجود اللہ کی بے شمار نعمتوں اور آسائشوں سے اس طرح استفادہ کرتے رہو گے؟ ان سرسبز و شاداب باغوں اور چشموں میں؟ ان انواع و اقسام کے اجناس پیدا کرنے والے کھیتوں اور کھجور کے گھنے نخلستانوں میں جن کے خوشے پھلوں کی زیادتی سے بو جھل ہو رہے ہیں اور پھل نرمی اور رطوبت کی وجہ سے پھٹے پڑتے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ تم سے ان نعمتوں کا کبھی حساب نہیں لے گا؟ اور اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر تم اپنے معبودان باطلہ کے سامنے جو مرا سم عبودیت بجالاتے ہو کیا ان کی باز پرس نہیں کی جائے گی؟ اس لئے اس ہولناک وقت سے پہلے اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لاؤ، میری اطاعت کرو اور اللہ کا شکر ادا کرو جس نے یہ بے شمار نعمتیں تمہیں عطا کر رکھی ہیں، اور تم اپنی بڑائی اور دولت کی نمائش کے لئے بلا ضرورت میدانی علاقوں میں بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو اور عظمت اور قوت کے مظاہرے کے لئے چٹانوں کو فن کارانہ مہارت سے تراش تراش کر ان میں عمارتیں بناتے ہو جس میں کوئی نفع نہیں بلکہ اس کا وبال تمہارے سروں پر منڈلا رہا ہے، جیسے فرمایا

وَمَثُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخِرَ بِالْوَإِي ۙ ﴿٢٦﴾ ﴿٢٧﴾

ترجمہ: اور شمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں۔

... تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَاَتَّخِذُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ... ﴿٢٨﴾ ﴿٢٩﴾

ترجمہ: آج تم اس کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے ہو اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔

لہذا اللہ کے عذاب سے ڈرو اور بے چوں و چراں میری پیروی کرو، اور ان ظالم اور فسق و فجور میں مبتلا رہو اور سرداروں کی اتباع نہ کرو جو کفر و شرک کے داعی اور دعوت حق کی مخالفت میں پیش پیش ہیں، جو اللہ کی زمین میں اصلاح کے بجائے فساد پھیلاتے ہیں، مگر قوم کے سرداروں نے صالح علیہ السلام کی دعوت پر کان دھرنے کے بجائے انہیں جھوٹا قرار دیا، جیسے فرمایا:

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذْرِ ﴿٣٠﴾ فَقَالُوا اَبْشَرًا مِنَّا وَاِحَدًا نَّتَّبِعُهُ اِنَّا اِذَا لَفِيَ ضَلَلٍ وَّسُعْرٍ ﴿٣١﴾ اءَالْفِي الَّذِي كُرَّ عَلَيهِ مِنْ
بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِيرٌ ﴿٣٢﴾ ﴿٣٣﴾

﴿١﴾ ہود ۶۳

﴿٢﴾ الفجر ۹

﴿٣﴾ الاعراف ۴۴

﴿٤﴾ القمر ۲۵ تا ۲۳

ترجمہ: ثمود نے تنبیہات کو جھٹلایا اور کہنے لگے ایک ایسا آدمی جو ہم ہی میں سے ہے کیا اب ہم اس کے پیچھے چلیں، اس کا اتباع ہم قبول کر لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم بہک گئے اور ہماری عقل ماری گئی، کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کیا گیا نہیں، بلکہ یہ پر لے درجے کا جھوٹا اور بر بخود غلط ہے۔

اور نوح و غرور میں ان کے پیروکاروں سے ٹھٹھہ مخول شروع کر دیا، جیسے فرمایا

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتَضَعُّوهُمِنْ اٰمَنٍ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُونَ اَنْ صَلِحًا مَّرْسَلٌ مِّنْ رَبِّيْ ۗ قَالَوا اِنَّا بِمَا اُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا بِالَّذِيْ اٰمَنْتُمْ بِهِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٦﴾

ترجمہ: اس کی قوم کے سرداروں نے جو بڑے ہوئے تھے، کمزور طبقہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے کہا کیا تم واقعہ یہ جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے پیغمبر ہیں، انہوں نے جواب دیا بیشک جس پیغام کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے اسے ہم مانتے ہیں، ان بڑائی کے مدعیوں نے کہا جس چیز کو تم نے مانا ہے ہم اس کے منکر ہیں۔

اور قوم کے سرخیل افراد نے دعوت حق کو خاموش کر دینے کے لئے صالح کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا، جیسے فرمایا

وَكَانَ فِي الْمَدْيَنَةِ تِسْعَةٌ رَهْطٍ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿٤٧﴾ قَالَوا اتَقاسموا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَاَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لَوْ لِيْهِ مَا شَهِدْنَا مَمْلِكًا اَهْلِيْهِ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٤٨﴾

ترجمہ: اس شہر میں نو جتھے دار تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے انہوں نے آپس میں کہا اللہ کی قسم کھا کر عہد کر لو کہ ہم صالح علیہ السلام اور اس کے گھروالوں پر بشنون ماریں گے اور پھر اس کے ولی سے کہہ دیں گے کہ ہم اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔

مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خبیث منصوبہ کو کامیاب نہ ہونے دیا، آخر قوم کے لوگوں نے کہا اے صالح! تم بظاہر ہمارے جیسے ایک انسان ہو، ہم تجھے اللہ کا پیغمبر کیسے تسلیم کر لیں اور ہمارا خیال ہے کہ تو ایک سحر زدہ آدمی ہے، اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ واقعی رب العالمین نے تجھے ہماری طرف مبعوث کیا ہے تو اپنی صداقت کے ثبوت میں کوئی نشانی پیش کرو، صالح علیہ السلام نے یہ سوچ کر کہ شاید اللہ کی نشانی کو دیکھ کر یہ لوگ ایمان لے آئیں اللہ رب العزت سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور یہ ایک ان کی آنکھوں کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک دس ماہ کی گاجھن اوٹنی کو ایک چٹان سے ظاہر کر کے ان کے سامنے کھڑی کر دیا کہ اب اس واضح نشانی کو دیکھنے کے بعد اپنے وعدے کے مطابق ایمان کا راستہ اپناتے ہیں یا تکذیب کرتے ہیں، اور اللہ علام الغیوب نے کہہ دیا کہ نشانی طلب کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے، اے صالح علیہ السلام صبر کے ساتھ دیکھتے چلے جاؤ یہ اس قوم کی آخری مہلت ہے شاید یہ ہماری پکڑ سے ڈر جائیں اور نصیحت حاصل کریں، ہم نشانیاں اس لئے تو بھیجتے ہیں تاکہ لوگ ڈر جائیں، جیسے فرمایا:

وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوْلٰوْنَ ﴿٤٩﴾ وَاَتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ﴿٥٠﴾

نُزِيلٌ بِالْأَلْبَانِ إِلَّا مَخْوِيْفًا ﴿٥٩﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: ہم کو نشانیاں بھیجنے سے کسی نہیں روکا مگر اس بات نے کہ ان سے پہلے کہ لوگ ان کو جھٹلا چکے ہیں (چنانچہ دیکھ لو) شمود کو ہم نے علانیہ اونٹنی لا کر دی اور انہوں نے اس پر ظلم کیا ہم نشانیاں اسی لیے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں۔

صالح عَلَيْهِ السَّلَام نے دو سخت شرطیں لگاتے ہوئے کہا یہ اللہ کی اونٹنی ہے ایک دن یہ اکیلی اونٹنی تمہارے کنوؤں اور چشموں سے پانی پیئے گی اور ایک دن تم سب آدمی اور تمہارے جانور پیئیں گے، دوسری شرط لگائی کہ اللہ کی یہ نشانی تمہارے کھیتوں، بانوں اور نخلستانوں میں اور چراگاہوں میں جو کچھ چاہے گی کھاتی پھرے گی مگر تم اسے بری نیت سے ہرگز نہ چھیڑنا اور نہ نقصان پہنچانا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم کو آئے گا، مگر اپنی منہ مانگی نشانی کو دیکھ کر بھی قوم شمود کفر و شرک پر گامزن رہی، عرب کے مخصوص حالات میں یہ ایک بہت بڑا چیلنج تھا، پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے قبائل میں خون خرابہ ہو جاتا تھا اس لئے قوم کے سرکش سردار اس بندش کو زیادہ برداشت نہ کر سکے، قوم بھی ان کے موافق ہو گئی اور انہوں نے اونٹنی کے ہاتھوں اور پیروں کو زخمی کر دیا اور جب وہ بیٹھ گئی تو اسے قتل کر دیا، جیسے فرمایا

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ ﴿٦٠﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: آخر کار ان لوگوں نے اپنے آدمی کو پکارا اور اس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ﴿١١﴾ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ﴿١٣﴾ ﴿٣﴾

ترجمہ: شمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر جھٹلایا جب اس قوم کا سب سے شقی آدمی پھر کر اٹھا تو اللہ کے رسول نے ان لوگوں سے کہا خبردار اللہ کی اونٹنی کو ہاتھ نہ لگانا اور اس کے پانی پینے میں مانع نہ ہونا مگر انہوں نے اسکی بات کو جھوٹا قرار دیا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔

تو صالح عَلَيْهِ السَّلَام نے قوم کو خبردار کیا کہ اب جبکہ تم نے اللہ کی اونٹنی کو ہلاک کر دیا ہے تو اب تین دن کے بعد اللہ کے عذاب کے منتظر رہو، جیسے فرمایا

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ ثَمْتُعُوْنِ ذٰرِكُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ وَعَدُوْ غَيْرِ مَكْدُوْبٍ ﴿٦٢﴾ ﴿٤﴾

ترجمہ: مگر انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اس پر صالح عَلَيْهِ السَّلَام نے ان کو خبردار کر دیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں اور رہ بس لو یہ ایسی معیاد ہے جو جھوٹی ثابت نہ ہوگی۔

اس کے بعد جب واقعی عذاب کی علامتیں ظاہر ہونا شروع ہو گئیں تو وہ اظہارِ ندامت کرنے لگے لیکن علامات عذاب دیکھ لینے کے بعد ندامت اور توبہ کا کوئی فائدہ نہیں، آخر تین دن کے بعد رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب جب وہ لوگ پاؤں پسارے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے ایک زبردست دھا کاہو اور اس کے ساتھ زوردار زلزلہ آیا، جس نے لمحوں میں پوری قوم کو پوند خاک کر دیا، جیسے فرمایا

﴿١﴾ بنی اسرائیل ۵۹

﴿٢﴾ القمر ۲۹

﴿٣﴾ الشمس ۱۳

﴿٤﴾ ہود ۶۵

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿٣٧﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٣٨﴾ ﴿٣٦﴾
ترجمہ: آخر کار ایک زبردست دھماکے نے ان کو صبح ہوتے آلیا اور ان کی کمائی ان کے کچھ کام نہ آئی۔

وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٣٩﴾ فَعْتُوا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿٤٠﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ﴿٤١﴾ ﴿٤٢﴾

ترجمہ: اور (تمہارے لئے نشانی ہے) ثمود میں جب ان سے کہا گیا تھا کہ ایک خاص وقت تک مزے کر لو مگر اس تمبیہ پر بھی انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سر تابی کی، آخر کار ان کے دیکھتے دیکھتے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب نے ان کو آلیا پھر نہ ان میں اٹھنے کی سکت تھی اور نہ وہ اپنا بچاؤ کر سکتے تھے۔

وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جِثِيمِينَ ﴿٤٤﴾ كَانُوا لَمْ يَعْنُوا فِيهَا... ﴿٤٥﴾ ﴿٤٦﴾
ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھریا اور وہ اپنی بستوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے کہ گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ ﴿٤٧﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٤٨﴾ ﴿٤٩﴾
ترجمہ: پھر دیکھ لو کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھیں میری تنبیہات، ہم نے ان پر بس ایک ہی دھماکا چھوڑا اور وہ باڑے والے کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہ گئے۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

كَذَّبَتْ قَوْمٌ لُوطًا مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٥٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطُ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿٥١﴾

قوم لوط نے بھی نبیوں کو جھٹلایا ان سے ان کے بھائی لوط (علیہ السلام) نے کہا کیا تم اللہ کا خوف نہیں رکھتے؟

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿٥٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا ﴿٥٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ﴿٥٤﴾

میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں، پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، میں تم میں سے اس پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٥﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿٥٦﴾

میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ پر ہے جو تمام جہان کا رب ہے، کیا تم جہان والوں میں سے مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو

﴿١﴾ الحجر ٨٣، ٨٣

﴿٢﴾ الذاریات ٣٣ تا ٣٥

﴿٣﴾ ہود ٦٤، ٦٨

﴿٤﴾ القمر ٣٠، ٣١

و تَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۗ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿۱۳۱﴾

اور تمہاری جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا جوڑا بنایا ہے ان کو چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم ہو ہی حد سے گزر جانے والے،

قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿۱۳۲﴾ قَالَ إِنِّي لِعِبَاكُمْ

انہوں نے جواب دیا کہ اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو یقیناً نکال دیا جائے گا، آپ نے فرمایا میں تمہارے کام سے

مِّنَ الْفَالِقِينَ ﴿۱۳۳﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَ أَهْلِي مِمَّا يَعْبُدُونَ ﴿۱۳۴﴾ فَجَنَّبْنَاهُ

سخت ناخوش ہوں، میرے پروردگار! مجھے اور میرے گھرانے کو اس (دجال) سے بچالے جو یہ کرتے ہیں، پس ہم نے اسے

وَ أَهْلَهُ أَجْعَلِينَ ﴿۱۳۵﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَدِيرِ ﴿۱۳۶﴾ ثُمَّ دَمَرْنَا الْآخِرِينَ ﴿۱۳۷﴾

اور اس کے متعلقین کو سب کو بچالیا بجز ایک بڑھیا کے وہ بیچھے رہ جانے والوں میں ہو گئی، پھر ہم نے باقی اور سب کو ہلاک کر دیا

وَ أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿۱۳۸﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ

اور ہم نے ان پر خاص قسم کا مینہ برسایا پس بہت ہی برا مینہ تھا جو ڈرائے گئے ہوئے لوگوں پر برسایا، یہ ماجرہ بھی سراسر عبرت ہے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۴۰﴾ (الشعرا ۱۶۰ تا ۱۷۵)

ان میں سے بھی اکثر مسلمان نہ تھے، بیشک تیرا پروردگار وہی غلبے والا مہربان والا۔

أرسل الله لوطاً إلى المدائن الحسن، وهي: سدوم، وعمورا، وأدموتا، وصاعورا، وصابورا

مسودی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو مدین کے شہروں سدوم، عمورا، ادموتا، صاعورا اور صابورا کی طرف بھیجا۔^①

لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو دل نشین پیار یہ میں معقولیت اور لطافت سے دعوت توحید پیش کی، اللہ کی وحدانیت، قدرت و اختیار اور ربوبیت

کے دلائل بیان کیے، باطل معبودوں کی بے بسی اور لاچاری کا ذکر کیا، اپنی رسالت کا ذکر کیا کہ مجھے اس رب نے اپنی رحمت سے صراط مستقیم

پر چلا کر (جس کی روشنی میں اپنا راستہ واضح طور پر دیکھ رہا ہوں) تمہاری خیر خواہی اور متنبہ کرنے کے لئے تمہاری طرف مبعوث کیا ہے تاکہ میں

تمہیں اللہ کی طرف دعوت دوں، اس کے فرمان کو پوری امانت و دیانت کے ساتھ تم لوگوں تک پہنچا دوں، اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی نازل

کردہ دعوت پر فہم و فراست سے غور و فکر کرو اس میں تمہاری فلاح ہے، اور یہ نہ سمجھنا کہ مجھے تم سے کسی منصب یا مال و زر کی تمنا ہے اور نہ ہی

میں کسی نذر و نیاز کا طالب ہوں، میرے پیش نظر تو تمہاری دینی اور دنیاوی سعادت و فلاح مقصود ہے، مجھے تم لوگوں سے کچھ بھی نہیں چاہیے

، مجھے جو کچھ بھی چاہنا ہوتا ہے میں رب سے مانگتا ہوں جس کے خزانوں میں کسی شے کی کمی نہیں ہے، جو میری نذاکوت ہے اور پھر مجھے میری

ضرورت سے وافر عطا کر دیتا ہے، میرے اس کام کا اجر تو وہ روز آخرت پورا پورا دے دے گا، اے لوگو! یہ کیا راہ بدتم نے اختیار کی ہوئی ہے

کہ فطرت کے ساتھ غداری اور خیانت کا ارتکاب کرتے ہو، اپنے آپ کو نسل اور خاندان کی خدمت سے نااہل بناتے ہو اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر تمہاری شہوانی خواہش کے لئے معلوم و معروف طریقے کے لئے تمہارا جوڑا عورتوں کو بنایا ہے ان سے مہر ادا کر کے نکاح کرو اور سکون و آرام حاصل کرتے ہوئے عزت و عصمت کی حفاظت کرو، ان تعلقات کو رحمت و مودت، اور ایثار و فیاضی کے ساتھ مستحکم اور خوشگوار بناو جس پر انسانی تمدن کے قیام و بقا کا انحصار ہے مگر تم لوگ اخلاق و معاشرت کے فطری قوانین کو چھوڑ کر مردوں کی طرف راغب ہوتے ہو اور فطرت کے طریقے کو قابل التفات نہیں سمجھتے تم تو انسانیت کے مرتبے سے ہی گر چکے ہو، تمہارے ضمیر ہی مردہ ہو چکے ہیں کہ ایسی بری حرکت عقل و شعور سے عاری جانور بھی نہیں کرتے، ایسی برائی جو چھپ کر بھی نہیں کرنی چاہیے تم لوگ کھلے عام اپنی مجلسوں میں ایک دوسرے کے سامنے سرانجام دیتے ہو اور اس پر فخر کرتے ہو، بے حیائی کا چرچا کرتے ہو برائی کو پھیلاتے ہو، انسانی ذہن کو شہوانی جذبات سے بھڑکا کر پر آگندہ کرتے ہو اور تمہیں کوئی شرمندگی یا خجالت محسوس نہیں ہوتی، یہ تو گناہ گاری کی وہ حد ہے کہ رب تمہیں زمین میں دھنسا دے یا آسمانوں سے پتھر برسائے، اپنی فبیح حرکتوں سے باز آجاؤ اللہ تعالیٰ نے جس فطرت پر تمہیں پیدا کیا ہے اس کو بگاڑ کر منہ کرو، شرافت و طہارت کی زندگی گزارو اور اپنی نسل کی حفاظت کرو اور اپنے آپ کو اور انہیں بھی عذاب جہنم سے بچاؤ، جیسے فرمایا

وَلَوْ ظَا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تَبْصُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَيْتَكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاءِ ۗ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مَّجْهَلُوْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: اور لو ط کو ہم نے بھیجا یاد کرو وہ وقت جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم آنکھوں دیکھتے بد کاری کرتے ہو؟ کیا تمہارا یہی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے جاتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ سخت جہالت کا کام کرتے ہو۔

مگر قوم نے دھمکی دیتے ہوئے کہا لے لو! اپنی پسند و نصح سے باز آجاؤ ہمیں تمہاری دعوت اور نیہ خواہی مطلوب نہیں ہے، اب اپنی زبان کو لگام دو اور ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخانہ جرات سے باز رہو، اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو ہم اپنے جسم و جاں کی تسکین کے لئے جو فعل بھی کر رہے ہیں اس میں اپنی ٹانگ مت اڑاؤ اگر تم ہمارے کاموں میں دخل اندازی سے باز نہ آئے تو جس طرح مجرموں کو ہم اپنے علاقوں سے نکال باہر کرتے ہیں تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا جیسے فرمایا

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اٰخْرِجُوْا اِلَ لُّوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۗ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ: اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا نکال دو لو ط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے، یہ بڑے پاک باز بنتے ہیں۔ لو ط علیہ السلام نے کہا میں تو تمہارے کرتوتوں کو پسند نہیں کرتا اور اس سے سخت بیزار ہوں، قوم نے رب کی گرفت سے ڈر کر توبہ کی اور نہ ہی مغفرت چاہی اور نہ ہی مال حرام چھوڑا اور پھر پوری قوم نے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نڈر ہو کر مطالبہ عذاب بھی کر دیا، جیسے فرمایا

وَلَوْ ظَا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اَيْتَكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۗ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمْ الْمُنْكَرُ ۗ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اِئْتِنَا بِعَذَابِ

اللَّوَانِ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۳۹﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: لو ط نے اپنی قوم سے کہا تم تو وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا کیا تمہارا حال یہ ہے کہ مردوں کے پاس جاتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو، پھر کوئی جواب اس کی قوم کے پاس اس کے سوانہ تھا کہ انہوں نے کہا لے آ اللہ کا عذاب اگر تو سچا ہے۔

آخر ان فاسق و فاجر لوگوں کے خلاف ان کے ہاتھ بارگاہ الہی میں دعا کے لئے اٹھ گئے عرض کیا اے پروردگار! میں نے تیرے حکم سے ان بدکردار لوگوں میں کافی وقت گزارا ہے، میں نے اپنی ممکن کوشش کی کہ یہ کفر و شرک اور بے ہودہ حرکات سے تائب ہو کر تجھ سے مغفرت مانگ لیں مگر اب جبکہ پوری قوم نے مجھے جھٹلایا دیا ہے اور تیری پکڑ سے بے خوف ہو کر عذاب کا مطالبہ بھی کر دیا ہے تو اے میرے رب! میری التجا ہے کہ مجھے اور میرے اہل و عیال کو ان کی بدکرداریوں سے نجات دے، جیسے فرمایا

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿۴۰﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: لو ط علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! ان مفسدوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

ایک لمبے عرصہ وعظ و نصیحت کرنے کے باوجود قوم لو ط علیہ السلام میں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا صرف ان کے گھروالے ہی ایمان لائے جن میں انکی بیوی جو اپنے شوہر کے کردار و اعمال کی بہترین شاہد ہوتی ہے شامل نہیں تھی بلکہ اس کے عقائد اور ہمدردیاں اپنی مشرک قوم کے ساتھ تھیں، جب اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کر دینے کا فیصلہ فرمایا تو لو ط علیہ السلام کو اپنے فیصلہ سے آگاہ کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کچھ رات گزار کر اپنے گھروالوں کو لے کر اس علاقہ سے نکل جائیں، جیسے فرمایا

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿۴۱﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هُوَ لَأَمْقُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿۴۲﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: اب تم کچھ رات رہے اپنے گھروالوں کو لے کر نکل جاؤ اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلو، تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے بس سیدھے چلے جاؤ جہرہ جانے کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے، اور اسے ہم نے اپنا یہ فیصلہ پہنچا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ چنانچہ اللہ کے حکم کے مطابق سب گھروالے سوائے لو ط علیہ السلام کی بوڑھی بیوی کے جلدی جلدی صبح ہونے سے پیشتر عذاب میں مبتلا ہونے والی اس بستی سے دور نکل گئے جب لو ط علیہ السلام اپنے گھروالوں کے ہمراہ بخیر و عافیت اس سرزمین سے جو زلزلوں کے اس علاقہ کے انتہائی حساس حصہ پر ہے نکل گئے تو صبح کے آثار ہوتے ہی زلزلے کی ہولناک آواز نے انہیں آدوچا اور پھر ان پر نشان زدہ پتھروں کی بارش برسادی گئی جیسے فرمایا

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارًا مِّنْ سِجِّيلٍ ﴿۴۳﴾ مَسْوَمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ

۱ العنكبوت ۲۹، ۲۸

۲ العنكبوت ۳۰

۳ الحجر ۶۶، ۶۵

وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿۸۳﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تباہ توڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا اور ظالموں سے یہ سزا کچھ دور نہیں ہے۔

یہ عظیم زلزلہ زمین کے ایک سو نوے (۱۹۰) میٹر کے فاصلے تک پھٹنے سے پیش آیا جس سے خوابیدہ آتش فشاں ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ پڑا اس دھماکے کے ساتھ، بجلی، قدرتی گیس، آتش زدگی، اور پکے ہوئے کنکر پتھر بھی اس تباہی میں شامل تھے جس نے پوری ہی بستی کو الٹ پلٹ کرتے وبالا کر دیا اس دوران خوابیدہ آتش فشاں سے بے شمار مواد بہہ نکلا، خوفناک زلزلے اور آتش فشاں کے پھٹنے کے دھماکے سے یہ زمین بکیرہ روم سے چار سو میٹر نیچے چلی گئی اور پانی اوپر ابھر آیا اور ایک جھیل بن گئی جس کی گہرائی چار سو میٹر ہے، آج کل اس جھیل میں جنوبی کنارے کی طرف سفر کریں تو اس میں جنگل جو نمک کی وجہ سے محفوظ ہو گئے ہیں بڑے واضح نظر آتے ہیں اسے بحر میت، مردار یا بحر لوط کہتے ہیں اس میں نمک کافی مقدار میں ہے جس کی کثافت تیس فیصد ہے جس میں کوئی بھی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا اس جھیل کی تہ بکیرہ روم کی سطح سے آٹھ سو میٹر نیچے ہے جو زمین میں سب سے نچلا مقام ہے جبکہ سطح سمندر سے نیچے دوسرے علاقے زیادہ سے زیادہ سو میٹر نیچے ہیں اس جھیل کی تہ قشراض کی گہرائیوں میں واقع ہے پھر ان پر نامزد کئے ہوئے پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کا انتہائی خطرناک مینہ برسایا اور پوری قوم کو لوط علیہ السلام کی بیوی سمیت ہلاک کر دیا اور رہتی دنیا تک نشان عبرت بنا دیا، جیسے فرمایا

وَأَنكُم لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ﴿۸۴﴾ وَاللَّيْلُ ﴿۸۵﴾ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: آج تم شب و روز ان کے اجڑے دیار پر سے گزرتے ہو کیا تم کو عقل نہیں آتی۔

محققین نے ان بستیوں کے تباہ شدہ آثار بحر میت کے ساحل پر ہوید کر دئے ہیں جو زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ کے بندو! اہلسین کے دھوکے میں رہ کر اس فانی دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں مت گم ہو جاؤ ورنہ تمہارا حشر ہم سے مختلف نہیں ہوگا۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

كَذَّبَ أَصْحَابُ لَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۸۶﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۸۷﴾ إِنِّي لَكُمْ

ایکہ والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے شعیب (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تمہیں ڈر خوف نہیں؟ میں تمہاری طرف

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۸۸﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ ﴿۸۹﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِي

امانت دار رسول ہوں، اللہ کا خوف کھاؤ اور میری فرماں برداری کرو، میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں چاہتا میرا اجر تمام

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۹۰﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿۹۱﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ

جہانوں کے پالنے والے کے پاس ہے، ناپ پورا بھرا کرو کم دینے والوں میں شمولیت نہ کرو اور سیدھی صحیح ترازو سے

الْمُسْتَقِيمِ ﴿۷۳﴾ وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَمْثِيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۷۴﴾

تولا کرو، لوگوں کو ان کی چیزیں کمی سے نہ دو، بے باکی کے ساتھ زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو،

وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأُولَىٰ ﴿۷۵﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۷۶﴾

اس اللہ کا خوف رکھو جس نے خود تمہیں اور اگلی مخلوق کو پیدا کیا، انہوں نے کہا تو تو ان میں سے ہے جن پر جادو کر دیا جاتا ہے،

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿۷۷﴾ فَاسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا

اور تو تو ہم ہی جیسا ایک انسان ہے اور ہم تو تجھے جھوٹ بولنے والوں میں سے ہی سمجھتے ہیں، اگر تو سچے لوگوں میں سے ہے تو

مِّنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّيَّٓ عَلَّمَ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۷۹﴾ فَكَذَّبُوهُ

ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دے، کہا کہ میرا رب خوب جاننے والا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو، چونکہ انہوں نے اسے جھٹلایا تو

فَاخَذَهُمْ عَذَابٌ يَوْمَ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۸۰﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ط

انہیں سا تباہ والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا وہ بڑے بھاری دن کا عذاب تھا، یقیناً اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں کے

وَمَا كَانَ أَكْثَرَهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۸۱﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۸۲﴾ (الشعرا ۱۶-۱۹۱۳)

اکثر مسلمان نہ تھے، اور یقیناً تیرا پروردگار البتہ وہی ہے غلبے والا مہربان والا۔

اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو ایک ہی نسل کی دو شناخوں اصحاب الایکہ (یعنی گنجان درختوں والے باغات میں بسنے والے) اور مدین کی طرف

بھیجا مگر انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا، جیسے فرمایا

وَالِی مَدَیْنٍ اٰخَاهُمْ شُعَیْبًا... ﴿۸۵﴾ ﴿۸۱﴾

ترجمہ: اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔

وَالِی مَدَیْنٍ اٰخَاهُمْ شُعَیْبًا... ﴿۸۲﴾ ﴿۸۲﴾

ترجمہ: اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔

انہوں نے منصب رسالت پر فائز ہو کر معاندین مدین سے جہاد شروع کرتے ہوئے شرک و کفر کی گمراہی میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو اللہ وحدہ لا شریک کی طرف دعوت دی اور معبودان باطلہ جن کی قوت و طاقت سے وہ لرزہ بردام رہتے تھے ان کی بے کسی و بے بسی کا کھلے عام پرچار کیا اور فرمایا اے میری قوم کے لوگو! کیا تمہیں اپنے خالق کا کوئی خوف نہیں جو اکیلا ہے، جس کا کوئی ہمسرہ ساجھی یا شریک نہیں، جو تمام عیوب و نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے، اس لئے سارے ارباب اقتدار اور تمام الہوں کے سامنے ذلت سے جھکا ہوا سراٹھاؤ، ان کی

عبادات سے منہ موڑ کر صرف اللہ وحدہ لا شریک کو اپنالو اور صرف رب العالمین کو اپنا رب قرار دو، اس کی حاکمیت اور اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر کے اپنے خالق حقیقی کی طرف رجوع کرو جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس سے خوف کھاؤ اور اس کے کامل بندے بنو، اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق اور آقائی و فرمانروائی کا مستحق نہیں، اس لئے یکسو ہو کر اس کی ہی بندگی اختیار کرو اور اعتراف بندگی میں اپنے سر اس کے حضور جھکاؤ، صرف اپنی زبان سے امن و صداقت ہی نہ کہو بلکہ اس کی مخلصانہ اطاعت و فرمانبرداری کرو، جس چیز سے روکے اس سے پرہیز کرو، جس کام کو کرنے کا حکم دے اس کی تعمیل کرو جیسے فرمایا

... قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۚ ﴿٨٥﴾

ترجمہ: اے برداران قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

اور میری اطاعت کرو میں تمہارا بے لوث خیر خواہ ہوں، اس خیر خواہی پر میں تم سے کسی اجرت، عہدہ اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی لالچ رکھتا ہوں، میں یہ پاکیزہ دعوت کسی ذاتی غرض یا کسی دنیاوی مفاد کے لئے نہیں پیش کرتا بلکہ میری تمام تر کوششیں صرف اللہ تعالیٰ کا دین تم تک پہنچانے کے لئے ہے، میرے اس کام کا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے جس نے مجھے مبعوث فرما کر دعوت ہدایت تم لوگوں تک پہنچانے کی ذمہ داری سونپی ہے، کیونکہ قوم میں بت پرستی کے ساتھ ساتھ چند اخلاقی بیماریاں بھی تھیں، وہ ناپ تول میں کمی کرتے اور ہزنی بھی کرتے تھے اس لئے اخلاقی تعلیم دی کہ پیمانے ٹھیک بھرو اور کسی کو گھانا نہ دو، صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو، زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھر اس ذات کا خوف کرو جس نے تمہیں اور گذشتہ نسلوں کو پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا

وَيَقَوْمٍ أَوَفُوا الْبَيْكِيَالَ وَالْبَيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ يَقِيْتُ اللَّهُ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨٦﴾

ترجمہ: اور اے برداران قوم! ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھانا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو، اللہ کی دی ہوئی بچت تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ ... ﴿٨٦﴾

ترجمہ: اور زندگی کے ہر راستے پر رہن بن کر نہ بیٹھ جاؤ۔

اللہ وحدہ لا شریک کا خوف کرو جس نے تمہیں اور گذشتہ نسلوں کو پیدا کیا ہے، قوم نے کہا ہے شعیب! تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے جس پر ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے پھٹکار پڑ گئی ہے اس لئے تو ہدایاتی کیفیت میں باتیں کرتا ہے، اور تم ہماری طرح کے انسان ہو اس لئے تمہارے اندر ایسی کوئی فضیلت نہیں ہے جس کی بنا پر تو رسالت کے شرف سے مشرف ہو جائے اور جو تو وحی و رسالت کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم تجھے اس میں بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں اگر تو سچا ہے کہ اللہ نے تجھے رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے تو ثبوت کے طور پر تو ہم

۱) الاعراف ۸۵

۲) ہود ۸۵، ۸۶

۳) الاعراف ۸۶

پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے ،

قریش نے بھی یہی کہا تھا

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ ۖ أَوْ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ ﴿٣٢﴾

ترجمہ: اور یہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ خدا یا اگر یہ واقعی حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

شعیب علیہ السلام نے کہا عذاب نازل کرنا یا معجزات دکھانا میرا کام نہیں اور نہ میں ایسا کام کر سکتا ہوں، میرا کام تو اللہ کا پیغام پوری امانت و دیانت کے ساتھ تم تک پہنچا دینا ہے، عذاب نازل کرنا یا معجزہ ظاہر کرنا اللہ رب العالمین کے اختیار میں ہے، وہ تمہارے کفر و شرک سے خوب باخبر ہے اگر اس کی حکمت و مشیت ہوئی تو عذاب نازل کر دے گا ورنہ آخرت کے عذاب سے تم بچ نہ سکو گے، جب قوم نے شعیب علیہ السلام کی دعوت کو مکمل طور پر رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اہل ایمان کو بستی سے نکل جانے کو کہا جیسے فرمایا

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ أَلْسِي عَلَىٰ قَوْمٍ كُفْرِينَ ﴿٣٣﴾ ﴿٣٤﴾

ترجمہ: اور شعیب علیہ السلام یہ کہہ کر ان کی بستیوں سے نکل گئے کہ اے برادران قوم! میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچا دئے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ہے اب میں اس قوم پر کیسے افسوس کروں جو قبول حق سے انکار کرتی ہے۔

جب تم اہل ایمان دیکھو کہ کفر سے باہر نکل گئے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں قبیلوں کی طرف ان کی مانگ و خواہش و طلب کے نتیجے میں مختلف شکلوں میں عذاب بھیجے، اصحاب الایکہ نے آسمانی عذاب مانگا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی بھیجی جس سے ان کی حرکتیں بند ہو گئیں ایک بادل بھیج دیا اور وہ چھتری کی طرح ان پر چھا کر اس وقت تک آگ برساتا رہا جب تک ان کو بالکل تباہ نہ کر دیا اور اصحاب مدین کو ایک زمینی بھونچال کے ساتھ زوردار چٹکھاڑنے آیا جس کی ہولناکی سے ان کے دل کلیجے پھٹ گئے اور ان کی آوازیں بند ہو گئیں، صبح ہوئی تو سب لوگ جن کو اپنی طاقت و قوت پر فخر و غرور تھا رب سے مانگے ہوئے معمولی سے عذاب کو نہ روک سکے اور وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا، یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٥﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿٣٦﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ

اور بیشک و شبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے، اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے، آپ کے دل پر اترا ہے کہ

مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿٣٧﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾

آپ آگاہ کر دینے والوں میں سے ہو جائیں، صاف عربی زبان میں ہے، اگلے نبیوں کی کتابوں میں بھی اس قرآن کا تذکرہ ہے،

أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۖ وَكَوْنُوا عَلَىٰ بَعْضِ
کیا انہیں یہ نشانی کافی نہیں کہ حقانیت قرآن کو بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں، اور اگر ہم کسی عجمی شخص پر

الْأَعْرَابِ ۚ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۖ كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ
نازل فرماتے پس وہ ان کے سامنے اس کی تلاوت کرتا تو یہ اسے باور کرنے والے نہ ہوتے، اسی طرح ہم نے گنہگاروں

فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۖ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۖ
کے دلوں میں اس انکار کو داخل کر دیا ہے، وہ جب تک دردناک عذابوں کو ملاحظہ نہ کر لیں ایمان نہ لائیں گے،

فِي آيَاتِهِمْ بَغْتَةً ۚ وَهُمْ لَا يُشْعُرُونَ ۖ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ۖ (الشعرا ۱۹۲-۲۰۳)

پس وہ عذاب ان کو ناگہاں آجائے گا انہیں اس کا شعور بھی نہ ہو گا اس وقت کہیں گے کہ کیا ہمیں کچھ مہلت دی جائے گی؟

سورہ کے آغاز میں کتاب مبین کا ذکر کیا گیا تھا اور اس کے بعد جن قوموں نے سرکشی دکھائی ان کا انجام ذکر کیا گیا اب سلسلہ کلام کو دوبارہ اسی جگہ سے شروع فرمایا کہ یہ کتاب مبین جس کی یہ لوگ محض فخر و غرور اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تکذیب کر رہے ہیں رب العالمین نے قیامت تک کے لئے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کی ہے، اس کلام کو فرشتوں میں سب سے افضل، سب سے طاقتور اور امانت دار جبرائیل علیہ السلام نے فرشتوں کی کڑی حفاظت میں لا کر تمہارے دل پر وحی کی ہے اس لئے یہ ہر طرح کی ملاوٹ سے پاک ہے، جیسے فرمایا:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ... ۙ (۹۷)

ترجمہ: کہہ دے کہ جو کوئی دشمن ہے جبریل علیہ السلام کا تو اسے معلوم ہو کہ اسی نے یہ قرآن اللہ کے حکم سے تیرے دل پر نازل کیا ہے۔
تا کہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو اللہ کی طرف سے اللہ کی مخلوق کو کفر و شرک اور بد اعمالوں سے ڈرانے اور ایمان اور عمل صالحہ پر خوشخبری دینے والے ہیں، یہ کلام صاف اور فصیح عربی زبان میں ہے، اس کلام کو ہم نے آسان بنایا ہے جسے ہر کوئی با آسانی سمجھ سکتا ہے، جیسے فرمایا

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۚ (۲)

ترجمہ: ہم نے اسے نازل کیا ہے قرآن بنا کر عربی زبان میں تاکہ تم (اہل عرب) اس کو اچھی طرح سمجھ سکو۔

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا وَعَرَبِيًّا... ۙ (۳۷)

ترجمہ: اسی ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ فرمان عربی تم پر نازل کیا ہے۔

قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۙ (۳۸)

۱ البقرة ۹۷

۲ يوسف ۲

۳ الرعد ۳

۴ الزمر ۲۸

ترجمہ: ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے تاکہ یہ برے انجام سے بچیں۔

اس کتاب میں کی تعلیمات نئی نہیں ہیں بلکہ سابقہ آسمانی کتب میں بھی یہی تعلیمات موجود ہیں، اگر اہل مکہ آسمانی کتب سے نا آشنا ہیں تو ان کے گرد و پیش کے علاقوں میں بنی اسرائیل کے اہل علم موجود ہیں، اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے کتابیں نازل کی تھیں اور ان میں جو تعلیمات دی تھیں یہ کلام بھی اسی ہستی کا نازل کر دیا ہے اور انہی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے، لیکن اہل مکہ کی ہٹ دھرمی کا حال تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ انہیں انکی زبان میں یہ کلام پڑھ کر سناتے ہیں تو کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے، لیکن اگر ہم اس فصیح و بلیغ آخری کتاب کو بطور معجزہ کسی غیر اہل زبان پر بھی نازل کر دیتے تو یہ (قریش) کہتے کہ اس کی زبان ہماری سمجھ میں نہیں آتی، اور کہتے بڑی ہی عجیب بات ہے کہ عربوں کی طرف عجمی زبان میں کتاب نازل کی گئی ہے جو ہماری زبان میں نہیں، جیسے فرمایا:

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَجَبِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَءَعْجَبِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: اگر ہم اس کو عجمی قرآن بنا کر بھیجتے تو یہ لوگ کہتے کیوں نہ اس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں؟ کیا یہی عجیب بات ہے کہ کلام عجمی ہے اور مخاطب عربی۔

اور وہ عجمی ان کے سامنے فصیح عربی کلام پڑھ کر سناتا تب بھی یہ مختلف بہانے تراشتے اور ایمان نہ لاتے، جیسے فرمایا

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قُرْطَابٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالُوا الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: اگر ہم تیرے اوپر کاغذ میں لکھی ہوئی کوئی کتاب نازل کر دیتے اور یہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تو جن لوگوں نے نہیں مانا وہ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

ایک اور مقام پر مشرکین کی حالت یوں بیان فرمائی

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿۳۹﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكَّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیتے اور یہ اس میں چڑھنے لگتے تو یہ کہتے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

وَلَوْ أَنَّا نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ آلِهِمُ الْمَلِئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَا كَانُوا إِلَّا يَوْمِنَا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: اگر ہم فرشتے بھی ان پر نازل کر دیتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور دنیا بھر کی چیزوں کو ہم ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیتے

۱ حم السجدة ۲۳

۲ الانعام ۷

۳ الحجر ۱۵، ۱۳

۴ الانعام ۱۱

تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے، الایہ کہ مشیت الہی یہی ہو (کہ یہ ایمان لائیں) مگر اکثر لوگ نادانی کی باتیں کرتے ہیں۔ اس عظیم کلام کو سن کر یہ شرکین محض بغض و عناد میں اس کے مضامین، پاکیزہ تعلیمات اور تکذیب کرنے والی قوموں کے عبرت ناک واقعات پر غور و تدبر نہیں کرتے بلکہ اس کی تردید کے حربے ڈھونڈھنے لگتے ہیں، یہ لوگ اس وقت تک اللہ وحدہ لا شریک کی ذات و صفات و اعمال، تمہاری رسالت اور اس منزل کلام پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تباہ شدہ اقوام جیسے عذاب الیم میں مبتلا نہ ہو جائیں، مگر جب اللہ کا دردناک عذاب بے خبری میں اچانک شرکین پر آپڑتا ہے تو مشاہدہ عذاب کے بعد انہیں یقین آجاتا ہے کہ رسولوں نے سچ کہا تھا، اس وقت وہ حسرت و افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہتے ہیں کاش! ہمیں ایمان لانے اور عمل صالح کرنے کی کچھ گھڑیاں مزید مل جائیں، جیسے فرمایا

وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا آخِرْنَا آخِرًا إِلٰهِي اجْعَلْ لِي قَرِيْبًا نُجِبْ دَعْوَتِكَ وَنَتَّبِعِ الرَّسُوْلَ... ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! اس دن سے تم انہیں ڈراؤ جب کہ عذاب انہیں آ لے گا اس وقت یہ ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سے مہلت اور دیدے ہم تیری دعوت کو لبیک کہیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے۔

ایک انہی پر کیا موقوف، ہر ظالم و فاسق عذاب کو دیکھتے ہی سیدھا ہو جاتا ہے، جیسے فرعون عذاب الہی میں گرفتار ہوا تو فوراً کہنے لگا

... حَتّٰی اِذَا دَرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اِنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنْتُ بِهٖ نَبُوْا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی، اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سراپاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔

مگر اللہ نے ہر قوم اور ہر انسان کو مہلت کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جب وہ گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں تو پھر مزید وقت نہیں دیا جاتا۔ جیسے فرمایا

فَاٰمَنَّا وَاٰبَاؤُنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَوَحْدَهُ وَاٰمَنَّا بِمَا كُتِبَ عَلٰیہٗ مِنْ سُوْرٍ كَثِیْرَةٍ ﴿۱۰۷﴾ فَلَمْ یَكْ یَنْفَعْهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاُوْا بَاۡسَنَا سُنَّتِ اللّٰهُ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ وَحَسِیْرٌ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لا شریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنہیں ہم شریک ٹھہراتے تھے، مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ بھی نافع نہ ہو سکتا تھا کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔

اَفِیْعٰذِ اِنْبَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ اَفْرَعِیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ﴿۱۰۸﴾

پس کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں، اچھا یہ بھی بتاؤ کہ اگر ہم نے انہیں کئی سال بھی فائدہ اٹھانے دیا

﴿۱﴾ ابراہیم ۴۳

﴿۲﴾ یونس ۹۰

﴿۳﴾ المؤمن ۸۵، ۸۴

ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۳۵﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَسْتَعْوُونَ ﴿۳۶﴾

پھر انہیں وہ عذاب آگیا جن سے یہ دھمکائے جاتے تھے تو جو کچھ بھی یہ برتتے رہے اس میں سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا سکے گا،

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ﴿۳۷﴾ ذِكْرَىٰ ﴿۳۸﴾ وَ مَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۳۹﴾

ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا ہے مگر اس حال میں کہ اس کے لیے ڈرانے والے تھے نصیحت کے طور پر اور ہم ظلم کرنے والے

وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿۴۰﴾ وَ مَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَظِعُونَ ﴿۴۱﴾

نہیں ہیں، اس قرآن کو شیطان نہیں لائے نہ وہ اس قابل ہیں نہ انہیں اس کی طاقت ہے

إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمْعَزُولُونَ ﴿۴۲﴾ (الشعرا ۲۰۴-۲۱۲)

بلکہ وہ سننے سے بھی محروم کر دیئے گئے ہیں۔

کیونکہ قریش عذاب کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے اس لئے پچھلی قوموں کی طرح وہ بھی رسول اللہ ﷺ کو چیلنج کرتے تھے کہ اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو، اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ لوگ ہمارے دردناک عذاب کو پہنچ سمجھ کر عذاب کی جلدی پچارہے ہیں، یا یہ گمان رکھتے ہیں کہ ہم عذاب نازل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و مشیت سے فوراً ان پر عذاب نازل نہ کرے اور انہیں دنیا کی دلفریبیوں اور رنگینیوں سے تمتع کرنے کو ایک لمبی مہلت دے دے اور پھر قوم عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ جیسا عذاب ان پر اچانک ٹوٹ پڑے تو ان کی حیثیت و مرتبہ اور وہ سامان زینت جو ان کو ملا ہوا ہے جس پر یہ اترتے ہیں ان کے کس کام آئے گا؟ کیا وہ انہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے گا؟ نہیں یقیناً نہیں، جیسے فرمایا

...يَوْمَ إِذَا أَخَذَهُمْ لَوِيْعُمَرْ أَلْفِ سَنَةٍ ﴿۴۳﴾ وَمَا هُوَ بِمَرْحُومٍ حَرْجٍ مِّنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ... ﴿۴۴﴾

ترجمہ: ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جئے، حالانکہ لمبی عمر بہر حال اسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی۔

وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ ﴿۴۵﴾

ترجمہ: اور اس کا مال آخر اس کے کس کام آئے گا جبکہ وہ ہلاک ہو جائے؟۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَىٰ بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللَّهِ يَا رَبِّ، وَيُؤْتَىٰ بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اہل دوزخ میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا داروں میں

آسودہ تر اور خوش عیش تھا پھر آگ میں ایک غوطہ دلو کر پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے دنیا میں کبھی راحت بھی اٹھائی تھی؟ کیا تجھے کبھی کوئی نعمت بھی ملی تھی، تو وہ کہے گا اللہ کی قسم! اے میرے رب! میں نے کبھی کوئی راحت نہیں دیکھی، اور اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب لوگوں سے سخت تکلیف میں رہا تھا اسے جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف بھی دیکھی ہے؟ کیا تجھ پر شدت اور رنج بھی گزرا ہے؟ تو وہ کہے گا اللہ کی قسم! مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گزری اور میں نے تو کبھی شدت اور سختی نہیں دیکھی۔ ﴿۱۱﴾

(دیکھو) اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ کسی قوم کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان میں کوئی خیر دار کرنے والا نہ بھیج دے، مگر جب قوموں نے رسولوں کی دعوت حق کو قبول نہ کیا تو ہم نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر رہتی دنیا تک نشانِ عبرت بنا دیا، جیسے فرمایا

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿۱۵﴾ وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَا بُيُوتَهَا تَدْوِيرًا ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں، جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿۱۵﴾ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہ تھا جب تک کہ ان کے مرکز میں ایک رسول نہ بھیج دیتا جو ان کو ہماری آیات سناتا اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے رہنے والے ظالم نہ ہو جاتے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ... ﴿۱۵﴾ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہے۔

کیونکہ قریش اس دعوت حق کو روکنے کے لئے رسول اللہ ﷺ پر یہ الزام لگاتے تھے کہ آپ ﷺ کا ہن ہیں اور کوئی شیطان ان کی طرف یہ کلام القا کرتا ہے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس کتاب مبین کو شیاطین لے کر نہیں اترے ہیں، کیا شیاطین جن کا کام لوگوں کو شرک کی غلاظت میں غرق کرنا، لوگوں میں شرفساد کی آگ بھڑکانا، قتل و غارت پر ابھارنا، فسق و فجور کی طرف رغبت دلانا اور آخرت کی باز پرس سے

﴿۱﴾ صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب صَنِيعِ أَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا فِي النَّارِ وَصَنِيعِ أَشَدِّهِمْ بُؤْسًا فِي الْجَنَّةِ ۴۰۸۸، مسند احمد ۱۳۱۱۲

﴿۲﴾ بنی اسرائیل ۱۵، ۱۶

﴿۳﴾ القصص ۵۹

﴿۴﴾ النساء ۱۶۵

بے خوف کرنا ہے وہ لوگوں کو شرک و بت پرستی سے روکیں گے، ظلم اور بد اخلاقیوں سے منع کریں گے، آخرت کی باز پرس کا خوف دلائیں گے، نیکو کاری اور راستبازی اور اللہ کی مخلوق پر احسان کی تلقین کریں گے گویا دونوں ایک دوسرے کی ضد اور باہم منافی ہیں، اور شیاطین اگر راستبازی اور نیکی کی تعلیم القا کرنا بھی چاہیں تو اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے، جیسے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے جن و انس کو چیلنج دیا

قُلْ لِّیْنَ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْحِیُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظٰهِیْرًا ﴿۸۸﴾ ﴿۸۹﴾

ترجمہ: کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لاسکیں گے، چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

... قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۸۸﴾ ﴿۸۹﴾

ترجمہ: کہو اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورہ اس جیسی تصنیف کر لاؤ اور ایک اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو مدد کے لئے بلا لو۔

اور شیاطین تو اس کلام کے آس پاس بھی نہیں پھٹک سکتے کہ کچھ سن گن لے پائیں اور اپنے دوستوں کو بتلا سکیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذِّبِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۹۱﴾

پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا پانے والوں میں سے ہو جائے، اپنے قریبی رشتہ والوں کو ڈرادے،

وَ اٰخْفِضْ جَنَاحَكَ لِیِّنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۲﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

اس کے ساتھ نرمی سے پیش آجو بھی ایمان لانے والا ہو کر تیری تابعداری کرے، اگر یہ لوگ تیری نافرمانی کریں تو اعلان کر دے

اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ تَوَكَّلْ عَلٰی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿۹۴﴾ الَّذِیْ یُرٰدُكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۹۵﴾

کہ میں ان کاموں سے بیزار ہوں جو تم کر رہے ہو، اپنا پورا بھروسہ غالب مہربان اللہ پر رکھ، جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جبکہ تو

وَ تَقَلُّبَكَ فِی السُّجُودِیْنَ ﴿۹۶﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۹۷﴾ (الشعراء: ۲۱۳-۲۲۰)

کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان تیرا گھومنا پھرنا بھی، وہ بڑا ہی سننے والا اور خوب ہی جاننے والا ہے۔

کفار و مشرکین کو متنبہ کرنے کے لئے فرمایا اے محمد ﷺ! اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو اگر تم بھی اللہ کے سوا کسی اور کو معبود کی حیثیت سے پکار بیٹھو گے تو اللہ کی پکڑ سے بچ نہ سکو گے، یعنی اگر رسول بھی جو اللہ کو سب سے بڑھ کر عزیز و محبوب ہوتا ہے شرک میں

بتلا ہو کر اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے تو کوئی دوسرا اللہ کی ذات و صفات و اعمال میں شرک کر کے کیسے نجات کی امید کر سکتا ہے، جیسے فرمایا

... مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ... ﴿۱۰﴾

ترجمہ: جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو آخرت کے المناک عذاب سے صاف صاف متنبہ کرو، کیونکہ دین میں نبی اور اس کے خاندان کے لئے کوئی امتیازی مراعات نہیں ہیں، اس لئے میدان محشر میں کسی کا نسب اور کسی کے ساتھ تعلق کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا، اس روز معاملہ ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر ہوگا،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ {وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ} ﴿۱۰﴾ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا، فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا بِنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب آیت ”اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔“ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر اپنی قوم کو دعوت توحید دی تھی اس وقت فرمایا تھا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد، اے صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب، اے عبد المطلب کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تم کو نہیں بچا سکتا البتہ میرے مال میں سے تم جو جی چاہے مانگ لو۔ ﴿۱۰﴾

اور جو لوگ اللہ وحدہ لا شریک پر، تمہاری رسالت، آسمانی کتابوں، فرشتوں، تقدیر اور روز آخرت پر ایمان لے آئیں اور تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ محبت و مودت، حسن اخلاق اور احسان کارویہ اختیار کرو، لیکن اگر وہ تمہاری فرمانبرداری سے منہ موڑیں تو ان سے بے تعلق اور اپنی بیزاری کا نظہار کر دو اور صاف صاف کہہ دو کہ میرا کام تمہیں متنبہ کر دینا ہے اس کے بعد تمہارے کسی فعل کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے اپنے اعمال کا نتیجہ تم خود بھگتو گے، جیسے فرمایا

... وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ... ﴿۱۱﴾ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: ہمارے اعمال ہمارے لیے تمہارے اعمال تمہارے لیے۔

... اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ

الْبَصِيرُ ﴿۱۵﴾ ﴿۱۶﴾

﴿۱﴾ المائدة ۷۴

﴿۲﴾ الشعراء: ۲۱۴

﴿۳﴾ صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۵۰۳، جامع ترمذی ابواب الزهد باب مَا جَاءَ فِي إِنْذَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمَهُ ۲۳۱۰، مسند احمد ۲۵۰۴۲، صحیح ابن حبان ۶۵۲۸، السنن الكبرى للبيهقي ۱۲۶۳۹، شرح

السنة للبغوي ۳۷۴۳

﴿۴﴾ البقرة ۱۳۹

﴿۵﴾ الشورى ۱۵

ترجمہ: اللہ ہی ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٍّ، وَلَا نَصْرَانِيٍّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُزْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت میں سے جس کے کان میں میری رسالت کی بات پڑ جائے خواہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو ضرور وہ جہنم میں جائے گا۔^(۱۰)
اور کسی بڑی سے بڑی طاقت کی ذرہ بھر پر واہ نہ کرو اور اس غالب اور رحیم ہستی پر بھروسہ کرو جو تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے بیٹھتے اور راتوں کو تنہائی میں نماز کے لئے اٹھتے ہو اور قیام، رکوع و سجود میں مصروف ہوتے ہو، اور اللہ تعالیٰ اس تمام دوڑ دھوپ اور تنگ و دو سے بخوبی واقف ہے جو آپ سجدہ گزار ساتھیوں کی معیت میں اس کے بندوں کی اصلاح کے لئے کر رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا... ﴿۸۸﴾^(۱۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! اپنے رب کا فیصلہ آنے تک صبر کرو تم ہماری نگاہ میں ہو۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ حَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ... ﴿۱۱﴾^(۱۲)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو اور لوگو کو تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيْطَانُ ﴿۳۳﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿۳۴﴾

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں، وہ ہر جھوٹے گناہ گار پر اترتے ہیں،

يُلْقُونَ السَّعِيرَ وَ أَكْثَرُهُمْ كَذِبُونَ ﴿۳۵﴾ وَ الشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۳۶﴾

(اچھی) ہوئی سنی سنائی پہنچا دیتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں، شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو نہیکے ہوئے ہوں،

صحیح مسلم کتاب الایمان بابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسَخِ الْمَلَلِ

جلد ۳۸۶، مسند احمد ۸۴۰۳، شرح السنة للبقوی ۵۶

الطور ۲۸

یونس ۶

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢١٥﴾ وَ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢١٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں، سوائے ان کے جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ ذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَ انْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا

ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا، جنہوں نے ظلم کیا ہے

وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢١٧﴾ (الشعراء: ۲۲۱-۲۲۷)

وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی بات کا رد کرتے ہوئے فرمایا لوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اتر آتے ہیں؟ شیطان انبیاء و صالحین پر نہیں وہ تو کاہن، جوتشی، فال گیر، رمال اور عامل قسم کے لوگ جو غیب دانی کا ڈھونگ رچاتے پھرتے ہیں پر اترتا ہے، اور جو کچھ باتیں کسی طرح چوری چھپنے لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور آکر ان کاہنوں کو بتلا دیتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے بہت سا جھوٹ ملا کر لوگوں کے کانوں میں پھونکتے پھرتے ہیں،

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: سَأَلَ أَنَسُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطُفُهَا الْجَنِّي، فَيَقْرُؤُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْعَةِ الدَّجَاجَةِ، فَيَخْلُطُونَ فِيهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کچھ نہیں ہیں، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بعض اوقات تو وہ ٹھیک بات بتا دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ٹھیک بات جو ہوتی ہے اسے کبھی کبھار جن لے اڑتے ہیں اور جا کر اپنے دوست کے کان میں پھونک دیتے ہیں پھر وہ اس کے ساتھ جھوٹ کی بہت سی آمیزش کر کے ایک داستان بنا لیتا ہے۔^①

رہے شعراء تو ان کے پیچھے گمراہ لوگ چلا کرتے ہیں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ شاعرانہ تخیلات میں آوارہ سرگشتہ بھٹکتے پھرتے ہیں اور ذاتی پسند و ناپسند کے مطابق کبھی کسی مدح میں آسمان وزمین کے قلابے ملا تے ہیں اور کبھی کسی کی مذمت میں آسمان زمین سر پر اٹھاتے ہیں، کبھی یہ صدق کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اور کبھی کذب کے بارے میں اور ان کے قول و فعل میں سخت تضاد ہوتا ہے، وہ دوسروں کو وہ باتیں کرنے کو کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ يَمْتَلِيءَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا يَرِيه، خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيءَ شِعْرًا

① صحیح بخاری کتاب التوحید الجہمیۃ باب قراءۃ الفاجر والمنافی، وأصواتہم وتلاوتہم لا تجاوز حناجرہم ۵۷۱، و کتاب بدء الخلق باب صفۃ إبلیس وجنودہ ۳۲۸، صحیح مسلم کتاب السلام باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان ۵۸۱، مسند احمد ۲۳۵۷، صحیح

سعد بن ابوقاصؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی مرد کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہاں تک کہ اس کے پھوپھڑے تک جا پہنچے، یہ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ میں شعر بھرنے سے۔^①

یعنی رسول اللہ ﷺ نہ کاہن ہیں اور نہ شاعر، اس لئے کہ یہ دونوں ہی جھوٹے ہیں، جیسے فرمایا
وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ^②

ترجمہ: ہم نے اس (نبی) کو شعر نہیں سکھایا ہے اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب۔
إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ^③ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُوْمِنُونَ^④ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَدْكُرُونَ^⑤ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ^⑥
ترجمہ: یہ ایک رسول کریم کا قول ہے کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو، اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو، یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور جن کی شاعری کذب و مبالغہ سے پاک اور صداقت اور حقائق پر مبنی ہے، جیسے حسان بن ثابتؓ جو کافروں کی ہجو یہ شاعری کا جواب دیا کرتے تھے،

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ: أَهْجُكُمْ أَوْ هَاجِبِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ
اور براء بن عازب سے مروی ہے خود نبی کریم ﷺ حسانؓ کو فرماتے تھے ان (کافروں) کی ہجو بیان کرو جو برائیلؓ کا بھی تمہارے ساتھ ہیں۔^⑦

كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا أَنْزَلَ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسِنْفِهِ وَلِسَانِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَكَأَنَّ مَا تَرْمُوهُمْ بِهِ نَضْحُ النَّبْلِ
کعب بن مالک شاعر سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اشعار سے مشرکین کی مذمت بیان کیا کرو، مسلمان اپنی جان اور مال دونوں سے جہاد کرتا ہے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، تم جو اشعار مشرکین کے متعلق کہتے ہو ایسا لکھتے کہ تم ان پر

① جامع ترمذی ابواب الاداب باب ما جاء لأن يفتلى جوف أحدكم قبيحا حينئذ له من أن يفتلى شعرا ۲۸۵۱، صحيح مسلم كتاب الشعرباب في انشاد الاشعار وبيان اشعر -- ۵۸۹۲، سنن ابن ماجه كتاب الادب باب ما كره من الشعر ۳۷۶۰، جامع ترمذی ابواب الادب باب ما جاء لأن يفتلى جوف أحدكم قبيحا حينئذ له من أن يفتلى شعرا ۲۸۲۹، مسند احمد ۱۵۰۶، مسند ابی

يعلى ۷۹۷

② يسين: ۶۹

③ الحاقه ۲۰ تا ۲۳

④ صحيح بخارى كتاب بده الخلق باب ذكر الملائكة ۳۲۱۳، صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فضائل حسان بن ثابت

۶۳۸۷، مسند احمد ۱۸۱۶۵، السنن الكبرى للنسائي ۵۹۸۰، السنن الكبرى للبيهقي ۲۱۱۰۲، شرح السنة للبغوي ۳۲۰۷

تیروں کی بوچھاڑ برسا رہے ہو۔^①

جب ان پر ظلم کیا گیا تو صرف بدلہ لے لیا اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔
مضامین سورہ النمل:

اس سورہ میں قرآن مجید کی عظمت اور رب کی طرف سے نازل ہونے کا ذکر ہے اور فرمایا گیا کہ اس کتاب سے فائدہ وہ لوگ اٹھا سکتے ہیں، اس کی بشارتوں کے مستحق صرف وہی لوگ ہیں جو اس پر ایمان لائیں اور اپنی عملی زندگی میں بھی اطاعت و اتباع کا رویہ اختیار کریں، آخرت پر ایمان اور اعمال کی جواب دہی کا مضمون بیان کیا گیا، سابقہ قوموں فرعون، قوم ثمود، اور قوم لوط کے نظریات و عقائد کا تذکرہ کر کے اہل مکہ سے پوچھا گیا کہ کیا تم بھی ان عقائد و نظریات کے شکار نہیں ہو جن کی وجہ سے وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئیں، شرک اور آخرت کے منکرین کا تذکرہ ہوا کہ جب کوئی شخص اس نظریے پر کاربند ہو جائے کہ زندگی یہی ہے اور اس کے بعد جو ابدی یا احتساب نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی تو ایسے شخص میں حق و باطل میں تمیز کی صلاحیت ہی نہیں رہتی اور پھر عذاب الہی ایسے شخص کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، اور اللہ کی زمین کو اس فساد سے پاک کر دیتا ہے، ایسے لوگوں کو ان کی غفلت، ضد و ہٹ دھرمی کے باوجود راہ راست کی دعوت دینا اور آخرت کے بارے میں تنبیہ اس سورہ کا خاصہ ہے، اس سورہ میں سلیمان علیہ السلام کو عطا کی گئی نبوت، وسعت حکومت، اور مال و دولت کا ذکر کر کے بتایا گیا کہ ان کو ایسی شوکت و حشمت عطا کی گئی تھی جس کو تم تصور ہی نہیں کر سکتے، مگر وہ اس دنیا کی نعمتوں کو پا کر گمراہ نہیں ہوئے بلکہ دنیاوی لالچوں سے بچے رہے اور آخرت میں جواب دہی کے خوف سے لرزاں رہتے تھے اور ہماری عطا کی ہوئی نعمتوں پر احساس شکر سے سربسجود ہو کر عاجزی و انکساری سے ہماری حمد و ثنائیاں کرتے رہتے تھے، یمن کی دولت مند اور عقل مند ملکہ کا بھی ذکر کیا گیا جو ایک شرک قوم سے تعلق رکھتی تھی مگر اسے آخرت میں جواب دہی کا احساس تھا، وہ جب سلیمان علیہ السلام سے ملی اور اسلام کی حقیقت اس پر روشن ہوئی تو یہ دیکھے بغیر کے اس کے عقائد و نظریات تبدیل کرنے پر وہ ملکہ بھی رہے گی یا نہیں اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور کسی چیز کی پروا نہیں کی، توحید باری تعالیٰ کے لئے کائنات کے نظام کو دلائل کے طور پر پیش کیا اور غور و فکر کی دعوت دی اور آخرت کے عقیدے پر بھی دلائل دیئے گئے، اور بتایا گیا کہ اس دعوت حقہ کو قبول کرنا خود تمہارے لئے ہی فائدہ مند ہے اور نہ ماننا تمہارے ہی لئے نقصان اور خسارے کا باعث ہوگا، صلوات، زکوٰۃ، اپنی اور معاشرتی اصلاح کی تلقین کی گئی اور ربائی کے فروغ، اللہ کی زمین پر فساد اور فعل ہم جنس پرستی پر مذمت کی گئی، عبرت و نصیحت کے لئے ایسے لوگوں کی مثالیں پیش کی گئیں جو زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، بیت اللہ کی عظمت کا بھی ذکر ہے، سابقہ امتوں کی طرح کفار مکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ عذاب جلدی لے آؤ مگر رب کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے، رب عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ بندوں کو ہر ممکن مہلت دیتا ہے کہ وہ توبہ کر لیں اور سیدھے راستے پر گامزن ہو جائیں، کفار مکہ اس دیر کو اپنے حق میں استعمال کرتے کہ اگر یہ رسول سچا ہوتا تو عذاب نازل نہ ہو جاتا، اللہ نے اس سورہ میں فرمایا کہ عذاب تو آن پہنچا ہے اب اس کے لئے جلدی مت کرو، پھر کائنات میں بکھری شہادتوں اور خود انسان کے اندر جو شہادت ہے اسے توحید کے حق

① مسند احمد ۲/۴۷۴، صحیح ابن حبان ۵۷۸۶، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۱۰۸، شرح السنۃ للبخاری ۳۳۰۹

میں پیش کیا اور تردید شرک کرتے ہوئے کفار و مشرکین کے دل و دماغ میں بسے ہوئے شکوک و شبہات کو دور کیا گیا اور پھر انہیں وعید عذاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر طرح کی شہادتوں کے باوجود محض ضد و ہٹ دھرمی کی وجہ سے دعوت حقہ کے انکار کے نتیجہ میں عذاب آیا ہی کرتا ہے، کفار مکہ کے ظلم و جبر سے مجبور ہو کر مسلمان پر امن پناہ گاہ کے لئے ہجرت کر رہے تھے ان کی ہمت و حوصلہ کی تلقین کی گئی، اس سورہ میں بتایا گیا کہ دین اسلام محض توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کے زبانی اقرار ہی کا نام نہیں ہے بلکہ جو رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے من و عن اپنانے اور اپنے کردار میں سمونے کا نام ہے، جس سے ایک موحد مومن کی اصلی پہچان ہوتی ہے، مختلف اشیاء کی حلت و حرمت کے متعلق بھی چند احکامات بیان کئے گئے، اس کے علاوہ ایک مبلغ کو تبلیغ دین کے لئے کس طرح دعوت دینی چاہیے کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے محدود مہربان نہایت رحم والا ہے

طس ۳ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَ كِتَابٍ مُّبِينٍ ۱ هُدًى وَ بُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۲

طس، یہ آیتیں ہیں قرآن کی (یعنی واضح) اور روشن کتاب کی، ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کے لئے

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۶ إِنَّ الَّذِينَ

جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، جو لوگ

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّبًا لَهُمْ أَعْمَالُهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۷ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

قیامت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے انہیں ان کے کرتوت زینت دار کر دکھائے ہیں پس وہ بھٹکتے پھرتے ہیں، یہی لوگ ہیں

لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَ هُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْآخْسَرُونَ ۸ وَ إِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ

جن کے لیے برا عذاب ہے اور آخرت میں بھی وہ سخت نقصان یافتہ ہیں، بیشک آپ کو اللہ حکیم و علیم کی طرف

مِنْ لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۱ (انمل ۶۳۱)

سے قرآن سکھایا جا رہا ہے۔

طس، یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل قرآن مجید کی آیات ہیں، جو واضح طور پر حق و باطل کافر ق نمایاں کر دیتا ہے، یہ کتاب دنیاوی و آخروی زندگی میں مکمل ہدایت و رہنمائی کرنے اور جہنم سے نجات اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دینے والی ہے، اس جلیل القدر کتاب سے راہیاب وہی ہوں گے جو ہدایت کے طالب ہوں گے، اور عملی زندگی میں اس کی ہدایات اور احکام پر عمل پیرا ہوں گے، جو اللہ رب العالمین کو وحدہ لا شریک اور اسی کو اپنا الہ مانتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء مان کر ان کی اطاعت کرتے ہیں، ان پر نازل آخری کتاب قرآن مجید پر، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور روز جزا پر ایمان رکھتے ہیں، اور عملاً اتباع و اطاعت کے لئے خضوع و خشوع کے ساتھ

فرض اور نفلی نماز قائم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں جو پاکیزہ رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے مستحقین کو فرض اور نفلی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں، جیسے فرمایا

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ① وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۖ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ②

ترجمہ: جو غیب پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں جو رزق، ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ جو نیک کام کی طرف راغب ہو گا اس کے لئے نیکی کا راستہ اور جو بدی کی طرف جانا چاہتا ہے اس کے لئے بدی کا راستہ آسان کر دیتا ہے لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک راستے کا اختیار کرنا یہ انسان کے اپنے ارادے پر منحصر ہے، اس لئے فرمایا کہ جو لوگ حیات بعد الموت اور روز جزا کو جھٹلاتے ہیں ان کے لئے ہم نے ان کے اعمالوں کو مزین کر دیا ہے اس لئے گمراہی کے جس راستے پر وہ چل رہے ہوتے ہیں اس کی حقیقت سے وہ آشنا نہیں ہوتے اور صحیح راستے کی طرف رہنمائی نہیں پاتے، ایسے گمراہ لوگوں کے لئے ملک الموت کا روح قبض کرتے وقت، عالم برزخ اور پھر روز حشر میں دردناک سزا ہے اور آخرت میں یہی سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے ہیں، اور اے محمد ﷺ! بلاشبہ یہ قرآن تم پر حکمت و دانائی، علم و دانش میں کامل ایک حکیم و علیم ہستی القا کر رہی ہے۔

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنستُ نَارًا ۖ سَأَتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ بَشِيرٍ

(یاد ہو گا) جبکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے، میں وہاں سے یا تو کوئی خبر لے کر یا

بِشَهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ① فَلَمَّا جَاءَهَا نُورًا

آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارے کر ابھی تمہارے پاس آ جاؤں گا تا کہ تم سینک تاپ کر لو، جب وہاں پہنچے تو آواز دی گئی کہ

أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۗ وَسُبْحٰنَ اللَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ②

بارکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور برکت دیا گیا ہے وہ جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے

يُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ③ وَ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ

والا ہے، موسیٰ! سن بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں غالب باحکمت، تو اپنی لٹھی ڈال دے، موسیٰ نے جب اسے ہلتا جلتا دیکھا

وَأَنَّيُّ مَدْبِرًا ۖ وَكَمْ يُعَقِّبُ ۖ يَمُوسَىٰ ۖ لَا تَخَفْ ۗ

اس طرح کہ گویا وہ ایک سانپ ہے تو منہ موڑے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا، اے موسیٰ! خوف نہ کھا

إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيْ الْمُرْسَلُونَ ﴿١٠﴾ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ

میرے حضور میں پیغمبر ڈرا نہیں کرتے، لیکن جو لوگ ظلم کریں پھر اس کے عوض نیکی کریں اس برائی کے پیچھے تو میں بھی

فَأَنِّي عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١﴾ وَ أَدْخُلُ يَدَاكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بِيضَاءً مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ

بخشنے والا مہربان ہوں، اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال، وہ سفید چمکیلا ہو کر نکلے گا بغیر کسی عیب کے، تو

فِي تَسْبِيحٍ آيَاتٍ إِلَى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهِ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِينَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا

نوشانیاں لے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف جا، یقیناً وہ بدکاروں کا گروہ ہے، پس جب ان کے پاس آنکھیں کھول دینے والے

مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ وَ جَحَدُوا بِهَا وَ اسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا

ہمارے معجزے پہنچے تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے، انہوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم

وَ عُلُوًّا ۗ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤﴾ (النمل ۷-۱۴)

اور تکبر کی بنا پر، پس دیکھ لیجئے کہ ان فتنہ پر واز لوگوں کا انجام کیسا کچھ ہوا۔

اے نبی ﷺ! (انہیں اس وقت کا قصہ سناؤ) جب موسیٰ بن عمران مدین میں دس سال گزار کر اپنی اہلیہ کے ساتھ واپس مصر آرہے تھے، جب موسیٰ علیہ السلام جزیرہ نماے سینا کے جنوبی حصے میں پہنچے جو اب کوہ سینا اور جبل موسیٰ کہلاتا ہے تو رات کے اندھیرے میں علاقہ سے واقفیت نہ ہونے کے باعث راستے سے بھٹک گئے اور سردی بھی زوروں پر تھی، اسی اثنا میں انہوں نے دور ایک آگ دیکھی تو اپنی اہلیہ سے کہا تم یہیں ٹھہرو مجھے دور ایک آگ سی نظر آئی ہے میں وہاں جا کر صبح راستہ کے بارے میں معلوم کر کے آتا ہوں اور اگر معلومات نہ مل سکیں تو کم از کم آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارے آتا ہوں تاکہ تم اسے تاپ کر سردی سے بچاؤ کر لو، جب موسیٰ چلتے چلتے اس جگہ پہنچے جہاں آگ کے شعلے لپکتے نظر آئے تھے تو دیکھا کہ ایک سرسبز درخت سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں مگر نہ کچھ جل رہا تھا اور نہ کوئی دھواں اٹھ رہا تھا، موسیٰ علیہ السلام حیران و پریشان ہو کر یہ منظر دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک نبی آواز بلند ہوئی کہ مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے (مگر اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اللہ اس آگ یا درخت میں حلول کیے ہوا تھا جس طرح بہت سے مشرک سمجھتے ہیں بلکہ یہ مشاہدہ حق کی ایک صورت ہے جس سے نبوت کے آغاز میں انبیاء کو بالعموم سرفراز کیا جاتا ہے، کبھی فرشتے کے ذریعے سے، کبھی اللہ تعالیٰ اپنی تجلی اور ہم کلامی سے)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهُ: لَمْ تَكُنْ نَارًا، إِنَّمَا كَانَتْ نُورًا يَتَوَهَّجُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حقیقت میں یہ آگ نہیں تھی بلکہ نور برس رہا تھا۔ ﴿۱﴾

وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: نُورٌ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ایک روایت میں ہے یہ اللہ رب العالمین کا نور تھا۔^①
اور جو اس کے ماحول میں ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَمَنْ حَوْلَهَا} قَالَ: يَغْنِي الْمَلَائِكَةُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ” اور جو اس کے ماحول میں ہے۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں یعنی فرشتوں میں سے جو وہاں موجود ہے۔^②

اے موسیٰ! اللہ ہر طرح کے عیوب و نقائص اور تمام محدودیتوں سے پاک ہے اور اللہ ہی سب جہان والوں کا پالنے والا ہے، درخت سے اس آواز کو سن کر موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! تعجب نہ کر میں اللہ رب العالمین ہوں، میں سب پر غالب اور اپنے اقوال و افعال میں حکمت والا ہوں، پھر حکم فرمایا موسیٰ اپنے عصا کو زمین پر پھینک دو، موسیٰ علیہ السلام نے تعمیل حکم میں عصا کو زمین پر پھینک دیا، اب جو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ زمین پر گر رہا ہوا عصا سانپ کی طرح پھن اٹھائے پھنکار رہا ہے اور تیزی سے ادھر ادھر فراتے رہا ہے، موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تو نہیں تھے جو یہ جانتے کہ عصا کے زمین پر گرتے ہی وہ سانپ بن جائے گا اس لئے رات کے اندھیرے، خاموشی اور تنہائی میں یہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو طبعی خوف محسوس ہوا اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے پیڑ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اپنے دل میں کسی قسم کا ڈر و خوف نہ کھاؤ جب میں کسی کو رسول بنا تا ہوں تو ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہوں، جیسے فرمایا

--- يُمَوِّسِيْ اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ③

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام اقبل اور خوف نہ کر، تو بالکل محفوظ ہے۔

الایہ کہ کسی رسول سے کوئی تصور سرزد ہو گیا ہو پھر اگر برائی کے بعد تصور کرنے والے نے نام ہو کر بھلائی کا راستہ اختیار کر لیا تو میرے ہاں اس کے لئے عفو و درگزر رکازہ کھلا ہوا ہے، جیسے فرمایا

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى ④

ترجمہ: البتہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر سیدھا چلتا رہے اس کے لئے میں بہت درگزر کرنے والا ہوں۔

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ⑤

ترجمہ: اگر کوئی شخص برافعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا۔

جب موسیٰ علیہ السلام کا دل جم گیا تو دوسرا حکم فرمایا اب اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو، تمہارا ہاتھ بغیر کسی تکلیف کے چمکتا ہوا نکلے گا، ان دو معجزات

① تفسیر ابن کثیر ۶/۷۹

② تفسیر طبری ۱۹/۲۲۹

③ القصص ۳۱

④ طہ ۸۴

⑤ النساء ۱۱۰

کے ساتھ جو نشانیاں میں سے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۝ (۱۵)

ترجمہ: ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا کی تھیں جو صریح طور پر دکھائی دے رہی تھیں۔

(وہ نو نشانیاں یہ تھیں، عصا کا سانپ بن جانا، بغل میں ہاتھ ڈالنے سے وہ بغیر کسی تکلیف کے سورج کی طرح چمکتا ہوا نکلتا تھا، موسیٰ علیہ السلام کی بیٹنگی اعلان کے مطابق پورے ملک میں قحط پڑ جانا، طوفان، بڑی دل کا ٹوٹ پڑنا، غلے کے ذخیروں میں سرسریاں اور انسانوں و حیوانات میں جوئیں پڑ جانا، مینڈکوں کے بے شمار لشکروں کا امنڈنا اور خون)

فرعون اور اس کی قوم کے پاس دعوت تو حید دینے کے لئے جاؤ، انہوں نے اللہ کی زمین میں ظلم و فساد کا بازار گرم کر رکھا ہے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خلعت رسالت پہن کر فرعون کے دربار میں پہنچے، اسے اور اس کے سرداروں کو دعوت تو حید پیش کی اور اپنی رسالت کی سچائی میں دونوں معجزے دکھائے، معجزات دیکھ کر ان کے دل اس کی حقانیت کے قائل ہو گئے تھے مگر انہوں نے ظلم اور استکبار کی بنا پر اور اس لئے کہ وہ غلام قوم کے فرد ہیں ان واضح معجزات کو جادو قرار دیا، جیسے فرمایا

قَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عِبَادُونَ ۝ (۱۶)

ترجمہ: کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں؟ اور آدمی بھی وہ جن کی قوم ہماری بندی ہے۔

چنانچہ اب دیکھ لو کہ اس سرکش قوم کا کیسا عبرت ناک انجام ہوا، ہم نے ان سب کو سمندر میں غرق کر کے نشان عبرت بنا دیا، پس اے نبی کو جھٹلانے والوں! تم ہمارے نبی آخر الزماں کو جھٹلا کر کیسے سکون و آرام سے بیٹھ سکتے ہو۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ عِلْمًا ۚ وَقَالَ الَّذِي فَضَّلْنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ

اور ہم نے یقیناً داؤد اور سلیمان کو علم دے رکھا تھا اور دونوں نے کہا تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے

عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (۱۷) وَ وَرِثَ سُلَيْمَانَ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ

ایمان دار بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور داؤد کے وارث سلیمان ہوئے اور کہنے لگے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے

وَ أَوْتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝ (۱۸) وَ حُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ

اور ہم سب کچھ میں سے دیئے گئے ہیں، بیشک یہ بالکل کھلا ہوا فضل الہی ہے، سلیمان کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات

مِنَ الْجِنَّةِ وَ الْإِنْسِ وَ الطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ (۱۹) حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّبْلِ ۙ

اور انسان اور پرند میں سے جمع کیے گئے (ہر قسم کی) الگ الگ درجہ بندی کر دی گئی، جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے

قَالَتْ نَبَلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطَبُكُمْ سُلَيْمٌ وَ جُنُودُهُ لَا

تو ایک چیونٹی نے کہا اے پیغمبر! اپنے گھروں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۱۸ فَتَبَسَّمْ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي

روند ڈالے، اس کی اس بات سے حضرت سلیمان مسکرا کر ہنس دیئے اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے

أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتِكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ

کہ میں تیری نعمتوں کا شکر بجلاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں

وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ۝۱۹ (انمل ۱۹: ۱۵-۱۹)

جن سے تو خوش رہے مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کر لے۔

(دوسری طرف) ہم نے داؤد علیہ السلام اور اس کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو حقیقت کا وسیع علم عطا کیا تھا اور ان دونوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا فرما کر مملکت کی فرمازوائی کے لئے منتخب کیا ہے، پھر داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ۹۶۵ قبل مسیح میں ان کا چھوٹا بیٹا سلیمان علیہ السلام نبوت اور خلافت کا وارث قرار پایا ان کی مملکت موجودہ فلسطین و شرق اردن اور شام کے ایک حصہ پر مشتمل تھی جبکہ داؤد علیہ السلام کی کوئی میراث ہی نہ تھی اگر تھی تو اسے صدقہ کر دیا گیا،

فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے۔^①

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَحَلَفَ بِاللَّهِ أَنَّهُ لَصَادِقٌ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ لَا يُوْرَثُ، وَإِنَّمَا مِيرَاثُهُ

فِي فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمَسَاكِينِ

ایک اور روایت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی کا وارث کوئی نہیں ہوتا جو کچھ وہ چھوڑتا ہے وہ مسلمانوں

کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔^②

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو یہ انفرادی خصوصیات و فضیلت عطا فرمائی تھی جس میں وہ پوری تاریخ انسانیت میں ممتاز ہیں اللہ نے انہیں علم نبوت، حکمت، مال، جن وانس اور طیور و حیوانات کی تسخیر کے علاوہ بطور اعجاز پرندوں اور دوسرے جانداروں کی بولیاں بھی سکھائی تھیں، وہ چیونٹی کی بات بھی سن کر سمجھ لیتے تھے، ان کی بادشاہت کے شانان شان ان کا ایک محل تھا جس کا فرش شیشہ کے بنا ہوا تھا، ان کا ایک شاہی تخت بھی تھا جس پر جلوہ افروز ہو کر وہ امور سلطنت سرانجام دیتے تھے، اور ان کے حکم سے ہوا صبح کے وقت ایک مہینے کی راہ تک اور شام کے وقت

① صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب فَوْضِ الْخُمْسِ ۳۰۹۳، مسند احمد ۹، مسند البزار ۲۵، مسند ابی یعلیٰ ۲، شرح السنة للبخاری ۲۷۴

② مسند احمد ۷۸

ایک مہینے کی راہ تک چلتی تھی، جیسے فرمایا

وَلَسَلِّمِنَ الرِّيحِ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِ بَارِئِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا... ⑧ ①

ترجمہ: اور سلیمان علیہ السلام کے لیے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کے حکم سے اس سر زمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔

وَلَسَلِّمِنَ الرِّيحِ غُدُوها شَهْرًا وَرَوْاحُها شَهْرًا... ② ②

ترجمہ: اور سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا، صبح کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک اور شام کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ③ ③ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِ بَارِئِ حَتَّىٰ حَيْثُ أَصَابَ ④ ④

ترجمہ: اور کہا کہ اے میرے رب! مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لیے سزاوار نہ ہو، بیشک تو ہی اصل داتا ہے، تب ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدرہ وہ چاہتا تھا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت، بادشاہت، دولت و حشمت اور طاقت عطا فرمادی تھی، سلیمان علیہ السلام کے پاس بڑے لشکر تھے جب کبھی کوچ کرنا ہوتا تو اتنے بڑے لشکر کو انسانوں، جنوں، پرندوں اور حیوانات وغیرہ کے الگ الگ گروہوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور یہ بھی خیال رکھا جاتا تھا کہ شاہی لشکر کسی بد نظمی اور انتشار کا شکار نہ ہو جائے اس لئے ان گروہوں کو راستوں میں روک روک کر درست کیا جاتا تھا،

قَالَ مُجَاهِدٌ: جَعَلَ عَلَىٰ كُلِّ صِنْفٍ وَزَعَاتٍ دُونَ أُولَٰهَا عَلَىٰ أُخْرَاهَا لئَلَّا يَتَّقَدُّمُوا فِي الْمَسِيرِ كَمَا يَفْعَلُ الْمُلُوكُ الْيَوْمَ مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے ہر صنف پر نگہبان بھی مقرر کر رکھے تھے جو اول سے آخر تک کی ترتیب کی پابندی کراتے تھے اور اس طرح چلتے ہوئے کوئی ایک دوسرے سے پیش قدمی نہیں کر سکتا تھا جیسا کہ آج کل بھی بادشاہ کراتے ہیں۔ ⑤ ⑤

ایک دفعہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے کہیں کوچ کرنے کے لئے ان کے تمام لاؤ لشکر جمع کیے گئے، انہوں نے اپنے لشکروں کے ہمراہ ایک جلوس کی شکل میں کوچ فرمایا اور چلتے چلتے وہ چیونٹیوں کی وادی میں چل پانچے (وادئ نمل اسدود اور غرہ کے درمیان عسقلان کے مضافات میں واقع ہے) ان میں ایک چیونٹی نے اتنے بڑے لشکر کا خطرہ محسوس کر کے دوسری چیونٹیوں کو خبردار کر دیا کہ اے چیونٹیو! سلیمان علیہ السلام کا لشکر آ رہا ہے تم سب اپنے بلبوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم سب اس کے لشکر یوں کے پاؤں سے کچلی جاؤ اور انہیں خبر تک نہ لگے، یعنی سلیمان علیہ السلام کی عظمت و فضیلت کے باوجود چیونٹی بھی جانتی تھی کہ سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہیں ہیں، چیونٹی جیسی حقیر مخلوق کی

① الانبیاء: ۸۱

② سبأ: ۱۴

③ ص: ۳۶

④ تفسیر ابن کثیر ۶/۱۸۳

گفتگوں اور سمجھ کر سلیمان علیہ السلام مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور رب کی بخشش کی ہوئی نعمتوں پر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنا بڑا احسان کیا ہوا ہے، ان کے دل میں شکر گزاری کا شدید احساس ہوا اور وہ رب کریم کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری سے دعا کرنے لگے۔ اے میرے رب! جو عظیم الشان قوتیں اور صلاحیتیں تو نے مجھے عنایت کی ہیں وہ ایسی ہیں کہ اگر میں ذرا سی غفلت میں بھی مبتلا ہو جاؤں تو حد بندگی سے خارج ہو کر اپنی کبریائی کے خبط میں نہ معلوم کہاں سے کہاں نکل جاؤں اس لئے اے میرے پروردگار! اتنی ساری نعمتیں بخش کر جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اس پر مجھے قابو میں رکھنا کہ میں حد سے باہر نہ نکل جاؤں اور شکر نعمت پر قائم رہنے کے بجائے کفران نعمت کرنے لگوں اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ایسے اعمال کروں جو تجھے پسند آئیں اور تو مجھ سے راضی ہو جائے، اور اے میرے رب! آخرت میں مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک و صالح بندوں کے ساتھ جنت میں داخل فرمانا۔

قانون الہی ہے کہ جو لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی نعمتوں میں برکت عطا فرماتا ہے، جیسے فرمایا

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿۴۰﴾ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اور یاد رکھو تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلَهُ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَّعَمَدَنِي اللَّهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا سیدھے اور حق کے قریب رہو اور یہ بات جان لو کہ کوئی بھی شخص صرف اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں بھی اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت مجھے اپنے دامن میں نہیں ڈھانک لے گی۔ ﴿۴۲﴾

عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ النَّاجِيِّ، قَالَ: خَرَجَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَسْتَسْقِي، فَإِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ مُسْتَلْقِيَةٍ عَلَى ظَهْرِهَا، زَافِعَةٌ قَوَائِمُهَا إِلَى السَّمَاءِ، وَهِيَ تَقُولُ: اللَّهُمَّ، إِنَّا خَلَقْنَا مِنْ خَلْقِكَ، وَلَا غِنَى بِنَا عَنْ سُقْيَاكَ، وَإِلَّا تَسْقِنَا مُهْلِكُنَا فَقَالَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ازْجِعُوا فَقَدْ سُقِيتُمْ بِدَعْوَةِ غَيْرِكُمْ

سیدنا ابو بکر صدیق سے مروی ہے ایک مرتبہ سلیمان علیہ السلام استسقاء کے لئے نکلے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی الٹی لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دعا کر رہی ہے اے اللہ! ہم بھی تیری مخلوق ہیں، پانی پر سننے کی محتاجی ہمیں بھی ہے اگر پانی نہ برساتو ہم ہلاک ہو جائیں گی، چیونٹی کی دعائے سلیمان علیہ السلام نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ واپس لوٹ چلو کسی اور نبی کی دعا سے تم پانی پلائے جاؤ گے۔ ﴿۴۳﴾

﴿۱﴾ ابراہیم

﴿۲﴾ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب القصد والمداومة على العمل ۶۴۶، صحیح مسلم کتاب باب لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى ۱۴۲

﴿۳﴾ تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۰۳

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأُخْرِقَ بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ: فِهَلَا نَمْلَةٌ وَاحِدَةٌ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمانہ ماضی میں ایک نبی ایک درخت کے نیچے سے گزرے ان کو ایک چوٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے اس کے چھتے کے متعلق حکم دیا تو وہ درخت کے نیچے سے نکلا گیا پھر اس کے گھر کی بابت حکم دیا تو اسے آگ میں جلادیا گیا انہوں نے چوٹیوں کے سوراخ میں آگ لگانے کا حکم دے دیا اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ اے پیغمبر! محض ایک چوٹی کے کاٹنے پر تو نے ایک گروہ کے گروہ کو جو ہمارا تبلیغ خواں تھا ہلاک کر دیا تجھے بدلہ لینا تھا تو اسی سے لیتے۔^①

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ ۗ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝

آپ نے پرندوں کا جائزہ لیا اور فرمانے لگے یہ کیا بات ہے کہ میں ہدھد کو نہیں دیکھتا؟ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے؟

لَا عُدْبَةَ عَدَا بَأْسًا شَدِيدًا أَوْ لَا أَذْبَحْتَهُ أَوْ لِيَأْتِنِي بِسُلْطِنٍ مُبِينٍ ۝ فَبَكَتْ عَيْرٌ بَعِيدٌ

یقیناً میں اسے سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا یا میرے سامنے کوئی صریح دلیل بیان کرے، کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی

فَقَالَ أَحَطُّ بِمَا لَمْ تَحِطْ بِهِ وَ جُنْتُكَ مِنْ سَبِيلِ بَنِي يَاقِينَ ۝

کہ آکر اس نے کہا میں ایک ایسی چیز کی خبر لایا ہوں کہ تجھے اس کی خبر ہی نہیں، میں سبکی ایک سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں،

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَ أَوْتَيْتُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ لَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝

میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کر رہی ہے جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیا ہے اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا

وَجَدْتُهُمْ وَ قَوْمَهُمْ يَسْجُدُونَ لِلشَّيْطَانِ مِنَ دُونِ اللَّهِ وَ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْبَالَهُمْ

ہے، میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے

فَصَدَّاهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ إِلَّا يَسْجُدُ لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ

دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے پس وہ ہدایت پر نہیں آتے کہ اسی اللہ کے لیے سجدے کریں جو آسمانوں اور زمینوں کی

فِي السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَ مَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے، اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہ سب کچھ جانتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،

① صحیح بخاری بدء الخلق باب خمس من الدواب فواسيق، يقتل في الحرم ۳۳۹، صحیح مسلم کتاب السلام باب النہی عن قتل النمل ۵۸۳۹، سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی قتل الذر ۵۲۶۵، مسند احمد ۸۱۳۰، السنن الکبریٰ للنسائی ۸۵۶۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۰۰۶۹، مسند ابی یعلیٰ ۶۰۶۳، شرح السنة للبعوی ۳۲۶۸

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۳۰﴾ (انمل ۲۰-۲۶)

وہی عظمت والے عرش کا مالک ہے۔

ایک اور موقع پر سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو اپنے دربار میں پیش ہونے کا حکم دیا سب پرندے حاضر ہو گئے آپ علیہ السلام نے ان کا جائزہ فرمایا تو ان پرندوں میں ہد ہد پرندے کو غائب پایا آپ نے فرمایا کیا ہد ہد غیر حاضر ہے یا موجود تو ہے اور مجھے نظر نہیں آرہا ہے اگر وہ کہیں غائب ہو گیا ہے اور میرے فرمان کے مطابق حاضر نہیں ہو تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح ہی کر ڈالوں گا یا پھر میرے سامنے اپنی غیر حاضری کی کوئی صاف، واضح معقول دلیل بیان کرے،

قَالَ مُجَاهِدٌ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَغَيْرُهُمَا، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ: كَانَ الْهَدُّهُدُ مُهْنِدَسًا يَدُلُّ سُلَيْمَانَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، عَلَى الْمَاءِ، إِذَا كَانَ بِأَرْضِ فَلَاةٍ طَلَبَهُ فَتَنْظَرُ لَهُ الْمَاءُ فِي تَحْوِمِ الْأَرْضِ، كَمَا يَرَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ الظَّاهِرَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ، وَيَعْرِفُكُمْ مَسَاحَةً بَعْدَهُ مِنْ وَجْهِ الْأَرْضِ، فَإِذَا ذَلَّهِمْ عَلَيْهِ أَمَرَ سُلَيْمَانَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، الْجَانَّ فَحَفَرُوا لَهُ ذَلِكَ الْمَكَانَ، حَتَّى يَسْتَنْبِطَ الْمَاءَ مِنْ قَرَارِهِ

مجاہد رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ وغیرہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر ائمہ تفسیر سے روایت کیا ہے کہ یہ ہد ہد انجینئر تھا سلیمان علیہ السلام جب جنگلوں اور صحراؤں میں ہوتے تو یہ پانی کی نشاندہی کرتا تھا یہ زمین کہ گہرائیوں میں پانی کو اسی طرح دیکھ لیا کرتا تھا جیسے انسان زمین کے باہر کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور ہد ہد یہ بھی بتا دیا کرتا تھا کہ پانی زمین کے اندر کتنی گہرائی میں ہے، جب یہ نشان دہی کر دیتا تو سلیمان علیہ السلام جنوں کو حکم دیتے کہ وہ زمین کھودیں اور اس طرح ان کے کھودنے سے پانی نکل آتا تھا۔^①

کچھ ہی دیر میں مواحد ہد ہد جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مکمل احساس و شعور رکھتا تھا ان کے حضور پیش ہو گیا اور کہا ہے سلیمان! علیہ السلام میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جو آپ کے علم میں ہی نہیں ہے (وہ سلیمان علیہ السلام کو عالم غیب نہیں جانتا تھا) میں ایک ملک جس کا نام سبائے (سبائی عرب متصل عراق کی مشہور تجارت پیشہ قوم تھی جس کا دار الحکومت مارب تھا جس میں چار قدیم حکمران عورتوں کے نام ملتے ہیں) کے مطابق میں سچی اور یقینی اطلاع لے کر حاضر ہوا ہوں (ہد ہد کے لئے یہ امر باعث تعجب تھا کہ) اس قوم پر ایک عورت حکمرانی کرتی ہے،

عَنِ الْحُسَيْنِ، وَهِيَ بَلْقَيْسُ بِنْتُ شَرَا حِيلَ مَلِكَةُ سَبَأَ

حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس عورت سے مراد بلقیس بنت شراحیل ہے جو سبائی ملکہ تھی۔^②

اللہ تعالیٰ نے اسے طبعی زندگی کی ہر طرح کی نعمت سے نوازا رکھا ہے، اس کے علاوہ اس کا ایک بڑا عظیم الشان تخت بھی ہے (کہا جاتا ہے کہ اس تخت کا طول ۸۰ ہاتھ عرض ۴۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰ ہاتھ تھی، جس میں موتی، سرخ یا قوت اور سبز زرد جڑے ہوئے تھے) جس پر بیٹھ کر وہ امور سلطنت سرانجام دیتی ہے، مواحد ہد ہد نے بڑی حیرت و استعجاب کے انداز میں کہا کہ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ جو کائنات

① تفسیر ابن کثیر ۶/۱۸۳

② تفسیر ابن ابی حاتم ۹/۲۸۶

کا خالق و مالک ہے جو اپنے خزانوں سے جس کو جتنا چاہے نوازتا ہے، جس رب نے اس قوم کو طبعی زندگی کی ہر نعمت مہیا کر رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ خوش حالی کی زندگی گزار رہے ہیں مگر وہ گمراہ قوم اپنے رب کی نعمتوں اور رحمتوں کو بھول کر شیطان کے پیچھے لگی ہوئی ہے، رب کو سجدہ کرنے کے بجائے اس کی مخلوق اور نشانی سورج کو پوجتی اور اسے سجدہ کرتی ہے (سبا کے متعدد دیوی دیوتاؤں میں سے ایک شمس دیوتا بھی تھا جس کی تمام جنوبی عرب میں پرستش کی جاتی تھی، اہل سبا کا ایک کتبہ ملا جو کبھی کسی معابد پر نصب کیا گیا ہو گا جس پر لکھا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ هَذَا مَابْنَاهُ شَمْرِيرُ بْنُ يَسْدَةَ الشَّمْسِ

ترجمہ: شمریر عیش نے سورج دہی کے لئے یہ بنایا۔

(یونانی مورخ پلینی ۹ء کے مطابق سبشہر میں سورج دیوتا کی پرستش کے لئے ساٹھ ہیکل تھے) اس طرح وہ قوم شرک و کفر کی اندھیری راہوں میں بھٹک رہی ہے اور انہیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کریں جو تمام جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے اور سجدے کا مستحق ہے، اس کو ہی اپنی حاجات و ضروریات کے لئے پکاریں جو حاجات پوری کرنے کی قدرت و طاقت رکھتا ہے اور اس پر ہی بھروسہ کریں وہ اللہ جو عظمت والے عرش عظیم کا مالک ہے جس پر وہ اپنی شان کبرائی کے مطابق مستوی ہے جو آسمانوں اور زمین کی تمام ظاہر و پوشیدہ چیزوں کو یعنی آسمان سے بارش برساتا اور زمین سے اس کی مخفی چیزیں نباتات، معدنیات اور دیگر زمینی خزانے باہر نکالتا ہے اور وہ سب کچھ بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو، جیسے فرمایا

أَوْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ: اور کیا یہ جانتے نہیں ہیں کہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اللہ کو سب باتوں کی خبر ہے۔

... وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿۴۸﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔

... يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَجَهْرَهُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ﴿۴۹﴾

ترجمہ: وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتا ہے اور تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔

سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ أَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ، اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لیے سب یکساں ہیں۔

شیطان نے انہیں حسب طریقہ ان کے اعمال بد بڑے خوبصورت و مزین کر کے دکھائے ہوئے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ صراط

﴿۱﴾ البقرة ۷۷

﴿۲﴾ المائدة ۹۹

﴿۳﴾ الانعام ۳

﴿۴﴾ الرعد ۱۰

مستقیم پر چلنے سے روک دیئے گئے ہیں اور رب کے سیدھے راستہ کو ڈوہند نہیں پارہے ہیں،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ، وَالنَّمْلَةِ، وَالنَّحْلَةِ، وَالْهُدْهُدِ،
وَالصَّوْرِدِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار جانوروں کو قتل نہ کرو چوہوٹی، شہد کی مکھی، ہدھد اور صرد یعنی لٹورا۔^(۱)

قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ۚ اِذْهَبْ بِكِتٰبِي هٰذَا فَاَلْقَهُ اِلَيْهِمْ

سیمان نے کہا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے، میرے اس خط کو لے جا کر انہیں دے دے

ثُمَّ تَوَلَّى عَنْهُمْ فَاَنْظُرْ مَا ذَا يَرْجِعُونَ ۙ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوٓآ اِئْتِنِي اِلٰى

پھر ان کے پاس سے ہٹ آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں، وہ کہنے لگی اے سردارو! میری طرف ایک باوقعت

كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۙ اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ

خط ڈالا گیا ہے جو سلیمان کی طرف سے ہے اور جو بخشش کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع ہے یہ

اَلَّا تَعْلَمُوٓا عَلٰى وَاَنْتُوٓنِ مُسْلِمِيْنَ ۙ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوٓا اِفْتُوْنِي فِىْ اَمْرِىْ ۚ

کہ تم میرے سامنے سرکش نہ کرو اور مسلمان بن کر میرے پاس آ جاؤ، اس نے کہا اے میرے سردارو! تم میرے اس معاملہ میں

مَا كُنْتُ قٰطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوٓنَ ۙ قَالُوٓا نَحْنُ

مجھے مشورہ دو میں کسی امر کا قطعی فیصلہ جب تک تمہاری موجودگی اور رائے نہ ہونہیں کرتی، ان سب نے جواب دیا کہ ہم

اَوْلُوٓا قُوَّةً وَّاَوْلُوٓا بَاۡسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّاَلَا اَمْرٌ اِلَيْكَ فَاَنْظُرْنِي

طاقت اور قوت والے سخت لڑنے بھڑنے والے ہیں، آگے آپ کو اختیار ہے آپ خود ہی سوچ لیجئے کہ ہمیں آپ کیا کچھ

مَا ذَا تَأْمُرِيْنَ ۙ قَالَتْ اِنَّ الْمَلُوٓكَ اِذَا دَخَلُوٓا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوٓا اَعْزَةً

حکم فرماتی ہیں، اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں گھتے ہیں تو اسے اجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو

اَهْلَهَا اِذْلَةً ۙ وَ كٰذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۙ وَاِِنِّىْ مُرْسَلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ

ذلیل کر دیتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے، میں انہیں ایک ہدیہ بھیجنے والی ہوں

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب الصيد باب ما یمنی، عن قتیبہ ۳۲۲۳، سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی قتل الذرۃ ۵۶۷۰،

مسند احمد ۳۰۶۶، سنن دارمی ۲۰۴۲، مصنف عبد الرزاق ۸۱۵

فَاطِرًا بِسْمِ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۵۳﴾ (انمل ۳۵۳)

پھر دیکھ لوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹے ہیں۔

سلیمان علیہ السلام ایک مشرک قوم کی روند اسن کر کہاں خاموش رہ سکتے تھے، وہ تو اسلام کی تبلیغ، وعظ و نصیحت، دعوت حق اور اسلام کے نفاذ اور بدبہ کے لئے جہاد فی سبیل اللہ میں بڑے پر جوش تھے، سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد کی تمام روند اسن کر تحقیق شروع کر دی کہنے لگے ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ اگر واقعی ہی سچا ہے تو قابل معافی ہے اور اگر اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹ بول رہا ہے تو قابل سزا ہے، اس لئے فوراً اسی وقت خط لکھ کر ہد ہد کے حوالہ کر دیا اور حکم دیا کہ میرا یہ نامہ لے جا کر ان لوگوں کی فرماز و الملکہ کی طرف ڈال دے اور فوری واپس نہیں آ جانا بلکہ ایک جانب ہٹ کر چھپ جانا اور دیکھنا کہ میرے بھیجے ہوئے فرمان پر ان کا کیا رد عمل ہوتا ہے اور وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں اور کن عزائم کا اظہار کرتے ہیں، مواحد ہد ہد نے حکم کے مطابق سلیمان علیہ السلام کا خط لے جا کر سورج کی پجاری ملکہ کے پاس (جس کا اصل مرکز حکومت جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مغرب میں یمن کا مغربی علاقہ تھا لیکن رفتہ رفتہ اس کا دائرہ مشرق میں حضرموت تک وسیع ہو گیا یہاں تک کہ ان کی حکومت حبشہ تک پھیل گئی تھی، آثار قدیمہ یمن کے موجودہ دار حکومت صنعاء کے شمال مشرق میں ۱۷۵ کلومیٹر کے فاصلے پر مملکت سبائے کے آثار پائے جاتے ہیں) جبکہ وہ خلوت میں تھی اس کی گود میں سچینک دیا، ملکہ نے اس عجیب و غریب طور پر آئے ہوئے خط کو جلدی سے مہر توڑ کر پڑھا اور نفس مضمون سے واقف ہو کر حکومت کے سب امراء، رؤساء و وزراء اور سرداروں کو دربار میں بلایا اور اونچی آواز میں کہنے لگی کہ میری طرف ایک بہت اہم اور معزز خط پھینکا گیا ہے جو سلیمان علیہ السلام کی طرف سے لکھا گیا ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی بخشش کرنے والے اور مہربان اللہ کے نام سے شروع ہوا ہے (سب سے پہلے سلیمان علیہ السلام نے خط پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی) اس خط میں ہمیں بے چوں و چراں تمام معبوءوں کو چھوڑ کر قبول اسلام کی دعوت دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ہم سلیمان علیہ السلام کے مقابلے میں سرکشی، غرور و تکبر اور فوجی قوت کی برتری کا اظہار کرنے کے بجائے مسلمان بن کر فرمانبرداری کرتے ہوئے ان کے دربار میں حاضر ہوں، خط کا نفس مضمون سنا کر ملکہ بولی اے سرداران قوم! اس مسئلہ پر مجھے اپنا مشورہ دو کیونکہ میں اپنا کوئی بھی قطعی فیصلہ تمہاری موجودگی اور مشاورت کے بغیر نہیں کرتی، سرداروں نے متفقہ جواب دیا اے ملکہ! ہم نہایت تجربہ کار اور پامردی سے لڑنے والے جنگجو ہیں، ہمیں اپنی قوت پر اعتماد ہے اور اسلحہ کی بھی ہمارے پاس کوئی کمی نہیں ہے، ہم میدان جنگ میں دشمن کے دانت کھٹے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ارد گرد کے لوگ بھی مانتے اور جانتے ہیں کہ ہماری طاقت مسلم ہے، ہم اپنے دین و دھرم اور سلطنت کی آزادی و وسعت کے لئے جان کی بازی لگانے کو تیار ہیں اس لئے ہمیں سلیمان علیہ السلام کے آگے جھکنے اور دینے کی کوئی حاجت نہیں ہے، اب حکومت آپ کے ہاتھوں میں ہے اور ان حالات میں اس امر کا فیصلہ بھی آپ نے ہی کرنا ہے کہ اس وقت کیا کرنا چاہیے ہم تو آپ کے تابع فرمان ہیں آپ جو بھی حکم دیں گی ہم اسے بجالائیں گے، اس طرح سب سرداروں نے لڑائی اور مقابلے کی رغبت دلائی تھی، یہودیوں میں اس ملکہ کا نام بلقیس مشہور تھا جو بعد میں مسلمانوں میں بھی رائج ہو گیا، یہ دانا ملکہ کس خاندان سے تھی اور سلیمان علیہ السلام کی طرف کس طرف سے گئی تھی اس بارے میں کئی رائیں ہیں، توراہ کے مطابق وہ کس سبائے کے خاندان سے تھی اور قبیلہ کا لقب عبد شمس تھا، بعض اہل تاریخ ملکہ سب کو حمیر کے بادشاہ شرجیل کی بیٹی لکھتے ہیں حالانکہ بادشاہ شرجیل اور سلیمان علیہ السلام میں ڈیڑھ ہزار برس کی دوری ہے، تزگوم کے مطابق اس کا ملک فلسطین کے مشرق میں ہے (جوئش انسائیکلو پیڈیا مضمون سبائے) انجیل کے مطابق وہ فلسطین کے جنوب سے آئی

تھی (متی ۱۲:۲۲ - لوقا ۱۱:۱۵) یو سیفوس اسرائیلی تاریخ کے مطابق وہ مصر و حبشہ کی شہزادی تھی (ذکر سلیمان جلد اول) اہل حبش اس کو حبشی کہتے ہیں (جو کوش انسانیکیو پیڈیا مضمون سب) یو سیفوس، ترگام اور انجیل کے مطابق کہ وہ مصر کی شہزادی تھی متفقاً غلط ہے، اصل میں وہ جنوبی عرب میں یمن کی ملکہ تھی جو بڑی ہوشیار، سمجھ دار اور عاقبت اندیش تھی، ایک پرندے کے پاس سے خط پا کر وہ بہت کچھ سمجھ گئی تھی کہ سلیمان ﷺ جو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں کے مقابلے میں لاؤ لشکر اور مقابلے کی قوت کوئی حقیقت نہیں رکھتا ہے، اس لئے اس نے اپنے فرمانبردار وزیروں اور مشیروں سے کہا بیشک تم لوگوں نے صحیح کہا ہے کہ ہم طاقتور اور جنگجو قوم ہیں مگر ہمیں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہمیں پہلے سلیمان ﷺ کی فوجی طاقت و قوت کا اندازہ لگانا چاہیے اور پھر فیصلہ کرنا چاہیے کہ آیا ہم اس سے جنگ کریں یا اطاعت قبول کر لیں، میں ایک ترکیب کرتی ہوں کہ قاصدوں کو کچھ بیش بہا، قیمتی، نفیس تحائف دے کر اس بادشاہ کی طرف جس کی پرندے بھی تابع داری کرتے ہیں روانہ کرتی ہوں ان تحائف کے بہانے سے قاصد خفیہ طور پر اس بادشاہ کی شان و شوکت، فوجی و عسکری قوت، ان کی تعداد اور اسلحہ وغیرہ کا اندازہ لگا کر واپس آئیں گے اور ہمیں یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ آخر وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں، ان قاصدوں کی لائی ہوئی اطلاع کے مطابق ہی ہم کوئی اقدام کریں گے اگر واقعی ہی وہ ایسی ہی فوجی قوت اور شان و شوکت کا مالک ہے جو اس نے ظاہر کی ہے تو اس سے جنگ کرنا نہایت مضر ہوگا جس سے ہمیں سوائے ہماری بربادی کے سو کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ بادشاہوں کا وطیرہ ہے کہ جب وہ کسی ملک کو فتح کرتے ہیں تو اسے تہس نہس اور اجاڑ کر کے رکھ دیتے ہیں اور وہاں کے صاحب حیثیت اور ذی عزت لوگوں کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں، کہیں ایسا ہی ہمارے ساتھ نہ ہو جائے بہت ممکن ہے کہ وہ ان تحائف کو قبول کر لیں اور انہیں ہم پر چڑھائی کرنے کی نوبت ہی نہ پڑے (اس طرح ملکہ نے معاملات کو پر امن طور پر حل کرنے کا عزم کیا) اگر وہ ایسا کریں گے تو پھر وہ صرف ایک بادشاہ ہے اور مقابلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، ہد ہدیہ ساری کاروائی بیٹھا سکون سے سنتا رہا پھر وہاں سے اڑ کر واپس سلیمان ﷺ کے پاس آیا اور ملکہ کے دربار کی ساری کاروائی اور ملکہ کے خفیہ ارادوں کی مکمل اطلاع دی کہ اس کے کیا عزم ہیں اور کن مقاصد کے حصول کے لئے وہ اپنے قاصد روانہ کر رہی ہے۔

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتَيْتُكُمْ بِمِثْلِ مَا آتَيْتُمْنِي فَتَنَى اللَّهُ خَيْرٌ

پس جب قاصد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کیا تم مال سے مجھے مدد دینا چاہتے ہو؟

مِمَّا آتَيْتُكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ بِمَهْدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿۳۶﴾

مجھے تو میرے رب نے اس سے بہت بہتر دے رکھا ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے پس تم ہی اپنے تحفے سے خوش رہو،

أَرْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَّا قَبْلَ لَهُمْ بِهَا وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ

جان کی طرف واپس لوٹ جا، ہم ان (کے مقابلہ) پر وہ لشکر لائیں گے جن کے سامنے پڑنے کی ان میں طاقت نہیں

مِنْهَا أَذِلَّةٌ وَ هُمْ صٰخِرُونَ ﴿۳۷﴾ (انمل ۳۶-۳۷)

اور ہم انہیں ذلیل و پست کر کے وہاں سے نکال باہر کریں گے۔

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿۳۸﴾

آپ نے فرمایا اے سردارو! تم میں سے کوئی ہے جو ان کے مسلمان ہو کر پہنچنے سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لادے،

قَالَ عِفْرِيْتُ مِّنَ الْجَحِيْنَ اَنَا اَتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ؕ

ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں اس سے پہلے ہی پہلے میں اسے آپ کے پاس لادیتا ہوں،

وَ اِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا اَتِيكَ بِهِ

یقین مانتے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار، جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پلک جھپکائیں

قَبْلَ أَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۗ فَلَمَّا رَاَهُ مُسْتَقَرًّا عِنْدَهُ قَالَ هٰذَا

اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں، جب آپ نے اسے اپنے پاس موجود پایا تو فرمانے لگے یہی

مِن فَضْلِ رَبِّيَ لَبَّبُوْنِيْ ؕ اَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۗ وَ مَن شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

میرے رب کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا ناشکری، شکر گزار اپنے ہی نفع کے لیے شکر گزاری

لِنَفْسِهٖ ۗ وَ مَن كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ (انمل ۳۸ تا ۴۰)

کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار (بے پروا اور بزرگ) غنی اور کریم ہے۔

وَقَالَ السُّدِّيُّ، وَعَنْهُ: كَانَ يَجْلِسُ لِلنَّاسِ لِلْقَضَاءِ وَالْحُكُومَاتِ وَاللِّطْعَامِ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ إِلَى أَنْ تَرَوُلَ الشَّمْسُ
سُدی اور دیگر ائمہ نے لکھا ہے سلیمان علیہ السلام عوام الناس کے مقدمات کے فیصلے فرمانے، امور حکومت چلانے اور خوراک وغیرہ کے لیے صبح
سے نصف النہار تک لوگوں کے لیے دربار منعقد فرماتے تھے۔^(۱)

دل ہی دل میں ملکہ کا تخت منگوانے کا فیصلہ کر کے جب وہ اپنے تخت شاہی پر بیٹھ گئے تو فرمایا اے اہل دربار! اس سے قبل کہ اہل سب اسلام
لا کر اور میرے مطیع فرمان بن کر میرے دربار میں آئیں میں چاہتا ہوں کہ اس ملکہ کا تخت شاہی اس کے یہاں پہنچنے سے قبل یہاں لایا جائے،
وقت نہایت کم ہے تم میں سے کون اس کا تخت شاہی میرے پاس لا کر حاضر کرتا ہے، سلیمان علیہ السلام کی فرمائش سن کر ایک قوی ہیکل جن نے
کہا (وہ یقیناً ایک قوی ہیکل جن ہی تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مقابلے میں غیر معمولی قوتوں سے نوازا ہے کیونکہ کسی انسان کے لئے
چاہے وہ کتنا ہی زور آور ہو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ بیت المقدس سے مآب یمن (سبا) جائے اور پھر وہاں سے تخت شاہی اٹھالائے اور ڈیڑھ
ہزار میل کا یہ فاصلہ جسے دو طرفہ شمار کیا جائے تو تین ہزار میل بنتا ہے تین چار گھنٹوں میں طے کر لے، ایک طاقت ور سے طاقت ور انسان بھی
اول تو اتنے بڑے تخت کو اٹھایا ہی نہیں سکتا اور اگر وہ مختلف لوگوں یا چیزوں کا سہارا لے کر اٹھوا بھی لے تو اتنی قلیل مدت میں اتنا سفر کیوں

کر ممکن ہے) میں اس سے قبل کہ آپ دربارِ برخواست کریں (یعنی نصفِ نہارتک) میں وہ تخت آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا اللہ نے مجھے اس کام کی طاقت و قوت دے رکھی ہے اور ساتھ ہی میں امانت دار بھی ہوں اور میں اس بات کی بھی ضمانت دیتا ہوں کہ اس تخت میں لگے سونا چاندی، ہیرے جو اہرات میں کوئی ہیہ لپھیری بھی نہیں کروں گا اور بطور امانت آپ کے سپرد کر دوں گا، سلیمان علیہ السلام نے فرمایا مگر میں اس سے بھی پہلے چاہتا ہوں، آپ علیہ السلام کے دربار میں ایک ایسا شخص بھی موجود تھا جس کے پاس کتاب الہی کا علم تھا،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ: أَحِصَفٌ كَاتِبٌ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ سلیمان علیہ السلام کا کاتب آصف تھا۔^(۱)

وَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ: أَنَّهٗ أَحِصَفُ بْنُ بَرْخِيَاءَ، وَكَانَ صَدِيقًا يَغْلُمُ الْإِسْمَ الْأَعْظَمَ

محمد بن اسحاق نے بھی یزید بن رومان سے روایت کیا ہے کہ یہ آصف بن برخیا تھا جو ایک سچا شخص تھا اور اسمِ اعظم جانتا تھا۔^(۲)

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: مُؤْمِنٌ الْإِنْسِ وَأِسْمُهُ أَحِصَفٌ

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ انسانوں میں سے ایک مؤمن تھا اور اس کا نام آصف تھا۔^(۳)

سلیمان علیہ السلام کے اس جلدی کے تقاضے کو سن کر بولا اے سلیمان علیہ السلام میں اس تخت کو آپ کے سکون سے پلک جھپکنے سے پیشتر آپ کی خدمت میں حاضر کر دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے کرامت اور اعجاز کے طور پر اس وزیر میں یہ قدرت عطا کر دی اور سلیمان علیہ السلام نے دوسری طرف مڑ کر جو دیکھا تو وہاں ملکہ کے ہیرے جو اہرات سے جگمگ جگمگ کرتے خوبصورت عالی شان تخت کو موجود پایا جو نبی سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے رو پر پایا وہ بے اختیار پکار اٹھے یہ صرف میرے رب کا فضل ہے کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزار کی راہوں یا میں ناشکری کی راہ اختیار کرتا ہوں، جو رب کا شکر بجلائے گا اور نیک عمل کرے گا وہ اپنا ہی فائدہ کرے گا اور جو ناشکری کی اور برائی کی راہ پر چلے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، اللہ تعالیٰ بندوں کی بندگی سے بے نیاز ہے اور خود بندوں سے بھی اس کی عظمت کسی کی محتاج نہیں، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا... (۴)

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسِهِمْ يَهْتَدُونَ (۵)

ترجمہ: جس نے کفر کیا ہے اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جن لوگوں نے نیک عمل کیا ہے وہ اپنے ہی لیے فلاح کا راستہ صاف کر رہے ہیں۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۲۸۸۵/۹

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۲۸۸۵/۹

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۲۸۸۶/۹

(۴) حم السجدة ۴۶

(۵) الروم ۴۴

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرًا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۵﴾

ترجمہ: اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم کفر کرو اور زمین کے سارے رہنے والے بھی کافر ہو جائیں تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔
 عَنْ أَبِي دَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَمْتُ الظُّلْمَ عَلَىٰ نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ صَالٍ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَمْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعَمُونِي أُطْعَمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ،
 اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔

يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا صَرِيَّ فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَىٰ أُنْفَىٰ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَىٰ أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْخَيْطُ إِذَا أُذْجِلَ الْبُحْرُ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوقِفْكُمْ عَلَيْهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

اے میرے بندو! تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو! اگر تم سب اولین و آخرین اور جن و انس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اور اگر سب اولین اور آخرین اور جن و انس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے، اے میرے بندو! اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن و انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہوگی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے، اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر

بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔^①

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٣٦﴾

حکم دیا کہ اس تخت میں کچھ پھیر بدل کر دو تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ راہ پالیتی ہے یا ان میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے،

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكَ ۗ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۗ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ

پھر جب وہ آگئی تو اس سے کہا (دریافت کیا) گیا کہ ایسا ہی تیرا (بھی) تخت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ گویا وہی ہے،

مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ

ہمیں اس سے پہلے ہی علم دیا گیا تھا اور ہم مسلمان تھے، اسے انہوں نے روک رکھا تھا جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی رہی تھی،

إِنَّمَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٣٨﴾ (النمل ۳۱ تا ۳۴)

یقیناً وہ کافر لوگوں میں تھی۔

اب سلیمان عليه السلام نے حکم فرمایا کہ فوری طور پر اس تخت کے رنگ و روپ اور وضع و ہیئت میں تبدیلی کر دو تا کہ ملکہ کی آزمائش کریں کہ وہ اپنا تخت پہچان لیتی ہے یا نہیں، پس تخت میں کچھ تغیر و تبدیلی کر دی گئی، جب ملکہ سبا اپنے سرداروں، فوجی دستوں اور بہت سے اونٹوں جن پر خوشبو کی چیزیں، بہت سا سونا اور بیش قیمت جو اہر لہے ہوئے تھے کے ہمراہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مآرب یمن سے بیت المقدس تک ڈیڑھ ہزار میل کا پر دشوار فاصلہ طے کر کے سلیمان عليه السلام کے پاس پہنچی، ملکہ نے سلیمان عليه السلام کو ایک سوئیس قطار سونا، قیمتی جواہرات اور بے نظیر خوشبوئیں نذر گزاریں (تاریخ ایام) تو انجان طرح سے تخت اس کے سامنے رکھ دیا گیا اور اس سے کہا گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہے، ملکہ اپنے تخت کو پہچان گئی مگر اس نے دانائی ظاہر کی اور صاف الفاظ میں تخت اپنا ہونے کا اقرار نہیں کیا بلکہ محتاط ہو کر بیچ کی بات کی اور بولی یہ تو گویا وہی ہے اور ہمیں تو پہلے ہی علم ہو گیا تھا کہ آپ واقعی نبی ہی ہیں اور ہم تابع فرمان ہو گئے تھے، کیونکہ دانالکہ کا تعلق ایک کافر قوم سے تھا جو باطل معبودوں کی پرستش کرتی تھی اس لئے وہ توحید کی حقیقت سے بے خبر رہی تھی، جس کی وجہ سے ان کے کفر نے انہیں توحید الہی اور اللہ کی عبادت سے روک رکھا تھا مگر جب دعوت کی حقیقت کھلی تو فوراً ایمان لے آئی۔

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۗ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً ۗ وَ كَشَفَتْ

اس سے کہا گیا کہ محل میں چلی چلو، جسے دیکھ کر یہ سمجھ کر کہ یہ حوض ہے اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں، فرمایا یہ توشیشے سے

عَنْ سَاقِيهَا ۗ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي

منڈھی ہوئی عمارت ہے، کہنے لگی میرے پروردگار! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اب میں

① صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷، شعب الایمان ۶۶۸۶، السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۵۰۳، شرح السنۃ للبعوی ۱۲۹۱

وَ اَسَلْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ (انمل ۴۴)

سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع اور فرماں بردار بنتی ہوں۔

سلیمان عَلَیْهِ السَّلَام نے اپنی نبوت کے اعجازی مظاہر دکھانے کے بعد مناسب سمجھا کہ ملکہ کو اپنی اس دنیاوی شان و شوکت کی بھی ایک چھوٹی سی جھلک دکھلا دی جائے جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں تاریخ انسانیت میں ممتاز کیا تھا چنانچہ ملکہ جو صاف و شفاف شیشے کا بنا ہوا محل دیکھ کر ہی حیرت زدہ تھی جس کا فرش بھی صاف و شفاف شیشے کا تھا جس کے نیچے پانی سے لبا لب حوض تھا اور آنے والا شیشے اور پانی کا امتیاز نہیں کر سکتا تھا بلکہ اسے یہی معلوم ہوتا تھا کہ نیچے پانی ہی پانی ہے، سلیمان عَلَیْهِ السَّلَام نے دور اندیش ملکہ کو اس شیشے کے محل میں داخل ہونے کو کہا، دانا ملکہ جب محل میں داخل ہونے لگی تو اسے بھی شیشے کا چکنا فرش پانی معلوم ہوا چنانچہ ملکہ نے اپنے کپڑوں کو پانی سے بچانے کے لئے اپنے کپڑے سمیٹ کر پانچے چڑھائے جس سے اس کی پنڈلیاں تنگی ہو گئیں، سلیمان عَلَیْهِ السَّلَام نے فرمایا آپ کو غلطی لگی یہ پانی نہیں بلکہ یہ توشیشے کا چکنا فرش ہے، دانا ملکہ سلیمان عَلَیْهِ السَّلَام کے دربار کے ٹھاٹھ باٹ، انکی رفعت و عظمت، شان و شوکت اور سلطنت آتے ہی دیکھ چکی تھی کہ جن وانس سب دربار میں موجود ہیں اور بیچ میں تخت سلیمانی ہے، ساتھ ہی آپ عَلَیْهِ السَّلَام کی سیرت و نیکی کو بھی پرکھ رہی تھی، سلیمان عَلَیْهِ السَّلَام نے جو دعوت حق دی اسے بھی بغور سنا اور اس کی حقانیت سے متاثر ہو چکی تھی اب جو یہ انوکھی چیز دیکھی تو اپنی کوتاہی اور غلطی کا احساس ہوا اور وہ کھسیانی ہو گئی چنانچہ فوراً رب کی طرف جھک گئی اور کہنے لگی، اے میرے رب! میں نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا اب میں سلیمان عَلَیْهِ السَّلَام کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لے آئی جو خالق، مالک، متصرف اور مختار کل ہے میں اسی کو ہی اپنا معبود برحق مانتی ہوں اور اپنے باطل معبودوں سے بیزار ہوں اور شرک و کفر سے توبہ کرتی ہوں اور حکومت سب کو سلیمان عَلَیْهِ السَّلَام کے زیر فرمان کر دیا۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيقُنْ

یقیناً ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو، پھر بھی وہ دو فریق بن کر آپس میں لڑنے

يَخْتَصِمُونَ ۝۵۰ قَالَ يَقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ

جھگڑنے لگے، آپ نے فرمایا اے میری قوم کے لوگو! تم نیکی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں کر مچا رہے ہو؟

لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝۵۱ قَالُوا اَطَّيْرِنَا بِكَ وَ بَيْنَ مَعَكَ ط

تم اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے، وہ کہنے لگے ہم تیری اور تیرے ساتھیوں کی بدشگونی لے رہے ہیں؟

قَالَ طَيْرِكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَفْتَنُونَ ۝۵۲ وَ كَانَ فِي الْمَدْيَنَةِ تَسْعَةٌ

آپ نے فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے ہاں ہے بلکہ تم فتنے میں پڑے ہوئے لوگ ہو، اس شہر میں نو سردار تھے

رَهْطٌ يُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُونَ ۝۵۳ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ

جو زمین میں فساد پھیلاتے رہتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے، انہوں نے آپس میں بڑی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ

لَنْبَيْتِنَا وَ أَهْلَهُ ثُمَّ لَنْقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ

رات ہی کو صالح اور اس کے گھر والوں پر ہم چھاپہ ماریں گے اور اس کے وارثوں سے صاف کہہ دیں گے کہ ہم اس کے

أَهْلِهِ وَ إِنَّا لَصٰدِقُونَ ﴿۵۶﴾ وَ مَكْرُوا مَكْرًا وَ مَكْرُنَا مَكْرًا وَ هُمْ

اہل کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں، انہوں نے مکر (خفیہ تدبیر) کیا اور ہم نے بھی، اور وہ اسے

لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۷﴾ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۚ اِنَّا دَمَرْنَاهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِينَ ﴿۵۸﴾

سمجھتے ہی نہ تھے، (اب) دیکھ لے ان کے مکر کا انجام کیسا کچھ ہوا؟ کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو غارت کر دیا،

فَتِلْكَ بَيُوتُهُمْ خَاوِيَةً ۚ بِمَا ظَلَمُوا ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵۹﴾

یہ ہیں ان کے مکانات جو ان کے ظلم کی وجہ سے اجڑے پڑے ہیں، جو لوگ علم رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے،

وَ اَنْجَبْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۰﴾ (انمل ۴۵ تا ۵۳)

ہم نے ان کو جو ایمان لائے تھے اور پرہیزگار تھے بال بال بچا لیا۔

صالح عليه السلام کو ہم نے ان کی قوم ثمود کی طرف دعوت توحید دینے کے لئے بھیجا انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی کرو جو تمہارا خالق و مالک ہے، جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق عطا فرماتا ہے، جو تمہاری پکار کو سنتا اور تمہاری حاجات کو پورا کرتا ہے، جس کے ہاتھ میں ہر طرح کی طاقت اور اختیار ہے، صالح عليه السلام کی دعوت پر ان کی قوم کے چند کمزور حیثیت مگر سلیم الفطرت لوگ ایمان لے آئے مگر قوم کی اکثریت سرکشی پر ہی تلے رہی، اس طرح ہمیشہ کی طرح اہل حق اور کفر و شرک کے پیروکاروں میں محاذ آرائی شروع ہو گئی، جیسے فرمایا

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِيْنَ اسْتَضَعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنْ ضَلِحَ اَمْرُ سَلِّ مِّنْ رَبِّهِ ۗ قَالُوْا اِنَّا بِمَا اُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا بِالَّذِيْ اٰمَنْتُمْ بِهِ كٰفِرُوْنَ ﴿۶۲﴾

ترجمہ: اس کی قوم میں سے جو سردار اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے تھے انہوں نے ان لوگوں سے جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے جو ان میں سے ایمان لائے تھے کہا کہ کیا واقعی تم یہ جانتے ہو کہ صالح عليه السلام اپنے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جس کو لے کر وہ بھیجے گئے ہیں، ان متکبرین نے کہا جس چیز پر تم ایمان لائے ہو اس کے ہم کافر ہیں۔

صالح عليه السلام شرک میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو خلوص و ہمدردی سے رب کی نشانیوں پر دلیل پر دلیل دیتے تاکہ قوم کے لوگ ایمان لے آسکیں اور اپنی گزشتہ بد اعمالیوں پر رب سے گڑگڑا کر معافی چاہیں اور آئندہ زندگی میں عمل صالح اختیار کریں، مگر شومی قسمت وہ لوگ جہنم میں داخل ہونے کے لئے شیر بن کر رہے، اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق بڑے عذاب سے بیشتر آخری موقعہ کے لئے چھوٹے چھوٹے جھٹکے دیتا ہے

تاکہ لوگ کسی طرح ڈر جائیں اور اس کے حضور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کر کے عذابِ جہنم سے بچ جائیں مگر قوم کے لوگ نصیحت حاصل کرنے کے بجائے صالح عَلَيْهِ السَّلَامُ کو ہی مودا الزام ٹھیراتے، انہیں بدشگونی کا نشان کہتے کہ آپ اور آپ کے پیروکاروں کی نحوست کی وجہ سے ہم ان مصائب و مشکلات کا شکار ہیں، جیسے فرمایا

... وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلُّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ... ﴿۵۴﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچتا تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچتا تو کہتے کہ اے نبی! یہ آپ کی بدولت ہے، کہو سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِن لَّمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۹﴾ قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ إِنَّ دُكْرَكُمْ بِلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشْرِكُونَ ﴿۲۰﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: بستی والے کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تم بڑی دردناک سزا پاؤ گے، رسولوں نے جواب دیا تمہاری فال بد تو تمہارے اپنے ساتھ لگی ہوئی ہے، کیا یہ باتیں تم اس لیے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی؟ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔

قوم فرعون بھی موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے بارے میں یہی کہتی تھی

فَإِذَا جَاءَتْهُمْ الْحَسَنَةُ قَالُوا النَّاهِيهَا وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّتَّخِرُوا آمُوسَىٰ وَمَنْ مَّعَهُ ... ﴿۳۹﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: جب ان پر کوئی اچھا وقت آتا تو کہتے کہ ہمارے لئے یہی ہے اور جب کوئی مصیبت آجاتی تو موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست کو اس کا ذمہ دار ٹھیراتے۔

یعنی مشرکین کا ذہن ایک ہی ہوتا ہے اس لئے ہر قوم نے اپنے نبی کو یہی الفاظ کہے۔ صالح عَلَيْهِ السَّلَامُ کہتے مجھے یا میرے پیروکاروں کو الزام دینے کے بجائے آنکھیں کھول کر دیکھو اور غور کرو میں یا میرے پیروکار نحوست کا باعث نہیں بلکہ اس کا اصل سبب اللہ ہی کے پاس ہے کیونکہ قضا و قدر اسی کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ ایک خاص وقت تک تمہارے کفر کی وجہ سے تمہیں مصائب میں مبتلا کر کے تنبیہ کر رہا ہے، اگر مصائب سے بچنا چاہتے ہو تو کفر و شرک کا راستہ ترک کرو اور میری دعوت پر سنجیدگی سے غور کرو، رب پر ایمان لاؤ اور حد سے تجاوز کرنے اور فساد برپا کرنے والوں کے بجائے میری اطاعت کرو، جیسے فرمایا

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۵۶﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۵۷﴾ ﴿۴﴾

۱ النساۃ ۸۷

۲ یسین ۱۹، ۱۸

۳ الاعراف ۱۳۱

۴ الشعراۃ ۱۵۰ تا ۱۵۲

ترجمہ: اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، ان بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔ پھر اللہ نے بخشش و مغفرت طلب کرو تا کہ تم پر سے مسلط عذاب ٹل جائے اور جو مصائب تم پر نازل ہو رہے ہیں ختم ہو جائیں اور ان کے بجائے اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، اگر ایسا نہیں کرو گے تو جب وہ چاہے گا اپنا عذاب بھیج دے گا جس میں تم لوگ پس کر رہ جاؤ گے، مگر وہ لوگ ہٹ دھرمی، عناد و سرکشی سے کہتے ہمیں تمہارے رب کے عذاب کی کوئی فکر نہیں ہے جتنی جلدی تم عذاب لاسکتے ہو لے آؤ، جیسے فرمایا

... وَقَالُوا يُصْلِحُ اللَّهُ مَا تَعْدُنَا إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۷۰﴾ ﴿۷۱﴾

ترجمہ: اور صالح سے کہہ دیا کہ لے آؤ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو واقعی پیغمبروں میں سے ہے۔

صالح عَلِيًّا نے انہیں سمجھایا کہ اے میری قوم! اللہ کا عذاب بڑا ہی المناک ہوتا ہے اس لئے ایمان قبول کرنے کے بجائے اپنے کفر پر ہی کیوں اصرار کر رہے ہو جو باعث عذاب ہے، اس لئے بھلائی طلب کرو اور بھلائی کی ہی جلدی کرو اور برائی کی جلدی نہ مچاؤ، اب قوم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، حق کے مقابلے میں وہ دلیل تو کیا لاتے، ان کے نو بڑے سرداروں رعی، رعم، ہرمیم، داب، صواب، مطح، قدار بن سالف نے جو ملک میں فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے تھے انہی کے مشورہ سے اللہ کی نشانی اونٹنی کو مار ڈالا گیا تھا، جیسے فرمایا

فَتَادُوا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ ﴿۷۱﴾ ﴿۷۲﴾

ترجمہ: آخر کار ان لوگوں نے اپنے آدمی کو پکارا اور اس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔

إِذْ أَنْبَعَثَ أَشْقَاهَا ﴿۷۲﴾ ﴿۷۳﴾

ترجمہ: جب اس قوم کا سب سے زیادہ شقی آدمی بپھر کر اٹھا۔

جب انہوں نے محسوس کیا کہ اونٹنی کو مار ڈالنے سے ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوا تو ان کا حوصلہ بڑھ گیا اور انہوں نے صالح عَلِيًّا کو قتل کرنے کا مشترکہ منصوبہ بنایا، انہوں نے آپس میں کہا اللہ کی قسم کھا کر عہد کر لو کہ ہم صالح عَلِيًّا اور اس کے گھر والوں پر خون ماریں گے، چنانچہ طے پایا کہ فلاں رات کو مختلف قبائل کے چند نوجوان رات کو کسی وقت صالح اور ان کے گھر والوں کو ہلاک کر کے منتشر ہو جائیں اور اس رات ہم سب سردارستی سے باہر چلے جائیں گے تا کہ قبائلی رسم و رواج کے مطابق جب ان کے قبیلے کا سردار ان کے خون کا دعویٰ کرے تو وہ کسی ایک قبیلے کو ملزم نہ ٹھہرا سکے اور ہم اپنی عدم موجودگی کی وجہ سے کہہ دیں گے کہ ہمیں تو علم نہیں کہ یہ واردات کون کر گیا، اس طرح قاتل کبھی نہیں پکڑا جائے گا اور صالح عَلِيًّا کا کام بھی تمام ہو جائے گا، نہ رہے بانس گا اور نہ بے گی بانسری، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ خطرناک منصوبہ تو انہوں نے تیار کیا، پھر ایک چال ہم نے بھی چلی جس کی انہیں خبر نہ تھی پھر دیکھ لو ہمارے پیغمبر کے خلاف ان کی چال کا انجام کیا ہوا، اس سے قبل کہ وہ اپنے منصوبہ کو بروئے کار لاتے ہم نے کفر و شرک، حق کی تکذیب اور دوسری بد اعمالیوں کی پاداش میں ان پر زلزلہ اور بجلی کی ہیبت ناک کڑک کا عذاب نازل کیا اور چند لحوں میں نو سرداروں سمیت پوری قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا، ان کے محفوظ و مضبوط گھر مکینوں سے

خالی ہو گئے گویا وہاں کبھی کوئی بسا ہی نہ تھا، وہ مکانات جو کبھی اس قوم کا فخر و غرور تھے ان کو اب خونخوار بھیڑیوں نے آباد کر رکھا ہے، کہاں ہیں وہ جنہوں نے معبودان باطلہ کے زعم میں سرکشی و بغاوت کی، اللہ کے ذلت آمیز عذاب نے ان کو روند ڈالا، ان کی دست درازیوں نے ان کو پامال کر دیا، اس واقعہ میں حقائق جاننے والوں کے لئے ایک نشان عبرت ہے، اور ہم نے ان چند لوگوں کو اس عذاب سے بچا لیا جو اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روز آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھتے تھے اور شرک اور گناہ سے بچتے تھے اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ جب حجر سے گزرے تو فرمایا معجزے طلب نہ کرنا، صالح علیہ السلام کی قوم نے معجزہ مانگا تھا (آخر تباہ و برباد ہو گئی) پھر آپ ﷺ نے وہ درے بتلائے جس سے اونٹنی برآمد ہوئی تھی اور جس میں داخل ہوتی تھی۔ ﴿۵۷﴾

وَ لَوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اَتَاْتُوْنَ الْفَاْحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور لوط کا (ذکر کر) جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ باوجود دیکھنے بھالنے کے پھر بھی تم بدکاری کر رہے ہو؟

اَيْنَكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاءِ ۗ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۸﴾

یہ کیا بات ہے تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہو؟ حق یہ ہے کہ تم بڑی ہی نادانی کر رہے ہو،

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اٰخْرَجُوْا آلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

قوم کا جواب بجز اس کہنے کہ اور کچھ نہ تھا کہ آل لوط کو اپنے شہر سے شہر بدر کر دو، یہ تو بڑے پاکباز بن رہے

يَتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاَنْجَيْنَاهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا امْرَاَتَهُ ۗ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغٰدِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

ہیں، پس ہم نے اسے اور اس کے اہل کو بجز اس کی بیوی کے سب کو بچا لیا، اس کا نذرہ تو باقی رہا جانے والوں میں ہم لگائی چکے تھے،

وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۗ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور ان پر ایک (خاص قسم کی) بارش برسادی، پس ان دھمکائے ہوئے لوگوں پر بری بارش ہوئی، تو کہہ دے کہ تمام تعریف اللہ

وَسَلَّمَ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی ۗ اَللّٰهُ خَبِرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۲﴾ (انمل ۵۸۳-۵۹۳)

ہی کے لیے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے، کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ شریک ٹھہرا رہے ہیں۔

اور لوط علیہ السلام کو ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا جو عورتیہ اور سدوم میں رہتی تھی اور لوطیت میں مبتلا تھی، چنانچہ لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم ایسا خلاف فطرت اور ایسا گندہ کام کرتے ہو جسے عقل و فطرت انتہائی قحش اور شریعت قبیح گردانتی ہے، اور تمہاری سرکشی اس حد سے بھی تجاوز کر گئی ہے کہ اپنی مجلسوں میں کھلے عام بے حیائی کا کام کرتے ہوئے اور چھپنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے؟ جیسے فرمایا

... وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمْ الْمُنْكَرَ ... ﴿۳۹﴾

ترجمہ: اور تم اپنی مجلسوں میں برا کام کرتے ہو۔

کیا تمہارا یہی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر جن کو تمہارے آرام و سکون کے لئے پیدا کیا گیا ہے غیر طبعی شہوت رانی کے لئے مردوں کے پاس جاتے ہو؟ جیسے فرمایا

اتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعُلِيِّينَ ﴿۴۰﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عُلُوُونَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمہاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمہارے لئے جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم لوگ تو حد سے ہی گزر گئے ہو۔

مگر اس گھناؤنی لذت کشی کا تم عنقریب کیسا سخت خمیازہ بھگتو گے اس سے تم بے خبر ہو،

وَذَلِكَ فَاحِشَةٌ عَظِيمَةٌ، اسْتَعْنَى الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ، وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ

اور یہ زبردست فحاشی ہے کہ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی جنسی ضرورت پوری کریں۔

مگر اس کی قوم نے بطور طنز اور استہزاء کے ساتھ کہا لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو جو بڑے پاکباز بنتے ہیں اپنی بستی سے نکال باہر کرو، جیسے فرمایا

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اأَحْرَجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أَنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: مگر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ نکالو ان لوگوں کو اپنی بستیوں سے بڑے پاکباز بنتے ہیں یہ۔

اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقررہ پر عذاب نازل کیا اور اپنی سنت کے مطابق لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو راتوں رات اس عذاب سے بچالیا مگر اس کی بیوی جو اپنی مشرک قوم کے دین پر قائم اور ان کی بد اعمالیوں کو پسند کرنے والی تھی، تقدیر الہی میں جس کا ہلاک ہونا پہلے ہی لکھا جا چکا تھا اس لئے اپنی قوم کے ساتھ پیچھے رہ گئی، پھر صبح ہوتے ہی اللہ نے ان کی بستیوں کو ان پر الٹ دیا اور اس کے بعد ان پر پکی مٹی کے نشان زدہ پتھروں کی تابڑ توڑ بارش برسائی، وہ بہت ہی بری برسات تھی ان لوگوں کے حق میں جن کو پیغمبروں کے ذریعے ڈرا کر حجت قائم کر دی گئی تھی لیکن وہ اپنی بد فعلیوں میں مست رہے، جیسے فرمایا

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۙ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: اور ان پر برسائی ایک برسات، بڑی ہی بری بارش تھی جو ان ڈرائے جانے والوں پر نازل ہوئی۔

وہ خطہ آج تک عبرت و موعظت کی تصویر بنا ہوا اہل جہاں کو یہ بتاتا ہے کہ نبی کی مخالفت کا انجام کیا ہوا کرتا ہے، اے نبی ﷺ کہو! اللہ ہی

العنكبوت ۲۹

الشعراء ۱۲۶، ۱۲۵

الاعراف ۸۴

الشعراء ۱۵۳

ہر طرح کی حمد و ستائش، مدح و ثناء کا مستحق ہے اور سلام ہے اس کے ان بندوں و انبیاء و مرسلین پر جنہیں اس نے تمام جہانوں سے رسالت اور بندوں کی رہنمائی کے لئے منتخب کیا، جیسے فرمایا

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: پاک ہے تیرا رب، عزت کا مالک، ان تمام باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں، اور سلام ہے مرسلین پر، اور ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

تاکہ لوگ طاعت کی بندگی کے بجائے صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کریں،

فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ هَذِهِ [الآيَةَ] يَقُولُ: بَلِ اللَّهُ خَيْرٌ وَأَنْفَى وَأَجَلٌ وَأَكْرَمُ

مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ جب اس آیت کی تلاوت فرماتے تو فوراً اس کے جواب میں فرماتے، نہیں بلکہ اللہ ہی بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا اور بزرگ و برتر ہے۔ ﴿۱﴾

أَمَّنْ حَقَّقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ

بھلا بتاؤ تو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق

ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

باغات اگادینے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ

يَعْبُدُونَ ۗ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَافَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ

ہٹ جاتے ہیں (سیدھی راہ سے)، کیا وہ جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں

وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ

اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنا دی، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۸﴾ (انمل ۶۰ تا ۶۱)

بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔

اے نبی ﷺ! مشرکین سے دو ٹوک سوال پوچھو اللہ تعالیٰ جو تمام کائنات اور تمہارا خالق و مالک اور رازق ہے بہتر ہے یا تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کا شریک بنا رہے ہیں، جنہوں نے نہ کچھ تخلیق کیا ہے، جیسے فرمایا

أَيُّشِرُ كَوْنُ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩﴾

ترجمہ: کیسے نادان ہیں یہ لوگ کہ ان کو خدا کا شرک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔

نہ اللہ کے ساتھ تخلیق میں شریک ہیں، جیسے فرمایا

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وِليٌّ مِنَ الذَّلِيلِ وَكِبَرُهُ تَكْبِيرًا ﴿٢٠﴾

ترجمہ: اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک سا جھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔

اور نہ جن کے قبضہ میں کوئی قدرت و اختیار ہے؟ جیسے فرمایا

أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِيظَاهِرٍ مِنَ الْقَوْلِ ... ﴿٢١﴾

ترجمہ: پھر کیا وہ جو ایک ایک تنفس کی کمانی پر نظر رکھتا ہے (اس کے مقابلے میں جسارتیں کی جا رہی ہیں کہ) لوگوں نے اس کے کچھ شریک ٹھہرا رکھے ہیں؟ اے نبی! ان سے کہو (اگر واقعی وہ اللہ کے اپنے بنائے ہوئے شریک ہیں تو) ذرا ان کے نام لو کہ وہ کون ہیں؟ کیا تم اللہ کو ایک نبی بات کی خبر دے رہے ہو جسے وہ اپنی زمین میں نہیں جانتا، یا تم لوگ بس یونہی جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتے ہو؟۔

چونکہ مشرکین یہ تسلیم کرتے تھے کہ کائنات کی تخلیق، آسمان سے پانی برسانا اور زمین سے چیزیں پیدا کرنا اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے، جیسے فرمایا،

وَلَيْنِ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ... ﴿٢٢﴾

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے مردہ پڑی ہوئی زمین کو جلا اٹھایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔

وَلَيْنِ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ... ﴿٢٣﴾

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْنُ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

١ الاعراف ١٩

٢ بنی اسرائیل ١١

٣ الرعد ٣٣

٤ العنكبوت ٦٣

٥ الزخرف ٨٤

الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ... ﴿۳۱﴾

ترجمہ: ان سے پوچھو کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون جاندار کو بے جان میں سے اور بے جان کو جاندار میں سے نکالتا ہے؟ کون اس نظام عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔

اس لئے ان کو اپنی غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے اپنی وحدانیت کے لئے کائنات کے آفاقی نظام کو بطور دلیل بیان کیا اور اپنی قدرت و تخلیق کے ایک ایک کرشمہ کی طرف انگلی اٹھا کر پوچھا کہ بتلاؤ وہ کون ہستی ہے جس نے سات آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان جو کچھ ہے پیدا کیا، پھر تمہارے رزق کے لئے آسمان سے پانی برسایا پھر اسی ایک پانی سے انواع و اقسام، رنگ و خوشبو اور ذائقوں کے خوشنما باغات اور نباتات اگائے، اور ان میں ایک ربط ضبط اور تنظیم پیدا کرتے تو ان درختوں کا لگانا، ان میں ربط، ضبط اور تنظیم پیدا کرنا تمہارے یا تمہارے معبودوں کے بس میں نہ تھا؟ جب تم تسلیم کرتے ہو کہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے تو پھر تم اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ معبودان باطلہ کو اس کا شریک کیوں گردانتے ہو؟ کوئی ہستی یہ افعال سرانجام دینے کی قدرت نہیں رکھتی ہے مگر اس کے باوجود یہ لوگ اللہ کا ہمسر اور نظیر ٹھہراتے ہیں، پھر دوسرا سوال کیا گیا کہ بتلاؤ وہ کون سی ہستی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے جائے قرار بنایا، جیسے فرمایا

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً... ﴿۳۲﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنا دیا۔ اور زمین کے اندر دریاؤں کی گزرگاہیں بنائیں اور اس میں بلند و بالا پہاڑوں کو میٹھوں کی طرح گاڑ دیا تاکہ زمین ایک طرف ڈھلک نہ پڑے، جیسے فرمایا

وَالْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَايَا أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ... ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اس نے زمین میں پہاڑوں کی میٹھیں گاڑ دیں تاکہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَايَا أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ... ﴿۳۴﴾

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ جمادے تاکہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

اور پانی کے بیٹھے، خوش ذائقہ اور کڑوے پانی کے دو ذخیروں کے درمیان ایک نظر نہ آنے والا پردہ حائل کر دیا؟ جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَجِجْرًا مَحْجُورًا ﴿۳۵﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے دو سمندر کو ملار کھا ہے، ایک لذیذ و شیریں دوسرا تلخ و شور اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے، ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے۔

۱ یونس ۳۱

۲ المؤمن ۶۳

۳ النحل ۱۵

۴ الانبیاء ۳۱

۵ الفرقان ۵۳

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾ ﴿١١﴾

ترجمہ: دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ بھی ہے جو ان کاموں میں اس کے ساتھ شریک ہے؟ ہرگز نہیں، وہ وحدہ لا شریک ہے، کسی مخلوق کے ہاتھ میں کوئی قدرت و اختیار نہیں، تمام مخلوق اپنی بقا اور رزق کے لئے اسی کی محتاج ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَ يُكْشِفُ السُّوءَ وَ يُجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ

بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے،

عَالِهِ مَعَ اللَّهِ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَ الْبَحْرِ

کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو، کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں

وَ مَنْ يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ عَالِهِ مَعَ اللَّهِ ۗ تَعَلَى اللَّهُ

میں راہ دکھاتا ہے، اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوشخبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی

عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٢٢﴾ أَمَّنْ يَدُّوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَ مَنْ يَرْزُقُكُمْ

ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں، ان سب سے اللہ بلند و بالا تر ہے، کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدا کرنا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا

مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ ۗ عَالِهِ مَعَ اللَّهِ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾

اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۗ

کہہ دیجئے کہ آسمان والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا،

وَ مَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢٤﴾ (النمل ۶۲-۶۵)

انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟

مشرکین عرب اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ مصیبتوں کو ٹالنے والا، انسانوں کو زمین میں بسانے والا، ستاروں کے ذریعے بجز و بر میں رہنمائی کرنے والا، آسمان سے بارش برسانے والا، خلقت کو پیدا کرنے والا، اپنی لاتعداد مخلوقات کو آسمان و زمین سے رزق دینے والا، غیب کا علم رکھنے والا اللہ ہی ہے، چنانچہ ان کو ان کے عقیدے کے مطابق حقیقت سے روشناس کرنے کے لئے فرمایا کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے

جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ یعنی تمہارے اپنے عقیدے کے مطابق اللہ وحدہ لا شریک ہی دعاؤں کو سنتا ہے اور مشکلات و پریشانیوں کو دور کرتا ہے، جیسے فرمایا

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاكَ فَلَمَّا نَجَّيْكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ... ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو۔

هُوَ الَّذِي يُسَبِّحُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرَينَ بِهِمْ رِيْحٌ طَبِيبَةٌ وَقَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنِ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْعُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے، چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر بادِ موافق پر فرحان و شادان سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکا یک با مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لینے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے ہیں، اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لئے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے نہیں گے مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت کرنے لگتے ہیں۔

... ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْرَوْنَ ﴿۵۵﴾ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: پھر جب کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے تو تم لوگ خود اپنی فریادیں لے کر اسی کی طرف دوڑتے ہو۔

تو اللہ وحدہ لا شریک کو چھوڑ کر دوسروں کو کیوں پکارتے ہو، اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ یعنی اللہ ہی ہے جو ایک امت کے بعد دوسری امت، ایک قوم کے بعد دوسری قوم اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کرتا ہے اور تم کو زمین میں تصرف اور فرمانروائی کے اختیارات عطا کرتا ہے، جیسے فرمایا

... إِنْ يَشَاءُ يُدْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةٍ قَوْمٍ آخِرِينَ ﴿۳۹﴾ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور تمہاری جگہ دوسرے جن لوگوں کو چاہے لے آئے جس طرح اس نے تمہیں کچھ اور لوگوں کی نسل سے اٹھایا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيُبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ... ﴿۴۱﴾ ﴿۴۲﴾

۱۔ بنی اسرائیل ۶۷

۲۔ یونس ۲۲، ۲۳

۳۔ النحل ۵۳

۴۔ الانعام ۱۳۳

۵۔ الانعام ۱۶۵

ترجمہ: وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دیے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔

تو کیا اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کسی اور اللہ کو بھی یہ قدرت حاصل ہے، تم لوگ کم ہی نصیحت حاصل کرتے اور بہت کم تدبیر کرتے ہو، اور وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے، یعنی وہ اللہ ہی ہے جو ستاروں کو درخشانی عطا فرما کر خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے، جیسے فرمایا

وَعَلَّمَنِتَّ وَالْبَلَّغِمْ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾

ترجمہ: اس نے زمین میں راستہ بتانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ النُّجُومَ لَتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالْبَحْرِ... ﴿١٧﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو صحر اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اور کون اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری دے کر بھیجتا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ ہی بارش سے پہلے ٹھنڈی اور بھینی خوشبوؤں والی ہواؤں کو خوشخبری دے کر بھیجتا ہے جس سے خشک سالی کے مارے ہوئے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، کیا اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کسی دوسرے اللہ کو بھی یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ یہ تمام افعال سرانجام دے سکے، اللہ بہت بالا اور تر ہے ہر طرح کے شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں، اور وہ کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ جیسے فرمایا

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٨﴾ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِيهِمْ وَيُعِيدُهُمْ ﴿١٩﴾

ترجمہ: درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے، وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ... ﴿٢٠﴾

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

یعنی اللہ ہی اپنی قدرت کاملہ سے مخلوقات کو بے نمونہ پیدا کر رہا ہے پھر ایک وقت مقررہ پر تمام کائنات کو تباہ کر دے گا اور جب چاہے گا اعمال کی جزا کے لئے روز قیامت انسانوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا، جب تم اللہ کو پہلی دفعہ پیدا کرنے پر قادر مانتے ہو تو کسی چیز کو دوبارہ پیدا کرنا تو بہت آسان ہے اس پر قادر کیوں نہیں مانتے؟ اور کون تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے اس کے مخفی خزانے یعنی غلہ و میوہ جات اور جانوروں کے لئے چارہ پیدا کرتا ہے، جیسے فرمایا

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا وَوَسَّلَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِآيَةٍ آرْوَا جَا مِّنْ

﴿١﴾ النحل ١٦

﴿٢﴾ الانعام ٩٤

﴿٣﴾ البروج ١٣، ١٢

﴿٤﴾ الروم ٢٤

تَبَاتِ شَيْئِي ﴿۵۳﴾ كُلُّوْا وَاَرْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّعْمِ ﴿۵۴﴾ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: وہی جس نے تمہارے لیے زمین کافر شہ بچھایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے، اور اوپر سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی، کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کے لیے۔

اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ بھی ہے جو یہ سب کچھ کرنے کی قدرت رکھتا ہو؟ اے نبی ﷺ ان سے کہو! اگر تمہارے پاس معبودان باطلہ کی پرستش کے لئے کوئی دلیل ہے تو پیش کرو اور اگر دلیل پیش نہیں کر سکتے تو پھر اس حقیقت کا اعتراف کر لو کہ تمہارا موقوف باطل ہے کہ یہ سارے کام تو اللہ وحدہ لا شریک کے قبضہ قدرت و اختیار میں ہوں مگر بندگی و عبادت کا مستحق تم کسی اور کو سمجھو یا اس کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک سمجھو، جیسے فرمایا

وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ الْهٰٓءَاخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗۤ اِلَّا اَنْهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔

اے نبی ﷺ ان سے کہو! اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب قبروں سے اٹھائے جائیں گے، یعنی جس طرح مذکورہ معاملات میں اللہ تعالیٰ متفرد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی طرح غیب کے علم میں بھی وہ متفرد ہے اس کے سوا کوئی علام الغیوب نہیں، جیسے فرمایا

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبُرْۤى وَالْبَحْرِ ۗ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَآ وَلَا حَبَّةٌ فِى ظُلْمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ اِلَّا فِى كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۷﴾ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا علم نہ ہو، زمین کے تارک پر دوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عَلِمُ السَّاعَةِ وَيُنزِّلُ الْغَيْثَ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ۗ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۗ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۵۸﴾ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: اس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہی بارش برساتا ہے وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پارہا ہے، کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آئی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

﴿۱﴾ طہ ۵۳، ۵۴

﴿۲﴾ المؤمنون ۷۱

﴿۳﴾ الانعام ۵۹

﴿۴﴾ لقمان ۳۴

... يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهَا إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾

ترجمہ: وہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ ان سے اوچھل ہے، اور اس کے علم میں سے کسی چیز پر بھی وہ احاطہ نہیں کر سکتے الا یہ کہ وہ جس چیز کا چاہے انہیں علم دے۔

اور اس کے برگزیدہ بندوں یعنی نبیوں اور رسولوں کو بھی اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ وحی و الہام کے ذریعے سے انہیں بتلا دیتا ہے، اور جو علم کسی کے بتلانے سے حاصل ہو اس کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہا جاتا، عالم الغیب تو وہ ہے جو بغیر کسی واسطے اور ذریعے کے ذاتی طور پر ہر چیز کا علم رکھے، ہر حقیقت سے باخبر ہو اور مخفی سے مخفی چیز بھی اس کے دائرہ علم سے باہر نہ ہو، یہ صفت صرف اور صرف اللہ کی ہے اس لئے صرف وہی علام الغیوب ہے، اس کے سوا کائنات میں کوئی عالم الغیب نہیں،

فَقَالَتْ: وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَّبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا} ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ کل کو پیش آنے والے حالات کا علم رکھتے ہیں وہ بھی جھوٹا ہے اور انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی ”اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا۔“ ﴿٢٥٥﴾

وَقَالَ قَتَادَةُ: إِنَّمَا جَعَلَ اللَّهُ هَذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثِ خَصَالَتٍ: جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ، وَجَعَلَهَا يُنْتَدَى بِهَا، وَجَعَلَهَا رُجُومًا [لِلشَّيَاطِينِ]، فَمَنْ تَعَاطَى فِيهَا غَيْرَ ذَلِكَ فَقَدْ قَالَ بِرَأْيِهِ، وَأَخْطَأَ حَظَّهُ، وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ. وَإِنَّ نَاسًا جَهَلَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ، قَدْ أَخَذُوا مِنْ هَذِهِ النُّجُومِ كِهَانَةً: مَنْ أَعْرَسَ بِنَجْمٍ كَذَا، كَانَ كَذَا، وَكَذَا. وَمَنْ سَافَرَ بِنَجْمٍ كَذَا، كَانَ كَذَا، وَكَذَا. وَمَنْ وُلِدَ بِنَجْمٍ كَذَا، كَانَ كَذَا، وَكَذَا. وَلَعَفْرِي مَا مِنْ نَجْمٍ إِلَّا يُوَلَّدُ بِهِ الْأَحْمَرُ وَالْأَسْوَدُ، وَالْقَصِيرُ وَالطَّوِيلُ، وَالْحَسَنُ وَالْدَمِيمُ، وَمَا عِلْمُ هَذَا النُّجْمِ وَهَذِهِ الدَّابَّةِ وَهَذَا الطَّيْرِ بِشَيْءٍ مِنَ الْغَيْبِ! وَقَضَى اللَّهُ: أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ.

قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ستارے تین مقاصد کے لئے بنائے ہیں یہ آسمان کی زینت ہیں اور یہ بھولے بھگلوں کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہیں اور یہ شیطان کو سنگسار کرنے کی لیے ہیں، کسی اور بات کا اس کے ساتھ عقیدہ رکھنا، اپنی رائے سے بات بنانا اور خود ساختہ تکلیف اور اپنی عافیت کے حصہ کو کھونا ہے اور جاہلوں نے ستاروں کے ساتھ علم نجوم کو متعلق رکھ کر فضول باتیں بنائی ہیں کہ اس ستارے کے وقت جو نکاح کرے گا تو یہ یہ ہو گا فلاں ستارے کے وقت سفر کرنے سے یہ ہوتا ہے، فلاں ستارے کے وقت پیدا ہو گا تو ایسا ایسا ہو گا، وغیرہ، یہ سب ڈھکوسلے ہیں، ان کے قیاسات کے خلاف اکثر ہوتا رہتا ہے، ہر ستارے کے وقت کوئی کالا، گورا، ٹھگنا، لمبا، خوبصورت اور بد صورت پیدا ہوتا رہتا ہے، نہ کوئی جانور غیب جانتا ہے اور نہ کسی پرندے سے غیب حاصل ہو سکتا ہے؟ اور نہ ستارے غیب کی رہنمائی کر سکتے ہیں جبکہ اللہ

۱ البقرة ۲۵۵

۲ لقمان: ۳۴

۳ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النجم ۲۸۵۵، صحیح مسلم کتاب الايمان باب معنى قول الله عز وجل ولقد رآه نزلة اخرى ۲۳۹

کافیصلہ تو یہ ہے ”آسمان وزمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا نہیں تو اپنے جی اٹھنے کا وقت بھی معلوم نہیں۔“^(۱) اور جن کے متعلق انہیں گمان ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں، اور اسی بنا پر انہیں اللہ کا شریک ٹھہرایا گیا ہے، حالانکہ فرشتے، جن، انبیاء اور اولیاء کو تو اپنے مستقبل کی بھی خبر نہیں ہے اور وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اللہ انہیں قبروں سے کب دوبارہ زندہ فرمائے گا، جیسے فرمایا

أَمْوَاتٌ غَيْرٌ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ ۚ أَيَّانٌ يُبْعَثُونَ ﴿۱۱﴾^(۲)

ترجمہ: مردہ ہیں نہ کہ زندہ، اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا۔

بَلْ أَدْرَاكَ عَلَيْهِمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُونَ ﴿۱۲﴾

بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم ختم ہو چکا ہے بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے ہیں،

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَيُّنَا لِمُخْرَجُونَ ﴿۱۳﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هَذَا نَحْنُ

کافروں نے کہا کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے باپ دادا بھی کیا ہم پھر نکالے جائیں گے، ہم

وَأَبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۚ إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۴﴾

اور ہمارے باپ دادوں کو بہت پہلے سے یہ وعدے دیئے جاتے رہے، کچھ نہیں یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں،

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۵﴾

کہہ دیجئے کہ زمین میں چل پھر کر ذرا دیکھو تو سہی کہ گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا،

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿۱۶﴾ (النمل ۲۶-۲۷)

آپ ان کے بارے میں غم نہ کریں اور ان کے دامن گھات سے تنگ دل نہ ہوں۔

ان کا علم تو آخرت کے وقوع کا وقت جاننے سے بھی عاجز ہے، جیسے نبی کریم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا

مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

اس کی بابت جس سے پوچھ رہے ہو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔^(۳)

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا ہیں اور اختلال عقل و بصیرت کی وجہ سے آخرت پر یقین سے محروم

(۱) تفسیر ابن کثیر ۶/۲۰۷، تفسیر ابن ابی حاتم ۹/۲۹۱۳

(۲) النحل ۲۱

(۳) صحیح مسلم کتاب الایمان بابُ الْإِيمَانُ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ ۹۳، سنن ابوداؤد کتاب السنۃ بابُ فِي الْقَدْرِ ۴۶۹۵، جامع ترمذی ابواب الایمان بابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ جِبْرِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ وَالْإِسْلَامُ ۲۶۱۰، سنن نسائی کتاب الایمان وشرائعه صَفَةُ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ ۴۹۹۳، سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ بابُ فِي الْإِيمَانِ ۳۳

ہیں، حیات بعد الموت کے منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی کے ساتھ مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟ یہ بعید از امکان بات ہے، ایسی خبریں ہم اور ہمارے آباؤ اجداد سنتے چلے آ رہے ہیں، جیسے فرمایا

قَالُوا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ءَأِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۱۵﴾ لَقَدْ وَعَدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ إِن هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ ہم نے بھی یہ وعدے بہت سنے ہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی سنتے رہے ہیں یہ محض افسانہ بنائے پارینہ ہیں۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ءَأِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۱۵﴾ اَوْ اٰبَاؤُنَا الْاَوَّلُونَ ﴿۱۶﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر چکے ہوں اور مٹی بن جائیں اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں اس وقت ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کیے جائیں؟ اور کیا ہمارے اگلے دنوں کے آباؤ اجداد بھی اٹھائے جائیں گے؟ ان سے کہو ہاں، اور تم (اللہ کے مقابلے میں) بے بس ہو۔

وَكَانُوا يَقُولُونَ ﴿۱۷﴾ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ءَأِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۱۸﴾ اَوْ اٰبَاؤُنَا الْاَوَّلُونَ ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟ اے نبی (ﷺ)! ان لوگوں سے کہو، یقیناً اگلے اور پچھلے سب۔

اس کے جواب میں دعوت فکری کہ اگر یہ صرف پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں تو پھر زمین میں چل پھر کر رسولوں اور قیامت کی تکذیب کرنے والی قوموں کے آثار و کھنڈرات کو دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کر کے انہیں نیست و نابود کر دیا اور اہل ایمان کو اس عذاب سے بچالیا، اے نبی (ﷺ)! اگر یہ لوگ آپ کے وعظ و نصیحت کے باوجود عذاب الہی کے مستحق بننا چاہتے ہیں تو تم خواہناؤ ان کے حال پر رنج و افسوس نہ کرو اور نہ ان کی گھٹیا چالوں پر کبیدہ خاطر ہو، اللہ تمہارا حامی و ناصر ہے یہ تمہارا کچھ نہیں رگاڑ سکتے، جیسے فرمایا

... وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِيْنَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: وہ اپنی چال چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۱﴾ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدْفَ لَكُمْ

کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہے اگر سچے ہو تو بتلا دو، جواب دیجئے! کہ شاید بعض وہ چیزیں جن کی تم جلدی مچا رہے ہو تم سے

۱ المومنون ۸۳، ۸۴

۲ الصافات ۱۸ تا ۲۶

۳ الواقعة ۷۷ تا ۹۳

۴ الانفال ۳۰

بَعْضُ الَّذِينَ تَسْتَعْجِلُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

بہت ہی قریب ہوگئی ہوں، یقیناً آپ کا پروردگار تمام لوگوں پر بڑے ہی فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝

ناشکری کرتے ہیں، بیشک آپ کا رب ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جنہیں ان کے سینے چھپا رہے ہیں اور جنہیں ظاہر کر رہے ہیں،

وَمَا مِنْ غَابِيَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ (انمل ۱ تا ۷)

آسمان اور زمین کی کوئی پوشیدہ چیز بھی ایسی نہیں جو روشن اور کھلی کتاب میں نہ ہو۔

قیامت کے منکر:

اور قیامت کے منکرین بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں، ہم تمہاری دعوت کا رد اور تمہارے خلاف کاروائیاں بھی کر چکے ہیں مگر جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو وہ نازل نہیں ہوا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو بتلاؤ وہ عذاب کب نازل ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈراتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ ان سے کہو جس عذاب کے لئے تم جلدی مچا رہے ہو ہو سکتا ہے تمہارے نزدیک آپہنچا ہو اور اگر تم نے سیدھی راہ اختیار نہ کی تو وقت مقررہ پر وہ نازل ہو کر رہے گا، جیسے فرمایا

... وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ۝ ۱۱

ترجمہ: وہ سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے اچھا تو یہ ہوگا کب؟ تم کہو کیا عجب وہ وقت قریب ہی آگیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ عذاب میں تاخیر بھی اللہ رب العالمین کے فضل و کرم کا ایک حصہ ہے، وہ لوگوں کو گناہوں سے تائب ہونے اور سنبھلنے کے لئے مہلت دیتا ہے لیکن پھر بھی لوگ اس مہلت سے فائدہ حاصل نہیں کرتے اور اللہ کی عنایت کی ناشکری کرتے ہیں، جو بغض و کینہ یہ اپنے سینوں کے اندر چھپائے ہوئے ہیں اور چالیس یہ چل رہے ہیں، تیرا رب ان سے خوب باخبر ہے، جیسے فرمایا

سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَّنْ أَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝ ۱۲

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہو یا وہ یادان کی روشنی میں چل رہا ہو، اس کے لئے سب یکساں ہیں۔

وَإِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَىٰ ۝ ۱۳

ترجمہ: تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی تر بات بھی جانتا ہے۔

إِلَّا إِلَهُهُمْ يَتَذَكَّرُونَ صُدُورُهُمْ لَيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۝ الْأَحْيَيْنَ يُسْتَعْشُونَ ثِيَابَهُمْ ۝ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا

۱۱ بنی اسرائیل ۵۱

۱۲ الرعد ۱۰

۱۳ طہ ۷

يُعْلَنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٥﴾ ①

ترجمہ: دیکھو یہ لوگ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تاکہ اس سے چھپ جائیں، خبردار جب یہ کپڑوں سے اپنے آپ کو ڈھانپتے ہیں اللہ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی، وہ تو ان بھیدوں سے بھی واقف ہے جو سینوں میں ہیں۔

آسمان وزمین کی کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذرہ ذرہ لوح محفوظ میں ثبت نہ ہو، جیسے فرمایا

أَلَمْ تَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ ﴿٦﴾ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧﴾ ②

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے؟ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے، اللہ کے لیے یہ کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٨﴾

یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے ان اکثر چیزوں کا بیان کر رہا جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں،

وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ﴿١٠﴾

اور یہ قرآن ایمان والوں کے لیے یقیناً ہدایت اور رحمت ہے، آپ کلاب ان کے درمیان اپنے حکم سے سب فیصلے کر دے گا،

وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿١١﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿١٢﴾

وہ بڑا ہی غالب اور دانا ہے، پس آپ یقیناً اللہ ہی پر بھروسہ رکھیے، یقیناً آپ سچے اور کھلے دین پر ہیں،

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿١٣﴾

بیشک آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ پیٹھ پھیرے روگرداں جا رہے ہوں

وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُصْبَىٰ عَنِ ضَلَالَتِهِمْ ۗ إِنَّ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ

اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہٹا کر رہنمائی کر سکتے ہیں آپ تو صرف انہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری

يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٤﴾ (النمل ۷۶ تا ۸۱)

آیتوں پر ایمان لائے ہیں پھر وہ فرماں بردار ہو جاتے ہیں۔

یہودی تورات اور نصاریٰ انجیل کے حامل تھے، اس طرح دونوں گروہ ہی حالین کتاب تھے مگر ایک ہی دعوت کے باوجود ان کے عقائد مختلف تھے، اس لئے وہ مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے تھے، یہود عیسیٰ علیہ السلام کی تنقیص اور توہین کرتے تھے اور عیسائیوں

نے عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلو کرتے ہوئے انہیں اللہ کا بیٹا قرار دے دیا، چنانچہ فرمایا کہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو حق و باطل کا فرق ظاہر کر دیتی ہے، اگر یہ دونوں حاملین کتاب اس آخری کتاب قرآن کے بیان کردہ حقائق کو تسلیم کر لیں تو ان کے عقائد کی اختلافات ختم اور ان کا تفرق و انتشار کم ہو سکتا ہے، اور یہ کتاب ایمان لانے والوں کے لئے سراسر ہدایت اور مجسم رحمت ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ روز قیامت ان دونوں کو گروہوں اور تمہارے مخالفین کے درمیان اختلافات کا فیصلہ کر کے حق کو باطل سے ممتاز فرمادے گا اور اسی کے مطابق جزا و سزا کا اہتمام فرما دے گا، وہ تمام خلائق پر غالب ہے، اس لئے اس کے فیصلے کو نافذ ہونے سے کوئی طاقت روکنے کی قدرت نہیں رکھتی اور وہ تمام ظاہری و باطنی باتوں کا علم رکھتا ہے، اس لئے اس کے فیصلے میں کسی غلطی کا امکان نہیں ہے، پس اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً تم اسی دین حق پر ہو جو انبیاء کے مبعوث ہوتے رہے ہیں، اس لئے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں اور اسی پر بھروسہ رکھیں، کچھ شک نہیں کہ آپ مردوں کو سنا سکتے ہیں نہ بہروں کو، ان کی مثال بھی ان جیسی ہے، یہ لوگ بھی حق و باطل کا فرق سمجھنے سے قاصر اور حق سے مکمل طور پر گریزاں اور متنفر ہیں، اور جن لوگوں نے جان بوجھ کر حق کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہوں تم ان کی رہنمائی نہیں کر سکتے، جیسے فرمایا

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۗ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

تم تو وعظ و نصیحت انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات کو غور و فکر سے سنتے ہیں، اس پر تدبر کرتے ہیں اور ان پر ایمان لاکر فرماں بردار بن جاتے ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۗ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ: دعوت حق پر لپیک وہی لوگ کہتے ہیں جو سننے والے ہیں، رہے مردے تو انہیں تو اللہ بس قبروں ہی سے اٹھائے گا اور پھر وہ (اس کی عدالت میں پیش ہونے کے لئے) واپس لائے جائیں گے۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۗ

جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا، ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا

إِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿۵۹﴾ وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ

کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے، اور جس دن ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کے گروہ کو جو ہماری آیتوں کو

بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۶۰﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ قَالَ أَكَذَّبْتُمُ

جھٹلاتے تھے گھبر گھار کر لائیں گے پھر وہ سب کے سب الگ کر دیئے جائیں گے، جب سب کے سب آپہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ

بِأَيَّتِي وَ لَمْ تُحِطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾ وَ وَقَعَ الْقَوْلُ

فرمائے گا کہ تم نے میری آیتوں کو باوجودیکہ تمہیں ان کا پورا علم نہ تھا کیوں جھٹلایا؟ اور یہ بھی بتلاؤ کہ تم کیا کرتے رہے؟

عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطَفُونَ ﴿۱۵﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا

بسبب اس کے کہ انہوں نے ظلم کیا تھا ان پر بات جم جائے گی اور وہ کچھ بول نہ سکیں گے، کیا وہ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ ہم نے

الَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَ التَّهَارِ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ

رات کو اس لیے بنایا ہے کہ وہ اس میں آرام حاصل کر لیں اور دن کو ہم نے دکھلانے والا بنایا ہے، یقیناً اس میں ان لوگوں

لَا آيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۶﴾ (انمل ۸۲ تا ۸۶)

کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان و یقین رکھتے ہیں۔

دابتہ الارض:

اور جب اللہ کی زمین پر نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا کوئی نہیں رہے گا یعنی جب قیامت قریب آجائے گی تو ہم چاشت کے وقت زمین سے ایک جانور نکالیں گے، اسے نطق بخشیں گے اور وہ خرق عادت کے طور پر انسانوں سے کلام کرے گا،

عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَكَّرُ، فَقَالَ: مَا تَذَكَّرُونَ؟ قَالُوا: نَذَكُرُ السَّاعَةَ، قَالَ: إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ - فَذَكَرَ - الدُّخَانَ، وَالدَّجَالَ، وَالدَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَزُؤُلَ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجْرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ

حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے قیامت کا ذکر کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے آئے ہمیں ذکر میں مشغول دیکھ کر فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، پھر ذکر کیا دھویں کا اور دجال کا اور زمین کے جانور کا اور آفتاب کا مغرب سے نکلنا اور عیسیٰ ابن مریم کے اترنے کا اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا اور مغرب، مشرق اور جزیرہ عرب میں تین جگہوں پر زمین کا دھسننا اور ان سب نشانیوں کے بعد ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو یمن سے نکالے گی اور ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔^①

ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے

تَدْرُلُ مَعَهُمْ إِذَا نَزَلُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ

① صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی الآیات الّتی تَکُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ ۲۸۵

وہ آگ لوگوں کے ساتھ رہے گی جہاں وہ اتریں گے آگ بھی اتر پڑے گی اور جب وہ دوپہر کو سوئیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی۔^①
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا، طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجَ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ حُجِّي، وَأَيُّمًا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا، فَأَلْأَخْرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبًا
 عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پہلی نشانی جو ظاہر ہوگی وہ ہے سورج کا مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت جانور کا نکلنا، ان دونوں میں سے جو پہلے ظاہر ہوگی دوسری اس کے فوراً بعد ہی ظاہر ہو جائے گی۔^②

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَبَادَرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالذَّجَالَ، وَالذَّخَانَ، وَدَابَّةَ الْأَرْضِ، وَخَوِصَّةَ أَحَدِكُمْ، وَأَمْرَ الْعَامَّةِ
 اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھ باتوں کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے جلدی سے نیک اعمال کر لو! سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دھواں اور دجال اور جانور، موت اور قیامت۔^③

اور دبتے الارض نکلنے کی علت بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنی یہ نشانی اس لئے دکھائے گا کہ لوگ اللہ کی نشانیوں یا آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے، اور اس دن کا تصور کرو جب ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کی ایک کثیر تعداد گھیر لائیں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتے تھے، پھر ان کو زانیوں کا گروہ، شرابیوں کا گروہ وغیرہ کے لحاظ سے ترتیب وار کھڑا کیا جائے گا، جیسے فرمایا

أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ^④

ترجمہ: (حکم ہوگا) گھیر لاؤ سب ظالموں اور ان کے ساتھیوں اور ان معبودوں کو جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر بندگی کیا کرتے تھے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَإِذَا الثُّفُوسُ زُوِّجَتْ^⑤

ترجمہ: اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑ دی جائیں گی۔

جب سب لوگ جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نہایت غیظ و غضب سے پوچھے گا میں نے تمہاری طرف دعوت حق بھیجی تھی، مگر تم نے میری

① صحیح مسلم کتاب الفتن باب في الآيات التي تكون قبل الساعة ۴۸۷

② صحیح مسلم کتاب الفتن باب في خروج الدجال ومكثه في الأرض، ونزول عيسى وقتله إياه، وذهاب أهل الخيبر والإيمان، وبقاء شرار الناس وعبادتهم الأوثان، والنفخ في الصور، وبعث من في القبور ۳۸۳، سنن ابوداؤد کتاب الملاحم باب أمارات الساعة ۴۳۱۰

③ صحیح مسلم کتاب الفتن وأشراف الساعة باب في بقیة من أحاديث الدجال ۳۹۷

④ الصافات ۲۲

⑤ التکویر ۷

توحید اور دعوت کے دلائل سمجھنے اور غور و فکر کے بغیر ہی کیوں جھٹلادیا تھا، اگر یہ بات نہیں تو وہ وجہ بتلاؤ جس کی بنا پر تمہیں میری باتوں پر غور و فکر کرنے کا موقع نہیں ملا؟ کیونکہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو ایمان اور نیکیوں سے تہی دامن ہوں گے، جیسے فرمایا:

فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى ۝۱۱ ۝ وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝۱۲ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: مگر اس نے نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی، بلکہ جھٹلایا اور پلٹ گیا۔

اس لئے ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا، جیسے فرمایا

هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ۝۱۳ ۝ وَلَا يُؤْذِنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۝۱۴ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: یہ وہ دن ہے جس میں وہ کچھ بولیں گے اور نہ انہیں موقع دیا جائے گا کہ کوئی عذر پیش کریں۔

اس لئے ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر عذاب کا وعدہ پورا ہوجائے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار نشانیوں میں سے صرف دو عظیم نشانیوں کا ذکر فرمایا کہ کیا تم لوگ روزانہ اس کا مشاہدہ نہیں کرتے تھے کہ ہم نے تمہاری ضروریات کے مطابق زمین اور سورج کا تعلق قائم کیا تھا جس کی وجہ سے تم رات کے پرسکون اندھیرے میں سکون حاصل کرتے تھے اور دن کو روشن کیا تھا تاکہ تم کسب معاش اور دیگر مصروفیات میں مشغول ہو سکو، اسی میں اللہ کی کامل وحدانیت کی نشانیاں تھیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے تھے۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَرِّعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۝

جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسمانوں والے اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے،

وَ كُلُّ أُنثَىٰ دَٰخِرِينَ ۝۱۵ ۝ وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَ هِيَ

اور سارے کے سارے عاجز و پست ہو کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے، اور آپ پہاڑوں کو دیکھ کر اپنی جگہ جمے ہوئے

تَمُرٌّ مَرًّا السَّحَابِ ۝ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتَقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۝

خیال کرتے ہیں لیکن وہ بھی بادل کی طرح اڑتے پھریں گے، یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے،

إِنَّهُ خَبِيرٌ ۝ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝۱۶ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ۝

جو کچھ تم کرتے ہو اس سے وہ باخبر ہے، جو لوگ نیک عمل لائیں گے انہیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا

وَهُمْ مِّنْ فِرْعَ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۝۱۷ ۝ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّبِيحَةِ فَكَبَّتْ وَجْهُهُمْ فِي النَّارِ ۝

اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے اور جو برائی لے کر آئیں گے وہ اوندھے منہ آگ میں جھونک دیئے جائیں

هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۰﴾ (نمل ۹۰ تا ۹۷)

گے، صرف وہی بدلہ دیئے جاؤ گے جو تم کرتے رہے۔

اور اس دن کیا گزرے گی جب اسرائیل علیہ السلام کے حکم سے صور میں پھونک ماریں گے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: جَاءَ أُعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا الصُّورُ؟ قَالَ: قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ

عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔ ﴿۹۰﴾

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: الصُّورُ كَهَيْئَةِ الْقَرْنِ يُنْفَخُ فِيهِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صور ایک سینگ کی طرح ہے جس میں پھونکا جائے گا۔ ﴿۹۱﴾

جس سے آسمان وزمین کی تمام مخلوقات حواس باختہ ہو جائیں گے، سوائے انبیاء، شہد اور اہل ایمان کے جنہیں اللہ اکرام و تکریم بخش کر ثابت قدمی عطا فرمائے گا اور وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا، اور سب لوگ قبروں سے نکل کر اور عاجز و پست ہو کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَنِ عَبْدًا ﴿۹۲﴾ ﴿۹۳﴾

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔

آج تو بلند و بالا ٹھوس پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ زمین میں خوب جمے ہوئے ہیں مگر جب اللہ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا تو یہ بلند و بالا ٹھوس پہاڑ بے وزن ہو کر بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ نُسَبِّئُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً... ﴿۹۴﴾ ﴿۹۵﴾

ترجمہ: فکر اس دن کی ہونی چاہیے جب کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو بالکل برہنہ پاؤ گے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿۹۶﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۹۷﴾ لَا تَبْقَىٰ فِيهَا جَبَلٌ وَلَا أُمَّةٌ ﴿۹۸﴾ ﴿۹۹﴾

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا، اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

﴿۹۰﴾ جامع ترمذی أبواب صفة القيامة والرقائق والورع باب ما جاء في شأن الصور ۲۴۳۰

﴿۹۱﴾ المعجم الكبير للطبرانی ۹۷۵۵

﴿۹۲﴾ مريم ۹۳

﴿۹۳﴾ الكهف ۲

﴿۹۴﴾ طه ۱۰۷ تا ۱۰۵

يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مُمْرَاتًا ۙ وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۙ ﴿١٠﴾

ترجمہ: وہ اس روز واقع ہوگا جب آسمان بری طرح ڈگمگائے گا اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔

وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًا ۙ ﴿١١﴾

ترجمہ: اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے کہ پر آئندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ ﴿١٢﴾

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھکے ہوئے اون جیسے ہو جائیں گے۔

يَوْمَ تَرُجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۙ ﴿١٣﴾

ترجمہ: یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔

وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۙ ﴿١٤﴾

ترجمہ: اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۙ ﴿١٥﴾

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

یہ اللہ کی عظیم قدرت کا دنی سا کرشمہ ہوگا جس نے ہر چیز کو حکمت کے ساتھ استوار کیا ہے، اللہ نے تمہیں جو صلاحیتیں اور عقل تمیز اور تصرف کے جو اختیارات عطا کیے ہیں ان کے بارے میں وہ خوب جانتا ہے کہ تم لوگ انہیں کس طرح استعمال کر رہے ہو، چنانچہ روز آخرت جو شخص ایمان اور اعمال صالحہ لے کر آئیگا اسے دائمی طور پر اس سے زیادہ انعام ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے، جیسے فرمایا

لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَعُ الْأَكْبَرُ... ﴿١٦﴾

ترجمہ: وہ انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا۔

... أَقْمَنَ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ... ﴿١٧﴾

ترجمہ: خود ہی سوچ لو کہ آیا وہ شخص بہتر ہے جو آگ میں جھونکا جائے والا ہے یا وہ جو قیامت کے روز امن کی حالت میں حاضر ہوگا؟۔

۱ الطور: ۹۱۰

۲ الواقعة: ۵، ۶

۳ المعارج: ۹

۴ المزل: ۱۳

۵ النبا: ۲۰

۶ القارعة: ۵

۷ الانبياء: ۱۰۳

۸ حم السجدة: ۲۰

... وَهُمْ فِي الْعُرْفِ أَمْتُونَ ﴿۳۵﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔

اور جو برائی لئے ہوئے آئے گا ایسے سب لوگوں کو ستر ہاتھ لمبی زنجیروں سے پکڑ کر اور گلے میں طوق ڈال کر اونڈھے منہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا، جیسے فرمایا

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۖ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ مَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن عَاصِمٍ ۖ كَأَمَّا أَغْشَيْتُمْ وُجُوهَهُمْ قِطْعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۖ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۳۶﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید فضل، ان کے چہروں پر رو سیاہی اور ذلت نہ چھائے گی وہ جنت کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور جن لوگوں نے برائیاں کیں ان کی برائی جیسی ہے ویسا ہی وہ بدلہ پائیں گے، ذلت ان پر مسلط ہوگی، کوئی اللہ سے بچانے والا نہ ہو گا ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوئی ہوگی جیسے رات کے سیاہ پردے ان پر پڑے ہوئے ہوں وہ دوزخ کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّمَّهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۷﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: جو کوئی بھلائی لے کر آئے گا اس کے لئے اس سے بہتر بھلائی ہے اور جو برائی لے کر آئے تو برائیاں کرنے والوں کو ویسا ہی بدلہ ملے گا جیسے عمل کرتے تھے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۸﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے ان کی برائیاں ہم ان سے دور کر دیں گے اور انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزا دیں گے۔

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالْبَتَىٰ تُقَدِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ ۖ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۖ فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الصِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا ۖ وَهُمْ فِي الْعُرْفِ أَمْتُونَ ﴿۳۹﴾ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ ۖ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿۴۰﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو، ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی لوگ ہیں جن

﴿۱﴾ سب ۴۳

﴿۲﴾ یونس ۲۶، ۲۷

﴿۳﴾ القصص ۸۳

﴿۴﴾ العنکبوت ۷

﴿۵﴾ سب ۳۸، ۳۷

کے لئے ان کے عمل کی دوہری جزا ہے اور وہ بلند وبالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے، رہے وہ لوگ جو ہماری آیات کو نچا د کھانے کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں تو وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثِيَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: جو برائی کرے گا اس کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنی اس نے برائی کی ہوگی اور جو نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مؤمن ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے جہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔
کیا تم لوگ اس کے سوا کوئی اور جزا پاسکتے ہو کہ جیسا کرو ویسا بھرو؟

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ

مجھے تو بس یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے جس کی ملکیت

وَ أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۹۱﴾ وَأَنْ أَتْلُوا الْقُرْآنَ

ہر چیز ہے، اور مجھے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ میں فرماں برداروں میں ہو جاؤں، اور میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں،

فَمِنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۗ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا

جو راہ راست پر آجائے وہ اپنے نفع کے لیے راہ راست پر آئے گا اور جو بہک جائے تو کہہ دیجئے! کہ میں صرف

أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

ہو شیار کرنے والوں میں سے ہوں، کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں وہ عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے گا

فَتَعْرِفُونَهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ (انمل ۹۱-۹۳)

جنہیں تم (خود) پہچان لو گے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آپ کا رب غافل نہیں۔

اے محمد ﷺ! ان سے کہو مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر مکہ مکرمہ (جس میں خانہ کعبہ ہے) کے رب کی بندگی کروں، اسی کے حضور سر نیاز جھکاؤں، جیسے فرمایا

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ﴿۹۴﴾ الَّذِي أَطَعَهُمْ مِّنْ جُوعٍ ۖ وَآمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۹۵﴾

ترجمہ: لہذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے امن عطا کیا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِن أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي

يَتَوَقَّكُمْ ۖ وَأَمْرٌ أَنْ أَتُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ لوگو! اگر تم ابھی تک میرے دین کے متعلق کسی شک میں ہو تو سن لو کہ تم اللہ کے سوا جن کی بندگی کرتے ہو میں ان کی بندگی نہیں کرتا بلکہ صرف اسی خدا کی بندگی کرتا ہوں جس کے قبضے میں تمہاری موت ہے، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔

جس کی عظمت یہ ہے کہ اللہ نے اسے حرمت و عزت والا بنایا ہے،

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَمُ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُزْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَخِي قَبْلِي، وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُزْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهُ، وَلَا يَلْتَقِطُ لُقْطَتُهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا، وَلَا يُحْتَلَى خَلَاةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لَقَيْنِهِمْ وَلِيُوتِيَهُمْ، قَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا یہ شہر اس وقت سے باحرمت ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، یہ اللہ کی حرمت دینے سے حرمت والا ہی رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے، اس میں شک نہیں کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی اور میرے لئے بھی دن کے ایک حصہ میں حلال کی گئی اس کی حرمت قیامت تک قائم رہے گی، اس کا کائنات کا ناجائز اور نہ اس کا شکار بھگا جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کی تشہیر کرے اور نہ وہاں کی گھاس اکھاڑی جائے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ان کے سناروں اور گھروں کے لئے اذخر کی اجازت دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اذخر کی اجازت ہے۔ ﴿۳۷﴾

خاص چیز کی ملکیت کے بعد عام ملکیت کا ذکر فرمایا کہ جو کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے اس لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ وحدہ لا شریک کا مطہج اور فرماں بردار ہو کر رہوں، جیسے فرمایا

... وَأَمْرٌ أَنْ أَتُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔

اور اس آخری کتاب قرآن مجید کی تمہارے سامنے تلاوت کروں تاکہ اس کے ذریعے سے تم ہدایت اور رہنمائی حاصل کرو، اب جو میری دعوت حق پر ایمان لائے گا اور عمل صالح اختیار کرے گا اس میں اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے گا اور نعمتوں بھری جنتوں میں عزت و اکرام کے ساتھ رہے گا، اور جو حق کی تکذیب کرے گا اور اعمال بد اختیار کرے گا تو اس کی اپنی مرضی ہے میرا کام تو صرف وعظ و نصیحت ہے، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ یونس ۱۰۳

﴿۲﴾ صحیح بخاری کتاب الجزئیہ والموادعہ بابُ إِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَيْتِ وَالْفَاجِرِ ۳۱۸۹، صحیح مسلم کتاب الحج بابُ تَحْرِيمِ مَكَّةَ وَصَيْدِهَا وَخَلَاةَا وَشَجَرِهَا وَلُقْطَتِهَا، إِلَّا لِمَنْشَيْدٍ عَلَى الدَّوَامِ ۳۳۰۲

﴿۳﴾ یونس ۱۰۳

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِ ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٨﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آچکا ہے، اب جو سیدھی راہ اختیار کرے اس کی راست روی اسی کے لیے مفید ہے اور جو گمراہ رہے اس کی گمراہی اسی کے لیے تباہ کن ہے، اور میں تمہارے اوپر کوئی حوالہ دار نہیں ہوں۔

مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِ ۖ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ --- ﴿١٥﴾

ترجمہ: جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

اللہ تعالیٰ خود ہی اس سے حساب لے گا اور عذاب جہنم کا مزہ اچکھائے گا، جیسے فرمایا:

--- فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: بہر حال تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

ان سے کہو ہر طرح کی حمد و ثنا، تسبیح اور تجمیلات اللہ ہی کے لئے ہے جو کسی کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک حجت قائم نہیں کر دیتا، جیسے فرمایا:

--- وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں۔

بہت جلد وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھادے گا جس سے تم حق و باطل کے بارے میں رہنمائی حاصل کر سکو گے، جیسے فرمایا

سَأُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ --- ﴿٥٧﴾

ترجمہ: عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے۔

--- لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ --- ﴿٣٢﴾

ترجمہ: تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے۔

اور جو اعمال سے جو تم لوگ کرتے ہو تو ارباب اس سے غافل نہیں ہے۔

۱ یونس ۱۰۸

۲ بنی اسرائیل ۱۵

۳ الرعد ۴۰

۴ بنی اسرائیل ۱۵

۵ حم السجدة ۵۳

۶ الانفال ۳۲

مضامین سورہ القصاص:

سورہ کے آغاز میں موسیٰ کا بطور تمثیل ذکر کر کے رسول اللہ ﷺ پر شہادت و اعتراضات کا جواب دیا گیا، تفصیل کے ساتھ موسیٰ کی ولادت و پرورش کا ذکر فرمایا کہ اس دور میں جب متکبر و سرکش فرعون کے حکم سے بنی اسرائیل کے بچوں کا قتل عام جاری تھا اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی اور موسیٰ علیہ السلام انہی قبیلوں کے بادشاہ کے گھر پرورش پاتے رہے جو اپنی حکومت کی حفاظت کے لیے بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کروا رہا تھا، اس طرح اہل مکہ کو باور کرایا کہ جب رب کا کسی کام کے بارے میں فیصلہ ہو جاتا ہے تو وہ کام ہو کر رہتا ہے اور کسی قسم کے نامساعد حالات راہ کی رکاوٹ نہیں بننے، اہل مکہ کا یہ سوال کہ محمد ﷺ کو یہ نبوت کہاں سے مل گئی اور بیٹھے بٹھائے یہ نبی کیسے بن گئے فرمایا کہ کسی کو منصب رسالت پر فائز کرنے کے لیے کسی مجمع کی ضرورت نہیں ہوتی چنانچہ دیکھ لو جب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دینے کا وقت آیا تھا تو انہیں مدین سے واپس مصر جاتے ہوئے کوہ طور پر بلا کر خاموشی سے اس منصب پر فائز کر دیا گیا تھا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی تھی، موسیٰ اور جادو گروں کے مقابلے کو پیش کر کے فرمایا کہ رب جب کسی سے کوئی کام لینے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے لئے کسی قوت و طاقت اور لاؤ لشکر جیسے اسباب کا ہونا ضروری نہیں، اسباب و وسائل کی کمیابی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی، اہل مکہ کے اس مطالبہ پر کہ رسول اللہ ﷺ موسیٰ جیسا معجزہ کیوں نہیں دکھاتے تو فرمایا کہ قوم فرعون نے موسیٰ کے معجزات دیکھے تھے مگر وہ ان پر ایمان نہیں لائے تھے تو کیا ضروری ہے کہ تم معجزات دیکھ کر ایمان لے آؤ گے؟ رب نے فرمایا موسیٰ کی قوم نے ان کے معجزات کو جادو قرار دیا جس کے نتیجے میں وہ ہمارے عذاب میں گرفتار ہو کر خرق ہو کر عبرت کا نشان بن گئے، اب تم بھی رسول سے معجزات مانگ رہے ہو اس طرح اپنی بربادی کو خود دعوت دے رہے ہو کیوں کہ ہماری یہ سنت ہے کہ جب کوئی قوم معجزات طلب کرے اور وہ طلب پوری کر دی جائے مگر وہ قوم ایمان نہ لائے تو ان کی ہلاکت و بربادی یقینی ہو جاتی ہے، عیسائیوں کا تذکرہ فرما کر اہل مکہ کو شرم دلائی کہ باہر سے یہ لوگ آ کر ایمان کی دولت سے فیض یاب ہو رہے ہیں جب کہ تم اپنے گھر آئی ہوئی رب کی رحمت کو نہیں سمیٹ رہے، تم ہمارے رسول کی تکذیب کرتے ہو کیا یہ بات ان کی رسالت کی تائید نہیں کرتی کہ وہ ہزاروں برس قبل کے واقعات تفصیل کے ساتھ تمہیں من و عن سناتے ہیں جبکہ تم اہل مکہ اور یہودی بھی جو اہل کتاب ہیں ان واقعات کی تفصیلات سے لاعلم ہو، جب کہ ان کے پاس وحی کے علم کے سوا اور کوئی ذریعہ علم بھی نہیں، اہل مکہ دنیا دار لوگ تھے انہیں اپنی عزت و شہرت اور اپنی دھاک کی پڑی ہوئی تھی کہ اگر ہم نے اپنے بزرگوں کے دین کو چھوڑا تو کیا ایک اس ملک سے ہماری مذہبی، سیاسی اور معاشرتی بالادستی یک دم ہی ختم ہو جائے گی اور عرب کے سب سے زیادہ بااثر قبیلے کی حیثیت کھو کر اس سر زمین میں ہمارے لیے کوئی جائے پناہ نہیں رہے گی، اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ حق و باطل کا فیصلہ دنیاوی مفادات کے پیش نظر نہیں بلکہ اخروی زندگی جو ہمیشہ کی زندگی ہے اس کی بنیاد پر ہو ناچاہیے، مسلمانوں کے اوصاف کے بارے میں بتایا کہ وہ بیہودہ قوم کے اعمال سے گریز کرتے ہوئے سلامتی کی راہ اپناتے ہیں، اعمال صالحہ اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی رغبت دلائی، رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ ہدایت دینا رب کا کام ہے تمہارا نہیں، دنیاوی اسباب کی حقیقت بتائی کہ یہ تو محض چند روز کا کھیل ہے، مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ تم ترک دنیا کر کے رہبانیت اختیار کر لو کیونکہ آخرت کی کامیابی کا راستہ اسی دنیا ہی سے نکلتا ہے، اسی ضمن میں قارون کی دولت اور شان و شوکت کا بھی ذکر کیا گیا جس کے زعم میں اس نے موسیٰ علیہ السلام کی پیش کردہ دعوت ہدایت کو ٹھکر کر رہا تھا بن گیا اور اللہ نے اسے اس کے گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا، پھر رب نے اپنی قدرت و اختیار اور اپنی نعمتوں کا ذکر

اور آخرت میں کامیابی کی شرائط بیان کیں، پھر آخر میں رسول اللہ ﷺ کے توسط سے مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی کہ ہوس اقتدار میں ہرگز نہ پڑنا، یہی اصل میں فساد کی جڑ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طسّم ۱ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۱ نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ تَبٰی مُوْسٰی وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ

طسّم، یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی، ہم آپ کے سامنے موسیٰ اور فرعون کا صحیح واقعہ بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو

لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۲ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِیْعًا یَسْتَضْعِفُ

ایمان رکھتے ہیں، یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا اور ان کے لڑکوں کو

طٰیْفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَاءَهُمْ وَ یَسْتَحْیِ نِسَاءَهُمْ ۳ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۳

تو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا، بیشک وہ شبہ و شبہ ہی مفسدوں میں سے،

وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتَضْعَفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اٰیٰتًا ۴ وَ نَجْعَلَهُمْ

پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا اور ہم انہیں کو پیشوا اور (زمین) کا

الْوٰرِثِیْنَ ۵ وَ نُمِیْنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیْ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُوْدَهُمْ مِّنْهُمْ

وارث بنائیں، اور یہ بھی کہ ہم انہیں زمین میں قدرت و اختیار دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھائیں

مَا كَانُوا یَحْذَرُوْنَ ۶ (القصص ۶۳)

جس سے وہ ڈر رہے ہیں۔

طسّم، یہ کتاب مبین کی آیات ہیں، ہم آپ کو آپ کی نبوت کی دلیل کے طور پر صدیوں قبل موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے کچھ ٹھیک ٹھیک انوکھے اور تعجب انگیز واقعات سناتے ہیں جبکہ اس سارے واقعہ کی تفصیلات سے اہل مکہ اور خود یہودی بھی بے بہرہ ہیں، اس واقعہ سے اہل ایمان ہی عبرت حاصل کریں گے اور اس کی تصدیق کریں گے، واقعہ یوں ہے کہ فرعون نے اپنے اقتدار، سلطنت، لشکروں اور اپنے تکبر و سرکشی کی بنا پر اللہ کی زمین پر ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا اور اپنے آپ کو بڑا معبود کہلاتا تھا، جیسے فرمایا

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمْ الْاَعْمٰی ۷

ترجمہ: پھر اس نے کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

اس نے ملک کے باشندوں کو متفرق کر دیا اور اس وقت کی افضل ترین قوم بنی اسرائیل کی ایک بڑی تعداد کو اپنے تسلط کے بل بوتے پر اپنا غلام بنا کر انتہائی پستی میں دھکیل دیا تھا اور انہیں ہمیشہ اپنا غلام رکھنے کے لئے یہ تدبیر اپنائی کہ ان کے پیدا ہونے والے لڑکوں کو تو وہ قتل کروادیتا اور ان کی لڑکیوں کو جیتا چھوڑ دیتا تا کہ نہ تو مردوں کی قوت ہوگی اور نہ ہی کوئی بغاوت سر اٹھائے گی، اس طرح بتدریج ان کی نسل کا خاتمہ ہو جائے اور یہ دوسری قوموں میں گم ہو کر رہ جائے، اس طرح اس نے اللہ کی زمین کو فساد سے بھر دیا تھا دوسرا گروہ حکمران طبقہ کا تھا جن کو ہر طرح کی مراعات اور امتیازات حاصل تھے اس لئے وہ بڑے خوش حال اور بڑے ہی ظالم و جاہل تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی کہ اس کمزور و بے بس قوم پر اپنا فضل و کرم اور احسان کرے، ان پر سے ذلت کے تمام نشانات مٹا دے اور انہیں ظالم و جاہل متعصب قبلی النسل بادشاہ (فرعون) اور اس کی قوم سے نجات دیکر ارض شام کا وارث بنا دے، اور قوم بنی اسرائیل کو اس وقت دنیا کی امامت اور دین کا پیشوا بنایا جائے تا کہ فرعون و ہامان اور اس کے لشکر کو جس ضعیف قوم کی طرف سے بغاوت و خروج اور غالب ہونے کا کھٹکا لگا رہتا تھا اس کے ہاتھوں ان کے ظلم و استبداد کا نتیجہ ان کے آگے آئے، جیسے فرمایا

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضَعُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۖ بِمَا صَبَرُوا ۗ وَكَمَرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿۱۳۰﴾^{۱۱}

ترجمہ: اور ان کی جگہ ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا اس طرح بنی اسرائیل کے حق میں تیرے رب کا وعدہ خیر پورا ہوا کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا اور فرعون اور اس کی قوم کا وہ سب کچھ برباد کر دیا گیا جو وہ بناتے اور چڑھاتے تھے۔

كَذَلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۱۳۱﴾^{۱۲}

ترجمہ: یہ تو ہوا ان کے ساتھ (اور دوسری طرف) بنی اسرائیل کو ہم نے ان سب چیزوں کا وارث کر دیا۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خَفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ

ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو وحی کی کہ اسے دودھ پلائی رہ اور جب تجھے اس کی نسبت کوئی خوف معلوم ہو تو اسے

وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۗ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكَ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۲﴾

دریا میں بہا دینا اور کوئی ڈر خوف یا رنج نہ کرنا ہم یقیناً سے تیری طرف لوٹانے والے ہیں اور اسے اپنے پیغمبروں میں بنانے

فَالنَّفَطَةُ ۗ أَلْ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ

والے ہیں، آخر فرعون کے لوگوں نے اس بچے کو اٹھالیا کہ آخر کار یہی بچہ ان کا دشمن ہو اور ان کے رنج کا باعث بنا،

إِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُودَهُمَا كَانُوا خَطِيئِينَ ۝ وَ قَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ

کچھ شک نہیں کہ فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر تھے ہی خطا کار، اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ تو میری اور تیری آنکھوں کی

قُرَّتْ عَيْنِي لِي وَ لَكَ لَا تَقْتُلُوهُ ۝ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَ كَدًا

ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا ہی بیٹا بنالیں

وَ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ (القصص ۹۳)

اور یہ لوگ شعور ہی نہیں رکھتے تھے۔

ان حالات میں ایک بنی اسرائیلی غلام عیرام (عمران) کے ہاں ایک بیٹی، اور ایک بیٹے ہارون جو کسی طرح قتل سے بچ گئے تھے کے بعد بالائی مصر (جنوبی مصر) میں دار الحکومت طیبہ یا کھیسبس جو اب الاقصر کہلاتا ہے میں ایک لڑکا پیدا ہوا، اس وقت کے بادشاہ کانام رمیسیس ثانی کا بیٹا منفتح تھا جو مصر کے حکمرانوں کے انیسویں خاندان سے تھا جو بہت ہی ظالم و جابر تھا اور غرور و تکبر میں حد سے گزر گیا تھا جب یہ بچہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی والدہ جن کا نام یو کا بد بتلایا جاتا ہے کے دل میں بات ڈال دی کہ جب تک وہ قبضوں سے کوئی شدید خطرہ محسوس نہ کریں بے فکر ہو کر بچے کو دودھ پلاتی رہیں اور جب محسوس کریں کہ فرعون کے جاسوسوں کو ان کی پیدائش کا علم ہو گیا ہے اور ان کی جان کو خطرہ لاحق ہے تو اپنے نومولود بچے کو ایک ٹوکری میں رکھ کر دریا نیل میں بہادیں اور پھر کسی طرح کا اندیشہ دل میں نہ لائیں، اس بچے کو میرا بہت بڑا دشمن ٹوکری سے اٹھالے گا مگر ہماری حکمت و مشیت کے تحت بہت جلد ہی ہم اس نومولود بچے کو دوبارہ تمہاری طرف لوٹا دیں گے اور جلیل القدر بشارت سنائی کہ جب یہ بچہ بڑا ہو گا انہیں منصب رسالت پر فائز کریں گے، گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بچے کی والدہ کو اس بات کا مکمل اشارہ تھا کہ فرعون مصر اپنی ہر کوشش کے باوجود اس بچے کو قتل یا زک پہنچانے پر قادر نہ ہو سکے گا، چنانچہ تین ماہ تک بچے کی والدہ اپنے بچے کو چھپا کر دودھ پلاتی رہیں، فرعون کے ہر کارے بنی اسرائیل کے نومولود بچوں کی بوسو گنتے پھرتے تھے جنہیں قتل کر کے وہ بڑی فرحت و مسرت محسوس کرتے تھے ایک دن خطرہ محسوس کر کے بچے کی والدہ نے بچے کو مصر کے صوبہ قنایم دریا نیل کے مشرقی کنارے پر طیبہ یا ثیبہ (Thebes) کے مقام پر (جو آمون دیوتا کی پوجا کے لئے مشہور ہوا) ٹوکری میں رکھ کر الو ہی رہنمائی میں دریا کے سپرد کر دیا، ٹوکری لہروں پر بہتی ہوئی فرعون کے محل کے پاس پہنچ گئی، فرعون کے اہل کاروں نے ٹوکری کو دریا میں بہتے دیکھا تو لالچ میں مبتلا ہو کر دریا میں کود پڑے مگر وہاں دیکھا کہ ایک خوبصورت بچہ ٹوکری میں لیٹا ہوا ہے، ٹوکری میں بچے کو دیکھ کر وہ یہ تو سمجھ گئے کہ یہ کسی اسرائیلی غلام کی اولاد ہے جسے کسی نے فرعون کے خوف سے دریا میں بہا دیا ہے مگر وہ فرعون مصر کی اجازت کے بغیر اس کو قتل نہیں کر سکتے تھے اس لئے ٹوکری کو بچے سمیت لا کر فرعون رمیسیس ثانی کے حضور پیش کر دیا، دربار میں فرعون کے منصب داروں ہامان وغیرہ اور لشکر کے سرداروں نے اس اسرائیلی بچے کو قتل کرنا چاہا مگر اللہ نے فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم جن کی کوئی اولاد نہیں تھی کے دل میں رحم ڈال دیا اس نے اپنے خاوند سے گزارش کی کہ وہ اس بچے کو قتل نہ کریں ہو سکتا ہے کہ یہ بڑا ہو کر ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں اور یہ ہم دونوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بنے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا کہ وہ بچہ فرعون کی بیوی کو فائدہ دے جس نے یہ بات کہی تھی

جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو اس نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی، فرعون نے اپنی ملکہ کی اس خواہش کا احترام کیا اور اپنے انجام کی بے خبری میں ایک فاش غلطی کے مرتکب ہوئے اور اس بچے کو قتل نہ کیا اور اپنی ملکہ کے سپرد کر دیا اور اس نے بچے کا نام موسیٰ رکھا، جس کے قبضی زبان میں معنی ہیں میں نے اسے پانی سے نکالا، اور انہیں علم ہی نہ تھا کہ لوح محفوظ میں کیا درج ہے، جسے وہ اپنا بچہ بنا رہے ہیں یہ تو وہی بچہ ہے جس کو مارنے کے لئے سینکڑوں بچوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے، یعنی تقدیر الہی کے مقابلے میں احتیاط کام نہیں آتی۔

وَ اصْبَحَ فُؤَادُ اُمَّ مُوسَىٰ فُرْعَانًا ۗ اِنَّ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهٖ لَوْ لَا اَنْ رَّبَّنَا عَلٰى قَلْبِهَا

موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا، قریب تھیں کہ اس واقعہ کو بالکل ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو

لَتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَقَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِيْہٖ ۗ فَبَصَّرَتْ بِہٖ

ڈھارس نہ دے دیتے یہ اس لیے کہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے، موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ نے اس کی بہن سے

عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَحْرَمْنَا عَلَیْہِ الْبَرَاضِعَ

کہا کہ تو اس کے پیچھے پیچھے جا، تو وہ اسے دور ہی دور سے دیکھتی رہی اور فرعونیوں کو اس کا علم بھی نہ ہوا، ان کے پیچھے سے

مِنْ قَبْلِ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی اٰهْلِ بَيْتِ

پہلے ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا یہ کہنے لگی کہ میں تمہیں ایسا گھرانہ بتاؤں

يَكْفُلُوْنَہٗ لَکُمْ وَّهُمْ لَہٗ نٰصِحُوْنَ ۝ (القصص ۱۲ تا ۱۰)

جو اس بچے کی تمہارے لیے پرورش کرے اور ہوں بھی اس بچے کے خیر خواہ۔

رب کی وحی کے مطابق انہوں نے بے خوف و خطر اتنا بڑا عمل تو کر دیا مگر بشری تقاضے کے تحت ماں کی ممتا کو بچے کے بغیر چھین کہاں سے ملتا، صدمے اور قلق سے ان کا دل سخت بے قرار اور غم سے اڑا جا رہا تھا، یہ بے قراری یہاں تک بڑھ گئی کہ وہ بچے کی پیدائش اور پھر اسے دریا میں بہا دینے کا ذکر کرنے کے قریب قریب تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ثابت قدمی عطا فرمائی اور انہوں نے صبر کیا اور راز فاش نہ کیا، موسیٰ کو دریا میں بہا دینے کے بعد موسیٰ کی والدہ نے تدبیر کے طور پر ان کی بڑی بہن (مریم) سے کہا کہ دریا کے کنارے سے کچھ دور لا تعلق ہو کر تاکہ اس کے دشمنوں کو پتہ نہ چلے کہ تم اس ٹوکری کے ساتھ ساتھ چلتی رہو اور اس پر نظر رکھو اور دیکھو کہ اس ٹوکری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا معاملہ کرتا ہے، چنانچہ ماں کے حکم کی تعمیل میں موسیٰ کی بہن دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ نہایت محتاط ہو کر کچھ دور ٹوکری پر نگاہ رکھ کر چلتی رہیں اور کانوں کان فرعون کے اہل کاروں کو علم ہی نہ ہو سکا کہ ٹوکری کے تعاقب میں کوئی چل رہا ہے، جب ملکہ مصر نے موسیٰ کو گود لے لیا تو پہلا مسئلہ نومولود بچے کو دودھ پلانے کا آیا چنانچہ بچے کو دودھ پلانے کے لئے دودھ والی عورتوں کو بلایا گیا مگر بچے نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی عورت کا بھی دودھ نہ پیا اور بھوک سے روتا رہا، اس صورت حال میں ملکہ کے حکم پر کئی عورتیں جلد از جلد اور

دودھ پلانے والیوں کی تلاش میں تھیں، موسیٰ کی بڑی بہن جو تمام حالات کا جائزہ لے رہی تھیں نے سرسری طور پر ان تلاش کرتی عورتوں سے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جو اس بچے کو دودھ پلائے اجرت بھی کم لے اور مکمل خیر خواہی کے ساتھ اس کی پرورش بھی کرے،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمَّا قَالَتْ ذَلِكَ أَخَذُوَهَا وَشَكُّوا فِي أَمْرِهَا وَقَالُوا لَهَا: وَمَا يُدْرِيكَ نُصْحَهُمْ لَهُ وَشَفَقَتَهُمْ عَلَيْهِ؟ فَقَالَتْ:

نُصْحَهُمْ لَهُ وَشَفَقَتَهُمْ عَلَيْهِ زَعْبَتُهُمْ فِي طُورَةِ الْمَلِكِ وَرَجَاءُ مَنْفَعَتِهِ، فَأَسْأَلُهَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے یہ بات کہی تو انہوں نے لڑکی کو پکڑ لیا اور اس کے بارے میں شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس کے بارے میں خیر خواہی و شفقت سے کام لیں گے، اس نے جواب دیا کہ اس لیے کہ وہ بادشاہ کی خوشی اور منفعت کی خواہش مند ہے، یہ جواب سن کر انہوں نے لڑکی کو چھوڑ دیا۔^(۱)

ان عورتوں نے یہ بات ملکہ سے جا کر کہہ دی، ملکہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن کی بات مان لی اور فوراً ہی موسیٰ کی والدہ کو بلوایا انہوں نے جیسے ہی بچہ کو گود میں اٹھایا اور چھاتی سے لگا کر دودھ پلایا تو اللہ کی تدبیر و مشیت سے آپ غناغٹ دودھ پینے لگے، فرعون نے بچے کی بہترین نگہداشت کے لئے اجرت طے کر کے بچے کو ان کے حوالے کر دیا گیا، انہوں نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اس طرح اللہ تعالیٰ جس کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا، جیسے فرمایا

... وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ... (۲)

ترجمہ: اللہ ہر گز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا۔

وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۳)

ترجمہ: یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اس نے موسیٰ کی والدہ سے کیا ہوا وعدہ اپنی خفیہ تدبیر سے پورا کر دیا ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا اور دل کو مسرور کر دیا، چنانچہ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے انجام کی حقیقت سے اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

... وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا

تَعْلَمُونَ (۴)

ترجمہ: ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بُری ہو، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ۶/۲۲۳، تفسیر طبری ۱۹/۵۳۳، عن السدی وابن جریر

(۲) الحج ۷۷

(۳) الروم ۶

(۴) البقرة ۲۱۶

... فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَنَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴿١٩﴾

ترجمہ: ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَىٰ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۗ وَلَا تَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۗ وَلَكِنَّ

پس ہم نے اس کی ماں کی طرف واپس پہنچایا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور آزر دہ خاطر نہ ہو اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٠﴾ وَ لَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ ۖ وَ اسْتَوَىٰ اتَيْنَاهُ

کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، اور جب (موسیٰ علیہ السلام) اپنی جوانی کو پہنچ گئے اور پورے تو انا ہو گئے ہم

حُكْمًا ۖ وَ عَلِمًا ۗ وَ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢١﴾ وَ دَخَلَ الْمَدِينَةَ

نے انہیں حکمت و علم عطا فرمایا نیکی کرنے والوں کو، ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں، اور موسیٰ (علیہ السلام) ایک ایسے وقت شہر

عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ ۖ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ

میں آئے جبکہ شہر کے لوگ غفلت میں تھے، یہاں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا، یہ ایک تو اس کے رفیقوں میں سے تھا

وَ هَذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَعَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ ۗ

اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں سے، اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا اس سے فریاد کی،

فَوَكَرَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۗ

جس پر موسیٰ (علیہ السلام) نے اس کے مکارا جس سے وہ مر گیا، موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے یہ تو شیطان کا کام ہے،

إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي

یقیناً شیطان دشمن اور کھلے طور پر بہکانے والا ہے، پھر دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار! میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھے معاف

فَغَفَرَ لَهُ ۗ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ

فرمادے، اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا وہ بخشش اور بہت مہربانی کرنے والا ہے، کہنے لگے اے میرے رب! جیسے تو نے مجھ پر

عَلَىٰ فَلَئِنْ أَكُونُ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ ﴿٢٤﴾ (القصص ۱۳ تا ۱۷)

یہ کرم فرمایا میں بھی اب ہرگز کسی گناہ گار کا مددگار نہ بنوں گا۔

اس طرح موسیٰ اپنی والدہ کی گود میں پرورش پانے لگے جب وہ قوت اور عقل و فہم کو پہنچ گئے تو قادر مطلق نے انہیں حکمت و دانائی، فہم

و فرست اور قوت فیصلہ اور دینی اور دنیاوی علوم سے یا بعد میں کوہ طور پر وادی مقدس طوی میں علم و حکمت سے نوازا، احسان کرنے والوں کو ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں، جب موسیٰ علیہ السلام جوانی اور شعور کے دور میں داخل ہوئے تو آپ نے ہر طرف ظلم و جور کی حکمرانی دیکھی جس سے آپ کو شدید نفرت ہو گئی، انہی ایام میں ایک دن موسیٰ شہر کے انتہائی حصہ پر واقع محل سے نکل کر شہر میں ایسے وقت داخل (صبح سویرے،

فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذَلِكَ نِصْفُ النَّهَارِ

بعض کہتے ہیں گرمی میں نصف النہار میں قیلو لے کے وقت، یا سردیوں میں مغرب اور عشا کے درمیان)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: يَقُولُونَ فِي الْقَائِلَةِ، قَالَ: وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ مغرب و عشاء کے درمیان کا وقت تھا۔^(۱)

ہوئے جب کہ لوگوں کے آرام کا وقت تھا اور سب غفلت میں پڑے ہوئے تھے، بازاروں میں آمد و رفت بھی نہیں تھی کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی جن میں سے ایک بنی اسرائیلی اور دوسرا ایک قبیلی تھا آپس میں جھگڑ رہے ہیں، قبیلی اس پر حاوی تھا اور بنی اسرائیلی کو بیگار پر کہیں لے جانا چاہتا تھا، لوگوں کو علم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے منہ بولے بیٹے ہیں اور بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے موسیٰ کو دیکھ کر اسرائیلی نے مظلومانہ انداز سے ان کو مدد کے لئے پکارا اور قبیلی کا زور و ظلم بیان کیا جس پر موسیٰ نے اسے مظلوم ہی سمجھا اور قبیلی کو غصہ سے ایک زوردار گھونسا لگایا موسیٰ علیہ السلام اسے ہرگز قتل نہیں کرنا چاہتے تھے مگر ایک پیغمبر کا مکہ بھلا وہ کیا برداشت کرتا وہیں ڈھیر ہو گیا، یہ دیکھ کر موسیٰ گھبرا گئے اور ان کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ قتل ایک سنگین جرم ہے جو ان سے ہو گیا ہے، تاسف سے کہنے لگے مجھ سے تو ایک شیطانی فعل سرزد ہو گیا ہے بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور ہر وقت گمراہ کرنے کی تاک میں لگا رہتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی طرح کہ غصہ یا نادانستگی میں جب ان سے کوئی خطا سرزد ہو جاتی ہے تو وہ اس پر خاموشی اختیار نہیں کر لیتے کہ توبہ کر لیں گے ابھی تو بہت عمر پڑی ہے بلکہ فوراً اسے شیطانی عمل جان کر رب کے حضور اپنی مغفرت کی دعا کرنے لگتے ہیں، جیسے فرمایا

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا

اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ^(۲)

ترجمہ: اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی شخص کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہو اور وہ دیدہ و دانستہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔

اسی طرح موسیٰ کا یہ اتفاق قتل اگرچہ کبیرہ گناہ نہیں تھا تاہم یہ بھی ایسا گناہ نظر آتا تھا جس کے لئے انہوں نے بخشش ضروری سمجھی، دوسرا انہیں یہ بھی خطرہ لاحق ہوا کہ اگر فرعون کو اس قتل کی اطلاع مل گئی تو وہ انہیں اس قبیلی کے بدلے میں قتل کر دے گا چنانچہ آپ علیہ السلام اسی لمحہ توبہ و استغفار کرتے ہوئے رب کے حضور عاجزی و فروتنی سے کہنے لگے اے میرے رب! میں نے نادانستگی میں ایک بے گناہ کو قتل کر کے اپنے نفس پر ظلم

(۱) تفسیر ابن کثیر ۶/۲۲۵

(۲) آل عمران ۱۳۵

کر لیا ہے مجھے اپنی رحمت و کرم سے معاف کر دے اور اس کا پردہ بھی ڈھانک دے تاکہ دشمنوں کو پتہ نہ چلے، علیم و بصیر، غفور و رحیم رب نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو معاف کر دیا، مسلمان ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈساجاتا موسیٰ نے رب سے کہا ہے میرے مولا! مجھے معاف کر کے تو نے جو جاہ و عزت، بزرگی اور نعمت عطا فرمائی ہے اور ساتھ ہی مجھ پر بڑا احسان یہ کیا ہے کہ میرے قتل کا فعل چھپا رہ گیا ہے اور دشمن قوم کے کسی فرد نے مجھے ایسا کرتے نہیں دیکھا جس سے مجھے بچ نکلنے کا موقع مل گیا ہے اب میں عہد کرتا ہوں کہ میں آئندہ کبھی کسی کافر کا یا جو تیرے حکموں کا مخالف ہو گا کسی معاملے میں موافقت اور اس کا مددگار نہیں بنوں گا۔

فَاصْبِحْ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ

صبح ہی صبح ڈرتے اندیشہ کی حالت میں خبریں لینے شہر میں گئے کہ اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی ان

يَسْتَنْصِرُكُمْ ۗ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّا

سے فریاد کر رہا ہے، موسیٰ (علیہ السلام) نے اس سے کہا کہ اس میں شک نہیں تو تو صبح بے راہ ہے، پھر جب اپنے اور

أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَهُمَا ۗ قَالَ يَمُوسَىٰ أَتْرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي

اس کے دشمن کو پکڑنا چاہا وہ فریادی کہنے لگا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کیا جس طرح تو نے کل ایک شخص کو قتل کیا ہے مجھے بھی

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۗ إِنَّ تَرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ

مار ڈالنا چاہتا ہے تو تو ملک میں ظالم و سرکش ہونا ہی چاہتا ہے

وَمَا تَرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿۱۹﴾ (القصص ۱۸، ۱۹)

اور تیرا ارادہ ہی نہیں کہ ملاپ کرنے والوں میں سے ہو۔

موسیٰ کے دل میں قانون کا کھڑکا تو تھا ہی کہ دیکھیں ایک قبطی کے قتل کے خلاف کیا کاروائی کی جاتی ہے اس لئے دوسرے دن ادھر ادھر جھانکتے اور اپنے بارے میں اندیشوں میں مبتلا ہو کر جا رہے تھے کہ دیکھا کہ وہی اسرائیلی جس نے ان سے گزشتہ روز مدد مانگی تھی کسی اور قبطی سے جھگڑ رہا تھا اور انہیں دیکھ کر دوبارہ مدد کی درخواست کر رہا تھا، اس کی مدد کے لئے آپ ﷺ آگے بڑھے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تم تو بڑے فتنہ پرور اور جھگڑالو آدمی معلوم ہوتے ہو، کل بھی تو لڑتا ہوا پایا گیا تھا اور آج پھر کسی سے دست بہ گریبان ہو اور قبطی کو روکنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ اسرائیلی اپنے کمینہ پن اور بزدلی سے یہ سمجھا کہ وہ انہیں ڈانٹنے کے بعد مارنے کے لئے آ رہے ہیں اور ان کے کئے کا نتیجہ وہ ایک دن پہلے ہی دیکھ چکا تھا اس لئے اس نے اپنی جان بچانے کے لئے خوف و ہراس کی حالت میں فوراً چیخا چلانا شروع کر دیا اور اپنی حماقت سے کل کے قتل کا راز فاش کر دیا کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تو مجھے اس طرح قتل کرنا چاہتا ہے جیسے کل تو نے ایک شخص کو مکارا کر قتل کر دیا ہے تم تو لوگوں کی اصلاح کے بجائے فتنہ و فساد بڑھانا چاہتے ہو اور زمین پر سرکش بن کر رہنا چاہتے ہو، اب تک تو کسی کو علم نہ تھا کہ قبطی کا قتل کس

نے کیا تھا مگر اس قبلی نے دربار میں جا کر اس بات کی مخبری کر دی کہ ایک دن پہلے قتل ہونے والے قبلی کا قاتل موسیٰ ہے جب ان الفاظ کی بازگشت دربار میں سنی گئی تو بھرے دربار میں اس بات پر غور و فکر شروع ہو گیا۔

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ

شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا موسیٰ! یہاں کے سردار تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں

فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۝

پس تو جلد چلا جا مجھے اپنا خیر خواہ مان، پس موسیٰ (علیہ السلام) وہاں سے خوفزدہ ہو کر دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے،

قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ

کہنے لگے اے پروردگار! مجھے ظالموں کے گروہ سے بچالے، اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو

قَالَ عَلِيُّ رَبِّيَ أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ (القصص ۲۲-۲۰)

کہنے لگے مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ لے چلا گے۔

ہر انسان کے کچھ بھی خواہ اور کچھ دشمن ہوتے ہیں جب اہل دربار کو معاملہ کا علم ہوا کہ قبلی کا قتل جو فرعون کے قبیلہ سے تھا موسیٰ نے کیا ہے ہیں، منصب داروں اور لشکروں کے سرداروں میں قصاص میں موسیٰ کے قتل کی گرما گرم باتیں ہونے لگیں، وہاں موسیٰ کا ایک گنہگار ہمدرد بھی موجود تھا، وہ یہ باتیں سن کر دربار سے کھسک گیا اور قبل اس کے کہ کوئی حتمی فیصلہ ہو جائے شہر کے آخری کنارے پر واقع فرعون کے محل سے دوڑتا ہوا آیا اور بولا اے موسیٰ! میں تمہارا ہمدرد اور خیر خواہ ہوں، قبلی کے قتل کے قصاص میں تمہارے بارے میں مشورے ہو رہے ہیں قبل اس کے کہ وہ کسی نتیجے پر پہنچیں آپ میری مائیں اور نوراً یہاں سے نکل جائیں اور اپنی جان بچائیں، موسیٰ تو پہلے ہی ڈرے ہوئے تھے اور صورت حال کا جائزہ لینے گھر سے نکلے تھے اب یہ خبر سن کر مزید سہم گئے کہ اب ان کی خلاف کیا کاروائی ہوتی ہے، موسیٰ نے اس شخص کی بات پر اعتماد کیا اور فرعون کی گرفت سے بچنے کے لئے کوئی وقت ضائع کئے بغیر شہر طیبہ سے نکل کھڑے ہوئے، اور رب سے دعا فرمائی اے میرے رب! مجھے ان ظالموں سے امان میں رکھ، موسیٰ نے کبھی شہر سے باہر سفر نہیں کیا تھا کہ انہیں راستوں کا علم ہو تا جبکہ یہ واقعہ اتفاقاً پیش آ گیا تھا اس لئے فوری طور پر بھروسہ کر کے جدھر رخ تھا دھر چل پڑے، اور رب سے دعا کرنے لگے میں اپنے رب سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور انہیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائی،

فَذَكِّرُوا أَنَّ اللَّهَ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى، بَعَثَ لَهٗ مَلَكًا عَلٰى فَرَسٍ، فَأَزَشْدُهٗ اِلٰى الطَّرِيقِ

مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے گھوڑے پر سوار ایک فرشتے کو بھیج دیا جس نے راستے کے بارے میں آپ کی رہنمائی کی، قَالَ اللهُ

أَعْلَمُ - ①

چنانچہ آپ طیبہ سے ساڑھے چھ سو کلومیٹر شمال میں منف (مفس) پہنچے اور پھر صحرائے سیناء اور ایلہ سے ہوتے ہوئے مصری اثر و اقتدار سے بالکل آزاد قبیلہ بنی مدیان میں پہنچ گئے

لأجل النسب الذي بينه وبينهم لأن مدین من ولد إبراهيم، وموسى ومن ولد يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم جو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھا جبکہ موسیٰ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے، اس طرح اہل مدین اور موسیٰ کے درمیان نسبی تعلق بھی تھا۔ ﴿۱﴾

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْكُونَ ۗ وَوَجَدَ

مدین کے پانی پر جب آپ پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے، اور دو عورتیں الگ کھڑی

مِنْ دُونِهِمْ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۗ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۗ قَالَتَا لَا نَسْقِي ۖ حَتَّىٰ يُصَدِّدَ الرَّعَاءُ ۖ

(اپنے جانوروں کو) روکتی ہوئی دکھائی دیں، پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے، وہ بولیں کہ جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں

وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۗ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ

ہم پانی نہیں پلاتیں اور ہمارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں، پس آپ نے خود ان جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف

إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ﴿۲۳﴾ (القصص ۲۳-۲۴)

ہٹ آئے اور کہنے لگے اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔

جس الحی والقیوم رب پر موسیٰ کو بھروسہ تھا اس نے انہیں بخیریت مصر سے مدین میں پہنچا دیا (مدین کا قبیلہ بحر قلمذم کے مشرقی کنارے اور عرب کے مغرب شمال کے ایسے حصہ میں آباد تھا جس کو شام سے متصل حجاز کا آخری حصہ کہا جاسکتا ہے، یہ پہاڑی وادی سرسبز اور شاداب تھی، یہاں پر دو متصل کنوئیں تھے جو مغائر شعیب سے ڈیڑھ میل دور تھے) اور فرعون مصر کے اہل کار انہیں مصر میں ہی تلاش کرتے رہے، مدین میں ایک بڑا کنواں تھا جس سے لوگ اپنی پانی کی ضروریات پوری کرتے تھے اور جانوروں کو بھی وہیں سے پانی پلاتے تھے، موسیٰ وہیں پر پہنچے اور ایک طرف بیٹھ کر لوگوں کو کام کرتے دیکھنے لگے (اس جگہ کو آج کل البدع کہتے ہیں اور وہاں ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہے) وہاں انہوں نے دیکھا کہ سب لوگ تو اپنے اپنے جانوروں کو کنوئیں سے پانی کھینچ کھینچ کر پلا رہے ہیں جبکہ ان سے ہٹ کر دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو ادھر آنے سے روک رہی ہیں اور جانور پانی پر آنے کے لئے بیتاب ہوئے جاتے تھے، موسیٰ کو ان کی حالت پر رحم آیا کہ یہ خود تو کنوئیں سے پانی نکال کر بکریوں کو پلا نہیں سکتیں اور دوسرے چرواہے ان کی مدد کے روادار نہیں تو لڑکیوں (صفور اور اولیا، یا صفور اور شرفا) کے پاس جاکر پوچھا کہ تم ایک طرف ہو کر بکریوں کھڑی ہو اور جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلا رہیں، لڑکیوں نے جواب دیا ہمارے گھر میں مرد صرف ہمارے والد ہی ہیں اور وہ اس قدر کمزور اور ضعیف ہیں کہ جانوروں کو قابو نہیں کر سکتے اور نہ گھاٹ پر پانی پلانے کی مشقت برداشت کر سکتے

ہیں اس لئے ہم دو بہنیں ہی جانوروں کی دیکھ بھال کرتی ہیں، مردوں کی اس بھیڑ میں بکریوں کو پانی پلانا ہمارے بس میں نہیں ہے جب یہ سب چرواہے اپنے جانور لے کر چلے جائیں گے تو ہم ان کا سچا کچا پانی اپنی بکریوں کو پلا کر گھروٹ جائیں گے، لڑکیوں کی مجبوری سن کر موسیٰ فوراً ان کی مدد کے لئے آگے بڑھے اور اکیلے کنویں سے پانی کے ڈول نکال کر جانوروں کو پلا دیا اس طرح لڑکیاں جلد اپنے گھر کو لوٹ گئیں، موسیٰ علیہ السلام سے مدین تک ایک لمبا فاصلہ بغیر کسی سواری کے طے کر کے آئے تھے اور سفر کی تھکان اور بھوک سے نڈھال تھے، جانوروں کو پانی پلا کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے اور رب سے دعا کرنے لگے اے میرے رب! تو اپنی رحمت و کرم سے جو بھی بھلائی میرے لئے نازل فرمائے میں اس احسان کا محتاج ہوں، یعنی میں اس وقت کھانے کا سخت ضرورت مند ہوں،

عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، فِي قَوْلِهِ: ﴿إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾ قَالَ: بَلَّغْنِي أَنَّ مُوسَى قَالَهَا وَأَسْمَعَ الْمَرْأَةَ عطاء ابن سائب کہتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ دعا ”اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔“ مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا ان میں سے ایک عورت کو بھی سنا دی تھی۔^①

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ ۖ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ

اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی کہنے لگی کہ میرے باپ آپ کو بلا رہے ہیں

لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ وَ قَصَّ

تاکہ آپ نے ہمارے (جانوروں) کو جو پانی پلایا ہے اس کی اجرت دیں، جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس پہنچے

عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۚ قَالَ لَا تَحْضَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥﴾

اور ان سے اپنا سارا حال بیان کیا تو وہ کہنے لگے اب نہ ڈر تو نے ظالم قوم سے نجات پائی،

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا بَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ

ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اباجی! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥﴾ (القصص ۲۵، ۲۶)

سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی اس دعا کو بھی قبول فرمایا موسیٰ کو درخت کے سائے میں بیٹھ کچھ ہی دیر گزری تھی اس اثنا میں لڑکیوں نے والد محترم کو جا کر ایک اجنبی کی اس ہمدردی اور احسان کا سارا واقعہ بیان کر دیا، انہوں نے ایک لڑکی سے کہا کہ اس اجنبی آدمی کو میرے پاس بلا لاؤ چنانچہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حیا و حجاب سے بے نیاز اور بے باکی سے نہیں بلکہ پاک دامن عقیقہ عورتوں کے دستور کی طرح اپنی

چادر میں لپیٹی شرم و حیا (جو عورت کی اچھی فطرت اور خلق حسن پر دلالت کرتی ہے) کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی،
عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ، جَاءَتْ تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ، قَائِلَةً بِنَوْهَا عَلَى وَجْهِهَا لَيْسَتْ بِسَلْفِعِ حَرَاجَةِ
وَأَلَا جَةِ

عمر بن ميمون سے روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ شرماتی اور لجاتی ہوئی آئی، اور چہرے کو کپڑے سے چھپا رکھا تھا وہ کوئی جری
عورت اور اندر باہر زیادہ آنے جانے والی نہ تھی۔^(۱)

اور دانائی و صداقت کے ساتھ کہ کسی بات کا شبہ بھی نہ رہے کچھ دور کھڑے ہو کر صاف صاف لفظوں میں کہنے لگی کہ اے اجنبی! میرے والد
اس احسان کا بدلہ اتارنے جو آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلا کر کیا ہے اور مزدوری دینے کے لئے اپنے پاس بلا رہے ہیں، موسیٰ نظریں نیچی
کئے بات سنتے رہے، موسیٰ علیہ السلام کو یہ موقع غنیمت معلوم ہوا اس لئے لڑکی بات سن کر خاموشی کے ساتھ اس لڑکی کے آگے آگے چلتے ہوئے
اس بزرگ کے پاس پہنچ گئے، بزرگ (خیرون) نے بڑی محبت سے حال احوال پوچھا تو موسیٰ نے اپنی تمام آپ بیتی ان کے گوش گزار کر
دی، اس بزرگ نے موسیٰ کا خوف دور کرنے اور دل جوئی کرتے ہوئے کہا اب کوئی رنج و خوف نہ کرو واللہ نے تمہیں ان ظالم لوگوں سے
نجات دے دی ہے اور تم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے ہو جہاں فرعون کا کوئی اختیار نہیں ہے (اس زمانے میں مصر کی حکومت جزیرہ نما سیدنا
کے مغربی اور جنوبی علاقے تک محدود تھی، خلیج عقبہ کے مشرقی اور مغربی سواحل جن پر بنی دیاں آباد تھے مصری اثر و اقتدار سے آزاد تھے) اس
بزرگ کی دونوں بیٹیاں بھی قریب بیٹھی رُوداد سن رہی تھیں، وہ اکیلے موسیٰ کو پھرتی کے ساتھ بھاری ڈول سے کنویں سے اکیلے پانی نکالتے
دیکھ ہی چکی تھیں، وہی لڑکی جو آپ علیہ السلام کو بلا کر لائی تھی بڑی ہی معاملہ فہم اور دانا تھی، وہ آپ کی شرافت و دیانت اور حسن اخلاق کا مشاہدہ بھی
کر چکی تھی، ویسے بھی انسان کا چہرہ اور اس کی گفتگو اس کے کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے، وہی اپنے والد محترم سے کہنے لگی اباجان! اس شخص کو اپنی
بکریاں چرائی پر ملازم رکھ لیجئے کیونکہ ملازم وہ اچھا ہوتا ہے جس میں کام کرنے کی قوت و قدرت ہو اور مزید امانت دار بھی ہو، جس انسان کے
اندر یہ دو صلاحیتیں ہوں تو وہ بہترین شخص بن جاتا ہے،

قَالَ عُمَرُ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَشُرَيْحُ الْقَاضِي، وَأَبُو مَالِكٍ، وَقَتَادَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، وَعَبْدُ وَاحِدٍ: لَمَّا قَالَتْ: [إِنَّ حَيْرَ
مَنْ اسْتَأْجَرَ الْقَوِيَّ الْأَمِينُ] قَالَ لَهَا أَبُو هَا: وَمَا عَلَيْكَ بِذَلِكَ؟ قَالَتْ: إِنَّهُ رَفَعَ الصَّخْرَةَ الَّتِي لَا يَطِيقُ حَمْلَهَا إِلَّا
عَشْرَةُ رِجَالٍ، وَإِنَّهُ لَمَّا جِئْتُ مَعَهُ تَقَدَّمْتُ أَمَامَهُ، فَقَالَ لِي: كُونِي مِنْ وَرَائِي، فَإِذَا اجْتَنَبْتُ الطَّرِيقَ فَأَخْذِي [لِي] بِ
بِحَصَاةِ أَعْمَامٍ بِهَا كَيْفَ الطَّرِيقُ لِأَهْدَى إِلَيْهِ

عمر، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، قاضی شریح، ابو مالک، قتادہ رضی اللہ عنہ، محمد بن اسحاق اور دیگر کئی مفسرین نے کہا ہے جب اس نے یہ کہا ”بہترین
آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔“ تو اس نے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ طاقتور اور امانت دار ہے؟ اس
نے جواب دیا اس کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ کنویں کا وہ پتھر جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں وہ اس اکیلے ہی نے اٹھالیا تھا اور امانت کا یہ حال ہے
کہ جب میں اس کے ساتھ واپس آئی تو اس کے آگے آگے چل رہی تھی، اس نے کہا تو میرے پیچھے ہو جا اگر میں راستہ بھول جاؤں تو کنکری

مار کر مجھے مطلع کر دینا تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ صحیح رستہ کون سا ہے۔^①

یوسف علیہ السلام نے بھی جن کی صداقت کا سارا مصر گواہ تھا عزیز مصر سے یہی بات کہی تھی،

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۗ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْكُمْ ۗ ﴿٥٥﴾

ترجمہ: یوسف علیہ السلام نے کہا، ملک کے خزانے میرے سپرد کیجئے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: أَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ: أَبُو بَكْرٍ حِينَ تَفَرَّسَ فِي عُثْرٍ، وَصَاحِبُ يُونُسَ حِينَ قَالَ: {أَكْرِهِي مَثْوَاهُ} ۖ وَصَاحِبَةُ مُوسَى حِينَ قَالَتْ: {يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ}.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تین شخصوں کی سی زیر کی، معاملہ فہمی، دانائی اور دور بین کسی اور میں نہیں پائی گئی، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دانائی جب کہ انہوں نے اپنے بعد خلافت کے لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہم خطاب کو منتخب کیا اور یوسف علیہ السلام کے خریدنے والے مصری جنہوں نے بیک نظر یوسف کو پہچان لیا اور جا کر اپنی اہلیہ سے فرمایا ”انہیں اچھی طرح رکھو۔“ اور اس بزرگ کی صاحبزادی جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی نسبت اپنے باپ سے سفارش کی ”انہیں اپنے کام پر رکھ لیں بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔“^②

قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي

اس بزرگ نے کہا میں اپنی دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں اس (مہر پر) کہ آپ آٹھ سال

ثَمَنِي حَبِجٍ ۖ فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكَ عَلَيْكَ ۖ

تک میرا کام کاج کریں، ہاں اگر آپ دس سال پورے کریں تو یہ آپ کی طرف سے بطور احسان کے ہیں،

سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٥٦﴾

میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ کو کسی مشقت میں ڈالوں، اللہ کو منظور ہے تو آگے چل کر آپ مجھے بھلا آدمی پائیں گے،

قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَ بَيْنَكَ ۖ أَيَسَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا خیر تو یہ بات میرے اور آپ کے درمیان پختہ ہو گئی میں ان دونوں مدتوں میں سے جسے

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٥٧﴾ (القصص ۲۷۸-۲۷۹)

پورا کروں مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو، ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ (گواہ اور) کارساز ہے۔

① تفسیر ابن کثیر ۶/۲۲۹

② یوسف ۵۵

③ یوسف: ۲۱

④ مستدرک حاکم ۳۳۲۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۷۰۵۸، تفسیر ابن کثیر ۶/۲۲۹، تفسیر طبری ۱۵/۱۹، تفسیر ابن ابی حاتم ۹/۲۹۶۶

بزرگ نے بیٹی کے مشورے پر کچھ روز غور و فکر کیا اور پسند کیا اور کسی مناسب وقت پر موسیٰ کو ملازم رکھنے کے بجائے کہا اگر تم آٹھ سال تک میری بکریاں چراؤ تو میں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کا نکاح تم سے کر دینا چاہتا ہوں، اور اس کے علاوہ مزید دو سال کا تمہیں اختیار ہے کہ چاہے میری خدمت کرو یا نہ کرو یہ تم پر لازم نہ ہوگا، اگر تم یہ شرط منظور کرو تو میں تم سے سختی سے کام نہ لوں گا اور تم مجھے ایک نیک کردار آدمی پاؤ گے، موسیٰ علیہ السلام نے جو اس وقت ایک ٹھکانے کے طالب تھے بزرگ کی یہ پیشکش تسلیم کر لی اور خود کو آٹھ سال یا دس سال کے لئے ملازمت کے لئے پیش کر دیا اور تاکید بزرگ سے کہہ دیا آٹھ سال یا دس سال میں جو مدت پوری کر دوں مگر اس کے بعد مجھ پر آپ کا کوئی حق مزدوری لازم نہیں ہوگا اور نہ مطالبہ کیا جائے گا چنانچہ موسیٰ اور بزرگ نے اللہ علیم و بصیر کو گواہ بنا کر قول و قرار کو پکا کر لیا۔

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَىٰ الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۗ

جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے مدت پوری کر لی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو کوہ طور کی طرف آگ دیکھی،

قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ

اپنی بیوی سے کہنے لگے ٹھہرو! میں نے آگ دیکھی ہے، بہت ممکن ہے کہ میں وہاں سے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا کوئی انگارہ

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿۱۹﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ

لاؤں تاکہ تم سینک لو، پس جب وہاں پہنچے تو اس بائیں زمین کے میدان کے دائیں کنارے کے

الْمُبْرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُمُوسَىٰ إِنَّ اللَّهَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۲۰﴾

درخت میں سے آواز دینے لگے کہ اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار،

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۗ فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدِرًّا

اور یہی آواز آئی کہ اپنی لاٹھی ڈال دے، پھر جب اس نے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح پھن پھن رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر واپس

وَلَمْ يَعْقِبْ ۗ يُمُوسَىٰ أَقْبَلْ وَلَا تَخَفْ ۗ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ﴿۲۱﴾ أَسْأَلُكَ بِدَاكِ

ہو گئے اور مڑ کر رخ بھی نہ کیا، ہم نے کہا اے موسیٰ! آگے آؤ مت، یقیناً تو ہر طرح امن والا ہے، اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان

فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۗ وَاضْمُمُ إِلَيْكَ

میں ڈال وہ بغیر کسی قسم کے روگ کے چمکتا ہوا نکلے گا بالکل سفید اور خوف سے (بچنے کے لئے) اپنے بازو اپنی طرف ملا لے،

جَنَاحِكَ مِنَ الرَّهْبِ ۗ فَذَلِكَ بُرْهَانُنِ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۗ

پس یہ دونوں معجزے تیرے لیے تیرے رب کی طرف سے ہیں فرعون اور اس کی جماعت کی طرف،

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِينَ ﴿۳۷﴾ (التقصص ۲۹-۳۲)

یقیناً وہ سب کے سب بے حکم اور نافرمان لوگ ہیں۔

چنانچہ موسیٰ نے آٹھ سال کے بجائے دس سال ملازمت پوری کی اور بزرگ نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنی چھوٹی بیٹی (صفوراء) کی شادی آپ ﷺ سے کر دی ایک عرصہ سے آپ ﷺ اپنے گھر والوں سے دور پر دیس میں تھے اب جب انہوں نے دراز مدت یعنی دس سال بھی پوری کر دی،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلَنِي يَهُودِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْحَيْزَةِ أَيَّ الْأَجْلَيْنِ قَضَى مُوسَى، قُلْتُ: لَا أَدْرِي، حَتَّى أَقْدَمَ عَلَيَّ حَبْرَ الْعَرَبِ فَأَسْأَلُهُ، فَقَدِمْتُ، فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: قَضَى أَكْثَرَهُمَا، وَأَطْيَبَهُمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ فَعَلَّ

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حیرہ کے یہودی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا موسیٰ ﷺ نے (اپنے مہر کے ادا کرنے میں) کون سی مدت پوری کی تھی؟ (یعنی آٹھ سال کی یا دس سال کی، جن کا قرآن میں ذکر ہے) میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، ہاں عرب کے بڑے عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھ لوں (تو پھر تمہیں بتا دوں گا) چنانچہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا بڑی مدت (دس سال کی) پوری کی جو دونوں مدتوں میں بہتر تھی، اس لیے کہ اللہ کے رسول جو بات کہتے ہیں وہ پوری کرتے ہیں۔^{۱۱}

تو دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ اب جبکہ وہ فرعون بھی فوت ہو چکا ہے اور اس طویل مدت میں لوگ اس قبضی کے قتل کے واقعہ کو بھی بھول چکے ہوں گے، اگر میں خاموشی کے ساتھ مصر چلا جاؤں اور اپنی والدہ، بڑی بہن اور بھائی سب سے مل لوں اور ان کی خیر و عافیت معلوم کروں تو شاید کسی کو میرا پتہ بھی نہیں چلے گا، چنانچہ آپ نے اپنے سرسبز سرزمین سے اجازت چاہی جو انہوں نے دے دی اور ذرا راہ کے طور پر کچھ بکریاں بھی دیں، مصر کی طرف سفر کرتے ہوئے جب موسیٰ ﷺ جزیرہ نما سینا کے جنوبی علاقہ سے (جہاں پر ۴۹۶ فٹ بلند کوہ طور ہے، جس کی اہم ترین چوٹی جبل موسیٰ ۲۲۸۵ میٹر بلند ہے جہاں موسیٰ کو نبوت عطا ہوئی تھی، یہاں ۵۲۷ء میں عیسائی بادشاہ قسطنطین نے ایک گرجا بنوایا تھا اس کے دو سو برس بعد قصر جسٹینین نے خانقاہ بنوائی جس میں کنیسہ کو بھی شامل کر لیا) گزر رہے تھے کہ رات نے ہر سو اپنے پر پھیلا دیئے، چنانچہ موسیٰ ﷺ نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا، پہاڑوں کی گھاٹیوں کے درمیان اندھیرا اور سخت سردی تھی، موسیٰ ارد گرد کا جائزہ لینے لگے کہ سردی سے بچاؤ کے لئے کہیں کوئی پناہ گاہ یا آگ نظر آئے تو حاصل کی جائے، جائزہ لینے لیتے لیتے اچانک موسیٰ ﷺ کو دور ایک آگ جلتی ہوئی نظر آئی، اس شدید سردی میں آگ ایک نعمت سے کم نہیں تھی، موسیٰ نے اپنی اہلیہ سے کہا تم یہاں آرام و سکون سے بیٹھو میں نے دور آگ روشن دیکھی ہے میں وہاں جاتا ہوں اور وہاں سے تمہارے سینکے، تانپنے کے لئے کچھ آگ لے آتا ہوں تاکہ سردی کی شدت کچھ کم ہو جائے اور ساتھ ہی کچھ روشنی بھی ہو جائے، ہم سیدھے راستے سے بھٹک چکے ہیں ممکن ہے کوئی آدمی مل جائے اور میں اس سے صحیح راستہ بھی معلوم کر لوں (خیال تھا دنیا کا راستہ ملنے کا اور وہاں مل گیا عقبی کاراستہ) موسیٰ ﷺ پڑاؤ کی جگہ سے روانہ ہو کر قبلہ کی جانب چلے جب

۱۱ صحیح بخاری کتاب الشهادات باب مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الْوَعْدِ ۲۶۸۳، السنن الكبرى للبيهقي ۱۱۶۷

آگ تلاش کرتے کرتے وادی کے دائیں کنارے پر مبارک خطے میں پہنچے تو موسیٰ کو دائیں ہاتھ کی طرف سے ایک سرسبز و شاداب درخت سے جس میں آگ کے شعلے نکلنے دکھائی دیتے تھے لیکن آگ کسی چیز میں جلتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی تھی موسیٰ کو پکارا گیا کہ اے موسیٰ! میں ہوں رب العالمین جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہوں، میں ہی جہانوں کو پیدا کرنے اور پالنے والا ہوں، میرے سوا کوئی رب نہیں، میں ہی تمہارا اور ساری مخلوقات کا رب ہوں، میری مخلوق میں کوئی بھی میرا ہمسرا، شریک، ساجھی اور ساتھی نہیں، میں اس سے پاک ہوں کہ کوئی مجھ ساہو، ساہے جہانوں پر حکومت اور اقتدار میرا ہے، ہر طرح کی طاقتیں اور قدرتیں میرے اختیار میں ہیں، میں جو چاہتا ہوں کر گزرتا ہوں میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں، جیسے فرمایا

-- إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّبَآئِرٍ يُدۡ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: بے شک تیرا رب پورا اختیار رکھتا ہے کہ جو چاہے کرے۔

فَعَّالٌ لِّبَآئِرٍ يُدۡ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور جو کچھ چاہے کر ڈالنے والا ہے۔

میں تمام عیوب سے پاک اور نقصان سے دور ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اے موسیٰ! اپنی اس لاٹھی کو زمین پر پھینک دے، موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور لاٹھی کو زمین پر پھینک دیا مگر زمین پر گرتے ہی لاٹھی ایک زبردست اثر دھکے کی صورت میں پھینچتی ہوئی لگی اور ادھر ادھر تیر کی طرح فرالٹے بھرنے لگی، اپنی لاٹھی کی یہ کیفیت دیکھ کر موسیٰ بشری تقاضوں کے مطابق سہم گئے اور مارے دہشت کے اپنی جگہ پر ٹھہر نہ سکے اور اٹلے پاؤں بھاگ کھڑے ہوئے کمر کھینچ کر دیکھا، وہیں اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے موسیٰ! واپس ادھر آؤ اور مطلق ڈریا خوف نہ کھاؤ تم ہماری امان میں محفوظ ہو، تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اے موسیٰ! ہمارے پیغمبر ہمارے حضور ڈرا نہیں کرتے، باری تعالیٰ کے تسلی کے کلمات سن کر موسیٰ کی گھبراہٹ دور ہو گئی اور وہ اطمینان قلب سے کھڑے ہو گئے، یہ پہلا معجزہ عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے دوسرا حکم فرمایا اے موسیٰ! اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا لے چاند کی طرح چمکتا ہوا نکلے گا اور تمہیں کسی طرح کی کوئی تکلیف معلوم نہ ہوگی، موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی اور جب ہاتھ بغل سے باہر نکالا تو خوب چمکتا ہوا نکلا، رب کائنات نے آپ ﷺ کو یہ دوسرا معجزہ عنایت فرمایا پھر رب کا ارشاد ہوا جب کبھی کوئی ایسا خطرناک موقع آئے جس سے تمہارے دل میں خوف پیدا ہو تو اپنا بازو بھینچ لیا کرو اس سے تمہارا دل قوی ہو جائے گا اور رعب و دہشت کی کوئی کیفیت تمہارے اندر باقی نہیں رہے گی، یہ دو معجزات لے کر اب تم فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ اور بطور اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرو اور ان نافرمان، فاسق و فاجر، سرکش لوگوں کو ہماری راہ کی پاکیزہ دعوت دوانہوں نے ہماری زمین پر فتنہ و فساد اور فسق و فجور کا بازار گرم کر رکھا ہے، ظلم و جبر پر کمر بستہ ہیں، ہمارے عطا کردہ مال و دولت اور حکومت سے وہ انتہائی متکبر ہو گئے ہیں، اپنی سرکشی و طغیانی میں ہماری بغاوت پر کمر کس چکے ہیں، موسیٰ علیہ السلام سر جھکا کر باادب ارشاد باری تعالیٰ سنتے رہے۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يُقْتَلُونِ ﴿۳۷﴾

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا پروردگار! میں نے ان کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے بھی قتل کر ڈالیں،

وَإِنِّي هَارُونَ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلَهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ۗ

اور میرا بھائی ہارون (علیہ السلام) مجھ سے بہت زیادہ فصیح زبان والا ہے تو اسے میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج کہ وہ مجھے سچا مانے،

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ﴿۳۸﴾ قَالَ سَدِّدْ عَصَدَكَ بِأَخِيكَ

مجھے تو خوف ہے کہ وہ سب مجھے جھٹلا دیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تیرے بھائی کے ساتھ تیرا بازو مضبوط کر دیں گے

وَنَجْعَلَ لَكُمْ لِكْمًا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِأَيْتِنَا ۗ أَنْتُمَا

اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے فرعون کی تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے بسبب ہماری نشانیوں کے، تم دونوں

وَمَنْ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ ﴿۳۹﴾ (القصص ۳۳ تا ۳۵)

اور تمہاری تابعداری کرنے والے ہی غالب رہیں گے۔

چونکہ موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاتھوں نادانستگی میں ایک قبضی قتل ہو گیا تھا اس لئے موسیٰ کے دل میں دو باتیں آئیں ایک تو فرعون کی عظمت و جباریت کا خوف اور دوسرا اپنے ہاتھوں ایک قبضی کا قتل، اس لئے باری تعالیٰ کے حضور گزارش کی کہ اے میرے رب! میں نے ایک قبضی کو بلا تصور مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے مجھے اپنا گنہگار اور ملک چھوڑنا پڑا مجھے اب جاتے ہوئے ڈر و خوف لگ رہا ہے کہ کہیں وہ مجھے قصاص میں قتل نہ کر ڈالیں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ ظالم لوگ مجھے جھٹلائیں گے، میرے کنبہ میں سے میرے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو بھی نبوت سے سرفراز فرمایا کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ فصیح زبان ہے تاکہ وہ اپنی فصاحت لسانی سے میرا خارجی اور ظاہری معاون و مددگار بنے اور میری رسالت کی تصدیق کرے تاکہ میرا بازو مضبوط رہے اور دل بھی بڑھا رہے، اور یہ بھی بات ہے کہ دو آوازیں بہ نسبت ایک آواز کے زیادہ مضبوط اور با اثر ہوتی ہے، میں اکیلا رہا تو ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے جھٹلانے دیں اور ہارون (علیہ السلام) ساتھ ہو تو میری باتیں بھی لوگوں کو سمجھا دیا کرے گا اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے، جیسے فرمایا

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِكَ ﴿۳۷﴾ يَفْقَهُهَا قَوْلُكَ ﴿۳۸﴾ وَاجْعَلْ لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿۳۹﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿۴۰﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿۴۱﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿۴۲﴾ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں، اور میرے لیے میرے اپنے کنبہ سے ایک وزیر مقرر کر دے، ہارون جو میرا بھائی ہے اس کے ذریعہ سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے۔

اور موسیٰ کی ساری گزارشات سن کر رب کریم نے فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہم نے تمہاری گزارش قبول کی، تیرا ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے تیرے

بھائی ہارون علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر تمہارا ساتھی اور مددگار بنا دیا گیا ہے، جیسے فرمایا
 قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَى ﴿۳۶﴾ ﴿۳۷﴾
 ترجمہ: فرمایا دیا گیا جو تو نے مانگا ہے موسیٰ۔

وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ﴿۳۸﴾ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: اور اپنی مہربانی سے اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کو نبی بنا کر اسے (مددگار کے طور پر) دیا۔
 اور فرمایا فرعون اپنی فرعونیت میں اور اس کے حوالی موالی مقابلہ پر آئیں گے مگر ہم نے جو نشانیاں تمہیں دی ہیں ان کے بل پر تمہارا کچھ نہیں
 بگاڑ سکیں گے بلکہ تم اور تمہارے پیروکار ہی غالب رہیں گے، جیسے فرمایا
 كَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۴۰﴾ ﴿۴۱﴾
 ترجمہ: اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہو کر رہیں گے فی الواقع اللہ زبردست اور زور آور ہے۔

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿۴۲﴾ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب
 گواہ کھڑے ہوں گے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَى بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرَىٰ

پس جب ان کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے دیئے ہوئے کھلے معجزے لے کر پہنچے وہ کہنے لگے یہ تو صرف گھڑا گھڑا جادو

وَمَا سَبِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿۴۴﴾ وَ قَالَ مُوسَىٰ رَبِّي

ہے ہم نے اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانہ میں کبھی یہ نہیں سنا، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے میرا رب تعالیٰ اسے

أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِهِ وَ مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ط

خوب جانتا ہے جو اس کے پاس کی ہدایت لے کر آتا ہے اور جس کے لیے آخرت (اچھا) انجام ہوتا ہے،

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۴۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي ط

یقیناً بے انصافوں کا بھلا نہ ہوگا، فرعون کہنے لگا اے درباریو! میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود نہیں جانتا، اس

﴿۱﴾ طہ ۳۶

﴿۲﴾ مریم ۵۳

﴿۳﴾ المجادلہ ۲۱

﴿۴﴾ المؤمن ۵۱

فَاَوْقُدْ لِي يَهَامُنْ عَلَى الظِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي اُظْلِعُ اِلَى اِلٰهِ مُوسَىؑ

ن اے ہا مان! تو میرے لیے مٹی کو آگ سے پکوا پھر میرے لیے ایک محل تعمیر کر تو میں موسیٰ کے معبود کو جھانک لوں اسے

وَ اِنِّي لَاطْمِئِنُّ مِنَ الكَذِبِ بَيْنَ ۞ (القصص ۳۶ تا ۳۸)

میں تو جھوٹوں میں سے ہی گمان کر رہا ہوں۔

موسیٰ کی نمایاں علامات اور واضح نشانیاں جو ان کے مامور من اللہ ہونے پر شاہد تھیں دوسرے ایسی روشن دلیلیں جو ان کی پیش کردہ تعلیم کے حق ہونے کا ثبوت دے رہی تھیں تیسرے زندگی کے مسائل و معاملات کے متعلق ایسی واضح ہدایات جنہیں دیکھ کر ہر معقول آدمی یہ جان سکتا تھا کہ ایسی پاکیزہ تعلیم کوئی جھوٹا، خود غرض آدمی نہیں دے سکتا لے کر آئے تھے مگر فرعون اور اس کے درباریوں نے جب دعوت توحید سن لی اور دونوں معجزے دیکھ لئے تو چاہے تو یہ تھا کہ اتنی پاکیزہ دعوت اور واضح نشانیوں دیکھ کر ایمان کی دولت حاصل کرتے، مگر انہوں نے اس کے برخلاف اپنے غرور و تکبر اور ہٹ دھرمی میں تکذیب و عناد کی راہ اپنائی اور معجزات کے بارے میں کہنے لگے یہ تو تمہارا بنایا ہوا نمائشی شعبہ ہے، اور موسیٰ علیہ السلام نے جو دعوت توحید پیش کی اس کے بارے میں فرعون کہنے لگا یہ دعوت کہ بہت سے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی اللہ کی عبادت کی جائے، اسی کو پکارا جائے اور اسی پر بھروسہ کیا جائے ہمارے لئے بالکل نئی بات ہے، یہ دعوت نہ ہم نے سنی ہے اور نہ ہی اس توحید سے ہمارے آباؤ اجداد واقف تھے، مگر یہ بھی اس نے جھوٹ بولا تھا کیونکہ اس سے پہلے یوسف علیہ السلام مصر میں دعوت توحید دے چکے تھے، چنانچہ ایک مقام پر فرمایا

وَالْقَدْ جَاءَ كُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَ كُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنَ يَبْعَثَ اللهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۝ ۳۳ ۞

ترجمہ: اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس بینات لے کر آئے تھے مگر تم ان کی لائی ہوئی تعلیم کی طرف سے شک ہی میں پڑے رہے، پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو تم نے کہا اب ان کے بعد اللہ کوئی رسول ہرگز نہ بھیجے گا۔

موسیٰ نے فوراً جواب دیا مجھ سے اور تم سے زیادہ ہدایت کا جاننے والا رب کائنات ہے اس لئے اس رب کی طرف سے جو ہدایت آئے گی وہی صحیح ہوگی یا تمہارے اور تمہارے آباؤ اجداد کی بات صحیح مانی جائے گی، وہی رب جانتا ہے کون ہدایت پر ہے اور اللہ کی رضامندی اور اس کی رحمت و مغفرت کا مستحق قرار پاتا ہے عنقریب تم دیکھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کس کا ساتھ دیتی ہے بھلا ظلم و تکبر میں ڈوبے مشرکوں، اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدودوں کو توڑنے والوں کا انجام بھی کبھی اچھا ہوا ہے، فرعون کہنے لگا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی اللہ کو نہیں جانتا، یعنی میں اکیلا تمہارا اللہ اور معبود ہوں، اگر میرے سوا کوئی اور اللہ ہوتا تو میرے علم میں ضرور ہوتا، ملاحظہ کریں فرعون نے یہ نہیں کہا

مَا لَكُمْ مِنَ اِلٰهِ غَيْرِي

میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بلکہ یہ کہا

... مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي ... ﴿۱﴾

میں تمہارا اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا۔

جیسے فرمایا

فَحَسْرَةً فَنادَىٰ ﴿۳۸﴾ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: اور لوگوں کو جمع کر کے اس نے پکار کر کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

قَالَ لَيْنِ اتَّخَذْتَ إِلَهًا غَيْرِي لِأَجْعَلَكَ مِنَ الْمَسْجُودِينَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود مانا تو تجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دوں گا جو قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔

اور تمسخر اڑاتے ہوئے اپنے وزیر ہامان کو جو اس کے معاملات کا بندوبست کرنے والا تھا کہنے لگا اے ہامان! آگ میں پکی ہوئی اینٹیں تیار کر کے

میرے لئے ایک بہت اونچا اور مضبوط مینار تیار کر جس پر چڑھ کر میں آسمان کے دروازوں تک پہنچ سکوں اور دیکھوں کہ واقعی ہی موسیٰ

کا میرے علاوہ کوئی اور اللہ ہے جسے وہ کہتا ہے کہ وہ اوپر ہے اور وہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کا خالق اور مدبر ہے، وہی اکیلا اس

عظیم الشان کائنات کا پالنا رہا ہے، مگر حقیقت یہ ہے میں تو اسے جھوٹوں میں گمان کرتا ہوں، اس کی دعوت کی کوئی حقیقت نہیں۔ جیسے فرمایا

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا مَعْزُومُ ابْنِ لِي صَخْرًا لَعَلِّي آتِبُكَ الْآسْبَابَ ﴿۴۱﴾ أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي

لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ﴿۴۲﴾

ترجمہ: فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لئے ایک بلند عمارت بناتا کہ میں راستوں تک پہنچ سکوں، آسمانوں کے راستوں تک اور موسیٰ کے

اللہ کو جھانک کر دیکھوں مجھے تو یہ موسیٰ جھوٹا ہی معلوم ہوتا ہے۔

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمُ الْبَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ﴿۴۳﴾

اس نے اس کے لشکروں نے ناحق طریقے پر ملک میں تکبر کیا اور سمجھ لیا کہ وہ ہماری جانب لوٹائے ہی نہ جائیں گے،

فَاخْذُنْهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿۴۴﴾

بالآخر ہم نے اس کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا برد کر دیا، اب دیکھ لے کہ ان گنہگاروں کا انجام کیسا کچھ ہوا؟

﴿۱﴾ القصص ۳۸

﴿۲﴾ النازعات ۲۳، ۲۴

﴿۳﴾ الشعراء ۲۹

﴿۴﴾ المؤمن ۳۶، ۳۷

وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۗ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ ﴿۳۱﴾ وَ اتَّبَعْنَاهُمْ

اور ہم نے انہیں ایسے امام بنا دیئے کہ لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں اور روز قیامت مطلق مدد نہ کئے جائیں اور ہم نے اس دنیا

فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۗ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ﴿۳۲﴾ (القصص ۳۱-۳۲)

میں بھی ان کے پیچھے اپنی لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی بد حال لوگوں میں سے ہوں گے۔

بڑائی اور ساری حمد و ستائش تو ہمارے رب وحدہ لاشرک کی ہے جو تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے حکومت اسی کی ہے اور فرمان بھی اسی کا چلتا ہے، جیسے فرمایا

... آلا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے، بڑا برکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

فرعون اور اس کے سردار ملک مصر میں بغیر کسی دلیل و استحقاق کے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے رہے، عدوان کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے ہٹ دھرمی اور تکذیب کا راستہ اپنایا اور اپنی موت کو بھولے رہے، رب کے بندوں کے ساتھ تکبرانہ رویہ رکھا اور ان پر ناحق ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے رہے اور یہ سمجھے کہ وہ ہمیشہ رب کی عطا کردہ نعمتوں سے بہرہ مند رہیں گے ان کو کبھی موت نہیں آئے گی اور دوبارہ زندہ ہو کر رب کو اپنے ظلم و ستم اور نعمتوں کی ناشکری کا حساب نہیں دیں گے، جب ان کا کفر و طغیان حد سے بڑھ گیا اور وہ کسی طرح بھی دعوت حق کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو بالآخر ایک صبح اللہ تعالیٰ معجزانہ طریق پر سمندر میں بنے ہوئے بارہ خشک راستوں سے بنی اسرائیلیوں کو بخیر و عافیت ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر نکال کر لے گیا، اتنی دیر تک پانی اللہ کے حکم سے نہایت بلند و بالا پہاڑوں کی شکل میں کھڑا رہا جب تک کہ لاکھوں بنی اسرائیل کا مہاجر قافلہ اس میں سے گزر نہ گیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنا عصارہ بارہ سمندر پر مارنے سے منع فرمادیا تاکہ فرعون اپنے جوش غضب میں لشکر سمیت ان راستوں میں اتر آئے اور بلند و بالا پہاڑوں کی طرح کھڑا پانی دونوں اطراف سے آکر مل جائے، فرعون اور اس کا لشکر بھی اپنے غلاموں کو پکڑنے کے لئے کہ شکار بس قریب ہی تھا آؤ دیکھنا تاؤ ان کے تعاقب میں ان سمندری راستوں میں داخل ہو گیا حالانکہ فرعون کو اتنی تو سمجھ ضرور ہو گی کہ سمندر کا اس طرح تقسیم ہو کر پہاڑوں کی طرح جم جانا اور درمیان میں کیچڑ کی جگہ خشک راستے بن جانا اور بنی اسرائیل کو راستہ دے دینا کسی عام انسان کے جادو کی طاقت ہر گز نہیں ہو سکتی اس میں یقیناً موسیٰ علیہ السلام کے رب کی قدرت کا فرما ہے، مگر اس کی فہم و فراست رب نے معطل فرمادی، اس کی زندگی کی مہلت ختم ہونے کو تھی، موت اس کے سر پر منڈلانے لگی، رب کریم اس کو ہمیشہ کے لئے عبرت کی داستان بنانے والا تھا، جب فرعون اور اس کا لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں سمندر کے ان بارہ راستوں کے درمیان میں پہنچے جبکہ بنی اسرائیل دوسرے کنارے پر پہنچ چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حسب سابق جاری ہو جانے کا حکم صادر فرمادیا اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے فرعون و عسکریں ثانی کا بیانیہ فرعون منفتحاً سمیت سارا لشکر پانی میں ڈوب کر اپنے انجام کو پہنچا، جبکہ دوسرے کنارے

پر کھڑے بنی اسرائیل قبیلوں کے ڈوبنے کا سارا منظر دیکھ رہے تھے، جیسے فرمایا:

وَأَذْفَرْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے سمندر رچھاڑ کر تمہارے لیے راستہ بنایا پھر اس میں سے تمہیں بخیریت گزار دیا، پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو غرقاب کیا۔

... أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۵۱﴾

ترجمہ: انہیں ہم نے اس طرح ہلاک کر دیا کہ کوئی ان کو بچانے والا نہ تھا۔

(جدید تحقیق کے مطابق یہ واقعہ ۱۲۴۷ قبل مسیح کو پیش آیا) اس طرح یہ ظالم لوگ اللہ، اس کے رسول اور حیات بعد الموت سے انکار، دعوت حق کو روکنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈوں، باطل معبودوں کی پرستش، اہل ایمان پر ظلم و ستم اور اپنی بد اعمالیوں کے سبب دوزخیوں کے امام بن گئے، اور اسی سبب صبح و شام ان پر آگ پیش کی جاتی ہے، جیسے فرمایا

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۵۲﴾

ترجمہ: دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدیدتر عذاب میں داخل کرو۔ اور روز محشر وہ اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے کہیں سے کوئی مدد نہ پاسکیں گے، دنیا میں بھی ذلت و رسوائی ان کا مقدر بنی اور روز آخرت اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے، جیسے فرمایا

وَأْتِئِبْعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ بئس الرفد المر فؤد ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں پر دنیا میں بھی لعنت پڑی اور قیامت کے روز بھی پڑے گی، کیسا برا اصلہ ہے یہ جو کسی کو ملے۔

فرعون کے غرق ہونے کے بعد لوگوں کو اس کی لاش پانی میں تیرتی ہوئی ملی، جہاں سے یہ لاش ملی اس مقام کو جبل فرعون کہتے ہیں، دستور کے مطابق ہر فرعون کو قیمتی جواہرات، اور ضرورت کی اشیاء کے ہمراہ علیحدہ مقبرہ میں دفن کیا جاتا تھا مگر اس فرعون کو پانی سے نکال کر جبلت میں فرعون امنحوتب کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا، اس مغرور و مردود فرعون منفتحاح کی لاش پر سے ۱۹۰۷ء میں سرگرافٹن ایلٹ سمٹھ نے اس کی مومی (مومیا) پر سے پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر کافی سمندری نمک لگا ہوا تھا اور ناک کے سامنے کے حصہ کے علاوہ محفوظ تھی جو مصری عجائب خانہ (قاہرہ) میں رکھی ہوئی اپنی بے بسی و لاچارگی کا اعلان کر رہی ہے مگر ان عبرت ناک نشانیوں کو دیکھ کر بھی آئندہ نسلوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو اللہ کی واضح نشانیوں سے صرف نظر کریں گے، اس عارضی قیام گاہ میں اپنی خواہشوں کے بندے بن جائیں گے، اللہ وحدہ لا شریک اور اس کی صفات کو بھول کر گزشتہ قوموں کی طرح بے شمار باطل معبود گھڑ لیں گے اور اللہ کو چھوڑ کر اپنی پریشانیوں، مشکلات

۱ البقرة ۵۰

۲ محمد ۱۳

۳ المؤمن ۳۶

۴ ہود ۹۹

وغیرہ میں انہیں پکاریں گے، انہیں سے امید اور بھروسہ رکھیں گے، جاہ و منصب اور مال و دولت کے نشہ میں آخرت کی جو ابدی کو بھول جائیں گے، اللہ کی پاکیزہ تعلیمات کو مٹانے پر کمر بستہ ہوں گے اور شرک و کفر، فحاشی و بدکاری پھیلانے پر مسرور و شاداں ہوں گے، مگر انہیں گزشتہ اقوام سے یہ سبق ضرور حاصل کر لینا چاہیے کہ اللہ وحدہ لا شریک کے سوا ہر چیز کو فنا ہے، جیسے فرمایا:

كُلُّ مَنْ عَلَىهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

جو مظلوموں کے ساتھ ہے، اگر وہ اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لائیں، صرف اسی سے امید اور بھروسہ کریں، اس کے دین کی اشاعت و نفاذ کے لئے نکلیں، اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں اس پر صبر و صلوة کے ساتھ اس قادر مطلق سے مدد مانگیں تو وہ ہمیشہ حق کو سر بلند اور باطل کو ہمیشہ مٹا کر عبرت انگیز بنا دیتا ہے۔

اس واقعہ میں اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لانے والوں کے لئے ایک نشانی ہے کہ ظلم و جبر، اس کی قوتیں اور طاقتیں چاہئے کسی ہی چھاجائیں مگر اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہی سر بلند اور باطل ہمیشہ ہی سرنگوں رہتا ہے، جیسے فرمایا:

... وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۚ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

وَ لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ

اور ان اگلے زمانے والوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ایسی کتاب عنایت فرمائی جو لوگوں کے لیے

وَ هُدًى وَ رَحْمَةً لَّعَالَمِهِمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۳۹﴾ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغُرْبِ إِذْ قَضَيْنَا

دلیل اور ہدایت و رحمت ہو کر آئی تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کر لیں، اور طور کے مغرب کی جانب جب کہ ہم نے

إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۴۰﴾ وَ لَكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا

موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم احکام کی وحی پہنچائی تھی، نہ تو موجود تھا اور نہ تو دیکھنے والوں میں سے تھا

فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَ مَا كُنْتَ تَأْوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتَلَوًا

لیکن ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں جن پر لمبی مدتیں گزر گئیں، اور نہ تو مدین کے رہنے والوں میں سے تھا کہ ان کے

عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا ۗ وَ لَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿۴۱﴾ (القصص ۲۳-۲۵)

سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا بلکہ ہم ہی رسولوں کے بھیجنے والے ہیں۔

پچھلی قوموں یعنی قوم نوح، قوم عاد و ثمود، قوم لوط، قوم فرعون وغیرہ کو انبیائے سابقین کی تعلیمات سے روگردانی کے نتیجے میں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا، جیسے فرمایا

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكِثَ بِالْحَاطِطَةِ ④ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخَذَةً رَابِيَةً ⑤

ترجمہ: اور اسی خطائے عظیم کا ارتکاب فرعون اور اس سے پہلے کے لوگوں نے اور تل پٹ ہو جانے والی بستیوں نے کیا، ان سب نے اپنے رب کے رسول کی بات نہ مانی تو اس نے ان کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑا۔

اور پھر انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے موسیٰ ﷺ کو توراہ عطا کی گئی، جس میں بصیرتیں، ہدایت و رہنمائی اور رحمت تھی تاکہ لوگ حق کو پہچان کر اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لائیں اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کریں جو انہیں خیر و رشد اور حقیقی فلاح کی طرف دعوت دیتے ہیں، مشرکین مکہ اپنے آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین کے بقا کے لئے اس بات پر پوری طرح تلے ہوئے تھے کہ کسی نہ کسی طرح آپ ﷺ کو غیر نبی اور معاذ اللہ جھوٹا ثابت کر دیں، اس سلسلہ میں ان کی مدد کے لئے حجاز کی بستیوں میں اہل کتاب یہود کے علماء اور عیسائیوں کے راہب موجود تھے، چنانچہ کھلے چیلنج کے انداز میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے ثبوت میں تین باتیں پیش کی گئیں، فرمایا اے محمد ﷺ کو غیر نبی اور مغربی جانب جزیرہ نمائے سینا کے پہاڑ پر موسیٰ ﷺ کو وحی و رسالت سے نوازا تھا تم وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی منظر دیکھنے والوں سے تھے بلکہ یہ غیب کی وہاں ہیں جو ہم وحی کے ذریعے سے آپ کو بتلا رہے ہیں اور نہ ہی اس وقت موجود تھے جب بنی اسرائیل کے ستر نمائندوں کو بچھڑے کی پستش کے جرم کی معافی مانگنے اور شریعت کی پابندی کا زمر نواطاعت کا عہد استوار کرنے کے لئے وہاں بلایا گیا تھا، جیسے فرمایا

... وَ اخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا رِجَالًا ⑥

ترجمہ: اور اس نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو منتخب کیا تاکہ وہ (اس کے ساتھ) ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر حاضر ہوں۔

موسیٰ ﷺ کے بعد تمہارے زمانے تک تقریباً ہزار سال کے عرصہ میں ہم بہت سی امتیں پیدا کر چکے ہیں، جن میں وقت کے ساتھ ساتھ لوگ دین کو بھول گئے اور انہوں نے اللہ کے حکموں کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے عہد کو فراموش کر دیا، یعنی طول زمان کی وجہ سے عرب کے لوگ نبوت و رسالت کو بالکل ہی بھلا بیٹھے، اس لئے آپ کی نبوت پر انہیں تعجب ہو رہا ہے اور اسے ماننے کو تیار نہیں ہیں، اور تم اہل مدین کے درمیان بھی موجود نہیں تھے کہ آپ خود اس واقعہ کی تفصیلات سے آگاہ ہوتے جب موسیٰ ﷺ مصر سے فرار ہو کر وہاں پہنچے اور جو کچھ وہاں ان کے ساتھ پیش آیا اور پھر دس سال کا ایک لمبا عرصہ وہاں گزار کر اپنے وطن مصر کی طرف واپس روانہ ہوئے تھے، ان تمام واقعات کی ٹھیک ٹھیک تفصیلات ہم بذریعہ وحی آپ تک پہنچاتے ہیں۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَحِمَهُ مِّن رَّبِّكَ

اور نہ تو طور کی طرف تھا جب کہ ہم نے آواز دی بلکہ یہ تیرے پروردگار کی طرف سے ایک رحمت ہے

لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُمْ مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۳۶﴾

اس لیے کہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کر دے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں پہنچا کیا عجب کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں،

وَلَوْ لَا أَن تَصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌ ۖ بِمَا قَدَّمْت أَيْدِيَهُمْ فَيَقُولُوا

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ انہیں ان کے اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچتی تو یہ کہہ اٹھتے کہ

رَبَّنَا لَوْ لَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَ نَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۷﴾

اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا؟ کہ ہم تیری آیتوں کی تابعداری کرتے اور ایمان والوں میں

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْ لَا آوْتِي مَثَلًا مَّا آوْتِي

سے ہو جاتے، پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آپہنچا تو کہتے ہیں کہ یہ وہ کیوں نہیں دیا گیا جیسے دیئے گئے تھے

مُوسَىٰ ۖ أَوْ لَمْ يَكْفُرُوا بِمَا آوْتِي مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۗ قَالُوا

موسیٰ (علیہ السلام)، اچھا تو کیا موسیٰ (علیہ السلام) کو جو کچھ دیا گیا تھا اس کے ساتھ لوگوں نے کفر نہیں کیا تھا، صاف کہا تھا کہ

سِحْرَانِ تَظْهَرَا ۗ وَقَالُوا إِنَّا بِكُلِّ كِفْرٍ عَلِيمُونَ ﴿۳۸﴾ (القصص ۳۶-۳۸)

یہ دونوں جادو گر ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور ہم تو ان سب کے منکر ہیں۔

اور آپ کوہ طور کی وادی مقدس طویٰ میں بھی موجود نہیں تھے جب اللہ تعالیٰ نے رات کے وقت ایک سرسبز درخت میں سے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا تھا اور انہیں منصب نبوت سے نواز کر دو معجزے عطا فرمائے تھے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس ظالم قوم کے پاس جائیں انہیں ہمارا پیغام پہنچائیں، انہیں ہماری نشانیاں اور معجزات دکھائیں مگر آپ صدیوں قبل رونما ہونے والے ان تمام واقعات کو من و عن پیش کر رہے ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں، اگر آپ رسول برحق نہ ہوتے تو موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کا علم بھی آپ کو نہ ہوتا، اس کے علاوہ بھی قرآن مجید نے کفار و مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے ثبوت میں متعدد جگہوں پر چیلنج دیا ہے مگر کوئی اس چیلنج کی تردید نہ کر سکا جیسے فرمایا

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْكَ ۗ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۗ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اے نبی! یہ غیب ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب یہ بیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ مریم کا سر پرست کون ہو اپنے قلم پھینک رہے تھے، اور نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾^۱
ترجمہ: اے نبی! یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تم پر وحی کر رہے ہیں ورنہ تم اس وقت موجود نہ تھے جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپس میں اتفاق کر کے سازش کی تھی۔

تِلْكَ مِنْ اَنْبِآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا... ﴿۱۷۳﴾^۲
ترجمہ: اے نبی! یہ قصہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔
ایک مقام پر عام طور پر وحی کے بارے میں فرمایا

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبِآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ﴿۱۷۴﴾^۳
ترجمہ: اے نبی! یہ قصہ گزرے ہوئے حالات کی خبریں تم کو سناتے ہیں۔

یہ تو تمہارے رب کا رحم و کرم ہے کہ وہ تمہیں گزشتہ صدیوں کے تمام عبرت انگیز واقعات کو ٹھیک ٹھیک بہم پہنچا رہا ہے تاکہ تم ان لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے طویل زمانے سے کوئی ڈرانے اور خوشخبری دینے والا نہیں آیا رب کی شدید گرفت اور عذاب جہنم سے ڈراؤ اور اس کی رحمت اور جنتوں کی بشارت دوشاید کہ وہ خیر و شر کے فرق پر غور و فکر کریں اور سیدھے راستے کی طرف آجائیں، اور اے نبی! یہ تمہاری اتمام حجت کے طور پر آپ کو مبعوث کیا ہے تاکہ کفر و شرک اور اپنی بد اعمالیوں کے سبب کوئی مصیبت ان پر اچانک ٹوٹ پڑے تو وہ اس وقت یہ نہ کہہ سکیں کہ اے ہمارے پروردگار! تم نے ہماری طرف کوئی حق و باطل کے فرق کو ظاہر کرنے اور صحیح راستہ بتلانے والا کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم دعوت اسلام قبول کرتے اور تیری اور اس رسول کی اطاعت میں عمل صالح اختیار کرتے۔

اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَنْزَلَ الْكِتٰبَ عَلٰى طٰٓئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْنَا الْكِتٰبَ لَكُنَّا اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَهُدٰى وَرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمَ مِنْهُمْ كَذَّبَ بِآيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا... ﴿۱۷۶﴾^۴

ترجمہ: اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں کو دی گئی تھی اور ہم کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کیا پڑھتے پڑھاتے تھے، اور اب تم یہ بہانہ بھی نہیں کر سکتے کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی گئی ہوتی تو ہم ان سے زیادہ راست رو ثابت ہوتے، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک دلیل روشن اور ہدایت اور رحمت آگئی ہے، اب اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیات کو جھٹلائے اور ان سے منہ موڑے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنذِرِيْنَ لَعَلَّآ يَكُوْنُ لِلنَّاسِ عَلٰى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ... ﴿۱۷۷﴾^۵
ترجمہ: یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس

۱۔ یوسف ۱۰۲

۲۔ ہود ۳۹

۳۔ طہ ۹۹

۴۔ الانعام ۱۵۶، ۱۵۷

۵۔ النساء ۱۶۵

اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے۔

يَا هَلْ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٩﴾ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: اے اہل کتاب! ہمارا یہ رسول ایسے وقت تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح تعلیم تمہیں دے رہا ہے جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت سے بند تھا تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا، سو دیکھو اب وہ بشارت دینے اور ڈرانے والا آ گیا۔

مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق (قرآن مجید) آ گیا جس میں کوئی شک و شبہ نہیں، جیسے فرمایا

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ... ﴿٢١﴾ ﴿٢٢﴾

ترجمہ: یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

... لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٣﴾ ﴿٢٤﴾

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرمانروائے کائنات کی طرف سے ہے۔

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٥﴾ ﴿٢٦﴾

ترجمہ: اس کتاب کی تنزیل بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

تو کلام اللہ کی تکذیب اور اس پر لایعنی اعتراضات کرتے ہوئے کہتے ہیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر اکٹھی کتاب نازل ہوئی تھی، یہ کتاب اس طرح اکٹھی نازل ہونے کے بجائے ٹکڑوں میں کیوں نازل ہو رہی ہے اس لئے یہ من جانب اللہ نہیں ہے، حالانکہ یہ تو قرآن کا کمال ہے کہ تھوڑا تھوڑا نازل ہو کر اللہ کے رسول کو ثبات قدمی و استقامت اور مومنین کے ایمان میں اضافہ کرتا رہا، جیسے فرمایا

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدًا كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿٣١﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٢﴾ ﴿٣٣﴾

ترجمہ: منکرین کہتے ہیں اس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اتار دیا گیا؟ ہاں ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں اور (اسی غرض کے لئے) ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے اور (اس میں یہ مصلحت بھی ہے) کہ جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرابت (یا عجیب سوال) لے کر آئے اس کا ٹھیک جواب بروقت ہم نے تمہیں دے دیا اور بہترین طریقے سے بات کھول دی۔

المائدة ۱۹

البقرة ۲

يونس ۳

السجدة ۲

الفرقان ۳۲، ۳۳

مگر یہ ان کی کٹ جتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کے لئے موسیٰ علیہ السلام پر توراہ مقدس نازل فرمائی تھی مگر ان لوگوں نے اس کا انکار کر دیا تھا اور اللہ کے عطا کردہ معجزوں کو دیکھ کر کہنے لگے یہ دونوں پیغمبر تو جادو گر ہیں جو ایک دوسرے کے پشت پناہ ہیں اور بر ملا انکار کرتے ہوئے کہا ہم کسی رسول کو نہیں مانتے۔

بعض مفسرین لکھتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کو جو بڑے بڑے زبردست معجزات عطا کیے گئے تھے اللہ اس رسول کو کیوں نہیں عطا کرتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھے تھے وہ بھی تو ایمان نہیں لائے تھے، جیسے فرمایا

فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: پس انہوں نے دونوں کو جھٹلایا اور ہلاک ہونے والوں میں جا ملے۔

کیا ضروری ہے کہ تم اس قسم کے معجزات دیکھ کر ایمان لے آؤ؟ ان لوگوں نے تو موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر صاف طور پر کہا تھا کہ یہ دونوں بھائی جادو گر ہیں جو ہمیں اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ سے ہٹا کر اپنی بڑائی منوانا چاہتے ہیں، ہم تو ہرگز ان پر ایمان نہیں لائیں گے، جیسے فرمایا

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَلْفُتَنَّا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونُ لَكُنَّا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُنَّا بِمُؤْمِنِينَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا کیا تو اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس طریقے سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور زمین میں بڑائی تم دونوں کی قائم ہو جائے؟ تمہاری بات تو ہم ماننے والے نہیں ہیں۔

جیسے کفار مکہ کہا کرتے تھے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ --- ﴿۴۱﴾

ترجمہ: یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم ہرگز اس قرآن کو نہ مانیں گے اور نہ اس سے پہلے آئی ہوئی کسی کتاب کو تسلیم کریں گے۔

قُلْ فَاتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعُهُ

کہہ دے کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اللہ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اسی

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۴۲﴾ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّهُمَا يُتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ط

کی پیروی کروں گا، پھر اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں،

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے، بیشک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو

﴿ المومنون ۳۸ ﴾

﴿ یونس ۷۸ ﴾

﴿ سبا ۳۱ ﴾

الظَّالِمِينَ ۝ وَقَدْ وَصَلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۱۹﴾ (القصص ۵۱۹)

ہدایت نہیں دیتا، اور ہم برابر پے در پے لوگوں کے لیے اپنا کلام بھیجتے رہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کر لیں۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو اگر تمہارے پاس کوئی کتاب اللہ موجود ہو جو قرآن اور تورات سے بڑھ کر ہدایت کی حامل ہو تو اسے پیش کرو میں اسی کا اتباع کروں گا کیونکہ میں تو ہدایت کا طالب اور پیرو ہوں اگر تم اپنی بات میں سچے ہو، اور اگر وہ قرآن مجید اور تورات سے زیادہ ہدایت و رہنمائی کرنے والی کتاب پیش نہ کر سکیں اور یقیناً پیش نہیں کر سکیں گے تو جان لو کہ انہیں دلیل و برہان کی کوئی حاجت نہیں بلکہ یہ تو مجرد خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں اور انہوں نے اپنی خواہشوں کو ہی اپنا الہ بنا رکھا ہے اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو گا جو اللہ کی ہدایت و رہنمائی کو چھوڑ کر اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرے، اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہرگز ہدایت نہیں بخشتا جو انبیاء کی تکذیب کریں، آیات الہی سے اعراض کریں اور کفر و عناد اور تعصبات پر جم کر اپنے ہاتھوں ہدایت کے دروازے بند کر دیں اور گمراہی کے دروازے اور اس کی راہوں کو اپنے لئے کھول لیں اور ہم رسول کے بعد دوسرا رسول اور ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب کے ذریعہ سے حق بات ان تک پہنچاتے رہے ہیں تاکہ وہ تباہ شدہ اقوام کے عبرت ناک انجام سے سبق حاصل کر کے اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لے آئیں اور جہنم کے ہولناک عذاب سے بچ جائیں۔

الَّذِينَ اتَّبَنُوهُمُ الْكُتُبَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۲۰﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

جس کو ہم نے اس سے پہلے کتاب عنایت فرمائی وہ تو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان کے پاس پڑھی جاتی ہیں

قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿۵۲۱﴾

تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کے ہمارے رب کی طرف سے حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان ہیں،

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَ يَدْرَأُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

یہ اپنے کئے ہوئے صبر کے بدلے دوہرا اجر دیئے جائیں گے، یہ نیکی سے بدی کو نال دیتے ہیں اور ہم نے جو انہیں دے رکھا

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۵۲۲﴾ وَإِذَا سَبَعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا

ہے اس میں سے دیتے رہتے ہیں، اور جب بیہودہ بات کان میں پڑتی ہے تو اس سے کنارہ کر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ

لَنَا أَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلِّمْ عَلَيْكُمْ ۚ لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿۵۲۳﴾ إِنَّكَ لَا تَهْدِي

ہمارے عمل ہمارے لیے اور تمہارے عمل تمہارے لئے، تم پر سلام ہو ہم جاہلوں سے (الجھٹلا) نہیں چاہتے، آپ جسے چاہیں

مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۵۲۴﴾ (القصص ۵۲۴)

ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے، ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے۔

ہجرت حبشہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور دعوت کی خبریں وہاں پھیلیں تو

عَنْ سَعِيدٍ ، قَالَ: بَرَزْتُ فِي أَصْحَابِ النَّجَاشِيِّ الَّذِينَ أَسْلَمُوا وَكَانُوا سَبْعِينَ رَجُلًا فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُورَةَ يَس فَبَكَوْا وَأَسَأَمُوا

سعید بن جبیر کہتے ہیں نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سے ستر عیسائی بزرگ علماء کا ایک وفد تحقیق حال کے لئے مکہ مکرمہ آیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں سورہ یسین کی چند آیات سنائیں جسے سن کر وہ رونے لگے اور مسلمان ہو گئے۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ بِمَكَّةَ، عَشْرُونَ رَجُلًا أَوْ قَرِيبَ مِنْ ذَلِكَ مِنَ النَّصَارَى، حِينَ بَلَغَهُمْ خَبْرُهُ مِنَ الْحَبَشَةِ فَوَجَدُوهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَنَجَسُوا إِلَيْهِ وَكَلَمُوهُ وَسَأَلُوهُ وَرَجَالَ مِنْ قُرَيْشٍ فِي أُنْدِيَتِهِمْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ، فَأَمَّا فَرَعُو مِنْ مَسْأَلَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا أَرَادُوا، دَعَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَلَا عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَأَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ فَاصْتَأْنَبَهُمْ مِنَ الدَّمْعِ، ثُمَّ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ ، وَأَمَّنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ وَعَرَفُوا مِنْهُ مَا كَانَ يُوصَفُ لَهُمْ فِي كِتَابِهِمْ مِنْ أَمْرِهِ

اور محمد بن اسحاق کہتے ہیں ابھی آپ ﷺ مکہ مکرمہ ہی میں تشریف رکھتے تھے اور بیس یا بیس کے قریب عیسائیوں کا وفد ملک حبش سے آیا یہ وفد آپ ﷺ کی خبر سن کر محض آپ کو دیکھنے کے لیے آیا تھا رسول اللہ ﷺ اس وقت مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے انہوں نے وہیں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی، اور قریش کے لوگ بھی تجسس سے کھڑے ان کو بغور دیکھ رہے تھے، وفد کے لوگوں نے آپ سے کچھ سوالات کیے جن کا آپ ﷺ نے انہیں تسلی بخش جواب دے دیا اور پھر انہیں دعوت اسلام پیش کی اور قرآن کریم سے چند آیات ان کے سامنے پڑھیں، چونکہ یہ لوگ لکھے پڑھے، سنجیدہ اور روشن دماغ تھے قرآن نے ان کے دلوں پر اثر کیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، چنانچہ انہوں نے قرآن کے کلام اللہ ہونے کی تصدیق کی اور فوراً اذکارہ اسلام میں داخل ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان اوصاف کی بنا پر پہچان لیا جو ان کی کتابوں میں مذکور تھے

فَأَمَّا قَامُوا عَنْهُ اعْتَرَضَهُمْ أَبُو جَهْلٍ ابْنُ هِشَامٍ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا لَهُمْ: حَيَّيْكُمْ اللَّهُ مِنْ رَكْبٍ! بَعَثَكُمْ مَنْ وَرَاءَكُمْ مِنْ أَهْلِ دِينِكُمْ تَزَادُونَ لَهُمْ لِتَأْتُوهُمْ بِمَجْبَرِ الرَّجُلِ، فَأَمَّ تَطْمِئِنَّ بِمَجَالِسِكُمْ عِنْدَهُ، حَتَّى فَارَقْتُمْ دِينَكُمْ وَصَدَقْتُمُوهُ بِمَا قَالَ، مَا نَعْلَمُ رَكْبًا أَحْمَقَ مِنْكُمْ. أَوْ كَمَا قَالُوا فَقَالُوا لَهُمْ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، لَا نُجَاهِلُكُمْ، لَنَا مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، وَلَكُمْ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ، لَمْ نَأَلْ أَنْفُسَنَا خَيْرًا

جب یہ لوگ ایمان کی انمول دولت حاصل کر کے مسجد حرام سے نکل کر جا رہے تھے کہ ابو جہل بن ہشام اور اس کے چند ساتھیوں نے انہیں راستہ میں روکا اور کہنے لگے اللہ تمہیں نامراد کرے تم بڑے بے وقوف اور احمق ہو اور کہا تمہارے ہم مذہب لوگوں نے تمہیں یہاں تحقیق حال کے لئے بھیجا تھا تمہارا کام تو یہ تھا کہ جو کچھ تم نے دیکھا، سنا اور سمجھا اسے ان لوگوں تک من و عن پہنچا دو مگر تم نے تھوڑی دیر میں ہی اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا تم سے زیادہ بے وقوف لوگ ہم نے کبھی نہیں دیکھے، وفد کے لوگوں نے بڑے تحمل سے جواب دیا بھی انہوں نے تم پر سلام

ہے، ہم تمہارے ساتھ جہالت بازی نہیں کر سکتے ہمیں اپنے طریقے پر چلنے دو اور تم اپنے راستے پر گامزن رہو، ہم جان بوجھ کر ہدایت و بھلائی سے محروم نہیں رہ سکتے۔^(۱)

چنانچہ کفار مکہ کو عیسائیوں کے تذکرے سے شرم دلائی کہ کہاں کہاں سے لوگ آ کر اس نعمت عظیم سے مستفید ہو رہے ہیں اور رحمت الہی کے مستحق بن رہے ہیں اور تم اپنے گھر میں اس چشمہ فیض سے محروم رہے جاتے ہو، چنانچہ فرمایا جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب یعنی انجیل دی گئی تھی وہ اس قرآن کو کلام اللہ ہی سمجھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ان دونوں کتابوں کے سوتے ایک ہی جگہ سے پھوٹ رہے ہیں اس لئے اس پر ایمان لاتے ہیں، اور جب یہ پاکیزہ کلام انہیں سنایا جاتا ہے تو اسے غور سے سنتے ہیں اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر کے کہتے ہیں ہم اس پر دل و جان سے ایمان لائے، یہ ہمارے رب کی طرف سے برحق نازل ہوا ہے کیونکہ یہ ان کتابوں کے موافق ہے جنہیں انبیاء و رسل لے کر مبعوث ہوئے ہیں اور ان کتابوں میں جو کچھ مذکور ہے اس کے عین مطابق ہے، جیسے فرمایا

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖ اَوْ لَا تُوْمِنُوْا ۙ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰوْتُوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا اِذَا يُنۡلٰى عَلَيْهِمْ يَجِزُّوْنَ لِلاَّدۡقَانِ
سُجۡدًا ۙ وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوۡلًا ﴿۱۵﴾ وَيَجِزُّوْنَ لِلاَّدۡقَانِ يَبۡكُوْنَ وَيَزِيۡدُهُمْ
حُشُوۡعًا ﴿۱۶﴾

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسے مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں پاک ہے ہمارا رب! اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر ان کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الْيَهُودَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۙا ۗ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَحۡرِۡقُ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمۡ قَبِيۡلِيۡسِيۡنَ وَرَهۡبٰنًا وَّاَنَّهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَاِذَا سَمِعُوْۤا مَا
اُنۡزِلَ اِلَى الرَّسُوۡلِ تَرٰى اَعۡيُنُهُمۡ تَفۡيِضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوْۤا مِنَ الْحَقِّ ۗ يَقُوۡلُوْنَ رَبَّنَا اَمۡنًا فَاكۡتُبۡنَا مَعَ
الشُّهَدٰٓئِيۡنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے اور ایمان لانے والوں کے لیے دوستی میں قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں، یہ اس وجہ سے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں اور ان میں غرور و نفس نہیں ہے، جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں وہ بول اٹھتے ہیں کہ پروردگار! ہم ایمان لائے، ہمارا نام گو ابی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور ان کا قول ہے کہ ہم تو پہلے سے مسلم

(۱) ابن بشام ۳۹۲، البداية والنهاية ۲۰۳، الروض الانف ۲۲۰، عيون الاثر ۱۵۰، دلائل النبوة للبيهقي ۳۰۶، السيرة النبوية لابن كثير ۲۰، السيرة الحلبية ۲۸۷

(۲) بنی اسرائیل ۱۰۹ تا ۱۰۷

(۳) المائدة ۸۳، ۸۲

ہیں، یعنی ہم نے کوئی نیا دین اختیار نہیں کیا بلکہ ہم تو پہلے بھی انبیاء اور کتب آسمانی کے ماننے والے تھے اور ہمارا دین اسلام ہی تھا اور اب بھی اس کتاب اور نبی ﷺ پر ایمان لاکر ہم مسلمان ہی ہیں، جیسے فرمایا:

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ... ۱۹ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: درحقیقت اللہ کے نزدیک تو دین صرف اسلام ہے۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

...إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۲۰ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں شامل ہو کر رہوں۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا... ۲۱ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ یکسو مسلم تھے۔

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ لِي قَالَ اسَلَّمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۲۲ ﴿۲۲﴾ وَوَضَىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يٰبَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ

اصْطَفَىٰ لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۲۳ ﴿۲۳﴾ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتَ إِذْ قَالَ

لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَالِاهُ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَالنَّحْتَقُ إِلَهُاتًا وَاحِدًا ۲۴ ﴿۲۴﴾ وَنَحْنُ

لَهُ مُسْلِمُونَ ۲۵ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: جبکہ اس کے رب نے اس سے کہا کہ مسلم (تابع فرمان) ہو جا تو اس نے کہا میں مسلم ہو گیا رب العالمین کے لئے، اور اسی چیز کی وصیت

کی ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اور یعقوب نے بھی یہی کہ اے میرے بچو! اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند کیا ہے لہذا تم کو موت نہ

آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو، کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی وفات کا وقت آیا؟ جبکہ اس نے اپنی اولاد سے پوچھا کس کی

بندگی کرو گے تم میرے بعد؟ انہوں نے جواب دیا ہم بندگی کریں گے آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام

اور اسحاق علیہ السلام کے معبود کی، اس کو اکیلا معبود مان کر اور ہم اسی کے مسلم ہیں۔

اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُسْلِمَةً لَكَ... ۲۶ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم کو اپنا مسلم بنا اور ہماری نسل سے ایک امت پیدا کر جو تیری مسلم ہو۔

۱ آل عمران ۱۹

۲ یونس ۷

۳ آل عمران ۶۷

۴ البقرة ۱۳۱ تا ۱۳۳

۵ البقرة ۱۲۸

لو ط علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا

فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: ہم نے قوم لو ط کی بستی میں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔
یوسف علیہ السلام نے رب العزت سے یوں دعا کی تھی۔

--- تَوْفِينِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: مجھ کو مسلم ہونے کی حالت میں موت دے اور صالحین کے ساتھ ملا۔

سلیمان علیہ السلام کا دین بھی اسلام تھا اور جب ملکہ سبا ان پر ایمان لائی تو اس نے کہا

--- وَأَسَلْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ رب العالمین کی مسلم ہو گئی۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا

وَقَالَ مُوسَىٰ يُقَوْمِرَ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ لوگو! اگر تم واقعی اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر بھروسہ کرو اگر مسلمان ہو۔

بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کا دین اسلام ہی تھا۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ هَادُوا... ﴿۳۵﴾

ترجمہ: ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی اسی کے مطابق وہ نبی جو مسلم تھے ان لوگوں کے معاملات کے فیصلے کرتے تھے جو یہودی ہو گئے تھے۔

فرعون بھی جانتا تھا کہ بنی اسرائیل کا مذہب اسلام ہے اس لئے سمندر میں غرق ہوتے ہوئے اس نے یہی کہا تھا

--- حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْعَرْقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: حتیٰ کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا دین بھی یہی تھا۔

۱ الذاریات ۳۶

۲ یوسف ۱۰

۳ النمل ۴۳

۴ یونس ۸۳

۵ المائدہ ۲۴

۶ یونس ۹۰

وَأَذْأَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿١١﴾ ﴿١٠﴾

ترجمہ: اور جبکہ میں نے حواریوں پر وحی کی کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ رہے کہ ہم مسلم ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حتمی بات بیان فرمائی کہ اب کوئی یہودی ہو یا نصرانی یا مجوسی دین اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا جو ازل سے اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿١٥﴾ ﴿١٦﴾

ترجمہ: اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

اور ان لوگوں کو جو پہلے بھی مسلم تھے یعنی جو قومی و نسلی اور وطنی گروہی تعصبات سے بچ کر عیسیٰ علیہ السلام اور ان پر نازل شدہ کتاب انجیل پر ایمان رکھتے تھے اور دین حق پر ثبات قدم رہے، کوئی شبہ ان کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکا اور نہ کوئی ریاست و شہوت ان کو اپنے ایمان سے ہٹا سکی، اور پھر جب نبی آخر الزماں کی بعثت ہوئی تو مسیحیت کا راستہ چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ اور ان پر نازل کتاب پر بھی بے تکلف ایمان لائے، ایسے لوگوں کو اللہ ان کی ثابت قدمی کے صلے میں دوہرا اجر و ثواب عطا فرمائے گا،

حَدَّثَنِي أَبُو بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمَّةٌ فَأَدَّهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن کو دوہرا اجر ملے گا ان میں سے ایک وہ ہے جو اہل کتاب میں سے تھا اور اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا اور غلام مملوک جو اپنے مجازی آقا کی فرمانبرداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی بھی کرتا رہے اور وہ شخص جس کے پاس کوئی لونڈی ہو جسے وہ ادب و علم سکھائے پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے۔ ﴿١٦﴾

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: إِنِّي لَتَنُحِتُ رَاِحِلَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَقَالَ قَوْلًا حَسَنًا جَمِيلًا وَكَانَ فِيمَا قَالَ: مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِينَ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ، وَلَهُ مَا لَنَا وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا، وَمَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَلَهُ أَجْرُهُ وَلَهُ مَا لَنَا وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا

اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پاس تھا آپ ﷺ نے ایک بہت اچھی اور خوبصورت بات بیان فرمائی، آپ نے مجملہ دیگر باتوں کے یہ بھی فرمایا دونوں کتابوں والوں میں سے جو اسلام قبول کر لے اسے دگنابند ملے گا اس کے حقوق و فرائض ہمارے حقوق و فرائض ہی کی طرح ہوں گے اور مشرکین میں سے جو شخص اسلام قبول کرے تو اسے ایک اجر ملے گا اور اس

﴿١٧﴾ المائدة ١١١

﴿١٨﴾ آل عمران ٨٥

﴿١٩﴾ صحیح بخاری کتاب العلم باب تعلیم الرجل أُمَّتَهُ وَأَهْلَهُ ٩٤، صحیح مسلم کتاب الایمان باب وُجُوبِ الْإِيْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنُسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ٣٨٤

کے حقوق و فرائض ہمارے حقوق و فرائض ہی کی طرح ہوں گے۔^①

ایسے لوگ برائی، جھوٹ، ظلم اور شرارتوں کا جواب قول و فعل سے نیکی، صداقت، انصاف اور شرافت سے دیتے ہیں، اور اللہ نے انہیں جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں، اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے غریبوں، مسکینوں، محتاجوں، ضرورت مندوں، یتیموں، یتیموں اور مسافروں پر دل کھول کر خرچ کرتے ہیں، اور جب انہوں نے مشرکین سے سب و شتم اور دین کے ساتھ استہزا سنا تو رحمان کے عقلمند بندوں کی مانند شرافت و بردباری سے یہ کہہ کر ایک طرف ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، یعنی ہر شخص کو اسی اکیلے کے عمل کی جزادی جائے گی، اس پر کسی دوسرے کے عمل کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا، جیسے فرمایا

--- وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ --- ② ⑤

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

--- وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ --- ③ ⑥

ترجمہ: ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جِهْلِيهَا لَا يُحْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ --- ④ ⑧

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لد اہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنیٰ حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

--- وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ --- ⑤ ⑨

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

تم کو سلام ہے، یعنی تم لوگ ہم سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں سنو گے، ہم کسی معاملے میں بھی جاہلوں سے بحث اور گفتگو کر کے نہیں الجھتے، شعب بنو ہاشم سے نکل کر چند دنوں بعد ابو طالب بیمار ہو گئے جب ان کا آخری وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے کامل خیر خواہی کے ساتھ اپنی حد تک انتہائی کوشش کی کہ ہمدرد اور غم گسار چچا کلمہ اللہ اللہ پڑھ لے تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو اور روز قیامت اللہ سے ان کی مغفرت کی سفارش کر سکیں چنانچہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَىٰ أَبِي طَالِبٍ عِنْدَ مَوْتِهِ، وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ وَإِنَّ أَبِي أُمَيَّةَ أَرْتَعِبُ عَنْ مَلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ أَنَا عَلَىٰ مَلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

① مسند احمد ۲۲۲۳۳

② بنی اسرائیل ۱۵

③ الانعام ۱۶۴

④ فاطر ۱۸

⑤ الزمر ۷

ابوطالب کی موت کے وقت رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں داخل ہوئے لیکن وہاں دوسرے رُوسائے قریش کے ساتھ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بھی موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا آپ کلمہ الاله الا اللہ کو پڑھ لیں تاکہ قیامت کے روز میں اللہ کی بارگاہ میں گواہی دوں اور آپ کی شفاعت کر سکوں، ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ کہنے لگے اے ابوطالب! کیا تو اپنے باپ عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جائے گا؟ ابوطالب کی زبان سے آخر کلمہ یہی نکلا کہ میں ملت عبدالمطلب پر ہی جان دیتا ہوں اس طرح کفر پر ہی ان کا خاتمہ ہو گیا۔^①

سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ، جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، فَقَالَ: أَيُّ عَمِّ قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: أَتَزْعُبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَأَمَّ يَزَلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزُضُهَا عَلَيْهِ، وَيُعِيدُهَا بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ، حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ لَأَسْتَعْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنُحِمْكَ فَتَزَلِ اللَّهُ: {مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ} وَأُتِرَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ} ^②

جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے (اس وقت) ابوطالب کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ بھی موجود تھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اے میرے چچا! صرف ایک کلمہ الاله الا اللہ کہہ دیجئے تو میں اللہ کے ہاں اس کی وجہ سے (آپ کی بخشش کے لئے) عرض و معروض کرنے کا مستحق ہو جاؤں گا، تو ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب تم عبدالمطلب کے دین سے پھرے جاتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ بار بار ان سے یہی کہتے رہے (کہ آپ صرف یہی ایک کلمہ پڑھ لیں) اور یہ دونوں بھی اپنی بات ان کے سامنے بار بار دہراتے رہے (کہ کیا تم عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟) حتیٰ کہ ابوطالب نے ان سے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ (میں) عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے روکا نہ جائے تو یہ آیت نازل ہوئی، ”نبی اور ایمان والوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے استغفار کریں اگرچہ وہ ان کے قریب ہوں جب کہ انہیں یہ ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔“ اور خاص ابوطالب کے لیے یہ آیت نازل ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا ”آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے جس کے لیے وہ ہدایت چاہتا ہے۔“^③

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي بِهَا فَرِيضٌ أَنْ مَا يَحْمِلُهُ عَلَيْهِ الْجُرْعُ، لَأَقْرَزْتُ بِهَا عَيْنَكَ، فَتَزَلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ

① الروض الانف ۱۹/۴

② التوبة: ۱۱۳

③ القصص: ۵۶

④ صحیح بخاری کتاب تفسیر سورہ القصص باب قَوْلُهُ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۴۷۷۲

أَحْبَبْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا! کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لو میں قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا، ابو طالب نے کہا اگر مجھے قریش کے اس طعنے کا خوف نہ ہوتا کہ میں نے موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے یہ کلمہ پڑھ لیا تو میں اسے کہہ کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈی کر دیتا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ”آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے جس کے لیے وہ ہدایت چاہتا ہے۔“^(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا بڑا قلق اور صدمہ تھا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی! آپ کا کام صرف تبلیغ و دعوت اور رہنمائی ہے، تمہاری شدید خواہش ہے کہ تمہارے عزیز و اقارب اور تمہاری قوم کے لوگ دین اسلام قبول کر لیں مگر آپ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا خواہ کوئی آپ کو کتنا ہی محبوب کیوں نہ ہو، کسی کو ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے، جیسے فرمایا

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ...^(۲)

ترجمہ: اے نبی! لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمہ داری تم پر نہیں ہے، ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ^(۳)

ترجمہ: مگر تم خواہ کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر لوگ مان کر دینے والے نہیں ہیں۔

اور یہ انمول نعمت و ہدایتی حکمت کے ساتھ انہی لوگوں کو عطا فرماتا ہے جو حق قبول کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں اگر آپ کے عزیز و اقارب اور قوم و قبیلہ کے لوگ حق قبول کرنے کی تمنا نہیں رکھتے تو انہیں یہ نعمت کیسے عطا کی جاسکتی ہے۔

وَ قَالُوا إِنْ تَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَفُّ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَمْ

کہنے لگے اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر ہدایت کے تابع دار بن جائیں تو ہم تو اپنے ملک سے اچک لیے جائیں، کیا ہم نے

نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا أَمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ

انہیں امن و امان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی؟ جہاں تمام چیزوں کے پھل کھینچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس

رَزَقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ^(۴) وَ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرِيْبَةٍ بَطَرَتْ

بطور رزق کے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر کچھ نہیں جانتے، اور ہم نے بہت سی وہ بستیاں تباہ کر دیں جو اپنی عیش و عشرت میں

مَعِيْشَتَهُنَّ فَتَلَكْ مَسْكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيْلًا وَ كُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ^(۵)

اترانے لگی تھیں، یہ ہیں ان کی رہائش کی جگہیں جو ان کے بعد بہت ہی کم آباد کی گئیں اور ہم ہی ہیں آخر سب کچھ کے وارث،

جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب وَمِنْ سُورَةِ الْقَصَصِ ۳۱۸۸

البقرة ۲۷

یوسف ۱۰۳

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمَمٍ رَّسُولًا

تیرا رب کسی ایک بستی کو بھی اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان کی بڑی بستی میں اپنا کوئی پیغمبر نہ بھیج دے جو انہیں

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿۵۹﴾ (القصص ۵۹-۵۸)

ہماری آیتیں پڑھ کر سنا دے اور ہم بستیوں کو اسی وقت ہلاک کرتے ہیں جب کہ وہاں والے ظلم و ستم پر کمر کس لیں۔

قریش مکہ کا خیال تھا کہ اگر ہم ایک دم اپنے آبائی دین کو ترک کر کے محمد ﷺ کے نئے دین کو اختیار کر لیں گے تو بیت اللہ کے متولی ہونے کی حیثیت سے تمام عرب میں ہماری شہرت، دولت، اثر و رسوخ اور عقیدت کی جو دھاک بیٹھی ہوئی ہے وہ یک لخت ختم ہو جائے گی، اور ہم اس سر زمین میں بے یار و مددگار ہو کر رہ جائیں گے، ہمیں لوگوں سے دشمنی کا سامنا کرنا پڑے گا اور مال و تعداد میں زیادہ مضبوط مخالفین سے جنگ و پیکار سے دوچار ہونا پڑے گا (مروی ہے کہ یہ کہنے والا احارث بن عامر بن نوفل تھا) یعنی اہل مکہ کو کامل یقین تھا کہ اللہ اپنے دین کو فتح و نصرت سے نوازے گا نہ اپنے کلمہ کو بلند کرے گا بلکہ باطل ہی سر بلند رہے گا، اس لئے دعوت اسلام قبول کر لینے سے انہیں دینی سے زیادہ اپنا دنیاوی مفاد اور حیثیت خطرے میں نظر آ رہی تھی، ان کے اس خیال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا یہ عذر غیر معقول ہے، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے عرب میں چار سو پھیلی بدامنی کی اس سر زمین کو امن کی جگہ بنایا ہے، قریب و بعید کے لوگ بیت اللہ کا احترام کرتے ہیں اس لئے اہل حرم کو نقصان نہیں پہنچایا جاتا، جب یہ شہر تمہارے کفر و شرک کی حالت میں کامل امن کی جگہ ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ کے سچے دین کو قبول کرو گے تو امن اٹھ جائے گا، یہ تو اللہ کی رحمت ہی ہے کہ اس میں پیداوار نہ ہونے کے باوجود ہر طرف سے انواع و اقسام کے ثمرات نہایت فراوانی سے کھینچے چلے آتے ہیں تاکہ تم اللہ کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو مگر تم میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں، کیا تم لوگ اپنے چاروں طرف پھیلے عاد و ثمود، سبا، مدین اور قوم لوط کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات نہیں دیکھتے، وہ لوگ بھی تمہاری طرح اپنی خوشحالی اور عیش و عشرت پر پھول گئے تھے، انہوں نے بھی باطل معبودوں پر تکیہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تھا، تمہاری طرح انہوں نے بھی رسولوں کی تعلیمات سے استہزا کیا تھا، دعوت حق کو روکنے کے لئے مسلمانوں پر ظلم و ستم کا بازار گرم کیا تھا، آخر ایک وقت مقررہ پر اللہ نے ان سے نعمتیں چھین لیں اور پھر اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا پھر دیکھ لو سرکشی کرنے والوں کا انجام کیا ہوا، جیسے فرمایا:

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَوْمًا كَانَتْ أَمْنَةً مَّظْمُونَةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا وَمِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعَمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسِ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿۶۰﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۶۱﴾

ترجمہ: اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے وہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے اس کو بفر اغت رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کر دیا تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا پیمزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا

گئیں، ان کے پاس ان کی اپنی قوم میں سے ایک رسول آیا مگر انہوں نے اس کو جھٹلادیا آخر کار عذاب نے ان کو آیا جبکہ وہ ظالم ہو چکے تھے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ان کے وہ مضبوط گھر جن پر ان کو بڑا فخر وغرور تھا ویران پڑے ہوئے ہیں جن پر وحشت برس رہی ہے اور نحوست کی وجہ سے کوئی بھی ان میں مستقل رہنا پسند نہیں کرتا اور آخر اللہ ہی وارث ہو کر رہا، یعنی ہم بندوں کے وارث ہیں، ہم انہیں موت دیں گے اور تمام نعمتیں ہماری طرف لوٹ آئیں گی جو ہم نے ان کو عطا کی تھیں، تم لوگ بھی انہی تباہ شدہ بستیوں والوں کے نقش قدم پر چل رہے ہو کیا تمہارے پاس کوئی ایسی ضمانت ہے کہ جن گمراہیوں اور بد کاریوں نے ان خوشحال قوموں کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنا دیا انہی کے طریقے پر چل کر تم بچ جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کسی بستی کو تباہ و برباد نہیں کرتا جب تک کہ اس میں کوئی رسول بھیج کر متنبہ نہیں کر دیتا، جیسے فرمایا

... وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿۱۵﴾

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں۔ مگر جب وہ رسولوں کی تشبیہ پر بھی اپنی کج روی سے باز نہیں آئے تو اللہ نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا، اور اللہ کسی بستی کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک کہ اس کے رہنے والے کفر اور معاصی کا ارتکاب کر کے ظالم نہ ہو جائیں۔

وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۗ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ط

اور تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے صرف زندگی دنیا کا سامان اور اسی کی رونق ہے، ہاں اللہ کے پاس جو ہے وہ بہت ہی بہتر اور

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفْكَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعَدَا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ

دیر پا ہے کیا تم نہیں سمجھتے، کیا وہ شخص جس سے ہم نے نیک وعدہ کیا ہے جسے وہ قطعاً پانے والا ہے مثل اس شخص کے ہو سکتا ہے؟

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۱۷﴾

جسے ہم نے زندگی دنیا کی کچھ یونہی سی منفعت دے دی پھر بالآخر وہ قیامت کے روز پکڑا باندھا حاضر کیا جائے گا،

و يَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآئِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُزْعَمُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں پکار کر فرمائے گا کہ تم جنہیں اپنے گمان میں میرا شریک ٹھہرا رہے تھے کہاں ہیں،

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَعْوَيْنَا ۗ اَعْوَيْنٰهُمْ

جن پر بات آچکی وہ جواب دیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! یہی وہ ہیں جنہیں ہم نے بہکا رکھا تھا، ہم نے انہیں اس طرح

كَمَا غَوَيْنَا ۗ تَبَرَّأْنَا اِلَيْكَ ۗ مَا كَانُوْا اِيَّاْنَا يَعْْبُدُوْنَ ﴿۱۹﴾

بہکایا جس طرح ہم بہکے تھے، ہم تیری سرکار میں اپنی دست برداری کرتے ہیں یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے،

وَ قِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَ رَأَوْا الْعَذَابَ ۚ

کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ، وہ بلائیں گے لیکن انہیں وہ جواب تک نہ دیں گے اور سب عذاب دیکھ لیں گے،

لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿۶۰﴾ (القصص ۶۰ تا ۶۳)

کاش! یہ لوگ ہدایت پالیتے۔

اے لوگو! یہ دنیا اور اس کی رونقیں و دلفریبیاں جن پر تم رجحہ گئے ہو سب حقیر و عارضی اور ختم ہونے والی ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں وہ لازوال اور دائمی ہیں کیا تم غور و فکر نہیں کرتے، جیسے فرمایا

مَا عِنْدَكُمْ كُمْ يَنْفَعُكُمْ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ... ﴿۹۶﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ خرچ ہو جانے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے۔

... وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلَّآبِرِ ۙ ﴿۹۸﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے۔

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْغَى ﴿۱۷﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا، أَخَا بَنِي فِهْرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هَذِهِ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمِ تَزْجَعُ

مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! دنیا، آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبو کر نکال لے، دیکھے کہ سمندر کے مقابلے میں انگلی میں کتنا پانی ہوگا؟ ﴿۳﴾

بھلا وہ مومن جو آخرت کے لئے کوشاں ہے اور وعدہ الہی کے مطابق روز قیامت لازوال نعمتوں سے بہرہ ہونے والا ہے اور وہ شخص جسے ہم نے صرف حیات دنیا کا کچھ سر و سامان دے دیا ہو اور وہ آخرت سے غافل ہو کر اپنی دنیا میں مشغول ہو، اس نے ہدایت الہی کی کوئی پروہ کی ہو اور نہ انبیاء و مرسلین کی اطاعت کی ہو پھر وہ روز قیامت اپنی نافرمانی اور بد اعمالیوں کے سبب سزا کے لئے پیش کیا جانے والا ہو کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ النحل ۹۶

﴿۲﴾ آل عمران ۱۹۸

﴿۳﴾ الاعلیٰ ۱۶، ۱۷

﴿۴﴾ صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحُشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۹۷، مسند احمد ۱۸۰۰۹، صحیح ابن حبان ۴۳۳۰، السنن

الكبرى للنسائي ۱۱۷۹۷

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾

ترجمہ: جھلا کہیں یہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص مؤمن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو جائے جو فاسق ہو؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمُتُ وَلَا النُّورُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظُّلُمُتُ وَلَا الظُّلُمُتُ ﴿٢١﴾ وَلَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ... ﴿٢٢﴾

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے، نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے، اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں۔

یہ لوگ حساب و کتاب کے اس دن کو بھول نہ جائیں جب اللہ تعالیٰ انہیں میدان محشر میں جمع کرے گا اور ساری خلقت کے سامنے طنز کے طور پر سوال کرے گا کہاں ہیں وہ اصنام، جن یا اشخاص جنہیں زعم ہا مل تم دنیا میں میں میری الوہیت میں شریک گردانتے تھے، مشکلات اور پریشانیوں میں انہیں مدد کے لئے پکارتے تھے، ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے تھے، چڑھاوے چڑھاتے، قربانیاں و چراغاں کرتے اور دھوم دھام سے عرس مناتے تھے، ان سے امیدیں، توقعات اور بھروسہ رکھتے تھے، وہ روز محشر تمہاری کچھ بھی مدد کر سکنے کے اہل ہیں، جیسے فرمایا وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فَرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۚ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَ كُمْ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۚ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾

ترجمہ: (اور اللہ فرمائے گا) لو اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا، جو کچھ ہم نے تمہیں دنیا میں دیا تھا وہ سب تم پیچھے چھوڑ آئے ہو، اور اب ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تم سمجھتے تھے کہ تمہارے کام بنانے میں ان کا بھی کچھ حصہ ہے، تمہارے آپس کے سب راجبٹے ٹوٹ گئے اور وہ سب تم سے گم ہو گئے جن کا تم زعم رکھتے تھے۔

اس سے پہلے کہ شریک ٹھہرانے والے جواب دیں داعیان کفر و ضلال اور شیاطین جن و انس سبقت کرتے ہوئے اپنی صفائی میں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم خود تو سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے تھے ہی مگر ان لوگوں پر ہمارا کوئی زور و جبر نہیں تھا بس ہمارے ادنیٰ سے اشارے پر ہماری طرح انہوں نے بھی گمراہی اختیار کر لی، ہم ان کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے اور نہ ہمارا ان سے کوئی تعلق ہے، اور معبودین جن کی لوگ دنیا میں عبادت کرتے تھے اس بات سے ہی انکار کر دیں گے کہ لوگ ان کی عبادت کرتے تھے، چنانچہ کہیں گے یہ ہماری بندگی نہیں کرتے تھے بلکہ یہ لوگ درحقیقت اپنی خواہشات نفس یا شیاطین کی عبادت کرتے تھے، جیسے فرمایا

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿٣٣﴾ ﴿٣٤﴾

ترجمہ: اس وقت کیفیت یہ ہو گی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی اپنے پیروں سے بے تعلق ظاہر کریں گے مگر سزا پانے پر

﴿١﴾ السجدة ۱۸

﴿٢﴾ فاطر ۲۲ تا ۲۹

﴿٣﴾ الانعام ۹۳

﴿٤﴾ البقرة ۱۶۶

رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا۔

وَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَاتٍ لِيَبْكُونُوا أَلَهُمْ عِزًّا ۖ كَلَّا ۚ سَبَّحُوا بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۱۷﴾ ﴿۱۸﴾
ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ الہ بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے پشتیان ہوں گے، کوئی پشتیان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور اٹلے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنِ دُعَائِهِمْ غَفُلُونَ ﴿۱۹﴾ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ﴿۲۰﴾ ﴿۲۱﴾
ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہو انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتے ہیں جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا ۚ وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمُ مِنْ نَصِيرِينَ ﴿۲۲﴾ ﴿۲۳﴾
ترجمہ: تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور آگ تمہارا ٹھکانا ہوگی اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس طرح دنیا میں تم اپنے شریکوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتے تھے اب اپنی مدد کے لئے انہیں کو پکارو تا کہ وہ تمہاری بخشش کی سفارش کر سکیں یا تمہیں عذاب جنہم سے بچا سکیں یا عذاب میں کچھ تخفیف ہی کرا سکیں یا خود اپنی کوئی مدد کر سکیں، یہ بد بخت میدان محشر کا حال دیکھ کر بھی انہیں پکاریں گے لیکن وہاں کس کی جرات ہوگی کہ یہ کہے کہ ہاں ہم تمہاری مدد کے لئے آرہے ہیں، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ يَقُولُ تَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَادْعُوهُمْ فَادْعُوهُمْ فَلَمَّا يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ﴿۲۴﴾ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرَفًا ﴿۲۵﴾ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: پھر کیا کریں گے یہ لوگ اس روز جب کہ ان کا رب ان سے کہے گا کہ پکارو اب ان ہستیوں کو جنہیں تم میرا شریک سمجھ بیٹھے تھے، یہ ان کو پکاریں گے مگر وہ ان کی مدد کو نہ آئیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک ہی ہلاکت کا گڑھا مشترک کر دیں گے، سارے مجرم اس روز آگ دیکھیں گے اور سمجھ لیں گے کہ اب انہیں اس میں گرنا ہے اور وہ اس سے بچنے کے لئے کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے۔

۱) مریم ۸۱، ۸۲

۲) الاحقاف ۵، ۶

۳) العنکبوت ۲۵

۴) الکہف ۵۳، ۵۴

آخر طرف سے مایوس ہو کر انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ جھوٹے اور سزا کے مستحق ہیں اس لئے ہم سب جہنم کا بندھن بننے والے ہیں تو آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں ہدایت کا راستہ اختیار کر لیتے تو آج اس عذاب سے بچ جاتے اور کہیں گے کاش! ہمیں ایک موقع اور دیا جاتا۔

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا... ۳۵ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے کہیں گے کہ کاش! ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں ہم ان سے بیزار ہو کر دکھا دیتے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا اجبتم المرسلين ﴿۳۶﴾ فَعَبَّيْتُمْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَاءَ

اس دن انہیں بلا کر پوچھے گا کہ تم نے نبیوں کو کیا جواب دیا؟ پھر تو اس دن ان کی تمام دلیلیں گم ہو جائیں گی اور ایک دوسرے سے

يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿۳۷﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ اَمِنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ

سوال تک نہ کریں گے، ہاں جو شخص توبہ کر لے ایمان لے آئے اور نیک کام کرے یقین ہے

اَنْ يُّكُونَ مِنَ الْمُهْلِحِينَ ﴿۳۸﴾ (القصص ۶۵ تا ۶۷)

کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

توحید کی باز پرس کے بعد رسالت کے متعلق سوال ہو گا اور لوگ اس دن کو ہرگز نہ بھولیں جب اللہ تعالیٰ خلقت کو جمع کر کے پوچھے گا میں نے جو انبیاء و رسل تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث کیے تھے کیا تم نے ان کی تصدیق کی اور ان کی دعوت پر لبیک کہا تھا؟ کیا ان کی اطاعت کا دم بھرا تھا؟ کیا ان کے ساتھ کھڑے ہو کر ہمارے نازل کردہ دین کو خود پر اور معاشرے پر نافذ کرنے کی کوئی کوشش کی تھی یا ان کی تکذیب اور مخالفت کی تھی، اس وقت وہ لاجواب ہو جائیں گے، شرم سے ان کے سر جھک جائیں گے اور ایک دوسرے سے بھی نہیں پوچھ سکیں گے البتہ جو شخص ابھی کفر و ضلالت اور اپنی بد اعمالیوں پر توبہ و استغفار کر لے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اور ان کی ہدایت کے مطابق عمل صالحہ اختیار کر لے تو وہ اللہ کو غفور و رحیم پائے گا، اللہ اس کے گناہوں کو چاہے وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں مٹا دے گا، جیسے فرمایا ... كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اِنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا اِجْهَالًا لَّمْ يَنْتَبِهْ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهَا وَاَصْلَحْ فَاقْتُلْهُ عَفْوًا رَّحِيمًا ﴿۳۹﴾ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: تمہارے رب نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، یہ اس کا رحم و کرم ہی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نادانی کے ساتھ کسی برائی کا ارتکاب کر بیٹھا ہو پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کر لے تو وہ اسے معاف کر دیتا ہے اور نرمی سے کام لیتا ہے۔

قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ اَسْرَفُوا عَلَىٰ اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا اِنَّهٗ

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، بقینا اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور رحیم ہے۔

اور امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ اسے انمول اور لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل فرمادے گا جہاں ہمہ وقت خدمت کرنے کو موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے نوجوان خدام ہوں گے، جیسے فرمایا

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿۵۴﴾

ترجمہ: اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی کے لیے مخصوص ہوں گے ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

جو انہیں طرح طرح کے میوہ جات، انواع و اقسام کے ذائقوں والے پھل، صحیح اندازے سے بھرے ہوئے مختلف شرابوں کے جام اور بھنے ہوئے پرندوں کا گوشت پیش کریں گے، جیسے فرمایا

عَلَى سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ﴿۵۵﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَبِّلِينَ ﴿۵۶﴾ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿۵۷﴾ بِأَكْوَابٍ
وَآبَارٍ يَقِي ۖ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ﴿۵۸﴾ لَا يَصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْفُونَ ﴿۵۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿۶۰﴾ وَلَحْمٍ طَيْرٍ
مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿۶۱﴾

ترجمہ: مرصع تختوں پر تکیہ لگا آنے سائے بیٹھیں گے، ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شراب چشمہ جاری سے لبریز پیالے اور کوزے اور ساغر لیے دوڑتے پھرتے ہوں گے، جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا نہ ان میں فتور آئے گا اور وہ ان کے سامنے طرح طرح لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چین لیں، اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔

وَأَمَدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿۶۲﴾

ترجمہ: ہم ان کے ہر طرح کے پھل اور گوشت جس چیز کو بھی ان کا جی چاہے گا خوب دیے چلے جائیں گے۔ حسن و جمال میں کیلتا حوریں ہوں گی، جیسے فرمایا

وَحُورٌ عِينٌ ﴿۶۳﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور ان کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔ جنہیں کسی جن یا انس نے دیکھا ہے نہ ہی چھوا ہے، جیسے فرمایا

۱ الزمر ۵۳

۲ الطور ۲۳

۳ الواقعة ۵ تا ۲۱

۴ الطور ۲۲

۵ الواقعة ۲۲، ۲۳

فِيهِنَّ قُصِرَتْ الطَّرْفُ لَمْ يَطْبِئَهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿۵۸﴾ فَبَايَ الْاَلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۹﴾ كَاتَمَهُنَّ
الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۶۰﴾

ترجمہ: ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنیتوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوانہ ہو گا اپنے رب کے کن
کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ ایسی خوبصورت جیسے ہیرے اور موتی۔

وَعِنْدَهُمْ قُصِرَتْ الطَّرْفُ عَيْنٌ ﴿۶۱﴾ كَاتَمَهُنَّ بَيَاضٌ مَّكَتُونٌ ﴿۶۲﴾

ترجمہ: اور ان کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی، ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی
جھلی۔

جو اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی ہوں گی، اور سب سے بڑی نعمت رب کی رضا و خوشنودی ہوگی۔

و رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ يَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحَانَ اللَّهِ

اور آپ کلاب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے، ان میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں، اللہ ہی کے لیے پاکی ہے

وَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۶۳﴾ وَ رَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ

وہ بلند تر ہے ہر اس چیز سے کہ لوگ شریک کرتے ہیں، ان کے سینے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۶۴﴾ وَ هُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَ الْآخِرَةِ ۗ

آپ کا رب سب کچھ جانتا ہے، وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے،

وَ لَهُ الْحُكْمُ ۗ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۶۵﴾ (القصص ۶۸ تا ۷۰)

اسی کے لیے فرماں روئی ہے اور اسی کی طرف تم سب پھیرے جاؤ گے۔

اے لوگو! ساتوں زمینیں و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے، جیسے فرمایا:

الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ... ﴿۶۶﴾ ﴿۶۷﴾

ترجمہ: وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں، پھر آپ ہی (کائنات
کے تخت سلطنت) عرش پر جلوہ فرما ہوا۔

﴿۱﴾ الرحمن ۵۶ تا ۵۸

﴿۲﴾ الصافات ۴۹، ۴۸

﴿۳﴾ الفرقان ۵۹

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ... ﴿۱۷﴾
ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا۔

سب خیر و شر اسی کے ہاتھ میں ہے، اسی نے طرح طرح کی مخلوقات چاہے وہ خشکی پر ہے یا سمندر میں یا آسمان پر پیدا کی ہیں اور اسی نے اپنے علم سے تمام مخلوقات کی پیدائش سے پہلے تقدیریں لکھ دیں ہیں، ان تمام کاموں میں اس کا کوئی شریک یا مددگار یا بیوی یا اولاد نہیں ہے وہ اکیلا اپنی حکمت و مشیت سے جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے، وہ مختار کل ہے کوئی اس سے جواب طلبی کرنے والا نہیں، وہ اپنے کاموں کے لئے انسانوں، فرشتوں، جنوں اور دوسرے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اوصاف، صلاحیتیں اور طاقیتیں عطا فرما کر منتخب فرما لیتا ہے اور جو کام اس سے لینا ہوتا ہے لے لیتا ہے، اس کے مقابلے میں کسی کو سرے سے کوئی اختیار نہیں ہے کہ اللہ کے بندوں کو الہی صفات کا حامل گردان کر مشکل کشا، حاجت روا، روزی رسا، اولاد دینے والا، دکھ، بیماری اور صحت دینے والا، قسمتوں کا بنانے اور بگاڑنے والا بنا دے، اللہ تعالیٰ ان کے اس شرک سے پاک اور بالاتر ہے، تیرا رب خوب جانتا ہے جو یہ لوگ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، جیسے فرمایا:

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿۱۸﴾
ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ، اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لیے سب یکساں ہیں۔

وہی ایک اللہ وحدہ لا شریک ہے جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، دنیا اور آخرت میں ہر طرح کی حمد و ثنا اسی کے لئے ہے، اور دنیا کی ہر مخلوق اپنے اپنے طریقے سے اس کی حمد و ثنایاں کر رہی ہے، ساری کائنات میں اسی کی فرمانروائی ہے، جیسے فرمایا

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾
ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهَا وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے

﴿ ۱ ﴾ السجدة ۴

﴿ ۲ ﴾ الرعد ۱۰

﴿ ۳ ﴾ التغابن ۱

﴿ ۴ ﴾ بنی اسرائیل ۴۴

ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفِيًّا ۗ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿۳۱﴾ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے، اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

... يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳۳﴾ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے۔

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿۳۵﴾ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، بادشاہ ہے نہایت مقدس، زبردست اور حکیم۔

تمام اختیارات اور قوتیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں، اور ایک مقررہ وقت پر تم اپنے اعمال کی جو ابدی کے لئے اس کی طرف پیش ہونے والے ہو تب وہ تم میں سے ہر ایک کو اس کے اچھے اور برے عمل کی جزا دے گا۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ

کہہ دیجئے کہ دیکھو تو سہی اگر اللہ تعالیٰ تم پر رات ہی رات قیامت تک برابر کر دے تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے

يَأْتِيكُم بِضِيَاءٍ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿۳۷﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ

جو تمہارے پاس دن کی روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ پوچھئے! کہ یہ بھی بتا دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی

سَرْمَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بَلِيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۖ

دن رکھے تو بھی سوائے اللہ کے کوئی معبود ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے؟ جس میں تم آرام حاصل کرو،

أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۳۸﴾ وَ مِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ

کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟ اسی نے تو تمہارے لیے اپنے فضل و کرم سے دن رات مقرر کر دیئے ہیں کہ تم رات میں آرام کرو

وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۳۹﴾ (القصص ۱ تا ۳۹)

اور دن میں اس کی بھیجی ہوئی روزی تلاش کرو، یہ اس لیے کہ تم شکر ادا کرو۔

﴿۱﴾ النور۱

﴿۲﴾ الحشر ۲۳

﴿۳﴾ الجمعة

اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار نعمتوں میں سے صرف دو بڑی نعمتوں کا ذکر فرمایا اے نبی ﷺ! ان عقل سے پیدل لوگوں سے کہو تم لوگوں نے اپنے بے شمار معبودوں کو طرح طرح کے الہی اختیارات سونپ رکھے ہیں، کوئی روزی دینے والا، کوئی بارش برسانے والا، کوئی اولاد دینے والا، کوئی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرنے والا، کوئی تندرستی اور صحت بخشنے والا ہے، مگر کبھی تم لوگوں نے اس چیز پر بھی غور و فکر کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ جس نے یہ عظیم کائنات تخلیق کی ہے اور ایک مقررہ وقت کے لئے اس کا ایک مکمل نظام بنایا ہے، جس میں رات اور دن کا نظام بھی ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُبْجِلُ الْيَلَّ فِي النَّهَارِ وَيُؤَجِّلُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى --- ﴿٢٩﴾^①

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں، اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، سب ایک وقت مقرر تک چلے جا رہے ہیں۔

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكْوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكْوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى --- ﴿٥﴾^②

ترجمہ: اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے، وہی دن پر رات اور رات پر دن کو لپیٹتا ہے اسی نے سورج اور چاند کو اس طرح مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے۔

مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى --- ﴿٥﴾^③

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق، اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اگر اللہ تمہارے کفر و شرک اور بد اعمالیوں کی بدولت رات اور دن کا یہ نظام ختم فرمادے اور ہمیشہ کے لئے تم پر رات طاری کر دے تو کیا اللہ کے سوا تمہارا کوئی ایسا معبود ہے جو تمہیں سورج کی روشنی عطا کر سکے جس کی روشنی وحدت میں تمہاری زندگی، زرعی اور معاشی نظام چلتا ہے، کیا تم کسی دلیل کو سمجھتے نہیں ہو؟ اور ان سے پوچھو اور اگر اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے تم پر دن قائم کر دے تو اللہ وحدہ لا شریک کے سوا تمہارے کس معبود میں یہ قدرت ہے کہ تمہیں رات لا کر دے جس میں تم سکون و راحت حاصل کر سکو؟، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ أَرَادَ أَنْ يَدَّ كُرًا ۖ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا --- ﴿٣٦﴾^④

ترجمہ: وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا، ہر اس شخص کے لیے جو سبق لینا چاہے یا شکر گزار ہونا چاہے۔

ایک مقام پر رزق کے بارے میں چلیج فرمایا

① لقمان ۲۹

② الزمرہ

③ الاحقاف ۳

④ الفرقان ۶۲

أَقْنِ هَذَا الَّذِي يَزُوقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ... ① ②

ترجمہ: بتاؤ! کون ہے جو تمہیں رزق دے سکتا ہے اگر رحمان اپنا رزق روک لے۔

پانی کے بارے میں چیلنج فرمایا

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَّعِينٍ ③ ④

ترجمہ: کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں لا کر دے گا۔

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ⑤ ءَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ⑥ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ⑦ ⑧

ترجمہ: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو، اسے تم نے بادل برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے؟۔

یقیناً اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا، تو کیا تم اللہ کی نشانیوں کو دیکھتے نہیں، سوچتے نہیں کہ جب ان باطل معبودوں کو کوئی طاقت، قوت اور اختیارات حاصل نہیں تو ان کی پرستش کیوں کی جائے، یہ تو اسی کا فضل و کرم اور رحمت ہے کہ تمہارے کفر و شرک اور نافرمانیوں کے باوجود دن اور رات کا یہ نظام قائم کیا ہوا ہے تاکہ تم رات کی تاریکی، خاموشی اور ٹھنڈک میں سارے دن کی تگ و دو کے بعد سکون حاصل کرو اور رات کے سکون کے بعد دن کی روشنی میں زمین پر پھیل جاؤ اور کسب و محنت کے ذریعے اللہ کا فضل یعنی روزی تلاش کر سکو، اس لئے اس کے اس احسان پر زبان سے اس کی حمد و ثنا کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی اللہ کے عطا کردہ مال و دولت، صلاحیتوں اور توانائیوں کو اس کے احکام و ہدایات کے مطابق استعمال کرو۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ⑨

اور جس دن انہیں پکار کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جنہیں تم میرے شریک خیال کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ

اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ الگ کر لیں گے کہ اپنی دلیلیں پیش کرو، پس اس وقت جان لیں گے کہ حق اللہ تعالیٰ کی

وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ⑩ (القصص ۷۵، ۷۴)

طرف سے ہے، اور جو کچھ افتراءہ جوڑتے تھے سب ان کے پاس سے کھو جائے گا۔

① الملک ۲۱

② الملک ۳۰

③ الواقعة ۶۸ تا ۷۰

اور جب اللہ تعالیٰ میدانِ محشر میں مشرکین کو پکار کر پوچھے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کا تم گمان رکھتے تھے؟ جیسے فرمایا
 ... وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِنَّ يَلْتَبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۱۷﴾
 ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے سوا کچھ (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکار رہے ہیں وہ نرے وہم و گمان کے پیرو ہیں اور محض قیاس آرائیاں
 کرتے ہیں۔

اور اللہ ہر امت کے پیغمبر کو اس امت سے یا اس امت کے کسی ہدایت یافتہ شخص کو جس نے اس امت میں دعوتِ حق کا فریضہ انجام دیا الگ
 کھڑا کر دے گا اور مشرکین سے پوچھے گا کہ دنیا میں میرے پیغمبروں کی دعوت توحید اور ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کتابوں کے باوجود تم
 جو میرے شریک ٹھہراتے تھے اور اللہ کے ساتھ ان کی بھی عبادت کرتے تھے اس کی دلیل پیش کرو جس کی بنا پر تمہیں معاف کیا جاسکے مگر انہیں
 کوئی دلیل نہ سوجے گی اور وہ دم بخود وساکت کھڑے رہیں گے اس وقت یقین کر لیں گے کہ فی الواقع عبادتوں کے لائق اللہ کے سوا اور کوئی
 نہیں ہے اور وہ سارے جھوٹ فریب ان کے کسی کام نہیں آئیں گے

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا

قارون تھا تو قوم موسیٰ سے لیکن ان پر ظلم کرنے لگا، ہم نے اسے (اس قدر) خزانہ دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقتور لوگ

إِنَّ مَفَاتِحَهُ كَتَنُوزًا بِالْعُصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ

بہ مشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے، ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اتر امت! اللہ تعالیٰ اترانے والوں سے

لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿۱۸﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ

محبت نہیں رکھتا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ، اور اپنے دنیوی

مِنَ الدُّنْيَا وَ أَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ط

حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے، تو بھی اچھا سلوک کرو اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو،

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۹﴾ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ط

یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے، قارون نے کہا یہ سب کچھ مجھے میری اپنی سمجھ کی بنا پر ہی دیا گیا ہے،

أَوْ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ

کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سے بستی والوں کو غارت کر دیا جو اس سے بہت زیادہ

قُوَّةٌ وَّاكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۷۶﴾ (القصص ۷۶ تا ۷۸)

قوت والے اور بہت بڑی جمع پونجی والے تھے اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کی باز پرس ایسے وقت نہیں کی جاتی۔

قارون اور اس کا انجام:

بنی اسرائیل میں ایک قارون نامی شخص تھا، وہ فرعون کے بڑے سرداروں اور مقررین میں سے ایک تھا، فرعون نے اسے اپنی قوم پر عامل مقرر کیا ہوا تھا، بجائے اس کے کہ یہ اپنی قوم پر رحم و شفقت کا برتاؤ کرتا یہ بھی قبطی سرداروں کی طرح اپنی قوم پر بہت ظلم و ستم ڈھاتا تھا، جب موسیٰ علیہ السلام خلعت نبوت حاصل کر کے فرعون کو دعوت اسلام پیش کرنے کے لئے آئے تو یہ شخص ان پر ایمان لانے کے بجائے اپنے مالی مفادات کے لئے فرعون سے جاملتا اور ان کے ساتھ مل کر موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہنے لگا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰى بِآيٰتِنَا وَاسْلٰطِنَا مُبٰىنٍ ﴿۷۷﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهٰمٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سِحْرٌ كَذٰبٌ ﴿۷۸﴾

ترجمہ: ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانوں اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیجا مگر انہوں نے کہا یہ ایک جادوگر ہے سخت جھوٹا۔

ایک جگہ قارون کی حیثیت یوں بیان فرمائی،

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهٰمٰنَ ﴿۷۹﴾ وَلَقَدْ جَاؤْا بِهٖم مِّنْ مَّوٰسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاٰسٰتَكْبٰرًا وَّفِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ: اور قارون و فرعون و ہامان کو ہم نے ہلاک کیا، موسیٰ ان کے پاس بینات لے کر آیا مگر انہوں نے زمین میں اپنی بڑائی کا زعم کیا حالانکہ وہ سبقت لے جانے والے نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے اسے بہت مال و دولت عطا کیا ہوا تھا جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے خزانوں کی چابیوں کا بوجھ اتنا زنی تھا کہ ایک طاقت ور جماعت (سات سے دس تک لوگ) بھی انہیں اٹھاتے ہوئے دقت اور گرانی محسوس کرتی اور بوجھ کی وجہ سے ادھر ادھر لڑکھڑاتے ہوئے وزن اٹھاتی تھی، مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے اس کا دماغ عرش پر پہنچ چکا تھا، غرور و تکبر میں وہ کسی کو کچھ سمجھتا ہی نہ تھا، وہ اس دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے بنخیل بن گیا اور دولت کو دیکھ دیکھ کر جینے لگا، اس کی قوم کے علمائے اس سے کہا اے قارون! زمین پر رہ اور غرور و تکبر کی راہ نہ اپنا، اللہ نے تمہیں جو مال و اسباب دیے ہوئے ہیں اس پر اللہ کا ناشکرانہ بن، اللہ تعالیٰ غرور و تکبر کرنے والوں اور بنخیل کو پسند نہیں کرتا، تجھے تو یہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو نعمتیں عنایت کی ہیں اسے ایسی جگہوں اور راہوں پر خرچ کر جہاں اللہ پسند کرتا ہے، اس زاد راہ سے تیری آخرت سنورے گی اور وہاں تجھے اس کا بے اندازہ اجر و ثواب ملے گا، ہمارا مقصد یہ نہیں کہ اس دولت سے دنیا میں کچھ عیش و عشرت حاصل نہ کر بلکہ اعتدال کے ساتھ جائز نعمتوں سے فائدہ اٹھا حلال کھا، پی اور پین اور نکاح سے راحت حاصل کر مگر صرف اپنی ذات میں گم نہ ہو جا، جہاں اپنے نفس کا خیال رکھ وہاں اللہ نے تم پر جو حقوق رکھے ہیں انکو بھی فراموش نہ کر، اللہ

نے تیرے مال پر تیری اولاد، عزیز و اقارب، مساکین، محرومین کا بھی حصہ رکھا ہوا ہے، اس لئے ہر حق دار کو اس کا حق ادا کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی شکر انے کے طور پر دوسروں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کر اور جو مفسدانہ رویہ تو نے اپنایا ہوا ہے اسے بدل دے، اللہ کی مخلوق کو ایذا پہنچانے اور انہیں حقیر سمجھنا چھوڑ دے، معصیت کا ارتکاب نہ کر اور اللہ کی زمین میں فساد نہ پھیلا اور یہ ہمیشہ یاد رکھ کہ اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا، جو اب میں قارون جو الحاد کا عقیدہ رکھتا تھا اللہ نے اسے جو دنیاوی کمال عطا فرمایا تھا اس پر متکبر تھا بولا آپ لوگ اپنی وعظ و نصیحت کو اپنے پاس ہی رکھیں مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، میں ایک نکلند، زیرک اور دانا و پینا شخص ہوں اور اسے اللہ بھی جانتا ہے اللہ نے مجھے جو علم دیا ہے اس علم کی وجہ سے مجھے اس دولت کا مستحق سمجھتے ہوئے دی ہے۔

قَالَ اِنَّمَّا اُوْتِيْتُهُ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِي --- ﴿۱﴾

ترجمہ: (قارون نے) کہا کہ مجھے یہ سب کچھ میری اپنی سمجھ کی بنا پر دیا گیا ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ: عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِي بِوُجُوهِ الْمَكَايِبِ

قَتَادَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں اس نے کہا یہ مال مجھے کمائی کے تجربے اور علم کی بدولت ملا ہے۔ ﴿۲﴾

وقال آخرون: عَلٰی عِلْمٍ مِنَ اللهِ اَنِّيْ لَهٗ اَهْلٌ

دیگر اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں کہا وہ کہتا تھا کہ یہ مال و دولت تو مجھے اس لیے ملا کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اس کا اہل اور حقدار ہوں۔ ﴿۳﴾

جیسے فرمایا

وَلٰيْنِ اَذْقَنُهُ رَحْمَةً مِّمَّنَّا مِنْ بَعْدِ صَرَآءٍ مَّسَّئُهُ لِيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ --- ﴿۴﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: مگر جو وہی کہ سخت وقت گزر جانے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں، یہ کہتا ہے کہ میں اسی کا مستحق ہوں۔

وهذا معنى قول مجاهد: اُوْتِيْتُهُ عَلٰی شَرَفِ

مجاهد رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے قول کا معنی بھی یہی ہے کہ وہ کہتا تھا یہ مال و ثروت مجھے بزرگی اور شرف کی بنا پر ملا ہے۔

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ { اِنَّمَّا اُوْتِيْتُهُ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِي } قَالَ: لَوْلَا رِضَا اللهِ عَلَيَّ وَمَعْرِفَتُهُ بِفَضْلِيْ مَا اَعْطَانِيْ هٰذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ نَعْنِيْ "تو اس نے کہا" یہ سب کچھ تو مجھے اس علم کی بنا پر دیا گیا ہے جو مجھ کو حاصل ہے۔" کی تفسیر بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی نہ ہوتا اور اسے میری فضیلت معلوم نہ ہوتی تو وہ مجھے یہ مال عطا نہ فرماتا۔ ﴿۶﴾

﴿۱﴾ القصص ۷۸

﴿۲﴾ تفسیر القرطبی ۲/۲۶۶، زاد المسیر فی علم التفسیر ۳/۳۹۳، تفسیر السمعی ۷/۱۵۷

﴿۳﴾ تفسیر البغوی ۲/۹۳

﴿۴﴾ حم السجدة ۵۰

﴿۵﴾ تفسیر طبری ۱۹/۲۶۶

یعنی وہ اس کمال کو محض اپنی قابلیت کا نتیجہ سمجھا اور اب بھی اکثر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کی ترقی کار از ان کا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونا، بہترین پلاننگ اور انتھک محنت ہے، جیسے فرمایا:

... ثُمَّ إِذَا حَوَّلْنَاهُ بِعَمَلٍ مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ --- ﴿۹۹﴾ ﴿۱﴾

ترجمہ: اور جب ہم اسے اپنی طرف سے نعمت دے کر ابھار دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے علم کی بنا پر دیا گیا ہے۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ ثَلَاثَةَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصٌ وَأَفْرَعٌ وَأَعْمَى، بَدَأَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الْأَبْرَصَ، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْ أَنَّ حَسَنًا، وَجَلَدْتُ حَسَنًا، وَقَدَّرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ، فَأُعْطِيَ لَوْثًا حَسَنًا، وَجَلَدًا حَسَنًا، فَقَالَ: أَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْإِبِلُ، أَوْ قَالَ: الْبَقْرُ، هُوَ شَاكٌ فِي ذَلِكَ: إِنَّ الْأَبْرَصَ، وَالْأَفْرَعَ، قَالَ أَخَذَهُمَا الْإِبِلُ، وَقَالَ الْآخَرُ: الْبَقْرُ، فَأُعْطِيَ نَاقَةً عَشْرَاءَ، فَقَالَ: يُبَارِكُ لَكَ فِيهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک ابرص دوسرا ناپیدنا تیسرے گنچے کو اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا وہ فرشتہ ابرص کے پاس آ کر کہنے لگا کون سی چیز تجھ کو زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا مجھ کو اچھی رنگت اور خوبصورت چہرہ مل جائے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے دیں اور گھن نہ کریں، فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور خوبصورت رنگت اور اچھی کھال نکل آئی، پھر اس سے دریافت کیا تجھ کو کون سا مال محبوب ہے؟ اس نے کہا اونٹ یا گائے (راوی کو اس میں شک ہے کہ کوڑھی اور گنچے میں سے ایک نے اونٹ مانگا اور دوسرے نے گائے) لہذا ایک گائے اور اونٹنی اس کو عطا کی فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ برکت دے،

وَأَتَى الْأَفْرَعَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا، قَدَّ قَدَّرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا، قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقْرُ، قَالَ: فَأَعْطَاهُ بَقْرَةً حَامِلًا، وَقَالَ: يُبَارِكُ لَكَ فِيهَا،

پھر گنچے کے پاس آیا آ کر کہا کہ تجھ کو کون سی چیز مرغوب ہے؟ اس نے کہا میرے اچھے بال نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے دور ہو جائے کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور اس کے سر پر خوبصورت بال نکل آئے، پھر پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے، فرشتہ نے اس کو ایک گائے لایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عنایت کرے، وَأَتَى الْأَعْمَى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: يَرُدُّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصْرِي، فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَزَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصْرَهُ، قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ الْغَنَمُ: فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا،

پھر اندھے کے پاس آ کر پوچھا تجھ کو کیا چیز مطلوب ہے؟ اس نے کہا میری آنکھوں کو درست کر دو کہ تمام لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی، پھر فرشتہ نے دریافت کیا تجھ کو کون سا مال پیارا ہے؟ اس نے کہا بکری، لہذا

اس کو ایک گاجھن بکری عطا کر دی،

فَأْتِيَجْ هَذَانِ وَوَلَدَ هَذَا، فَكَانَ لِهَذَا وَاِدٍ مِنْ إِبِلٍ، وَلِهَذَا وَاِدٍ مِنْ بَقَرٍ، وَلِهَذَا وَاِدٍ مِنْ غَنَمٍ، ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مَسْكِينٌ، تَقَطَّعَتْ بِي الْحَبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاحَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِاللَّهِ أَنْ تُعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ، بَعِيرًا أَتَبْلُغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ الْحُقُوقَ كَثِيرَةٌ، فَقَالَ لَهُ: كَأْتِي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْدُرُكَ النَّاسُ، فَفَعِيرًا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَرَثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ كَاذِبًا فَصَيِّرْكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتُ،

تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے تھوڑے دنوں میں ان کے اونٹوں، گائیوں سے اور بکریوں سے جنگل بھر گیا، پھر حکم خداوندی فرشتہ اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں میرے سفر کا تمام سامان ختم ہو گیا ہے آج میرے بچنے کا اللہ کے سوا کوئی ذریعہ نہیں پھر میں اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگ اور عمدہ کھال عنایت کی تھی سے ایک اونٹ کا خواستگار ہوں کہ اس پر سوار ہر کر اپنے گھر پہنچ جاؤں، وہ بولا یہاں سے آگے بڑھ دو رہو مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں میرے پاس تیرے دینے کی گنجائش نہیں ہے، فرشتہ نے کہا شاید میں تجھ کو پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تو مفلس نہیں تھا؟ پھر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مال عنایت فرمایا، اس نے کہا واہ! کیا خوب! یہ مال تو کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے، فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسے پہلے تھا

وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ: مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا، فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هَذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ كَاذِبًا فَصَيِّرْكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتُ،

پھر فرشتہ گئے کے پاس اسی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا، فرشتہ نے جواب دیا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کرے جس طرح پہلے تھا

وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مَسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ وَتَقَطَّعَتْ بِي الْحَبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاحَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِاللَّهِ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاءَ أَتَبْلُغُ بِهَا فِي سَفَرِي، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ بَصْرِي، وَفَعِيرًا فَقَدْ أَعْتَانِي، فَخُذْ مَا شِئْتُ، فَوَاللَّهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَحَدْتَهُ لَلَّهِ، فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ، وَسَخَطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ

پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں آج خدا کے سوا اور تیرے سوا کوئی ذریعہ میرے مکان تک پہنچنے کا نہیں ہے میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تمہیں بینائی بخشی ہے تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کاروائی کر کے سفر پورا کروں، اس نے کہا بیشک میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرام سے مجھ کو بینائی عنایت فرمائی جتنا تیرا دل چاہے لے جا اور جتنا چاہے چھوڑ جا بخدا میں تجھ کو کسی چیز سے منع نہیں کرتا، فرشتہ نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہ چاہئے مجھے تو فقط تم تینوں کی آزمائش

منظور تھی سو ہو چکی اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو اور ان دونوں سے ناراض۔^①

اللہ تعالیٰ نے جو اب دیا تقویٰ تو تمہاری فضیلت بن سکتا ہے مگر قوت اور مال کی فراوانی تمہاری فضیلت کا باعث نہیں، اگر یہ ہمارا معیار ہوتا تو اس سے پیشتر اس سے زیادہ مال و دولت والوں کو فضیلت دیتے اور انہیں تباہ و برباد نہ کرتے، اس لئے قارون کو اپنی دولت پر اتنا گھمنڈ کرنے اور اسے ہمارے ہاں باعثِ فضیلت گرداننے کا کوئی جواز نہیں، اور مجرم تو ہمیشہ ہی یہی دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے لوگ ہیں، وہ کب مانا کرتے ہیں کہ ان کے اندر کوئی برائی ہے، مگر ان کی سزا ان کے اپنے اعترافِ گناہ پر منحصر نہیں ہوتی، ان کا جب مواخذہ کیا جاتا ہے تو ان سے پوچھ کر نہیں پکڑا جاتا کہ بتاؤ تمہارے گناہ کیا ہیں۔

وَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لِيَلَيْتَ كُنَّا

پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا تو دنیاوی زندگی کے متوالے کہنے لگے کاش کہ ہمیں بھی کسی

مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ ۗ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۙ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے یہ تو بڑا ہی قسمت کا ڈھنی ہے، ذی علم لوگ انہیں سمجھانے لگے کہ افسوس! بہتر چیز تو

وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَن لَّمْ يَأْمَنْ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۗ وَلَا يُلْقَاهَا

وہ ہے جو بطور ثواب انہیں ملے گی، جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، یہ بات انہی کے دل میں ڈالی جاتی ہے

إِلَّا الصَّابِرُونَ ۙ (القصص ۸۰، ۷۹)

جو صبر و سہار والے ہوں۔

ایک روز قارون اپنی قوم میں پوری آرائش و زینت اور خدام و حشم کے ساتھ اتر اتا ہوا نکلا، تو چند ایمان کے دعویٰ دار مگر دنیا دار لوگ قارون کی دولت و امارت اور شان و شوکت کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے، ان کے منہ میں پانی بھر آیا کہنے لگے اے کاش! ہمیں بھی وہ سب کچھ حاصل ہو جاتا جو قارون کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے کتنے شاندار نصیب لکھ دیئے ہیں، یہ تو قسمت کا ڈھنی ہے، ان کی باتیں سن کر اہل علم کہنے لگے تمہاری دنیا کی طلب کو دیکھ کر تمہارے حال پر تو بس افسوس ہی کیا جاسکتا ہے ہو تو فو! اللہ نے اپنے ہاں جو بے شمار پاکیزہ نعمتیں اپنے مومن اور نیک بندوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں، وہ اس ناپائند دنیا کے مال و دولت سے بدرجہا بہتر اور دیر پا ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، فَأَقْرَبُوا إِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ

قُرَّةِ أَعْيُنٍ

{ صحیح بخاری کتابُ الأحادیثِ الأنبياءِ بابُ ما ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۴۶۳، صحیح مسلم کتابُ الزُّهْدِ وَالرِّقَاقِ بابُ

الدنيا سجن للمومن وجنة للكافر ۷۳۱

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ تیار کیا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا کوئی تصور آسکتا ہے۔“ اگرچہ تو یہ آیت پڑھ لو ”پس کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا کرتے تھے۔“ ﴿۷۰﴾ تمہیں اللہ کے ہاں درجات حاصل کرنے کے لئے اس چند روزہ زندگی کی مشکلات پر واویلا کرنے کے بجائے صبر و شکر سے گزارنا چاہیے، یاد رکھو جنت صابروں کا حصہ ہے،

قَالَ السُّدِّيُّ: وَمَا يُلْقَى الْجَنَّةَ إِلَّا الصَّابِرُونَ. كَأَنَّهُ جَعَلَ ذَلِكَ مِنْ تَمَامِ كَلَامِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ سَدَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَبَاتٌ نَبِيٌّ كَالَّذِي فِي دَلِ فِي ذَالِي جَاتِي هُوَ صَبْرٌ وَسَهْرٌ وَاللَّهُ هُوَ. “ اس کے معنی یہ ہیں کہ جنت صرف صابر لوگوں ہی کو ملے گی، انہوں نے گویا اہل علم ہی کے کلام کو باقی حصہ قرار دیا ہے۔ ﴿۷۱﴾

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِعَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ﴿۷۲﴾
(آخر کار) ہم نے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا اور اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کے لیے تیار نہ ہوئی

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿۷۳﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ
نہ وہ خود اپنے بچانے والوں میں سے ہو سکا، اور جو لوگ کل اس کے مرتبہ پر پہنچنے کی آرزو مندیاں کر رہے تھے وہ آج کہنے لگے

وَيَكَانَ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ﴿۷۴﴾
کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی؟ آگ

لَوْ لَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۗ وَيَكَانَ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿۷۵﴾ (القصص ۸۲، ۸۱)

اللہ تعالیٰ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ ناشکروں کو کبھی کامیابی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ قارون کے اس بے جا غرور و تکبر پر غضبناک ہوا اور زمین کو حکم دیا کہ قارون اور اس کی دولت کو دھنسا دے چنانچہ قارون اپنے مال و دولت سمیت جس پر اسے بڑا فخر و غرور تھا جسے وہ اپنے علم کی بنا پر اپنا استحقاق سمجھتا تھا زمین میں دھنسا گیا، کوئی اس کا حامی و ناصر نہ تھا جو اسے اس عذاب سے نجات دلاتا اور نہ ہی وہ اپنی مدد آپ کر سکا اور اس کا نام و نشان تک باقی نہ رہا، (مولانا سیوہاروی قصص القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ میدان تیرہ کا ہے اس لئے کہ قرآن نے اسے غرق فرعون سے متعلق واقعات کے بعد بیان کیا ہے) اللہ تعالیٰ کو تو واضع اور عاجزی پسند ہے،

صحیح بخاری کتاب بَدْءِ الْخَلْقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۳۳، صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ ۴۱۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ وَمِنْ سُورَةِ السَّجْدَةِ ۳۱۹۷، مسند احمد ۹۶۲۹

تفسیر ابن کثیر ۶، ۲۵۵

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخَّرُ، يَفْشِي فِي بُرْدِيهِ قَدْ أَحْبَبْتَهُ نَفْسُهُ، فَحَسَفَ اللَّهُ بِهِ الْأَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص دو چادریں پہنے اکڑ کر چل رہا تھا اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔^(۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَ فِي بُرْدَيْنِ أَحْضَرَيْنِ، يَخْتَالُ فِيهِمَا، أَمَرَ اللَّهُ الْأَرْضَ فَأَخَذَتْهُ، وَإِنَّهُ لَيَتَجَلَّجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص دو سبز رنگ کی چادروں میں اترا تا ہوا نکلا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کا حکم دیا تو اس نے اسے پکڑ لیا اور بلاشبہ وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔^(۲)

اب وہ لوگ جنہوں نے قارون کو قسمت کا دھنی کہا تھا اور اس جیسی دولت چاہی تھی کہنے لگے اب ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا واقعی یہ سچ ہے کہ دولت مند ہونا کچھ اللہ کی رضامندی کا سبب نہیں یہ تو اس کی حکمت و مشیت ہے کہ وہ جسے چاہے بے حد و حساب دے دے اور جسے چاہے نپا تلا دے وہ اپنی حکمتوں کو خود جانتا ہے، اور اگر ہم پر اللہ کا لطف و کرم اور احسان ہوتا تو اللہ ہمیں بھی قارون کے ساتھ زمین میں دھنسا دیتا، افسوس! ہم کو یاد نہ رہا کہ کافر دنیا و آخرت میں نجات نہیں پاسکتے، چنانچہ قارون نے دولت پا کر شکر گزاری کے بجائے ناشکری اور محصیت کا راستہ اختیار کیا تو دیکھ لو اس کا انجام کیسا ہوا۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجَعَلَهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا

آخرت کا یہ جھلا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں،

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۷۶﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۖ وَ مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ

پرہیز گاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے، جو شخص نیکی لائے گا اسے اس سے بہتر ملے گا اور جو برائی لے کر آئے گا

فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۷۷﴾ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ

تو ایسے بد اعمالی کرنے والوں کو ان کے انہی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتے تھے، جس اللہ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے

لَرَأَدُّكَ إِلَى مَعَادٍ ۗ قُلْ رَبِّيَ أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ

وہ آپ کو دوبارہ پہلی جگہ لانے والا ہے، کہہ دیجئے! کہ میرا رب اسے بخوبی جانتا ہے جو ہدایت لایا ہے

صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة باب تحريم التبختر في المشي مع إغتابه بثيابہ ۵۴۶، صحیح بخاری کتاب اللباس باب

مَنْ جَزَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْحَيْلَاءِ ۵۷۹۰، مسند ابی یعلیٰ ۶۳۳۲

مسند احمد ۱۳۵۶

وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۸۳﴾ (القصص ۸۳-۸۵)

اور اس سے بھی جو کھلی گمراہی میں ہے۔

ہم جنت اور آخرت کی نعمتیں صرف انہی لوگوں کو عطا کریں گے جن کے دل فخر و غرور سے خالی ہوں گے، جو لوگ اللہ کی زمین پر سرکشی کرنے اور جبار و متکبر بن کر رہنے کے بجائے دنیا کی زندگی تو واضح، فروتنی، عاجزی اور اخلاق کے ساتھ گزار دیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ، قَالَ رَجُلٌ: يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطْرٌ الْحَقُّ، وَغَنَطُ النَّاسِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں نہ جائے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور و گھمنڈ ہوگا، ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جو تاج چھا ہو اور کپڑے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی غرور و گھمنڈ ہے) آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، نہیں، یہ تو خوبصورتی ہے، اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔^۱

اور جو کسی معاملہ میں حق سے تجاوز نہیں کرتے، اور بہترین انجام تو اللہ سے غائبانہ ڈرنے اور نافرمانی سے پرہیز کرنے والوں کا ہے، جو ہمارے پاس دنیا سے نیکیاں، بھلائیاں کما کر لائے گا یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد صحیح طور پر سرانجام دے کر آئے گا اللہ اسے ان نیکیوں سے بہتر اجر و ثواب عطا فرمائے گا جو کم از کم دس گنا تو ضرور ہی ہے اور جس کے لئے اللہ چاہیے گا اس سے بھی زیادہ، کہیں زیادہ عطا فرمائے گا، اور جو اعمال بد کما کر لائے گا اسے اس کے عین مطابق بدلہ دیا جائے گا، جیسے فرمایا

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۸۳﴾^۲

ترجمہ: جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا اس کے لئے دس گنا اجر ہے اور جو بدی لے کر آئے گا اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا اس نے تصور کیا ہے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۸۴﴾^۳

ترجمہ: اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۗ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ أَمْنُونَ ﴿۸۵﴾ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ ۗ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸۶﴾^۴

۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحريم الكبر وبيانہ ۲۶۵

۲ الانعام ۱۲۰

۳ البقرة ۲۶۱

۴ النمل ۸۹، ۹۰

ترجمہ: جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اس سے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے اور جو برائی لیے ہوئے آئے گا ایسے سب لوگ اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائیں گے، کیا تم لوگ اس کے سوا کوئی اور جزا پاسکتے ہو کہ جیسا کرو ویسا بھرو؟
اے نبی ﷺ! قرآنی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانے اور اس کی رہنمائی میں دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی ہے اور آپ سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، جیسے فرمایا

فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦١﴾ ﴿٦٠﴾

ترجمہ: پس ضرور ہو کر رہنا ہے کہ ہم ان لوگوں سے باز پرس کریں جن کی طرف ہم نے پیغمبر بھیجے ہیں اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں (کہ انہوں نے پیغام رسائی کا فرض کہاں تک انجام دیا اور انہیں اس کا کیا جواب ملا)۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ... ﴿٦٢﴾ ﴿٦١﴾

ترجمہ: جس روز اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا۔

... وَجَاءَتْ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ... ﴿٦٣﴾ ﴿٦٢﴾

ترجمہ: انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے۔

اور اللہ آپ کو اس مرتبے پر پہنچانے والا ہے جس کا تصور بھی یہ لوگ آج نہیں کر سکتے، مشرکین نبی ﷺ کو ان کے آبائی مشرکانہ مذہب سے انحراف کی بنا پر گمراہ سمجھتے تھے، ان کو جو اب فرمایا کہ اے نبی ﷺ ان سے کہہ دو کہ اللہ علام الغیوب خوب جانتا ہے کہ گمراہ میں ہوں جو اللہ کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہوں یا تم ہو جو اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو قبول نہیں کر رہے؟

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوَ أَنْ يُلْقَى إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ

آپ کو تو کبھی اس کا خیال بھی نہ گزرا تھا کہ آپ کی طرف کتاب نازل فرمائی جائے گی لیکن یہ آپ کے رب کی مہربانی سے اترا،

فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ

اب آپ کو ہرگز کافروں کا مددگار نہ ہونا چاہیے، خیال رکھیے کہ یہ کفار آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تبلیغ سے روک نہ دیں

بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٥﴾

اس کے بعد کہ یہ آپ کی جانب اتاری گئیں، تو اپنے رب کی طرف بلا تے رہیں اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں،

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ پکارنا۔ بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اس کا

إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٦﴾ (القصص ۸۶-۸۸)

منہ (اور ذات) اسی کے لیے فرماں روئی ہے اور تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اے نبی ﷺ! نبوت سے قبل آپ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آپ کو رسالت کے لئے چنا جائے گا اور آپ پر کتاب الہی کا نزول ہوگا، جیسے فرمایا

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦﴾ ﴿١٧﴾
ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ اگر اللہ نے یہ نہ چاہا ہوتا تو میں کبھی یہ قرآن تمہیں نہ سنا تا بلکہ اس کی خبر تک وہ تم کو نہ دیتا آخر میں اس سے پہلے ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں کیا اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔

... مَا كُنْتُمْ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا يَهْدِي بِيَه مَن نَّشَاءُ مَن عِبَادِنَا... ﴿٥٢﴾ ﴿٥٣﴾
ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے مگر ہم نے اس وحی کو ایک نور بنا دیا جس سے ہم رہنمائی کرتے ہیں اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں۔

یہ حکمتوں سے بھر پور کتاب تو محض تمہارے رب کی رحمت سے تم پر نازل ہوئی ہے، کفار و مشرکین کے شور و غوغا، ان کی مخالفت و رکاوٹیں اور ایذا رسانی کے باوجود آپ اپنی پوری تن دہی اور یکسوئی سے رب کی طرف بلانے کا کام کرتے رہیں، اور ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ کفار و مشرکین آپ کو اس کی تبلیغ و اشاعت سے اور ان کے مطابق عمل کرنے سے باز رکھ سکیں، چنانچہ آپ ہر طرف سے بے خوف ہو کر لوگوں کو اللہ وحدہ لا شریک کی طرف دعوت دیں اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں، اور اللہ کے سوا کسی اور کی دعا کے ذریعے، نذر و نیاز کے ذریعے سے، اور قربانی کے ذریعے سے عبادت نہ کرنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اللہ خالق کائنات کے سوا کائنات کی ہر چیز ایک مقررہ وقت پر تباہ و برباد ہونے والی ہے، جیسے فرمایا

كُلُّ مَن عَلَيْهَا فَاقٍ ﴿٣٠﴾ وَيَبْفِي وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٣١﴾

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ، كَلِمَةٌ لِّبَيْدٍ أَلَّا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہو وہ ہے جو لبید نے کہی ہے خبر دار! سن لو اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ ﴿٣٢﴾

۱ یونس ۱۶

۲ الشوری ۵۲

۳ الرحمن ۲۶، ۲۷

۴ صحیح بخاری کتاب مناقب الأنصار باب أيام الجاهلیة ۳۸۴، صحیح مسلم کتاب الشجر باب في إشتاد الشجر الأشعار ۵۸۸۸، جامع ترمذی أبواب الأدب باب ما جاء في إشتاد الشجر ۲۸۹، سنن ابن ماجہ کتاب الأدب باب

کائنات کی فرمانروائی اس کا حق ہے وہ جو چاہے نافذ ہوتا ہے اور اسی کا حکم جس کا وہ ارادہ کرے چلتا ہے، اور ایک مقررہ پر تم سب اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہوتا کہ وہ نیکیوں کو ان کی نیکیوں کی جزا اور بدکاروں کو ان کی بدیوں کی سزا دے۔

مضامین سورہ الروم:

سورہ کے شروع میں سلطنت روم جو عروج پر تھی مشرک ایرانیوں کے ہاتھوں شکست اور پھر دوبارہ غلبہ کی عظیم پیش گوئی کی گئی جو حرف بحرف سچی ثابت ہوئی، رومیوں نے نو سالوں میں ایرانیوں کے جاہ و جلال کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا اور سلطنت ایران کے قلب میں رومی جھنڈا گاڑ دیا، انسانوں کو بتایا گیا کہ عقیدہ آخرت سے لا تعلقی کی بنا پر انسان غلط اندازے لگا کر ان پر اندھا اعتماد کر لیتا ہے حالانکہ عقیدہ آخرت کسی بھی انسان کو سیدھے راستے پر چلانے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے، پھر توحید کی تعلیم دے کر شرک جو فطرت سلیمہ کے برعکس ہے کی نفی کی گئی، اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت کا لمبا ذکر ہے پھر بارش کی مثال دی گئی کہ جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور اس میں ہر ابھرا سبز لہلہانے لگتا ہے بالکل ایسے ہی جب انسان رب کی رحمت میں آجاتا ہے تو پھر اس انسان سے ہر طرف خیر و نیکی ہی پھیلتی ہے، اس لئے بزرگوں کے خود ساختہ رسم و رواج اور مذہب سے تائب ہو کر اسلام کے دائرہ میں داخل ہو کر رب سے اپنے گناہوں لغزشوں کی توبہ کر لینی چاہیے ورنہ موت کے بعد توبہ نہیں کی جاسکتی جس کا نتیجہ رب کا ہولناک دائمی عذاب ہے، منکرین آخرت کی ذلت و رسوائی کا ذکر ہے کہ وہاں کوئی سفارشی کام نہ آئے گا، اعمال صالحہ میں ایمان، اعمال صالحہ، مصیبتوں پر صبر، مساکین و یتیموں اور قرابت داروں کے حقوق کی وضاحت فرمائی گئی اور کفریہ باطل اعمال سے بچنے کی تلقین فرمائی، اس کے علاوہ فرقہ واریت کی مذمت فرمائی، سود اور زکوٰۃ کا فرق واضح کیا گیا۔

غلبہ روم اور غلبہ اسلام، دو معجزاتی پیشگوئیاں:

نبی کریم ﷺ کی نبوت سے آٹھ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ قیصر ماریس **Mauric** کے خلاف بغاوت ہوئی اور ایک شخص فوکاس **Focas** تخت سلطنت پر قابض ہو گیا اس شخص نے پہلے قیصر کی آنکھوں کے سامنے اس کے پانچ بیٹوں کو قتل کر لیا پھر خود قیصر کو قتل کر کر باپ بیٹوں کے سر قسطنطنیہ میں برسر عام لٹکوا دیے اور اس کے چند روز بعد اس کی بیوی اور تین لڑکیوں کو بھی مروا ڈالا، اس واقعہ سے ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو روم پر حملہ آور ہونے کے لئے بہترین اخلاقی بہانہ مل گیا، قیصر ماریس اس کا محسن تھا اسی کی مدد سے پرویز کو ایران کا تخت نصیب ہوا تھا اسے وہ اپنا باپ کہتا تھا اس بنا پر اس نے اعلان کیا کہ میں غاصب فوکاس سے اس ظلم کا بدلہ لوں گا جو اس نے میرے مجازی باپ اور اس کی اولاد پر ڈھایا ہے۔ ۶۰۳ء میں اس نے سلطنت روم کے خلاف جنگ کا آغاز کیا اور چند سال کے اندر وہ فوکاس کی فوجوں کو پے در پے شکستیں دیتا ہوا ایک طرف ایشائے کوچک میں ایڈریسا (موجودہ اورفا) تک اور دوسری طرف شام میں حلب اور اظاکہ تک پہنچ گیا، روم کے اعیان سلطنت یہ دیکھ کر کہ فوکاس ملک کو نہیں بچا سکتا فریقہ کے گورنر سے مدد کے طالب ہوئے، اس نے اپنے بیٹے ہرقل **Heraclius** کو ایک طاقت ور بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ بھیج دیا اس کے پہنچتے ہی فوکاس معزول کر دیا گیا اس کی جگہ ہرقل قیصر بنایا گیا اور اس نے برسر اقتدار آ کر فوکاس کے ساتھ وہی کچھ کیا جو اس نے ماریس کے ساتھ کیا تھا، یہ ۶۱۰ء کا واقعہ ہے اور یہ وہی

سال ہے جس میں نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت پر سرفراز ہوئے، خسرو پرویز نے جس اخلاقی بہانے کو بنیاد بنا کر جنگ چھیڑی تھی، فوکاس کے عزل اور قتل کے بعد وہ ختم ہو چکا تھا، اگر واقعی اس کی جنگ کا مقصد غاصب فوکاس سے اس کے ظلم کا بدلہ لینا ہوتا تو اس کے مارے جانے پر اسے نئے قیصر سے صلح کر لینی چاہئے تھی مگر اس نے پھر بھی جنگ جاری رکھی اور اب اس جنگ کو اس نے مجوسیت اور مسیحیت کی مذہبی جنگ کا رنگ دے دیا، عیسائیوں کے جن فرقوں (نسٹوری اور یعقوبی) کو رومی سلطنت کے سرکاری کلیسا نے ملحد قرار دے کر ساہا سال سے تختہ مشق ستم بنا رکھا تھا ان کی ساری ہمدردیاں بھی مجوس حملہ آوروں کے ساتھ ہو گئیں، اور یہودیوں نے بھی مجوسیوں کا ساتھ دیا حتیٰ کہ خسرو پرویز کی فوج میں بھرتی ہونے والے یہودیوں کی تعداد چھتیس ہزار تک پہنچ گئی، ہر قتل آ کر اس سیلاب کو روک نہ سکا، تخت نشین ہوتے ہی پہلی اطلاع جو اسے مشرق سے ملی وہ انطاکیہ پر ایرانی قبضے کی تھی، اس کے بعد ۶۱۳ء میں دمشق فتح ہوا پھر ۶۱۴ء میں بیت المقدس پر قبضہ کر کے ایرانیوں نے مسیحی دنیا پر قیامت ڈھالی، نوے ہزار عیسائی اس شہر میں قتل کیے گئے، ان کا سب سے زیادہ مقدس کلیسا، کینسنتہ القیامہ **Holy Sepuichre** برباد کر دیا گیا، اصلی صلیب جن کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ اسی پر مسیح نے جان دی تھی مجوسیوں نے چھین کر مدائن پہنچا دی، لاث پادری زکریا کو بھی وہ پکڑ لے گئے اور شہر کے تمام بڑے بڑے گرجوں کو انہوں نے مسمار کر دیا اس فتح کے بعد ایک سال کے اندر اندر ایرانی فوجیں اردن، فلسطین اور جزیرہ نمائے سینا کے پورے علاقے پر قابض ہو کر حد و مصر تک پہنچ گئیں، یہ وہ زمانہ تھا جب مکہ مکرمہ میں ایک اور اس سے بدرجہا زیادہ تاریخی اہمیت رکھنے والی جنگ برپا تھی، یہاں توحید کے علمبردار محمد ﷺ کی قیادت میں اور شرک کے پیر و کار سرداران قریش کی رہنمائی میں ایک دوسرے سے برسر جنگ تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ۶۱۵ء میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنا گھر بنا چھوڑ کر حبش کی عیسائی سلطنت میں (جو روم کی حلیف تھی) پناہ لینی پڑی، اس وقت سلطنت روم پر ایران کے غلبے کا چرچا ہر زبان پر تھا، مکے کے مشرکین اس پر بغلیں بجا رہے تھے اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ دیکھو ایران کے آتش پرست فتح پارہے ہیں اور وحی و رسالت کے ماننے والے عیسائی (جو خود کو تورات و انجیل کی طرف منسوب کرتے تھے) شکست پر شکست کھاتے چلے جا رہے ہیں، اسی طرح ہم عرب کے بت پرست بھی تمہیں اور تمہارے دین کو مٹا کر رکھ دیں گے، ان حالات میں قرآن مجید کی سورہ روم نازل ہوئی اور اس میں یہ پیشین گوئی کی گئی کہ قریب کی سرزمین میں رومی مغلوب ہو گئے ہیں مگر اس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر ہی وہ غالب آجائیں گے اور وہ دن وہ ہو گا جب کہ اللہ کی دی ہوئی فتح سے اہل ایمان خوش ہو رہے ہوں گے، اس میں ایک کے بجائے دو پیشین گوئیاں تھیں ایک یہ کہ رومیوں کو غلبہ نصیب ہو گا دوسری یہ کہ مسلمانوں کو بھی اسی زمانے میں فتح حاصل ہوگی، بظاہر دور دور تک کہیں اس کے آثار موجود نہ تھے کہ ان میں سے کوئی ایک پیشین گوئی بھی چند سال کے اندر پوری ہو جائے گی، ایک طرف مٹھی بھر مسلمان تھے جو مکے میں مارے اور رکھ دیئے جا رہے تھے اور اس پیشین گوئی کے بعد بھی آٹھ سال تک ان کے لئے غلبہ و فتح کا کوئی امکان کسی کو نظر نہ آتا تھا، دوسری طرف روم کی مغلوبیت روز بروز بڑھتی چلی گئی، ۶۱۹ء تک پورا مصر ایران کے قبضہ میں چلا گیا اور مجوسی فوجوں نے طرابلس کے قریب پہنچ کر اپنے جھنڈے گاڑ دیئے، ایشیائے کوچک میں ایرانی فوجیں رومیوں کو مارتی دباتی باسفورس کے کنارے تک پہنچ گئیں اور ۶۱۷ء میں انہوں نے عین قسطنطنیہ کے سامنے خالق دون **Chalcedon** (موجودہ قاضی کوئی) پر قبضہ کر لیا، قیصر نے خسرو کے پاس اپنی بھیج کر نہایت عاجزی کے ساتھ درخواست کی کہ میں ہر قیمت پر صلح کرنے کے لئے تیار ہوں مگر اس نے جواب دیا کہ اب میں قیصر کو اس وقت

تک امان نہ دوں گا جب تک وہ پابزنجیر میرے سامنے حاضر نہ ہو اور اپنے خدائے مصلوب کو چھوڑ کر خداوند آتش کی بندگی نہ اختیار کر لے، آخر کار قیصر اس حد تک شکست خوردہ ہو گیا کہ اس نے قسطنطنیہ چھوڑ کر قرطاجنہ **Carthage** (موجودہ ٹونس) منتقل ہو جانے کا ارادہ کر لیا، مورخ گبن کے بقول قرآن مجید کی اس پیشین گوئی کے بعد بھی سات آٹھ برس تک حالات ایسے تھے کہ کوئی شخص یہ تصور تک نہ کر سکتا تھا کہ رومی سلطنت ایران پر غالب آجائے گی بلکہ غلبہ تو درکنار اس وقت تو کسی کو یہ امید بھی نہ تھی کہ اب یہ سلطنت زندہ رہ جائے گی، فخرج بہا ابو بکر الی المشرکین وقال لتظہرن الروم علی فارس بعد بضع سنین فقال ابي بن خلف كذبت فتراهنا علی عشر قلائص من کل واحد منهما وجعلنا الاجل ثلاث سنین فأخبر أبو بکر رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم بذلك فقال زد في الخطر وأبعد في الاجل فجعلنا مائة قلوصل الى تسع سنین

قرآن مجید کی یہ آیات جب نازل ہوئیں تو کفار مکہ نے ان کا خوب مذاق اڑایا اور ابی بن خلف بعض روایت کے مطابق ابو جہل نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شرط باندھی کہ اگر تین سال کے اندر رومی غالب آگئے تو دس اونٹ میں دوں گا ورنہ دس اونٹ تم کو دینے ہوں گے، نبی کریم صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس شرط کا جب علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ قرآن میں فی بضع سنین کے الفاظ آئے ہیں جن کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے اس لئے دس سال کے اندر کی شرط کر دو اور اونٹوں کی تعداد بڑھا کر سو کر دو، چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف سے پھر بات کی اور نئے سرے سے یہ شرط طے ہوئی کہ دس سال کے اندر فریقین میں سے جس کی بات غلط ثابت ہوگی وہ سوا اونٹ دے گا، ۶۲۲ء میں سید الامم صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ادھر قیصر ہرقل خاموشی کے ساتھ قسطنطنیہ سے بحر اسود کے راستے طرابزون کی طرف روانہ ہوا جہاں اس نے ایران پر پشت کی طرف سے حملہ کرنے کی تیاری کی، اس جوابی حملے کی تیاری کے لئے قیصر نے کلیسا سے روپیہ مانگا اور مسیحی کلیسا کے اسقف اعظم سر جیس **Sergius** نے مسیحیت کو مجوسیت سے بچانے کے لئے گرجاؤں کے نذرانوں کی جمع شدہ دولت سود پر قرض دی، ہرقل نے اپنا حملہ ۶۲۳ء میں ارمینیا سے شروع کیا اور دوسرے سال ۶۲۴ء میں اس نے اذربائیجان میں گھس کر زرتشت کے مقام پیدائش ارمیاہ **Clorumia** کو تباہ کر دیا اور ایرانیوں کے سب سے بڑے آتش کدے کی اینٹ سے اینٹ بجادی، اللہ کی قدرت کہ یہی وہ سال تھا جس میں مسلمانوں کو بدر کے مقام پر پہلی مرتبہ مشرکین کے مقابلے میں فیصلہ کن فتح نصیب ہوئی۔^{۱۰} اس طرح وہ دونوں پیشین گوئیاں جو سورہ روم میں کی گئی تھیں دس سال کی مدت ختم ہونے سے پہلے (ساتویں سال) بیک وقت پوری ہو گئیں، پھر روم کی فوجیں ایرانیوں کو مسلسل دباتی چلی گئیں، نینوی کی فیصلہ کن لڑائی ۶۲۷ء میں انہوں نے سلطنت ایران کی کمر توڑ دی، اس کے بعد شہان ایران کی قیام گاہ دستگرد (دسکرتہ الملک) کو تباہ کر دیا گیا اور آگے بڑھ کر ہرقل کے لشکر عین طیسفون **Ctesiphon** کے سامنے پہنچ گئے جو اس وقت ایران کا دار السلطنت تھا، ۶۲۸ء میں خسرو پرویز کے خلاف گھر میں بغاوت رونما ہوئی وہ قید کیا گیا اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے اٹھارہ بیٹے قتل کر دیئے گئے اور چند روز بعد وہ خود قید کی سختیوں سے ہلاک ہو گیا، یہی سال تھا جس میں صلح حدیبیہ واقع ہوئی جسے قرآن فتح عظیم کے نام سے تعبیر کرتا ہے، اور یہی سال تھا جس میں خسرو کے بیٹے قباد ثانی نے تمام رومی مقبوضات سے دست بردار ہو کر اور اصلی صلیب واپس کر کے روم سے صلح کر لی، ۶۲۹ء میں قیصر مقدس صلیب کو اس کی جگہ رکھنے کے لئے خود بیت المقدس

گیا اور اسی سال نبی کریم ﷺ عمرۃ القضاہ کرنے کے لئے ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اس کے بعد کسی کے لئے بھی اس امر میں شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی کہ قرآن کی پیشین گوئی بالکل سچی تھی

وَأَسْمَاءُ عِنْدَ ذَلِكَ نَاسٌ كَثِيرٌ

عرب کے بکثرت مشرکین اس پر ایمان لے آئے۔^①

ابی بن خلف کے وارثوں کو ہارمان کر شرط کے اونٹ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنے پڑے، وہ انہیں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے حکم فرمایا کہ انہیں صدقہ کر دیا جائے، کیونکہ شرط اس وقت ہوئی تھی جب شریعت میں جوئے کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا، مگر اب حرمت کا حکم آچکا تھا اس لئے حربی کافروں سے شرط کا مال تو لے لینے کی اجازت دے دی گئی مگر ہدایت کی گئی کہ اسے خود استعمال کرنے کے بجائے صدقہ کر دیا جائے۔^②

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الْمَلَأَ غُلَبَاتِ الرُّومِ ۝ فِي آدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ

الف، لام، میم، رومی مغلوب ہو گئے ہیں نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے

سَيَعْلَبُونَ ۝ فِي بَضْعِ سِنِينَ ۝ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ ۝ وَ يَوْمَئِذٍ

چند سال میں ہی، اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اس روز مسلمان

يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝ بِنَصْرِ اللَّهِ ۝ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ ۝ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

شادمان ہوں گے اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے، اصل غالب اور مہربان وہی ہے،

وَعَدَ اللَّهُ ۝ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ ۝ وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَعْلَمُونَ

اللہ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، وہ تو (صرف) دنیاوی زندگی کے

ظَاهِرًا ۝ مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۝ وَ هُمْ عَنِ الْآخِرَةِ ۝ هُمْ غَفْلُونَ ۝ ۝ أَوْ لَمْ يَتَفَكَّرُوا

ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں، اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں، کیا ان لوگوں نے اپنے دل میں

فِي أَنْفُسِهِمْ ۝ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۝ إِلَّا بِالْحَقِّ

یہ غور نہیں کیا؟ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو بہترین قرینے سے مقرر و وقت تک

① جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن بابٌ وَمِنْ سُورَةِ الرُّومِ ۳۱۹۴

② تفہیم القرآن ۴۸/۳



وَاجِلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِي رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ﴿٨٣١﴾ (الروم ۸۳۱)

کے لیے (ہی) پیدا کیا ہے، ہاں اکثر لوگ یقیناً اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔

معمر کہ روم و فارس:

اہل، م، فارس کی آتش پرست حکومت رومی عیسائی حکومت پر غالب آگئی ہے مگر اپنی اس مغلوبیت کے چند سال بعد رومی عیسائی حکومت آتش پرست ایرانیوں پر غالب آجائیں گے،

عَنْ نِّيَارِ بْنِ مُكْرَمٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {الْمَغْلِبَتِ الرُّومِ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَضْعِ سِنِينَ،

فَكَانَتْ فَارِسُ يَوْمَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ قَاهِرِينَ لِلرُّومِ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ ظُهُورَ الرُّومِ عَلَيْهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ، وَفِي ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: {وَيَوْمَئِذٍ يُفْرِخُ الْمُوْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ} فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُحِبُّ ظُهُورَ فَارِسٍ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ لَيَسُو بِأَهْلِ كِتَابٍ وَلَا إِيمَانٍ بِبَعْثِ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ، خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَصِيحُ فِي نَوَاجِي مَكَّةَ {الْمَغْلِبَتِ الرُّومِ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَضْعِ سِنِينَ} قَالَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ لِأَبِي بَكْرٍ: فَذَلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، زَعَمَ صَاحِبُكَ أَنَّ الرُّومَ سَتَغْلِبُ فَارِسَ فِي بَضْعِ سِنِينَ، أَفَلَا تُرَاهِنُكَ عَلَى ذَلِكَ، قَالَ: بَلَى، وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الرِّهَانِ

نیار بن مکرم اسلمی سے مروی ہے جب یہ آیات ”الف، لام، میم، رومی مغلوب ہو گئے ہیں نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند سال میں ہی۔“ نازل ہوئیں تو ایرانی رومیوں پر غالب تھے اور مسلمان یہ چاہتے تھے کہ رومیوں کو ایرانیوں سے غلبہ حاصل ہو جائے کیونکہ یہ دونوں (مسلمان اور رومی) کتاب والے تھے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور وہ دن وہ ہو گا جبکہ اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر مسلمان خوشیاں منائیں گے، اللہ نصرت عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ زبردست اور رحیم ہے۔“ اور قریش اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ایرانی غالب آجائیں کیونکہ یہ دونوں اہل کتاب نہیں تھے اور نہ ہی ان کا دوبارہ زندہ کیے جانے ہی پر ایمان تھا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق نے مکہ مکرمہ کی گلیوں، بازاروں میں ان کی تلاوت شروع کر دی ”اہل، م، رومی قریب کی سر زمین میں مغلوب ہو گئے ہیں، اور اپنی اس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر وہ غالب ہو جائیں گے۔“ تو قریش کے کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ اسی کو اپنے اور تمہارے درمیان طے کرتے ہیں، تمہارے نبی کا دعویٰ ہے کہ چند سالوں میں رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے تو کیا اس پر بات پر ہم آپ سے شرط نہ لگا لیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیوں نہیں، لیکن یاد رہے یہ بات شرط حرام ہونے سے قبل کی ہے،

فَازَتْهُنَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْمُشْرِكُونَ وَتَوَاصَعُوا الرِّهَانَ، وَقَالُوا لِأَبِي بَكْرٍ: كَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعَ ثَلَاثَ سِنِينَ إِلَى تِسْعِ سِنِينَ، فَسَمَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَسَطًا تَنْتَهِي إِلَيْهِ، قَالَ: فَسَمَّوْا بَيْنَهُمْ سِتَّ سِنِينَ، قَالَ: فَمَصَّتِ السِّتُّ سِنِينَ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرُوا، فَأَخَذَ الْمُشْرِكُونَ زَهْنَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ، فَعَابَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ

تَسْمِيَةَ سِتِّ سِنِينَ، لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ فِي بَضْعِ سِنِينَ، قَالَ: وَأَسْلَمَ عِنْدَ ذَلِكَ نَأْسُ كَثِيرٍ
الغرض سید نابو بکر رضی اللہ عنہ اور مشرکین نے آپس میں شرط رکھی، پھر انہوں نے سید نابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اَلْبِضْعُ کالْفِظِ تَوْتَيْنِ سے نو تک کے
لیے استعمال ہوتا ہے لہذا اپان میں سے کسی ایک متوسط کا نام لے کر اسے متعین کر دیں، تاہم اس طرح چھ سال کی مدت کا تعین کر لیا گیا، راوی
کابیان ہے کہ چھ سال گزر گئے اور رومی غالب نہ آئے تو انہوں نے سید نابو بکر رضی اللہ عنہ سے بطور شرط رکھے ہوئے مال کو لے لیا، پھر جب
ساتواں سال شروع ہوا تو رومی ایرانیوں پر غالب آگئے، اور چھ سال کی مدت کے تعین کی وجہ سے مسلمانوں نے سید نابو بکر رضی اللہ عنہ پر اعتراض
کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توفی بَضْعِ سِنِينَ کے الفاظ استعمال فرمائے تھے، بہر حال ساتویں سال رومیوں کے غلبے کو دیکھ کر بہت سے لوگ
قرآن مجید کی اس پیش گوئی کی صداقت کی وجہ سے مسلمان ہو گئے تھے۔^(۱)

فرما زوای اللہ ہی کی ہے، اس نے ہی اپنی مشیت و حکمت سے رومیوں کو شکست اور آتش پرستوں کو فتح نصیب کی ہے اور بعد میں بھی وہی
آتش پرستوں کو شکست اور رومیوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار کرے گا اور رومیوں کا یہ غلبہ اس دن ہو گا جب مسلمان غزوہ بدر ۶۲۴ء میں
اللہ کی بخشی ہوئی عظیم فتح پر دوہری خوشیاں منائیں گے اور مشرکین سوگ منا رہے ہوں گے (اور یہ قرآن مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ
ہے) اللہ وحدہ لا شریک ہی عزت و غلبہ کا مالک ہے وہ جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا اور ذلیل و رسوا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت
سے سرفراز کرتا ہے، جیسے فرمایا

قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكَ مِنْ تَشَاءَ وَتَنْزِعُ الْمَلِكَ مِنْ تَشَاءَ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ
بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: کہو! پروردگار! ملک کے مالک! تو جسے چاہے، حکومت دے اور جس سے چاہے، چھین لے۔ جسے چاہے، عزت بخشے اور جس کو
چاہے، ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اور وہ اپنے مومن بندوں پر بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے، اس لئے تم اللہ کے اس وعدے پر یقین رکھو اور اسے حتمی
سمجھو اس مدت کے اندر یہ وعدہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا اور اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، جیسے فرمایا

... وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْبَيْعَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: یہ اللہ کا وعدہ ہے، اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

مگر اکثر لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا وعدہ حق ہے، لوگ تو اللہ مسبب الاسباب پر نہیں صرف دنیاوی زندگی کے اسباب و وسائل
پر ہی نظر رکھتے ہیں لیکن آخرت پر دلالت کرنے والے آثار و شواہد سے غافل ہیں،

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: وَاللَّهِ لَبَلَغَ مِنْ أَحَدِهِمْ بَدُنْيَاهُ أَنَّهُ يَقْلِبُ الدِّزْمَ عَلَى ظَفْرِهِ، فَيُخْبِرُكَ بِوَزْنِهِ، وَمَا يُحْسِنُ أَنْ يُصَلِّيَ

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ وَمِنْ سُورَةِ الزُّومِ ۳۱۹۴

(۲) آل عمران ۲۶

(۳) الزمر ۲۰

حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ! کئی شخص دنیا داری میں اس قدر ماہر ہوتے ہیں کہ وہ اگر چاہیں تو ناخن پر درہم رکھ کر اس کا وزن بتادیں مگر انہیں اچھے طریقے سے نماز پڑھنی نہیں آتی۔^①

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: {يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ} يَعْنِي: الْكُفَّارُ، يَعْرِفُونَ عُنُرَانَ الدُّنْيَا وَهُمْ فِي أَمْرِ الدِّينِ جُهَالٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ”لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں کافر دنیا اور اس کے ساز و سامان کے بارے میں تو بہت کچھ جانتے ہیں مگر امور دین کے بارے میں یہ جاہل ہیں۔^②

کیا تکذیب کرنے والوں نے کبھی اپنے وجود پر غور و فکر نہیں کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ انہیں عدم سے وجود میں لایا؟ اور پھر پانی کے ایک حقیر قطرے سے اس کی تخلیق کی اور اس کی نسل کو بڑھایا۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ^③ ④

ترجمہ: پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے۔

الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ^⑤ ⑥

ترجمہ: کیا ہم نے ایک حقیر پانی سے تمہیں پیدا نہیں کیا۔

پھر اللہ نے زمین اور وسیع و عریض آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں ایک خاص مقصد کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے، جیسے فرمایا

... لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا...^⑦ ⑧

ترجمہ: تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

اور ایک خاص وقت تک کے لئے پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا

اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمُوتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَدَّدٍ...^⑨ ⑩

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہو اور اس نے آفتاب و ماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقت مقرر تک کے لیے چل رہی ہے۔

① تفسیر ابن ابی حاتم ۹۳۰/۸۸

② تفسیر طبری ۲۰/۷۶

③ السجدة ۸

④ المرسلات ۲۰

⑤ الملک ۲

⑥ الرعد ۲

مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى --- ﴿۳﴾

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ یعنی اگر وہ اپنی تخلیق اور کائنات اور اس کے نظام پر غور کرتے جس کا ذرہ ذرہ اپنے خالق کی الوہیت، ربوبیت اور قدرت کاملہ کو بیان کر رہا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی الوہیت و ربوبیت اور اس کی قدرت کاملہ کا نہیں ادراک ہو جاتا اور وہ اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لے آتے، مگر کائنات کے نظام میں غور و فکر کے فقدان کی وجہ سے اکثر لوگ حیات بعد الموت اور میدان محشر میں اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونے کے منکر ہیں اور اس بڑے دن کے لئے کوئی تیاری نہیں کر رہے۔

أَوْ لَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا (برا) ہوا؟

كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَ آثَارُوا الْأَرْضَ وَ عَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِنْهَا عَمَرُوهَا

وہ ان سے بہت زیادہ توانا (اور طاقتور) تھے اور انہوں نے (بھی) زمین بوی جوتی تھی اور ان سے زیادہ آباد کی تھی،

وَ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۗ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لَكِنْ

اور ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے، یہ تو ناممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظلم کرتا لیکن (دراصل)

كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۴﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ آسَاءُوا الشُّوْأَىٰ أَنْ كَذَّبُوا

وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، پھر آخرش برآ کر نے والوں کا بہت ہی برا انجام ہوا اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو

بَيِّنَاتٍ لِلَّهِ وَ كَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۵﴾ (الرؤم، ۹۰)

جھٹلاتے تھے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔

اس زمین میں بیشمار قومیں آباد ہوئیں، اللہ نے ہر قوم، ہر سستی میں ان کی رشد و ہدایت کے لئے انہی میں سے رسول مبعوث فرمائے، مگر ہر قوم نے یا تو آخرت کا انکار کیا یا اس سے غافل ہو کر رہی یا حیات بعد الموت کے متعلق ایسے غلط عقیدے ایجاد کر لئے جن سے آخرت کا عقیدہ بے معنی ہو کر رہ گیا، اس عقیدے کے انکار سے لوگوں کے اخلاق بگڑ گئے اور وہ اپنے آپ کو غیر ذمہ دار سمجھ کر شتر بے مہار بن گئے اور انہوں نے اللہ کی زمین پر ظلم و فساد اور فسق و فجور کی حد کر دی، انہی عقائد بد کی بدولت قوموں پر قومیں تباہ ہوتی چلی گئیں، اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو تباہ شدہ اقوام کی طرف اشارہ فرمایا کہ تم سے پہلے بھی اس زمین پر لوگ آباد تھے جو تم سے زیادہ دولت مند، زیادہ جسمانی طاقت و قوت کے حامل اور زیادہ معاشی ذرائع و وسائل کے مالک تھے، تم تو کھیتی باڑی سے نا آشنا ہو مگر ان اقوام نے بہت زیادہ زراعت و کاشتکاری کی اور خوب پیداوار حاصل کی تھی، انہوں نے زمین میں پوشیدہ معدنیات سے بھی فائدہ اٹھایا تھا، ان اقوام نے بڑے پیمانے پر عظیم الشان تعمیری کام کیے تھے اور ایک

شاندار تمدن کو جنم دیا تھا، انہوں نے دنیا کے ملکوں میں بڑی فتوحات حاصل کی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی رشد و ہدایت کے لئے ان کی طرف پے در پے انبیاء بھیجے جن کے ساتھ ان کی نبوت کے برحق ہونے کے واضح دلائل تھے، انہوں نے لوگوں کو واضح دلائل اور معجزے دکھا کر اللہ کی توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دی مگر انہوں نے دنیا ہی پر نازاں ہو کر دعوت حق کو تسلیم کرنے کے بجائے اس کی تکذیب کی، بشر رسولوں کا مذاق اڑایا اور اپنی سیاہ کاریوں میں مشغول رہے، دعوت حق کا راستہ روکنے کی سازشیں کرتے رہے، اہل ایمان کو دین حق سے پھیرنے کے لئے ظلم و ستم کا ہتھیار آزما تے رہے آخر ایک وقت مقررہ کے بعد اللہ کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا اور تمام ترقوتوں، ترقیوں اور فراغت و خوش حالی کے باوجود ہلاکت ان اقوام کا مقدر بن کر رہی، جیسے فرمایا

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحْجِيزٍ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے بہت زیادہ طاقتور تھیں اور دنیا کے ملکوں کو انہوں نے چھان مارا تھا پھر کیا وہ کوئی جائے پناہ پاسکے؟۔ جو تباہی ان قوموں پر آئی وہ ان پر اللہ کا ظلم نہ تھا کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ عذاب تو ان پر دعوت حق کی تکذیب اور طاعوت کی بندگی کی وجہ سے نازل ہوا تھا، پھر جب قہر الہی ان پر ٹوٹا تو اس وقت ان کے معبودوں میں سے کوئی ہستی ان کے کسی کام نہ آئی، ان کی مادی ترقی، ذرائع و اسباب انہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکی پھر کیا تم اپنے گرد اگر دان شاندار مگر کافر قوموں کی تباہی کے آثار و کھنڈرات اور نشانات دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کرتے جو اپنی تہذیب اور اپنے تمدن سمیت پیوند خاک ہو گئیں؟۔

اللَّهُ يَبْدُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۱﴾ وَ يَوْمَ تَقُومُ

اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور جس دن

السَّاعَةِ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ

قیامت قائم ہوگی تو گناہ گار حیرت زدہ رہ جائیں گے اور ان تمام تر شریکوں میں سے ایک بھی ان کا شفا رشی نہ ہوگا

وَ كَانُوا بِشُرُكَائِهِمْ كَافِرِينَ ﴿۱۳﴾ (الر روم ۱۱ تا ۱۳)

اور (خود بھی) اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔

جس طرح اللہ وحدہ لا شریک مخلوقات کو پہلے پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح انہیں مرنے کے بعد جب ان کی ہڈیاں بھی منتشر ہو چکی ہوں گی دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے بلکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی مرتبہ سے زیادہ آسان تر ہے، جب وقت مقررہ پر وہ تمام اولین و آخرین کو انہی جسم و جان کے ساتھ ان کی قبروں سے دوبارہ زندہ کرے گا اس دن منکرین آخرت وہ سخت دن اپنے سامنے دیکھ کر حیران و ششدر رہ جائیں گے، اس دن اللہ تمام اولین و آخرین کو میدان محشر میں جمع کر کے ان کو عطا کی گئی بے شمار نعمتوں اور ان کے اعمال کا حساب لے گا، عدل و انصاف کے لئے میدان محشر میں ترازو عدل نصب کر دیا جائے گا، فرشتے تمام جن و انس کے ہاتھوں میں نامہ اعمال تھمادیں گے، مجرمین جنہوں نے اللہ سے بغاوت اور رسولوں کی تعلیم و ہدایت کو قبول کرنے سے انکار کیا ہوگا، جو آخرت کی جو ابدی منکر یا اس سے بے فکر رہے ہوں گے

، جو دنیا میں اللہ کی بندگی کرنے کے بجائے دوسروں اور اپنے نفس کی بندگی کرتے رہے ہوں گے، وہ جو اللہ تعالیٰ، رسولوں اور آخرت پر ایمان لائے ہوں گے مگر دانستہ اپنے رب کی نافرمانیاں کی ہوں گی اور آخر وقت تک اپنی باغیانہ روش پر ڈٹے رہے ہوں گے، ان کا بھی کوئی اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا، وہ جو ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور صالحین کو الہی صفات و اختیارات کا حامل قرار دے کر ان کے حضور مر اسم عبودیت انجام دیتے رہے تھے مگر تمام ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور صالحین اس بات سے انکار کر دیں گے کہ یہ لوگ انہیں اللہ کا شریک گردان کر ان کی عبادت کرتے تھے، جیسے فرمایا

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ ﴿٥﴾ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كُفْرِينَ ﴿٦﴾ ﴿١﴾

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہو انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَاتٍ لِيُكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿١١﴾ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿١٢﴾ ﴿٢﴾

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خدا بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے پشتیبان ہوں، کوئی پشتیبان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور اٹھیں ان کے مخالف بن جائیں گے۔

اور ان کی شفاعت سے انکار کر دیں گے، وہ جو بے شعور یا بے جان چیزیں جیسے چاند، سورج، سیارے، درخت، پتھر اور حیوانات وغیرہ کی پرستش کرتے رہے ظاہر ہے وہ بھی شفاعت کے لئے اللہ کی بارگاہ میں آگے نہیں بڑھیں گے، وہ جنہوں نے خود کو شش کر کے، مکر و فریب سے کام لے کر، جھوٹ کے جال پھیلا کر ریاضت استعمال کر کے دنیا میں اللہ کے بندوں سے اپنی بندگی کرائی ہوگی مثلاً شیطان، جھوٹے مذہبی پیشوا اور ظالم و جاہر حکمران وغیرہ یہ خود گرفتار بلا ہوں گے اور اپنی نجات کے لئے کوشیاں ہوں گے وہ دوسروں کی شفاعت کیا کریں گے الغرض شرک کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے اللہ کے ہاں کوئی سفارشی نہیں ہوگا، جب مشرکین کو وہاں کسی طرف سے بھی کوئی شفاعت بہم نہ پہنچے گی تو امید کے سارے راستے بند پا کر انتہائی مایوس و دل شکستہ ہو جائیں گے، ان کی تمام افترا پر دازیاں گم ہو جائیں گی، اللہ کے حکم سے انہیں عذابِ جنہم میں جھونک دیا جائے گا، جیسے فرمایا

الْقِيَامَةِ فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٣١﴾ مَتَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ﴿٣٢﴾ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَأَلْقِيَهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ﴿٣٣﴾ ﴿٣﴾

ترجمہ: حکم دیا گیا جہنم میں ہر کٹے کافر کو جو حق سے عناد رکھتا تھا خیر کو روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا تھا اور شک میں پڑا ہوا تھا،

﴿١﴾ الاحقاف ۵، ۶

﴿٢﴾ مریم ۸۱، ۸۲

﴿٣﴾ ق ۲۶ تا ۳۳

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو الہ بنائے بیٹھا تھا، ڈال دو اسے سخت عذاب میں۔

اس وقت میسر کین ان خود سائنۃ معبودوں سے بے زاری کا اظہار کریں گے جن کو انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا اور معبود اپنے پجاریوں سے اظہار بے زاری کرتے ہوئے کہیں گے۔

... تَبَّوْا اِنَّا الْيَكِّ مَا كَانُوْا اِيَّا نَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۳۳﴾ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: ہم آپ کے سامنے براءت کا اظہار کرتے ہیں یہ ہماری تو بندگی نہیں کرتے تھے۔

جب کہ ان کے مقابل اہل ایمان جو صبح و شام اپنے رب کی تسبیح و تہجد کرتے تھے کی عزت و تکریم کی جائے گی اور وہ جنت کے عالی شان بانات میں اپنے رب کی عطا فرمائی ہوئی انواع و اقسام کی نعمتوں پر خوش ہوں گے اور اس کا شکر ادا کر رہے ہوں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلًا بِالْحَقِّ
وَنُودُوْا اَنْ تَلْكُمُ الْجَنَّةُ اَوْ رِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں راستہ دکھایا ہم خود راہ نہ پاسکتے تھے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ کرتا، ہمارے رب کے بھیجے ہوئے رسول واقعی حق ہی لے کر آئے تھے، اس وقت نہ آئے گی کہ یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمہیں ان کے اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اٰذٰنَا الْحَزِيْنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۵﴾ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا، یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقْنَا وَعَدٰهُ وَاَوْرَثْنَا الْاَرْضَ نَتَّبِعُوْا مِنْ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۗ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۳۶﴾ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: اور وہ کہیں گے شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں، پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے۔

وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُؤْمِنُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن (جماعتیں) الگ الگ ہو جائیں گی، جو ایمان لا کر نیک اعمال کرتے رہے وہ تو

﴿۳۳﴾ القصص ۲۳

﴿۳۴﴾ الاعراف ۴۳

﴿۳۵﴾ فاطر ۳۴

﴿۳۶﴾ الزمر ۴۳

فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿۱۵﴾ وَآمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَ لِقَاءِ الْآخِرَةِ

جنت میں خوش و خرم کر دیئے جائیں گے اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھوٹا ٹھہرایا تھا

فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحَضَّرُونَ ﴿۱۶﴾ فَسَبِّحْنَا اللَّهَ حِينَ تُمْسُونَ وَ حِينَ تُصْبِحُونَ ﴿۱۷﴾

وہ سب عذاب میں پکڑ کر حاضر رکھے جائیں گے، پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو،

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ (الر روم ۱۸ تا ۱۴)

تمام تعریفوں کے لائق آسمان وزمین میں صرف وہی ہے، تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگی بیان کرو)۔

جس روز قیامت برپا ہوگی، اس دن دنیا کی تمام جتھ بندیاں جو تم نے قوم و نسل، قبیلہ و برادری، نسل و وطن، معاشی و سیاسی مفادات کی بنیاد پر بنا رکھی ہیں ٹوٹ جائیں گی اور خالص عقیدے اور اخلاق و کردار کی بنیاد پر مومن اور کافر الگ گرو ہوں میں بٹ جائیں گے، ایک مقام پر فرمایا کہ اس وقت لوگ تین گرو ہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

وَ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ﴿۱۹﴾ فَاصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْأَمَةِ ﴿۲۰﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْأَمَةِ هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْأَمَةِ ﴿۲۱﴾
 ۱۹ وَالسَّبِقُونَ السَّبِقُونَ ﴿۲۲﴾ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: تم لوگ اس وقت تین گرو ہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے، دائیں بازو والے، سو دائیں بازو والوں (کی خوش نصیبی) کا کیا کہنا، اور بائیں بازو والے، تو بائیں بازو والوں (کی بد نصیبی) کا کیا ٹھکانا اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں۔

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ جنت کے عظمت و شان والے بانگوں میں شاداں و فرحاں ہوں گے، اور ہر طرح کی لذتوں اور دل پسند چیزوں سے شاد کام ہوں گے، اور جنہوں نے دعوت حق کو جھٹلایا ہے اور ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ہے وہ ہمیشہ اللہ کے عذاب میں مبتلا رکھے جائیں گے، پس جب تمہیں ایمان و عمل صالح اور کفر و تکذیب کا انجام معلوم ہو گیا ہے تو تم صبح و شام اپنے معبود حقیقی اللہ وحدہ لا شریک کی یاد کے لئے وقت مقررہ پر نماز قائم کرو، جیسے فرمایا

.. اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّقْرُونًا ﴿۲۳﴾ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔

آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات بھی اپنے رب کی حمد و ستائش کرتی ہیں، گو تم ان کی حمد کو سمجھ نہیں سکتے، جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيحَهُمْ ﴿۲۵﴾ ﴿۲۴﴾

﴿۱﴾ الواقعة ۷ تا ۱۰

﴿۲﴾ النساء ۱۰۳

﴿۳﴾ بنی اسرائیل ۲۴



ترجمہ: اس کی پائی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

اور ظہر و عصر کے وقت بھی نماز قائم کرو اور فرض نمازوں کے بعد نوافل اور اپنے رب کے اذکار و تسبیحات بیان کرو۔ یعنی نماز کے اوقات زوال آفتاب سے عشا تک ہیں اور اس کے بعد فجر کا وقت ہے، نماز کے اوقات کے سلسلہ میں مزید فرمایا

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِنَ اللَّيْلِ... ۱۳۰ ﴿۱۳۰﴾

ترجمہ: اور دیکھو نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر۔
یعنی صبح اور مغرب اور عشا کے اوقات۔

...وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى ﴿۱۳۱﴾ ۱۳۱ ﴿۱۳۱﴾

ترجمہ: اور اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے، اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر بھی۔

یعنی فجر، عصر، مغرب اور عشا۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

(وہی) زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے،

وَ كَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۱۹﴾ (الروم ۱۹)

اسی طرح تم (بھی) نکالے جاؤ گے۔

وہ قادر مطلق اللہ جو زندہ نباتات مردہ زمین سے، خوشہ بیج کے دانے سے، درخت کھٹلی سے، چوزہ انڈے سے، انسان کو نطفے سے، نطفے کو انسان سے اور مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے پیدا کرتا ہے، الغرض اس وحدہ لا شریک کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، ان متذکرہ بالا چیزوں کے برعکس اللہ بے جان مادے کے اندر زندگی کی روح پھونک کر بے شمار جیتے جاگتے حیوانات، نباتات اور انسان وجود میں لارہا ہے، جو بنجر، مردہ پڑی زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کر دیتا ہے اور وہ لہلہا اٹھتی ہے، پھول جاتی ہے اور ہر قسم کی خوش منظر نباتی زندگی کے خزانے اگلنا شروع کر دیتی ہے، جیسے فرمایا

وَ آيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيِّتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿۳﴾ وَ جَعَلْنَا فِيهَا جَنَّتٍ مِّنْ نَّجِيلٍ

وَأَعْنَابٍ وَفَجْرَتَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿۳۳﴾ لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهَا وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: ان لوگوں کے لیے بے جان زمین ایک نشانی ہے، ہم نے اس زمین کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں، ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تاکہ یہ اس کے پھل کھائیں، یہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے، پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟۔

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ﴿۳۵﴾ ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۶﴾ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا ۗ وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے پھر جہاں، ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ یکا یک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگنی شروع کر دی، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یہ (اس بات کی دلیل ہے) کہ قیامت کی گھڑی آ کر رہے گی، اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، اور اللہ ضرور ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ حَتَّىٰ إِذَا أَقْلَّتْ سَحَابًا نُّفَالًا سَفَقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برساکر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے دیکھو اس طرح ہم مردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو۔

یہ دونوں طرح کی پیداائشیں اس مالک کی قدرت کی مظہر ہیں، نہ اس پر کوئی کام بھاری ہے نہ بوجھل، یہ سب دیکھ کر بھی اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کارخانہ ہستی کو چلانے والا اللہ انسان کے مرجانے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرنے سے عاجز ہے تو حقیقت میں وہ عقل کا اندھا ہے جسے یہ روشن حقائق نظر نہیں آتے، جس طرح اپنی زندگی میں تم ان حقائق کا مشاہدہ کرتے ہو اسی طرح اللہ تمہیں اعمال کی جزا و سزا کے لئے تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کرے گا اور تم سے تمہارے اعمال کی جوابدی کرے گا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم آرام پاؤ، اس نے تمہارے درمیان

مَوَدَّةً وَ رَحْمَةً ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۳۱﴾ وَ مِنْ آيَاتِهِ

محبت اور ہمدردی قائم کر دی، یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، اس (کی قدرت) کی

خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلَافِ السَّنَاتِ ۚ وَ الْوَاوَاكِمُ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ

نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف (بھی) ہے، دانش مندوں کے لیے

لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ ﴿۲۳۲﴾ وَ مِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ

اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں، اور (بھی) اس کی (قدرت کی) نشانی تمہاری راتوں اور دن کی نیند میں ہے اور اس کے

مَنْ فَضَّلَهُ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿۲۳۳﴾ وَ مِنْ آيَاتِهِ

فضل (یعنی روزی) کو تمہارا تلاش کرنا بھی ہے، جو لوگ (کان گاکر) سننے کے عادی ہیں ان کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں

يُرِيكُمْ الْبَرْقِ الْخَوْفَا وَ طَمَعًا وَ يَنْزِلُ

ہیں، اور اس کی نشانوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے اور امیدوار بنانے کے لیے بجلیاں دکھاتا ہے

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ

اور آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے، اس میں (بھی) عقلمندوں کے لیے بہت سی

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۲۳۴﴾ وَ مِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَ الْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۗ

نشانیاں ہیں، اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں،

ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ ۗ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿۲۳۵﴾ (الروم ۲۳۰-۲۵۲)

پھر بھی جب وہ تمہیں آواز دے گا صرف ایک بار کی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے نکل آؤ گے۔

یہاں سے وہ متعدد آیات شروع ہوتی ہیں جو الوہیت میں اللہ تعالیٰ کے یکتا ہونے، اس کی عظمت کے کمال، اس کی مشیت کے نفوذ، اس کی قدرت و اقتدار، اس کی صنعت کے جمال اور اس کی بے پایاں رحمت و احسان پر دلالت کرتی ہیں، فرمایا اللہ وحدہ لا شریک کی بے شمار قدرتوں

کی نشانوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے جد امجد آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿۳۶﴾ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔
پھر پانی کے ایک حتمیہ قطرے سے۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ ... ﴿۱۹﴾

ترجمہ: اس نے انسان کو ایک ذرا سی بوند سے پیدا کیا۔

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ ... ﴿۲۰﴾

ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ... ﴿۲۱﴾

ترجمہ: ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا۔

ماں کے پیٹ میں تمہاری بہترین طریق پر تخلیق کی۔

... يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهَ إِلَّا

هُوَ ... ﴿۲۲﴾

ترجمہ: وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے یہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے، بادشاہی اسی کی ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے۔

تمہیں بہترین قابلیتیں اور صلاحیتیں، عقل و شعور، احساسات و جذبات اور تخیل کی عجیب قوتیں، بولنے کی صلاحیت اور نیکی و بدی کی راہ الہام کی۔

فَأَلَّهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿۲۳﴾

۱ المومنون ۱۲

۲ الرحمن ۱۳

۳ النحل ۳

۴ یسین ۷۷

۵ الدهر ۲

۶ الزمر ۶

۷ الشمس ۸

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾^(۱)

ترجمہ: اور دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھادیے؟

اور تمہیں تولیدی قوت بخشی اور اس طرح لڑکے اور لڑکیاں پیدا کر کے تمہاری نسل چلائی، اور اب تم کسب معاش اور دیگر حاجات و ضروریات کے لئے زمین کے گوشے گوشے میں پھیلنے چلے جا رہے ہو۔

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿۳۲﴾^(۲)

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا یا ہے اور اسی کی طرف تم سیمٹے جاؤ گے۔

الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةِ قَبْضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الْأَرْضِ: جَاءَ مِنْهُمْ الْأَحْمَرُ، وَالْأَبْيَضُ، وَالْأَسْوَدُ، وَبَيْنَ ذَلِكَ، وَالسَّهْلُ، وَالْحَزْنُ، وَالْحَبِيثُ، وَالطَّيِّبُ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا ہے جسے اس نے تمام روئے زمین سے جمع فرمایا تھا، چنانچہ آدم کی اولاد اس مٹی کے لحاظ سے ہوئی ہے کئی سرخ ہیں اور کئی سفید، کئی سیاہ ہیں اور کئی ان کے بین بین، کئی نرم خوب ہیں اور کئی سخت طبیعت، کئی بری طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور کئی اچھی اور عمدہ طبیعت والے۔^(۳)

اور اللہ وحدہ لا شریک کی قدرت کاملہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے اپنی کمال رحمت سے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے ایک مناسب طریقے پر عورتیں بنائیں، جو تم سے مشابہت رکھتی ہیں مگر ان کی جسمانی ساخت، مختلف ذہنی نفسی اوصاف اور مختلف جذبات ہیں تاکہ اللہ سے عہد باندھ کر تم انہیں اپنی بیویاں بناؤ اور جوڑا جوڑا ہو جاؤ، اور ان کے پاس سکون و راحت، آرام و آسائش حاصل کرو، جیسے فرمایا هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا... ﴿۱۹﴾^(۴)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔

اور اللہ نے تم دونوں کے درمیان محبت، مودت، رحمت و الفت، ہمدردی و غم خواری اور رحم و مہربانی ڈال دی جس کی بنا پر تم ایک دوسرے کو سہولت اور آسائشیں بہم پہنچاتے ہو، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں، اور اس کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے بغیر ستونوں کے بلند و بالا، وسیع و عریض آسمان۔

۱ البلد ﴿۱﴾

۲ الملک ۲۳ ﴿۲﴾

۳ مسند احمد ۱۹۴۲، سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی القدر ۴۶۹۳، جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب وَمِنْ سُورَةِ

البقرۃ ۲۹۵۵

۴ الاعراف ۱۸۹ ﴿۴﴾

اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا... ﴿۲﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا... ﴿۱۰﴾

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔

ان گنت چمکتے ستارے۔

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ﴿۳﴾

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے۔

اور اپنے اپنے مدار میں تیرتے سیارے بنائے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ﴿۳۳﴾ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ﴿۳۵﴾ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جاسکتی ہے، سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

اور ان کا ہر طرح سے کجی سے پاک نظام قائم کیا۔

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفْوُوتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ

فُطُورٍ ﴿۳۷﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: جس نے تیرہ تہ سات آسمان بنائے، تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے، پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمہیں کوئی خلل نظر

آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

اور اس نے زمین کو ٹھوس شکل میں بنایا اور اس میں نمو کی صلاحیت رکھی اور اس کو اپنی جگہ قائم رکھنے کے لئے اس میں بلند و بالا مختلف رنگوں

کے ٹھوس پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا، ان پہاڑوں میں گزرنے کے لئے درے بنائے، جیسے فرمایا

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيًا أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۳۹﴾

﴿۱﴾ الرعد ۲

﴿۲﴾ لقمان ۱۰

﴿۳﴾ الصافات ۶

﴿۴﴾ الانبیاء ۳۳

﴿۵﴾ یسین ۴۰

﴿۶﴾ الملک ۴، ۳

﴿۷﴾ الانبیاء ۳۱

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ جمادیے تاکہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے، اور اس میں کشادہ راہیں بنا دیں شاید کہ یہ لوگ اپنا راستہ معلوم کر لیں۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۰﴾ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش (بچھونا) بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے کر دیئے تاکہ تم راہ پالیا کرو۔

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۲﴾ لِيَتَسَلَّكُوا مِنْهَا سُبُلًا مُّجْتَابًا ﴿۱۳﴾

ترجمہ: اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھادیا تاکہ تم اس کے اندر کھلے راستوں میں چلو۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا وَوَسَّلَكُمْ فِيهَا سُبُلًا ... ﴿۱۴﴾ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: وہی جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بچھایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے۔

زمین پر پانی کا ذخیرہ سمندر بنائے اور پہاڑوں سے میدان کی طرف دریاؤں کے راستے بنائے اور گھنے جنگل اور وسیع صحرا بنائے اور تمہاری مختلف ضروریات کے لئے طرح طرح کے جمادات و نباتات لگائے۔

... وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّىٰ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور اوپر سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی۔

تمہاری بے شمار زبانوں اور ہر زبان کے مختلف لہجے اور اسلوب اور تمہارے رنگوں اور چہروں کے خدو خال، جسمانی ساخت اور قد و قامت کا اختلاف ہے، یقیناً اس میں دانشمند لوگوں کے لیے اللہ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں، اور اللہ وحدہ لا شریک کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دن اور رات کو نیند کر کے آرام حاصل کرتے ہو اور دن اور رات کو تجارت و کاروبار یا مزدوری کے لئے اس کے فضل کو تلاش کرتے ہو، جیسے فرمایا

وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۸﴾ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: یہ اسی کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تاکہ تم (رات میں) سکون حاصل کرو اور (دن کو) اپنے رب کا فضل تلاش کرو شاید کہ تم شکر گزار بنو۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ... ﴿۲۰﴾ ﴿۲۱﴾

﴿۱﴾ الزخرف ۱۰

﴿۲﴾ نوح ۱۹، ۲۰

﴿۳﴾ طہ ۵۳

﴿۴﴾ طہ ۵۳

﴿۵﴾ القصص ۳

﴿۶﴾ یونس ۶۷

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا... ﴿۱۱﴾ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کرو، اور دن کو روشن کیا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: أَصَابَنِي أَرْقُ اللَّيْلِ، فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلِ اللَّهُمَّ غَارَتِ

النُّجُومُ، وَهَدَّاتِ الْعُيُونُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ أَنْمِ عَيْنِي وَأَهْدِي لَيْلِي، فَقُلْتُمَا فَذَهَبَ عَنِّي

زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راتوں کو میری نیند اچاٹ ہو جایا کرتی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو ”اللَّهُمَّ غَارَتِ النُّجُومُ، وَهَدَّاتِ الْعُيُونُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ أَنْمِ عَيْنِي

وَأَهْدِي لَيْلِي“ میں نے جب یہ اس دعا کو پڑھا تو نیند نہ آنے کی بیماری اللہ کے فضل و کرم سے دور ہو گئی۔ ﴿۱۲﴾

یقیناً اس میں اللہ کی قدرتوں کی بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو دلائل کو غور سے سنتے، تدبر و تفکر کرتے اور سمجھتے ہیں، اور اللہ وحدہ

لا شریک کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی کی گرج اور چمک دکھاتا ہے جس سے تم دہشت زدہ ہو جاتے ہو کہ کہیں بجلی گرنے

سے کوئی ہلاک نہ ہو جائے، جیسے فرمایا

... وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ... ﴿۱۳﴾ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جب کہ لوگ اللہ کے بارے

میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں۔

یا زیادہ بارش ہونے سے کھیتیاں برباد نہ ہو جائیں اور اس کے ساتھ امیدیں بھی وابستہ کرتے ہو کہ بارشیں ہوں گی تو زمین میں جان پڑ جائے

گی اور خوب فصل پیدا کرے گی، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا... ﴿۱۴﴾ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: وہی ہے جو تمہارے سامنے بجلیاں چمکاتا ہے جنہیں دیکھ کر تمہیں اندیشے بھی لاحق ہوتے ہیں اور امیدیں بھی بندھتی ہیں۔

اور یہ بھی اللہ وحدہ لا شریک کی قدرت کی نشانی ہے کہ وہ ہواؤں کے ذریعے سے سمندروں سے کڑوے پانی کو اٹھاتا ہے اور پھر بادلوں

کو جہاں چاہتا ہے بھیج کر آسمان سے میٹھا پانی برساتا ہے پھر اس پانی کے ذریعے سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے، جیسے فرمایا

... وَمَا أَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا... ﴿۱۵﴾ ﴿۱۵﴾

﴿۱﴾ المؤمن ۶۱

﴿۲﴾ المعجم الكبير للطبرانی ۲/۸۱۷

﴿۳﴾ الرعد ۱۳

﴿۴﴾ الرعد ۱۲

﴿۵﴾ البقرة ۱۶۳

ترجمہ: بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاصْبَا بِهٖ الْاَرْضَ صَبًّا مَّوْبِقًا... ﴿۱۵﴾

ترجمہ: (تم ہر برسات میں دیکھتے ہو کہ) اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکا یک مردہ پڑی ہوئی زمین میں اس کی بدولت جان ڈال دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل و شعور سے کام لیتے ہیں، اور اس نشانی کو دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ جس طرح اللہ نے اس مردہ زمین کو زندہ کر دیا ہے اسی طرح وہ ہماری موت کے بعد ہمیں بھی اپنی قبروں سے دوبارہ زندہ کر سکتا ہے، جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ الَّذِي اَرْسَلَ الرِّيحَ فَتُثْبِتُ سَحَابًا مَّسْكًا اِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهٖ الْاَرْضَ صَبًّا مَّوْبِقًا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿۹﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے ایک اجاڑ علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور ایسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی، مرے ہوئے انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہوگا۔

اور اللہ وحدہ لا شریک کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے بغیر ستونوں والا بلند والا، وسیع و عریض آسمان اور فرش کی طرح پھیلی ہوئی زمین اور اس کے نظام کو اپنے حکم سے قائم کر رکھا ہے، وہ دونوں متزلزل ہوتے ہیں نہ آسمان زمین پر گرتا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ جُمِّيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْ تَزُوْلَا ؕ وَلَیْنِ زَالَتَا لَیْنٌ اَمْسَكْتَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِہٖ... ﴿۱۱﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹلیں نہیں، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو انہیں تھام سکے۔

مگر جب قیامت برپا ہوگی تو اللہ کے حکم سے آسمان و زمین کا یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا پھر اللہ ایک نیا عالم نئے نظام کے تحت تخلیق فرمائے گا، جیسے فرمایا

یَوْمَ تَبَدَّلَ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ... ﴿۱۸﴾

ترجمہ: ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے۔

اور پھر صورت کی ایک آواز پر تمام انسان زمین کے گوشے گوشے سے اپنی قبروں سے زندہ ہو کر اپنے اعمال کی جو ابد ہی کے لئے میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

فَاِیْمًا هِیَ زَجْرَةٌ وَّ اِحْدَاةٌ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۸﴾

۱ النحل ۶۵

۲ فاطر ۹

۳ فاطر ۲۱

۴ ابراہیم ۲۸

۵ النازعات ۱۳، ۱۴

ترجمہ: حالانکہ یہ بس اتنا کام ہے کہ ایک زور کی ڈانٹ پڑے گی اور یکا یک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿۵۴﴾^۱

ترجمہ: ایک ہی زور کی آواز ہوگی اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے۔

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ لَهٍ قُنُوتُونَ ﴿۵۵﴾ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ

اور زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور ہر ایک اس کے فرمان کے ماتحت ہے، وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ﴿۵۶﴾ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴿۵۷﴾

پھر سے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے، اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے آسمانوں میں اور زمین میں بھی،

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۵۸﴾ (الروم ۲۶-۲۷)

اور وہی غلبے والا حکمت والا ہے۔

آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ ہے سب اللہ وحدہ لا شریک کی ملکیت ہے، ہر چیز اس کی مخلوق اور مملوک ہے، اللہ کی قدرت، سطوت، سلطنت پر چیز پر محیط ہے تمام مخلوق اس کے جلال و کمال کے سامنے مجبور و بے بس اور عاجز و لاجوار ہے، ابتدا کی پیدائش بھی اللہ تعالیٰ نے کی تھی اور پھر وہی اس کا اعادہ بھی کرے گا، اور تمام مخلوق کی موت کے بعد ان کی تخلیق کا اعادہ کرنا اس کے لیے آسان تر ہے، جیسے فرمایا

... إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ... ﴿۵۹﴾^۲

ترجمہ: بے شک پیدائش کی ابتداء وہی کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿۶۰﴾^۳

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے کہ اللہ کس طرح خلق کی ابتدا کرتا ہے، پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ یقیناً یہ (اعادہ تو) اللہ کے لیے آسان تر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي، كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوْلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ، لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفْئًا أَحَدٌ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے اور اسے یہ نہیں چاہئے تھا وہ مجھے

﴿۱﴾ یسین ۵۳

﴿۲﴾ یونس ۴

﴿۳﴾ العنکبوت ۱۹

برا بھلا کہتا ہے اور یہ بھی اسے لائق نہ تھا، اس کا جھٹلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے جس طرح اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے، اس طرح دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا حالانکہ دوسری مرتبہ کی پیدائش پہلی دفعہ کی پیدائش سے بالکل ہی آسان ہو کرتی ہے، اس کا مجھے برا کہنا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے حالانکہ میں احد ہوں میں صمد ہوں جس کی نہ اولاد ہے نہ ماں باپ اور جس کا کوئی ہمسر نہیں۔^①

اس عظیم الشان کائنات میں اس کی صفت سب سے برتر ہے، کوئی چیز اس کے مثل نہیں، جیسے فرمایا

--- لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ --- ①

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔

وَقَالَ قَتَادَةُ: مَثَلُهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَلَا رَبَّ غَيْرُهُ

فتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کی مثل یعنی صفت اور شان یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی پروردگار ہے۔^②

اور وہ کامل غلبے والا اور بے پایاں حکمت کا مالک ہے، اس نے اپنے غلبے کی بنا پر مخلوقات کو وجود بخشا اور اپنی حکمت کی بنا پر اپنی بنائی چیزوں کو مہارت سے بنایا اور ان کے اندر اپنی شرع کو بہترین طریقے سے مشروع کیا۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ ۗ هَلْ لَكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی ہے جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کیا اس میں

مِّنْ شُرَكَاءٍ فِي مَّا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ

تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک ہے؟ کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟ اور تم ان کا ایسا خطرہ رکھتے ہو

كَيْفِيَّتِكُمْ أَنْفُسِكُمْ ۗ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ③ (الروم ۲۸)

جیسا خود اپنوں کا، ہم عقل رکھنے والوں کے لیے اسی طرح کھول کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں۔

شرک کی تردید کے لئے ایک مثال:

مشرکین کہ یہ تسلیم کرتے تھے کہ آسمان وزمین اور اس کے درمیان جو کچھ ہے ان کا خالق و مالک اللہ ہے، مگر اس کے باوجود اللہ کی بعض مخلوقات کو الہی صفات و اختیارات کا مظہر قرار دے کر ان کو اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے، ان کو مشکل کشا، حاجت روا سمجھ کر دعائیں مانگتے، ان کی خوشنودی کے لئے نذریں اور نیازیں پیش کرتے اور مراسم عبودیت بجالاتے،

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ: لَبَيْتِكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ، تَمْلِكُهُ

① صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۴۷۳

② الشوریٰ ۱۱

③ تفسیر طبری ۲۰۶، ۲۰۷، تفسیر ابن ابی حاتم ۹۳۰، ۹۳۱

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حج و عمرے کے موقع پر مشرکین لیبیک پکارتے ہوئے کہتے تھے ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ کہ وہ خود اور جس چیز کا وہ مالک ہے سب تیری ملکیت میں ہے، یعنی ہمارے شریکوں کا اور ان کی ملکیت کا تو ہی اصلی مالک ہے۔^(۱)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مشرک جو لیبیک پکارتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی قباحت اور برائی واضح کرنے کے لئے ان کے نفوس سے مثال فرمائی کہ اللہ ہی کی مخلوق میں سے چند بندے جو کسی طرح تمہاری غلامی میں آگئے ہیں کیا تم یہ گوارا کرتے ہو کہ وہ تمہارے کسی حکم میں کسی اور کو ترجیح دیں، ہرگز نہیں بلکہ تم ان پر عارضی ملکیت کے باعث مکمل اختیار کے خواں ہو تو اللہ جو سچا مالک ہے وہ کیسے گوارا کرے گا کہ اس کے حکم میں کسی کو شریک کیا جائے؟ کیا وہ لوٹنڈی غلام تمہارے تمام اموال میں تمہارے شریک بن گئے ہیں؟ ہرگز نہیں جب تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے غلام جو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں وہ تمہارے مال و دولت میں شریک ہو جائیں اور ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہے کہ کہیں وہ تمہاری جائیداد اور ملکیت کو تقسیم کر کے برابر برابر نہ بانٹ لیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ اللہ کے بندے چاہے وہ فرشتے ہوں، پیغمبر ہوں، اولیا و صلحا ہوں، شجر و حجر کے بنائے ہوئے معبود، وہ اللہ کے ساتھ شریک ہو جائیں جب کہ وہ بھی اللہ کے غلام اور اس کی مخلوق ہیں؟ جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۗ فَمَا الَّذِيْنَ فَضَّلُوْا بِرِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ... ﴿۵﴾^(۲)

ترجمہ: اور دیکھو اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے پھر جن لوگوں کو فیضیلت دی گئی ہے وہ ایسے نہیں ہیں کہ اپنا رزق اپنے غلاموں کی طرف پھیر دیا کرتے ہوں تاکہ دونوں اس رزق میں برابر کے حصہ دار بن جائیں۔

اور کیا جس طرح تم مشترکہ کاروبار یا جائیداد میں خرچ کرتے ہوئے ڈر محسوس کرتے ہو کہ دوسرے شریک باز پرس کریں گے تو کیا تم اپنے غلاموں سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح تم (آزاد لوگ) آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو؟ ہرگز نہیں، یعنی جس طرح غلام آقا کے رزق میں شریک ہو کر اس کی ہمسری نہیں کر سکتا اسی طرح اللہ کا کوئی بندہ اللہ کا شریک نہیں ہو سکتا تو پھر اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوقات کی بھی عبادت کرنا اور انہیں الہی صفات و اختیارات کا حامل قرار دے کر اس کے ساتھ کیوں شریک کرتے ہو، اللہ توحید کے دلائل کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنی عقول کو استعمال میں لا کر اس صاف اور نہایت واضح مسئلہ پر غور و تدبر کرو۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۗ

بلکہ بات یہ ہے کہ یہ ظالم تو بغیر علم کے خواہش پرستی کر رہے ہیں، اسے کون راہ دکھائے جسے اللہ تعالیٰ راہ سے ہٹا دے،



وَمَا لَهُمْ مِّنْ نُّصْرِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقَمَٰٓ لَهُمُ اللَّيْلُ حَذِيقًا ۖ فَطَرَتِ اللَّهُ النَّتِیَ

ان کا ایک بھی مددگار نہیں، پس آپ ایک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں، اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے

فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۖ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۗ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

لوگوں کو پیدا کیا ہے، اس اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَ اتَّقُوهُ ۖ وَ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾

نہیں سمجھتے، (لوگو!) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ،

مِنَ الَّذِينَ فَزَعُوا دِينَهُمْ وَ كَانُوا شِيعًا ۗ كُلُّ حِزْبٍ

ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر

بِأَسَدِيهِمْ فَرَحُون ۗ ﴿٣٢﴾ (الروم ۲۹ تا ۳۲)

جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔

مگر یہ مشرکین بغیر کسی دلیل و برہان کے راہ راست کو چھوڑ کر اپنی خواہشات نفس کے پیچھے چل پڑے ہیں، چنانچہ یہ اللہ کی سنت ہے کہ جس شخص کے اندر ہدایت کی طلب اور آرزو ہی نہ ہو، جو سیدھی سیدھی عقل کی بات خود نہ سوجھے اور نہ کسی کے سمجھانے سے سمجھنے کے لئے تیار ہو، جسے اپنی دائمی زندگی اور عذابِ جہنم کا کوئی خوف ہی نہ ہو تو پھر اس کی عقل پر اللہ کی پھٹکار پڑ جاتی ہے، اور اللہ اس کے لئے وہی اسباب پیدا کرتا چلا جاتا ہے جو اسے بھٹکا کر روز بروز حق سے دور لیے چلے جاتے ہیں، پھر ایسے لوگوں کو اللہ کے سوا اور کوئی راہ راست پر نہیں لاسکتا، جیسے فرمایا

... أَتُرِيدُونَ أَنْ يُهْدُوا مَنَ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ سَبِيلًا ﴿٣٣﴾

ترجمہ: کیا تم چاہتے ہو کہ جسے اللہ نے ہدایت نہیں بخشی اسے تم ہدایت بخش دو؟ حالانکہ جس کو اللہ نے راستہ سے ہٹا دیا اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پاسکتے۔

گویہ دوسروں کو اپنا کارساز اور مددگار مانتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ دشمنانِ الہی کا کوئی دوست نہیں، جب حقیقت تم پر واضح ہو چکی ہے اور تمہیں خوب معلوم ہو گیا ہے کہ اس عظیم الشان کائنات کا، تمام مخلوقات کا اور خود انسانوں کا خالق و مالک اور حاکم ذی اختیار ایک اللہ وحدہ لا شریک کے سوا اور کوئی نہیں ہے تو پھر یکسو ہو کر ملتِ ابراہیم حنیف پر جم جاؤ، اس دین پر جو یہ جلیل القدر کتاب پیش کر رہی ہے، جس میں بندگی، عبادت اور اطاعت کا مستحق اللہ وحدہ لا شریک کے سوا اور کوئی نہیں، جس میں الوہیت اور اس کی صفات و اختیارات اور حقوق میں قطعاً کسی کو بھی اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا جاتا، یہ وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پسند فرمایا ہے، جیسے فرمایا

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ... ﴿۱۹﴾

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَيْرِينَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

... أَلْبِوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا... ﴿۲۱﴾

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

رب کی فطرت سلیمہ پر وہی قائم ہے جو اس دین اسلام کا پابند ہے یعنی توحید پر جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے اور روز اول میں اس کا سب سے اقرار لیا گیا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے اقرار کیا تھا کہ بیشک تو ہی ہمارا رب ہے،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تَلْتَجُ الْبَيْمَةُ بَيْمَةً جَنْعَاءَ، هَلْ نُحْسِنُ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ، ثُمَّ يَقُولُ: {فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ} ﴿۲۲﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر پیدا ہونے والے بچے کو دین اسلام پر پیدا فرماتا ہے (اور یہ توحید اس کی فطرت میں، جبلت میں موجود ہے لیکن پھر ماحول، یاد دیگر عوارض اور) اس کے ماں باپ اس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی وغیرہ بنا دیتے ہیں، اس کی مثال ایسی ہے جیسی جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، کسی کو تم دیکھتے ہو کان لٹا ہوا پیدا ہو پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں یہی سیدھا دین ہے۔“ ﴿۲۲﴾

چنانچہ اس فطرت پر قائم رہو جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کسی کے بدلنے سے بدلی نہیں جاسکتی،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدٌ، وَعِكْرِمَةُ، وَقَتَادَةُ، وَالصَّخَّاءُ، وَابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ: {لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ} أَيْ: لِدِينِ اللَّهِ. وَقَالَ الْبُخَارِيُّ: قَوْلُهُ: {لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ}: لِدِينِ اللَّهِ، خَلْقِ الْأَوْلِيَيْنِ: [دِينِ الْأَوْلِيَيْنِ]، وَالِدِينِ وَالْفِطْرَةِ: الْإِسْلَامُ.

﴿۱﴾ آل عمران ۱۹

﴿۲﴾ آل عمران ۸۵

﴿۳﴾ المائدة ۳

﴿۴﴾ الروم: ۳۰

﴿۵﴾ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الروم باب لا تبدیلی لخلق اللہ ۴۷۷، صحیح مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد

عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمُ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ ۶۷۵، مسند احمد ۷۷۲

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، مجاہد رضی اللہ عنہ، عکرمہ رضی اللہ عنہ، قتادہ رضی اللہ عنہ، ضحاک رضی اللہ عنہ اور ابن زید رضی اللہ عنہ نے ارشاد باری تعالیٰ ”اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔“ کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے دین میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، اور امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ”اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔“ کے معنی اللہ کے دین کے بیان کیے ہیں اور فرمایا اس کے معنی پہلے لوگوں کے دین کے ہیں اور فطرت سے مراد اسلام ہے۔^(۱)

اور فطرت سلیمہ پر قائم رہنا ہی بالکل سیدھا اور درست دین ہے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے عزت و تکریم کے گھرنیک پہنچاتا ہے مگر اکثر لوگ دین کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے، تم سب فطری آواز پر غیر اللہ کی بندگی کا طریقہ چھوڑ کر اللہ کی بندگی کی طرف پلٹ آؤ اور اللہ مالک یوم الدین کے غیض و غضب سے ڈرو جو ایک وقت مقررہ پر تم سے تمہارے عقائد و اعمال کی بابت جواب طلبی کرے گا، اور اپنے معبود حقیقی کی یاد کے لئے وقت مقررہ پر نماز قائم کرو اور ایمان و تقویٰ اور اقامت صلوٰۃ سے گریز کر کے مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ،

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والی نماز ہے لہذا جو شخص نماز ترک کر دیتا ہے وہ کفر کرتا ہے۔^(۲)

جنہوں نے اصل دین اسلام چھوڑ کر یا اس میں دانستہ مانی تبدیلیاں کر کے اپنا پناہ دین الگ بنا لیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک فرقہ اور گروہ اس زعم باطل میں مبتلا ہے کہ وہ حق پر ہے اور دوسرے باطل پر ہیں، جیسے فرمایا

فَتَقَطَّصُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۚ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ: مگر بعد میں لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

اور جو سہارے انہوں نے تلاش کر رکھے ہیں جن کو وہ دلائل سے تعبیر کرتے ہیں ان پر خوش اور مطمئن ہیں کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے حالانکہ حق پر صرف ایک ہی گروہ ہے جس کی پہچان رسول اللہ ﷺ نے فرمادی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيَأْتِيَنَّ عَلَيَّ أُمَّتِي مَا أُنِيَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوُ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّىٰ إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أُنِيَ أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، إِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ مَلَّةً، وَتَفَرَّقَتْ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مَلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مَلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی وہی کچھ آئے گا جو بنی اسرائیل

(۱) تفسیر ابن کثیر ۶/۳۱۴

(۲) مسند احمد ۲۲۹۳

(۳) المؤمنون ۵۳

پر آیا اور دونوں میں اتنی مطابقت ہوگی جتنی جوتیوں کے جوڑے میں ایک دوسرے کے ساتھ، یہاں تک کہ اگر ان کی امت میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والا آئے گا، بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کونسا گروہ ہوگا، فرمایا وہ گروہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والا ہوگا یعنی کتاب و سنت پر۔^①

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجُمَاعَةُ

اور معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے بہتر گروہ جہنم میں جائیں گے اور ایک گروہ جنت میں جائے گا اور یہی الجماعہ ہوگا۔^②

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ

لوگوں کو جب کبھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف (پوری طرح) رجوع ہو کر دعائیں کرتے ہیں،

ثُمَّ إِذَا أَذَاهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٧﴾

پھر جب وہ اپنی طرف سے رحمت کا ذائقہ چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ ۖ فَتُبْتَعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ أُنزِلْنَا عَلَيْهِمْ

تاکہ وہ اس چیز کی ناشکری کریں جو ہم نے دی ہے، اچھا تم فائدہ اٹھا لو ابھی ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا، کیا ہم نے ان پر

سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿٣٩﴾ (الروم ۳۳-۳۵)

کوئی دلیل نازل کی ہے جو اسے بیان کرتی ہے، جسے یہ اللہ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں۔

لوگوں کو کاحال یہ ہے کہ جب انہیں کوئی دکھ، بیماری، معاشی پریشانی، اولاد نہ ہونے اور بدامنی کی تکلیف پہنچتی ہے اور امیدوں کے سہارے ٹوٹنے لگتے ہیں تو اپنے باطل معبودوں کو فراموش کر کے، انہیں بے بس اور بے اختیار جان کر نہایت عاجزی اور دلسوزی کے ساتھ کائنات کے اصل فرمانروا اللہ وحدہ لا شریک کو پکارتے ہیں پھر جب وہ کچھ اپنی رحمت کا ذائقہ انہیں چکھادیتا ہے، انہیں مشکلات و مصائب، بیماری، رزق کی تنگی اور بدامنی سے نجات عطا فرمادیتا ہے تو یکایک ان میں سے کچھ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی ہستیوں کے آستانوں پر نذرین اور نیازیں چڑھانا شروع کرنے لگتے ہیں جو ان کی خوش بختی اور بد بختی، ان کے فقر اور غنا پر کوئی اختیار نہیں رکھتیں، جیسے فرمایا

وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْرَوْنَ ﴿٤٠﴾ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرُّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ

① جامع ترمذی ابواب الایمان ما جاء في أفتراق هذه الأمة ۲۶۲، شرح السنة للبعوی ۱۰۲، المعجم الكبير للطبرانی ۲۲

② سنن ابوداؤد کتاب السنة باب شرح السنة ۲۵۹۷، مسند احمد ۱۹۳۷، المعجم الكبير للطبرانی ۸۸۲، سنن الدارمی ۲۵۶۰،

مِّنكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشِيرُ كُونَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: تم کو جو نعمت بھی حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے، پھر جب کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے تو تم لوگ خود اپنی فریادیں لے کر اسی کی طرف دوڑتے ہو مگر جب اللہ اس وقت کو نال دیتا ہے تو یکا یک تم میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو (اس مہربانی کے شکرے میں) شریک کرنے لگتا ہے۔

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِجْحِ طَيْبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِن أُجِيبْنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّا أَتَجَّهُمُ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ... ﴿۵۵﴾

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر باد موافق پر فرحان و شاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکا یک باد مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ گھر گئے، اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے، مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت کرنے لگتے ہیں۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا أَتَجَّهُمُ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُكْفَرُونَ ﴿۵۵﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں، پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکا یک یہ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ اللہ کی دی ہوئی نجات پر اس کا کفرانِ نعمت کریں اور (حیاتِ دنیا کے) مزے لوٹیں اچھا، عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

اچھا، اس دنیا کی عارضی زندگی میں خوب مزے اڑالو! اللہ کے احسانات و عنایات کی ناشکری کر لو، اپنے ازلی دشمن شیطان کے ساتھی بن کر جو عقائد و اعمال چاہے اختیار کر لو، دعوتِ حق سے منہ موڑ کر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو جاؤ، مگر قیامت کے روز جب اعمال ترازو عدل میں تولے جائیں گے، ذرہ ذرہ کا حساب ہو گا اس وقت تمہیں اپنے عقائد و اعمال کے بے وزن اور بے حقیقت ہونے کا حال معلوم ہو جائے گا، کیا ہم نے ان پر شرک کی صداقت پر کوئی سند اور دلیل نازل کی ہے جو شہادت دیتی ہو کہ اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ ساتھ غیر اللہ کو بھی کچھ قدرت و اختیار حاصل ہے اور وہ تم لوگوں کے کام بنایا کریں گے۔

وَ إِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا وَإِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ خوب خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ

النحل ۵۳، ۵۴ ﴿۵۳﴾

یونس ۲۲، ۲۳ ﴿۵۴﴾

العنکبوت ۶۶، ۶۵ ﴿۵۵﴾

بِمَا قَدَّمْتِ أَيْدِيَهُمْ إِذَا هُمْ يَقْنُطُونَ ﴿۳۷﴾ أَوْ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ
سے کوئی برائی پہنچے تو ایک دم وہ محض ناامید ہو جاتے ہیں، کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے

وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳۸﴾ فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ
کشادہ روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ، اس میں بھی ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں نشانیاں ہیں، پس قرابت دار کو

حَقَّهُ وَالْمُسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ
مسکین کو مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دیجئے، یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں،

وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۳۹﴾ وَمَا آتَيْتُمْ مِّن رَّبًّا لِّيَرْبُوا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ
ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں، تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا

اللَّهِ ۚ وَمَا آتَيْتُمْ مِّن زَكَاةٍ تَرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿۴۰﴾ (الروم ۳۶-۳۹)
اور جو کچھ صدقہ زکوٰۃ تم اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنے (اور خوشنودی کے لئے) دو تو ایسے لوگ ہی ہیں اپنا دو چند کرنے والے ہیں

انسان کے چھچھورے پن اور کم ظرفی کو بیان فرمایا کہ جب ہم لوگوں کو کچھ مال و دولت، اقتدار اور عزت و حیثیت عطا فرمادیتے ہیں تو لوگوں کی اکثریت کے دماغوں میں فخر و غرور کا ایسا نشہ چڑھتا ہے کہ یہ اللہ کو خاطر میں لاتے ہیں اور نہ اللہ کے بندوں کو، مگر جب ان کے اپنے کیے کرتوتوں سے ان پر کوئی نफر اور بیماری آتی ہے تو اس کے دور ہونے کے بارے میں دل شکستہ اور ناامید ہونے لگتے ہیں اور ذلیل سے ذلیل حرکت کر گزرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَيْنَ آذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَا مِنَّا مِثْلَ الْإِنْسَانِ الَّذِي كَفُرًا ۗ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَافِرِينَ ﴿۴۱﴾ وَلَيْنَ آذَقْنَا نِعْمًا بَعْدَ ظَرْبٍ آذَقْنَا مَسِيئَةً
ترجمہ: اگر کبھی ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد پھر اس سے محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس ہوتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے، اور اگر اس مصیبت کے بعد جو اس پر آئی تھی ہم اسے نعمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے میرے تو سارے دلدار پار ہو گئے پھر وہ پھولا نہیں سماتا اور اڑنے لگتا ہے۔

البتہ اہل ایمان اس سے مستثنیٰ ہیں، وہ تکلیف میں صبر اور راحت میں اللہ کا شکر (اعمال صالحہ اختیار) کرتے ہیں، خلق خدا کے ساتھ تواضع اور فیاضی سے پیش آتے ہیں، جیسے فرمایا

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ أُولَئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿۴۲﴾ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اس عیب سے پاک اگر کوئی ہیں تو بس وہ لوگ جو صبر کرنے والے اور نیکو کار ہیں اور وہی ہیں جن کے لیے درگزر بھی ہے اور بڑا اجر بھی۔
 عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجِبْتُ مِنْ أَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَ الْمُؤْمِنِ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ شَكَرَ، كَانَ ذَلِكَ لَهُ خَيْرًا، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ فَصَبَرَ، كَانَ ذَلِكَ لَهُ خَيْرًا
 صحیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے تو مسلمانوں کے معاملات پر تعجب ہوتا ہے کہ اس کے معاملے میں سراسر خیر ہی خیر ہے اور یہ سعادت مؤمن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے، اگر اسے کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے جو کہ اس کے لئے سراسر خیر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی سراسر خیر ہے۔^(۱)

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی اپنی مشیت و حکمت سے جس کا چاہتا ہے رزق میں وسعت اور فراخی کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے اور روزی کے لئے مارا مارا پھرتا ہے، جیسے فرمایا

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ...^(۲)

ترجمہ: تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ^(۳)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے، یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

وہ جس کو چاہتا ہے عزتوں سے ہمکنار کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے اقتدار عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا چھین لیتا ہے، جیسے فرمایا

قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكَ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكَ مِنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ^(۴)

ترجمہ: تو کہہ اے اللہ! بادشاہی کے مالک! جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یقیناً اس میں اہل ایمان کے لئے اللہ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں جو رزق میں اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکمت کے مطابق عطا کردہ کشادگی اور تنگی سے عبرت حاصل کرتے ہیں، پس اے صاحب ثروت و مومنو! اللہ مالک حقیقی کے عطا فرمائے ہوئے مال میں سے ضرورت مند رشتہ داروں کی احسان سمجھ کر نہیں بلکہ ان کا اپنے مال پر حرق سمجھ کر مدد کرو، انہیں ہدیہ دو، ان سے نیک سلوک کرو، ان سے عزت و تکریم سے پیش آؤ، ان

۱ مسند احمد ۱۸۹۳۳

۲ بنی اسرائیل ۳۰

۳ العنکبوت ۶۲

۴ آل عمران ۲۶

کی لغزشوں سے درگزر کرو اور ان کی بدکلامی پر رواداری سے کام لو، مسکینوں کو جسے فقر وفاقہ نے دوچار کر دیا ہوا اتنا عطا کر دو جس سے ان کے کھانے پینے اور لباس کی ضرورت پوری ہو جائے، بیواؤں کی مدد کرو جن کا کوئی سہارا نہ ہو اور غریب الوطن مسافروں کی مدد کرو جس کا ذرا راہ ختم ہو گیا ہو، قربت داروں، مساکین اور مسافروں کو عطا کرنا ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی خوشنودی، ثواب کثیر اور جنت میں اللہ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتے ہوں اور ایسے ہی لوگ جو حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرتے رہیں گے فلاح پانے والے ہیں، جیسے فرمایا

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۗ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ الدِّينُ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْإِنِّ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر رشتے داروں پر یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو بھلائی بھی تم کرو گے اللہ اس سے باخبر ہوگا۔

... وَأَتَىٰ الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْإِنِّ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ... ﴿۱۶﴾

ترجمہ: اور اللہ کی محبت میں اپنا مال پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔ اگر اس سے اللہ کی رضا و خوشنودی مقصود نہ ہو تو عطا کرنے والے کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں خواہ اس شخص کو اس سے کتنا ہی فائدہ کیوں نہ پہنچا جو جسے عطا کیا گیا ہے، جیسے فرمایا

... وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور جو شخص یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کرے تو ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَمْنًا وَلَا أَدَىٰ ۗ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۸﴾ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتَّبِعُهَا أَذَىٰ ... ﴿۱۹﴾

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتاتے، نہ دکھ دیتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لیے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں، ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو۔

اور معاوضہ کی نیت سے بھی کسی پر احسان مت کرو، جیسے فرمایا

وَلَا تَمُنَّ بِتَسْتَكْثِرُونَ ﴿۲۰﴾

۱ البقرة ۲۱۵

۲ البقرة ۷۷

۳ النساء ۱۱۳

۴ البقرة ۲۶۳، ۲۶۲

۵ المدثر ۶

ترجمہ: اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل کرنے کے لیے۔

جو سود تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا بلکہ اس کی نحوست دنیا و آخرت میں تباہی کباعث ہے، جیسے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۴﴾ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے فلاح پاؤ گے۔

ایک مقام پر سود کھانے والے کی حالت کے بارے میں فرمایا

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقْوَمُ الدَّيْحُ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا ۚ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۚ فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ ۗ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۗ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۵﴾ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤ لاکر دیا ہو اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام، لہذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لیے وہ سود خواری سے باز آجائے، تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا، سو کھا چکا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔

اور پھر سختی سے حکم فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۶﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﴿۱۷﴾ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم ایمان لائے ہو لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سود کو ختم کرنے کا اعلان فرمادیا، اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، جیسے فرمایا

الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ﴿۱۸﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿۱۹﴾ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔

﴿۱﴾ آل عمران ۱۳۰

﴿۲﴾ البقرة ۲۷۵

﴿۳﴾ البقرة ۲۷۸، ۲۷۹

﴿۴﴾ الیل ۱۸، ۱۹

اسی کو دینے والے درحقیقت اپنے مال بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کا اجر و ثواب کئی گنا بڑھا کر عطا فرمائے گا،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلٍ تَمْرَةً مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ،
وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَرْتِيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يَرْتِي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال
کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لئے اس
میں زیادتی کرتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پالا کر بڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہی ایک کھجور بڑھ کر احد پہاڑ کے
برابر ہو جاتی ہے۔^(۱)

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُبْسِتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر روزی دی، پھر مار ڈالے گا پھر زندہ کر دے گا بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی

مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَلِكَ مِّنْ شَيْءٍ ۗ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو، اللہ تعالیٰ کے لیے پاکی اور برتری ہے ہر اس شریک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں،

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي

خشکی اور تری میں لوگوں کی بد اعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا، اس لیے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ

عَمَلُوا الْعَمَلَهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۱۱﴾ (الروم ۴۱)

پکھلا دے، (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔

زمین کی اصلاح اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مضمر ہے:

اللہ ہی نے خشکی و تری میں تمہیں اور بے شمار انواع و اقسام کی مخلوقات کو پیدا کیا ہے، جس نے خشکی و تری میں تمہارے اور تمام مخلوقات کے
لئے رزق کے جملہ وسائل فراہم کیے ہیں اور ایسا انتظام کر دیا کہ رزق کی گردش سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ حصہ پہنچ جائے، وہی ایک وقت مقررہ
پر تمہیں موت سے ہمکنار کرتا ہے، پھر جب چاہے گا تمہارے اعمال کی جزا کے لئے دوبارہ زندہ کرے گا، اللہ کو چھوڑ کر تم جن ہستیوں کی
پرستش کر رہے ہو کیا کسی میں یہ قدرت و طاقت ہے کہ وہ کسی کو پیدا کر سکیں؟ کیا وہ خشکی و تری میں چھوٹی بڑی تمام مخلوقات کو رزق بہم پہنچا سکتے
ہیں؟ کیا موت و زیست ان کے قبضہ قدرت میں ہے؟ کیا وہ کسی کو مرنے کے بعد کسی کو زندہ کر دینے پر قادر ہیں؟ اور تم ایسی ہستیوں کو اللہ
کا شریک ٹھہراتے ہو جو کسی طرح بھی ان امور میں تصرف کی قدرت نہیں رکھتے، جب ان کے قبضہ قدرت میں کچھ نہیں تو تم نے انہیں کس
{ صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبِ طَيِّبٍ ۴۱۰، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنْ الْكَسْبِ
الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَّتِهَا ۲۳۲۲، مسند احمد ۸۳۸۱، مسند البزار ۸۹۸۰، صحیح ابن حبان ۳۳۱۹، السنن الكبرى للبيهقي ۷۷۶

وجہ سے معبود بنایا ہوا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی تمہا خالق، رازق اور موت و زندگی کا مالک ہے، وہی قیامت کے روز اولین و آخرین کو زندہ کرے گا، اس کی مقدس، منزہ معظم اور عزت و جلال والی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو یا اس جیسا ہو یا اس کے برابر ہو یا اس کی اولاد یا ماں باپ ہوں، وہ واحد ہے صمد ہے اس کا کوئی کفو نہیں، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ: کہو، وہ اللہ ہے، یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

انسانوں نے اپنے معاشرے اور آبادیوں میں امن و سکون کو تہ وبالا کر رکھا ہے، وہ ایک دوسرے پر ظلم ڈھا رہے ہیں، اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں کو پامال اور اخلاقی ضابطوں کو توڑ رہے ہیں، انسانوں نے قتل و خونریزی کا بازو گرم کر رکھا ہے، چنانچہ جب انسان نے اللہ کی نافرمانیوں کو اپنا وظیرہ بنالیا تو پھر مکافات عمل کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور تنبیہ آفات ارضی و سماوی کا نزول ہوا،

وَقَالَ زَيْدٌ بْنُ زَيْفِيعٍ: فِي قَوْلِهِ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، انْقِطَاعَ الْمَطَرِ عَنِ الْبَرِّ يُعْقِبُهُ الْقَحْطُ؟ وَعَنِ الْبَحْرِ تَعْمَى دَوَائِيهِ

زید بن زیفیعیؓ کہتے ہیں ”خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے۔“ کا مفہوم یہ ہے خشکی میں بارش نہ ہونے کے نتیجے میں قحط کا پیدا ہونا اور بحر میں بارش نہ ہونے سے وہاں کے جانوروں کا اندھا ہونا۔ ﴿۱۰۲﴾

عَنْ مُجَاهِدٍ: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَالَ: فَسَادُ الْبَرِّ: قَتْلُ ابْنِ آدَمَ، وَفَسَادُ الْبَحْرِ: أَخْذُ السَّفِينَةِ غَضَبًا

اور مجاہدؓ اللہ ”خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے۔ کے بارے میں کہتے ہیں خشکی میں فساد پھیلنے سے مراد انسانوں کا قتل، اور تری میں فساد سے مراد کشتیوں کا غصب کر لینا ہے۔ ﴿۱۰۳﴾

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: مَنْ عَصَى اللَّهَ فِي الْأَرْضِ فَقَدْ أَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ؛ لِأَنَّ صَلَاحَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِالطَّاعَةِ

ابو العالیہؓ کہتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ زمین کو فتنہ و فساد سے بھرتا ہے کیونکہ زمین و آسمان کی درستی اللہ کی طاعت پر موقوف ہے۔ ﴿۱۰۴﴾

شاید کہ آفات الہیہ کو دیکھ کر یہ لوگ حقیقت کو سمجھیں اور اپنے تخیلات کی غلطی کو محسوس کر کے اللہ کی طرف رجوع کر لیں، اس مضمون کو متعدد مقامات پر فرمایا

۱) الاخلاص اتا ۳

۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۹۳۰۹۲

۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۹۳۰۹۲، تفسیر طبری ۲۰/۱۰۷

۴) تفسیر طبری ۱/۲۸۸

... وَبَلَّوْا لَهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اور ہم ان کو اچھے اور برے حالات سے آزمائش میں مبتلا کرتے رہے کہ شاید یہ پلٹ آئیں۔

أَوْ لَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْعَلُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھنے نہیں کہ ہر سال ایک دو مرتبہ یہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں؟ مگر اس پر بھی نہ توبہ کرتے ہیں نہ کوئی سبق لیتے ہیں۔

... وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّنْ دَارِهِمْ... ﴿۴۰﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے خدا کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کر رکھا ہے ان پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی رہتی ہے، یا ان کے گھر کے قریب کہیں نازل ہوتی ہے۔

اس کے برعکس جس معاشرے کا نظام اطاعت الہی پر قائم ہو اور اللہ کی حدیں نافذ ہوں، ظلم کی جگہ عدل کا دور دورہ ہو، وہاں امن و سکون اور اللہ کی طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے،

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَدُّ يُعْمَلُ بِهِ فِي الْأَرْضِ، خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمَطَّرُوا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین میں ایک حد کا قائم ہونا زمین والوں کے حق میں چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے۔ ﴿۴۱﴾

وَالسَّبَبُ فِي هَذَا أَنَّ الْخُدُودَ إِذَا أُقِيمَتْ، انْكَفَّ النَّاسُ - أَوْ أَكْثَرُهُمْ، أَوْ كَثِيرٌ مِنْهُمْ - عَنِ تَعَاطِي الْمُحَرَّمَاتِ، وَإِذَا ازْتَكَبَتِ الْمُعَاصِي كَانَ سَبَبًا فِي مَحَاقِ الْبَرَكَاتِ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

اس کا سبب یہ ہے کہ جب حدود قائم کی جائیں تو بہت سے لوگ محرمات کے ارتکاب سے باز آجاتے ہیں اور جب معاصی اور محرّمات کو ترک کر دیا جائے تو یہ آسمانوں اور زمین سے برکتوں کے حصول کا سبب ہے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رَبِيعٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ: مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاخٌ مِنْهُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاخُ مِنْهُ؟ قَالَ: الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ، وَالشَّجَرُ وَالِدَوَابُّ

اور ابو قتادہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے آرام مل گیا یا اس سے آرام مل گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اسے آرام مل گیا یا اس سے آرام مل

۱ الاعراف ۱۶۸

۲ التوبة ۱۲۶

۳ الرعد ۳۱

۴ سنن نسائی کتاب قطع السارق باب التَّزْيِيبِ فِي إِقَامَةِ الْحُدُودِ ۲۹۰۸، سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب إِقَامَةِ الْحُدُودِ ۲۵۳۸، مس

نجاح ۸۷۳۸، المعجم الصغير للطبرانی ۹۶۲، صحيح ابن حبان ۲۳۹۷، شعب الايمان ۶۹۹۶، مسند ابی يعلى ۶۱۱

گیا کا کیا مطلب ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن بندہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا جاتا ہے اسے آرام مل گیا اور اس سے آرام مل گیا کا مطلب ہے کہ جب ایک بدکار (فاجر) آدمی فوت ہو جاتا ہے تو بندے، ہی اس سے راحت محسوس نہیں کرتے شہر اور درخت اور جانور بھی آرام پاتے ہیں۔^(۱)

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۗ كَانُوا أَكْثَرَهُمْ
مُشْرِكِينَ ﴿۲۷﴾ (الروم ۴۲)

زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا جن میں اکثر لوگ مشرک تھے۔

انے نبی ﷺ ان مشرکین سے کہو اللہ کی زمین میں گھوم کر تباہ شدہ اقوام کے آثار و کھنڈرات کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو، ان تمام قوموں کو جن خرابیوں نے تباہ و برباد کیا ان سب کی بنیاد طاغوت کی بندگی تھا جس میں ڈوب کر وہ نفس کی بندگی کرنے لگے، ان کے رسولوں نے انہیں دعوت حق پہنچائی، اللہ کی وحدانیت اور ربوبیت کے دلائل بیان کیے، ایمان لانے پر خوشخبریاں اور تکذیب کرنے کے عذاب سے ڈراتے رہے، مگر ان تمام اقوام نے دعوت کو پر کاہ برابر اہمیت نہ دی، انہوں نے اس پاکیزہ دعوت کو ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا، اور اپنی طاقت و قوت، ذرائع و اسباب اور اپنے معبودان باطلہ پر بھروسہ کر کے اللہ کی دعوت کی تکذیب کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں سوچنے سمجھنے اور سننے کے لئے مہلت دی، انہیں راہ راست پر لانے کے لئے چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجے تاکہ وہ ان پر سوچ و بچار کریں اور پلٹ آئیں مگر اس ڈھیل پر وہ اور دلیر ہو گئے اور اللہ کے عذاب کا بھی مطالبہ کر دیا، آخر اللہ کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا اور اللہ نے انہیں اس عظیم جرم میں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرف سے مذمت، لعنت اور لگاتار رسوائی ان کا چچھا کرتی رہی، پس ان اقوام کے عبرت ناک انجام سے سبق لو اور پلٹ آؤ، اگر وقت گزر گیا تو پھر سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

فَاقِمِ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ

پس آپ اپنا رخ اس سچے اور سیدھے دین کی طرف ہی رکھیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کا ٹل جانا اللہ تعالیٰ کی

يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿۳۱﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

طرف سے ہے ہی نہیں، اس دن سب متفرق ہو جائیں گے، کفر کرنے والوں پر ان کے کفر کا وبال ہوگا اور نیک کام کرنے

فَلَا نَفْسِهِمْ يَهْدُونَ ﴿۳۲﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۗ

والے اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے جزا دے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہ

{ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب سَكَرَاتِ الْمُؤْتِ ۶۵۱۳، ۶۵۱۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز باب مَا جَاءَ فِي مُسْتَرَجِحٍ وَمُسْتَرَجِحٍ مِنْهُ ۲۲۰۲، سنن نسائی کتاب الجنائز باب اسْتِرَاحَةُ الْمُؤْمِنِ بِالْمُؤْتِ ۱۹۳۳، مسند احمد ۲۲۵۳۶، صحیح ابن حبان ۳۰۰۷، شعب

الایمان ۸۸۴۶، السنن الکبریٰ للنسائی ۲۰۶۸، السنن الکبریٰ للبیہقی ۶۵۴۲، مصنف عبد الرزاق ۶۲۵۳

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ وَ مِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيحَ مُبَشِّرَاتٍ وَ لِيُنْزِلَ عَلَيْكُمْ

کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے، اس کی نشانیوں میں سے خوشخبریاں دینے والی ہواؤں کو چلانا بھی ہے اس لیے کہ تمہیں

مِّن رَّحْمَتِهِ وَ لِيَتَجَرَّيَ الْفُلُكُ بِأَمْرِهِ وَ لِيَتَّبِعُوا مِنْ فَضْلِهِ

اپنی رحمت سے لطف اندوز کرے، اور اس لیے کہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اس لیے کہ اس کے فضل کو تم ڈھونڈو

وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ (الروم ۴۳-۴۶)

اور اس لیے کہ تم شکرگزار بنو۔

اللہ کے پسندیدہ دین پر مستحکم ہو جاؤ:

پس اے نبی ﷺ! قبل اس کے کہ وقت مقررہ پر قیامت برپا ہو جائے جس کو نہ اللہ خود ڈالے گا اور نہ کوئی اور ہستی اس کو ٹال یا روک سکتی ہے، اللہ کے سچے دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ اور نیکیوں سے اپنا دامن بھرو، وہ ایسا سخت دن ہو گا جب لوگ پھٹ کر ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے، ایک گروہ مومنین کا ہو گا اور ایک گروہ مجرمن کا ہو گا، پھر جس نے دعوت حق کی تکذیب اور طاعت کی بندگی کی ہو گی وہ اپنے کفر و شرک کا دردناک وبال خود اٹھائے گا کوئی اور نہیں اور جن لوگوں نے دعوت حق کو قبول کر کے اعمال صالحہ اختیار کیے ہوں گے، وہ بھی کسی اور کے لئے نہیں بلکہ خود اللہ کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل ہونے اور وہاں اعلیٰ منازل حاصل کرنے کے لئے راستہ ہموار کر رہے ہیں تاکہ اللہ ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ کرنے والوں کو اپنے فضل سے ان کی نیکیوں کا اجر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی بڑھا چڑھا کر دے، یقیناً اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا، اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بارش برسائے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے، اور اس لئے بھی کہ ان موافق اور مناسب ہواؤں سے سمندروں اور دریاؤں میں بادبانی کشتیاں چلیں اور تم ان کے ذریعے ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا کر تجارت و کاروبار کرو اور اس کا فضل تلاش کرو اور ان ظاہر و باطنی نعمتوں جن کا کوئی شمار ہی نہیں ہے پر اللہ کی بندگی و اطاعت کرو۔

وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَأَنْتَقِمْنَا مِنَ الَّذِينَ

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی اپنے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان کے پاس دلیل لائے، پھر ہم نے گناہگاروں

أَجْرُمُوا ۚ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا

سے انتقام لیا، ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے، اللہ تعالیٰ ہوا میں چلاتا ہے وہ ابر کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی منشا کے مطابق

فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَ يَجْعَلُهُ كَسْفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۚ

اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر آپ دیکھتے ہیں اس کے اندر سے قطرے نکلتے ہیں

فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۵۸﴾ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ

اور جنہیں اللہ چاہتا ہے ان بندوں پر وہ پانی برساتا ہے تو وہ خوش خوش ہو جاتے ہیں، یقین ماننا کہ بارش ان پر برسنے سے پہلے پہلے

أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ كَمُبْلِسِينَ ﴿۵۹﴾ فَأَنْظِرْ إِلَىٰ آثَرِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ

تو وہ ناامید ہو رہے تھے، پس آپ رحمت الہی کے آثار دیکھیں کہ زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ تعالیٰ اسے زندہ

بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَمَعْنَىٰ الْمَوْتَىٰ ۗ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۶۰﴾ (الروم ۷۴ تا ۵۹)

کر دیتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح اللہ نے آپ کو رسول بنا کر آپ کی قوم کی طرف بھیجا ہے اسی طرح آپ سے پہلے بھی اللہ نے گزشتہ امتوں میں انہی میں سے رسول مبعوث کیے، لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے اللہ نے رسولوں پر اپنا کلام نازل کیا، رسولوں نے اپنی اپنی قوم کو توحید و اخلاص کی دعوت دی اور اپنے موقف کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے کائنات فطرت میں ہر سو پھیلی اللہ وحدہ لا شریک کی نشانیاں دکھائیں، توحید کے صاف، روشن اور واضح دلائل پیش کیے، معجزات سے اپنی صداقت کو ظاہر کیا مگر ان واضح نشانیوں کے باوجود بہت قلیل تعداد میں لوگ ایمان لائے اور ایک کثیر تعداد کائنات میں پھیلی نشانیوں اور معجزات کو دیکھ کر اندھے بن کر توحید سے انکار پر تہمتیں لگائیں، اللہ نے بڑے عذاب سے قبل چھوٹے چھوٹے عذاب بھیج کر انہیں غور و فکر کے لئے مہلت دی مگر انہوں نے اللہ سے سرکشیاں و بغاوت کی روش اپنائے رکھی، بالآخر ان کے اس جرم تکذیب اور ارتکاب معصیت پر اللہ نے انہیں بڑے عذاب کے شکنجے میں کس دیا اور انبیاء کی پیروی کرنے والے اہل ایمان کی مدد کی، اللہ نے اپنے فضل سے اپنے نفس پر یہ لازم کر لیا ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں کی نصرت و تائید کرے گا یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کی تکذیب کرنے والو! اگر تم تکذیب کی روش پر قائم رہے تو تم پر بھی عذاب نازل ہو گا اور ہم تمہارے خلاف محمد ﷺ کو فتح و نصرت سے سرفراز کریں گے، اللہ نے ہواؤں کی گردش کا ایک نظام قائم فرمایا ہے، یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر اللہ رب العالمین ان بادلوں کو اکٹھا کرتا اور گہرا کر کے مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر کے پھیلا دیتا ہے اور اللہ بارش برسانے سے پہلے باران رحمت کی خوشخبری دینے کے لئے بھیننی بھیننی ٹھنڈی خوشگوار ہوائیں بھیجتا ہے پھر اللہ اپنی مشیت سے جہاں چاہتا ہے ان بادلوں سے پانی کے چھوٹے چھوٹے قطرے برساتا ہے اور بارش کے بعد ضرورت مند لذت و سرور محسوس کرتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے یہ بارش نہ ہونے سے مایوس ہو رہے تھے، اور نگاہ عبرت سے دیکھو کہ جس طرح بارش کے نزول سے مردہ، بنجر پڑی ہوئی زمین یکایک زندہ ہو جاتی ہے اور اس میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اور قسم قسم کے خوبصورت نباتات اگتی ہیں، وہ ہستی جو زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندہ کرتی ہے وہی قیامت کے دن مردوں کو بھی ان کی قبروں سے زندہ نکالے گی،

اس مضمون کو ایک مقام پر یوں بیان فرمایا

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ حَتَّىٰ إِذَا أَقْلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ

الْمَاءِ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٤﴾

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سر زمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برساکر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے، دیکھو اس طرح ہم مردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں شاید تم اس مشاہدے سے سبق لو۔

وَ لَيْنٌ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ﴿٥٥﴾

اور اگر ہم باد تندر چلا دیں اور یہ لوگ انہی کھیتوں کو (مرجھائی ہوئی) زرد پڑی ہوئی دیکھ لیں تو پھر اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں،

فَأَنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٦﴾

بیشک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہوں،

وَمَا أَنْتَ بِهَادٍ الْعُمَىٰ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۗ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا

اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی لوگوں کو سنا تے ہیں جو ہماری آیتوں پر

فَهُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٥٧﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ

ایمان رکھتے ہیں پس وہی اطاعت کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا، پھر اس

مِنْ بَعْدٍ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَ شَيْبَةً ۗ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۗ

کمزوری کے بعد توانائی دی پھر اس توانائی کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے،

وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٨﴾ (الروم ۵۱ تا ۵۴)

وہ سب سے پورا واقف اور سب پر پورا قادر ہے۔

اور اگر ہم ان ہی کھیتوں کو جن کو ہم نے بارش کے ذریعے سے شاداب کیا تھا ان پر سخت گرم یا سخت ٹھنڈی ہوا یا آندھیاں بھیج کر ان کی لہلہاتی

کھیتوں کو تباہ و برباد کر دیں تو بارش سے خوش ہونے والے یہی لوگ اللہ کی گزشتہ نعمتوں کو بھول کر اس کی ناشکری کرنے لگیں گے، جیسے فرمایا

أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ﴿٥٩﴾ ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الذُّرْعُونَ ﴿٦٠﴾ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ

تَفَكَّهُونَ ﴿٦١﴾ إِنَّا لَبَغْرُؤُونَ ﴿٦٢﴾ بَلْ نَحْنُ فَحْرٌ وَمُونَ ﴿٦٣﴾

ترجمہ: کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم ہوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اُگاتے ہو یا ان کے اُگلنے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو ان کھیتوں کو بھس بنا کر

رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر تو الٹی جیٹی پڑ گئی بلکہ ہمارے تو نصیب ہی پھوٹے ہوئے ہیں۔ اے نبی ﷺ! جس طرح مردے فہم و شعور سے عاری ہوتے ہیں اور انہیں کوئی آواز نہیں پہنچائی جاسکتی اسی طرح ان لوگوں کے ضمیر بھی مردہ ہو چکے ہیں اس لئے یہ آپ کی دعوت کو سمجھنے اور قبول کرنے سے قاصر ہیں، اور جس طرح بہروں کو کوئی اپنی بات نہیں پہنچا سکتا اسی طرح ان لوگوں نے اپنے دلوں پر قفل چڑھا رکھے ہیں کہ سب کچھ سنتے ہوئے بھی وہ کچھ نہیں سمجھتے اور جب یہ داعی کی شکل دیکھ کر ہی دور بھاگنا شروع کر دیں تو دعوت حق ان کے کانوں میں کس طرح پڑ سکتی ہے اور کیوں کر ان کے دل و دماغ میں سما سکتی ہے، اور تم دل کے اندھوں کو جو راستہ دیکھنا ہی نہ چاہیں ان کی گمراہی سے نکال کر راہ راست نہیں دکھا سکتے ہو البتہ اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے وہ چاہے تو مردوں کو زندوں کی آوازیں سنا سکتا ہے، ہدایت و ضلالت اللہ ہی طرف سے ہے، تم تو صرف انہی لوگوں کو دعوت حق سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے اور سر تسلیم خم کر دیتے ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَى يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: دعوت حق پر لبیک وہی لوگ کہتے ہیں جو سنتے والے ہیں، رہے مردے، تو انہیں تو اللہ بس قبروں ہی سے اٹھائے گا اور پھر وہ (اس کی عدالت میں پیش ہونے کے لیے) واپس لائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وسعت علم، عظمت اقتدار اور کمال حکمت کو بیان فرمایا کہ اللہ ہی تو ہے جس نے پانی کے ایک بے حیثیت قطرے سے یا عالم طفولیت سے تمہاری پیدائش کی ابتدا کی پھر اس کے بعد تدریج تمہیں بھر پور جوانی کی قوت و طاقت بخشی دی یعنی تو اے عقلی و جسمانی کی تکمیل کر دی پھر اس جوانی کے بعد تدریج تکمالتیں، قوتیں اور صلاحیتیں گھٹا کر تمہیں کمزور اور پھر بوڑھا کر دیا کہ دیکھنا، سنا، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو گیا، اللہ اپنی حکمت و مشیت سے جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جانے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۗ

اور جس دن قیامت برپا ہو جائے گی گناہ گار لوگ قسمیں کھائیں گے کہ (دنیا میں) ایک گھڑی کے سوا نہیں ٹھہرے،

كَذَلِكَ كَانُوا يُوفَكُونَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ

اسی طرح بہکے ہوئے ہی رہے اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا وہ جواب دیں گے کہ تم تو جیسا کہ

فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ ۚ وَلَكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾

کتاب اللہ میں ہے یوم قیامت تک ٹھہرے رہے، آج کا یہ دن قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم تو یقین ہی نہیں مانتے تھے،

فِيَوْمِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۳۴﴾ (الروم ۵۵ تا ۵۷)

پس اس دن ظالموں کو ان کا عذر بہانہ کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان سے توبہ اور عمل طلب کیا جائے گا۔

دنیا میں واپسی ناممکن ہوگی؛ اور جب ایک وقت مقررہ پر اللہ کے حکم سے قیامت قائم ہوگی اور تمام اولین و آخرین کو زمین کے گوشے گوشے سے ان کی قبروں سے زندہ کر کے میدانِ محشر میں جمع کیا جائے گا اس دن آخرت کے شدید اور ہولناک احوال دیکھ کر مجرمین کی دنیاوی زندگی کے عیش و آرام اور ساری آسائشیں خواب ہو کر رہ جائیں گی اور وہ چھوٹی قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ وہ دنیا میں یا قبر میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے تھے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ دنیا کے اندر بھی ہمیشہ حقائق سے صرف نظر کر کے ایسے غلط اندازے لگاتے تھے، وہاں بھی یہ حقیقت کے ادراک سے محروم تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ کوئی قیامت قائم نہیں ہونی، حیات بعد از موت ایک دھوکا ہے، مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں جس میں اللہ کے سامنے پیش ہو کر اعمال کا حساب دینا ہے، کوئی جزا و سزا نہیں، کوئی جنت و دوزخ نہیں، مگر اہل علم و ایمان جنہیں حقیقت کا شعور تھا جن کا ایمان تھا کہ ایک روز اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اعمال کا حساب دینا ہے، اور وہ ان لوگوں کو دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے ان لوگوں سے کہیں گے اللہ کی قضا و قدر کے مطابق جو اس نے اپنے حکم میں تمہارے لئے مقرر کر دی تھی تمہیں اس قدر عمر دی گئی تھی کہ جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر سکتا تھا، تدبیر کرنے والا اس میں تدبیر کر سکتا تھا اور عبرت پکڑنے والا اس میں عبرت پکڑ سکتا تھا مگر تم نے کچھ بھی غور و تدبیر نہ کیا حتیٰ کہ قیامت آگئی اور تم اس حال کو پہنچ گئے، یہ وہی روزِ محشر ہے جس کے بارے میں بار بار تمہیں تنبیہ کی جاتی تھی مگر تم اس کا انکار کرتے، اس کا مذاق اڑایا کرتے اور اس کا مطالبہ کرتے تھے، اس دن گناہ گاروں کی کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی یعنی اگر وہ جھوٹ بولتے ہوئے یہ سمجھیں کہ ان پر رحمت قائم نہیں ہوئی یا ایمان لانا ان کے بس میں نہ تھا تو اہل علم و ایمان کی گواہی بلکہ خود ان کی اپنی کھالوں، ان کے ہاتھوں اور پاؤں کی گواہی سے ان کو جھٹلایا جائے گا، جیسے فرمایا

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءَهُمْ شَاهِدٌ عَلَيْهِمْ سَمِعَهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

اگر معذرت کی اجازت چاہیں کہ ان کو اب دنیا میں واپس لوٹا دیا جائے تاکہ وہاں توبہ و اطاعت کے ذریعے سے عتاب الہی کازالہ کر لیں کیونکہ توبہ، ایمان اور عمل صالح کی طرف رجوع کرنے کے سارے مواقع وہ کھوپکے ہوں گے، اس لئے انہیں دنیا میں بھیج کر یہ موقع نہیں دیا جائے گا، جیسے فرمایا

... وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا لَهُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اور اگر رجوع کا موقع چاہیں گے تو کوئی موقع انہیں نہ دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ زیر عتاب رہیں گے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۗ وَ لَكِنَّ جِنَّتَهُمْ بِأَيْدِي

بیشک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے سامنے کل مثالیں بیان کر دی ہیں، آپ ان کے پاس کوئی بھی نشانی لائیں

لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطُونَ ﴿۹۷﴾ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ

یہ کافر تو یہی کہیں گے تم (بہودہ گو) بالکل جھوٹے ہو، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے یوں ہی

الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۹۸﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ

مہر لگا دیتا ہے، پس آپ صبر کریں یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، آپ کو وہ لوگ ہلکا (بے صبرا) نہ کریں

الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ ﴿۹۹﴾ (الروم ۵۸ تا ۶۰)

جو یقین نہیں رکھتے۔

ہم نے اپنی عنایت اور لطف و کرم سے حقائق کو واضح کرنے کے لئے اس قرآن میں اللہ کی توحید اور رسولوں کی صداقت اور اسی طرح شرک کی تردید کے بے شمار دلائل مختلف انداز سے لوگوں کو سمجھایا ہے مگر اے نبی ﷺ! تم خواہ کوئی دلائل دکھاؤ اور ان کی خواہش کے مطابق کوئی معجزہ لے آؤ جن لوگوں نے اپنے کفر و طغیان، ضد و ہٹ دھرمی اور تعصبات کی بنا پر دعوت حق پر ایمان لانے سے انکار کر دیا ہے وہ بڑی سے بڑی نشانی اور واضح سے واضح دلائل کو دیکھ کر بھی یہی کہیں گے کہ ہم راہ راست پر ہیں اور تم جو کچھ بیان کر رہے ہو وہ باطل ہے یعنی وہ حق کو باطل اور باطل کو حق ہی کہیں گے، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۹۷﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۹۸﴾^۱
ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آ جائے وہ کبھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

اللہ بے علم لوگوں کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیتا ہے پھر ان کے دلوں میں کوئی بھلائی داخل نہیں ہو سکتی، جیسے فرمایا

... كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ﴿۱۰۱﴾^۲

ترجمہ: دیکھو اس طرح ہم منکرین حق کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔

... كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۱۰۲﴾^۳

ترجمہ: اسی طرح اللہ ہر متکبر و جبار کے دل پر ٹھپہ لگا دیتا ہے۔

پس اے نبی ﷺ! جاہلوں کا بغض و عناد، ان کی تکذیب و تضحیک، ان کی ہٹ دھرمی اور دل آزار باتوں پر صبر اور درگزر کریں اور اپنی دعوت الی اللہ اور جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں اور اس سے سرمو انحراف نہ کریں، اللہ نے آپ سے مدد کا جو وعدہ کیا ہے وہ یقیناً حق ہے جو بہر صورت پورا ہو گا، اللہ ایک دن تمہیں ان پر غالب کرے گا، تمہاری امداد فرمائے گا اور مجرمین سے ضرور انتقام لے گا۔

۱ یونس ۹۷، ۹۸

۲ الاعراف ۱۰۱

۳ المؤمن ۳۵

مضامین سورہ النجم:

اس سورہ میں کفار مکہ کو ان کے غلط رویوں اور طریقوں پر متنبہ کیا گیا ہے، کلام کے آغاز میں ستارے کے وقت غروب کی قسم کھا کر کہا گیا کہ محمد ﷺ بیکے یا بھٹکے ہوئے نہیں اور نہ ہی یہ عظیم الشان کلام وہ خود گھڑ کر پیش کر رہے ہیں، بلکہ یہ سارا کلام وحی الہی ہے جس میں حقائق کا بیان ہے، معراج میں نبی ﷺ نے اللہ کی قدرت و بادشاہت کے عجائب و غرائب کا چشم خود مشاہدہ کیا اور جو فرشتہ وحی لے کر آتا ہے اس کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس کے بعد ان مضامین کی طرف اشارہ ہے۔

○ لات، منات، اور عزی جن کو تم اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر اپنا معبود سمجھتے ہو یہ سب غلط مفروضے ہیں اور حقیقت کا ان سے قطعاً کوئی تعلق نہیں، تم ان کی عبادت و پرستش اس لئے کرتے ہو کہ یہ اللہ کے ہاں تمہاری شفاعت کریں گے تو یاد رکھو کہ مقرب فرشتے ہوں یا انبیاء و رسل، نیک آدمی ہوں یا کوئی اور مخلوق اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی نہیں منوا سکتے، شفاعت کا حق جس کو ملے گا وہی اللہ کے ہاں کلام کر سکے گا اور جس کے حق میں شفاعت کی اجازت ملے گی اسی کے حق میں شفاعت قبول بھی کی جائے گی، تم نے اپنے ہی اوہام و خیالات کو عقیدے کا درجہ دے دیا ہے جس کا انجام انتہائی ہولناک اور بھیانک ہو گا۔

○ اس کائنات کا مالک و مختار اور نظام کائنات چلانے کے لئے تدبیریں کرنے والا اللہ وحدہ لا شریک ہے اس بارے میں نہ کوئی اس کا مشیر ہے اور نہ ہی کسی فرد کو اللہ تعالیٰ نے مجاز بنایا ہے، اللہ تعالیٰ کائنات کے ذرے ذرے اور ان کے حقائق سے آگاہ ہے، وہ تمہارے اعمال اور حرکات و سکنات کو دیکھ رہا ہے اگر تم برائی کے بعد توبہ کر لو تو تمہاری بخشش پر قادر ہے اور اگر تم اپنے گناہوں پر اصرار کرتے رہے اور زبان سے پاکد امنی اور پاکیزگی کے دعوے دار بنے رہے تو قیامت کے روز تمہاری دو عملی تمہارے کسی بھی کام نہ آئے گی۔

○ قرآن مجید انہی نظریات و عقائد کا ذکر کرتا ہے جو اس سے قبل ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے دنیا والوں کو بتائے ہیں، محمد ﷺ کوئی نیا اور نرالادین لے کر نہیں آئے کہ تم حیرت و استعجاب میں ڈوبے چلے جاتے ہو، پہلی نافرمان قوموں عاد، ثمود، قوم نوح اور قوم لوط کی تباہی و ہلاکت بھی اسی غرور و تکبر اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہوئی تھی جس کے آج تم شکار ہو چکے ہو، ان اقوام کی تباہی اتفاقی حادثہ نہ تھا، اور اس حقیقت کو یاد رکھو کہ فیصلہ کا وقت آپہنچا ہے اب یہ کسی کے ٹالے نہ ٹال سکے گا یہی خبر تم تک پہنچانے کے لئے محمد ﷺ کو شش کر رہے ہیں، آج یہ باتیں تمہیں مذاق لگتی ہیں، تم ان باتوں کو سننے کے بجائے شور شرابا کرتے ہو، اس غلط روش سے باز آ جاؤ اور اپنے حقیقی معبود کے سامنے جھک جاؤ، اسی کی عبادت کرو، اسی کے احکام پر عمل کرو، ان الفاظ پر جب سورہ مکمل ہوئی تو آپ ﷺ نے اس آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد سجدہ کیا تو یہ کفار بھی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور سجدہ ریز ہو گئے، یہ وہ لوگ تھے جن کے سر اور گردنیں پتھر کے بتوں کے سامنے توجھ سکتی تھیں لیکن اللہ وحدہ لا شریک ان کے دل و دماغ میں نہیں آتا تھا، بہر حال اس سورت کی آیت سجدہ سن کر وہ بے اختیار سجدے میں گر گئے اور یہ بھی قرآن کا اعجاز تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝۲ وَمَا يَنْطِقُ

قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے کہ تمہارے ساتھی نے نہ راہ گم کی ہے اور نہ ٹیڑھی راہ پر ہے اور نہ وہ اپنی خواہش سے

عَنِ الْهَوَىٰ ۝۳ إِنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝۴ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝۵ (انجم ۵ تا ۹)

کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے، اسے پوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے۔

قسم ہے تارے کی جب کہ وہ رات کے اختتام پر فجر کے وقت غروب ہوا، جیسے فرمایا:

فَلَا أَقْسِمُ بِمَوْجِعِ النُّجُومِ ۝۴ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوَتَّعَلَمُونَ عَظِيمٌ ۝۵ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝۶

ترجمہ: پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے مواقع کی، اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کہ یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے۔

فَلَا أَقْسِمُ بِاللُّحْنِ ۝۷ الْجَوَارِ الْكُنَيسِ ۝۸ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝۹ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۰

ترجمہ: پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں پلٹنے والے اور چھپ جانے والے تاروں کی، اور رات کی جبکہ وہ رخصت ہوئی اور صبح کی جبکہ اس نے

سانس لی۔

قَالَ الشَّعْبِيُّ وَغَيْرُهُ: الْخَالِقُ يُقْسِمُ بِمَا شَاءَ مِنْ خَلْقِهِ، وَالْمَخْلُوقُ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُقْسِمَ إِلَّا بِالْخَالِقِ

امام شعبیؒ اور دیگر کئی اہل علم نے کہا ہے کہ خالق اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم کھا سکتا ہے مگر مخلوق کو خالق کے سوا اور کسی کی قسم

نہیں کھانی چاہیے۔

اور جو اب قسم میں فرمایا اے اہل قریش! تمہارا رفیق محمد رسول اللہ ﷺ نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے بلکہ وہ ایک نہایت سلیم الطبع اور دانا و فرزانہ

آدمی ہے، وہ اپنی خواہش نفس اور ذاتی غرض سے کچھ گفتگو نہیں کرتا بلکہ دعوت توحید، حیات بعد الموت، آخرت، حشر نشر اور اعمال کی جزا کی

جو خبریں اللہ تعالیٰ اس پر بذریعہ وحی نازل فرماتا ہے وہ اسے پوری امانت و دیانت کے ساتھ تمہیں پہنچا دیتا ہے، اور سنت بھی رسول اللہ کی طرف

بھیجی ہوئی وحی ہے، جیسے فرمایا

... وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ... ۝۱۳

ترجمہ: اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے۔

۱ الواقعة ۷۵ تا ۷۷

۲ التکویر ۱۵ تا ۱۸

۳ شرح صحیح البخاری لابن بطال ۶۹۷

۴ النساء ۱۱۳

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ: إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہم سے مزاح اور خوش طبعی کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سچ بات کے سوا کوئی بات نہیں کرتا۔^(۱)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ لَيْسَ بِنَبِيٍّ مِثْلَ الْحَيِّينِ،
أَوْ مِثْلَ أَحَدِ الْحَيِّينِ،: رِبِيعَةَ وَمُضَرَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوْ مَا رِبِيعَةُ مِنْ مُضَرَ؟ قَالَ: إِنَّمَا أَقُولُ مَا أَقُولُ
ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ایک شخص کی شفاعت کے ساتھ جو نبی نہیں ہو گا ریبیعہ و مضر جیسے
دو قبیلوں یا ان میں سے ایک قبیلے کے برابر لوگ جنت میں ضرور داخل ہوں گے، ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ریبیعہ
کا تعلق بھی قبیلہ مضر ہی سے نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں جو کچھ کہتا ہوں وہ وحی الہی کی روشنی میں کہتا ہوں۔^(۲)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَهَمَّ شَيْئِي
فُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْعَصَبِ، وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ
عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَوْمَأَ بِأَصْبَعِهِ إِلَى فِيهِ، فَقَالَ: أَكْتُبُ فَوَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ

اسی طرح عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا وہ سب لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے حفظ
کر لوں، (بعض) قریشیوں نے مجھے منع کیا اور انہوں نے کہا تو ہر بات جو سنتا ہے لکھ لیتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں، غصے
اور خوشی (دونوں حالتوں) میں گفتگو کرتے ہیں تو میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، آپ ﷺ نے اپنے
دہن مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا فرمایا لکھ لیا کرو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس سے سوائے
حق کے اور کچھ نکلتا ہی نہیں ہے۔^(۳)

محمد رسول اللہ ﷺ کو کوئی انسان سکھانے والا نہیں ہے بلکہ اسے اللہ کی طرف سے مقرر زبردست ظاہری اور باطنی قوت والے اور مکرم
فرشتہ جبرائیل علیہ السلام نے تعلیم دی ہے، جیسے فرمایا

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾

(۱) جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی المزاح ۱۹۹، مسند احمد ۸۷۳، السنن الكبرى للبيهقي ۲۱۷۳، شرح السنة
للبيهقي ۳۶۰۲

(۲) مسند احمد ۲۲۲۱۵

(۳) سنن ابوداود كتاب العلم باب في كتاب العلم ۳۶۳۶، مسند احمد ۶۵۱۰، سنن الدارمی ۵۰۱، مستدرک حاکم ۳۵۹، مصنف ابن ابی

شيبه ۲۶۳۲۸

(۴) التکویر ۲۱۳۱۹

ترجمہ: یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغام بر کا قول ہے جو بڑی توانائی رکھتا ہے، عرش والے کے ہاں بلند مرتبہ ہے، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے وہ بالاعتماد ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرًا لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۹۵﴾ ﴿۹۶﴾^{۱۱}

ترجمہ: ان سے کہو کہ جو کوئی جبریل سے عداوت رکھتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبریل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔

ذُو مِرَّةٍ ۙ فَاسْتَوَىٰ ۙ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۙ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۙ فَكَانَ

جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا، پھر نزدیک ہو اور اتر آیا پس وہ دو کمانوں کے

قَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۙ فَأَوْخَىٰ إِلَىٰ عَٰبِدِهِ مَآ أَوْخَىٰ ۙ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

بقدر فاصلہ پر رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم، پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی، دل نے جھوٹ نہیں کہا

مَا رَأَىٰ ۙ أَفْتُنُّوْنَهُ عَلٰی مَا يَرَىٰ ۙ ﴿۱۰۱﴾ (النجم: ۱۳۶-۱۳۷)

(پیغمبر نے) دیکھا، کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں۔

وہ قوت، خلق، ظاہری و باطنی جمال کا حامل ہے، پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان کے مشرقی کنارے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اصلی شکل میں نمودار ہوئے اور سیدھے کھڑے ہو گئے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ رَأَاهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿۱۰۱﴾ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ: اس نے اس پیغامبر کو روشن افق پر دیکھا ہے۔

پھر وہ آسمان دنیا کے نیچے افق اعلیٰ سے زمین کی طرف اترتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور آپ کے اوپر فضا میں معلق ہو گئے پھر وہ آپ کی طرف جھکے اور اس قدر قریب ہو گئے کہ فاصلہ دو کمانوں یا دو ہاتھوں کے برابر یا اس سے کچھ کم رہ گیا تب اس نے اللہ کے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی پہنچائی جو وحی بھی اسے پہنچانی تھی، بعض کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا اس سلسلہ میں امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: فِي حَدِيثِ شَرِيكَ زِيَادَةَ تَفَرَّدَ بِهَا، عَلَىٰ مَذْهَبٍ مِّنْ زَعْمٍ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَىٰ رَبَّهُ، يَعْنِي قَوْلَهُ: ثُمَّ دَنَا الْجِبَارُ رَبَّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّىٰ، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ، قَالَ: وَهَوَّلَ عَائِشَةُ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فِي

حَلَلَهُمْ هَذِهِ الْآيَاتِ عَلَى رُؤْيَيْهِ جَبْرِيلَ أَصْحَحَ وَهَذَا الَّذِي قَالَهُ النَّبِيُّ هُوَ الْحَقُّ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ، وَلَا يُعْرَفُ لَهُمْ مُخَالَفٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ بِهَذَا

حافظ ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے جملے کو جس میں ہے کہ ” پھر اللہ تعالیٰ قریب ہو اور اتر آجائے بقدر دو کمان کے ہو گیا بلکہ اور نزدیک۔ “ شریک نامی راوی کی زیادتی بتاتے ہیں جس میں وہ منفرد ہیں، اس لیے بعض حضرات نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات اللہ رب العزت کو دیکھا، لیکن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان آیتوں کو اس پر محمول کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا یہی زیادہ صحیح ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان بالکل حق ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی اس آیت کی اس تفسیر میں ان کا مخالف نہیں ہے۔^(۱)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ ابُو ذَرٍّ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔^(۲)

ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جَبْرِيلَ وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا ان کے چھ سو بازو تھے۔^(۳)

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: {وَلَقَدْ رَأَوْا نَزْلَةَ أُخْرَى}، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”رَأَيْتُ جَبْرِيلَ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، عَلَيْهِ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ، يُنْتَبِزُ مِنْ رَيْشِهِ التَّهَاقُوتُ: الذُّرُّ وَالْيَاقُوتُ“ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔“ کی تفسیر میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ان کے چھ سو پر تھے اور ان کے پروں سے موتیوں اور یاقوت کے ٹکڑے گر رہے تھے۔^(۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نے جو کچھ دیکھا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مقدس نے نظر کا دھوکا دیا وہمہ قرار نہیں دیا، جو وحی کی گئی تھی اسے سن کر شکوک و شبہات کا شکار نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم قدرت کو تسلیم کیا، اب کیا تم اس حقیقت پر اس سے جھگڑتے ہو، اعتراض کرتے ہو جسے وہ باحوش و حواس دن دہاڑے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ۷/۵

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ علیہ السلام: نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ، وَفِي قَوْلِهِ: رَأَيْتُ نُورًا ۳۳۱

(۳) جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب وَمَنْ سُوْرَةَ وَالنَّجْمِ ۳۲۷، صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النجم باب فَكَانَ

قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۳۸۵۶، صحیح مسلم کتاب الایمان باب مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَأَوْا نَزْلَةَ أُخْرَى ۷۷، مسند

احمد ۳۷۸۰، صحیح ابن حبان ۶۲۷، شرح السنۃ للبخاری ۳۷۵۷

(۴) النجم: ۱۳

(۵) مسند احمد ۳۹۱۵

وَ لَقَدْ رَأَاهُ نَزَلَةً أُخْرَى ۝۱۲ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۝۱۳ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى ۝۱۴
اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا سدرة المنتہی کے پاس، اسی کے پاس جنتہ الماویٰ ہے،

إِذْ يُغَشَّى السِّدْرَةَ مَا مَإْيَغَشَّى ۝۱۵ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ۝۱۶
جب کہ سدرة کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی، نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی،

لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۝۱۷ (النجم ۱۸ تا ۱۳)

یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔

اور ایک مرتبہ پھر رسول اللہ ﷺ نے معراج کے موقع پر جبرائیل علیہ السلام کو چھپے یا ساتویں آسمان کے انتہائی سرے پر واقع پیری کے درخت کے پاس ان کی اصل شکل میں اپنی طرف اترتے دیکھا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، انْتَهَى بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، إِلَيْنَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيَقْبَضُ مِنْهَا، وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيَقْبَضُ مِنْهَا، قَالَ: {إِذْ يُغَشَّى} ۝۱۵ السِّدْرَةَ مَا مَإْيَغَشَّى، قَالَ: فَرَأَشُ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: " فَأَعْطِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا:

أَعْطِي الصَّلَوَاتِ الْخُمْسَ، وَأَعْطِي خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا، الْمُفْجَمَاتُ
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہو تو آپ ﷺ چھپے آسمان پر سدرة المنتہی تک پہنچے جو کہ چھپے آسمان میں واقع ہے، زمین سے جو چیز اوپر کی طرف عروج کرتی ہے اس کے پاس آ کر رک جاتی ہے اور پھر لے لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی وغیرہ نازل ہوتی ہے وہ بھی یہاں آ کر ٹھہر جاتی ہے پھر لے لیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سدرة پر جو چھارہا تھا سو چھارہا تھا۔"
عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سونے کے پتنگے (یعنی پیری کا وہ درخت جس کے گرد سونے کے پروانے منڈلا رہے تھے، فرشتوں کا عکس اس پر پڑ رہا تھا جو رب کی تجلیات کا مظہر تھا، یہ ایسا دلکش منظر تھا جس کی شان اور کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی) پھر رسول اللہ ﷺ کو وہاں پر تین چیزوں سے نوازا گیا پانچ وقتہ نمازیں، سورہ البقرہ کی آخری آیات اور اس مسلمان کی مغفرت کا وعدہ جو شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوگا۔ ۝۱۶
اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ دیکھ کر آپ ﷺ کی نگاہیں اپنے مقصود سے ہٹ کر دائیں بائیں ہوئیں اور نہ حد سے بلند اور متجاوز ہوئیں اور اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں جنت و جہنم وغیرہ کا مشاہدہ کیا، جیسے فرمایا

﴿النجم: ۱۶﴾

صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی ذکر سدرۃ المنتہی ۴۳۱، جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ والنجم ۳۲۷، سنن نسائی کتاب الصلوۃ باب فزض الصلوة ۴۵۲، مسند ابن ابی شیبہ ۲۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۱۶۷، مسند احمد ۳۶۶، السنن الکبریٰ للنسائی ۳۱، مسند ابی یعلیٰ ۵۳۰۳، شرح السنۃ للبعوی ۳۷۵۶

ترجمہ: تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ۝۱۹ وَ مَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ۝۲۰ أَلَكُمُ الذَّكْرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ۝۲۱

کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا اور منات تیسرے پچھلے کو، کیا تمہارے لیے لڑکے اور اللہ کے لیے لڑکیاں ہیں؟

تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ۝۲۲ إِنَّ هِيَ إِلَّا أَسْبَاءٌ سَوِيَّتُوهَا أَنْتُمْ وَ آبَاؤُكُمْ

یہ تو اب بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے، دراصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ان کے لیے رکھ لیے ہیں

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۚ

اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری، یہ لوگ صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

وَ لَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ رَبِّهِمْ الْهُدَىٰ ۝۲۳ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمْتَلَىٰ ۝۲۴

اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے، کیا ہر شخص جو آرزو کرے اسے میسر ہے؟

فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ۝۲۵ (انجم ۱۹ تا ۲۵)

اللہ ہی کے ساتھ ہے یہ جہان اور وہ جہان۔

کفار مکہ کا اہل ایمان پر ظلم و ستم جاری تھا، چند لوگ ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کے چنگل سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو چکے تھے، اب یہ لوگ چونکنا تھے کہ کوئی اور مسلمان خاندان مکہ سے ہجرت نہ کر سکے تاکہ کوئی اور خبر باہر نہ جاسکے، جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم نازل فرمائی، جس میں اہل مکہ کو سمجھایا گیا کہ تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ اس عظیم الشان کائنات کو اور تمہیں اللہ وحدہ لا شریک نے پیدا کیا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار اکیلے اللہ ہی کا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ اس کائنات کا منتظم اللہ رب العزت ہی ہے جو ہر جاندار کو اپنی رحمت سے رزق دیتا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ اللہ ہی نے چاند و سورج کو تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے، جس سے مردہ زمین زندہ ہو کر سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے، جیسے فرمایا

... وَ تَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَاذًا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَّتْ وَ أَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝۲۶

ترجمہ: اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ یکا یک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگنی شروع کر دی۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ... ﴿۳۹﴾^۱

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین سونی پڑی ہوئی ہے، پھر جو نبی کہ ہم نے اس پر پانی برسایا ایک وہ جھبک اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے۔

اسی طرح جب تم سمندر میں کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کر رہے ہوتے ہو اور ناگہانی مصیبت میں گھر جاتے ہو تو اپنے معبودوں کو بھول کر خالص اللہ کو مدد کے لیے پکارتے ہو، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرَينَ بِهِمْ يَرْجِئُ كَظِيمَةً وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۳۷﴾^۲

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر بادِ موائف پر فرحان و شادان سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر ایک ایک بادِ مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ گھر گئے، اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے۔ یہ تو ہے معبودِ حقیقی، جس کی قدرتوں کو تم تسلیم کرتے ہو اب ذرا اپنی دیویوں کے بارے میں بتاؤ تم نے کبھی لات، عزی اور تیسری دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا ہے؟ کیا انہوں نے بھی کچھ تخلیق کیا ہے؟ کیا وہ بارش برس سکتے ہیں؟ کیا وہ تمہیں، تمہارے موبیشیوں اور دوسری مخلوقات کو رزق دے سکتے ہیں؟ کیا وہ مشکلات میں تمہاری داد رسی کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، حقیقت یہ ہے کہ جس دین کی تم پیروی کر رہے ہو اس کی بنیاد محض ظن و گمان اور من مانے مفروضات پر قائم ہے، تمہارے گمراہ آباؤ اجداد نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد اور شرک کی جسارت کرتے ہوئے لات کو الہ سے مشتق کر کے موسوم کیا جو عبادت کا مستحق ہے، عزیز سے عزی اور منان سے منات کو مشتق کیا اور اس زعم باطل میں مبتلا ہو گئے کہ یہ نام ان اوصاف سے مشتق ہیں جن سے یہ منصف ہیں، اس طرح تمہارے آباؤ اجداد نے خود کو اور اپنے بعد آنے والے دیگر گمراہ لوگوں کو فریب اور گمراہی میں مبتلا کر دیا ہے، ان دیویوں کو تم نے اللہ رب العالمین کی بیٹیاں قرار دے لیا اور اس عقیدہ کو گھڑتے وقت تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ لڑکیوں کی پیدائش پر تمہارے منہ سیاہ پڑ جاتے ہیں اور تم لڑکیوں کی بجائے اولادِ نرینہ کے خواہش مند ہو، جیسے فرمایا

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۳۸﴾^۳

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلنس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔

۱ حم السجدة ۳۹

۲ یونس ۲۲

۳ النحل ۵۸

وَإِذَا بُدِّئَ أَحَدُهُمْ بِمَا صَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: اور حال یہ ہے کہ جس اولاد کو یہ لوگ اس خدائے رحمان کی طرف منسوب کرتے ہیں اس کی ولادت کا مژدہ جب خود ان میں سے کسی کو دیا جاتا ہے تو اس کے منہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ جو تمام مخلوقات کا خالق ہے کے لیے بزم خود بیخودیاں تجویز کرتے ہو یہ تو پھر بڑی بھونڈی اور ظالمانہ تقسیم ہوئی! دراصل تمہاری یہ دیوایاں دوسرے دیوتا کچھ بھی نہیں ہیں، یہ نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، یہ تو معانی سے خالی بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے جاہل اور گمراہ آباؤ اجداد نے رکھ لیے ہیں، اور ان سے من مانی قدرتیں منسوب کر دی ہیں حالانکہ الوہیت و ربوبیت اور رزاقیت میں برائے نام بھی ان کا کوئی حصہ نہیں ہے، جن معبودوں کا یہ حال ہو وہ عبادت کا ذرہ بھرا استحقاق نہیں رکھتے، حقیقت یہ ہے کہ لوگ محض ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشات نفس کے مرید بنے ہوئے ہیں، حالانکہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس واضح ہدایت آچکی ہے جو توحید و نبوت اور ان تمام امور میں ان کی رہنمائی کرتی ہے جن کے بندے محتاج ہیں، کیا انسان جو کچھ چاہے اس کے لئے وہی حق ہے؟ یعنی جس کو چاہے اپنا معبود بنا لے؟ یا انسان جس چیز کی آرزو کرتا ہے وہ اسے ضرور ملتی ہے؟ جیسے فرمایا

لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا اور اللہ کے مقابلہ میں اپنے لیے کوئی حامی و مددگار نہ پاسکے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَمَتَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَنْظُرْ مَا يَتَمَتَّى، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْ أَمْنِيَّتِهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی تمنا کرے تو اسے چاہیے کہ وہ دیکھے کہ وہ کیا تمنا کر رہا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی خواہش و تمنا میں سے کیا لکھا جائے گا۔ ﴿۳۱﴾

دنیا اور آخرت کا مالک اور متصرف تو اللہ ہی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اپنی مشیت سے بے بہا عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے، لہذا امر الہی ان کی آرزوؤں کے تابع ہے نہ ان کی خواہشات کے موافق۔

وَ كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ

اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی

﴿ الزخرف ۷۱ ﴾

﴿ النساء ۱۲۳ ﴾

﴿ مسند احمد ۸۶۸۹ ﴾

لَبِنٌ يُّشَاءُ وَ يَرْضَى ۝۱۳۰ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيْسُونَ الْمَلَائِكَةَ

اور اپنی چاہت سے جس کے لیے چاہے اجازت دے دے، بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کا زنا نہ

تَسْبِيَةَ الْإِنثَى ۝۱۳۱ وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنَّ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ إِنَّ الظَّنَّ

نام مقرر کرتے ہیں حالانکہ انہیں اس کا علم نہیں وہ صرف اپنے گمان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بیشک وہم (گمان)

لَا يُعْنَى مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝۱۳۲ (الجم ۲۶-۲۸)

حق کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں دیتا۔

جو لوگ معبود حقیقی کو چھوڑ کر فرشتوں اور دیگر ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں انہوں نے اپنے نزدیک یہ فرض کر لیا ہے کہ ان کے یہ دیوی دیوتا اللہ تعالیٰ سے ان کے کام بنا سکتے ہیں اور قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں ان کی شفاعت کریں گے، حالانکہ جب تک اللہ نہ چاہے تمام مقرب و مکرم ملائکہ مل کر بھی اللہ تعالیٰ سے اپنی کوئی بات نہیں منوا سکتے۔ --- مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ --- ۝۱۳۱ ﴿۱۳۱﴾

ترجمہ: کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔

تو پتھر سے تراشی ہوئی میورتیاں اور تھان اور مدفون بزرگ جن سے یہ امید لگائے ہوئے ہیں انہیں کیا نفع پہنچائیں گی جن سے یہ آس لگائے بیٹھے ہیں، جو لوگ دعوت حق پر ایمان نہیں لاتے اور حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا و سزا کو جھٹلاتے ہیں وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کے زنا نہ نام رکھنے کی جسارت کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ إِنَاثًا أَشْهَدُوا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ۝۱۳۲ ﴿۱۳۲﴾

ترجمہ: انہوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمان کے خاص بندے ہیں عورتیں قرار دے لیا، کیا ان کے جسم کی ساخت انہوں نے دیکھی ہے؟ ان کی گواہی لکھی جائے گی اور انہیں اس کی جو ابد ہی کرنی ہوگی۔

حالانکہ اس طرح کے عقائد جو ان لوگوں نے اختیار کر رکھے ہیں ان میں سے کوئی عقیدہ بھی کسی علم اور دلیل پر مبنی نہیں ہے بلکہ ظن و گمان فاسد، جہالت، خواہشات نفسی پر مبنی مشرکانہ عقائد اور خواہشات نفس کے موافق بدعات ان کے نظریات کی دلیل ہیں جن کی خاطر بعض اوبام کو حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحْسَسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَمَاسِدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے مت پڑو، کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاد پر بھاد نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کے

پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔^①

حالانکہ دین وہی صحیح ہے جو حقیقت کے مطابق ہو اور حقیقت لوگوں کی خواہشات کے تابع نہیں ہو کرتی کہ جسے وہ حقیقت سمجھ بیٹھیں وہی حقیقت ہو جائے، اس سے مطابقت کے لئے قیاس و گمان کام نہیں دیتا بلکہ اس کے لئے علم درکار ہے، اور وہ علم جب کامل، واضح اور مضبوط ترین دلائل و براہین کے ساتھ ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو یہ اس سے منہ موڑتے ہیں اور انہیں اس شخص کو گمراہ ٹھہراتے ہیں جو انہیں صحیح بات بتا رہا ہے، اس گمراہی میں ان کے بنتلا ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں آخرت اور اللہ کی بارگاہ میں حساب کتاب کی کوئی فکر نہیں بس دنیا ہی ان کی مطلوب و مقصود بنی ہوئی ہے، ان کی تمام کوششیں اور دوڑ دوڑ پھوپھوپھو دنیا اور اس کی لذت و شہوات تک محدود ہیں اس لئے نہ انہیں صحیح علم کی کوئی طلب ہے نہ اس بات کی کوئی پروا کہ جن عقائد کی یہ پیروی کر رہے ہو وہ حق کے مطابق ہیں یا نہیں۔

فَاعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلَّىٰ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يَرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۗ

تو آپ اس سے منہ موڑ لیں جو ہماری یاد سے منہ موڑے اور جن کا ارادہ بجز زندگانی دنیا کے اور کچھ نہ ہو،

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۗ وَ هُوَ اَعْلَمُ

یہی ان کے علم کی انتہا ہے، آپ کلاب اس سے خوب واقف ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہی خوب واقف ہے

بِمَنْ اهْتَدَىٰ ۗ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

اس سے بھی جو راہ یافتہ ہے، اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ اللہ تعالیٰ برے عمل کرنے

اَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ يَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ۗ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے، اور ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے

كَبِيْرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشِ اِلَّا اللّٰمَمَ ۗ إِنَّ رَبَّكَ وَاَسِعَ الْمَغْفِرَةَ ۗ هُوَ اَعْلَمُ

بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے گناہ کے، بیشک تیرا رب بہت کثادہ مغفرت والا ہے، تو ہمیں بخوبی جانتا ہے

بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَحْجَاةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ ۗ

جبکہ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے،

فَلَا تَزْكُوْا اَنْفُسَكُمْ ۗ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ اَتَقٰی ۗ (النجم ۲۹-۳۲)

پس تم اپنی پاکیزگی آپ بیان نہ کرو، وہی پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے۔

① صحیح بخاری کتاب الادب باب یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ۲۰۶۱، صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحريم الظن، والنجس، والتنافس، والتناجس ونحوها ۶۵۳۶، مسند احمد ۸۵۰۴، مسند البزار ۹۵۰۹، المعجم الاوسط ۸۴۶۱، صحیح ابن حبان ۵۶۸۷، شعب الایمان ۶۷۷، السنن الكبرى للبیہقی ۱۴۵۷، شرح السنة للبیہقی ۳۵۳۳

اور اے محمد ﷺ! جو شخص (شاید ولید بن مغیرہ) اللہ کا کلام اور وعظ و نصیحت سننا ہی گوارا نہیں کرتا اسے سمجھانے پر اپنا وقت ضائع نہ کرو کیونکہ ایسا شخص کسی ایسی دعوت کو قبول کرنے پر تیار نہ ہوگا جس کی بنیاد اللہ پرستی پر ہو، جو دنیا کے مادی فائدوں سے بلند تر مقاصد اور اقدار کی طرف بلاتی ہو اور جس میں اصل مطلوب آخرت کی ابدی فلاح و کامرانی کو قرار دیا جا رہا ہو، اس قسم کے مادہ پرست اور اللہ بیزار انسان پر اپنی محنت صرف کرنے کے بجائے توجہ ان لوگوں کی طرف کرو جو اللہ کا ذکر سننے کے لئے تیار ہوں اور دنیا پرستی کے مرض میں مبتلا نہ ہوں،

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: قَالَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُو بِهَذَا الدَّعْوَاتِ لِأَصْحَابِهِ: اللَّهُمَّ اقْسِمْنَا لَنَا مِنْ حَشِيَّتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ، وَمَنْ اليَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مَصِيبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتَّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَفُؤُوتِنَا مَا أُخِيَّتْنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمْنَا، وَانصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے یہ دعا کیے بغیر اٹھے ہوں ” اے اللہ ہم میں اپنے خوف کو اتنا تقسیم کر دے کہ ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور اپنی فرمانبرداری ہم میں اتنی تقسیم کر دے کہ وہ ہمیں جنت تک پہنچا دے اور اتنا یقین تقسیم کر دے کہ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان ہو جائیں اور جب تک ہم زندہ رہیں ہماری سماعت، بصر اور قوت سے مستفید نہ کر اور کر دے ہمارا وارث ہماری نسلوں سے، اور اے اللہ! ہمارا انتقام اسی تک محدود کر دے جو ہم پر ظلم کرے اور ہمیں دشمنوں پر غلبہ عطا فرما اور ہمارے دین میں مصیبت نازل نہ فرما اور دنیا ہی کو ہمارا اصل مقصد نہ بنا اور نہ دنیا کو ہمارے علم کی انتہا بنا اور ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔“^(۱)

یہ بات تیرا ب ہی زیادہ جانتا ہے کہ کون راہ راست سے بچٹک گیا ہے اور کون سیدھے راستے پر گامزن ہے، اور زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا خالق، مالک اور متصرف اللہ وحدہ لا شریک ہی ہے، اسے اس کے حال پر چھوڑ دو تا کہ اللہ حق کی تکذیب اور اعمال قبیحہ کرنے والوں کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے اور ان لوگوں کو لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں سے نوازے جنہوں نے دعوت حق کو قبول کیا اور اعمال صالحہ اختیار کیے ہیں، جو کبیرہ گناہوں اور کھلے کھلے فتنج افعال سے پرہیز کرتے ہیں الایہ کہ بشری تقاضوں کے تحت کچھ لغزشیں ان سے سرزد ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں معاف فرمادے گا، جیسے فرمایا

إِنْ تَجْتَنِبُوا كِبَايِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ﴿۳۱﴾^(۲)

ترجمہ: اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جا رہا ہے تو تمہاری چھوٹی موٹی برائیوں کو ہم تمہارے حساب سے ساقط کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

ایک مقام پر فرمایا

(۱) جامع ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء في عقبة التسييح باليد ۳۵۰۲، السنن الكبرى للنسائي ۱۰۶۱

(۲) النساء ۳۱

قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾

ترجمہ: (اے نبی ﷺ!) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور و رحیم ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: الصَّلَاةُ الْخُمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكْفَرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرُ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازیں جمعہ سے جمعہ تک، اور رمضان سے رمضان تک، ان کے درمیان ہونے والے تمام (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہیں اگر کبائر سے اجتناب کیا جائے۔ ﴿٥٣﴾

بلاشبہ تیرے رب کا دامن مغفرت، بہت وسیع ہے، وہ تمہیں اس وقت سے بخوبی جانتا ہے جب اس نے زمین سے تمہیں پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ابھی جنین ہی تھے، پس اپنے نفس کی پاکی کے دعوے نہ کرو، اپنے اعمال صالحہ کی تعریفیں کرنے نہ بیٹھ جاؤ، مدح کے حصول کی خواہش کی بنا پر لوگوں کو اپنے نفس کی طہارت کی خبر نہ دیتے پھرو، جیسے فرمایا

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزُكُّونَ أَنفُسَهُمْ بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يَظْلُمُونَ قَتِيلًا ﴿٥٤﴾ ﴿٥٣﴾

ترجمہ: تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جو بہت اپنی پاکیزگی کی تعریفیں کرتے ہیں حالانکہ پاکیزگی تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور (انہیں جو پاکیزگی نہیں ملتی تو درحقیقت) ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمَّيْتُ ابْنَتِي بَرَّةً، فَقَالَتْ لِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَذَا الْأِسْمِ، وَسَمَّيْتُ بَرَّةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُزَكُّوْا أَنفُسَكُمْ، اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ فَقَالُوا: بِمَ نُسَمِّيْهَا؟ قَالَ: سَمُّوْهَا زَيْنَبُ

محمد بن عمرو بن عطاء اللہ فرماتے ہیں زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اپنی بیٹی کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں نے اپنی لڑکی کا نام برہ (نیک صالحہ) رکھا ہے، تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع فرمایا ہے خود میرا نام بھی برہ تھا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا تم خود اپنی برتری اور پاکی آپ نہ بیان کرو، تم میں سے نیکی والوں کا علم پورے طور پر اللہ ہی کو ہے، لوگوں نے کہا پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ فرمایا زینب نام رکھو۔ ﴿٥٤﴾

١ الزمر ٥٣

٢ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الصَّلَاةِ الْخُمْسِ وَالْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ مُكْفَرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا

اجْتَنَبْتَ الْكَبَائِرَ ٥٥٢، مسند احمد ٩١٤، شعب الایمان ٣٣٢، السنن الكبرى للبیہقی ٢٠٤٥٩

٣ النساء ٣٩

٤ صحیح مسلم کتاب الاداب باب اسْتِخْبَابِ تَغْيِيرِ الْأَسْمِ الْقَبِيحِ إِلَى حَسَنِ، وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةَ إِلَى زَيْنَبَ وَجُورِيَةَ وَنَحْوِهَا

سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی تَغْيِيرِ الْأَسْمِ الْقَبِيحِ ٣٩٥٣، المعجم الكبير للطبرانی ٤٠٩

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَنِي رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُقُقَ صَاحِبِكَ، قَطَعْتَ عُقُقَ صَاحِبِكَ مِرَازًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ، فَلْيُقْلُ أَحْسِبُ فَلَانًا، وَاللَّهُ حَسِيبُهُ يُولَا أَرْبِي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا، إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهُ ابُوكَرَهُ رضي الله عنه سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کی، آپ نے فرمایا افسوس! تو نے اپنے ساتھی کی گردن ماری، تو نے اپنے ساتھی کی گردن ماری، کئی مرتبہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا) پھر ارشاد فرمایا اگر کسی کے لئے اپنے کسی بھائی کی تعریف کرنی ضروری ہو جائے تو یوں کہے کہ میرا گمان فلاں کی طرف ایسا ہے حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا میں سمجھتا ہوں وہ ایسا ایسا ہے اگر اس کا حال جانتا ہو۔^①

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَعَمَدَ الْمُقَدَّادُ لِحَبْتِي عَلَى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَجَعَلَ يَخْثُو فِي وَجْهِهِ الْخِصَاةَ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا سَأَلْتُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ، فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ
ہام بن حارث سے مروی ہے ایک شخص سیدنا عثمان رضي الله عنه کی تعریف بیان کرنے لگا مقداد رضي الله عنه اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے اور وہ مولے آدمی تھے اور تعریف کرنے والے کے منہ پر کنکریاں ڈالنے لگے، سیدنا عثمان رضي الله عنه نے کہا اے مقداد! تم کو کیا ہوا؟ وہ بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر خاک ڈالو۔^②
اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ واقعی متقی کون ہے۔

أَفْرَعَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى^③ وَ أَعْطَى قَلِيلًا^④ وَ أَكْدَى^⑤ ۝ أَعْنَدَاهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَى^⑥

کیا آپ نے اسے دیکھا جس نے منبر مڑ لیا اور بہت کم دیا اور ہاتھ روک لیا، کیا اسے علم غیب ہے کہ وہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے،

أَمْ لَمْ يُدَبِّبْنَا بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى^⑦ وَ إِبْرَاهِيمَ^⑧ الَّذِي وَفَّى^⑨

کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں ہے، اور وفادار ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں

إِلَّا تَوَرَّ وَازِرَةً^⑩ وَ زَرَّ^⑪ أُخْرَى^⑫ وَ أَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى^⑬

میں تھا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی،

① صحیح بخاری کتاب الشهادات باب إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَّاهُ ۲۶۶۲، صحیح مسلم کتاب الزهد باب النَّبِيِّ عَنِ الْمَدْحِ، إِذَا كَانَ

فِيهِ إِفْرَاطٌ وَخَيْفٌ مِنْهُ فَتَنَّتْهُ عَلَى الْمَمْدُوحِ ۴۵۰۲، مسند احمد ۲۰۳۶۲، صحیح ابن حبان ۵۷۶۶، السنن الكبرى للبيهقي ۲۱۳۵

② صحیح مسلم کتاب الزهد باب النَّبِيِّ عَنِ الْمَدْحِ، إِذَا كَانَ فِيهِ إِفْرَاطٌ وَخَيْفٌ مِنْهُ فَتَنَّتْهُ عَلَى الْمَمْدُوحِ ۴۵۰۶، مسند ابن

ابی شیبہ ۴۸۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۲۲۶۰

وَ أَنْ سَعِيَهُ سَوْفَ يُرَى ۖ ثُمَّ يُجْزَأُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَى ۗ وَ أَنْ إِلَىٰ

اور یہ کہ بیشک اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی، پھر اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور یہ کہ آپ کے

رَبِّكَ الْمُنْتَهَى ۗ وَ أَنْهُ هُوَ أَضْحَكَ وَ أَبْكَى ۗ وَ أَنْهُ هُوَ أَمَاتَ وَ أَحْيَا ۗ وَ أَنْهُ

رب ہی کی طرف پہنچتا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے، اور یہ کہ اسی نے

خَلَقَ الزَّوْجَيْنَ الذَّكَرَ وَ الْأُنثَى ۗ مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَى ۗ وَ أَنْ عَلَيْهِ النَّشَأَةُ الْأُخْرَى ۗ

جوڑا یعنی زرمادہ پیدا کیا ہے نطفہ سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے، اور یہ کہ اسی کے ذمہ دوبارہ پیدا کرنا ہے

وَ أَنْهُ هُوَ آغْنَى وَ آقْنَى ۗ (انجم ۳۳-۳۸)

اور یہ کہ وہی مالدار بناتا ہے اور سرمایادیتا ہے۔

پہلے صحیفوں کی تعلیم :

تَزَلَّتْ فِي الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، كَانَ قَدْ اتَّبَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى دِينِهِ، فَعَيَّرَهُ بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ، وَقَالَ لَهُ: أَتَوَكَّتَ دِينَ الْأَشْيَاحِ وَضَلَلْتَهُمْ؟ قَالَ: إِنِّي خَشِيتُ عَذَابَ اللَّهِ فَضَمَنْتَ الَّذِي عَاتَبَهُ إِنَّهُ هُوَ [واقفه ورجع إلى شركه [أعطاه كذا من ماله أن يتحمل عنه عذاب الله، فَرَجَعَ الْوَلِيدُ إِلَى الشَّرْكِ وَأَعْطَى الَّذِي عَيَّرَهُ بَعْضَ ذَلِكَ الْمَالِ الَّذِي ضَمَنْتَ] (ثم بخل [وَمَنْعُهُ تَمَامَهُ، فَتَزَلَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى أَدْبَرَ عَنِ الْإِيمَانِ

یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی، ولید بن مغیرہ قریش کے بڑے سرداروں میں سے ایک تھا رسول اللہ ﷺ نے دوسرے سرداروں اور لوگوں کی طرح سے بھی دعوت اسلام پیش کی، رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر یہ اسلام قبول کرنے پر تیار ہو گیا، مگر جب بعض مشرک دوستوں کو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہونے کا ارادہ کر رہا ہے تو انہوں نے کہا اے ولید بن مغیرہ! کیا تم محمد ﷺ کی باتوں میں آکر اپنے آباؤ دین کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کر لو گے؟ اگر تمہیں محمد ﷺ کے باتوں سے عذاب آخرت کا خطرہ پیدا ہوا ہے تو آخرت سے بے فکری اور دین کی حقیقت سے بے خبری کی بنا پر کہنے لگا تیری رقم مجھے دے دو اور میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ تمہارے بدلے وہاں کا عذاب میں بھگت لوں گا، ولید نے اپنے دوست کی یہ بات مان لی اور صراط مستقیم پر چڑھتے چڑھتے رہ گیا، مگر جو رقم اس نے اپنے مشرک دوست کو دینی طے کی تھی وہ بھی اذروئے بخل، طمع، خود غرضی، نامردی و بے دلی سے بس تھوڑی سی ادا کی اور کافی ساری روک لی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”تم نے اس شخص کو بھی جو راہ خدا سے پھر گیا۔“^①

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا پھر اے نبی ﷺ! تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جسے اپنے رب کی عبادت اور توحید کا حکم

① تفسیر البغوی ۳/۳۱۲، زاد المسیر فی علم التفسیر ۴/۱۹۱، تفسیر القرطبی ۱۱/۱۷۱، تفسیر اللباب فی علوم الكتاب ۱۸/۲۰۰، التفسیر المظ

دیا گیا تھا مگر اس نے اس سے منہ موڑا اور اعراض کیا، اگر اس کا نفس قلیل سے عمل پر آمادہ ہوا بھی تو اس پر قائم نہ رہا بلکہ اس نے نخل سے کام لیا اور اپنے ہاتھ کو روک لیا کیونکہ احسان اس کی عادت اور فطرت نہیں، اس کی فطرت تو اپنے معبود حقیقی کی اطاعت سے روگردانی اور نیکی پر عدم ثبات ہے، بایں ہمہ وہ اپنے نفس کو پاک گردانتا ہے اور اسے وہ منزلت عطا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں کی، کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے اور اس کے بارے میں خبر دیتا ہے؟ یا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑتا ہے یا دونوں باتوں کو جمع کرنے کی جسارت کرتا ہے، کیا اس مدعی کو وہ خبریں نہیں پہنچیں جو قرآن مجید کے نزول سے صد ہا برس پہلے موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بیان ہو چکی ہیں، جیسے فرمایا

إِنَّ هَذَا الْبَغِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿١٩﴾

ترجمہ: یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى} أَتَذْرُونَ مَا وَفَّى؟ . قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: وَفَى عَمَلِ يَوْمِهِ، أَزْبَعُ رَكَعَاتٍ فِي النَّهَارِ.

ابو امامہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ابراہیم جس نے وفا کا حق ادا کر دیا۔“ کیا تم جانتے ہو اس کا کیا مطلب ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا ہر روز ابراہیم علیہ السلام دن نکلنے ہی چار رکعت ادا کیا کرتے تھے یہی ان کی وفاداری تھی۔ ﴿۱۷﴾

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَبِي دَرٍّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: ابْنُ آدَمَ أَزْكَعَ لِي أَزْبَعُ رَكَعَاتٍ مِنْ لَوْلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ

ابو برداء رضی اللہ عنہ اور ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم! اول دن میں تو میرے لیے چار رکعت نماز ادا کر لے میں آخر دن تک تیری کفایت کروں گا۔ ﴿۱۸﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَافِظَ عَلَيَّ شَفَعَةَ الصُّحُفِ غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ رَبِيدِ الْبَحْرِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمیشہ دو رکعت چاشت کی پڑھے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ ﴿۱۹﴾

﴿۱﴾ الاعلیٰ ۱۸، ۱۹

﴿۲﴾ تفسیر ابن کثیر ۴/۲۰۹، تفسیر طبری ۲/۲۱

﴿۳﴾ جامع ترمذی کتاب الوتر باب ما جاء في صلاة الصلوة الضحیٰ ۴۵، المعجم الكبير للطبرانی ۴۷۶، شرح السنة للبغوی ۱۰۰۹

﴿۴﴾ جامع ترمذی کتاب الوتر باب ما جاء في صلاة الصلوة الضحیٰ ۴۶، سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة باب ما جاء في

صلوة الضحیٰ ۱۳۸۲، مسند احمد ۱۰۲۴، مصنف ابن ابی شیبہ ۷۷۸۴

○ یہ کہ ہر شخص خود اپنے فعل کا ذمہ دار ہے اور ہر شخص جو کچھ بھی پائے گا اپنے عمل کا پھل پائے گا یہ نہیں کہ باپ گناہ کرے اور بیٹا بھگتے، بیٹا گناہ کرے اور باپ بھگتے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جِهْلَاهَا لَا يُحْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ --- (۱۸) ○

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لد اہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنیٰ حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے سراسر خلاف عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق گناہ تو وہ کریں اور سولی پر عیسیٰ علیہ السلام لٹک جائیں یا یہ کہ وہ پہلے ہی سے سولی پر لٹک کر ان کے گناہ بخشوا کر چلے گئے اور انہیں سر ٹیفیکٹ دے گئے کہ بس میرا قرار کر لینا اس کے بعد جس کو چاہے قتل کر دینا تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا حالانکہ کسی شخص کے فعل کی ذمہ داری دوسرے پر نہیں ڈالی جاسکتی الا یہ کہ اس فعل کے صدور میں اس کا اپنا کوئی حصہ ہو۔

○ اور یہ کہ کوئی شخص اگر چاہے بھی تو کسی دوسرے شخص کے فعل کی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لے سکتا اور نہ اصل مجرم کو اس بنا پر چھوڑا جاسکتا ہے کہ اس کی جگہ سزا بھگتنے کے لئے کوئی اور آدمی اپنے آپ کو پیش کر رہا ہے۔

○ اور یہ کہ کوئی شخص سعی و عمل کے بغیر کچھ نہیں پاسکتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے مرنے پر اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے وہ صدقہ جو اس کے انتقال کے بعد بھی جاری رہے (یعنی وہ صدقہ جو میت نے اپنی زندگی میں خود کیا ہو نہ کہ وہ جو میت کی طرف سے اس کی وفات کے بعد کیا جائے) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے (تصنیف شدہ کتابیں وغیرہ) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے (اولاد کے بدنی و مالی ہر نیک کام کا اجر والدین کو ملتا رہتا ہے خواہ وہ نیت کریں یا نہ کریں کیونکہ اولاد والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہے)۔ (۲)

جیسے باری تعالیٰ نے فرمایا

﴿۱۸﴾ فاطر ۱۸

صحیح مسلم کتاب الوصیة باب مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۲۲۲۳، سنن نسائی کتاب الوصایا فَضْلُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ ۳۶۸۱، سنن ابوداؤد کتاب الوصایا باب مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲۸۸۰، جامع ترمذی ابواب الاحکام باب فِي الْوَقْفِ ۱۳۷۶، مسند احمد ۸۸۴۲، صحیح ابن خزيمة ۲۹۹۳، صحیح ابن حبان ۳۰۱۶، شعب الایمان ۳۱۷۳، السنن الكبرى للنسائی ۶۲۳۵، السنن الكبرى للبيهقي ۱۲۶۳۵، مسند ابی یعلیٰ ۶۲۵۷، شرح السنة للبعوی ۱۳۹

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآفَاكُهُمْ... ۱۱ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: ہم یقیناً ایک روز مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں جو کچھ افعال انہوں نے کیے ہیں وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی ہم ثبت کر رہے ہیں۔

اور مرنے کے بعد تمام مخلوقات دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے حضور لوٹیں گی،

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأُدَيْيِّ، قَالَ: قَامَ فِينَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَقَالَ: يَا بَنِي أَوْدٍ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَعْلَمُونَ الْمِعَادَ إِلَى اللَّهِ، ثُمَّ إِلَى الْجَنَّةِ أَوْ إِلَى النَّارِ

عمر بن ميمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا اے بنی اوس! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے پاس قاصد ہوں تم جانتے ہو کہ آخرت میں سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اور پھر جنت کی طرف جانا ہو گا یا دوزخ کی طرف۔ ﴿۱۲﴾

جہاں جن وانس کے اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی اور یہ دیکھا جائے گا کہ دنیا میں کون کیا اچھا یا برا عمل کر کے آیا ہے، کسی کا عمل اور اس کی کوشش چھپی نہیں رہ سکے گی اور وہ اپنی نیکی اور برائی میں تمیز کر سکے گا جیسے فرمایا

وَقُلِ اَعْمَلُوا فَاَسِيرَىٰ اِلَيْهِ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَيَّرُدُّوْنَ اِلَىٰ عِلْمِ الْعَلِيِّ وَالشَّهَادَةِ فَاَيَّبَتْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم عمل کرو اللہ اور اس کا رسول اور مومنین سب دیکھیں گے کہ تمہارا طرز عمل اب کیا رہتا ہے، پھر تم اس کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو کھلے اور چھپے سب کو جانتا ہے اور وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

ایک مقام پر فرمایا

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿۴﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿۵﴾ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَمَّ الْأَخْنَفِ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ: {فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ} ﴿۱۶﴾، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ، لَا أَبَالِي أَنْ لَا

أَسْمَعَ غَيْرَهَا حَسْبِي حَسْبِي

حسن سے مروی ہے صعصعہ بن معاویہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ” پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی

۱ یسین ۱۲

۲ مستدرک حاکم ۲۸۱

۳ التوبہ ۱۰۵

۴ الزلزال ۸، ۷

۵ الزلزلة: ۸

ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔“ تلاوت فرمائی، اس آیت کو سن کر وہ بولا اللہ کی قسم! مجھے صرف یہی آیت کافی ہے اور زیادہ اگر نہ بھی سنوں تو کچھ اور سننے کی ضرورت نہیں۔^(۱)

پھر جو امتحان میں کامیاب ہو گیا سے دائی نعمتوں سے بھری جنت میں عزت و احترام کے ساتھ داخل کیا جائے گا اور جو ناکام رہا سے ذلت کے ساتھ جہنم کے درناک عذاب میں دھکیل دیا جائے گا، فرحت و مسرت، حزن و غم، خیر و شر دونوں کے اسباب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اچھی یا بری قسمت کا سراسر بھی اسی کے ہاتھ میں ہے، اگر کسی کو راحت و مسرت نصیب ہوئی ہے تو اسی کے دینے سے ہوئی ہے اور اگر کسی کو مصائب و آلام سے سابقہ پیش آیا ہے تو اسی کی مشیت سے پیش آیا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے تو نگرعی عطا فرماتا ہے، مال و جائیداد اور غلام ان کے قبضہ میں دے دیتا ہے اور وہ کسی کو محتاج نہیں ہوتا اور جسے چاہتا ہے محتاج بنا دیتا ہے، اس کائنات میں کوئی دوسری ہستی ایسی نہیں جو مشکل کشا، حاجت روا ہو، یا گنج بخش یا دستگیر ہو یا قسمتوں کے بنانے اور بگاڑنے میں کسی قسم کا دخل رکھتی ہو یا خزانے بخشنے یا واپس لینے کی قدرت رکھتی ہو، جو اللہ موت دینے اور زندگی بخشنے پر قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ... ﴿۱۷﴾^(۲)

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا۔

اور جو نطفہ کی ایک حقیر سی بوند سے انسان جیسی مخلوق پیدا کرتا ہے بلکہ ایک ہی مادہ تخلیق و طریق پیدائش سے عورت اور مرد کی دو الگ صنفیں پیدا کر دکھاتا ہے اور اس میں تمام حیوانات، ناطق و غیر ناطق جانور شامل ہیں، جیسے فرمایا

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ﴿۱۸﴾ أَلَمْ يَكُنْ نَظْفَةً مِنْ مَّيِّمٍ بُمْتَلًى ﴿۱۹﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوًى ﴿۲۰﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿۲۱﴾ أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِيرٍ عَلَىٰ أَنْ يُوْحَىٰ الْمَوْتَىٰ ﴿۲۲﴾^(۳)

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکا جاتا ہے؟ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضاء درست کیے پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں، کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ مرنے والوں کو پھر سے زندہ کر دے؟

اس اللہ کی قدرت کاملہ کے لئے انسان کو دوبارہ ان کی قبروں سے زندہ کر دینا کچھ دشوار نہیں ہے، جیسے اس نے ابتداء پیدا کیا تھا اس طرح مرنے کے بعد دوبارہ قبروں سے جسم و جان کے ساتھ زندہ کرے گا ان کو ایک مقررہ دن میں اکٹھا کرے گا اور ہر شخص کو فرداً فرداً اس کے اعمال کے مطابق نیک کاموں میں بے بہا جزا اور بد کاموں کی دردناک سزا دے گا، جیسے فرمایا:

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿۲۳﴾^(۴)

۱) المعجم الكبير للطبرانی ۱۱/۴، مستدرک حاکم ۶۵/۱، السنن الكبرى للنسائی ۱۱۶۳۰

۲) الملک ۲

۳) القيامة ۳۶ تا ۴۰

۴) مریم ۹۵

ترجمہ: سب قیامت کے روز فردا فردا اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اس لیے اپنے معبود حقیقی کی بے بہا نعمتوں کا شکر ادا کریں اور ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اسی وحدہ لا شریک کی عبادت کریں۔

وَ أَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشَّعْرَىٰ ﴿٥٦﴾ وَ أَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ﴿٥٧﴾ وَ تَمُودًا

اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے اور یہ کہ اسی نے عاد اول کو ہلاک کیا ہے اور تمود کو بھی (جن میں سے) ایک کو

فَمَا ابْقَىٰ ﴿٥٨﴾ وَ قَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَاظْغَىٰ ﴿٥٩﴾ وَ الْمَوْتِفَكَّةَ

بھی باقی نہ رکھا اور اس سے پہلے قوم نوح کو، یقیناً وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے، اور موتفکہ (شہر یا اٹلی ہوئی بستیوں کو) اسی

أَهْوَىٰ ﴿٦٠﴾ فَغَشَّيْنَا مَا غَشَّىٰ ﴿٦١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَّبَعَادَىٰ ﴿٦٢﴾ (النجم ۵۵ تا ۵۹)

نے الٹ دیا، پھر اس پر چھادیا جو چھایا، پس اے انسان تو اپنے رب کی کس کس نعمت کے بارے میں جھگڑے گا؟۔

اہل مصر کی طرح عرب میں قبیلہ خزاعہ بھی ستاروں کی پرستش کرتا تھا، ان کا عقیدہ تھا کہ ستارہ شعریٰ لوگوں کی قسمتوں پر اثر انداز ہوتا ہے، اس لیے اس روشن ترین ستارے کا نام لے کر فرمایا کائنات کی ہر چیز کی طرح شعریٰ (جسے مرزم الجوزای، الکلک الاکبر، الکلک الجبار، الشعریٰ العبود وغیرہ بھی کہتے ہیں) کا بھی وہی رب ہے جس کی طرف تمہیں دعوت دی جا رہی ہے اور وہی تمہاری قسمتوں کو بناتا ہے، اور یہ کہ اسی نے قوم ہود کو دعوت حق کی تکذیب اور سرکشی کے سبب سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل تند و تیز ہوا بھیج کر ہلاک کر دیا اور صرف ہود علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا گیا جو عادتاً ثانیہ کہلائے، جیسے فرمایا

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦٣﴾ إِزْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٦٤﴾ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿٦٥﴾ ﴿٦٦﴾

ترجمہ: تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا اونچے ستونوں والے عاد ام کے ساتھ جن کے مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی ہے۔

اور صالح علیہ السلام کی قوم، قوم ثمود کو بھی دعوت حق کی تکذیب اور اللہ کی اونٹنی کو قتل کرنے کے سبب پوری قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا، اور ان اقوام سے پہلے قوم نوح علیہ السلام کو دعوت اسلام قبول نہ کرنے کے جرم میں پانی میں غرق کر دیا کیوں کہ وہ سخت ظالم و سرکش لوگ تھے، اور قوم لوط کی بستیوں کو صبح کے وقت زلزلے کی ہولناک آواز نے آدوچا، جس سے خوابیدہ آتش فشاں ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ پڑا جس نے پوری ہی بستی کو الٹ پلٹ کر زیر و زبر کر دیا پھر ان پر نشان زدہ پتھروں کا انتہائی خطرناک مینہ برسایا، جیسے فرمایا

وَ أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ﴿٦٧﴾ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٦٨﴾ ﴿٦٩﴾

ترجمہ: اور برسائی ان لوگوں پر ایک برسات، بہت ہی برسی برسات تھی وہ ان لوگوں کے حق میں جو متنبہ کیے جا چکے تھے۔

خونفاک زلزلے اور آتش فشاں کے پھٹنے کے دھماکے سے یہ زمین بچیرہ روم سے ۴۰۰ میٹر نیچے دھنس گئی اور پانی ان پر پھیل گیا اور ۴۰۰ میٹر گہری

ایک جھیل بن گئی، جسے بحیر میت، بحر مدار یا بحر لوط کہتے ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا، پس اے انسان! تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں میں شک کرے گا اور جھٹلائے گا؟

أَيُّ: فَيُفِي أَيُّ نِعَمِ اللَّهِ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ تَمْتَرِي؟ قَالَهُ قَتَادَةُ

اے انسان! تجھے اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کن کن نعمتوں کے بارے میں شک ہے؟ یہ قتادہ رض اللہ کا قول ہے۔^(۱)

جبکہ وہ اتنی واضح ہیں کہ کوئی اس کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔

هَذَا نَذِيرٌ مِّنَ النَّذْرِ الْأُولَىٰ ۖ أَزِفَتِ الْأَافَاقُ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ

یہ (نبی) ڈرانے والے ہیں پہلے ڈرانے والوں میں سے، آنے والی گھڑی قریب آگئی ہے، اللہ کے سوا

كَاشِفَةٌ ۖ أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۖ وَ تَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۖ

اس کا (وقت معین پر کھول) دکھانے والا اور کوئی نہیں، پس کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟ اور ہنس رہے ہو؟ روتے نہیں

وَ أَنْتُمْ سِيدُونَ ۖ (النجم ۵۶-۶۱)

بلکہ تم کھیل رہے ہو۔

جس طرح پہلے پیغمبروں نے اپنی اپنی قوموں کو دعوت اسلام پیش کی تھی، اس دعوت پر ایمان لانے والوں کو جنت کی لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں کی خوشخبری دی تھی اور جھٹلانے والوں کو اللہ کے المناک عذاب سے ڈرایا تھا مگر ان اقوام نے تعصبات، بغض و حسد اور فخر و غرور میں اس دعوت کو جھٹلایا اور اس کا مذاق اڑایا، انہی رسولوں کو جن کے کردار کے وہ گواہ تھے دیوانہ قرار دیا، ان سے عجیب و غریب معجزات کا مطالبہ کیا گیا، اس دعوت کی پاداش میں انہیں سنگسار کرنے اور شہر بدر کرنے کی دھمکیاں دی گئیں اور کئی ایک کو قتل بھی کر دیا گیا، مشرکانہ دین کو سر بلند اور اللہ کے پاکیزہ دین کو سرنگوں کرنے کے لیے مکر و فریب کے جال بچھائے، اہل ایمان کو اپنی مشرکانہ ملت پر واپس لانے کے لیے ان پر ظلم و ستم ڈھائے، اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق انہیں سوچنے، سمجھنے اور سنہلنے کے لئے مہلت دی مگر اس پر وہ اور اڑ گئے، آخر ایک مقررہ وقت پر اللہ نے ان پر اپنا عذاب نازل کیا پھر وہ نہ خود اس عذاب کو دفع کر سکے اور نہ ان کے معبود ہی ان کے کچھ کام آئے اور اللہ نے انہیں نیست و نابود کر کے ہمیشہ کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا اور اب سید المرسلین صلی اللہ علیہم و آلہم و سلم قرآن مجید کے ذریعہ سے جو اصلاح کی طلب رکھنے والوں کی رائے، عقل، راست بازی، ثابت قدمی اور ایمان و ایقان میں اضافہ کرتا ہے تم لوگوں کو اسی طرح خبردار کر رہے ہیں جس طرح پہلی ہلاک شدہ اقوام کو پیغمبروں کے ذریعہ متنبہ کیا گیا تھا، مگر تم لوگ اس دعوت پر غرور و تدبر کر کے اس پر ایمان لانے اور اعمال صالحہ اختیار کر کے عذاب جہنم سے نجات حاصل کرنے کی بجائے اپنی اخروی دائمی زندگی سے غافل ہو جبکہ قیامت کی گھڑی تم سے بالکل قریب آچکی ہے اور اس کی علامات واضح ہو گئیں جیسے فرمایا

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ --- ① ①

ترجمہ: قیامت کی گھڑی قریب آگئی۔

جسے نہ تم روک سکو گے اور نہ تمہارے معبود، البتہ اللہ قادر مطلق چاہے تو وہ اس کو ٹال سکتا ہے، لہذا اپنے بودے معبودوں پر تکیہ کرنے کی بجائے اپنی نجات کی فکر کرو اور کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اس پاکیزہ دعوت کو قبول کر لو، اب کیا محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق تمہیں عجیب، انوکھی اور نرالی لگتی ہے؟ جس پر تم ایک دوسرے کا منہ تکتے ہو اور اس پاکیزہ تعلیمات کی ہنسی اڑاتے ہو، جسے تم سننا نہیں چاہتے اور شور مچاتے ہو تاکہ کوئی اور بھی اسے نہ سننے پائے؟ حالانکہ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ تعجب تو اس شخص کی عقل، سفاہت اور گمراہی پر ہونا چاہیے جو اس جلیل القدر کلام پر تعجب کرتا ہے، تم اس بے مثل، اسرار و حکمت سے بھرپور کتاب کی تضحیک کرنے اور تمسخر اڑانے میں جلدی کر رہے ہو حالانکہ اس کے اوامرو نواہی کو سن کر، اس کے وعد و وعید پر توجہ دے کر اور اس کی سچی اور اچھی خبروں کی طرف التفات کر کے اس سے متناثر ہوتے، ہلاک شدہ اقوام کا المناک انجام دیکھ کر عبرت حاصل کرتے اور تمہارے سخت دل نرم پڑتے، اللہ کی بے پایاں رحمت اور اس کے عذاب کا سن کر تمہاری آنکھیں رو پڑتیں، مگر تم اس پر تدبر کرنے سے غافل ہو جو تمہاری قلت عقل اور تمہارے دین کی کھوٹ پر دلالت کرتی ہے، کیا تمہیں اپنی اس گمراہی اور جہالت پر رونا نہیں آتا؟ ابھی وقت ہے، مہلت کی کچھ گھڑیاں ابھی باقی ہیں اپنی اس گمراہ کن، مشرکانہ روش سے باز آ جاؤ ورنہ پھر سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

فَاسْجُدْ وَابْتَغِ اللَّهَ وَاعْبُدْ ۝ (النجم ۶۲)

اب اللہ کے سامنے سجدے کرو اور (اسی کی) عبادت کرو۔

اور اے مسلمانو! تم اللہ وحدہ لا شریک کی بارگاہ میں جھک جاؤ اور اس کی عبادت و اطاعت کا مظاہرہ کر کے قرآن کی تعظیم و توقیر کا اہتمام کرو،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ
وَالْحِنُّ وَالْإِنْسُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس حکم کی تعمیل میں نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تمام مشرکوں اور جنات و انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔^①
سر جھکا کاہل نہ ہو، اٹھ تو سہی
بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

ایک ضعیف روایت :

جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَادٍ مِنْ أُنْدِيَةِ فُرَيْشٍ كَثِيرِ أَهْلُهُ، فَتَمَتَّى يَوْمَئِذٍ أَنْ لَا يَأْتِيَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ
فَيَنْفِرُوا عَنْهُ، فَتَزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ: {وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى}، فَفَرَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

① القمر

② صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ والنجم باب فاسجدوا لله واعبدوا ۳۸۶۲

③ النجم: ۲

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ: {أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ} ﴿۱﴾ أَلْقَىٰ عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ كَلِمَتَيْنِ: تِلْكَ الْغَرَائِيقُ الْعُلَىٰ، وَإِنْ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْجَىٰ، فَتَكَلَّمْ بِهَا. ثُمَّ مَضَىٰ فَقَرَأَ السُّورَةَ كُلَّهَا. فَسَجَدَ فِي آخِرِ السُّورَةِ، وَسَجَدَ الْقَوْمُ جَمِيعًا مَعَهُ، وَرَفَعَ الْوَلِيدُ بِنُ الْمُغْبِيزَةِ ثُرَابًا إِلَىٰ جَنَبَتِهِ فَسَجَدَ عَلَيْهِ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَقْدِرُ عَلَى السُّجُودِ.

روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش قرآن میں کوئی ایسی بات نازل ہو جائے جس سے اسلام کے خلاف کفار قریش کی نفرت دور ہو اور وہ کچھ قریب آجائیں، یا کم از کم ان کے دین کے خلاف ایسی سخت تنقید نہ ہو جو انہیں بھڑکا دینے والی ہو، یہ تمنا آپ کے دل ہی میں تھی، ایک روز کعبہ میں قریش کی ایک بڑی مجلس میں بیٹھے تھے اور دل ہی دل میں یہ تمنا اور آرزو کر رہے تھے کہ کوئی وحی نازل نہ ہو کہ جس سے قریش والے متفرق ہوں تو اچانک آپ ﷺ پر سورہ نجم نازل ہوئی اور آپ نے اس کی تلاوت شروع فرمادی، جب آپ آیت ”اب ذرابتاؤ، تم نے کبھی اس لات اور عزیٰ اور تیسری ایک دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا ہے؟“ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا کر دیئے یہ بلند مرتبہ دیویاں ہیں اور ان کی شفاعت ضرور متوقع ہے۔ جب قریش نے یہ آیات سنیں تو خوشی کے مارے پھولے نہ سائے اس کے بعد آگے پھر آپ باقی آیات پڑھتے چلے گئے، جب آپ سورہ کے اختتام پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا آپ کے ساتھ مشرک و مسلمان سب سجدے میں گر گئے، سوائے ولید بن مغیرہ اور ابواحیمہ سعید بن العاصی کے جو بہت بوڑھے تھے اور سجدہ نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے بطحا سے ایک مٹھی مٹی کی بھر کر اونچی لے جا کر اس کو اپنے ماتھے سے لگایا،

فَرَضُوا بِمَا تَكَلَّمُ بِهِ، وَقَالُوا: قَدْ عَرَفْنَا أَنَّ اللَّهَ يُخْبِي وَيُكْشِفُ، وَهُوَ الَّذِي يَخْلُقُ وَيَرْزُقُ، وَلَكِنَّ الْهَتْنَا هَذِهِ تَشْفَعُ لَنَا عِنْدَهُ، إِذْ جَعَلْتَ لَهَا نَصِيبًا، فَتَحْنُ مَعَكَ، فَانَا أَمْسَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَاذَا صَنَعْتَ تَلَوْتَ عَلَى النَّاسِ مَا لَمْ آتِكَ بِهِ عَنِ اللَّهِ وَقُلْتَ مَا لَمْ أَقُلْ لَكَ؟! فَحَزَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُزْنًا شَدِيدًا وَخَافَ مِنَ اللَّهِ خَوْفًا عَظِيمًا حَتَّى نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى: {وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَةً} ﴿۲﴾. إِلَى قَوْلِهِ: {ثُمَّ لَا تَجِدُكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا} ﴿۳﴾.

کفار قریش نے خوشی سے کہا کہ اب ہمارا محمد سے کیا اختلاف باقی رہ گیا ہے ہم بھی تو یہی کہتے تھے کہ خالق و رازق اللہ ہی ہے البتہ ہمارے یہ معبود اس کے حضور میں ہمارے شفیع ہیں، شام کو جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ نے لوگوں کے سامنے وہ چیز تلاوت فرمائی ہے جسے میں نہیں لایا ہوں، اس پر آپ سخت مغموم ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا بڑا خوف پیدا ہوا وغیرہ، اللہ تعالیٰ نے بطور عتاب یہ آیات نازل فرمائیں ”اے محمد (ﷺ) ان لوگوں نے اس کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی کہ تمہیں فتنے میں ڈال کر اس وحی سے پھیر دیں جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے تاکہ تم ہمارے نام پر اپنی طرف سے کوئی بات گھڑو اگر تم ایسا کرتے تو وہ ضرور تمہیں اپنا دوست بنا لیتے اور بعید نہ تھا کہ اگر ہم تمہیں مضبوط نہ رکھتے تو تم ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتے، لیکن اگر تم ایسا کرتے تو ہم تمہیں دنیا میں بھی دوہرے عذاب کا مزہ چکھاتے اور آخرت میں بھی دوہرے عذاب کا، پھر ہمارے مقابلے میں تم کوئی

﴿۱﴾ النجم: ۱۹

﴿۲﴾ الإسراء: ۳

﴿۳﴾ الإسراء: ۷۵

مددگار نہ پاتے۔ ”رسول اللہ ﷺ برابر رنج و غم میں مبتلا رہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ تم سے پہلے بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے“ اور اے محمد ﷺ! تم سے پہلے ہم نے نہ کوئی رسول ایسا بھیجا ہے نہ نبی (جس کے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو کہ) جب اس نے تمنا کی، شیطان اس کی تمنا میں خلل انداز ہو گیا، اس طرح جو کچھ بھی شیطان خلل اندازیاں کرتا ہے اللہ ان کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے، اللہ علیم ہے اور حکیم۔“^①

تفسیر ابن جریر، طبقات ابن سعد، مغازی موسیٰ بن عقبہ، سیرت ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم، ابن المنذر، ابن مردویہ اور طبرانی نے اپنے احادیث کے مجموعوں میں نقل کیا ہے) یہ واقعہ محمد بن قیس، محمد بن کعب قرظی، عمرو بن زبیر، ابوصالح، ابوالعالیہ، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم، ضحاک رضی اللہ عنہ، ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث، قتادہ رضی اللہ عنہ، مجاہد رضی اللہ عنہ، سعدی رضی اللہ عنہ، ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (صحابی) کی سندوں پر ختم ہوتا ہے، اس قصہ میں دو بہت بڑے اختلاف ہیں ایک تو یہ کہ نبی کی تعریف میں جو کلمات نبی ﷺ سے منسوب کیے گئے ہیں وہ قریب قریب ہر روایت میں دوسری روایت سے مختلف ہیں، یعنی پندرہ عبارتیں الگ الگ الفاظ میں ہیں، دوسرا بڑا اختلاف یہ ہے کہ کسی روایت کی رو سے یہ الفاظ دوران وحی شیطان نے آپ پر القا کر دیئے اور آپ سمجھے کہ یہ بھی جبرائیل لائے ہیں، کسی روایت میں ہے کہ یہ الفاظ اپنی اس خواہش کے زیر اثر سہواً آپ کی زبان سے نکل گئے، کسی روایت میں ہے کہ اس وقت آپ کو اونگھ آگئی تھی اور اس حالت میں یہ الفاظ نکلے، کسی کا بیان ہے کہ آپ نے یہ الفاظ قصداً کہے مگر استغہام انکاری کے طور پر کہے، کسی کا قول ہے کہ شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر یہ الفاظ کہہ دیئے اور سمجھا یہ گیا کہ آپ نے کہے ہیں، اور کسی کے نزدیک کہنے والا مشرکین میں سے کوئی شخص تھا، امام ابن کثیر رضی اللہ عنہ، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رضی اللہ عنہ، قاضی عیاض رضی اللہ عنہ، ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ، قاضی ابوبکر ابن العربی رضی اللہ عنہ، امام رازی رضی اللہ عنہ، قرظی رضی اللہ عنہ، بدر الدین عینی رضی اللہ عنہ، شوکانی رضی اللہ عنہ، آلوسی رضی اللہ عنہ، وغیرہ اس قصے کو بالکل غلط قرار دیتے ہیں، جبکہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ، ابوبکر جصاص رضی اللہ عنہ، ذمخشری رضی اللہ عنہ، ابن جریر اس کو صحیح ماننے ہیں، علامہ ابن کثیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جتنی سندوں سے یہ قصہ ہوا ہے سب مرسل اور منقطع ہیں مجھے کسی صحیح متصل سند سے یہ نہیں ملا،

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رضی اللہ عنہ نے اس قصہ کے تمام راویوں کو مجروح قرار دیا ہے۔

ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ زنادقہ کا گھڑا ہوا ہے۔

قاضی عیاض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کی کمزوری اسی سے ظاہر ہے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے کسی نے بھی اس کو اپنے ہاں نقل نہیں کیا اور نہ یہ کسی صحیح متصل بے عیب سند کے ساتھ ثقہ راویوں سے منقول ہوا ہے۔

امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ قصہ بالکل غلط، دسیسہ کاری اور منافقین کی من گھڑت ہے جو اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

امام نووی رضی اللہ عنہ نے بھی اس قول کو باطل قرار دیا ہے۔

وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ وَأَمَّنِ الْغَرَانِيقِ الْعَلَى وَإِنْ شَفَاعَتَهَا لَتَرْتَجِي فَكُذِبَ بِحَتِّ مَوْضُوعٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ قَطُّ مِنْ طَرِيقِ الثَّقَلِ وَلَا مَعْنَى لِلاشْتِغَالِ بِهِ إِذْ وَضِعَ الْكُذِبُ لَا يَعْبُزُ عَنْهُ أَحَدٌ

ترجمہ تفسیر الرازی ۲۳/۲۳، تفسیر طبری ۱۸/۶۲۳، أسباب نزول القرآن الواحدی ۳۱/۱

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ حدیث جس میں وأنهن الغرائيق العلى وَإِنْ شَفَاعَتَهَا كَلِمَاتِ بِيَانِ كَيْفَ كُنْتُمْ سِرَاسِرَ جَهَنَّمَ
ہے، روایت و درایت کسی اعتبار سے بھی ایسی موضوع حدیث میں دلچسپی لینے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ غلط روایت گھڑنے سے تو کوئی بھی
عاجز نہیں ہوتا۔^①

قاضی ابوبکر رحمہ اللہ نے اس پر مفصل بحث کر کے اسے بڑے پر زور طریقے سے رد کیا ہے، علامہ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں
وأقبح الأقوال التي رأيناها في هذا الباب وأظهرها فسادا أنه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدخَلَ تِلْكَ الْكَلِمَةَ مِنْ تَلَقُّاءِ
نَفْسِهِ حَرِصًا عَلَى إِيمَانِ قَوْمِهِ ثُمَّ رَجَعَ عَنْهَا، وَيَجِبُ عَلَى قَائِلِ ذَلِكَ التَّوْبَةُ كَبِيرَةٌ كَلِمَةٌ تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ
إِلَّا كَذِبًا

اس بارے میں سب سے زیادہ قبیح اور سب سے زیادہ شرانگیز قول جو ہمارے سامنے آیا ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لالچ میں کہ
آپ کی قوم خوش ہو کر ایمان لے آئے خدا نخواستہ یہ کلمہ اپنی طرف سے وحی میں داخل فرما دیا پھر آپ نے اس کلمہ سے رجوع فرمایا ایسا کہنے
والے پر توبہ کرنا واجب ہے۔^②

یابہ کہا جائے کہ شیطان نے آپ کی آواز کے ساتھ آواز ملا کر کہا تو بھی شیطان کا آپ پر قادر ہو جانا ہرگز درست نہیں اور اگر یہ مان لیا جائے کہ
شیطان کو (خدا نخواستہ) اس حد تک آپ پر قدرت حاصل ہو گئی تھی کہ وہ آپ سے وحی لکھوا سکے اور آپ کی زبان سے کفریہ کلمات جاری کرا
سکے تو پھر صرف اسی ایک قصہ پر کیا موقوف ہے دوسرے مواقع پر بھی وحی ربانی شیطان کا ایک کھلو نا بن کر رہ جائے گی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کے غلبے سے محفوظ اور معصوم قرار دے دیا ہے، محدث عصر علامہ ناصر الدین البانی نے بھی اپنے رسالہ میں سند اور متن
دونوں اعتبار سے حدیث غرائیق کا بطلان واضح کیا ہے

القصة التي وقفنا عليها لكي نسردها رواية رواية۔^③

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سورہ نجم رمضان المبارک پانچ بعثت نبوی کو نازل ہوئی اور معتبر ترین روایات کی رو سے سورہ بنی
اسرائیل گیارہ بارہ بعثت نبوی کو معراج کے موقع پر نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے چھ سات سال بعد عتاب نازل فرمایا، پھر سورہ
الحج کا یہ حصہ ذی الحجہ ایک ہجری کو نازل ہوا یعنی یوں کہا جائے کہ سورہ بنی اسرائیل کے مزید دو ڈھائی سال گزر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی
طرف سے یہ اعلان فرمایا گیا کہ یہ آمیزش تو القائے شیطانی سے ہو گئی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا ہے، اب خود ہی غور کر لیں کہ
فعل پانچ بعثت نبوی میں ہوا اور اس فعل پر عتاب چھ سات سال بعد ہوا اور شیطانی آمیزش کی تہنیک کا اعلان نو سال بعد ہوا کیا یہ بات تسلیم کی
جاسکتی ہے، واقعہ صرف اتنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم کی تلاوت فرمائی اور اس کے خاتمے پر آپ نے سجدہ کیا تو قرآن کا زور کلام
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پر تاثر انداز بیان سے تمام حاضرین مشرک و مسلمان سب سجدے میں گر گئے، دراصل یہ روایت ایک جھوٹ

① الفصل في الملل والأهواء والنحل ۸/۳

② روح المعانی ۹/۷۷

③ نصب المجانیق لنسف قصة الغرائيق ۱/۵۲

اور رسول اللہ ﷺ پر ایک بہتان کے سوا کچھ نہیں، اس روایت کو غلط کہنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تبلیغی منصب ہی بندوں کو اللہ کی عبادت کی طرف بلانا اور بتوں کے خلاف جنگ کرنا تھا، اور آپ کی سب سے زیادہ مساعی، بتوں کے وجود کو بیکسر مٹانے پر مرکوز تھیں اگر آپ ﷺ ایسا فرماتے تو قرآن مجید کی ساری دعوت، ہی ختم ہو جاتی، اس کے علاوہ یہ قول کلام الہی کے بھی مخالف ہے، اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء و رسل کی امانت و دیانت کے بارے میں فرماتا ہے کہ ہمارے رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے وہ تو وہی بات کہتے ہیں جو انہیں وحی کی جاتی ہے، پس مذکورہ بالادلائل کی بنا پر ہمیں اجمالی طور پر معلوم ہو گیا کہ یہ قصہ بالکل ہی گھڑا ہوا ہے، اس سلسلہ میں صرف اتنا ہی ہوا ہے کہ مفسرین کے ایک طبقہ نے تفسیر کے سلسلہ میں اسے بیان کیا ہے لیکن وہ اس روایت کی صداقت میں تو اتر کر حد تک نہیں پہنچ سکے، اور شریعت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ صرف ایک اکیلی روایت حد تو اتر تک پہنچی ہوئی نقلی روایات و عقلی دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

وَبَلَغَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الَّذِينَ خَرَجُوا إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، إِسْلَامَ أَهْلِ مَكَّةَ، فَأَقْبَلُوا لِمَا بَلَّغَهُمْ مِنْ ذَلِكَ، حَتَّى إِذَا ذَنُوا مِنْ مَكَّةَ، بَلَغَهُمْ أَنَّ مَا كَانُوا تَحَدَّثُوا بِهِ مِنْ إِسْلَامِ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ باطلاً

بہر حال جب مسلمانوں تک یہ افواہ پہنچی کہ مکہ کے حالات سدھر گئے ہیں یا انہوں نے ایسی باتیں سنیں جس سے وہ مطمئن ہو گئے تو انہوں نے شوال میں حبشہ سے واپسی کی راہ لی، مگر جب وہ لوگ مکہ سے صرف ایک دن کی مسافت پر رہ گئے تو اس خبر کی حقیقت ان پر کھل گئی کہ مسلمان ابھی تک مکہ میں بدستور مظلوم و مقہور ہیں۔^①

اب مسلمان شش و پنج میں پڑ گئے کہ اس صورت حال میں وہ کیا کریں چنانچہ کچھ مہاجرین تو واپس حبشہ کی طرف لوٹ گئے، کچھ چھپ چھپا کر مکہ میں داخل ہو گئے یا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما کے سوا باقی اشخاص کسی نہ کسی شخص کی پناہ میں مکہ میں داخل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کو نجاشی حبشہ کے ملک میں امن و امان سے رہنے کا تذکرہ کیا اہل مکہ ایک طاقتور اجنبی حکومت کی مہاجر مسلمانوں سے ہمدردی اور حسن سلوک پر برافروختہ ہو گئے اور واپس آئے ہوئے مسلمانوں کو کفار کہہ اور ان کے قبیلوں نے آڑے ہاتھوں لیا ان پر لعن طعن کیا اور انہیں پہلے سے زیادہ تشدد کیا اور مظالم ڈھائے جو ان کے انتہائی تعصب اور قساوت قلبی کا مظہر تھا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سعید بن عاص بن امیہ کی پناہ میں داخل مکہ ہوئے۔

وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ بْنِ هَلَالِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مَخْرُومٍ، دَخَلَ بِحِوَارٍ مِنْ أَبِي طَالِبٍ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَكَانَ خَالَهٗ. وَأُمُّ أَبِي سَلَمَةَ: بَرَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

اور ابوسلمہ بن عبد الاسد، ابوطالب بن عبدالمطلب کی پناہ میں داخل ہوئے تھے کیونکہ ابوطالب ان کے ماموں تھے اور ابوطالب کی بہن برہ بنت عبدالمطلب ان کی ماں تھیں۔

عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونِ بْنِ حَبِيبِ الْجُمَحِيِّ، دَخَلَ بِحِوَارٍ مِنَ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ لَمَّا رَأَى عُثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ مَا فِيهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَلَاءِ، وَهُوَ يَغْدُو وَيَرُوحُ فِي أَمَانٍ مِنَ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: وَاللَّهِ إِنَّ غُدُوقِي وَرَوَاجِي أَمِنًا بِحِوَارِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّرْكِ، وَأَصْحَابِي وَأَهْلُ دِينِي يَلْقَوْنَ مِنَ الْبَلَاءِ وَالْأَذَى فِي اللَّهِ مَا لَا

يُصِيبُنِي، لَنْقُصُ كَبِيرٌ فِي نَفْسِي، فَمَشَى إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةَ، فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ شَمْسٍ، وَفَتْ ذَمَّتْكَ، قَدْ رَدَدْتُ إِلَيْكَ جَوَارِكَ، فَقَالَ لَهُ: (لَمْ) يَا بِنِ أَحْيِي؟ لَعَلَّهُ آذَاكَ أَحَدٌ مِنْ قَوْمِي، قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي أَرْضَى بِجَوَارِ اللَّهِ، وَلَا أُرِيدُ أَنْ أَسْتَجِيرَ بغيرِهِ؟

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما بنو مخزوم کے رئیس ولید بن مغیرہ (خالد رضی اللہ عنہما بن ولید کے والد) کی پناہ میں داخل ہو کر مکہ مکرمہ میں امن و سکون سے رہنے لگے، مگر کچھ ہی دنوں بعد جب انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت زار پر غور کیا اور ان کی تکالیف کو دیکھ کر ان کو غیرت آئی اور دل میں کہا کہ میرا ایک شرک کی پناہ میں رہنا نہایت نامناسب ہے جبکہ شریکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پرستار ان حق پر کس طرح ظم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں میں بھی ان کے شریک رہوں تو بہتر ہے، چنانچہ وہ فیصلہ کر کے ولید کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ اے ابوشمس! تمہاری پناہ کو میں تمہاری طرف واپس کرتا ہوں، ولید بن مغیرہ نے پوچھا کیوں اے بھتیجے! کیا سبب ہے اگر تو ایسا کرے گا تو ضرور میری قوم کے لوگ تجھے ایذا پہنچائیں گے، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے فقط اللہ کی پناہ کافی ہے میں اس کے سوا کسی اور کی پناہ نہیں چاہتا،

قَالَ: فَأَنْطَلِقُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَأَزِدُّ عَلَيَّ جَوَارِي عِلَانِيَةً كَمَا أَجْزَيْتَكَ عِلَانِيَةً، قَالَ: فَأَنْطَلَقَا فَخَرَجَا حَتَّى أَتَيَا الْمَسْجِدَ، فَقَالَ الْوَلِيدُ: هَذَا عُثْمَانُ قَدْ جَاءَ يَرُدُّ عَلَيَّ جَوَارِي، قَالَ: صَدَقَ، قَدْ وَجَدْتُهُ وَفِيَّا كَرِيمَ الْجَوَارِ وَلَكِنِّي قَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَسْتَجِيرَ بغيرِ اللَّهِ، فَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِ جَوَارَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ عُثْمَانُ،

ولید نے کہا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو پھر کعبۃ اللہ میں جا کر سب لوگوں کے سامنے میری پناہ سے نکلنے کا اعلان کر دو جیسے کہ میں نے اعلان کے ساتھ تم کو پناہ دی تھی، چنانچہ ولید اور عثمان رضی اللہ عنہما دونوں مسجد الحرام میں آئے اور ولید نے پکار کر کہا کہ اے لوگو! یہ عثمان رضی اللہ عنہ میری پناہ کو واپس کرنے آیا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سچ کہتا ہے، اے اہل مکہ! میں نے ولید کو ایک با وفا اور شریف انسان پایا مگر میں خود اس کی پناہ واپس کرتا ہوں کیونکہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی پناہ میں نہیں رہنا چاہتا یہ کہہ کر عثمان رضی اللہ عنہما ہاں سے چلے آئے۔

وَلَيْدُ بْنُ رَبِيعَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ كِلَابٍ فِي مَجْلِسٍ مِنْ قُرَيْشٍ يُنْشِدُهُمْ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ لَيْدٌ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ، قَالَ عُثْمَانُ: صَدَقْتَ، قَالَ (لَيْدٌ): وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ، قَالَ عُثْمَانُ: كَذَبْتَ، نَعِيمُ الْجَنَّةِ لَا يَزُولُ، قَالَ لَيْدٌ بْنُ رَبِيعَةَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشِ، وَاللَّهِ مَا كَانَ يُؤَدَى جَلِيسُكُمْ، فَمَتَى حَدَثَ هَذَا فِيكُمْ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّ هَذَا سَفِيهٌ فِي سَفَهَاءِ مَعَهُ، قَدْ فَارَقُوا دِينَنَا، فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ مِنْ قَوْلِهِ،

اسی زمانے میں جاہلی عرب کے مشہور شاعر ابو عقیل لبید بن ربیعہ عامری جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے مکہ مکرمہ میں آئے ایک دن وہ قریش کی ایک مجلس میں شعر پڑھا تھا عثمان رضی اللہ عنہما بھی وہاں موجود تھے جب لبید نے یہ مصرع پڑھا ”خبر دار رہو اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔“ تو عثمان رضی اللہ عنہما کے منہ سے بے اختیار پکار اٹھے تم نے سچ کہا، جب اس نے دوسرا شعر ”اور ہر نعمت لامحالہ زائل ہونے والی ہے۔“ پڑھا تو عثمان رضی اللہ عنہما پھر بول اٹھے یہ صحیح نہیں ہے جنت کی نعمتیں لازوال ہیں وہ کبھی زائل نہیں ہوں گی، لبید نے قریش کو مخاطب ہو کر کہا اے قریش! اگر یہ شخص اسی طرح مجھے ٹوکتا رہتا تو میں اپنا کلام نہ سنا سکوں گا، قریش میں سے ایک شخص نے کہا یہ ایک جاہل شخص ہے اور چند جاہل بھی اس کے ساتھ ہیں یہ ہمارے آباؤ اجداد کے دین سے جدا ہو گئے ہیں اس کے کہنے کا تم ہر اہم مناؤ،

ہجرت کرنے والوں میں بیاسی یا تراسی مرد اور اٹھارہ یا انیس عورتیں شامل تھیں جن کے اسماء مبارک یہ ہیں۔

مرد	قبیلہ	عورتیں	قبیلہ
سیدنا عثمان بن عفان <small>رضی اللہ عنہ</small>	بنو امیہ	اہلیہ رقیہ بنت محمد رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>	بنو ہاشم
جعفر <small>رضی اللہ عنہ</small> بن ابی طالب	بنو ہاشم	اہلیہ اسماء بنت عمیس	
عمرو <small>رضی اللہ عنہ</small> بن سعید بن العاص	بنو امیہ بن عبد شمس	اہلیہ فاطمہ <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت صفوان	کنانی
خالد <small>رضی اللہ عنہ</small> بن سعید بن العاص	بنو امیہ بن عبد شمس	اہلیہ امیمہ <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت خلف بن اسد	خرزاعیہ
عبد اللہ <small>رضی اللہ عنہ</small> بن جحش	بنو اسد بن خزیمہ	اہلیہ ام حبیبہ <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت ابی سفیان	قریش
قیس <small>رضی اللہ عنہ</small> بن عبد اللہ		اہلیہ برکت <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت یسار	ابوسفیان کی آزاد کردہ لونڈی
جہم <small>رضی اللہ عنہ</small> بن قیس		اہلیہ ام حطرہ <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت عبد الدار	خرزاعیہ
مطلب <small>رضی اللہ عنہ</small> بن ازہر		اہلیہ رملہ <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت ابی عوف	بنوزہرہ
ابوسلمہ <small>رضی اللہ عنہ</small> بن عبد الاسد	بنو مخزوم	اہلیہ ام سلمہ	بنو مخزوم
ابوسرقہ بن ابی رہم <small>رضی اللہ عنہ</small>	بنو عامر بن لوی	اہلیہ ام کلثوم <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت سہیل	بنو عامر بن لوی
سلیط <small>رضی اللہ عنہ</small> بن عمر	بنو عامر بن لوی	اہلیہ سودہ <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت زمعہ	بنو عامر بن لوی
مالک <small>رضی اللہ عنہ</small> بن زمعہ	بنو عامر بن لوی	اہلیہ عمرو <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت سعدی	بنو عامر بن لوی
سویط بن عبد الدار <small>رضی اللہ عنہ</small>	بنو عبد الدار	اہلیہ حرمہ بنت مالک	خرزاعیہ
حاطب <small>رضی اللہ عنہ</small> بن الحارث		اہلیہ فاطمہ <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت مہلل	
خطاب <small>رضی اللہ عنہ</small> بن الحارث		اہلیہ کلیبہ بنت یسار	
سفیان بن معمر		اہلیہ حسہ <small>رضی اللہ عنہا</small>	
حارث <small>رضی اللہ عنہ</small> بن خالد بن صخر		اہلیہ رلیطہ <small>رضی اللہ عنہا</small> بنت حارث	

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خاص اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے اپنی اہلیہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں حصہ لیا، چنانچہ خود فرماتے ہیں

هَاجَرْتُ الْهَجْرَتَيْنِ الْأُولَيْنِ

میں نے پہلی دونوں ہجرتوں میں حصہ لیا۔^①

حبشہ اور مدینہ منورہ کی یہ دو ہجرتیں اسلام میں ایک بڑا مقام رکھتی ہیں، چنانچہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا واقعہ مذکور ہے۔

قَالَ فَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا، عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجِرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: الْحُبَشِيَّةُ هَذِهِ؟ الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ؟ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهَجْرَةِ، فَتَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ، وَقَالَتْ كَلِمَةً: كَذَبْتَ يَا عُمَرُ كَلًّا، وَاللَّهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعْطُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارٍ، أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعْدَاءِ الْبُغَضَاءِ فِي الْحُبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللَّهِ وَفِي رَسُولِهِ، وَإِنَّمَا اللَّهُ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّىٰ أَذْكَرَ مَا قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذِي وَنُخَافُ، وَسَأَذْكَرُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ، وَاللَّهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَىٰ ذَلِكَ،

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جو ہمارے ساتھ آئی تھیں وہ زوجہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ملاقات کرنے لئے حاضر ہوئیں اور اس نے مہاجرین کے ساتھ نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے پاس اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو کہا یہ کون ہے؟ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ حبشہ بحر یہ ہے، اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہم تم سے زیادہ رسول اللہ کے حقدار ہیں، یہ بات سن کر وہ ناراض ہو گئیں اور ایک بات کہی کہ اے عمر! آپ نے غلط کہا ہے، ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جو تمہارے بھوکوں کو کھلاتے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت کرتے تھے اور ہم ایسے علاقے میں تھے جو دور دراز اور دشمن ملک حبشہ میں تھے اور وہاں صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے تھے، اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہ کوئی کھانا کھاؤں گی اور نہ پینے کی کوئی چیز پیوں گی جب تک آپ کی یہی بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے نہ کر لوں، اور ہمیں تکلیف دی جاتی تھی اور ڈرایا جاتا تھا، میں عنقریب رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کروں گی اور آپ ﷺ سے اس بارے میں سوال کروں گی، اور اللہ کی قسم! نہ میں جھوٹ بولوں گی نہ بے راہ چلوں گی اور نہ ہی اس پر کوئی زیادتی کروں گی،

قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ بِأَحَقُّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلَا أَصْحَابِهِ هَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ، أَهْلُ السَّفِينَةِ، هَجْرَتَانِ قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَىٰ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا، يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَغْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ أَبُو بُرَيْدَةَ: فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَىٰ، وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنِّي

جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اسماء نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے (قرب کے) حقدار نہیں اس نے اس کے ساتھیوں نے ایک مرتبہ ہجرت کی تمہارے اور کشتی والوں کے لئے دو ہجرتیں ہیں، اسماء نے کہا تحقیق میں نے ابو موسیٰ اور کشتی والوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس گروہ درگروہ آتے اور وہ یہ حدیث سنتے تھے، دنیا کی کوئی چیز انہیں اس سے زیادہ خوش کرنے والی اور اس فرمان نبی ﷺ سے زیادہ عظمت والی ان کے ہاں نہ تھی، اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ یہ حدیث مجھ سے بار بار دہرایا کرتے تھے۔^①

حبشہ میں قیام کے دوران اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے تین بچے محمد بن جعفر، عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اور عون بن جعفر پیدا ہوئے۔
ریطہ بنت حارث کے بطن سے چار بچے موتی، عائشہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئے۔
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے زینب پیدا ہوئیں جو رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ کہلائیں۔
امیمہ بنت خلف کے بطن سے دو بچے ایک لڑکا سعید اور ایک لڑکی ام خالد پیدا ہوئی جس سے بعد میں زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔
رملہ رضی اللہ عنہا بنت عون کے بطن سے عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوئے۔

اور علمائے تاریخ نے رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھا ہے
وَهَا جَرَتْ مَعَهُ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ الْهَجْرَتَيْنِ، وَكَانَتْ قَدْ أَشْقَطَتْ مِنْ عُثْمَانَ سَقَطًا، ثُمَّ وَلَدَتْ بَعْدَ ذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ، وَكَانَ عُثْمَانُ يُكْنَى بِهِ فِي الْإِسْلَامِ
انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی، حبشہ میں قیام کے دوران رقیہ بنت محمد ﷺ کے ہاں ایک ناتمام بچہ پیدا ہوا اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک اور بچہ عطا فرمایا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا، اس لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی کنیت ابو عبد اللہ رکھتے تھے۔^②

تزوج عثمان رقیة، وهاجر بها إلى الحبشة، فولدت له عبد الله هناك
ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور ان کے ساتھ ہی حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبد اللہ پیدا ہوئے۔^③

یہی عبد اللہ بعد میں عبد اللہ الاکبر کے نام سے مشہور ہوا۔

عبد اللہ الاکبر کے بارے میں مورخین لکھتے ہیں

وَبَلَغَ سِتِّ سِنِينَ فَفَقَرَهُ دِيكٌ فِي وَجْهِهِ فَمَاتَ، وَلَمْ تَلِدْ لَهُ شَيْئًا بَعْدَ ذَلِكَ
چھ برس کی عمر میں ایک روز ایک مرغ نے اس کو ٹھونگ ماری جس سے زخم ہو کر ان کا چہرہ متورم ہو گیا اور پھر اسی مرض میں ان کا انتقال ہو گیا، ان کا انتقال جمادی الاولیٰ چار ہجری میں ہوا اس کے بعد رقیہ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

① صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل جعفر بن أبي طالب وأسماء بنت عميس وأهل سفينةهم رضي الله عنهم ۲۳۱

② اسد الغابہ ۳/۳۳۱، تفسیر القرطبی ۲/۲۲۲، البداية والنهاية ۲/۲۱۹

③ الإصابة في تمييز الصحابة ۸/۳۸، لاستيعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۸۰

ابن جریر طبری نے محمد بن عمرو اقدی جو کہ ایک مسلمہ کذاب تھا کے حوالے سے لکھا ہے
 فبلغ عبد الله ست سنين، فنقره ديك على عينه، فرض فمات في جمادى الأولى سنة أربع من الهجرة، فصلى عليه
 رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ونزل في حفرته عثمان رضي الله عنه
 پس عبد اللہ جب چھ سال کے ہوئے تو ایک مرغ نے ان کی آنکھ پر ٹھونگا ماری جس سے وہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں چار ہجری میں وہ انتقال
 کر گئے، نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں قبر میں اتارا۔^۱
 علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں

فبلغ الغلام ست سنين: فنقر عينه ديك، فورم وجهه ومرض ومات، وكان موته في جمادى الأولى سنة أربع
 جب بچہ چھ برس کا ہوا تو ایک راز ایک مرغ نے اس کی آنکھ میں ٹھونگا ماری جس سے زخم ہو گیا اور اس کا چہرہ متورم ہو گیا اور اسی مرض میں
 ہی اس کا انتقال ہو گیا اس کا انتقال جمادى الاولی چار ہجری میں ہوا۔^۲

مگر روایت کا یہ حصہ ایک خاص مقصد کے تحت بنایا گیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ آپ ﷺ کے نواسے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ رسول
 اللہ ﷺ کا کوئی اور نواسہ زندہ نہیں رہا ہذا اسادات کا سلسلہ (اگر بیٹی کی طرف سے چلتا ہے) تو صرف اولاد فاطمہ میں رہے اور رسول
 اللہ ﷺ کی کسی بیٹی کی اولاد اسادات میں شمار نہ ہو سکے، اب غور فرمائیں تمام اہل سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہجرت حبشہ پانچ بعثت نبوی
 میں ہوئی تھی، اس لحاظ سے تو عبد اللہ کی عمر دس بارہ برس بنتی ہے نہ کہ چھ سال، معلوم نہیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ جیسے
 محققین نے ان کی عمر چھ سال کس طرح لکھ دی، اور اس سے زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے تو ان کا چار سال کی
 عمر میں وفات پانا لکھ دیا ہے، جب تقویمی حساب سے عبد اللہ بن رقیہ کی عمر دس بارہ برس ثابت ہوتی ہے تو اس عمر کے جوان بچے کو مرغ
 ٹھونگ کیسے مار سکتا ہے،

ابن قتیبة الدينوري نے تو اور ہی گل کھلائے ہیں لکھتے ہیں

فولد عثمان عبد الله الأكبر أمه: فاختة بنت غزوان وعبد الله الأصغر أمه رقية بنت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے صاحب زادے عبد اللہ الاکبر کی والدہ کانام فاختہ بنت غزوان تھا اور عبد اللہ الاصغر کی والدہ کانام رقیہ بنت
 رسول اللہ ﷺ تھا۔^۳

حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی پہلی شادی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ سے ہوئی اور سب سے پہلا لڑکا جو آپ کے
 ہاں پیدا ہوا وہ عبد اللہ بن رقیہ تھا، اس لحاظ سے عبد اللہ الاکبر وہ لڑکا ہوا نہ کہ وہ لڑکا جو بعد میں آپ کی زوجہ فاختہ بنت غزوان کے بطن سے

۱ تاریخ طبری ۴/۱۹۱

۲ أسد الغابة في معرفة الصحابة ۱/۱۱۳

۳ المعارف ۱/۱۹۸

پیدا ہوا، کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ بڑے بیٹے کو الا صغر کہا جائے اور چھوٹے بیٹے کو الا کبر کہا جائے۔
اور مسعودی کا بیان ہے

وكان له من الولد عبدالله الاكبر وعبدالله الاصغروا مهمارقية بنت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اور آپ کی اولاد میں سے ایک عبد اللہ الاکبر اور دوسرے عبد اللہ الا صغرہ تھے ان دونوں کی والدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تھیں۔^①
اور لکھتے ہیں

وكان عبدالله الاكبر يلقب بالمطرف بجماله وحسنه وكان كثير التزوج، كثير الطلاق
اور عبد اللہ الاکبر کا لقب اس کے حسن و جمال کی وجہ سے مطرف تھا اور انہوں نے بہت شادیاں کی تھیں اور بہت عورتوں کو طلاق دی تھی۔^②
اور لکھتے ہیں

وبلغ عبدالله الاصغر من السن ستا وسبعين عامة، فنقره دبك في عينه وكان ذالك سبب موته
عبد اللہ الا صغر جب ۶۷ برس کے ہوئے تو ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں ٹھونکا مارا جو ان کی موت کا سبب بنا۔^③
مسعودی کی اس تحریر سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے صاحب زادے عبد اللہ الاکبر چھ برس کی عمر میں
وفات نہیں پا گئے تھے بلکہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچے اور انہوں نے بہت شادیاں کیں اور بہت سی بیویوں کو طلاق بھی دی، چنانچہ جب عبد اللہ
الاکبر نے بہت شادیاں کیں تو ان سے اولاد بھی ہوئی ہوگی اور تاریخ میں یہ شہادت موجود ہے کہ ان کی نسل چلی اور آج تک موجود ہے، انہی
عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی شاگردی کا شرف علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین رضی اللہ عنہ) کو بھی حاصل ہے، چنانچہ شیخ الاسلام علامہ ابن
تیمیہ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں

وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَبُنُ كِبَارِ التَّابِعِينَ وَسَادَاتِهِمْ عَالِمًا وَدِينًا، أَخَذَ عَنْ أَبِيهِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَأَبِي
رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ وَصَفِيَّةَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَعَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَسَعِيدِ
بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَذَكَوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ وَعَبْرِهِمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ
لیکن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کبار تابعین اور علم و دین کے لحاظ سے اہم شخصیتوں میں سے تھے، انہوں نے اپنے باپ حسین بن علی رضی اللہ عنہ، ابن
عباس رضی اللہ عنہ، مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین، مروان بن
الحکم رضی اللہ عنہ، سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ذکوان سے علم حاصل کیا تھا۔^④

① مروج الذهب ۳/۳۲۱

② مروج الذهب ۳/۳۲۱

③ مروج الذهب ۳/۳۲۱

④ منہاج السنہ ۲/۲۸

قبیلہ	مرد	قبیلہ	مرد
بنو نفل بن عبد مناف	عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزو ان	بنو اسد بن خزیمہ	عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جحش
بنی عبد بن قصی	طلبہ رضی اللہ عنہ بن عمیر	بنو اسد بن عبد العزیٰ	زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما
بنو زہرہ	عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما	بنو زہرہ	عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما
ہذیل	عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہما	ہذیل	عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما
بنو جح	عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہما	ہذیل	مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ
بنو جح	قدامہ بن مطعون رضی اللہ عنہ	بنو جح	سائب بن عثمان رضی اللہ عنہ
بنو عبد الدار	عمرو رضی اللہ عنہ بن جہم	بنو عبد الدار	مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما
بنو عبد الدار	فراس رضی اللہ عنہ بن النضر بن حارث	بنو عبد الدار	ابو الروم بن عمیر رضی اللہ عنہما
بنو تمیم	عمیر بن رباب سہمی رضی اللہ عنہما	بنو تمیم	خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ
بنو تمیم	عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہما	بنو تمیم	قیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہما
بنو تمیم	ہشام بن العاص سہمی رضی اللہ عنہما	بنو تمیم	عبد اللہ بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما
بنو تمیم	حارث بن الحارث بن قیس سہمی رضی اللہ عنہما	بنو تمیم	ابو قیس بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما
بنو تمیم	بشر بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما	بنو تمیم	معمر بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما
بنو تمیم	سعید بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما	بنو تمیم	سعید بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہما
بنو عامر بن لوی	عبد اللہ مخزومہ رضی اللہ عنہ	بنو تمیم	سائب بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما
بنو عامر بن لوی	ابو حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہما	بنو عامر بن لوی	عبد اللہ بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہما
بنو حارث بن فہر	ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہما	بنو عامر بن لوی	سعد بن خولہ رضی اللہ عنہما
بنو حارث بن فہر	سہیل بن بیضیٰ رضی اللہ عنہما	بنو حارث بن فہر	حارث بن عبد قیس رضی اللہ عنہما
بنو حارث بن فہر	عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہما	بنو حارث بن فہر	عمرو بن ابی سرح رضی اللہ عنہما
بنو حارث بن فہر	عثمان بن عبد غنم	بنو حارث بن فہر	عمرو بن الحارث بن زہیر رضی اللہ عنہما
	عمرو رضی اللہ عنہ بن عثمان	بنو حارث بن فہر	سعد بن عبد قیس رضی اللہ عنہما

معتب بن عوف رضی اللہ عنہما	شماس رضی اللہ عنہ (عثمان بن عبد الشریف)		
ہبار رضی اللہ عنہ بن سفیان بن عبد الاسد	عبد اللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ		
ہشام بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ	سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ		
عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہما	محمد بن حاطب رضی اللہ عنہما		
جنادہ بن سفیان رضی اللہ عنہ	حارث بن حاطب رضی اللہ عنہما		
جابر بن سفیان رضی اللہ عنہ	شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما		
عثمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما	محمد بن جزء رضی اللہ عنہما		
معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	عروہ بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما		
عدی بن نضلہ رضی اللہ عنہما	نعمان بن عدی رضی اللہ عنہما		
عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہما	ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ		
اسود بن زوفل رضی اللہ عنہما	یزید بن زمرہ رضی اللہ عنہما		
عمر بن امیہ رضی اللہ عنہما	سوسط بن سعد رضی اللہ عنہما		
معیقب بن ابی فاطمہ دوسی رضی اللہ عنہما			

①

کفار مکہ کے ہوشیار اور چوکنا ہونے کے باوجود جب ایک بڑی تعداد میں مسلمان مرد و عورتیں ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر باحفاظت حبشہ چلے گئے تو وہ سٹپٹا گئے چنانچہ اس صورت حال میں مشاورت کے لئے دار الندوہ میں اجتماع منعقد ہوا، جس میں بحث ہوئی کہ اگر اس طرح مسلمان تھوڑے تھوڑے کر کے حبشہ میں جمع ہوتے چلے گئے جہاں نجاشی ان پر مہربان ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اسے ساتھ ملا کر مکہ پر ہی قبضہ کرنے کی کوشش کریں، کافی غور و حوض کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان لوگوں کی واپسی کے لئے جلد از جلد دو سجدہ ار آدمیوں کو نجاشی کے دربار میں بھیجا جائے تاکہ مسلمان ایک جگہ جمع نہ ہو سکیں اور نہ ہی اسلام کی تبلیغ سے وہاں اپنی تعداد بڑھا سکیں،

ثُمَّ بَعَثُوا بِذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، وَأَمْرُوهُمَا بِأَمْرِهِمْ، وَقَالُوا لَهُمَا: اذْفَعَا إِلَى كُلِّ بَطْرِيقٍ هَدَيْتَهُ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَا النَّجَاشِيَّ فِيهِمْ ثُمَّ قَدِّمَا إِلَى النَّجَاشِيَّ هَدَايَاهُ، ثُمَّ سَلَاهُ أَنْ يُسَلِّمَهُمْ إِلَيْكُمَا قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَهُمْ
یہ قرار در منظور ہونے پر اس مقصد کے لئے گہری سمجھ بوجھ کے مالک عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص کو سفارتی مہم کے لئے منتخب

ابن ہشام ۳۲۳، عیون الاثر ۳۶۱

کیا گیا اور انہیں گرانقدر اور قیمتی تحائف دے کر جلد سے جلد روانہ کر دیا گیا تا کہ نجاشی اور اس کے تمام افسروں اور ارکان سلطنت کو وہ تحفے تقسیم کریں اور کہہ دیا کہ نجاشی اور اس کے لوگوں کو یہ تحفے دے کر ان سے درخواست کرنا کہ مسلمانوں کو تمہارے ساتھ روانہ کر دے اور اس طرح یہ کاروائی کرنا کہ مسلمانوں سے وہ کچھ دریافت نہ کر پائے۔^۱

مشرکین نجاشی کے دربار میں:

فَخَرَجَا حَتَّى قَدِمَا عَلَى النَّجَاشِيِّ، وَخَشِنُ عِنْدَهُ بِخَيْرِ دَارٍ، عِنْدَ خَيْرِ جَارٍ، فَلَمْ يَبْقَ مِنْ بَطَارِقَتِهِ بِطَرِيقٍ إِلَّا دَفَعَا إِلَيْهِ هَدِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يَكْتُمَا النَّجَاشِيَّ، وَقَالَا لِكُلِّ بِطَرِيقٍ مِنْهُمْ: إِنَّهُ قَدْ صَوَى إِلَى بَلَدِ الْمَلِكِ مَنَا غِلْمَانٌ سَفَهَاءُ، فَارْتُقُوا دِينَ قَوْمِهِمْ، وَلَمْ يَدْخُلُوا فِي دِينِكُمْ، وَجَاءُوا بِدِينِ مُبْتَدِعٍ، لَا نَعْرِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتُمْ، وَقَدْ بَعَثْنَا إِلَى الْمَلِكِ فِيهِمْ أَشْرَافَ قَوْمِهِمْ لِيُرِدُّهُمْ إِلَيْهِمْ، فَإِذَا كَلَّمْنَا الْمَلِكَ فِيهِمْ، فَأَشْبِهُوا عَلَيْهِ بِأَنْ يُسَلِّطَهُمْ إِلَيْنَا وَلَا يُكَلِّمَهُمْ، فَإِنَّ قَوْمَهُمْ أَعْلَى بِهِمْ عَيْنًا، وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوا عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا لَهُمَا: نَعَمْ

یہ دونوں نجاشی کے پاس آئے اور نجاشی سے ملنے سے پہلے اس کے دربار کے تمام مصاحبین کو تحائف کو تحفے اور ہدیے دیئے، اور ان سے کہا ہمارے شہر سے چند جاہل نوعمر لوگ اپنے آباؤ اجداد کا قدیمی دین و مذہب ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور وہ تمہارے دین نصرانیت میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور ایک ایسا نیا مذہب اختیار کر لیا ہے کہ جس کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ تم جانتے ہو، ہم بادشاہ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ان لوگوں کو بادشاہ ہمارے ساتھ روانہ کر دے، جب ہم ان سے متعلق بادشاہ سے بات چیت کریں تو ہماری حمایت میں بولنا کہ وہ ان سے بات چیت کیے بغیر ہمارے حوالے کر دے کیونکہ ان کے سردار ہی ان سے متعلق بخوبی جانتے ہیں کہ انہیں مطمع نظر کیوں بنایا جا رہا ہے، چنانچہ انہوں نے اس بات کی ہامی بھری،

ثُمَّ إِهْمَمَا قَدَمًا هَذَا يَاهُمَا إِلَى النَّجَاشِيِّ فَقَبِلَهَا مِنْهُمَا، ثُمَّ كَلَّمَاهُ فَقَالَ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ، إِنَّهُ قَدْ صَوَى إِلَى بَلَدِكَ مَنَا غِلْمَانٌ سَفَهَاءُ، فَارْتُقُوا دِينَ قَوْمِهِمْ، وَلَمْ يَدْخُلُوا فِي دِينِكَ، وَجَاءُوا بِدِينِ ابْتَدِعُوهُ، لَا نَعْرِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ، وَقَدْ بَعَثْنَا إِلَيْكَ فِيهِمْ أَشْرَافَ قَوْمِهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَعْمَامِهِمْ وَعَشَائِرِهِمْ لِيُرِدُّهُمْ إِلَيْهِمْ، فَهَمُّ أَعْلَى بِهِمْ عَيْنًا، وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوا عَلَيْهِمْ وَعَابَتِبُوهُمْ فِيهِ، فَقَالَتْ بَطَارِقَتُهُ حَوْلَهُ: صَدَقَا أَيُّهَا الْمَلِكُ قَوْمُهُمْ أَعْلَى بِهِمْ عَيْنًا، وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوا عَلَيْهِمْ فَاسْلُطْهُمْ إِلَيْنَا فَلْيُرِدُّهُمْ إِلَى بِلَادِهِمْ وَقَوْمِهِمْ

جب یہ لوگ نجاشی کے دربار میں باریاب ہوئے تو حسب دستور اسے سجدہ کیا اور اس کے حضور تحائف اور ہدایا نذر کیے جو اس نے قبول کر لیے پھر ان سے گفتگو کی، انہوں نے عرض کیا اے شاہ حبشہ نجاشی! ہماری قوم میں سے چند نوعمر جہلاء اپنے قومی مذہب کو ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور نہ ہم اور نہ ہی وہ آپ کے دین نصرانیت میں داخل ہوئے ہیں، وہ ایک ایسے نئے مذہب کے پیروکار ہو گئے ہیں جن کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ جانتے ہیں، ہم دونوں کو ان کے عزیز و اقارب اور ہماری قوم کے سرداروں اور گھر کے سربراہوں نے مکہ مکرمہ سے اس لیے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرمادیں ہم خود ان لوگوں سے نیٹ لیں گے، اہل مکہ کے سفیروں کی بات سن

کرنجاشی نے رائے لینے کے لئے مقررین اور مصاحبین کی طرف دیکھا، کفار مکہ کے تخائف نے ان کی زبان بند کر دی تھی اس لئے ایک طرفہ فیصلہ کرتے ہوئے بولے اے نجاشی ان افراد کی کاروائیوں کے بارے میں ان کی قوم قبیلے کے افراد زیادہ بہتر جانتے ہیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ ان افراد کو یہاں سے واپس کر دیا جائے تو ان کی قوم اپنے عزیز واقارب سے خود ہی نپٹ لیں گے،

فَعَصَبَ النَّجَاشِيَّ، ثُمَّ قَالَ: لَهَا اللَّهُ، إِذَنْ لَا أُسَلِّمُهُمْ إِلَيْهَا، وَلَا يَكَاذُ قَوْمٌ جَاوِرُونِي، وَزَلُّوا بِلَادِي، وَاخْتَارُونِي عَلَى مَنْ سِوَايَ، حَتَّى أَدْعُوهُمْ فَأَسْأَلَهُمْ عَمَّا يَقُولُ هَذَا فِي أَمْرِهِمْ، فَإِنْ كَانُوا كَمَا يَقُولَانِ أَسَلْتَهُمْ إِلَيْهَا، وَرَدَدْتُهُمْ إِلَى قَوْمِهِمْ، وَإِنْ كَانُوا عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ مَنَعْتُهُمْ مِنْهَا، وَأَحْسَنْتُ جِوَارَهُمْ مَا جَاوَرُونِي

نجاشی ایک طرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے درباریوں کی رائے سن کر بہت غصہ ہوا اور بولا یہ کیسے ممکن ہے کہ جو لوگ اپنا وطن چھوڑ کر میرے علاقہ میں آ کر پناہ لیں اور میں بغیر کسی تحقیق اور تفتیش کے ان کے مخالفوں کے حوالے کر دوں ہم دوسری طرف کی بات بھی سنیں گے اور پھر کوئی فیصلہ کریں گے، اگر ان لوگوں کی بات صحیح ہے تو ان افراد کو ان کے حوالے کر دیا جائے گا اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہوئی تو ہم ان لوگوں کو یہاں رہنے کی مکمل آزادی فراہم کر کے ہر سہولت مہیا کریں گے، کیونکہ اس فیصلہ سے حقیقت حال واضح ہونے کا امکان تھا اس لئے عمرو بن عاص اور اس کے ساتھی کو نجاشی کا یہ فیصلہ بہت شاق اور گراں گزر اگر اس کا اظہار کیسے کر سکتے تھے،

قَالَتْ ثُمَّ أُرْسِلَ إِلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُمْ، فَأَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولُهُ اجْتَمَعُوا، ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَا تَقُولُونَ لِلرَّجُلِ إِذَا جِئْتُمُوهُ؟ قَالُوا: نَقُولُ: وَاللَّهِ مَا عَلِمْنَا، وَمَا أَمَرْنَا بِهِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ فِي ذَلِكَ مَا هُوَ كَائِبٌ، فَأَمَّا حَضَرُوا صَاحِبَ جَعْفَرٍ بِالْبَابِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ حِزْبَ اللَّهِ، فَقَالَ النَّجَاشِيَّ مَرُوا هَذَا الصَّاحِخَ فَلْيَعِدْ كَلَامَهُ، فَفَعَلَ جَعْفَرٌ، فَقَالَ النَّجَاشِيَّ نِعْمَ فَلْيَدْخُلُوا بِأَمَانِ اللَّهِ وَذِمَّتِهِ، ثُمَّ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَلَمْ يَسْجُدُوا لَهُ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نجاشی کے حکم پر مہاجرین کو دربار میں بلوایا گیا جب بلانے والا ان کے پاس آیا تو یہ سب جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ بادشاہ کے سامنے کیا کہنا چاہیے آخر سب کی یہی رائے ہوئی کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہی کہیں اور جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا ہے وہی بیان کریں جو کچھ ہونے والا ہے وہی ہوگا، جب یہ لوگ آئے تو ان لوگوں کے امیر جعفر رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے دربار کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا اے بادشاہ سلامت! آپ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے اللہ کی جماعت اجازت کی منتظر ہے، یہ کلمات سن کر نجاشی نے کہا اس طرح اجازت چاہنے والوں کو کہو وہی کلمات وہ دوبارہ دہرائیں، چنانچہ جعفر رضی اللہ عنہ نے پھر بلند آواز سے کہا اے بادشاہ سلامت! آپ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے اللہ کی جماعت اجازت کی منتظر ہے، نجاشی نے کہا ہاں ان کو اللہ تعالیٰ کے امن و امان کے ساتھ دربار میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے، اجازت ملنے پر مہاجرین دربار میں داخل ہوئے جہاں قریش کے نمائندے موجود اور بہت سے علماء اپنی کتابوں کے ساتھ موجود تھے مگر شاہی آداب کے مطابق نجاشی کو تعظیمی سجدہ نہیں کیا،

فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ يَسْتَكْبِرُونَ أَنْ يَسْجُدُوا لَكَ، فَقَالَ لَهُمُ النَّجَاشِيَّ مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تَسْجُدُوا لِي وَتُحْيُونَ بِالتَّحِيَةِ الَّتِي يَحْيِينِي بِهَا مَنْ أَتَى مِنَ الْأَفَاقِ، قَالُوا نَسْجُدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَكَ وَمَلَكًا وَإِنَّمَا كَانَتْ تِلْكَ التَّحِيَّةَ لَنَا وَنَحْنُ نَعْبُدُ الْأَوْثَانَ فَبَعَثَ اللَّهُ فِيْنَا نَبِيًا صَادِقًا وَأَمَرْنَا بِالتَّحِيَةِ الَّتِي رَضِيَهَا اللَّهُ وَهِيَ السَّلَامُ تَحِيَّةَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَعَرَفَ

النَّجَاشِيِّ أَنْ ذَلِكَ حَقٌّ وَأَنَّهُ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ، قَالَ إِنَّكَ مَلِكٌ مِنْ مُلُوكِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَمَنْ أَهْلُ الْكِتَابِ وَلَا يَصِلُحُ عِنْدَكَ كَثْرَةُ الْكَلَامِ وَلَا الظُّلْمُ وَأَنَا أَحَبُّ أَنْ أُجِيبَ عَنْ أَصْحَابِي فَمَرَّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَلَيْسَتْكُمَّ أَحَدُهُمَا وَلِيَنْصِتَ الْآخَرَ

عمر بن العاص نے کہا آپ نے ان کا تکبر و غرور کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کو تعظیمی سجدہ تک نہیں کیا، نجاشی نے جعفر اور ان کی جماعت سے کہا تم نے میرے دربار کے دستور کے مطابق مجھے تعظیمی سجدہ کیوں نہیں کیا، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سجدہ صرف اس اللہ تعالیٰ ہی کو کرتے ہیں جو ہمارا خالق اور مالک ہے ایسا سجدہ ہم دور جاہلیت میں کرتے تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک سپا رسول بھیجا ہے جس نے ہمیں سلام کرنے کا وہ طریقہ سکھایا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور وہ آپس میں سلام کرنے کا اہل جنت کا طریقہ ہے، نجاشی نے کہا یہ درست ہے کیونکہ تورات و انجیل میں یہی طریقہ بیان ہوا ہے، پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ بادشاہ ہیں اور دربار میں لمبی گفتگو مناسب نہیں اور آپ کے دربار میں ظلم کا بھی خطرہ نہیں آپ ان دونوں سفیروں کو حکم فرمائیں کہ ان دونوں میں سے کوئی اپنا مقصد بیان کرے پھر آپ ہماری گزارشات بھی سن لیں گے،

فَقَالَ عَمْرُو لَجَعْفَرٍ تَكَلَّمْ، فَقَالَ جَعْفَرُ لِلنَّجَاشِيِّ سَلْ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ أَعْبِيدَ نَحْنُ أَمْ أَحْرَارُ فَإِنْ كُنَّا عِبِيدًا أَبْقَنَا مِنْ أَرْبَابِنَا فَارْدَدْنَا إِلَيْهِمْ؟ قَالَ عَمْرُو: بَلْ أَحْرَارٌ كِرَامٌ، قَالَ جَعْفَرٌ: سَلْ هَذَا الرَّجُلَ: هَلْ أَهْرَفْنَا دَمًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَادْفَعْنَا إِلَى أَهْلِ الدَّمِّ؟ فَقَالَ: وَلَا قَطْرَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دَمٍ، ثُمَّ قَالَ جَعْفَرٌ: سَلْ هَذَا الرَّجُلَ: أَخَذْنَا أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ فَعِنْدَنَا قِصَاصٌ؟ فَقَالَ عَمْرُو: وَلَا قِيرَاطٌ، فَقَالَ النَّجَاشِيُّ: مَا تَطْلُبُونَ مِنْهُمْ بِهِ؟

عمر بن عاص نے جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا بولو! کیا بولنا چاہتے ہو؟ جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی سے مخاطب ہو کر کہا آپ ان سے دریافت کریں ہم آزاد ہیں یا غلام؟ اگر ہم غلام ہیں اور اپنے مالکوں سے بھاگ کر آئے ہیں تو آپ ہمیں ان کے حوالے کر دیں، عمر بن عاص نے جواب دیا یہ غلام نہیں بلکہ ایک باوقار آزاد لوگ ہیں، پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا اس شخص سے دریافت فرمائیں کیا ہم نے کسی کا ناحق قتل کیا ہے کہ ہمیں قصاص کے لئے طلب کیا جا رہا ہے؟ عمر بن عاص نے جواب دیا نہیں ان لوگوں نے کسی کے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم نے کسی کا مال دیا ہے جس کا ادکارنا ہمارے ذمہ لازم ہے؟ عمر بن عاص نے جواب دیا نہیں انہوں نے کسی کی ایک دمڑی بھی نہیں دینی، نجاشی نے کہا پھر تم ان سے کیا چاہتے ہو؟

قَالَ عَمْرُو: فَكُنَّا نَحْنُ وَهُمْ عَلَى دِينٍ وَاحِدٍ وَأَمْرٍ وَاحِدٍ فَتَرَكُوهُ وَلَزِمْنَا، فَقَالَ لَهُمْ: مَا هَذَا الدِّينُ الَّذِي قَدْ فَارَقْتُمْ فِيهِ قَوْمَكُمْ، وَلَمْ تَدْخُلُوا (بِهِ) فِي دِينِي، وَلَا فِي دِينِ أَحَدٍ مِنْ هَذِهِ الْمِلَلِ؟ فَقَالَ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ، كُنَّا قَوْمًا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ تَعْبُدُ الْأَصْنَامَ، وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ وَنَأْتِي الْفَوَاحِشَ، وَنَقْطَعُ الْأَرْحَامَ، وَنُسِيءُ الْجُورَ، يَأْكُلُ الْقَوِيُّ مِمَّا الضَّعِيفُ، فَكُنَّا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْنَا رَسُولًا مِّنَّا نَعْرِفُ نَسَبَهُ، وَصِدْقَهُ، وَأَمَانَتَهُ، وَعَقَافَتَهُ

عمر بن عاص نے جواب دیا پہلے ہم اور یہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کے پیروکار تھے اب انہوں نے وہ چھوڑ کر دوسرا نیا دین اختیار کر لیا ہے، نجاشی

نے جعفر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا سچ بتاؤ وہ کونسا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے اور اپنی قوم کا مذہب چھوڑ دیا ہے اور کسی مذہب (عیسائیت، یہودیت) میں بھی شامل نہیں ہوئے؟ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا اے بادشاہ! ہم جاہلیت میں غرق تھے، بت پرستی ہمارا شعار تھا، ہم مردار کھاتے اور ہر طرح کی بے حیائیوں میں مبتلا تھے، ہم قرابت داروں سے قطع تعلق کرتے اور ہمسائیوں سے بدسلوکی کرتے تھے، ہم میں جو طاقت ور ہوتا وہ چاہتا تھا کہ کمزور کو کھاجائے، ہم اسی طرح کے بدترین حال میں مست تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمارے حال پر رحم و کرم فرمایا اور ہم میں سے اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا جس کے حسب و نسب، بچپن سے پاکیزہ اخلاق و کردار، پاکدامنی اور عفت، کاروباری معاملات میں راست بازی، لوگوں کی امانتوں میں دیانتداری کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ ﴿۱﴾

فَقَالَ النَّجَاشِيُّ لْجَعْفَرِ مَاذَا يَقُولُ لَكُمْ هَذَا الرَّجُلُ وَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ وَمَا يَنْهَاهُمْ عَنْهُ، فَذَعَانَا إِلَى اللَّهِ لِنُوحِدَهُ، وَنَعْبُدَهُ، وَنُخْلَعَ مَا كُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَأَبَاؤُنَا مِنْ دُونِهِ مِنَ الْحِجَازَةِ وَالْأَوْثَانِ، وَأَمَرَنَا بِصَدَقِ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَصَلَةِ الرَّحِمِ، وَحُسْنِ الْجُورِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ، وَالِدَّمَاءِ، وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ، وَقَوْلِ الزُّورِ وَأَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ، وَقَذْفِ الْمُخَصَّنَةِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَأَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةِ، وَالصِّيَامِ، قَالَ: فَعَدَّدَ عَلَيْهِ أُمُورَ الْإِسْلَامِ

نجاشی نے کہا یہ آدمی تمہیں کیا دعوت دیتا ہے؟ تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے اور کس چیز سے منع کرتا ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں بے جان بتوں کی پرستش سے روکا اور اللہ وحدہ لا شریک کی طرف بلا دیا اور اسی کی عبادت و بندگی کا حکم دیا اور پتھروں اور بتوں کی جسے ہم اور ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے تھے بندگی سے منع کیا اور حکم دیا کہ ہم سچ بولیں، امانتوں کو ادا کریں اور قطع رحمی کے بجائے صلہ رحمی کریں اور اپنے ہمسائے سے نیک سلوک رکھیں، اور محارم کا لحاظ رکھیں اور خون ریزی نہ کریں اور فسق و فجور سے باز رہیں اور جھوٹی گواہی نہ دیں اور یتیم کا مال ہڑپ نہ کر جائیں اور کسی پاک دامن پر تہمت نہ لگائیں، اور ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ وحدہ لا شریک کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، اور ہمیں حکم دیا کہ ہم نماز قائم کریں اپنے پاکیزہ اموال میں سے زکوٰۃ ادا کریں اور روزے رکھیں، اس طرح جعفر رضی اللہ عنہ نے بڑے مدلل اور بہترین انداز سے اسلام سے قبل اور بعد کے حالات اور اسلامی تعلیمات کا ذکر کیا،

فَصَدَّقْنَاهُ وَأَمَّنَّا بِهِ وَاتَّبَعْنَاهُ عَلَىٰ مَا جَاءَ بِهِ، فَعَبَدْنَا اللَّهَ وَحْدَهُ، فَلَمْ نُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَحَرَمْنَا مَا حَرَّمَ عَلَيْنَا وَأَخْلَلْنَا مَا أَحَلَّ لَنَا فَعَدَا عَلَيْنَا قَوْمًا فَعَدَبُونَا وَفَتَنُونَا عَنْ دِينِنَا لِيُرُدُّونَا إِلَىٰ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ مِنْ عِبَادَةِ اللَّهِ وَأَنْ نَسْتَجِلَّ مَا كُنَّا نَسْتَجِلُّ مِنَ الْخَبَائِثِ، فَلَمَّا قَهَرُونَا وَظَلَمُونَا، وَشَقُّوا عَلَيْنَا، وَحَالُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ دِينِنَا، خَرَجْنَا إِلَىٰ بَلَدِكَ، وَاخْتَرْنَاكَ عَلَىٰ مَنْ سِوَاكَ، وَرَغَبْنَا فِي جِوَارِكَ، وَرَجَوْنَا أَنْ لَا نُظَلَّمَ عِنْدَكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ

ہم نے بت پرستی ترک کر کے اس پاکیزہ دعوت کو جو ہر طرح کی اخلاقی و نیکی کی تعلیم دیتی ہے تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے اور انہوں نے جو کچھ فرمایا اس کی اطاعت کی، ہم اللہ وحدہ کی بندگی کرتے ہیں اور ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جن چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں ہم اسے حرام قرار دیتے ہیں اور جن چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں ہم انہیں حلال قرار دیتے ہیں، ہماری قوم نے اس

دین حق کے اختیار کرنے پر ہم کو تکالیف پہنائیں اور ہمیں بہت ستایا تاکہ ہم اس اللہ کی بندگی کو ترک کر دیں اور بتوں کی پرستش اختیار کر لیں اور جس طرح وہ برے کاموں کو حلال سمجھتے ہیں ہم بھی حلال سمجھیں، چنانچہ جب ان کے ظلم و ستم کی کوئی حد نہ رہی، اپنے دین پر چلنا اور ایک اللہ کی عبادت و بندگی کرنا دشوار ہو گیا تو کفر و شرک کے فتنوں سے بچنے اور اپنے ایمان کی سلامتی و عافیت کے لئے آپ کی ہمسائیگی کو ترجیح دی اور ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ کے زیر سایہ ہم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔^①

فَقَالَ أَفْرَأُ عَلَيَّ مِمَّا يَفْرَأُ عَلَيْكُمْ

جسے سن کر نجاشی بہت متاثر ہوا اور جعفر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ اللہ نے جو پیغام آپ کے رسول پر نازل کیا ہے وہ پڑھ کر سنائیں، جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کو سورہ مریم کی ابتدائی چند آیات پڑھ کر سنائیں۔

كَلْبِيعُ ① ذِكْرٌ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ② إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ③ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ④ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ⑤ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ⑥ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ⑦ يُزَكِّرْهَا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ⑧ قَالَ رَبِّ أُنَى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑨ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئْ وَقَدْ خَلَقْنَاكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكْ شَيْئًا ⑩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ⑪ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ⑫ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ⑬ لِيُحْيِي خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ⑭ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ⑮ وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكُوهً ⑯ وَكَانَ تَقِيًّا ⑰ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ⑱ وَسَلَّمْ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ⑲

ترجمہ: ذکر ہے اس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی، جبکہ اس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا اس نے عرض کیا اے پروردگار! میری ہڈیاں تک گھل گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے اے پروردگار میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر نامراد نہیں رہا، مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں کی برائیوں کا خوف ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے فضل خاص سے ایک وارث عطا کر دے جو میرا وارث بھی ہو اور آل یعقوب علیہم السلام کی میراث بھی پالے اور اے پروردگار اس کو ایک پسندیدہ انسان بنا (جواب دیا گیا) اے زکریا علیہ السلام! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ علیہ السلام ہو گا، ہم نے اس نام کا کوئی آدمی اس سے پہلے پیدا نہیں کیا عرض کیا پروردگار بھلا میرے ہاں کیسے بیٹا ہو گا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں، جواب ملا ایسا ہی ہو گا تیرا رب فرماتا ہے کہ یہ تو میرے لئے ایک زرا سی بات ہے آخر اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جب کہ تو کوئی چیز نہ تھا، زکریا نے عرض کیا پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرمادے فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تم پیہم تین دن تک لوگوں سے بات چیت نہ کرو گے (یا نہ کر سکو گے) چنانچہ وہ

① ابن بشام ۳۳۵، دلائل النبوة لابی نعیم ۲۳۶، دلائل النبوة للبيهقي ۳۰، الروض الانف ۵۰، تاریخ الخميس ۲۹۰

محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا اور اس نے اشارے سے ان کو ہدایت کی کہ صبح وشام تسبیح کرو اور اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ بڑا پرہیزگار اور اپنے والدین کا حق شناس تھا وہ جبار نہ تھا اور نہ نافرمان، سلام اس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

قَالَتْ: فَبِكَيْ وَاللَّهِ النَّجَاشِيُّ حَتَّىٰ اخْضَلَّتْ لِخَيْبَتِهِ، وَبَكَتْ أَسَافَقْتُهُ حَتَّىٰ اخْضَلُّوا مَصَاحِفَهُمْ، حِينَ سَمِعُوا مَا تَلَا عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ (لَهُمْ) النَّجَاشِيُّ: إِنَّ هَذَا وَالَّذِي جَاءَ بِهِ عَيْسَىٰ لِيَخْرُجَ مِنْ مِشْكَاةٍ وَاحِدَةٍ، انْطَلَقَا، فَلَا وَاللَّهِ لَا أَسْبَابَهُمْ إِلَيْكُمْ، وَلَا يُكَادُونَ

نجاشی اپنے دین کے بارے میں اچھا علم رکھتا تھا اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا سچا کلام جس میں ذکر یا تَعَالَىٰ اور تَعَالَىٰ کی پیدائش کا ذکر تھا سن کر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہنے لگی جس سے اس کی دائرہی تر ہو گئی اہل دربار پر بھی ایسا ہی اثر ہوا اور وہ بھی زار و قطار رونے لگے اور اس قدر روئے کہ جو کتابیں ان کے آگے کھولی ہوئی تھیں وہ سب تر ہو گئیں، جب نجاشی کے جذبات کچھ ٹھنڈے ہوئے تو کہنے لگا جو پیغام رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لے کر آئے ہیں اور وہ پیغام جو عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام نے سنایا تھا بالکل ایک طاقے سے پھوٹی روشنی کی مانند ہیں، اور غصہ سے قریش کے نمائندوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا تم لوگ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ، اللہ کی قسم! میں ہرگز ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا، کفر کا سر جھک گیا اور حق سر بلند رہا، رسی جل گئی مگر بل نہ گیا،

قَالَتْ: فَلَمَّا خَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ، قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: وَاللَّهِ لَا تَبَيَّنَتْ عِنْدَهُمْ بِمَا أَسْتَأْصِلُ بِهِ خَضْرَاءَهُمْ، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ، وَكَانَ اتَّقَى الرَّجُلَيْنِ فِينَا: لَا نَفْعَلُ، فَإِنَّ لَهُمْ أَرْحَامًا، وَإِنْ كَانُوا قَدْ خَالَفُونَا قَالُوا: وَاللَّهِ لَا تُخْبِرُنَهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَيْسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ عِنْدَهُ، أَيُّهَا الْمَلِكُ، إِنَّهُمْ يَقُولُونَ فِي عَيْسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ قَوْلًا عَظِيمًا، فَأَرْسَلْ إِلَيْهِمْ فَاسْأَلْهُمْ عَمَّا يَقُولُونَ فِيهِ

دربار سے باہر نکل کر عمرو بن عاص مہاجرین کو دھمکی دے کر بولا اللہ کی قسم! میں کل ایسی ترکیب کروں جس سے ان لوگوں کا پورا استیصال ہو جائے گا، عبد اللہ بن ابی ربیعہ جو ایک رحم دل شخص تھا اس نے کہا ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ پھر آخر یہ لوگ ہمارے رشتہ دار ہیں اگرچہ دین میں ہمارے مخالف ہو گئے ہیں تو ہو جائیں مگر ایسا نہیں کرنا چاہیے، مگر عمرو بن عاص نہ مانا اور کہنے لگا اللہ کی قسم! میں کل نجاشی کو ضرور کہوں گا کہ یہ لوگ عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام بن مریم کو بشر سمجھتے ہیں تو وہ انہیں فوراً ہی اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم صادر کر دے گا حسب پروگرام دوسرے دن اس نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر کہا اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے ایک بڑی غلط بات کہتے ہیں انہیں بلوائیں اور عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کے بارے میں ان کے عقائد و نظریات معلوم فرمائیں، صورت حال معلوم کرنے کے لئے نجاشی نے پھر مہاجرین کو دربار میں بلوایا، قَالَتْ: وَلَمْ يَزَلْ بِنَا مِثْلَهَا قَطُّ. فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ، ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَاذَا تَقُولُونَ فِي عَيْسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ إِذَا سَأَلْتُمْ عَنْهُ؟ قَالُوا: نَقُولُ وَاللَّهِ مَا قَالَ اللَّهُ، وَمَا جَاءَنَا بِهِ نَبِيُّنَا، كَأَنَّ فِي ذَلِكَ مَا هُوَ كَائِنٌ، قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ، قَالَ لَهُمْ: مَاذَا تَقُولُونَ فِي عَيْسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ؟ فَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: نَقُولُ فِيهِ الَّذِي جَاءَنَا بِهِ نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (يَقُولُ) : هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَرُوحُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبُتُولِ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جیسا اس روز ہمیں فکر و تردد لاحق ہوا ایسا کسی روز نہیں ہو اسب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے کہ اگر بادشاہ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں دریافت کرے تو ہمیں کیا جواب دینا چاہیے بحث و تمحیص کے بعد یہی رائے قرار پائی کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہی صاف صاف بیان کر دو پھر اللہ کو جو منظور ہو گا وہی ہو گا، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے تو نجاشی نے مہاجرین سے پوچھا تم عیسیٰ کے متعلق کیا عقائد و نظریات رکھتے ہو؟ اس موقع پر پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں بتلایا ہے کہ عیسیٰ غائب اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے، وہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلمہ تھے جو پاکدامن مریم کی طرف القا کیا گیا تھا اور آیات قرآنی پڑھ کر سنائیں۔

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مَرِيَمَ ۖ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرِيحًا ﴿١٦﴾ فَأَتَتْهُمُ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِن كُنْتُ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمَسِّنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكْ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذَلِكَ ۖ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئٌ ۖ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۖ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۖ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَوَادَعَهَا مِنْ تَحْتِهَا ۖ أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهَزَيْتِ الْبَيْتَ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فُكِّلِي وَالْشَّرْبِي وَفَرِّصِي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۖ فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنْتَ بِهِ قَوْمًا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يُمَرِّمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا حَتَّ هُرُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ أَمْرًا سَوِيًّا ۖ وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۖ آتَانِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدِي ۖ وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۖ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحٰنَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ لِلَّهِ رَبِّ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾

ترجمہ: اور اے نبی اس کتاب میں مریم رضی اللہ عنہا کا حال بیان کرو جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا، مریم رضی اللہ عنہا یکا یک بول اٹھی کہ اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اس نے کہا میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکلاؤں، مریم رضی اللہ عنہا نے کہا میرے ہاں کیسے لڑکا ہو گا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں، فرشتے نے کہا ایسا ہی ہو گا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت

آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔ مریم رضی اللہ عنہا کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لیے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی، پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا وہ کہنے لگی کاش! میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام و نشان نہ رہتا، فرشتے نے پانستی سے اسکو پکار کر کہا تم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو زرا اس درخت کے تنے کو ہلا، تیرے اوپر تو تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے روزے کی نذرمانی ہے اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی، پھر وہ اس بچے کو لیے ہوئے اپنی قوم میں آئی، لوگ کہنے لگے اے مریم یہ تو نے بڑا پاپ کر ڈالا اے ہارون کی بہن نہ تیرا پاپ کوئی بر آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی، مریم رضی اللہ عنہا نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا، لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گوارے میں پڑا ہو ایک بچہ ہے، بچہ بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور باہرکت کیا جہاں میں رہوں اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شتی نہیں بنایا سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جبکہ میں مروں اور جبکہ میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں، یہ ہے عیسیٰ ابن مریم اور یہ ہے اس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں، اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے، وہ پاک ذات ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔ (اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ) اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، پس تم اسی کی بندگی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

فَضْرَبَ النَّجَاشِيُّ بِيَدِهِ إِلَى الْأَرْضِ، فَأَخَذَ مِنْهَا عُوْدًا، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ مَا عَدَا عَيْسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ مَا قُلْتُ هَذَا الْعُوْدَ قَالَ: اذْهَبُوا فَأَنْتُمْ سُيُومٌ بَارِضِي، مَنْ سَبَّكُمْ عَزَمَ وَالسُّيُومُ: الْأَمْنُونَ فِي لِسَانِهِمْ، ثُمَّ قَالَ لِلرَّسُولَيْنِ: لَوْ أَعْطَيْتُمُونِي دَبْرًا مِنْ ذَهَبٍ، يَقُولُ: جَبَلًا مِنْ ذَهَبٍ، مَا أَسَأَلْتُمْهُمْ إِلَّا يَكْمَا زُودُوا عَلَيْهِمَا هَذَا يَأْتِيَانِي، فَلَا حَاجَةَ لِي بِهِمَا، فَوَاللَّهِ مَا أَخَذَ اللَّهُ مِنِّي الرِّشْوَةَ حِينَ رَدَّ عَلَيَّ مُلْكِي، فَأَخَذَ الرِّشْوَةَ فِيهِ، وَمَا أَطَاعَ النَّاسَ فِي فِئَاتِهِمْ فِيهِ، قَالَتْ: فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ مَقْبُوحَيْنِ مَزْدُودًا عَلَيْهِمَا مَا جَاءَ بِهِ، وَأَقَمْنَا عِنْدَهُ بَحْيِرَ دَارٍ، مَعَ خَيْرِ جَارٍ

یہ حقیقی جواب سکر نجاشی جوش سے بھر گیا اور زمین پر ہاتھ مارا اور ایک تیکا اٹھا کر کہنے لگا اللہ کی قسم! تم نے جو کچھ بیان کیا ہے عیسیٰ علیہ السلام اس سے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ علیہ السلام زیادہ نہیں، پھر نجاشی بولا آج سے یہ مہاجرین میرے قابل قدر مہمان ہیں جو انہیں برا کہے گا تو نقصان اٹھائے گا اور اگر کوئی انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا تو اسے سخت ترین سزا دی جائے گی، پھر قریش کے دونوں قاصدوں سے کہنے لگا اگر تم مجھے سونے کا گر جا بلکہ پہاڑ بھی دے دو پھر بھی میں مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا پھر اپنے کارندوں اور اہل دربار سے مخاطب ہو کر بولا کہ ان سفیروں کے تحائف انہیں واپس کر دیں ہمیں ان کے تحائف کی کوئی ضرورت نہیں، جب اللہ تعالیٰ نے مجھے میرا ملک واپس دیا تھا تو مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی کہ میں ان کے بارے میں رشوت لوں، اس نے میرے بارے میں لوگوں کی کوئی بات نہیں مانی کہ میں اب اس کے بارے میں ان کی بات مانوں، اس طرح مسلمان نہایت شاداں و فرحاں اور قریش کے اپنی اپنے تحائف اور نذرانے لیکر نہایت ذلت

و ندامت سے باہر نکل آئے اور مہاجرین حبشہ میں بڑے آرام و سکون سے زندگی بسر کرنے لگے۔^①

قریش کے سفیروں نے حبشہ سے واپس آ کر دوسرے سرداروں کو اپنی ذلت و نامرادی کی داستان سنائی تو ان کے دل غیض و غضب سے بھر گئے، رسول اللہ ﷺ سے بغض و حسد اور زیادہ بڑھ گیا، دوسرے مسلمانوں پر تو ان کے قبیلے والے، عزیز و اقارب یا غلاموں پر مالکِ ظلم و تم کرتے ہی رہتے تھے جس کا نتیجہ صفر ہی نکلا تھا، ان مظالم سے بچنے اور اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے ایک بڑی تعداد میں مسلمان حبشہ ہجرت کر چکے تھے اور مکہ میں سید الامم ﷺ اور چند ساتھیوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا، چنانچہ موقع غنیمت جان کر انہوں نے ان خطوط پر سوچنا شروع کر دیا کہ ہر ممکن طور پر رسول اللہ ﷺ کو دعوتِ اسلام سے روکا جائے یا پھر انہیں قتل کر دیا جائے، عرب سمجھتے تھے کہ اگر انہوں نے اس زمین کو اس مرکزی شخصیت سے محروم کر دیا تو یہ دنیا اللہ کے قانون سے خود بخود خالی ہو جائے گی اور ان کا نراج ان کے مفادات کی حفاظت کرنے کے لئے قائم رہے گا اسی سوچ کے تحت ذاتِ اقدس پر جان لیوا حملہ کیا گیا، ایک دفعہ آپ ﷺ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ نراج کے ایک پر جوش حامی نے آپ کی گردن میں پڑکا ڈال کر اس زور سے بھینچا کہ آپ کی سانس رک گئی، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بچایا، کیونکہ آپ کے چچا ابوطالب قربتِ تعلق سے برابر مخالفین سے آپ ﷺ کی حفاظت پر کمر بستہ تھے اس لئے اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے انہوں نے ان سے بات کرنا مناسب خیال کیا۔

ابوطالب کو علانیہ دھمکی:

يَا أَبَا طَالِبٍ، إِنَّ لَكَ سِنًا وَشَرَفًا وَمَنْزِلَةً فِينَا، وَإِنَّا قَدْ اسْتَنْبَيْنَاكَ مِنْ ابْنِ أُخَيْكَ فَلَمْ تَنْهَهُ عَنَّا، وَإِنَّا وَاللَّهِ لَا نَضْبِرُ عَلَى هَذَا مِنْ شَيْءٍ أَبَائِنَا، وَتَسْفِيهِ أَخْلَامِنَا، وَعَيْبِ آلِهَتِنَا، حَتَّى تَكْفَهُ عَنَّا، أَوْ نُنَازِلَهُ وَإِيَّاكَ فِي ذَلِكَ، حَتَّى يَهْلِكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ، أَوْ كَمَا قَالُوا لَهُ، (ثُمَّ) انْصَرَفُوا عَنْهُ، فَعَظَّمَ عَلَى أَبِي طَالِبٍ فِرَاقَ قَوْمِهِ وَعَدَاؤَهُمْ، وَلَمْ يَطْبُ نَفْسًا بِإِسْلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ وَلَا خِذْلَانِهِ

چنانچہ معاملہ طے کر کے وہ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوطالب! آپ ہم سب میں عمر ہیں اور مرتبہ و عزت میں بھی ہم سب سے بڑھے ہوئے ہیں، ہم نے پہلے بھی آپ سے خواہش کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو اس نئے دین کی دعوت سے روک لیں مگر آپ نے کچھ بھی نہیں کیا اور وہ کھلے عام ہمارے معبودوں کو برا بھلا اور دعوتِ اسلام دیتے پھر رہے ہیں، ہم نے بہت برداشت کیا مگر اللہ! اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے، اب ہم مزید ضبط و برداشت نہیں کر سکتے کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں اور آباؤ اجداد کو گمراہ کہے اور ہمیں بے عقل اور نادان گردانے، ہم آپ کو واضح طور پر آگاہ کر رہے ہیں کہ یا تو آپ انہیں اس دعوت کی تبلیغ سے روک دیں ورنہ ہم آپ سے اور ان سے مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ ہم دونوں فریقوں میں سے ایک تباہ و برباد ہو جائے، اس طرح دھمکی دے کر وہ لوگ واپس چلے گئے، ابوطالب پر قوم کا چھوٹ جانا اور ان کا دشمن بن جانا بہت شاق گزر اور انہی وجوہات سے نہ وہ بخوشی خاطر رسول اللہ ﷺ پر اسلام لاسکے اور نہ آپ ﷺ کی مدد سے ہاتھ اٹھاسکے،

① سیرۃ ابن اسحاق ۱/۲۱۴، ابن ہشام ۳/۳۶، الروض الانف ۳/۱۴۸، زاد المعاد ۳/۲

أَنْ فُرِيضًا حِينَ قَالُوا لِأَبِي طَالِبٍ هَذِهِ الْمَقَالَةُ، بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَاءُونِي، فَقَالُوا لِي كَذَا وَكَذَا، لِلَّذِي كَانُوا قَالُوا لَهُ، فَأَبَيْتُ عَلَيْهِ وَعَلَى نَفْسِكَ، وَلَا تُحْمِلْنِي مِنَ الْأَمْرِ مَا لَا أُطِيقُ، قَالَ: فَظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ بَدَأَ لِعَجَبِهِ فِيهِ بَدَاءً أَنَّهُ خَاذِلُهُ وَمُسْلِمُهُ، وَأَنَّهُ قَدْ ضَعُفَ عَنْ نُصْرَتِهِ وَالْقِيَامِ مَعَهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَمُّ، وَاللَّهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِي يَمِينِي، وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي عَلَى أَنْ أَتُوكَ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللَّهُ، أَوْ أَهْلِكَ فِيهِ، مَا تَرَكْتُهُ، قَالَ: ثُمَّ اسْتَعْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَكَى ثُمَّ قَامَ، فَأَمَّا وَلِي نَادَاهُ أَبُو طَالِبٍ، فَقَالَ: أَقْبِلْ يَا بَنَ أَخِي، قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اذْهَبْ يَا بَنَ أَخِي، فَقُلْ مَا أَحْبَبْتَ، فَوَاللَّهِ لَا أَسْأَلُكَ لِشَيْءٍ أَبَدًا

جب قریش کے وفد نے یہ شکایت کی تو ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور اے میرے بھتیجے! تمہاری قوم نے میرے پاس آ کر تمہاری شکایتوں کا دفتر کھولا ہے پس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اپنی اور میری جان کے ہلاک کرنے کی بات نہ کرو اور مجھ پر میری طاقت سے زیادہ بار نہ ڈالو، رسول اللہ ﷺ کو خیال گزرا کہ ان کا چچا جو اب تک پوری قوم کے سامنے ان کا پشت پناہ بنا کھڑا تھا انہیں بے سہارا چھوڑ رہا ہے اور اب وہ ان کی پشت پناہی کرنے سے قاصر ہیں، اس لئے جو باعرض کیا ہے چچا اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لاکر بھی رکھ دیں میں تب بھی اپنے وعظ و نصیحت سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کا بول بالا فرما دے گا یا میں خود اس راہ میں فنا ہو جاؤں، یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ شدت جذبات سے رو پڑے اور وہاں سے جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، جب آپ لوٹنے لگے تو ابوطالب نے آپ کو آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے! تم اپنی دعوت جس کو چاہو دیتے پھرو، واللہ! میں تمہیں کسی قیمت پر کسی کے حوالہ نہ کروں گا۔^(۱) اس روایت کی سند منقطع ہے۔

أخبرني عقيل بن أبي طالب قال: جاءت فُرَيْشٌ إِلَى أَبِي طَالِبٍ، فَقَالُوا: إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ هَذَا قَدْ آذَانَا فِي نَادِينَا وَمَسْجِدِنَا فَأَنْتُمْ عَنَّا فَقَالَ: يَا عَقِيلُ انْطَلِقْ فَأْتِنِي بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْطَلَقْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ يَطْلُبُ الْفِيءَ يَمِشِي فِيهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ الرَّحْضِ، فَأَمَّا أَنَا هُمْ قَالَ أَبُو طَالِبٍ: إِنَّ بَنِي عَمَّتِكَ هُوَ لَأَدَّ قَدْ رَعَمُوا أَنَّكَ تُؤْذِيهِمْ فِي نَادِيهِمْ وَمَسْجِدِهِمْ فَأَنْتَ عَنْهُمْ، فَحَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: أَتَرُونَ هَذِهِ الشَّمْسَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا أَنَا بِأَقْدَرِ عَلَى أَنْ أَدْعَ ذَلِكَ مِنْكُمْ عَلَى أَنْ تَسْتَشْعَلُوا مِنْهَا شُعْلَةً، فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ: وَاللَّهِ مَا كَذَّبْتُ ابْنَ أَخِي قَطُّ فَارْجِعُوا

عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے قریش کے لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا تمہارا بھتیجا ہمیں مجلسوں اور بیت اللہ میں بیٹھ کر ہمیں تکلیف پہنچا رہا ہے، انہیں ایسا کرنے سے روکو، ابوطالب نے عقیل سے کہا اے عقیل محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ، میں انہیں بلانے کے لئے گیا پس آپ ﷺ سائے کو تلاش کرتے ہوئے پسینے میں شرابور ہو کر تشریف لائے، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو ابوطالب نے کہا بھتیجے! تمہاری قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ تم انہیں ان کی مجلسوں اور بیت میں بیٹھ کر تکلیف پہنچاتے ہو، بھتیجے! انہیں تکلیف مت پہنچاؤ، رسول

اللہ ﷺ نے نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا آپ سورج کو دیکھتے ہیں؟ وہ بولے ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح آپ اس سے کوئی شعلہ نہیں لاسکتے اسی طرح میں بھی اپنا کام نہیں چھوڑ سکتا، ابوطالب سرداران قریش سے کہنے لگے اللہ کی قسم! میرے بھتیجے نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کی، جاؤ چلے جاؤ۔^(۱) چنانچہ رسول اللہ ﷺ کفار مکہ سے بلا خوف و دعوت اسلام کو پھیلانے میں سرگرداں رہے۔

ابوطالب کو ایک اور تجویز:

ثُمَّ إِنَّ فُرَيْشًا حِينَ عَرَفُوا أَنَّ أَبَا طَالِبٍ قَدْ أَبِي خَدْلَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِسْلَامَهُ، وَإِجْمَاعَهُ لِفِرَاقِهِمْ فِي ذَلِكَ وَعَدَاوَتِهِمْ، مَشُوا إِلَيْهِ بِعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةَ، فَقَالُوا لَهُ فِيمَا بَلَغَنِي يَا أَبَا طَالِبٍ، هَذَا عُمَارَةُ ابْنِ الْوَلِيدِ، أَهْدُ فَتَى فِي فُرَيْشٍ وَأَجْمَلُهُ، فَخَذَهُ فَلَكَ عَقْلُهُ وَنَصْرُهُ، وَإِخْذُهُ وَلَدًا فَهُوَ لَكَ، وَأَسْلِمُ إِلَيْنَا ابْنَ أَخِيكَ هَذَا، الَّذِي قَدْ خَالَفَ دِينَكَ وَدِينَ آبَائِكَ، وَفَرَّقَ جَمَاعَةَ قَوْمِكَ، وَسَفَّهَ أَخْلَامَهُمْ، فَتَقْتُلُهُ، فَإِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ بِرَجُلٍ

جب قریش کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ ابوطالب رسول اللہ ﷺ سے تعلق نہیں چھوڑتے اور ان کی حمایت پر کمر بستہ ہیں تب وہ عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو اپنے ساتھ لے کر ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ یہ عمارہ جو قریش کا بہت ہوشمند اور حسین ترین نوجوان ہے آپ سے قبول کر لیں، اس کی عقل و دانش اور مردد آپ کے کام آئے گی، آپ اسے اپنا متنبی بنالیں اور اپنے بھتیجے کو جس نے ہماری عقلوں کو ناکارہ قرار دے دیا ہے اور خود آپ کے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت شروع کر رکھی ہے جس نے آپ کی قوم میں انتشار برپا کر دیا ہے ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہم اسے قتل کر ڈالیں اور جان کے بدلے جان کے اصول پر عمارہ کو ان کے بدلے رکھ لیں،

فَقَالَ: وَاللَّهِ لَبَسَسَ مَا تَسْؤُمُونَنِي! أَنْتَظُونَنِي ابْنُكُمْ أَعْدُوهُ لَكُمْ، وَأَعْطِيكُمْ ابْنِي تَقْتُلُونَهُ! هَذَا وَاللَّهِ مَا لَا يَكُونُ أَبَدًا قَالَ: فَقَالَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ نُوفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ قُصَيٍّ: وَاللَّهِ يَا أَبَا طَالِبٍ لَقَدْ أَنْصَفَكَ قَوْمُكَ، وَجَهَدُوا عَلَيَّ التَّخْلُصِ مِمَّا تَكْرَهُهُ، فَمَا أَرَاكَ تُرِيدُ أَنْ تَقْبَلَ مِنْهُمْ شَيْئًا فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ لِلْمُطْعِمِ: وَاللَّهِ مَا أَنْصَفُونِي، وَلَكِنَّكَ قَدْ أَجْمَعْتَ خَدْلَانِي وَمُظَاهَرَةَ الْقَوْمِ عَلَيَّ، فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ، أَوْ كَمَا قَالَ. فَحَقَّبَ الْأُمْرُ، وَحَيَّيْتُ الْحَزْبُ، وَتَنَابَذَ الْقَوْمُ، وَبَادَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا

ان کی احمقانہ تجویز سن کر ابوطالب نے کہا واللہ! تم مجھ سے جو سودا کر رہے ہو وہ بہت براسودا ہے کیا تم اپنا فرزند مجھے اس لئے دیتے ہو کہ میں اسے تمہارے لئے کھلا پلا کر تیار کروں اور اپنا فرزند تمہیں اس لئے دے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو واللہ! ایسا ہرگز نہ ہوگا، اس پر مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بولا آپ کی قوم نے آپ کے سامنے منصفانہ تجویز رکھی ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کسی بات کو قبول کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے، ابوطالب نے کہا واللہ! تم لوگوں نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا بلکہ تم لوگوں نے مجھ پر قوم کو چڑھا لانے اور مجھے رسوا کرنے

(۱) السیر والمغازی لابن اسحاق ۱۵۵، دلائل النبوة للبيهقي ۱۸۶/۲، السيرة النبوية لابن كثير ۳۳۳/۱، سُبُلُ السَّلَامِ مِنْ صَحِيحِ سِيرَةِ خَيْرِ الْأَنْبَاءِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۱۲۳، السيرة النبوية كما جاءت في الأحاديث الصحيحة ۲۳، صحيح السيرة النبوية للعلی ۵، فقه السيرة النبوية لمنير الغضبان ۲۰۷، السيرة النبوية الصحيحة محاولة لتطبيق قواعد المحدثين في نقد روايات السيرة النبوية ۱۶۰

کی دونوں تدبیریں کی ہیں پس اب تمہارا جو جی چاہے کر لو، جب قریش اپنے مطالبہ کے پورا ہونے سے ہر طرح سے مایوس ہو گئے تو عام مسلمانوں پر ظلم و تشدد پر اتر آئے اور ہر قبیلہ اپنے نو مسلموں کو طرح طرح کا عذاب دے کر اپنے دین سے مرتد کرنے کی سعی کرنے لگا۔^① یہ دیکھ کر ابوطالب بنو ہاشم کے پاس گئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت و پشت پناہی پر زور دیا جسے انہوں نے قبول کر لیا۔